ازالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مقامِ خلافت، خلفاء راشدینؓ کے فضائل و مناقب، تفضیل حضرات شیخینؓ، صحابہ کرامؓ کے مراتب، خلفاء راشدینؓ کے کارنامے نیز امور خلافت سے متعلق تمام اہم اور معرکۃ الآراء مسائل پر مدلل بحث

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی

رح

غیر محتاط و غفلت شعار ناشروں کی دستبرد و تحریف سے محفوظ

یہ صحیح ترجمہ

قدیمی کتب خانہ

نے

جناب مولانا محمد عبد السلام صاحب فاروقی ابن حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب فاروقی سے دائمی حقوقِ طباعت و اشاعت حاصل کر کے شائع کیا۔

قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ
کراچی ۱

اِزَالۃُ الخَفَاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مترجمہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب فاروقی مجددی

جلد اوّل

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

عرضِ ناشر

علماء امت نے خلافت کے موضوع پر اور خلفاء راشدین کے فضائل و مناقب میں بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیرا۔ منجملہ ان کے حضرات شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کی "ازالۃ الخفاء" ہے۔ جو اپنے موضوع پر بے مثال اور لاثانی کتاب ہے۔ خلافتِ راشدہ کی حقانیت اور تفضیلِ شیخین کا دلائلِ عقلیہ اور نقلیہ سے اثبات جس عجیب و غریب انداز سے فرمایا ہے وہ محیّر العقول ہے۔

یہ کتاب دو حصّوں پر منقسم ہے۔ پہلے حصّہ کا نام مقصدِ اوّل ہے اور دوسرے حصہ کا نام مقصد دوم ہے۔ مقصد اوّل میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ اور دلائلِ عقلیہ سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اور مقصد دوم میں خلفائے راشدین کے کارناموں کا بیان ہے۔ کتاب کیا ہے ایک عظیم الشان مخزن ہے جس میں صاف و شفاف آبِ زلال کو جمع کیا گیا ہے جو سحائبِ الہام نے مصنف رحمہ اللہ کے قلبِ صافی پر برسایا ہے۔ اور پھر اُس الہامی درایت کو روایاتِ نبویہ سے مدلّل اور مبرہن کیا ہے۔ بزرگانِ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس مبحث میں آج تک کوئی ایسی پاکیزہ کتاب نہیں لکھی گئی۔ مصنف کا قلم جب درایت پر چلتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم جنیدؒ اور بایزیدؒ کا ہے۔ اور جب روایت پر چلتا ہے تو روایات کا ایک عظیم دریا نظر آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم گویا ابن حجر عسقلانیؒ اور عینیؒ کا ہے۔ یہ کتاب اپنے مصنف کے تبحرِ علمی اور وسعتِ نظر کی شاہدِ عادل ہے۔

اس کتاب کی اہمیت و افادیت اور نیز یہ کہ ترجمہ میں کن کن امور کا التزام کیا گیا ہے آپ محترم مترجم کے دیباچہ میں مطالعہ فرمالیں گے۔

معراج محمد بارق

فہرست مضامین ترجمہ اردو ازالۃ الخفاء

جلد اوّل

فصل سوم۔ تفسیر آیات خلافت ۷۵

فصل چہارم۔ احادیثِ خلافت ۲۱۲

مسانید مہاجرین اصحاب رسول اللہ صلعم ۳۳۱

فصل پنجم۔ بیان فتن ۴۷۸

کتبہ سید نشاد حسین ۱۹۵۹ء

دیباچہ از مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولہ الحمد کما یحب ویرضیٰ والصلوٰۃ والسلام علےٰ نبیہ المصطفیٰ وعلیٰ آلہ[1] اولی الدرجات العُلیٰ

امابعد۔ بندۂ معترف بعجز وقصور خاکِ پائے اہلِ اسلام محمد عبد الشکور عافاہ اللہ عن الشرور وغفر لہ ولوالدیہ یوم النشور۔ برادرانِ دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتیں ہر شخص پر حدِ شمار سے باہر ہیں اگر کوئی انسان اُن کی شکر گزاری کرنا چاہے تو ناممکن ہے کہ عہدہ برآ ہوسکے۔ منجملہ اُن نعمتوں کے ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس نے ہدایت کے لئے انبیاءؑ بھیجے جنھوں نے ہر ملک کے بنی آدم کو اُن کی زبان میں تعلیم و تلقین کی اور خداشناسی کی راہیں ان پر کھولیں ہلاکتِ ابدی سے ان کو بچا کر سعادتِ سرمدی کا مستحق بنایا پھر سب کے آخر میں ایک شمع[2] درخشاں اور مہرِ تاباں کو مبعوث فرمایا یعنی بہترین انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خاکدانِ تیرہ کو منوّر فرمایا۔ اُس ہادیٔ برحق نے تیئیس[3] برس تک روح فرسا مصائب و آلام کو برداشت کرکے اسلام کی تبلیغ کی اور کس رافت و رحمت کے ساتھ جہنم[4] کے کنارے پر پہنچے ہوئے قافلوں کو شاہراہِ ہدایت پر لگایا۔ جو لوگ نارِ جحیم کے مستحق ہوچکے تھے اُن کو جنّت[5] الفردوس کا وارث بنایا پھر آپؐ کے بعد ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں آپ کے سچے نائبوں کے ذریعہ سے اُس دینِ الٰہی کی تعلیم و تعلّم کے سلسلہ کو جاری رکھا اور ہر ملک میں وہیں کی خاک سے ایسے ایسے برگزیدہ قدسی پیدا کئے جنھوں نے حضرت ختم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نیابت کا حق کماینبغی ادا کیا۔ یہ سلسلہ نعمتِ الٰہیہ کا اب تک جاری ہے اور جب تک وہ چاہے گا جاری رکھے گا اس نعمتِ عظمیٰ سے بفضلِ خداوندی ہندوستان نے بھی بہرۂ وافر پایا اور یہاں کی زمین بھی اس بارانِ رحمت سے محروم نہیں ہے۔ ہندوستان

---

[1] آل کا لفظ چونکہ زبانِ عرب میں کل پیرووں کو شامل ہے اور خود قرآن کریم میں بھی یہ لفظ اس معنی میں مستعمل ہے قولہ تعالےٰ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ اسی وجہ سے نماز کے درود میں صرف آل کا لفظ آیا کہ وہ اصحاب کو بلکہ جمیع مومنین متبعین کو قیامت تک شامل ہے لہذا اتباعاً یہاں صرف آل پر اکتفا کی گئی ۱۲ منہ [2] اقتباس ہے اس آیۂ کریمہ سے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج اور قمر منیر فرمایا ہے ۱۲ منہ [3] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور بعد بعثت تیرہ برس مکہ میں رہے اور دس برس مدینہ میں ۱۲ [4] اشارہ ہے آیۂ کریمہ کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار کی طرف ۱۲ [5] اشارہ ہے آیتِ کریمہ اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس کی طرف ۱۲

کی خاک سے جو نامور علماء پیدا ہوئے جنھوں نے انبیاء علیہم السّلام کی گراں بہا میراث پائی ان میں ایک نمایاں رتبہ شیخ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے اور ان کی یہ کتاب ازالۃ الخفا ایک اعلیٰ پایہ کی اسلامی کتاب مانی گئی ہے۔

آج سے چالیس۴۰ برس پہلے اس کتاب کو جمال الدین خان صاحب مرحوم مدارالمہام ریاست بھوپال نے چھپوایا تھا۔ مگراب یہ کتاب ایسی نایاب ہوگئی ہے کہ ہندوستان کے اِس سرے سے اُس سرے تک کسی بازار میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ فارسی زبان کی کساد بازاری پر بھی اگر یہ کتاب کہیں مل جاتی ہے تو شائقینِ علومِ اسلامیہ دس۱۰ گنی قیمت پر بھی اس کو ارزاں سمجھتے ہیں لہٰذا ایک مدت سے احبابِ دینی کی آرزو تھی کہ یہ کتاب اُردو ترجمہ کے ساتھ چھاپی جائے اس لئے کہ فارسی اس کی بجائے خود نہایت دقیق ہے اس پر اُن علوم و معارف کی دقت جو اس میں ہیں اور عربی عبارات اور روایات کا اشکال جو تقریباً اس کتاب کا چھٹا حصہ کہی جا سکتی ہیں۔ مزید براں، احباب کی آرزو نے باوجود بے بضاعتی کے اس ناچیز کے دل میں اس کام کا ارادہ پیدا کیا مگر کثرت مشاغل کی وجہ سے وہ ارادہ ابھی قوت سے فعل میں نہ آیا تھا کہ ایک ترجمہ اس کتاب کا پنجاب سے شائع ہو گیا جس میں اس کتاب کی مسخ و تحریف اس بیدردی کے ساتھ کی گئی ہے کہ اہلِ ایمان کے قلوب کو سخت صدمہ پہنچا اور غضب یہ کہ وہ ترجمہ غیر حالّ المتن ہے جس کے باعث سے سوا اُن لوگوں کے جن کے پاس اصل کتاب کا نسخہ موجود ہو و قلیل ماھم اور کسی کو صحیح و سقیم کا امتیاز دشوار ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر شائقین کا تقاضا اور اصرار حد سے گزر گیا اور مَیں نے بھی سمجھا کہ اب نہایت ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اصل کتاب ایک صحیح ترجمہ کے ساتھ شائع کردی جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ چند روز میں اصل کتاب دنیا سے معدوم ہوجائے اور لوگ اس ترجمہ کو مطابق اصل سمجھ کر اصل کتاب کو مزخرف اور لغو سمجھنے لگیں اور اس طرح ایک عالم ربّانی سے بدگمان ہو کر اُن کی قیمتی محنتوں کے نتائج اور اُن کے علمی برکات کے فیض سے محروم ہوجائیں۔ پس خدا کا نام لے کر مَیں نے اس کام کو شروع کردیا اور اُسی کی مدد پر بھروسا کرکے مَیں نے اس بارِ عظیم کو اپنے سر پر اُٹھالیا نام اس ترجمہ کا میں نے **کشف الغطاء عن السنۃ البیضاء** رکھا۔ حق تعالیٰ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ جس طرح اُس نے اس کام کے آغاز کی توفیق دی اسی طرح اس کے اتمام کی نعمت سے بھی سرفراز فرمائے آمین۔ جو برادران دینی اس ترجمہ سے منتفع ہوں اُن سے التجا ہے کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ کو اور بطفیل اُن کے اس ناچیز کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

حضرت مصنفؒ کا مختصر حال

نام نامی قطب الدین **عرف** ولی اللہ **والد ماجد** کا اسمِ گرامی شیخ ابوالفیض عبدالرحیم **وطن** دہلی۔ شیخ عبدالرحیم علیہ الرحمہ بھی دہلی کے اجلۂ مشائخ میں سے تھے۔ مصنف کا **نسب پدری** حضرت امیرالمومنین عمر فاروق تک پہنچتا ہے اور **نسبِ مادری** امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تک۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مصنف کے والد نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں حق تعالیٰ تم کو ایک فرزند دے گا تم اس کا نام میرے نام پر رکھنا اسی وجہ سے آپکا نام قطب الدین رکھا گیا۔ **ولادت** ۱۱۱۴ھ ہجری چہارم شوال روز چہار شنبہ کو ہوئی۔ **سات برس** کی عمر میں حفظِ قرآن سے اور **پندرہ** سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم اپنے والد ماجد سے کی جن کا سلسلہ سند بواسطہ سید زاہد بن اسلم ہروی مصنف زواہد ثلاثہ کے علامہ محقق جلال الدین دوانی تک پہنچتا ہے بعد اس کے ۱۱۴۳ھ میں بعد وفات اپنے والد ماجد مرحوم کے حرمین شریفین گئے اور وہاں کے مشائخ سے بھی علم حاصل کیا۔ اس زمانہ میں حرمین علمائے اعلام کا مرکز تھے۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء کا وہاں مجمع تھا مگر سب نے حضرت مصنفؒ کی جلالت ونبالت کا اعتراف کیا چنانچہ اُن کے اعلیٰ درجہ کے شیخ ابو طاہر کردی مدنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ولی اللہ مجھ سے احادیث کے الفاظ کی سند حاصل کرتے ہیں اور میں اُن سے احادیث کے معنی کی سند لیتا ہوں۔ ۱۱۴۵ھ میں حرمین شریفین سے واپس آئے اور نہایت قناعت کے ساتھ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں اپنی تمام عمر بسر کی اور ۱۱۷۶ھ میں بعمر باسٹھ سال اس دارِ فانی کو چھوڑ کر جوارِ رحمت میں سکونت اختیار کی۔ دہلی کی شہر پناہ سے باہر بجانب جنوب ترکمان دروازہ کی طرف مزار مبارک ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس مزار پر اپنی رحمت کا مینھ برساتا رہے۔

حضرت مصنفؒ کی ذات بابرکات کسی کی تعریف وتذکیر کی محتاج نہیں ہے آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے اہلِ علم مسلمان اُن کے علوِ مرتبت اور سموِ درجت سے واقف ہیں جس قدر علمائے کاملین بعد اُن کے ہوئے سب اُن کی مہارتِ کاملہ کے معترف رہے مگر حق یہ ہے کہ اُن کے کمالاتِ علمیہ کے معلوم کرنے کے لئے کسی کی شہادت اور کسی کے بیان کی مطلق ضرورت نہیں خود اُن کی تصانیف شاہد عادل ہیں کہ وہ اس دورِ آخر میں یکتائے روزگار تھے خصوصاً اُن کی یہ کتاب ازالۃ الخفا اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ اور کتاب مسوّیٰ شرح موطاً اُن کی مہارتِ کاملہ کے اچھے نمونے ہیں جو شخص ان کتابوں کو دیکھے وہ سمجھ سکتا ہے کہ اُن کے مصنفؒ کو تمام علومِ دینیہ میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ تفہیم کا طریقہ اور بیان کا سلیقہ جیسا اُن کو ملا ہے شاید کم کسی کو ملا ہو۔ حضرت مصنفؒ بلکہ اُن کا خاندان آبا سے لے کر ابناء تک ہندوستان کے لئے آیہ رحمت تھا جس قدر علومِ دینیہ خصوصاً علم حدیث کا چرچہ ہندوستان میں ہے سب اسی خاندان کا طفیل ہے۔ اگرچہ علمِ حدیث کی بنیاد ہندوستان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قائم کردی تھی مگر اُن کے بعد پھر اُس میں کچھ نمایاں ترقی نہ ہوئی۔ حضرت مصنفؒ نے اس کی تجدید وتکمیل کی۔ اس لحاظ سے علمِ حدیث کے لئے ہندوستان میں حضرت شیخ دہلویؒ کو معلم اوّل اور حضرت مصنفؒ کو معلم ثانی کہنا بالکل درست ہوگا۔

حضرت استاذ الاساتذہ علامہ لکھنوی مولانا الشیخ عبدالحی رحمہ اللہ نے حضرت مصنفؒ کا کچھ حال تعلیق الممجد کے مقدمہ میں لکھا ہے اور نہایت ناقلانہ الفاظ میں جیسا کہ اُن کی عادت ہے مصنفؒ کے فضائل وکمالات کو بیان کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس تذکرہ کا مقطع انہیں کا کلام ہو۔ فرماتے ہیں:۔

ومنهم الشيخ ولی الله المحدث الحنفی الدهلوی قطب الدين احمد بن عبد الرحيم بن وجيه الدين الشهيد بن معظم بن منصور بن احمد وتنتهی سلسلة نسبه الی عمر الفاروق ولد كما ذكر فی بعض رسائله يوم الاربعاء اربع شوال من سنة اربع عشر بعد الالف ومائة وختم حفظ القرآن وسنه سبع سنين واشتغل بتحصيل العلوم حضرة والده وكان من تلامذة السيد الزاهد الهروی والده صنف السيد الزاهد حواشيه المشهورة علی شرح المواقف وفرغ من جميع الفنون الرسمية حين كان عمره خمس عشرة سنة وتوفی والده حين كان عمره سبع عشرة سنة فجلس مجلسه فی التدريس والافادة وراح الی الحرمين الشريفين سنة ثلث واربعين واخذ عن جمع من المشائخ منهم الشيخ ابوطاهر المدنی وعاد الی الوطن سنة خمس واربعين وكانت وفاته سنة ست وسبعين بعد مائة والف وقيل اربع وسبعين وله تصانيف كثيرة كلها تدل علی انه كان من اجلة النبلاء وكبار العلماء موفقا من الحق سبحانه بالرشد والانصاف ومتجنبا عن التعصب والاعتساف ماهرا فی العلوم الدينية متبحرا فی المباحث الحديثية منها ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء كتاب عديم النظير فی بابه وحجة الله البالغة وقرة العينين فی تفضيل الشيخين والفوز الكبير فی اصول التفسير وعقد الجيد فی احكام التقليد والانصاف فی بيان سبب الاختلاف والبدور البازغة فی الكلام وسرور المحزون وفتح الرحمن ترجمة القرآن وفتح الخبير وفيوض الحرمين وانسان العين فی مشائخ الحرمين والانتباه فی سلاسل اولياء الله و

اور منجملہ شارحین موطا کے شیخ ولی اللہ محدث حنفی دہلوی ہیں نام انکا قطب الدین احمد تھا بیٹے ہیں شیخ عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد کے۔ انکا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ولادت ان کی جیسا کہ خود انھوں نے اپنے بعض رسائل میں بیان کیا ہے یوم چارشنبہ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ میں ہوئی۔ سات برس کی عمر میں حفظ قرآن مجید سے فراغت حاصل کی اور اپنے والد سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے۔ ان کے والد سید زاہد ہروی کے شاگرد تھے۔ سید زاہد نے حاشیۂ شرح مواقف انھیں کے والد کے لئے لکھا تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی ان کی عمر سترہ سال کی تھی کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا اس وقت اپنے والد کی جگہ درس و تدریس میں مشغول ہوئے ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین کا سفر کیا۔ اور وہاں کے بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا جن میں ایک شیخ ابوطاہر مدنی تھے ۱۱۴۵ھ میں وطن واپس آئے اور ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی اور بقول بعض ۱۱۷۴ھ میں۔

بہت سی تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں جو سب اس بات کو بتا رہی ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے فضلاء اور بڑے علماء میں سے تھے۔ حق سبحانہ کی طرف سے رشد اور انصاف کی ان کو توفیق ملی تھی۔ اور تعصب اور کج روی سے پاک تھے علوم دینیہ کے ماہر اور مباحث حدیث میں متبحر تھے انکی تصانیف کی فہرست حسب ذیل ہے۔ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء۔ جو اپنے موضوع میں بے نظیر کتاب ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔ عقد الجید فی احکام التقلید۔ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف۔ البدور البازغہ علم کلام میں۔ سرور المحزون۔ فتح الرحمن ترجمۂ قرآن (فارسی)۔ فتح الخبیر۔ فیوض الحرمین۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر۔ القول الجمیل۔ الہمعات۔ التفہیمات الالٰہیۃ۔ الطاف القدس۔ المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ۔ تاویل الاحادیث۔ اللمعات۔

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین والنوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر والقول الجمیل والهمعات والتفهیمات الالهیہ والطاف القدس والمقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ وتاویل الاحادیث واللمعات والسطعات والمقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیۃ وانفاس العارفین وشفاء القلوب والخیر الکثیر والزہراوین وغیر ذٰلک وقد شرح الموطا بروایۃ یحییٰ شرحین احدہما باللسان الفارسیۃ سماہ المصفٰی جرد فیہ الاحادیث والآثار وحذف اقوال مالک وبعض بلاغاتہ وتکلم فیہ کلام المجتہدین وثانیہما بالعربیۃ وسماہ المسوّٰی اکتفی فیہ علی ذکر اختلاف المذاہب وعلی قدر من شرح الغریب وغیرہ مما لابد منہ۔

السطعات[23]۔ المقدمۃ السنیہ[24] فی انتصار الفرقۃ السنیہ۔ انفاس العارفین[25]۔ شفاء القلوب[26]۔ الخیر الکثیر[27]۔ الزہراوین[28]۔ ان کے علاوہ اور کتابیں بھی ہیں۔ مؤطا کی دو[2] شرحیں لکھیں ایک فارسی زبان میں جس کا نام مصفّٰی[29] ہے اس میں صرف حدیث وآثار کی شرح ہے اور امام مالکؒ کے اقوال اور ان کے بعض بلاغات[1] حذف کردیئے ہیں۔ اس شرح میں مجتہدانہ روش سے گفتگو کی ہے۔ اور دوسری شرح عربی زبان میں ہے جس کا نام مسوّٰی[30] ہے اس میں صرف اختلاف مذاہب کو بیان کیا ہے اور کچھ حل لغت کیا ہے اور ایسی ہی ضروری چیزوں پر اکتفا کی ہے۔

٭ ٭ ٭ ٭

اس کتاب کا مختصر حال

یہ کتاب ازالۃ الخفاء حضرات خلفائے راشدین کی بہترین سیرت اور بہترین تاریخ ہونے کے علاوہ بہت سے دینی علوم ومعارف کا خزانہ ہی اور بلاشبہ حضرت مصنفؒ کی عمدہ تصانیف میں سے ہے۔ علمائے کاملین نے شہادت دی ہی کہ فی الحقیقۃ یہ کتاب اپنے موضوع میں بے نظیر ہے نہ حضرت مصنفؒ سی پہلے کسی نے ایسی کتاب اس موضوع پر لکھی نہ اُن کے بعد چنانچہ علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کی عبارت ابھی نقل ہوچکی ہی مگر سچ یہ ہے کہ اس کتاب کی عظمت خود اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہی سہ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب ٭ گر دلیلے خواہی ازوے رُو متاب ٭ یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی اللہ تعالیٰ اُن کو غریقِ رحمت کرے اُنھوں نے اس کتاب کی صحت وصفائی طبع کا بڑا اہتمام کیا اُنھیں کا چھپا ہوا نسخہ راقم الحروف کے پاس ہی اس کے بعد پھر یہ کتاب نہیں چھپی۔

منشی صاحب ممدوح کے کارپردازوں نے خاتمۂ کتاب پر اُس تمام اہتمام کو لکھا ہی جو اس کتاب کے متعلق کیا گیا اور لکھا ہی کہ قرائن سی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ناتمام ہی کیونکہ مقصد اوّل میں مصنفؒ نے آٹھ فصلیں قائم کی ہیں اور آٹھویں فصل تفضیل شیخین کی ہے اس کو دو[2] مقصد پر منقسم کیا ہی مقصدِ اوّل میں دلائلِ نقلیہ اور مقصدِ دوم میں دلائلِ عقلیہ مگر موجودہ نسخے میں دلائلِ عقلیہ کا کہیں پتہ نہیں علیٰ ہذا کتاب کا مقصدِ دوم بھی اس وجہ سی ناتمام معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کی کوئی عبارت اس پر

[1] جن روایتوں کو امام مالکؒ نے بلغنی یا بلغنا کہہ کر نقل کیا ہی ان روایتوں کو بلاغات کہتے ہیں ۱۲۔ [2] اسکی بابت ضروری اعلان کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمایئے۔

نہیں ہے حالانکہ یہ مصنفؒ کی عادت کے خلاف ہے۔ منشی صاحب ممدوح کا یہ احسان کہ انھوں نے اس کتاب کو چھاپ کر تلف ہونے سے محفوظ کر دیا۔ تمام اہلِ اسلام کی شکر گزاری کے قابل ہے اور اس کی شکر گزاری کیا ہو سکتی ہے ع۔ جز آنکہ بصدقِ دل دُعائے بکنیم ؎

لیکن باوجود اس اہتمام کے پھر بھی کتاب میں بہت سی اغلاط رہ گئے اور حاشیہ جو اُس پر لکھا گیا ہے وہ بھی بعض بعض مقامات پر غلط ہے۔ ان تمام اغلاط کو میں نے تین قسم پر تقسیم کیا ہے (۱) کاتب کی غلطیاں جو مصحح سے فروگزاشت ہوئیں مگر بدلالت عقل رفع ہو جاتی ہیں جیسے مقصدِ اوّل کی فصلِ چہارم مسند حضرت جابرؓ میں لفظ فطلع کو فطع لکھا ہے یا اسی فصل کے فذلکہ میں صحیح بخاری کی ایک روایت میں بجائے علی الهجرة کے الی الهجرة لکھا ہے۔ (۲) وہ غلطیاں جن میں دونوں احتمال ہیں خواہ کاتب کی ہوں خواہ مصحح و محشی کی مگر وہ ایسی ہیں کہ ہر شخص کو ان پر عبور نہیں ہو سکتا جیسے فصل چہارم میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی مسند میں ایک روایت میں عن جدّہٖ کا لفظ زیادہ لکھا ہے جو غلط ہے یا جیسے فصل پنجم کے مقصد اوّل میں تنبیہات سے پہلے ریاض النضرہ کی ایک روایت میں عن جدّہ کا زیادہ لکھا ہے جو غلط ہے (۳) وہ غلطیاں جو خود مصحح سے ہوئی ہیں جیسے فصلِ پنجم کے مقصد اوّل میں احداث الاخبارَ باللہ محضًا لم یشب میں ث کو اور ر کو زبر اور ش کو زیر بنا کر بین السطور میں لکھ دیا ہے پیرو کہنہ نشد حالانکہ یہ غلط ہے یا مثلاً حضرت عمر فاروقؓ کے سفر بیت المقدس کی روایت میں جہاں اُن کی اُس تحریر کا ذکر ہے جو زمانہ جاہلیت میں اُن سے ایک راہب نے لکھوائی تھی لیس لعمر ولا لابن عمر کے حاشیہ پر یعنی عمر را و اولادِ او را ہیچ دعوٰی نیست لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔ غرض ان تمام اقسام کے اغلاط جا بجا ہیں اس ناچیز نے پوری توجہ کی ہے اور بڑی کوشش کی ہے کہ اب یہ کتاب اعلیٰ پیمانہ کی صحت پر چھپے۔ مگر ایک تو بشریت دوسرے بے بضاعتی کیا امید ہے کہ کوشش میں پوری کامیابی ہو ع ہاں مگر لطفِ خدا پیش نہد گامے چند۔ وھو حسبی و نعم الوکیل اغلاط کے ذکر سے طبع سابق کے مصحح و محشی کو الزام دینا مقصود نہیں بلکہ اصل حال کا اظہار منظور ہے ورنہ وہ کون ہے جس سے کوئی غلطی نہ ہو۔ عفا اللہ عنا و عنھم جمیعًا۔

ترجمہ کے التزامات

(۱) ترجمہ میں توضیح مطلب کا بہت لحاظ اور سلاست و شگفتگیٔ عبارت کی پوری رعایت ہے تاہم بعونہٖ تعالیٰ مصنفؒ کے الفاظ کی پابندی متروک نہیں ہوئی (۲) احادیث کے ترجمہ میں شروح حدیث سے پوری مدد لی گئی ہے اور شرح طلب احادیث کی شرح حاشیہ (فٹ نوٹ) پر لکھ دی گئی ہے۔ (۳) مکرر احادیث میں حاشیہ پر بتا دیا گیا ہے کہ یہ حدیث اس سے پہلے فلاں صفحہ میں ہے تاکہ اس کی شرح جو ایک مرتبہ کی جا چکی ہے بار بار نہ کرنا پڑے (۴) جو الفاظ عربی زبان کے ایسے تھے کہ ان کا ترجمہ ایک دو لفظ میں نہ ہو سکتا تھا یا ترجمہ کرنے سے فصاحت میں کچھ فرق آتا تھا وہاں ترجمہ میں وہ

الفاظ بعینہا قائم رکھے گئے اور حاشیہ پر اُن کا حل کر دیا گیا۔ (۵) حسبِ ضرورت جا بجا مفید حواشی بڑھائے گئے (۶) توضیحِ مطلب یا سلاست کے لئے جو الفاظ ترجمہ میں مترجم نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے دو خطوں کے درمیان میں ہیں ( ) اور جو الفاظ یا جملے خود مصنفؒ نے بطور معترضہ وغیرہ کے یا روایت حدیث میں بطور مُدرج کے کسی راوی نے یا خود مصنفؒ نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے دو خطوں کے درمیان میں ہیں { } (۷) جس مقام پر مصنفؒ نے کُتبِ شیعہ سے کوئی عبارت نقل کی ہے وہاں صفحہ و سطر کا حوالہ حاشیہ پر بڑھا دیا گیا ہے یا اگر کوئی مضمون جو مصنفؒ نے کُتبِ اہلِ سنت سے نقل کیا ہے اس قاصر کی نظر سے کتبِ شیعہ میں بھی گزرا تو حاشیہ پر کتبِ شیعہ کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے۔ (۸) اگر کسی مقام پر مُصنفؒ کے استدلال کو مزید قوت پہنچانے کے لئے شواہد وغیرہ کی ضرورت پیش آئی یا کسی قسم کا کوئی اعتراض کسی مقام پر شیعوں کی طرف سے وارد ہوا ہے اور اُس کے دفعیہ کی ضرورت سمجھی گئی تو اپنی فہم کے موافق اس بے بضاعت نے اس کام کو بھی انجام دیا ہے اور اُن مضامین کو حاشیہ پر بڑھا دیا ہے۔ (۹) طبع اوّل کے مطبع و محشی نے جس مقام پر اصل کتاب کے الفاظ غلط کر دیئے تھے یا حاشیہ غلط لکھ دیا تھا اس کا اتباع نہیں کیا گیا بلکہ جانبِ صواب کو اختیار کیا گیا ہے جہاں کہیں ایسا ہوا ہے وہاں حاشیہ پر اس کا اشارہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی التزامات ہیں جو ناظرین پر واضح ہوں گے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث الینا اشرف الرسل داعیاً الی اقوم السبل وجعل اصحابا لہ وزراءہ فی عہدہ وخلفاءہ من بعدہ لتتم النعمۃ وتعم الرحمۃ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ و اشہد ان محمداً عبدہ ونبیہ الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد می گوید فقیر حقیر **ولی اللہ** عفی عنہ کہ دریں زمانہ بدعتِ تشیع آشکار شد ونفوس عوام بشبہاتِ ایشاں متشرب گشت واکثر اہلِ ایں اقلیم در اثبات خلافتِ خلفائی راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شکوک بہم رسانیدند لاجرم نور توفیقِ الٰہی در دل ایں بندۂ ضعیف علمی را مشروح ومبسوط گردانید تا آنکہ بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثباتِ خلافتِ ایں بزرگواراں اصلی ست از اصولِ دین تا وقتے کہ ایں اصل را محکم نہ گیرند ہیچ مسئلہ از مسائلِ شریعت محکم نشود زیرا کہ اکثر احکامے کہ در قرآن عظیم مذکور شدہ مجمل ست بدون تفسیرِ سلفِ صالح بحلِ آں نتواں رسید و اکثر احادیث خبرِ واحد محتاج بیان بغیر روایتِ جماعۃ از سلف آنرا و استنباطِ مجتہدان زاں متمسک بہ نگردد و تطبیقِ احادیث متعارضہ بدون سعی ایں بزرگواراں صورت نگیرد و ہمچنیں جمیع فنونِ دینیہ مثل علم قراءۃ و تفسیر و عقائد و علم سلوک بغیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے جس نے بھیجا ہماری طرف اشرف الرسل کو جو بلانے والے ہیں نہایت سیدھی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف اور اُن کے لئے اصحاب ایسے مقرر کئے جن کو آپ کے عہد میں آپ کا وزیر اور آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنایا تاکہ نعمت (اسلام) کامل اور رحمت (خدا سب کو) شامل ہوجائے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے نبی ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلوٰۃ وسلام نازل کرے اللہ اُن پر اور اُن کے آل واصحاب سب پر۔

اما بعد کہتا ہے فقیر حقیر **ولی اللہ** عُفی عنہ کہ اس زمانہ میں بدعت تشیع آشکار ہوگئی ہے اور عام لوگوں کے دل اُن کے شبہات سے متاثر ہوگئے ہیں اور اس ملک کے اکثر لوگ خلفائی راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کے ثبوت میں شک کرنے لگے ہیں لہٰذا توفیقِ الٰہی کی روشنی نے اس بندۂ ضعیف کے دل میں ایک **علم** پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں کی ایک اصل ہے اصولِ دین سے جب تک لوگ اس اصل کو مضبوط نہ پکڑیں گے کوئی مسئلہ مسائل شریعت سے مضبوط نہ ہوگا کیونکہ اکثر احکام جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں مجمل ہیں بغیر تفسیر سلف صالح کے اُن احکام کا حل نہیں ہوسکتا اور اکثر حدیثیں خبر واحد ہیں شرح کی محتاج ہیں بغیر اس کے کہ سلف کی ایک جماعت اُن کو روایت کرے اور مجتہدین اُن سے استنباط کریں قابل تمسک نہیں ہوسکتیں اور نہ بدون اِن بزرگوں کی کوشش کے

آثار ایں بزرگواراں متاصّل نشود و قدوۂ سلف دریں امور بخلفائے راشدین ست و تمسک ایشاں باذیال خلفاء۔ جمع قرآن و معرفتِ قراءۃ متواترہ از شاذہ مبتنی بر سعی خلفا است و قضایا و حدود و احکام فقہ و غیر آں ہمہ مترتب بر تحقیق ایشاں ہر کہ در شکستن ایں اصل سعی می کند بحقیقت ہدم جمیع فنون دینیہ میخواہد و نیز دانستہ شد کہ مدبر السموات والارض تبارک و تعالےٰ چنانچہ سائر شرائع را اولاً در مرتبۂ کلام نفسی در ازل الآزال معین و مقرر گردانید و اشارہ بہماں مرتبہ است آیۂ کریمہ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ بعد ازاں بر قلب مبارک حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اجمالاً تارۃً و تفصیلاً اخری فرود آورد بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصاً تارۃً و اشارۃً اخری بیان آں فرمودند تا آنکہ آنچہ مراد حق بود ظاہر شد و حجۃ اللہ قائم گشت و تکلیف عباد بآں اعتقاداً و عملاً بظہور رسید ہمچناں خلافت خلفائے راشدین اولاً در کلام نفسی مقرر شد و در قرآن عظیم اجمالاً فرود آمد بعد ازاں بر قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

متعارض حدیثوں میں تطبیق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح تمام فنونِ دینیہ مثل علمِ قرارت و تفسیر و عقائد و سلوک کے بغیر اقوال ان بزرگوں کے کسی اصل پر قائم نہیں رہ سکتے اور سلفِ صالحین نے ان امور میں خلفائے راشدین ہی کی پیروی کی ہے اور اُنہی کے دامن کو مضبوط پکڑا ہے قرآن کا جمع ہونا اور قرارتِ شاذہ سے قرارتِ متواترہ کا امتیاز پانا خلفائے راشدین ہی کی کوشش پر مبنی ہے اور عہدۂ قضا[1] کے فرائض اور حدود[2] اور احکام فقہ وغیرہ انہی خلفاء کی تحقیق پر مترتب ہیں (لہذا) جو شخص اس اصل کے توڑنے کی کوشش کرتا ہے وہ فی الحقیقت تمام فنونِ دینیہ کو مٹانا چاہتا ہے اور نیز (اسی علم سے) معلوم ہوا کہ مدبر السموٰت والارض تبارک و تعالیٰ نے جس طرح ازل الآزال میں شریعت کی تمام باتوں کو پہلے کلامِ نفسی[3] کے مرتبہ میں معین و مقرر کیا (اُسی مرتبہ کی طرف اس آیۂ کریمہ میں اشارہ ہے (ترجمہ) مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے کتاب اللہ میں جس دن اُس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اُن (بارہ مہینوں) میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں (یعنے ان میں خوں ریزی وغیرہ کی ممانعت نہایت شدید ہے) اس کے بعد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر کبھی اجمالاً اور کبھی تفصیلاً نازل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً اُن تمام شرائع کو بیان فرما دیا یہاں تک کہ جو مقصود حق تعالیٰ کا تھا ظاہر ہو گیا اور اللہ کی حجت

[1] یہ ترجمہ ہی لفظ قضایا کا۔ قضایا کا ترجمہ اگر فیصلہ کیا جائے تو لازم آئیگا کہ سب فیصلے خلفائے راشدین ہی سے منقول ہوں یا ان کے اقوال پر مبنی ہوں حالانکہ ایسا نہیں ہے ۱۲

[2] حدود جمع ہے حد کی۔ حد اُس خاص سزا کو کہتے ہیں جو شارع کی طرف سے کسی جرم پر مقرر کی گئی کہ اُسمیں کمی بیشی کا اختیار حاکم وقت کو نہیں ہوتا جیسے چور کی سزا ہاتھ کاٹنا زانی کی سزا اگر محصن نہ ہو تو سو دُرّے مارنا اور محصن ہو تو سنگسار کرنا یہ سب سزائیں حد ہیں اور جس سزا میں کمی بیشی کا اختیار حاکم وقت کو ہو تو وہ تعزیر کہلاتی ہے ۱۲

[3] جو بات آدمی کہنا چاہتا ہے پہلے وہ بات ذہن میں پیدا ہوتی ہے اُس کے بعد الفاظ کا لباس پہن کر زبان سے نکلتی ہے اُسی ذہنی بات کا نام کلام نفسی ہے اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کا نام کلام لفظی یہ دونوں مرتبے کلام الٰہی میں بھی ہیں کلام الٰہی کو قدیم باعتبار کلام نفسی کے کہا جاتا ہے نہ باعتبار کلام لفظی کے ۱۲

بطریقِ منام تارۃً وبطریقِ فراست در تعبیر منامات صحابہؓ آخر ہمیں مجمل مفصّل گشت وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازاں علم شریف نصًّا واشارۃً خبر دادند تاآنکہ تکلیف عباد باستخلاف ایں بزرگواراں اعتقاداً وعملاً متحقق شد وپردہ ازروئے کار برانداختہ گشت و اہلِ قرنِ اوّل بموجب آں بجان ودل عمل کردند برخلاف آنچہ متاخر اشاعرہ تقریر می کنند کہ خلافتِ ایشاں بنص نیست مطلقاً یا بنصِ جلی نیست بلکہ امر اجتہادی ست کہ اہل عصر بنا براجتہاد براں اتفاق نمودند وبرخلاف آنچہ شیعہ گمان می کنند کہ در قرنِ اوّل حیف عظیم رفتہ بسببِ طلبِ دنیا خلافت را از مستحق آں غصب کردند وبرغیرِ مستحق اتفاق نمودند استغفر اللہ من جمیع ماکرہ اللہ۔ ونیز دانستہ شد کہ تطبیق دراختلاف علماء درآں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف نمودند یا نہ بآں وجہ تواند بود کہ استخلاف گاہے اطلاق کردہ می شود بر مجرد تنبیہ شارع بر مکلف بودن عباد بانقیاد ایں جماعہ را وگاہے بر ہیأت معتادہ نزدیک وصیّت بولایتِ عہد از جمیع اہلِ حل وعقد وتنصیص بلفظِ استخلاف ومانند آں ہریکے معنیے را ارادہ کردہ است و بحسبِ آں گفتہ ومشاوراتِ صحابہ بحفظِ احادیث بود واستنباط از نصوص وتذکر معانی مستخرجہ از

قائم ہوگئی اوران تمام باتوں پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے لئے بندوں کا مکلف ہونا واضح ہوگیا **اسی طرح** خلفائے راشدین کی خلافت پہلے کلامِ نفسی میں مقرر ہوئی اور قرآنِ عظیم میں اجمالاً نازل ہوئی اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر کبھی بطورِ رؤیا (یعنے خواب کے) اور کبھی صحابہؓ کے خوابوں کی تعبیر میں بطور فراست[1] کے اس اجمال کی تفصیل ہوگئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتًہ اور اشارۃً اُس شریف علم (یعنی حقیقت خلافت خلفائے راشدین) کی خبر دیدی یہاں تک کہ ان بزرگوں کی خلافت پر اعتقاد لانے اور عمل کرنے کے لئے بندوں کا مکلف[2] ہونا متحقق ہوگیا اور امر (خلافت) سے پردہ اُٹھ گیا اور قرنِ اوّل کے لوگوں (یعنی صحابہ) نے اُسی کی منشاء پر جان ودل سے عمل کیا۔ **برخلاف** اس کے جو متاخرین اشاعرہ کہتے ہیں کہ خلفائے راشدین کی خلافت پر کسی قسم کی نص نہیں ہے (نہ جلی نہ خفی) یا نص (تو ہے مگر) جلی نہیں ہے بلکہ ان کی خلافتیں امر اجتہادی ہیں کہ اُس زمانہ کے لوگوں نے اپنے اجتہاد سے اُن پر اتفاق کر لیا۔

اور **برخلاف** اس کے جو شیعہ خیال کرتے ہیں کہ قرنِ اوّل میں ظلمِ عظیم ہوا کہ لوگوں نے طلبِ دنیا کیلئے خلافت کو مستحق سے غصب کرکے غیر مستحق پر اتفاق کر لیا {استغفر اللہ من جمیع ماکرہ اللہ}

اور نیز (**اسی علم سے**) معلوم ہوا کہ علماء کے اس اختلاف میں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ بنایا یا نہیں اس طرح تطبیق ہوسکتی ہے کہ (لفظ) استخلاف سے کبھی یہ مراد ہوتی ہے کہ شارع نے (جن کو خلیفہ بنانا چاہا) اُنکی اطاعت کا حکم بندوں کو دیدیا اور کبھی (لفظِ استخلاف سے) یہ مراد ہوتی ہے کہ ولیعہد بنانے کے مروجہ طریقہ کے موافق تمام اہل حل وعقد[3] کو (اُن کی خلافت کی) وصیت کیجائے

[1] فراست دانائی کو کہتے ہیں مراد وہ دانائی جو منجانب اللہ عنایت ہوتی ہے یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرنا چاہئے کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ۱۲

[2] مکلف اُس کو کہتے ہیں جو احکامِ شرعیہ کا مخاطب ہو مطلب اس مقام پر یہ ہے کہ ان بزرگوں کی خلافت پر اعتقاد رکھنا خدا کی طرف سے ضروری ہوگیا ۱۲

[3] اہل حل وعقد اُن سرداران قوم کو کہتے ہیں جن کے ہاتھ میں قومی معاملات کا بندوبست ہو ۱۲

مأخذ بسیار و مانند آں و تطبیق درمیان اختلاف علماء در آنکہ خلافت بنصِ جلی است یا خفی بآں وجہ واقع است کہ جمعے را آیۂ اجمالی با حدیثے کہ تفسیر آں است مربوط باہم منظور شد بنصِ جلی قائل شدند و جمعے آیۃ را جدا دانستند و حجاب اجمال او را نتوانستند برانداخت واحادیث را جدا وآں را ملحق بآیہ نشاختند باز احادیث اخبار آحاد بود متفق در معنے اثبات خلافت کہ قدر مشترک ست جمعے را نظر بر حدیثے دون حدیثے افتاد دانستند کہ خبر واحد است و جمعے را نظر بر ہمہ دفعۃً واحدۃً افتاد متواتر بالمعنے شناختند وچنانکہ نور توفیق ایں علم را مبسوط نمود داعیۂ نشر آں کتابۃً وتارۃً واُخریٰ نیز بخاطر ریخت اخرج ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا فمن کتم حدیثا فقد کتم ما انزل اللہ عز وجل۔

اور لفظ استخلاف یا اور کوئی ایسا ہی (صاف وصریح) لفظ ان کے لئے بولا جائے (الحاصل استخلاف کا لفظ اُن دونوں معنی پر بولا جاتا ہے پس علماء کے دو فریق ہو گئے ہیں) ہر فریق نے ایک ایک[1] معنی مراد لئے ہیں اور اسی کے موافق کہا ہے (جو کچھ کہا ہے)۔ اور (خلافت کیلئے) صحابہ کا باہم مشورہ کرنا اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ خلافت اُن کے نزدیک منصوص نہ تھی بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ احادیث (خلافت) کی حفاظت کرنے[2] اور نصوص سے استنباط (کی ترویج) کرنے اور مختلف ماخذوں سے نکالے ہوئے معانی کی یاددہانی وغیرہ کے لئے تھا۔

اور علماء کے اس اختلاف میں کہ خلافت پر نص جلی ہے یا خفی اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ جن کو آیت اجمالی کا اُس حدیث سے ربط معلوم ہو گیا جو اُس آیت کی تفسیر ہے وہ نص جلی کے قائل ہو گئے اور جنھوں نے آیت کو جدا سمجھا اور اُس کے اجمال کا پردہ نہ اُٹھا سکے اور احادیث کو جدا جانا اور اُن حدیثوں کو آیت کے ساتھ نہ ملایا وہ نص خفی کے قائل ہوئے) پھر حدیثیں (جو) خبر آحاد تھیں (اگرچہ) اثبات خلافت کے معنی پر جو قدر مشترک ہے متفق تھیں (مگر) جن لوگوں کی نظر بعض حدیثوں پر پڑی اور بعض پر نہ پڑی انھوں نے جانا کہ خبر واحد ہے اور جن لوگوں کی نظر تمام حدیثوں پر پہنچی انھوں نے متواتر بالمعنی سمجھا۔ توفیق کی روشنی نے جس طرح اس علم کو (مجھ پر) کھولا اُسی طرح اُس کی اشاعت کا شوق بھی (تحریراً اور تقریراً) دل میں پیدا کر دیا (اصل منشاء اس شوق کا یہ قولِ رسول ہے جو) ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ

[1] یعنی جس فریق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اُس نے دوسرے معنی مراد لئے ہیں اور جس فریق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بنا چکے ہیں اُس نے پہلے معنے مراد لئے ہیں خلاصہ یہ کہ یہ نزاع لفظی ہے ۱۲

[2] یعنے خلافت کے متعلق جو حدیثیں متفرق طور پر لوگوں کو معلوم ہیں کسی کو کوئی حدیث معلوم ہے اور بعض دوسروں کو معلوم نہیں وہ سب اس موقع پر پیش ہو جائیں اور سب کو سب احادیث کا علم ہو جائے اور وہ حدیثیں جب اس موقع پر ایسے مجمع میں پیش ہو جائیں گی تو اُن کی روایت کا سلسلہ بھی جاری رہے گا چنانچہ خلیفہ کے قریشی ہونے کی حدیث اس مجمع میں پیش ہوئی اور اُس کی روایت کا سلسلہ جاری ہو گیا ۱۲

بنآءً علےٰ ذٰلک ورقے چند درین مسئلہ نوشتہ شد وبہ

اِزالۃ الخفاء عن خلافۃ الخُلفاء

مسمّےٰ گشت وبر دُو مقصد منقسم کردہ آمد

مقصد اوّل

در بیان معنی خلافت عامہ وخاصہ وشرط آن وآنچہ متعلق بآن ست وشرح ادلہ بر خلافت ایشان وحل اختلاف اہل درمیان خویش کہ خلافت بنص بود یا باجتہاد۔

مقصدِ ثانی

در مآثر خلفاے اربعہ وھٰذا اوان الشروع فی المقصود وبنور توفیقہ اتمسّکُ وعلےٰ فضلہ اتوکلُ والیٰ کلاءتہ وحفظہ کلَّ امرٍ اُفوّض حسْبُنَا اللہ ونعمَ الوکیلُ ولاحولَ ولاقوۃ الّا باللہ العلیِّ العظیم۔

سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہنے لگیں تو (اس وقت) جو شخص ایک حدیث کو بھی چھپائے اس نے گویا اللہ عزّ وجل کی نازل کی ہوئی (پوری) شریعت کو چھپایا اسی وجہ سے یہ چند ورق اس مسئلہ میں لکھے گئے اور نام (اس تحریر کا **ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء** رکھا گیا اور اس تحریر کو دو مقصد پر منقسم کیا گیا **مقصد اوّل** میں خلافت عامّہ اور خلافتِ خاصّہ کے معنے اور خلافت کے شرائط اور ان کے متعلقات اور (حقیقت) خلافتِ خلفاء کی دلیلوں کا بیان ہے اور اس اختلاف کا حل ہے کہ (اقامت) خلافت نص کی وجہ سے تھی یا اجتہاد سے **مقصد ثانی** میں خلفاے اربعہ کے فضائل کا بیان ہے۔

اب مقصود شروع ہوتا ہے اور میں محض توفیق الٰہی کی روشنی سے تمسک کرتا ہوں اور اس کے فضل پر توکل رکھتا ہوں اور ہر کام کو اس کی حفاظت اور نگہبانی کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے اور قدرت اور طاقت (کسی میں) نہیں ہے مگر اللہ ہی کی مدد سے جو بزرگ اور برتر ہے۔

مقصد اوّل

مشتمل ست بر فصول چند

فصل اوّل در خلافتِ عامّہ

مسئلہ در تعریف خلافت ھی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لإقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجھاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطائھم من الفیئ والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنھی عن المنکر نیابۃً عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم تفصیل این تعریف آنکہ معلوم بالقطع ست از ملتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون مبعوث شدند برائی کافۂ خلق اللہ با ایشان معاملہ ہا کردند وتصرفہا نمودند وبرائے ہر معاملہ نوّاب تعیین فرمودند واہتمام عظیم در ہر معاملہ مبذول داشتند چون آن معاملات را استقراء نمائیم واز جزئیات بکلیات واز کلیات بہ کلی واحد کہ شامل ہمہ باشد انتقال کنیم

مقصد اوّل

اس مقصد میں چند فصلیں ہیں (جن کی تعداد آٹھ ہے)

فصلِ اوّل خلافتِ عامّہ کے بیان میں

(اس فصل میں چھ مسئلے ہیں جن پر مصنّف علامہؒ نے بحث کی ہے)

مسئلہ (اوّل) خلافت (عامّہ) کی تعریف۔ خلافت (عامہ) وہ ریاستِ عامّہ ہے جو (بذریعۂ علومِ دینیہ کے زندہ رکھنے اور (بذریعۂ) ارکانِ اسلام کے قائم کرنے اور (بذریعۂ) جہاد اور متعلقاتِ جہاد کے قائم رکھنے کے جیسے لشکروں کا مرتب کرنا مجاہدین کو وظائف دینا مالِ غنیمت کو اُن پر تقسیم کرنا اور (بذریعۂ) عہدۂ قضا کے فرائض انجام دینے اور حدود کے قائم کرنے اور مظالم کے دُور کرنے اور لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دینے اور بُرے کاموں سے منع کرنے کے) بحیثیتِ نائبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے بالفعل (حاصل ہوئی) ہو۔ اس تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ ملّتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (میں غور وفکر کرنے) سے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام خلق اللہ کے لئے مبعوث ہوئے تو آپ نے مخلوق کے ساتھ بہت سے معاملات و تصرفات کئے اور ہر معاملہ کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہر ایک معاملہ میں اہتمامِ عظیم کیا۔ اُن معاملات پر جب ہم غور کرتے ہیں اور جزئیات[1] سے کلیات کی طرف پھر کلیات سے ایک ایسی کلی کی طرف جو سب کو شامل ہو منتقل

---

[1] جزئیات جمع ہے جزئی کی اور کلیات جمع ہے کلی کی جزئی اُس مفہوم کو کہتے ہیں جس میں شرکت کا احتمال نہ ہو جیسے زید کہ ایک خاص ذات کا نام ہے اور کلی اُس مفہوم کو کہتے ہیں جس میں شرکت کا احتمال ہو جیسے انسان کہ زید بھی اس میں شریک ہے اور عمرو بکر بھی۔ یہاں جزئیات سے مراد خاص خاص واقعات ہیں اور کلیات سے وہ عام مفہوم جس کے تحت میں وہ خاص واقعات مندرج ہوں ۱۲

جنس اعلیٰ آں اقامت دین باشد کہ متضمن جمیع کلیات ست و تحت وے اجناس دیگر باشند یکے ازاں احیائے علوم دین ست از تعلیم قرآن و سنت و تذکیر و موعظت قال اللہ تعالیٰ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ و مستفیض شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعہد می کردند صحابہ رض را بتذکیر و موعظت و دیگر اقامت ارکان اسلام ست زیرا کہ مستفیض شد کہ امامت جمع و اعیاد و جماعت خود میکردند و نصب امام در ہر محلے می فرمودند و اخذ زکوٰۃ و صرف آں بر مصارف می نمودند و عمال را برائے ایں معنے منصوب مے ساختند و ہمچنیں شہادت بر ہلال رمضان و ہلال عید می شنیدند و بعد ثبوت شہادت حکم بصوم و فطر میفرمودند و حج را خود اقامت نمودند و سال نہم کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوتے ہیں تو اُن سب کی جنس[1] عالی دین کی اقامت ہے جو تمام کلیات کو متضمن ہے اور اُس کی تحت میں دوسری جنسیں ہیں۔

اُن میں سے **ایک جنس** علومِ دینیہ کی اشاعت ہے جیسے قرآن و حدیث کی تعلیم دینا اور وعظ و نصیحت کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) وہی ہے جس نے مبعوث کیا اُمیوں میں ایک رسول انہی (کی قوم) میں سے جو اُن (امیوں) کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُن کو (اخلاقِ رذیلہ سے) پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے (اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا فریضہ تھی اور باستفاضہ[2] ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رض کو وعظ و نصیحت برابر کرتے رہتے تھے۔

دوسری جنس ارکانِ اسلام کا قائم کرنا ہے کیونکہ یہ باستفاضہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین اور (پنج وقتی) جماعت کی امامت کا اہتمام خود کیا کرتے تھے اور ہر مقام پر امام مقرر فرماتے تھے اور زکوٰۃ وصول کرتے اور اس کے مصرف میں صرف کرتے تھے اور ان کاموں کے لئے عامل مقرر فرماتے اور اسی طرح ہلال رمضان اور ہلال عید کی رویت پر شہادت سُنتے اور ثبوت شہادت کے بعد (رمضان کے ہلال میں) روزہ رکھنے کا اور (عید کے چاند میں) ترکِ صوم کا حکم فرماتے تھے۔ اور حج کا انتظام بھی خود

[1] کلیات کی پانچ قسمیں ہیں جنس، نوع، فصل، عرض عام، خاصہ۔ عرض عام جو کلی اپنے افراد کی حقیقت کا جزو مشترک ہو اسکو جنس کہتے ہیں جیسے حیوان کہ اپنے افراد یعنی انسان گائے بکری کی حقیقت کا ایک جز ہے مثلاً انسان کی پوری حقیقت حیوان ناطق ہے اس پوری حقیقت کا ایک جزء حیوان بھی ہے اور جزء بھی ایسا جو مشترک ہے یعنی گائے بکری میں بھی پایا جاتا ہے جنس کے کئی درجے نکلتے ہیں بعض جنس ایسی ہوتی ہے کہ وہ خود کسی جنس کے نیچے ہوتی ہے اور اس کے نیچے بھی جنس ہوتی ہے ایسی جنس کو جنس متوسط کہتے ہیں بعض ایسی ہوتی ہے کہ وہ خود کسی جنس کے نیچے ہوتی ہے مگر اس کے نیچے کوئی جنس نہیں ہوتی ایسی جنس کو جنس سافل کہتے ہیں بعض ایسی ہوتی ہے کہ وہ خود کسی جنس کے نیچے نہیں ہوتی مگر اس کے نیچے اور جنسیں ہوتی ہیں ایسی جنس کو جنس عالی کہتے ہیں ۱۲ [2] روایت کا ایسی سند سے ثابت ہونا کہ جس کے ہر طبقہ میں دو سے زائد راوی ہوں تو استفاضہ کہا جاتا ہے اور ایسی روایت کو مستفیض کہتے ہیں اور مشہور بھی ۱۲ ش

در کہ متحقق نشد حضرت ابوبکر صدیق رض را فرستادند تا اقامت حج نماید وقیام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجہاد و نصب امراو بعث جیوش وسرایا وقیام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقضا در خصومات ونصب قضاۃ در بلادِ اسلام واقامت حدود وامر معروف ونہی منکر مستغنی ازآن ست کہ بہ تنبیہ احتیاج داشتہ باشد وچو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برفیق اعلےٰ انتقال فرمودند واجب شد اقامتِ دین بہماں تفصیل کہ گزشت و اقامتِ دین موقوف افتاد بر نصب شخصے کہ اہتمام عظیم فرماید دریں امر ونوّاب را بآفاق فرستد وبرحالِ ایشان مطلع باشد وایشان ازامرِ وے تجاوز نکنند وبرحسب اشارۂ وے جاری شوند وآن شخص خلیفۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشد ونائب مطلق وے پس از کلمۂ ریاست عامہ

(بنفس نفیس) فرمایا[1] اور (ہجرت کے) نویں سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ (حج کے لئے) نہیں تشریف لے جاسکے تو حضرت ابوبکر صدیق رض کو بھیجا تاکہ وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نیابۃً) حج کرائیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد کو قائم رکھنا اور سرداروں کا مقرر کرنا اور جیوش[2] وسرایا کا بھیجنا اور خصومات میں فیصلہ کرنا اور بلادِ اسلام میں قاضیوں کا مقرر کرنا اور حدود کا قائم کرنا اور اچھے کاموں کا حکم دینا اور بُرے کاموں سے منع کرنا محتاج بیان نہیں ہے (پھر) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیقِ[3] اعلےٰ کی طرف انتقال فرمایا تو (آپ کی وفات کے بعد) بھی اُسی تفصیل مذکورہ کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ضروری ہوا اور (اس تفصیل کے ساتھ) دین کا قائم رکھنا ایک ایسے شخص کے مقرر ہونے پر موقوف تھا جو اس کام میں اہتمامِ عظیم کرے اور ہر ملک میں اپنے نائب بھیجے اور اُن کے حال سے خبردار رہے اور اس کے نائب اس کے حکم سے انحراف نہ کریں اور اس کے اشارہ پر چلتے رہیں۔ ایسا ہی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور بجمیع الوجوہ آپ کا نائب ہوگا۔

(خلافت کی جو تعریف کی گئی اُس میں) ریاست عامہ کے لفظ

[1] صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت ۹ھ ہجری کے آخر میں ہوئی ایسے وقت کہ سفر حج کی گنجائش باقی نہ تھی اور وہ آیت جس سے فرضیت حج کی ہوئی یہ ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یہ آیت اُس سال کے آخر میں نازل ہوئی ہے جس سال اطراف وجوانب کے قاصد حضور نبوی میں آئے تھے اور یہ سال بالاتفاق ۹ھ ہجری تھا اس سال چونکہ وقت باقی نہ تھا اس لئے حضور حج کیلئے نہیں تشریف لے جاسکے ۱۰ھ میں تشریف لے گئے حج فرض ہونے کے بعد آپ نے ایک سال بھی اُس کو مؤخر نہیں کیا بعض لوگ ۶ھ یا ۵ھ یا ۷ھ یا ۸ھ میں ایسے وقت فرضیت حج کے قائل ہیں کہ موقع سفر حج کا باقی تھا مگر اُن کے پاس اس قول کی ایک دلیل بھی نہیں ہے (شامی جلد دوم مطبوعہ مصر ۱۴۲) ۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر صدیق رض کو اپنی طرف سے نیابۃً بھیجنا فرضیت حج کے قبل کا واقعہ ہے جسطرح اور نفل عبادتیں ہوتی تھیں اسی طرح یہ حج بھی تھا حضرت مصنف کے کلام سے مستنبط ہوتا ہے کہ شاید وہ ۹ھ سے پہلے یا ۹ھ میں ایسے وقت فرضیت حج کے قائل ہیں کہ موقع سفر حج کا باقی تھا صاحب مختار وغیرہ کا بھی یہی قول ہے ۱۲ [2] جیوش جمع ہے جیش کی اور سرایا جمع ہے سریۃ کی جس لشکر میں زائد سے زائد چار سو آدمی ہوں اس کو سریہ کہتے ہیں اور جس میں چار سو سے بھی زیادہ ہوں اس کو جیش کہتے ہیں ۱۲ (مجمع بحار الانوار) [3] کنایہ ہے حضرت کی وفات سے بوقت وفات حضرت کی زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری تھا کہ اللھم الرفیق الاعلی یعنے یا اللہ مجھ کو رفیق اعلیٰ سے ملادے رفیق اعلیٰ سے مراد یا ذات حق سبحانہ ہے یا انبیاء وملائکہ مراد ہیں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

برآیند علمائے مسلمین کہ بتعلیم علوم دینیہ مشغول شوند و قضاۃ امصار و امرائے جیوش کہ بامر خلیفہ اقامت این معنی نمایند و در عصر اوّل موعظت و تذکیر ضمیمۂ خلافت بود قال صلے اللہ علیہ وسلم لا یقص الا امیرٌ او مأمورٌ او مختال واز لفظ فی التصدی لاقامۃ الدین برآید شخصے کہ ریاست و غلبہ بر اہل آفاق پیدا کند و متصدی شود اخذ باج را من غیر وجہٍ شرعیٍ مثل ملوک جابرہ متغلبہ واز لفظ تصدی برآید شخصے کہ قابلیت اقامت دین بروجہ اکمل داشتہ باشد و افضل اہل زمان خود بود لیکن بالفعل از دست وے چیزے ازین امور نہ برآید پس خلیفہ مختفی و غیر منصور و غیر متسلط نخواہد بود و قید نیابۃً عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم بر می آرد از مفہوم خلیفہ انبیاء را ہر چند در قرآن عظیم حضرت داوٗد علیہ السلام را خلیفہ گفتہ شد زیرا کہ سخن در خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ست و حضرت داوٗد خلیفۃ اللہ بودند لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق راضی نشدند باسم خلیفۃ اللہ و فرمودند کہ مرا خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می گفتہ باشد

سے وہ علماء خارج ہوگئے جو علوم دینیہ کی تعلیم دیا کرتے ہیں (کیونکہ اُن کو ریاستِ عامہ نہیں حاصل ہوتی) اور شہر کے قاضی اور لشکر کے افسر بھی خارج ہوگئے جو خلیفہ کے حکم سے ان کاموں کو انجام دیتے ہیں (کیونکہ اُن کو بھی ریاستِ عامہ حاصل نہیں ہوتی) اور قرنِ اوّل میں وعظ و نصیحت کرنا بھی خلافت کا ایک ضمیمہ تھا (جیساکہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وعظ نہ بیان کرے مگر حاکمِ وقت یا اس کا مقرر کیا ہوا کوئی شخص اور ان دونوں کے علاوہ جو شخص وعظ کہے وہ ریاکار ہے۔ اور **دین قائم رکھنے** کے لفظ سے وہ جابر اور ظالم بادشاہ خارج ہوگئے جو ملک پر حکومت اور غلبہ حاصل کرکے غیر مشروع طریقہ سے خراج وصول کرتے ہیں اور **بالفعل** کے لفظ سے وہ شخص خارج ہوگیا جو (اگرچہ) کامل طور پر دین قائم رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور اپنے ہمعصر لوگوں سے افضل بھی ہو لیکن بالفعل اس کے ہاتھوں سے کوئی کام امور مذکورہ میں سے انجام نہ پائے پس ایسا شخص خلیفہ نہیں ہوسکتا ہو (جو بقولِ شیعہ امام مہدیؑ کی طرح) پوشیدہ ہو اور جس کو فتح و غلبہ نہ حاصل ہو۔ اور **بحیثیت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے** کے لفظ خلیفہ کے مفہوم سے انبیاء علیہم السلام کو خارج کردیتی ہے (کیونکہ وہ نبی تھے نہ کہ نائب نبی) گو حضرت داوٗد علیہ السلام کو قرآن میں خلیفہ کہا گیا ہے (مگر یہاں جس خلافت کی تعریف کی گئی ہے اُس سے بلاشبہ حضرت داوٗدؑ خارج ہیں) کیونکہ بحث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت میں ہے اور حضرت داوٗدؑ خلیفۃ اللہ تھے (نہ خلیفۂ آنحضرتؐ) یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے (اپنے لئے) خلیفۃ اللہ کا لقب پسند نہ کیا اور فرمایا کہ مجھے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرو۔[1]

[1] چنانچہ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفۂ رسول اللہؐ کہکر پکارتے تھے اور اپنی تحریروں وغیرہ میں بھی انکو خلیفۂ رسول اللہؐ لکھتے تھے حضرت صدیقؓ کے بعد یہ رتبہ کسی کو نہ ملا خلفائے مابعد کو لوگوں نے امیر المومنین کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں کیا خوب لطیفہ لکھا ہے لکھتے ہیں کہ یہ لقب حضرت صدیقؓ کے ساتھ اس سبب سے مخصوص ہوا کہ اللہ نے قرآن میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابی انھیں کو کہا کسی اور کو نہیں کہا قولہ تعالیٰ اذ یقول لصاحبہ لہٰذا یہ صفت ان میں ایسی غالب ہوئی کہ تمام مخلوق خدا انکو خلیفۂ رسول اللہؐ کہنے لگی ۱۲

مسئلہ واجب بالکفایہ است بر مسلمین الی یوم القیامۃ نصب خلیفہ مستجمع شروط بچند وجہ یکے آنکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم بنصب خلیفہ و تعیین او پیش از دفن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متوجہ شدند پس اگر از شرع وجوب نصب خلیفہ ادراک نمی کردند بریں امر خطیر مقدم نمی ساختند واین وجہ اثباتِ دلیل شرعی از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مے نماید بروجہِ اجمال **دوم** آنکہ در حدیث وارد شدہ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً یعنے ہر کہ بمیرد حال آنکہ نیست در گردنِ او بیعتِ خلیفہ مُردہ است بمرگِ جاہلیّت وایں نصّ شرع است تفصیلاً **سوم** آنکہ خدائے تعالےٰ جہاد وقضا واحیائے علوم دین واقامت ارکانِ اسلام و دفع کفار از حوزۂ اسلام فرض بالکفایہ گردانید وآں ہمہ بدون نصب امام صورت نگیرد ومقدمۂ واجب واجب است کبار صحابہ رضی اللہ عنہم بریں وجہ تنبیہ نمودہ اند

مسئلہ در شروط خلافت **واصل** دریں مسئلہ آنست کہ معنے خلافت

مسئلہ (دوم) مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا منصوب (یعنے مقرر) کرنا جو جامع شرائطِ خلافت ہو فرض کفایہ ہے (اور) قیامت تک (فرض رہے گا) اس کے بہت سے دلائل ہیں۔ **دلیل اوّل** یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعین وتقرر کی طرف مائل ہوئی لہٰذا (معلوم ہوا کہ) اگر صحابۂ کرام کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اس کے مقرر کرنے میں تاخیر کی ممانعت) معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم نہ کرتے۔ یہ تقریر (صرف صحابۂ کرامؓ کے فعل کو ثابت نہیں کرتی بلکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل شرعی (کا خاص اس مسئلہ میں پایا جانا) ثابت کرتی ہے بطورِ اجمال[1] کے۔ **دلیل دوم** یہ ہے کہ حدیث (نبویؐ) میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں (کسی خلیفہ کی) بیعت (کا رشتہ) نہ ہو وہ جاہلیّت کی (سی) موت مرا یہ حدیث نص شرعی ہے تفصیلاً (یعنے حقیقۃً مرفوع[2] ہے) **دلیل سوم** یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے جہاد کو اور فیصلہ خصومات کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکانِ اسلام قائم رکھنے کو اور بلادِ اسلام سے کفار کے (حملے) دور رکھنے کو فرض کفایہ[3] کر دیا ہے اور یہ سب باتیں بغیر امام (یعنے خلیفہ) کے مقرر کئے ہوئے صورت پذیر نہیں ہو سکتیں اور (کلیہ قاعدہ ہے کہ) فرض کفایہ (کا حصول) جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے۔ بڑے بڑے صحابہؓ نے اس کلیہ قاعدہ پر (امّت کو) متنبہ کر دیا ہے۔

مسئلہ (سوم) خلافت (کے استحقاق) کے شرائط **اصل** یہ ہے کہ خلافت

---

[1] یعنے یہ کلیہ قاعدہ ہے جو اپنے مقام پر بدلائل ثابت ہے کہ صحابہؓ سے جب کوئی قول یا فعل ایسا صادر ہو جس کا ادراک رائے سے نہ ہو سکے تو وہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہے ۱۲

[2] مرفوع اس روایت کو کہتے ہیں جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا حال ہو ۱۲

[3] فرض کفایہ وہ فرض ہے جو ہر شخص پر بالذات فرض نہ ہو حتٰے کہ اگر بعض لوگ اس کو ادا کر دیں تو سب کے ذمہ سے فرض اتر جاتے ورنہ سب گنہگار رہیں ۱۲

چنانکہ گزشت متضمن ست احیائے علوم دین را واقامت ارکانِ اسلام وامر معروف ونہی منکر وقیام بامر جہاد وقضا واقامت حدود را پس ہر چہ شرط ہر یکے ازیں امور باشد شرط خلافت ست وزیادہ ازاں شرطے دیگر بمقتضائے حدیث مستفیض[1] و آں قریشیت ست چوں ایں اصل دانستہ شد خوض در تفصیل نمائیم از جملہ شروط خلافت آنست کہ مسلمان باشد زیراکہ ریاست مسلمین را نمے سزد مگر مسلمان کما قال اللہ تعالیٰ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا و پر ظاہر ست کہ ایں معانی از غیر مسلمان سرانجام نشود واگر خلیفہ کافر گردد العیاذ باللہ واجب شود خروج بروے پس نصب کافر اوّلاً اولیٰ است بآنکہ درست نباشد و ازاں جملہ آن ست کہ عاقل و بالغ باشد زیراکہ مجنون وسفیہ وصبی محجور اند از تصرفات جزئیہ خویش قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمْ چوں بر مال خود قادر نباشند بر اموال ورقاب مسلمین البتہ تسلط ایشاں صحیح نباشد وکار ہائے مطلوب از استخلاف بالقطع ازیں جماعت سرانجام نمے شود

موافق اس معنی کے جو اُوپر بیان ہوئے متضمن ہے علومِ دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکانِ اسلام کے قائم رکھنے کو اور اچھی باتوں کا حکم دینے اور بُری باتوں سے منع کرنے کو اور جہاد کا اور عہدۂ قضا کا انتظام قائم رکھنے کو اور حدود کے جاری رکھنے کو پس یہ چیزیں جن جن امور پر موقوف ہوں گی وہ سب امور (استحقاقِ) خلافت میں مشروط ہوں گے ان سب امور کے علاوہ ایک حدیث مستفیض کی وجہ سے ایک اور شرط بھی بڑھائی گئی ہے یعنی (خلیفہ کا) قریشی ہونا۔ اس **اصل** کے معلوم ہو جانے کے بعد اب ہم (اُن شرائط کی) تفصیل میں خوض کرتے ہیں (پس واضح ہو کہ) **منجملہ** شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مسلمان ہو کیونکہ مسلمانوں کی سرداری کے لئے غیر مسلم زیبا نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ) ہرگز نہ بنائے گا اللہ کافروں کے لئے مسلمانوں پر (سردار بننے کی) کوئی سبیل۔ اور نیز خلافت جن امور پر متضمن ہے وہ امور غیر مسلم سے سرانجام نہیں پاسکتے (لہذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا مسلمان ہونا شرط ہے) اور نیز (متفق علیہ مسئلہ ہے کہ) اگر خلیفہ معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو اُس سے لڑنا واجب ہے پس (اس سے معلوم ہوا کہ) جو شخص پہلے ہی سے کافر ہو اس کا خلیفہ بنانا بدرجۂ اولیٰ درست نہ ہوگا (یہ دلیل بھی خلیفہ کے لئے اسلام کو شرط بتاتی ہے)۔ اور **منجملہ** شروطِ (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ عاقل بالغ ہو (مجنون بیوقوف نابالغ نہ ہو) کیونکہ مجنون اور بیوقوف اور نابالغ بچے اپنے (ذاتی) معاملات میں تصرف کرنے سے شرعاً روک دیئے گئے ہیں (اور اُن کے کاموں کے سرانجام دہی کے لئے ولی مقرر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیوقوف لوگوں کو اپنے مال نہ دو (یعنے اُن کے ساتھ معاملات نہ کرو) پس جب یہ لوگ اپنے مال پر (تصرف کی) قدرت نہیں رکھتے تو

[1] مستفیض وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں دو سے زیادہ ہوں ۱۲

۲/۲

وازاں جملہ آنست کہ ذکر باشد نہ امرأۃ
زیرا کہ در حدیث بخاری آمدہ مَا اَفْلَحَ
قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً چوں بسمع
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید
کہ اہلِ فارس دخترِ کسریٰ را بادشاہی برداشتہ
اند فرمود رستگار نشد قومی کہ والی امر بادشاہی
خود ساختند زنے را و زیرا کہ امرأۃ ناقص العقل
والدین است و در جنگ وپیکار بیکار و
نا قابل حضور محافل ومجالس نے پس ازوے
کارہائے مطلوب نہ برآید۔ وازاں جملہ
آنست کہ حُرّ باشد زیرا کہ عبد قابل
شہادت در خصومات نیست وبنظرِ مردم
حقیر و مُہان و واجب است بروے
مشغول بودن بخدمت سیدِ خود۔
وازاں جملہ آنست کہ متکلم وسمیع
وبصیر باشد زیرا کہ لازم است
بر خلیفہ حکم کردن بوجہے کہ در مقصد
او اشتباہ واقع نشود ومعرفت
مدعی ومدعٰی علیہ ومقر ومقرلہٗ
وشاہد ومشہودِ علیہ واستماع
کلام ایں جماعہ واجب است بروے
وتولیتِ قضاۃ امصار ونصب
عُمّال وامر کردن مرجیوش را بآنچہ

مسلمانوں کے جان ومال پر بدرجۂ اولیٰ اُن کا تسلط صحیح نہ ہوگا۔ اور
نیز خلیفہ بنانے سے جو مقاصد متصور ہیں وہ یقیناً مجنون اور بیوقوف
اور نابالغ سے سرانجام نہ پائیں گے (لہٰذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا عاقل و
بالغ ہونا شرط ہوا) اور منجملہ شروطِ (استحقاق) خلافت کے ایک شرط
یہ ہے کہ خلیفہ مرد ہو نہ کہ عورت کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو
بادشاہ بنایا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ کبھی کامیاب نہ ہوتے وہ لوگ جنھوں
نے اپنی سلطنت کا انتظام ایک عورت کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور نیز عورت
عقل و دین میں کمزور ہوتی ہے اور میدانِ جنگ کے لئے بیکار ہوتی ہے اور
محفلوں اور مجلسوں میں جانے کے قابل نہیں ہوتی لہٰذا اس سے خلافت کے
کام پورے نہیں ہو سکتے۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاق) خلافت کے ایک شرط
یہ ہے کہ خلیفہ حُر (آزاد) ہو (غلام نہ ہو) کیونکہ غلام مقدمات میں گواہی
دینے کے قابل نہیں ہے اور عام لوگوں کی نظر میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور
اُس پر اپنے آقا کی خدمت میں مشغول رہنا واجب ہے (لہٰذا ان وجوہ سے
غلام مقاصد خلافت کے انجام دہی سے معذور ہے) اور منجملہ شروطِ (استحقاق)
خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ متکلم اور سمیع و بصیر ہو (گونگا بہرا اندھا
نہ ہو) کیونکہ خلیفہ پر لازم ہے کہ جو حکم دے وہ ایسا (صاف) ہو کہ اُس کا
مقصد سمجھنے میں (لوگوں کو) اشتباہ نہ ہو اور نیز ضروری ہے کہ خلیفہ مدعی[1]
اور مدعٰی علیہ کو اور مقر اور مُقَرلہٗ اور شاہد و مشہود علیہ کو پہچانے اور ان
لوگوں کے بیان کو سُنے (اور اگر گونگا بہرا اندھا ہوگا تو یہ بات اس کو حاصل
نہ ہو سکے گی) اور نیز خلیفہ پر لازم ہے کہ (اپنے) بلادِ (محروسہ) میں قاضیوں
کو اور اعلیٰ حاکموں کو مقرر کرے اور لشکروں کو میدانِ جنگ کی تدابیر بتلائے
اور یہ سب باتیں بغیر صحت اعضائے مذکورہ کے ناممکن ہیں (لہٰذا مقاصد

[1] دعویٰ کرنے والے کو مدعی کہتے ہیں اور جس پر دعویٰ کیا جاتا ہے اُس کو مدعیٰ علیہ۔ اقرار کرنے والے کو مقر کہتے ہیں اور وہ اقرار جس کے لئے کیا جاتا ہے اُس کو مقر لہٗ۔ گواہی دینے والے کو شاہد کہتے ہیں اور جس کے خلاف گواہی دی جائے اُس کو مشہود علیہ ۱۲

بآنچہ در جہاد پیش آید واین ہمہ بدون سلامتِ اعضاء متحقق نشود ومقدمۂ واجب واجب ست۔ وازاں جملہ آن است کہ شجاع باشد وصاحبِ رائی در حرب وسلم وعقد ذمہ وفرضِ مقاتلہ وتعیین امرا وعمال وصاحبِ کفایت یعنی دَعَۃ دوست نباشد ونہ ناکردہ کار کہ خبط کند در امور ونتواند سرانجام دادن مہمات را زیرا کہ جہاد بجز شجاع وصاحبِ رائی وکافی صورت نہ بندد وآں مطلب اعظم است از مطالبِ خلافت۔ وازانجملہ آنست کہ عدل باشد یعنی مجتنب از کبائر غیر مُصِر بر صغائر وصاحب مروّت باشد نہ ہرزہ گرد خلیع العذار زیرا کہ در شاہد وقاضی وراوی حدیث ہرگاہ ایں معانی شرط است پس در ریاستِ عامہ کہ زمام خلق بدستِ اُوافتد اولیٰ است بآنکہ شرط باشد قال اللہ تبارک وتعالیٰ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ ومرضی بودن مفسر است بعدالت ومروّت۔ وازانجملہ آنست کہ مجتہد باشد زیرا کہ خلافت متضمن است قضاء واحیاء علوم دین وامر معروف ونہی منکر را واینہمہ بدون مجتہد صورت نہ گیرد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِی الْجَنَّةِ وَاِثْنَانِ فِی النَّارِ فَاَمَّا الَّذِی فِی الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَحَکَمَ بِهٖ فَهُوَ فِی الْجَنَّةِ

خلافت ان اعضاء کی صحت پر موقوف ہوتے اور اوپر بیان ہو چکا کہ) فرض کفایہ جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ شجاع ہو اور صلح وجنگ میں اور امان دینے میں اور مجاہدین کے وظائف مقرر کرنے میں اور سرداروں اور حاکموں کے مقرر کرنے میں (الغرض مہماتِ سلطنت کے متعلق) صاحبِ رائی (صائب) ہو اور کافی ہو یعنے آرام طلب اور ناتجربہ کار نہ ہو کہ انتظام میں خبط کر دے اور مہمات کو انجام نہ دے سکے کیونکہ جہاد غیر شجاع اور غیر صاحبِ رائی (صائب) اور غیر کافی سے صورت پذیر نہیں ہو سکتا حالانکہ مقاصد خلافت میں اعلیٰ ترین مقصد جہاد ہے۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ عدل ہو یعنے کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے والا اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے والا ہو اور صاحب مروّت ہو یعنے ہرزہ گرد اور وارستہ مزاج نہ ہو کیونکہ جب یہ باتیں شاہد اور قاضی اور راوی حدیث میں شرط ہیں تو ریاستِ عامہ کے لئے جس میں مخلوق کی باگ ہاتھ میں لینا پڑتی ہے بدرجۂ اولیٰ شرط ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنے جن گواہوں کو تم پسند کرو (اُن کی گواہی ہونی چاہیئے) اور گواہ کے پسندیدہ ہونے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عدل ہو اور صاحب مروّت ہو۔ اور منجملہ شروطِ (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مجتہد ہو کیونکہ خلافت (بمعنے مذکور) متضمن ہے عہدۂ قضاء (کے فرائض) کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور امر معروف ونہی منکر کو یہ سب باتیں غیر مجتہد سے صورت پذیر نہیں ہو سکتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاضی تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اور دو سزاوارِ جہنم۔ مستحق جنت وہ قاضی ہے جو (ہر معاملہ میں اپنی پوری کوشش سے) حق کو دریافت کرے اور اُسی کے موافق حکم دے اور سزاوار جہنم وہ قاضی ہے جو

و رجل عرف الحق فجار فی الحکم فھو فی
النار و رجل قضی للناس علی جھل فھو فی
النار رواہ ابوداؤد۔ واصل معنی اجتہاد آنست کہ
جملۂ عظیمہ از احکام فقہ دانستہ باشد بادلۂ تفصیلیہ
از کتاب و سنت و اجماع و قیاس و ہر حکمے را
منوط بدلیل او شناختہ باشد و ظن قوی بہماں
دلیل حاصل کردہ پس دریں زمانہ مجتہد
نمی تواند شد مگر کسیکہ جمع کردہ باشد پنج
علم را۔ علم کتاب قراءۃ و تفسیراً و علم سنت
باسانید آں و معرفت صحیح و ضعیف دراں
و علم اقاویل سلف در مسائل تا از اجماع
تجاوز نہ نماید و نزدیک اختلاف علی قولین قول
ثالث اختیار نہ کند و علم عربیت از لغت و
نحو وغیر آں و علم طرق استنباط و وجوہ تطبیق
بین المختلفین بعد ازاں اعمال فکر کند در مسائل
جزئیہ و ہر حکمے را منوط بدلیل او شناسد و لازم نیست
کہ مجتہد مستقل باشد مثل ابوحنیفہؒ و شافعیؒ بلکہ مجتہد
منتسب کہ تحقیق سلف را شناختہ و استدلالات ایشاں
فہمیدہ ظن قوی در ہر مسئلہ بہم رساند کافی است۔
و تحقیق آنست کہ احیائی تفسیر قرآن نیز بغیر این
علوم پنجگانہ میسر نیست لیکن معتبر آنجا احادیث
اسباب نزول مناسب او ست و آثار سلف در باب تفسیر و حفظ
و قوت فہم سیاق و سباق و توجیہ مانند آں و بر علم تفسیر
قیاس باید کرد جمیع فنون دینیہ را۔ واللہ اعلم
و در زمان صحابہ اکثر ایں شروط لازم نبود ہمیں معرفت

باوجود حق دریافت ہو جانے کے خلافِ حق حکم دے۔ اسی طرح وہ
قاضی جو باوجود (حق و ناحق سے) بے خبر ہونے کے لوگوں کا فیصلہ
کر دے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے دراصل مجتہد وہ
شخص ہے جو ایک بڑا حصہ احکام فقہیہ کا جانتا ہو مع اُن کے دلائل
تفصیلیہ یعنے کتاب و سنت و اجماع و قیاس کے اور ہر حکم کو (جس
کی علت مصرح نہ ہو) اس کی علت کے ساتھ مرتبط جانتا ہو اور اس
علت کا ظن قوی رکھتا ہو۔

اب اس زمانہ میں مجتہد وہی شخص ہو سکتا ہے جو ان پانچ علموں کا
جامع ہو قرآن پاک کی قرارت و تفسیر کا علم احادیث کا علم مع اُن کی
سندوں کے اور معرفت صحیح و ضعیف کے۔ مسائل (دینیہ) میں سلف کے
اقوال کا علم تاکہ اجماع سے متجاوز نہ ہو اور دو مختلف قولوں میں تیسرا
قول ایجاد نہ کرے۔ زبانِ عرب کا علم یعنے لغت اور صرف و نحو وغیرہ کا
علم۔ استنباط مسائل کے طریقوں کا علم اور دو مختلف (نصوص)
میں تطبیق کے طریقوں کا علم اور پانچ علموں کے حصول کے بعد مسائل
جزئیہ میں غور و فکر کر کے ہر حکم کی علت معلوم کر چکا ہو (خلیفہ کے
لئے) مجتہد مستقل مثل ابوحنیفہؒ و شافعیؒ کے ہونا ضروری نہیں ہے
بلکہ مجتہد منتسب (یعنی) جس نے سلف کی تحقیقات معلوم کر لی ہوں
اور اُن کے استدلال سمجھ لئے ہوں اور ہر مسئلہ میں اُس کو ظنِ قوی
حاصل ہو گیا ہو (خلافت کے لئے) کافی ہے۔

تحقیق (مناسب مقام) یہ ہے کہ تفسیر قرآن کا زندہ رکھنا بھی بغیر ان پانچوں
علموں کے ممکن نہیں ہے لیکن علم تفسیر میں احادیث اسباب نزول وغیرہ
اور سلف کے تفسیری اقوال اور قوت حافظہ کے قوی ہونے اور فہم
سیاق و سباق اور توجیہ وغیرہ کے استعداد کی ضرورت ہے اور یہی
حال تمام علوم دینیہ کا ہے واللہ اعلم۔ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں (مجتہد
بننے کے لئے) مذکورہ علوم میں سے اکثر علوم کی ضرورت نہ تھی صرف علم

قرآن وحفظ سنّت در کار می شد زیرا کہ عربیت زبان ایشان بود بغیر تعلّم نحو بفہم کلام عربی می رسیدند و ہنوز احادیث متعارضہ ظاہر نشدہ و اختلاف سلف پدید نیامدہ بود۔ و از انجملہ آنست کہ قریشی باشد باعتبار نسب آبائی خود زیرا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ صرف کردند انصار را از خلافت بایں حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ وابوہریرہ ؓ وجابر ؓ روایت میکنند اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّانِ وابن عمر ؓ روایت می کند لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ ومعاویہ بن ابی سفیان روایت می کند اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ وغیر ایں طرق طرق دیگر ہم ایں حدیث را ثابت است بجہت اختصار بریں قدر اکتفا نمودیم واختلاف کردہ اند در اشتراط کتابت جمعے اثبات آں کردہ اند بملاحظہ آنکہ بسیارے از امور دینیہ موقوف است بر معرفت خط از علم کتابت وسنّت وانشائی احکام ونواہی وبعض رد کردہ اند آں را بآنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُمّی بودند وحق آنست کہ بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دریں امر قیاس نمی تواں کرد دیگرے را

قرآن وحفظ حدیث کافی تھا عربی خود اُن کی (مادری) زبان تھی صرف ونحو وغیرہ حاصل کئے بغیر عربی کلام کو سمجھ لیتے تھے اور اُس وقت تک متعارض حدیثیں بھی ظاہر نہ ہوئی تھیں نہ مسائل میں سلف کا اختلاف تھا لہذا نصوصِ متعارضہ میں تطبیق کے طرق اور اقوالِ سلف کے علم کی اُن کو ضرورت نہ تھی۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ قریشی ہو پدری نسب کے لحاظ سے کیونکہ ابوبکر صدیق ؓ نے انصار کو خلافت سے یہی کہکر علیحدہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلیفہ قریشی ہونا چاہیئے۔ اور (حضرت) ابوہریرہ ؓ اور (حضرت) جابر ؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگ دین میں قریش کے تابع ہیں اور حضرت (ابن عمر ؓ) روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش میں رہنا چاہیئے جب تک کہ دو قریشی بھی دنیا میں موجود ہوں اور (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان ؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہنا چاہیئے جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اللہ اس کو سرنگوں کر دے گا۔ یہ حدیث ان طرق کے علاوہ اور طریقوں سے بھی مروی ہے بغرض اختصار ہم نے اسی قدر پر اکتفاء کی۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ (خلیفہ کے لئے) صنعتِ کتابت کا جاننا شرط ہے یا نہیں کچھ لوگوں نے اس کو شرط قرار دیا ہے اس خیال سے کہ بہت سے اُمورِ دینیہ کتابت جاننے پر موقوف ہیں۔ مثل علمِ قرآن وحدیث کے اور مثل تحریر فرامین وخطوط کے اور کچھ لوگوں نے اس کے شرط ہونے کی تردید کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے (لہذا جب نبوّت کیلئے کتابت کا جاننا شرط نہ ہوا تو خلافت کے لئے کیوں شرط ہوگا) مگر حق یہ ہے کہ اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے (لیکن اتفاق

الیوم معرفت دین موقوف است بر شناختن خط وبسیارے از مصالح منوط بنوشتن بالجملہ چوں ایں شروط در شخصے موجود باشد مستحق خلافت شود واگر اورا خلیفہ سازند وخلافت را برائے او عقد کنند خلیفۂ راشد شود وغیر مستجمع ایں شروط را اگر خلیفہ سازند ساعیانِ خلافت او عاصی گردند لیکن اگر تسلّط یابد حکمِ او فیما یوافق الشرع نافذ باشد برائے ضرورت کہ برداشتنِ او از مسندِ خلافت اختلاف امت پیدا کند وہرج مرج پدید آرد

مسئلہ در طرق انعقاد خلافت۔ انعقادِ خلافت بچہار طریق واقع شود۔

طریقِ اوّل بیعت اہل حل وعقد است از علماء وقضات وامراء او وجوہ ناس کہ حضور ایشاں متیسر شود واتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آں ممتنع است و بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمرؓ در خطبۂ آخر خود فرمودہ اند فَمَنْ بَایَعَ رجلاً علیٰ غیر مشورۃٍ من المسلمین فلا یُبَایَعُ ھو و الذی بایعہٗ تَغِرَّۃً اَنْ یُقْتَلاَ وانعقاد خلافت حضرت صدیقؓ بطریق بیعت بودہ است

طریقِ دوم استخلاف خلیفہ است

تو ظاہر ہے کہ (اب آج کل دین کی معرفت کتابت جاننے پر موقوف ہے اور بہت سے مصالح لکھنے سے متعلق ہیں۔ **الحاصل** جب یہ سب شرطیں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائیگا اور اگر اس کو (اہلِ حل وعقد) خلیفہ بنائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو وہ خلیفۂ راشد ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط نہ پائے جاتے ہوں تو اس کی خلافت کے باقی گنہگار ہوں گے لیکن اگر (ملک پر) اس کا تسلّط ہوجائے تو اُس کے وہ تمام احکام جو خلافِ شرع نہ ہوں نافذ رہیں گے بوجہِ ضرورت کے کیونکہ (بعد تسلّط کے) مسندِ خلافت سے اُس کو اُٹھا دینا اختلافِ اُمت کا باعث بنے گا اور فتنہ وفساد برپا کریگا۔

مسئلہ (چہارم) خلافت منعقد ہونے کے طریقے۔ خلافت چار طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔

پہلا طریقہ اہلِ حل وعقد یعنے عالموں اور قاضیوں اور سردارں اور نامور لوگوں کا بیعت کرلینا ہے۔ (انعقادِ خلافت کے لئے صرف انھیں اہل حل وعقد کا بیعت کرلینا کافی ہے) جو کہ بآسانی موجود ہوسکیں تمام بلادِ اسلامیہ کے اہلِ حل وعقد کا متفق ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ محال ہے اور ایک دو آدمیوں کا بیعت کرلینا بھی (انعقادِ خلافت کے لئے) مفید نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا ہے "جس نے بدون مشورہ مسلمانوں کی کسی سے بیعت کی تو اُس کی بیعت نہ کی جائے بخوف اس کے کہ یہ دونوں (بحکمِ شریعت) قتل کردیئے جائیں گے" (یعنے بے مشورہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا) حضرت صدیقؓ کی خلافت کا انعقاد (اسی پہلے) طریقہ (پر یعنی اہلِ حل وعقد کے) بیعت (کرلینے) سے ہوا ہے۔

دوسرا طریقہ (انعقادِ خلافت کا) خلیفہ کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنا دینا

یعنی خلیفۂ عادل بمقتضائے نصح مسلمین
شخصے را از میان مستجمعین شروط
خلافت اختیار کند و جمع نماید مردماں
را و نص کند باستخلاف وے و
وصیت نماید باتباع وے پس ایں
شخص میان سائر مستجمعین خصوصیتے
پیدا کند و قوم را لازم است کہ ہماں
را خلیفہ سازند انعقاد خلافت حضرت
فاروق رض بہمیں طریق بود طریق سوم شوریٰ
است و آں آنست کہ خلیفہ شائع گرداند
خلافت را درمیان جمعے از مستجمعین
شروط و گوید از میان ایں جماعہ
ہرکرا اختیار کنند خلیفہ او باشد
پس بعد موت خلیفہ تشاور
کنند و یکے را معین سازند و
اگر برائے اختیار شخصے را یا جمعے را
معین کنند اختیار ہماں شخص یا
ہماں جمع معتبر باشد و انعقاد
خلافت ذی النورین بہمیں طریق بود
کہ حضرت فاروق رض خلافت را
درمیان شش کس شائع ساختند
و آخر عبدالرحمن بن عوف رض برائے
تعیین خلیفہ مقرر شد و وے حضرت
ذی النورین را اختیار نمودند. طریق
چہارم استیلا ست چوں خلیفہ بمیرد و شخصے

جو خلافت کی شرطوں کا جامع ہو یعنے خلیفہ عادل بمقتضائے خیر خواہی
اہلِ اسلام ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو شرائطِ خلافت کے
جامع ہوں منتخب کرلے اور لوگوں کو جمع کرکے (سب کے سامنے)
اس کے استخلاف پر نص کردے اور (مسلمانوں کو) اس کے اتباع کرنے
کی وصیت کرے پس یہ شخص (جس کو خلیفہ نے خلافت کے لئے منتخب
کیا ہے) ان تمام لوگوں میں سے جو جامع شرائط (خلافت) ہیں مخصوص
ہوجائے گا اور قوم کو لازم ہوگا کہ اُسی شخص کو خلیفہ بنائے حضرت
فاروق (اعظم رضی اللہ عنہ) کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے ہوا
تھا۔

تیسرا طریقہ (انعقادِ خلافت کا) شوریٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ
جامعین شرائطِ (خلافت) کی ایک جماعت میں خلافت کو دائر
کردے اور کہدے کہ اس جماعت میں سے جس کو (اہلِ مشورہ)
منتخب کرلیں گے وہی خلیفہ ہوگا پس خلیفہ کی وفات کے بعد (اہلِ
شوریٰ) مشورہ کریں اور (اس جماعت میں سے) ایک شخص کو
(خلیفہ) معین کرلیں اور اگر (خلیفۂ سابق) اس انتخاب کے لئے کسی
(خاص) شخص کو یا کسی (خاص) جماعت کو مقرر کردے تو اُسی شخص
یا اُسی جماعت کا انتخاب کرنا معتبر ہوگا (حضرت عثمان) ذی
النورین کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے (ہوا) تھا کہ حضرت
فاروق رض نے خلافت کو چھ آدمیوں کے درمیان دائر کردیا اور (حضرت
فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد) آخر کو (ان چھ
شخصوں میں سے کسی ایک کو) خلیفہ معین کرنے کے لئے عبدالرحمن
بن عوف رض مقرر ہوئے اور انھوں نے حضرت ذی النورین کو (خلافت
کے لئے) منتخب کیا۔

چوتھا طریقہ (انعقادِ خلافت کا) استیلا ہے (اس کی صورت یہ
ہے کہ) جب خلیفہ کی وفات ہوجائے اور کوئی شخص بغیر (اہلِ حل

متصدی خلافت گردد بغیر بیعت واستخلاف
وہمہ را برخود جمع سازد بایتلاف
قلوب یا بقہر ونصب قتال خلیفہ شود
ولازم گردد بر مردمان اتباع فرمان او
درآنچہ موافق شرع باشد واین دو
نوع است یکے آنکہ مستولی مستجمع شروط باشد
وصرف منازعین کند بصلح وتدبیر از غیر
ارتکاب محرّمی واین قسم جائز است و
رخصت وانعقاد خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان
بعد حضرت مرتضیٰؓ وبعد صلح امام حسنؓ
ہمیں نوع بود۔ دیگر آنکہ مستجمع شروط نباشد
وصرف منازعین کند بقتال وارتکاب
محرّم وآں جائز نیست وفاعل آں عاصی
است لیکن واجب است قبول احکام او
چوں موافق شرع باشد واگر عمّال
او اخذ زکوٰۃ کنند از ارباب اموال ساقط
شود وچوں قاضی او حکم نماید نافذ
گردد حکم او وہمراہ او جہاد می تواں کرد و
ایں انعقاد بنا بر ضرورت است زیرا کہ در
عزل او افنائی نفوس مسلمین وظہور ہرج
ومرج شدید لازم می آید وبیقین معلوم
نیست کہ ایں شدائد مفضی شود بصلاح
یا نہ یحتمل کہ دیگرے بدتر از اول غالب شود
پس ارتکاب فتن کہ قبیح او متیقن بہ است چرا
باید کرد برائے مصلحتے کہ موہوم ست ومحتمل

وعقد کے) بیعت کئے ہوئے اور (بغیر خلیفۂ سابق کے) استخلاف
کے خلافت کو لیلے اور سب لوگوں کو تالیفِ قلوب یا جنگ وجبر
سے اپنے ساتھ کرلے (تو یہ شخص) خلیفہ ہو جائے گا اور اُس کا جو فرمان
شریعت کے موافق ہوگا اس کی بجاآوری سب لوگوں پر لازم ہوگی
اور اس (چوتھے طریقے) کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ استیلا
کرنے والا (خلافت کی) شرطوں کو جامع ہو اور بغیر ارتکاب کسی
ناجائز امر کے (صرف) صلح اور تدبیر سے مخالفوں کو (مزاحمت سے)
باز رکھے، یہ قسم عند الضرورت جائز ہے؛ (حضرت **معاویہ بن ابی
سفیان** کی خلافت کا انعقاد حضرت (علی) مرتضیٰ (کی وفات)
کے بعد اور (حضرت) امام حسنؓ کے صلح کرلینے کے بعد اسی طرح
سے (ہوا) تھا۔ دوسری قسم یہ ہے کہ (استیلا کرنے والا خلافت کی)
شرطوں کو جامع نہ ہو (اور خلافت میں) نزاع کرنے والوں کو بذریعہ
قتال اور ارتکاب فعل حرام کے (مزاحمت سے) باز رکھے، یہ (قسم)
جائز نہیں ہے اور اس کا کرنے والا عاصی ہے، لیکن اس (خلیفہ) کے
بھی اُن احکام کو قبول کرنا واجب ہے جو شرع کے موافق ہوں اور
اُس کے عامل اگر زکوٰۃ وصول کرلیں تو مال کے مالکوں سے (زکوٰۃ) ساقط
ہوجائے گی اور اُس کے قاضیوں کا حکم نافذ ہوگا اور اس (خلیفہ)
کے ساتھ (شریک ہوکر کافروں سے) جہاد کرسکتے ہیں اور (چونکہ)
اس (قسم کی خلافت) کا انعقاد بوجہ ضرورت کے ہے (اس لئے اس
خلیفہ کو معزول نہ کریں گے) کیونکہ اُس کے معزول کرنے میں مسلمانوں
کی جانیں تلف ہوں گی اور سخت فتنہ وفساد لازم آئے گا اور (پھر)
یقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ ان مصائب کا نتیجہ نیک ہو یا نہ ہو
(بلکہ) احتمال ہے کہ (اس) پہلے (خلیفہ) سے بھی زیادہ بدتر کوئی
دوسرا شخص غالب ہوجائے۔ پس ایک موہوم اور احتمالی مصلحت
کے لئے ایسے فتنہ کا ارتکاب کیوں کیا جائے جس کی قباحت یقینی ہے۔

وانعقاد خلافت عبد الملک ابن
مروان و اوّل خلفائے بنی عبّاس
بہمیں نوع بود بالجملہ اگر شخصے متفرد
باشد در زمانِ خود بشروط خلافت
یا جمعے ہستند متّصف بشروطِ خلافت
وایں شخص افضل ہمہ است منعقد
نشود خلافتِ او بغیر یکے از طرق
مذکورہ زیرا کہ بصفتے کہ وے دارد بدون
تسلّط یا بیعت خلاف منقطع نشود
وفتنہ ساکن نگردد لہذا جماعۃ
از صحابہؓ بعد انتقال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلّم برفیق اعلےٰ
مبادرت کردند بہ بیعت حضرت
صدّیقؓ واکتفا نہ نمودند بر
افضلیّتِ او۔ واہلِ علم تکلّم کردہ اند
درآنکہ خلافتِ حضرت مرتضےٰ بکدام
طریق از طرق مذکورہ واقع شد بمقتضائے
کلام اکثر آنست کہ بہ بیعت مہاجرین
وانصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند
واکثر نامہائے حضرت مرتضےٰؓ کہ باہلِ شام نوشتہ
اند شاہد ایں معنی ست وجمعے گفتہ اند کہ بشوریٰ
انعقادِ خلافتِ ایشاں شد زیرا کہ مشورہ استقرار
یافت برآنکہ خلیفہ عثمانؓ باشد یا علیؓ چوں عثمانؓ

عبد الملک بن مروان اور خُلفائے بنی عباس میں سے پہلے خلیفہ
کی خلافت کا انعقاد اسی طرح ہوا تھا۔

حاصل یہ کہ (انعقادِ خلافت انہی چار طریقوں میں منحصر ہے حتیٰ کہ)[1]
اگر کوئی ایک ہی شخص اپنے زمانہ میں خلافت کی شرطوں کا جامع ہو
یا شرائطِ خلافت سے متصف تو کئی آدمی ہوں مگر یہ شخص سب سے
افضل ہو (پھر بھی) اس کی خلافت (چار) مذکورہ طریقوں میں سے
کسی ایک طریقہ کے بغیر منعقد نہ ہوگی کیونکہ (جامعِ شرائطِ خلافت ہونے
یا جامعین شرائط میں سب سے افضل ہونے کی) جو صفت اس میں ہے
صرف اس صفت سے بغیر تسلّط (حاصل کئے ہوئے) یا (بغیر اہلِ حل
وعقد کی) بیعت کے لوگوں کا اختلاف دور نہیں ہو سکتا نہ فتنہ فرو
ہو سکتا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ اعلیٰ کی
طرف انتقال فرمانے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے حضرت
(ابوبکر) صدیقؓ سے بیعت کرنے میں مبادرت کی اور (صرف) اُن
کی فضیلت پر اکتفا نہ کیا۔

اہلِ علم نے اس بات میں کلام کیا ہے کہ حضرت (علی) مرتضیٰ کی خلافت
(چار) مذکورہ طریقوں میں سے کس طریقہ پر واقع ہوئی۔ اکثر (علماء)
کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ (حضرت علیؓ) اُن مہاجرین اور انصار
کے بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے اور حضرت
(علی) مرتضیٰ کے اکثر وہ خطوط جو آپ نے اہلِ شام کو لکھے اس پر شاہد
ہیں اور (علماء کا) ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کا انعقاد
بذریعہ شوریٰ کے ہوا کیونکہ (حضرت فاروقِ اعظمؓ کے بعد) مشورہ
اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا حضرت عثمانؓ ہوں یا حضرت علیؓ
(پس پہلے حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے پھر) جب حضرت عثمانؓ

---

[1] یہ ایسا ہی جیسے مسجد میں کئی آدمی ایسے موجود ہوں جن میں وہ اوصاف جن کی ضرورت امام بننے کے لئے ہے پائے جاتے ہوں مگر جب تک کہ ان میں سے کسی خاص شخص کو حاضرینِ مسجد اپنے آگے نہ کھڑا کر لیں یا خود سے آگے کھڑا نہ ہو جائے اُس وقت تک امامِ نماز نہ کہا جائے گا ۱۲

نماند علیؓ متعیّن شد وفیہ ما فیہ در ذیل این
مسئلہ نکتۂ (چند) باید فہمید اینجا سوالے متوجہ
میشود تقریرش آنکہ تو قائل بآنکہ خلافت حضرت
شیخین بنصّ بود از آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم پس انعقادِ خلافتِ صدیقؓ بہ بیعتِ
اہل حلّ وعقد وخلافتِ فاروقؓ باستخلاف
بر قولِ تو چگونہ درست آید جواب گوئیم مقصودِ
ما آں است کہ بنصِّ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم لازم شد خلیفہ ساختنِ حضرتِ
صدیقؓ وفاروقؓ در زمان مخصوص و بہ
ایشاں متوجہ شدن وعقدِ خلافت
برائے ایشاں بستن وامتثال امر ایشاں
نمودن در آنچہ متعلق است بخلیفہ لیکن
وجود خلافت بالفعل بہ بیعتِ اہل حلّ و
عقد بود یا باستخلاف مثل آنکہ نماز فرض
شد بر زید در کلام ازلی وبنصّ شارع وتعلق
حکمِ وجوب بالفعل منوط گشت بدخولِ وقت
پس باعتبار حکمتِ اسباب وعلل نسبت کردہ
میشود انعقادِ خلافت را بہ بیعتِ اہل حلّ وعقد
یا باستخلاف وہمچنیں بالیقین میدانیم کہ شارع
علیہ الصلوٰۃ والسلام نصّ فرمودہ است بآنکہ
امام مہدیؑ در اوانِ قیامت موجود خواہد شد
ودے عند اللہ وعند رسولہ امام برحق است

نہ رہے تو حضرت علیؓ (خلافت کے لئے) معیّن ہو گئے (مگر) اس قول
میں جو کچھ (ضعف) ہے وہ ہے[1]۔ اس مسئلہ کے ضمن میں ایک نکتہ سمجھ
لینا چاہیئے (وہ یہ کہ) اس موقع پر ایک اعتراض ہوتا ہے اس کی تقریر
اس طرح پر ہے کہ (جب تم) اس بات کے قائل ہو کہ حضرات شیخین کی
خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منصوص تھی (تو)
پھر حضرت صدیقؓ کی خلافت کا انعقاد اہلِ حل وعقد کی بیعت سے
اور حضرت فاروقؓ کی خلافت کا انعقاد استخلاف سے (کہنا) کیونکر
صحیح ہوا (اس لئے کہ نص کے ہوتے ہوئے اہلِ حل وعقد کی بیعت یا
استخلاف کی ضرورت ہی کیا تھی اس کا) جواب ہم دیں گے کہ ہمارا
مقصود یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص سے حضرت صدیقؓ
اور حضرت فاروقؓ کا مخصوص زمانہ میں خلیفہ بنانا اور اُن کی طرف
رجوع کرنا اور اُن کے لئے خلافت کا منعقد کرنا اور اُن کے اُن احکام
کی اطاعت کرنا جو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ہوں لازم ہو گیا تھا
لیکن خلافت کا بالفعل وجود میں آنا اہلِ حل وعقد کی بیعت سے
یا استخلاف سے ہوا (مثال کے طور پر کلام ازلی میں اور شارع کی نص
سے زید پر (پہلے سے) نماز فرض ہو چکی ہے (لیکن) بالفعل (نماز کی)
فرضیت کے حکم کا (زید سے) متعلق ہونا (نماز کے) وقت آنے پر
موقوف ہوا (پس اسی طرح اگرچہ شیخین کی خلافت نص سے ثابت تھی
لیکن) اسباب وعلل کی حکمت کے اعتبار سے انعقاد خلافت کی نسبت
اہل حل وعقد کی بیعت یا استخلاف کی طرف کی جاتی ہے۔ اسی طرح
(مثلاً) ہم یقین جانتے ہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس
بات پر نص فرما دی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے
اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک امام برحق ہوں گے اور

[1] وہ ضعف یہ ہے کہ مشورہ میں یہ بات طے نہ ہوئی تھی کہ ان دونوں کا خلیفہ ہونا ضروری ہے ایک پہلے ہو اور ایک اس کے بعد بلکہ مشورہ میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ بالفعل ان دونوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ ہونا چاہیئے۔ حضرت مصنفؒ کا مذہب قولِ اول کے موافق معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس پر کوئی اعتراض مصنفؒ نے نہیں کیا۔

ہ اور حق بھی وہی ہے ۱۲

و پُر خواہد کرد زمین را بعدل و انصاف چنانکہ پیش ازوی پُر شدہ باشد بجور و ظلم پس بایں کلمہ افادہ فرمودہ اند استخلاف امام مہدی را و واجب شد اتباع وے در آنچہ تعلق بخلیفہ دارد چوں وقت خلافت او آید لیکن ایں معنے بالفعل نیست مگر نزدیک ظہور امام مہدیؒ و بیعت باو میان رکن و مقام باز مشورۂ قوم برائے حضرت صدیقؓ یا خلیفہ ساختن صدیقؓ حضرت فاروقؓ را برائی خود و عزم کردن عبد الرحمٰن ابن عوفؓ برائی ذی النورین مستلزم آن نیست کہ اینجا نصّے نباشد بلکہ ظاہر آن است کہ این بزرگان نصّے یا اشارتے از شارعؑ دست آویز خود ساختہ اند و مشہور شد درمیان مردم نسبت بایشاں چنانکہ گویند ابو حنیفہؒ ایں را واجب ساختہ و شافعیؒ ایں را واجب نمودہ است یا گویند حضرت فاروقؓ ایں را حلال گردانید و موعد تفصیل این سخن فصل سوم است ازیں رسالہ واللّٰہ اعلم **مسئلہ** دربیان آنچہ برخلیفہ واجب است از امضائی مصالح مسلمین

زمین کو عدل اور انصاف سے معمور کردیں گے جیسا کہ اُن سے پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی پس (شارعؑ نے اپنے) اس بیان سے امام مہدیؒ کا خلیفہ بنانا ظاہر فرمادیا ہے اور جب امام مہدیؒ کی خلافت کا وقت آئے گا تو (شارعؑ کے اِس ارشاد سے) امام مہدیؒ کی اتباع اُن امور میں واجب ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں لیکن یہ باتیں ابھی بالفعل نہیں ہیں بلکہ امام مہدیؒ کے ظاہر ہونے اور رکن[1] اور مقام[2] کے مابین اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلینے کے وقت (ہوں گی) پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) حضرت صدیقؓ کی خلافت کے لئے قوم کا مشورہ کرنا یا حضرت صدیقؓ کا اپنی رائے سے حضرت فاروقؓ کو خلیفہ بنانا اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ کا ذی النورین کو (خلافت کے لئے) منتخب کرنا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ خلفائے ثلٰثہ کے لئے (شارعؑ کی طرف سے) کوئی نص نہ ہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ ان بزرگوں نے شارعؑ کے کسی اشارہ یا نص کو دستاویز بنایا ہو اور لوگوں میں (خلیفہ بنانے کی) نسبت جو ان بزرگوں کی طرف مشہور ہوگئی ہے (وہ ایسی ہی ہے) جیسا کہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ نے اُس کو واجب کیا اور شافعیؒ نے اُس کو واجب کیا یا کہتے ہیں حضرت فاروقؓ نے اُس کو حلال کیا (حالانکہ ابو حنیفہؒ یا شافعیؒ اپنی طرف سے واجب نہیں کرتے بلکہ کسی نہ کسی دلیلِ شرعی کو دستاویز بناتے ہیں) اور اس بیان کی تفصیل کا مقام اس کتاب کی تیسری فصل[3] ہے واللّٰہ اعلم۔

مسئلہ (پنجم) اُن امور کا بیان جو خلیفہ پر واجب ہیں از قسم اجرائے مصالح اہل اسلام۔

---

[1] رکن حجرِ اسود کو کہتے ہیں جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشہ میں گڑا ہوا ہے ۱۲ [2] مقام ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام سے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو مکہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر سوار ہوتے اس پتھر پر اُن کے دونوں مبارک قدموں کے نشان بن گئے ہیں یہ پتھر بھی کعبہ کے اندر ایک مقام میں ہے ۱۲ [3] اصل فارسی مطبوعہ میں باب سوم لکھا ہے مگر چونکہ مصنفؒ نے اس کتاب کو ابواب پر تقسیم نہیں کیا نہ کہیں کتاب بھر میں کوئی مضمون باب کے عنوان سے بیان کیا ہے اس لئے باب کا لفظ غلطی کاتب سمجھ کر بجائے اس کے لفظ فصل لکھ دیا گیا ہے اور واقعی فصل سوم میں خلافت کے منصوص ہونے پر جس قدر شبہات ہوتے تھے سب کو اس حسن و خوبی کے ساتھ دفع کیا ہے کہ اس سے بہتر خیال میں نہیں آتا واللّٰہ اعلم ۱۲

واصل درین مسئلہ نظر کردن ست در معنی خلافت ودانستن مقدماتِ اقامتِ دین کہ بغیر آنہا اقامتِ دین متصور نشود ومکملات او کہ بدون آنہا علی الاکمل وجہ تحقق نہ پذیرد واجبست بر خلیفہ نگاہ داشتن دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر صفتے کہ بسنتِ مستفیضۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ واجماعِ سلفِ صالح بر آں منعقد گشتہ بانکار بر مخالف وانکار بآں وجہ تواند بود کہ قتل کند مرتدین وزنادقہ را وزجر نماید متبدعہ را دیگر اقامتِ ارکانِ اسلام نمودن از جمعہ وجماعات وزکوٰۃ وحج وصوم بآنکہ در محلِ خود بنفس خود اقامت نماید ودر مواضع بعیدۃ ائمۂ مساجد ومصدقاں رانصب فرماید وامیر الحج معین نماید واحیاءِ علوم دین کند بنفسِ خود قدرے کہ متیسر شود ومقرر سازد مدرسین را در ہر بلدے چنانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن مسعودؓ را با جماعت در کوفہ نشاند ومعقل بن یسارؓ وعبد اللہ بن معقلؓ را بہ بصرہ فرستاد وفیصل کند میان اہلِ خصومت یعنی قضا کند در دعاوی ونصبِ قضاۃ نماید برائے آں ونگاہدارد بلادِ اسلام را از شرِ کفار وقطاعِ طریق ومتغلبان وسرحدہای دار الاسلام را بافواج و

اس مسئلہ کی اصل ہے خلافت کے معنی میں غور کرنا اور دین قائم رکھنے کے مقدمات کا جاننا یعنی جن کے بغیر دین کی اقامت متصوّر نہیں ہو سکتی اور دین کے کامل کرنے والے امور کا جاننا جن کے بغیر دین کامل طور پر تحقق پذیر نہیں ہو سکتا (ان باتوں کو پیشِ نظر رکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ) خلیفہ پر دینِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسی طرح محفوظ رکھنا واجب ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مستفیضہ سے ثابت ہوا اور سلفِ صالحین کا اجماع اُس پر منعقد ہو چکا ہو اسی کے ساتھ مخالف پر انکار کرنا (بھی خلیفہ پر واجب ہے) اور اس کی صورت یہ ہے کہ مرتدوں اور زندیقوں کو قتل کرے اور متبدع لوگوں کو سزا دے۔ نیز (خلیفہ پر واجب ہے کہ) اسلام کے ارکان یعنی جمعہ اور جماعت اور زکوٰۃ اور حج اور صوم کا قائم کرنا اس طرح کہ اپنے مقام پر بذاتِ خود (ان ارکان کو) قائم کرے اور مقاماتِ بعیدہ میں مسجدوں کے امام اور صدقہ تحصیل کرنے والے مقرر فرمائے اور امیر الحج[1] مقرر کرے اور نیز (خلیفہ پر واجب ہے کہ) جس قدر ہو سکے بذاتِ خود علومِ دینیہ کو زندہ رکھے اور ہر شہر میں مدرسین مقرر کرے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو (صحابہؓ کی) ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں (علمِ دین تعلیم کرنے کے لئے) مقرر کیا اور معقل بن یسارؓ اور عبد اللہ بن معقلؓ کو بصرہ میں (علومِ دینیہ سکھانے کے لئے) بھیجا اور نیز (خلیفہ پر واجب ہے کہ) اہلِ خصومت کے درمیان تصفیہ کرے یعنی دعووں کا فیصلہ کرے اور (نیز) اس کام کے لئے قاضیوں کو مقرر کرے اور نیز (خلیفہ پر واجب ہے کہ) بلادِ اسلامیہ کو کافروں اور رہزنوں اور غاصبوں سے محفوظ رکھے اور دار الاسلام کی سرحدوں کو فوجوں سے اور

[1] امیر الحج اُس سردار کو کہتے ہیں جو حج کے مجمع میں مجمع کے انتظامی اور شرعی امور کی سرانجام دہی کے لئے مقرر ہوتا ہے سب سے پہلے جو شخص امیر الحج بنایا گیا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے خود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر الحج بنا کر مدینہ منورہ سے بھیجا تھا ۱۲

آلاتِ جنگ مشحون سازد وجہاد نماید با عداء اللہ
ابتداءً ورفعاً وترتیب دہد جیوش را وفرض ارزاق
کند برائی مقاتلہ واخذِ جزیہ وخراج وقسمت آن نیز
بر غزاۃ بعمل آرد وتقدیر عطایائی قضاۃ ومفتیان
ومدرّسان وواعظان وائمہ مساجد باجتہاد خود
نماید بغیر اسراف وتقتیر ونائب گیرد درکارہا امناء
عدول را واہل نیکخواہی را وہمیشہ در مشارفہ امور وتصفح
احوال رعیت وافواج وامراء امصار وجیوشِ غزاۃ و
قضاۃ وغیر ایشاں مقید باشد تا خیانتے وحیفے درمیان
نیاید وسپردن کارہائی بکفار اصلاً درست نیست
حضرت عمرؓ ازیں امر نہیِ شدید فرمودہ اند اخرج
شیخ الشیوخ العارفُ السہروردی قدس سرہٗ
فی العوارف عن وثیق الرومی قال کنت مملوکا لعمر
فکان یَقولُ لِی اَسْلِمْ فَاِنَّکَ اِنْ اَسْلَمْتَ اِسْتَعَنْتُ
بِکَ عَلٰی اَمَانَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّہٗ لَایَنْبَغِیْ
اَنْ اَسْتَعِیْنَ عَلٰی اَمَانَتِھِمْ بِمَنْ
لَیْسَ مِنْھُمْ قَالَ فَاَبَیْتُ فَقَالَ عُمَرُ
لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ فَلَمَّا حَضَرَتْہُ
الْوَفَاۃُ اَعْتَقَنِیْ فَقَالَ اِذْھَبْ حَیْثُ
شِئْتَ۔ این است بیان آنچہ واجبست
بر خلیفہ بطریقِ اختصار و ایجاز

آلاتِ جنگ سے معمور رکھے اور دشمنانِ خدا سے جہاد کرے خواہ ابتداءً[1]
خواہ رفعاً اور لشکروں کو مرتب کرے اور مجاہدین کے لئے وظیفہ مقرر
کرے اور جزیہ[2] وخراج وصول کرے اور اُس کو غازیوں میں تقسیم کرے
اور قاضیوں اور مفتیوں اور مدرّسوں اور واعظوں اور مساجد کے
اماموں کے مشاہرے کی مقدار اپنی رائے سے بغیر اسراف[3] وبخل کے
تجویز کرے اور کاروبار میں سچے امانت داروں اور خیر خواہوں کو نائب
بنائے اور رعایا اور لشکروں اور اُمراء شہر اور غازیوں کی فوجوں
اور حکّام وغیرہ کے حالات کی خبرداری رکھے تاکہ خیانت اور ظلم نہ
ہونے پائے اور مسلمانوں کے کام کافروں کو سپرد کرنا ہرگز درست
نہیں ہے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس امر سے سخت ممانعت
فرمائی ہے (چنانچہ) شیخ الشیوخ عارف سہروردی قدس سرہٗ نے
عوارف میں وثیق رومی (نصرانی) سے روایت کی ہے۔ اُنھوں نے
کہا کہ میں (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کا غلام تھا پس وہ مجھ سے
فرمایا کرتے تھے کہ (اے وثیق!) اسلام قبول کرلے کیونکہ اگر تو مسلمان
ہوجائے گا تو میں تجھ سے مسلمانوں کے کام میں مدد لیا کروں گا اس
لئے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ میں مسلمانوں کے کام میں اُس شخص سے
مدد لوں جو مسلمانوں میں سے نہ ہو۔ وثیق رومی کہتے ہیں کہ میں نے
اسلام لانے سے انکار کیا پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ دین میں زبردستی
نہیں ہے پھر جب حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی وفات کا وقت آیا
تو اُنھوں نے مجھ کو آزاد کردیا اور فرمایا کہ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔
یہ اُن امور کا مختصر بیان ہے جو خلیفہ پر واجب ہیں۔

[1] ابتداءً وہ جہاد ہے جس کی ابتداء خود مسلمانوں کی طرف سے ہو اور اگر ابتداء کافروں کی طرف سے ہو تو اُس کو رفعاً کہتے ہیں ۱۲ [2] جزیہ اُس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے بوجہ ان کے کفر کے لیا جائے اس مال کی وجہ سے اُن کی جان ومال مسلمانوں کی ذمہ داری میں آجاتے ہیں جزیہ کی مشروعیت ۸ھ میں ہوئی اور بقول بعض سنہ ۹ ہجری میں کذا فی التعلیق المجد اور خراج وہ مال ہے جو زمین کا حق قرار دیا گیا ہو وہ زمین اگر مسلمان کے پاس ہو تو بھی خراج پڑیگا گویا ایک قسم کی مالگذاری ہے ۱۲ [3] اسراف حاجت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور بخل حاجت سے کم خرچ کرنے کو ۱۲

مسئلہ دربیان آنچہ بر رعیت واجبست از
اطاعت خلیفہ لازم ست بر مسلمین ہر چہ امر فرماید خلیفہ
از مصالح اسلام و از آنچہ مخالف شرع نباشد خواہ خلیفہ
عادل باشد خواہ جائر و اگر قوم در مذاہب فرع مختلف
باشند و خلیفہ حکم فرماید بامرے کہ مجتہد فیہ ست غیر
مخالف کتاب و سنت مشہورہ و اجماع سلف و
قیاس جلی[1] بر اصل واضح الثبوت لازم است
سخن او شنیدن و بمقتضای قضائے او
رفتن ہر چند موافق مذہب محکوم علیہ نباشد
و حرام ست خروج بر سلطان بعد از آنکہ
مسلمین بر وی مجتمع شدند مگر آنکہ کفر بواح
از وی دیدہ شود اگر چہ آں سلطان مستجمع
شروط نباشد و خروج بر خلیفہ بسہ نوع
تواند بود یکے آنکہ خلیفہ کافر شود بانکار ضروریات
دین والعیاذ باللہ درینصورت واجبست
خروج بروی و قتال باوی و ایں قتال اعظم
انواع جہادست تا اسلام متلاشی نگردد و کفر غالب
نشود دیگر آنکہ خروج کند برای نہب اموال
و قتل نفوس و تحلیل فروج بغیر تاویل شرعی
سیف را حکم سازد نہ قانون شرع را و حکم ایں جماع
حکم قطاع طریق ست دفع کردن ایشاں و از ہم
متفرق ساختن جماعت ایشاں را واجبست سوم

مسئلہ (ششم) اس بیان میں کہ رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے:
مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور (نیز اس کا جو حکم)
شرع کے مخالف نہ ہو (اس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے خواہ خلیفہ
عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ
کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنت مشہورہ
اور اجماع سلف کے مخالف نہیں ہے اور (نیز) اس قیاس جلی کے مخالف
نہیں ہے جو واضح الثبوت اصل پر مبنی ہے تو خلیفہ کی اس بات کو سننا
اور اس کے حکم کے موافق چلنا لازم ہے اگرچہ (خلیفہ کا یہ حکم) اس شخص
کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہے)۔

کسی سلطان (کی حکومت) پر مسلمانوں کے متفق ہو جانے کے بعد اس
سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے اگرچہ وہ سلطان خلافت کی شرطوں کا
جامع نہ ہو مگر اس صورت میں کہ اس سے صریح کفر ظاہر ہو۔ خلیفہ سے
بغاوت کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلیفہ ضروریات دین کے انکار
کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے {العیاذ باللہ} (اور اس وجہ سے رعایا
خلیفہ سے مقابلہ کرے تو یہ مقابلہ کرنے والے حق پر ہوں گے کیونکہ) اس
صورت میں خلیفہ پر چڑھائی کرنا اور اس سے جنگ کرنا واجب ہے اور یہ
قتال اعلیٰ قسم کا جہاد ہے تاکہ (خلیفہ کے کافر رہنے سے) اسلام پراگندہ اور
کفر غالب نہ ہو جائے۔ دوسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی) یہ ہے
کہ (لوگ) بغیر تاویل شرعی کے مال لوٹنے اور لوگوں کے قتل کرنے اور زنا کاری
کی غرض سے بغاوت کریں اور تلوار کو حکم بنائیں نہ کہ قانون شرع کو ان
لوگوں کا حکم وہی ہے جو رہزنوں کا ہے ان لوگوں کا دفع کرنا اور ان کی
جماعت کو منتشر کر دینا واجب ہے۔ تیسری صورت (خلیفہ سے بغاوت کرنے کی

[1] قیاس جلی وہ قیاس ہے جس کی علت ظاہر ہو اور جس کی علت ظاہر نہ ہو اس کو قیاس خفی بھی کہتے ہیں اور استحسان بھی۔ مثلاً باز اور شکرے کا جھوٹا قیاس جلی چاہتا ہے کہ نجس ہو کیونکہ گوشت ان کا حرام ہے اور حرمت علامت نجاست کی ہے لہذا گوشت نجس ہوا اور جب گوشت نجس ہوا تو لعاب بھی نجس ہوا کیونکہ لعاب گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور ان کی جھوٹی چیز میں ان کا لعاب ضرور مخلوط ہوگا مگر قیاس خفی چاہتا ہے کہ باز اور شکرے کا جھوٹا پاک ہو کیونکہ وہ اپنی چونچ سے کھاتے ہیں اور چونچ ایک[2]

[2] ہڈی ہے اور ہڈی ہر جانور کی پاک ہے۔

اگر خروج کند بہ نیت اقامتِ دین و تقریر کند در خلیفہ و احکام او شبہ را پس آں تاویل اگر باطل باشد قطعاً ہیچ اعتبار ندارد مانند تاویل اہل ردّت و مانعین زکوٰۃ در زمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و معنی قطعیت بطلانِ تاویل آنست کہ مخالف نص کتاب یا سنتِ مشہورہ یا اجماع یا قیاسِ جلی واقع شود و اگر آں تاویل مجتہد فیہ است نہ قطعی البطلان آں قوم بغاۃ باشند در زمانِ اوّل حکم ایں قوم حکمِ مجتہدِ مخطی بود اِنْ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ چوں احادیث منع بغی کہ در صحیح مسلم و غیر آں مستفیض است ظاہر شد و اجماع اُمت براں منعقد گشت امروز حکم بعصیان باغی کنیم اگر از خلیفہ جور صریح صادر شود یا حکم بر خلاف شرع نماید و دراں مسئلہ برہانے از جانبِ شارع پیش ما موجود است د معنے برہان ہمان است کہ تقریر کردیم جائز است قیام بدفع ظلم خلیفہ از خود د ترک فرمانبرداری او و جمعے کہ رفیق سلطان شوند برائے ایذائے او عصاۃ باشند و اگر دراں مسئلہ برہانے از جانب شرع نیست

یہ ہے کہ دین قائم کرنے کی غرض سے لوگ بغاوت کریں اور خلیفہ (کی حقیقت) اور اُس کے احکام (کے وجوبِ اطاعت) میں شبہ بیان کریں پس اگر (باغیوں کی) یہ تاویل قطعی البطلان ہو تو اُس کا کوئی اعتبار نہیں جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدوں کی اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کی تاویل (نا قابلِ اعتبار تھی) اور تاویل کے قطعی البطلان ہونے کے یہ معنے ہیں کہ (یہ تاویل) نصِ قرآنی یا سنتِ مشہورہ یا اجماع یا قیاسِ جلی کے مخالف ہو۔ اور اگر وہ تاویلِ قطعی البطلان نہ ہو بلکہ مجتہد فیہ ہو تو وہ گروہ باغی تو ضرور ہوگا مگر قرنِ اوّل میں ایسے گروہ کا حکم وہی ہے جو مجتہد مخطی کا ہوتا ہے کہ اگر وہ گروہ خطا کرے تو اُس کے لئے ایک اجر ہے لیکن جب کہ (خلیفہ وقت سے) بغاوت کرنے کی ممانعت کی حدیثیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں مستفیض ہیں شائع ہوگئیں اور امت کا اجماع اس پر منعقد ہوگیا تو اب (اگر کوئی بغاوت کرے تو اُس) باغی کے عاصی ہونے کا حکم ہم دیتے ہیں۔ اگر خلیفہ سے کوئی ظلم صریح صادر ہو یا خلیفہ شرع کے برخلاف کوئی حکم کرے اور اس مسئلہ میں شارع کی جانب سے کوئی بُرہان ہمارے پاس موجود ہو تو برہان کے وہی معنی ہیں جو ہم بیان کر چکے) تو خلیفہ کے اِس ظلم کو اپنے سے دفع کرنے کے لئے مستعد ہونا اور خلیفہ کی اطاعت ترک کر دینا جائز ہے (اور ان دونوں صورتوں میں جو خلیفہ کی اطاعت نہ کرے) اُس کی ایذا دہی کے لئے جو لوگ سلطان کا ساتھ دیں گے وہ گنہگار ہوں گے اور اگر اس مسئلہ میں شارع کی جانب سے کوئی برہان نہ ہو تو خلیفہ سے بغاوت

لہ منکرین زکوٰۃ کی تاویل یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ آیۂ کریمہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ میں زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بعد زکوٰۃ فرض نہیں رہی ۱۲ سلہ مجتہد فیہ ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جس کی بابت کوئی حکم صریح کتاب و سنت میں نہ ہو ۱۲ سلہ قرنِ اوّل سے مراد صحابہ کرام کا زمانہ ہے ۱۲ سلہ مجتہد سے خطا ہو جاتی ہے تو اُس کو ایک ثواب ملتا ہے اور اگر خطا نہیں ہوتی تو اُس کو دو ثواب ملتے ہیں یہ مضمون احادیث صحیحہ کا ہے ۱۲

صبر نماید و آفاتے راکہ بر سروے می گذرد از آفاتِ سماویہ شمرد و دست از قتال باز دارد و از انواع جہاد ست امر کردن خلیفہ بمعروف و نہی او از منکر بغیر خروج بسیف و می باید کہ بلطف باشد دون العنف و در خلوت باشد دون الجلوۃ تا فتنہ برنخیزد و چوں معنی خلافت و شروط خلیفہ و آنچہ متعلق ست بخلافت دانستہ شد وقت آں رسید کہ باصل مقصد عود کنیم اثبات خلافتِ عامّہ برائی خلفائے اربعہ از اجلّے بدیہیات ست چوں مفہوم خلیفہ و شروطِ او در ذہن تصور نمائیم و از احوال خلفائے اربعہ آنچہ مستفیض شدہ تذکر فرمائیم بالبداہۃ ثبوت شروط خلافت در ایشاں و ظہور مقاصد خلافت باکمل وجہ از ایشان ادراک کردہ میشود اگر خفائے در ثبوتِ خلافت ایشاں ہست باعتبار اخذ معانی دیگر است در مفہوم خلافت چنانکہ شیعہ عصمت و وحی باطنی در امام شرط می کنند[1] و الاّ وجود اسلام و عقل و بلوغ و حرّیت و ذکورت و سلامت اعضاء و قریشیّت دریں بزرگاں محل بحث عاقلے نمی تواند بود و ہیچ عاقلے انکار نمی تواند کرد کہ مقابلۂ اہلِ ردّت و فتح بلادِ عجم و بلادِ روم و مدافعت جیوش کسرٰے و قیصر

نہ کرے بلکہ) صبر کرے اور جو آفتیں اُس کے سر پر آئیں اُن کو آسمانی آفتیں سمجھے اور لڑائی سے دستکش رہے۔ تلوار کے ساتھ چڑھائی کئے بغیر اگر کوئی شخص خلیفہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو یہ جہاد کی اعلیٰ قسم ہے اور چاہیئے کہ (خلیفہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر) نرمی کے ساتھ ہو سختی کے ساتھ نہیں اور خلوت میں ہو سب کے سامنے نہیں تاکہ فساد نہ اُٹھے۔ جب خلافت کے معنی اور خلیفہ کی شرطیں اور خلافت کے متعلقات معلوم ہو چکے تو اب وقت آگیا کہ ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کریں **خلفای اربعہ** کے لئے خلافت عامّہ کا ثابت ہونا اجلّے بدیہیات میں سے ہے (کیونکہ) جب ہم خلیفہ کا مفہوم اور اُس کی شرطیں ذہن میں لاتے ہیں اور خُلفائے اربعہ کے حالات پر جو بسند مستفیض معلوم ہوئے ہیں نظر ڈالتے ہیں تو بدیہی طور پر خلافت کی شرطوں کا ان میں پایا جانا اور خلافت کے مقاصد کا اکمل طور پر اُن سے ظاہر ہونا واضح ہو جاتا ہے (اور کسی طرح کا خفا باقی نہیں رہتا اور) اگر خلفائے اربعہ کی خلافت کے ثبوت میں کوئی پوشیدگی ہے تو وہ خلافت کے مفہوم میں (معنے مذکورہ کے علاوہ) دوسرے معانی شامل کرنے کی وجہ سے ہے جیسا کہ شیعہ عصمت اور وحی باطنی کو امام کے لئے شرط کرتے ہیں ورنہ اسلام اور عقل اور بلوغ اور حرّیت اور ذکورۃ اور سلامتیٔ اعضاء اور قریشیّت کا ان بزرگوں (یعنے خلفائے اربعہ) میں پایا جانا کسی عاقل کے لئے محلِ بحث نہیں ہو سکتا اور (نیز) کوئی دانشمند (اس بات سے) انکار نہیں کر سکتا کہ مُرتدوں سے جنگ کرنا اور بلادِ عجم اور بلادِ روم کو فتح کر لینا اور کسرٰے اور قیصر کے لشکروں کو

[1] حضرت مصنفؒ نے بمقتضائی کرم طبعی صرف وحی باطنی پر اکتفا کی ورنہ شیعہ تو اپنے اماموں میں نبوّت سے بھی بالاتر اوصاف کا دعوٰی کرتے ہیں اور صاف صاف کہتے ہیں کہ ائمہ کا رتبہ انبیائے سابقین سے زیادہ ہے۔ وحی باطنی کا ثبوت تو شیعوں کی ہر کتاب میں موجود ہے حتٰے کہ اصول کافی میں بھی کئی باب ہیں جن میں فرشتوں کا ائمہ کے پاس آنا اور علوم شرعیہ کا مختلف طریقوں سے لانا مروی ہے ۱۲

... و امر ایشاں بودہ است و فی ہذا کفایۃ لمن اکتفیٰ و شیعہ بایں قدر خود قائل اند کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما خلافت را از دستِ حضرت مرتضیٰ بغصب بروند و آں متصور نیست الا باکمال جرأت و تدبیر و ایتلاف ناس باخود پس شجاعت و رائے و کفایت را قائل شدند ازاں جہت کہ قصد نہ کردند باقی ماند شرط اجتہاد و عدالت در اقاویل خلفاء مے باید تامل کرد و در قضایائے ایشاں و مناظرات ایشاں خوض می باید نمود تا اجتہادِ ایشاں اظہر من الشمس شود و تا حال ہیچ کس از مخالفان بر دامنِ ایشاں فسق ظاہر نہ بستہ است ہر ژاژے کہ خائیدہ اند مرجع آں مختلف فیہ است کہ جمہور اسلام آں را نمے دانند الا ہمیں فرقہ عاملہم اللہ بعدلہ پس اثباتِ خلافت برائے ایشاں بمعنے مذکور مستغنی است از بُرہان و آنچہ دریں باب مطلوب می شود تجرید معنے اوست از معانی دیگر

شکست دینا انہی خلفاء کی تدبیر اور انہی کے حکم سے ہوا ہے اور کفایت کرنے والے کے لئے اس قدر کافی ہے۔ اور یہ تو خود شیعوں کا قول ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نے خلافت کو حضرت (علی) مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے غصب کر لیا تھا اور (جب کہ) خلافت کا غصب کر لینا بدون جرأت اور تدبیر اور لوگوں کی تالیف کے متصور نہیں ہو سکتا (تو شیعہ اپنے اس قول سے شیخین رضی اللہ عنہما کی) شجاعت اور رائے اور کارگزاری کے قائل ہو گئے (اور لطف یہ کہ) اس طور سے (قائل ہوئے) کہ انہوں نے اس کا قصد (بھی) نہیں کیا (بلکہ ان کا مقصود دوسرا تھا) باقی رہی اجتہاد اور عدالت کی شرط (تو قوتِ اجتہاد معلوم کرنے کے لئے) خلفاء کے اقوال میں غور کرنا چاہیئے اور ان کے فیصلے اور مناظرات میں خوض کرنا چاہیئے تاکہ ان کا اجتہاد اظہر من الشمس ہو جائے اور (خلفاء کی عدالت کے ثبوت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ) اب تک مخالفوں میں سے کسی نے اُن کے (مقدس) دامن پر فسق ظاہری کا داغ نہیں لگایا (بلکہ) جو کچھ ژاژ خائی کی ہے اس کا مرجع (کوئی نہ کوئی) مختلف فیہ امر ہے کہ سوا اس فرقہ (شیعہ) (عاملہم اللہ بعدلہ)[1] کے جمہور اہلِ اسلام اس کو جانتے ہی نہیں پس ان خلفاء کے لئے خلافت بمعنے مذکور کا ثابت ہونا بُرہان سے مستغنی ہے بلکہ جو کچھ اس مقام میں ضروری ہے (وہ صرف یہی ہے) کہ خلافت کے معنے کو دوسرے معانی سے (مثل عصمت وغیرہ کے جو شیعوں نے شامل کئے ہیں) علیحدہ رکھا جائے

[1] بلکہ واقعات سے مجبور ہو کر متعصب سے متعصب شیعوں نے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے متبع شریعت ظاہری ہونیکا اقرار کیا ہے چنانچہ علم الہدیٰ کتاب شافی میں حضرات خلفائے ثلثہ کی نسبت لکھتے ہیں مقدم معظم جمیل الظاہر یری اکثر الامۃ ان الامامۃ دونہ اور محقق جیلانی فتح السبل میں لکھتے ہیں "آنہا نفوس خود را از اموال باز داشتند و شیوۂ زہد و روِ دنیا پیش گرفتند و رغبت بدنیا و زینت آں را ترک کردند و قناعت بقلیل و اکل خشن و لباس کرباس ملک خود ساختند در حالیکہ اموال برائے ایشاں حاصل و دنیا رو کردہ بود آں را درمیانِ قوم قسمت می کردند و خود را بآں اصلاً آلودہ نمی کردند" اور علامہ بحرانی شرح نہج البلاغۃ مطبوعۂ طہران کے جزو ۱۲ میں لکھتے ہیں ان الفرق بین الخلفاء الثلاثۃ و معاویۃ فی اقامۃ حدود اللہ والعمل بمقتضے اوامرہ ونواہیہ ظاہر ۱۲

وتحریر شروط خلافت و بیان مقاصد نصب خلیفہ لاغیر و ایں امور را بتوفیق اللہ تعالیٰ دریں عجالہ[1] مبین ساختیم والحمد للہ رب العلمین۔

اور خلافت کی شرطوں کو اور تقرر خلیفہ کے مقاصد کو بیان کر دیا جائے۔ بس۔ ان سب امور کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس عجالہ[1] میں ہم نے بیان کر دیا ہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

پہلی فصل ختم ہوئی

[1] عجالہ ماخوذ ہے عجلت سے مراد اس سے یہی کتاب ازالۃ الخفاء ہے مصنفؒ نے چونکہ یہ کتاب بغیر کسی غیر معمولی محنت کے عجلت کے ساتھ لکھی ہے اس وجہ سے اس کو عجالہ فرمایا ۱۲

فصل دوم

در لوازم خلافت خاصہ

در حدیث وارد شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ چندگاہ نبوت و رحمت خواہد شد بعد ازاں خلافت و رحمت بعد ازاں ملک عضوض بعد ازاں جبریت و عتود و در بعض روایات خلافت بر منہاج نبوت واقع شدہ و نیز بثبوت رسیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ و خدائے عزوجل در چندیں آیت از قرآن عظیم باوصاف و علامات خلافتے کہ در کمال رضا و محبوبیت است تلویح و تصریح فرمود از انجملہ آیت اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ و آیہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ و آیہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ و آیہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

فصل دوم

خلافتِ خاصہ کے لوازم یعنی اُن اوصاف (کے بیان) میں (جو خلافتِ خاصہ کیلئے ضروری ہیں)

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ کچھ زمانہ تک نبوت اور رحمت رہے گی اُس کے بعد خلافت اور رحمت اُس کے بعد ملک عضوض[1] اُس کے بعد جبر و ظلم اور بعض روایات میں (بجائے خلافت و رحمت کے) "خلافت بر منہاج نبوت" (کا لفظ) واقع ہوا ہے۔ اور نیز ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میرے بعد خلافت تیس برس رہیگی۔ اور خدائے عزوجل نے قرآن عظیم کی متعدد آیتوں میں اُس خلافت کی علامتوں اور صفتوں کی توضیح اور تصریح فرمادی ہے جو (خدا کو) نہایت پسندیدہ اور محبوب ہے ازانجملہ یہ آیت ہے (ترجمہ) وہ لوگ (یعنے مہاجرین صحابہؓ) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت دیں تو (مرتبہ سلطنت پر پہنچ کر بھی) نماز کو قائم رکھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اور (ازانجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لاچکے تم میں سے اور نیک کام کرچکے کہ ضرور ضرور اُن کو خلیفہ بنائے گا۔ اور (ازانجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور (ازانجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا تو

[1] ملک عضوض کا لفظی ترجمہ کاٹنے والی بادشاہت یعنی مثل خلافتِ راشدہ کے سرتاپا خیر محض نہ ہوگی بلکہ اس میں قدرے آمیزش شر کی ہوگی ۱۲

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ
يُحِبُّوْنَهٗ الیٰ غیر ذٰلک من الآیات۔ و
صحابہؓ در وقت مشاورہ در تعیین خلیفہ
بہ بعض اوصاف نطق نمودہ اند چنانکہ
گفتند احق بھٰذا الامر و توفی
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
وھو عنھم راضٍ از استقراء ایں ادلہ
وصفے چند محصل می شود زیادہ از
اوصافے کہ در خلافت عامہ گفتہ شد
دریں فصل می خواہیم کہ آں اوصاف
را برشمریم و ثبوت آنہا در خلفائے
اربعہ رضوان اللہ علیہم بیان کنیم و
باستجماع لوازم خلافتِ خاصہ مقرون
بقرشیتِ نسب تفسیر کردہ است قتادہ
شیخ اہلِ بصرہ از تابعین حواریت را
قال معمر قال قتادۃ الحواریون کلھم من
قریش ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وحمزۃ و
جعفر وابوعبیدۃ وعثمان بن مظعون و
عبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص
وطلحۃ والزبیر وفسر قتادۃ فیما روی عنہ
روح بن القاسم الحواریین الذین تصلح لھم
الخلافۃ کذا فی استیعاب ابن عبد البر و اصل
در اعتبار ایں اوصاف سہ

(کچھ پروا نہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن کو
وہ دوست رکھے گا اور وہ اس کو دوست رکھیں گے۔ اس کے علاوہ
اور بہت سی آیتیں ہیں (جن میں خلافتِ خاصہ کی صفتیں اور علامتیں
مذکور ہیں) اور خلیفہ مقرر کرنے کے لئے مشورہ کرتے وقت صحابہؓ
نے (بھی خلافتِ خاصّہ کے) بعض اوصاف بیان کئے ہیں جیسا کہ
(مشورہ کے وقت بعض صحابہؓ نے) خلافت کا زیادہ مستحق اُن لوگوں
کو بتایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقتِ وفات تک رضامند
رہے۔ ان دلیلوں میں غور کرنے سے (خلافت کے) چند ایسے اوصاف
معلوم ہوتے ہیں جو اُن اوصاف کے علاوہ ہیں جن کا ذکر خلافتِ عامہ
(کے بیان) میں ہو چکا ہم چاہتے ہیں کہ اس فصل میں ان اوصاف کی
تفصیل کریں اور خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم میں اُن اوصاف کا
پایا جانا بیان کریں۔ اور (حواری[1] کا لفظ جو اکابر صحابہؓ کی نسبت حدیث
میں ہے اس سے بھی لوازم خلافتِ خاصّہ کا ان میں پایا جانا ثابت
ہوتا ہے، چنانچہ) قتادہ رحؒ تابعی نے جو اہلِ بصرہ کے شیخ تھے حواریت
کی تفسیر لوازم خلافت کو قریشیت کے ساتھ ملا کر کی ہے۔ معمرؒ کہتے ہیں
کہ قتادہؒ نے کہا کُل حواری قریش میں سے ہیں (یعنی) ابوبکر اور عمر
اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابوعبیدہ اور عثمان بن مظعون
اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیرؓ
اور روح بن قاسم نے قتادہؒ سے جو روایت کی ہے اس میں
قتادہؒ نے (حواری کی) تفسیر اس طرح کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہیں
جن کے لئے خلافت (خاصّہ) صحیح ہو۔ اسی طرح ابن عبد البر کی (کتاب)
استیعاب میں ہے۔
(خلافتِ خاصّہ کے لئے) ان اوصاف کے اعتبار کرنے میں دراصل تین

[1] حواری کا مادہ حور ہے حور کے معنے سفید کرنا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مددگار چونکہ کپڑے کو سفید کرتے یعنے دھوبی کا پیشہ کرتے تھے اس لئے حواری ان کو کہا جاتا تھا مگر اس کے بعد ہر مددگار پر اس کا اطلاق ہونے لگا۔

نکتہ است نکتۂ نخستین آنکہ نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام در غایتِ صفا و علو فطرت آفریدہ شدہ اند و در حکمتِ الٰہی بہماں صفا و علو فطرت مستوجبِ وحی گشتہ اند و ریاستِ عالم بایشاں مفوض شدہ قال اللہ تعالٰی اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ و از میانِ امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشاں قریب بجوہر نفوس انبیاء مخلوق شدہ و ایں جماعت در اصل فطرت خلفائے انبیاء اند در امت بمثال آنکہ آئینۂ آہنی از آفتاب اثرے قبول میکند کہ خاک و چوب و سنگ را میسر نیست ایں فریق کہ خلاصۂ امت اند از نفس قدسیہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم بوجہے متاثر میشوند کہ دیگراں را میسر نمی آید و آنچہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرا گرفتہ اند بشہادتِ دل فرا گرفتہ اند گویا دلِ ایشاں آں چیز ہا را اجمالاً ادراک کردہ بود و کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شرح و تفصیل آں معانی اجمالی نمود و بعد از ایشاں جماعت دیگر اند پایہ بپایہ فرود تر تا آنکہ نوبت عوام مسلمین آید پس خلافتِ خاصہ آں است کہ ایں شخص

نکتے ہیں۔

پہلا نکتہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ نہایت صاف اور اعلیٰ فطرت[1] پر پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اسی صفائی اور علو فطرت کی وجہ سے حکمتِ الٰہی میں نزولِ وحی کے مستحق ہوئے ہیں اور عالم کی ریاست اُن کو تفویض ہوئی ہے (بنی آدم میں جس کا نفس ایسا پاک اور مصفا ہوتا ہے اس کو خدا ہی جانتا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ) اللہ زیادہ جانتا ہے جس (نفس) میں اپنی رسالت رکھتا ہے۔ اور اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا جوہر نفس (صفائی اور علو فطرت میں) انبیاءؑ کے جوہر نفوس کے قریب پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اصل فطرت کے اعتبار سے امت میں انبیاءؑ کے خلیفہ ہوتے ہیں (اور اُن لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جس طرح آہنی آئینہ آفتاب سے وہ اثر قبول کرتا ہے جو مٹی اور لکڑی اور پتھر کو میسر نہیں (اسی طرح) یہ لوگ جو خلاصۂ اُمت ہیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ قدسی سے ایسا اثر پذیر ہوتے ہیں جو دوسروں کو میسر نہیں ہو سکتا اور (یہ لوگ) جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے ہیں دلی شہادت سے حاصل کرتے ہیں گویا ان کے دلوں نے (خود ہی) ان باتوں کو اجمالاً ادراک کر لیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام نے ان اجمالی معانی کی شرح و تفصیل کر دی (پھر) ان لوگوں کے بعد مرتبہ بمرتبہ تنزل ہوتے ہوئے اور دوسرے گروہ ہیں یہاں تک کہ (سب سے اخیر میں) عوام مسلمین کی نوبت آتی ہے پس خلافت خاصہ وہ ہے کہ یہ شخص (یعنی خلیفہ)

---

[1] فطرۃ اس حالت و کیفیت کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے ہر شخص کو ملتی ہے یہ حالت کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی نہ کسی سبب سے زائل ہو سکتی ہے یہی یہاں مراد ہے اور کبھی فطرت کا اطلاق معرفت الٰہی پر ہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنے معرفتِ الٰہی کی قوت ہر شخص کو عنایت ہوتی ہے مگر صحبت اُس قوت کو بے کار کر دیتی ہے ۱۲

چنانکہ در ظاہر حال رئیس مسلمین شود بحسب
وضع طبیعے کہ مراتب استعدادات افراد بنی
آدم است در صفا و علو فطرت الامثل فالا
مثل نیز رئیس امت باشد تا ریاستِ ظاہر ہم
دوشِ ریاستِ باطن گردد و ایں جماعت
کہ بوضع طبیعی خلفائے انبیاء اند در شریعت مسمی
اند بصدیقین و شہداء و صالحین و ایں مضمون
مستفاد میشود ازیں دو آیہ کریمہ قال اللہ تعالےٰ
علیٰ لسان عبادہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ و قال تبارک
و تعالیٰ أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔
پس دریں دو آیہ افادہ فرمود کہ مطلوب
مسلمین و مسئول ایشاں در صلوات خویش و
مطمح ہمم ایشاں در سلوک مراتب قرب
موافقت با جماعۂ منعَم علیہم است و مراد
از منعم علیہم ایں چہار فریق اند و در جائے
دیگر یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ
مِنكُمْ عَن دِينِهِ الیٰ ان قال إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
اللَّهُ نیز اشارہ بہمیں معنے است یعنی ولیِّ
عوامِ مسلمین افاضل ایشاں اند کہ
باقامت صلوٰۃ و وصف محبیّت و محبوبیت و غیر آں
متصف اند و ایں معنی را عبداللہ بن مسعود بیان کردہ
اخرج ابو عمر فی خطبۃ الاستیعاب عن ابن مسعودؓ

جس طرح ظاہر میں مسلمانوں کا رئیس ہے (اسی طرح)، وضع طبعی کے
اعتبار سے {یعنے صفائی اور عالی فطرتی کی استعداد جس کے مراتب
ہر انسان میں مختلف ہوتے ہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ ان مراتب
کے لحاظ سے} بھی امت کا رئیس ہو (یعنے اس استعداد میں وہ
سب سے فائق ہو) تاکہ ظاہری ریاست باطنی ریاست کے ہمدوش
ہو جائے اور جو لوگ وضع طبعی کے اعتبار سے انبیاء (علیہم السلام)
کے خلیفہ ہیں وہ شریعت میں صدیقین اور شہداء۔ اور صالحین کے
لقب سے ملقب کئے گئے ہیں (چنانچہ) یہ مضمون ان دو آیتوں سے
مفہوم ہوتا ہے (پہلی آیت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی
زبان سے فرمایا ہے (ترجمہ) ہم کو سیدھی راہ کی ہدایت کر یعنے
اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ (دوسری آیت یہ ہے کہ) اللہ
تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) یہ لوگ اُن لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ
نے انعام کیا یعنے انبیاءؑ اور صدیقین اور شہداء۔ اور صالحین
اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں۔ پس ان دو آیتوں میں خدا نے
ظاہر فرمایا ہے کہ نمازوں میں مسلمانوں کی دعاء اور قرب الٰہی کے
مراتب طے کرنے میں اُن کا مدعا (فی الحقیقۃ) اُن لوگوں کے ساتھ
موافقت (حاصل کرنا ہے) جو منعَم علیہم (وہ لوگ جن پر انعام کیا
گیا) ہیں اور منعم علیہم سے یہی چار (یعنے انبیاء۔ اور صدیقین اور
شہداء۔ اور صالحین) مراد ہیں۔ اور دوسرے مقام پر (آیۂ کریمہ)
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ تا
إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ میں بھی اسی معنے کی طرف اشارہ ہے کہ عوام
مسلمین کے ولی ان کے وہ فاضل ترین افراد ہیں جو نماز قائم کرنے
والے اور (اللہ کے) محبوب اور محب ہونے وغیرہ کے وصف سے
متصف ہیں اس (نکتہ کے اصل مغز) کو عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان
کیا ہے (چنانچہ) ابو عمر نے استیعاب کے خطبہ میں ابن مسعودؓ سے

قال ان اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ وبیہقی مثل آں ذکر کردہ۔ الا انہ قال فجعلہم انصار دینہ ووزراء نبیہ فما راٰہ المؤمنون حسناً فہو عند اللہ حسن وما راٰہ قبیحاً فہو عند اللہ قبیح[1] وچنانکہ اولویت ایں فریق در خلافت متحقق است اجتہاد ایں فریق اولیٰ واحق است از اجتہاد دیگراں و ہر وصفے از اوصاف مذکورہ علامات و خواص دارد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان مناقب صحابہؓ گاہے نص فرمودہ اند باثبات ایں اوصاف در ایشاں وگاہے باثبات علامات وخواص تلویح ابلغ من التصریح ادا کردہ

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہتر پایا پس ان کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد اور بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں کو بہتر پایا پھر صحابہؓ کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا تاکہ وہ خدا کے دین کے لئے (کافروں سے) مقاتلہ کرتے رہیں۔ بیہقی نے بھی اسی کے مثل (حضرت ابن مسعودؓ سے) روایت کی ہے مگر انھوں نے (روایت کا آخری حصہ) اس طرح نقل کیا ہے کہ صحابہؓ کو اپنے دین کا انصار اور اپنے نبیؐ کا وزیر بنایا پس جس بات کو مومنینؓ (یعنے صحابہؓ) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو قبیح جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔ (بیہقی کی روایت کا آخری حصہ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ) جس طرح خلافت (کے استحقاق) میں اس گروہ (صحابہؓ) کی اولویت ثابت ہے اسی طرح اس گروہ (صحابہؓ) کا اجتہاد بھی دوسروں کے اجتہاد سے اَولیٰ اور احق ہے۔ اوصاف مذکورہ میں سے ہر ایک وصف کے لئے علامات اور خواص ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے مناقب میں کبھی اُن اوصاف کا پایا جانا صراحۃً ظاہر فرمایا ہے اور کبھی (ان اوصاف کے علامات اور خواص کا پایا جانا کنایۃً (جو تصریح سے زیادہ بلیغ ہے) بیان کیا ہے۔

[1] اس مقام پر اکثر لوگ دو غلطیاں کرتے ہیں اوّل یہ کہ اس حدیث کو مرفوع یعنے قول رسول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے یہ حدیث موقوف ہے یعنے قولِ صحابی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جو امور عقل سے نہ معلوم ہو سکیں ان میں صحابی کا قول حکم میں حدیث مرفوع کے ہوتا ہے۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ مومنین سے عام مومنین مراد لیتے ہیں اور ہزاروں بدعاتِ قبیحہ کا حُسن اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہاں بقرینۂ سیاق مومنین سے مراد صحابہ کرام ہیں یہ رتبہ انہی کا ہے کہ وہ جس بات کو اچھی کہیں وہ اچھی جس کو بری سمجھیں وہ بُری بشرطیکہ وہ بات مجتہد فیہ ہو ۱۲

نکتۂ دوم آنکہ خلیفہ حقیقی پیغامبر مثل نی است کہ نائی آں را بر دہانِ خود نہد بجہت بلند گردانیدن آواز و مانند آں و انتشار نغمہ و تعین کیفیتِ آں راجع است بنائی ہمچناں از تقاسیم رحمتِ الٰہی نصیب پیغامبر گشتہ و پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم قبل از مباشرتِ آں برفیقِ اعلیٰ پیوستہ بوجہے از وجوہ سببیۃً و انابۃً آں معانی را بدستِ خلفاء اتمام ساختہ اند بحقیقت آں ہمہ راجع است بہ پیغامبر و ایشاں بمنزلہ جوارح پیغامبر شدہ اند لاغیر پس خلافتِ خاصہ آنست کہ از خلیفہ کارہائے کہ نصیبِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و منسوب بایشاں ست در قرآنِ عظیم و حدیث قدسی بدست وے سرانجام شود و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انابتِ اورا تصریحاً و تلویحاً مرات کثیرہ اظہار فرمودہ باشند تا ہمہ کارہا درجرائد اعمال حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم مرقوم گردد و ایشاں شرفِ وساطت حاصل نمودہ باشند چنانکہ آیۂ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ الآیہ۔ و ایں حدیث قدسی نیز شاہد آنست اِنَّ اللّٰہ نظر الی اہل الارض فمقتہم عربہم وعجمہم الا بقایا من اہل الکتاب[1] قال انما بعثتک لابتلیک و ابتلی

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حقیقی خلیفہ مثل بانسری کے ہے (پس جس طرح) کہ بانسری بجانے والا آواز بلند کرنے کے لئے بانسری کو اپنے منہ سے لگا لیتا ہے اور نغمہ سرائی اور اُس کی خاص کیفیت بانسری بجانے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے (نہ کہ بانسری کی طرف) اسی طرح رحمتِ الٰہی کے حصّے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو عمل میں لانے سے پہلے رفیقِ اعلیٰ کی طرف چلے گئے اور بطور سببیت و نیابت کے خلفاء کے ہاتھوں سے وہ کام پورے کئے گئے تو در حقیقت وہ سب کام پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منسوب ہیں اور خلفاء بمنزلہ اعضائے پیغمبر کے سمجھے جاتے ہیں نہ کہ کچھ اور پس خلافتِ خاصہ یہ ہے کہ خلیفہ سے وہ کام سرانجام پائیں جو قرآن عظیم اور حدیثِ قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور (نیز) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (خلیفہ) کی خلافت کو صراحۃً و کنایۃً بہت مرتبہ ظاہر فرمادیا ہو تاکہ تمام کام (جو خلیفہ کے) ذریعہ سے سرانجام پائیں (وہ سب) حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامہ میں درج ہوں اور خلفاء نے صرف وسیلہ ہونے کا شرف حاصل کیا ہو نہ کہ کچھ اور جیسا کہ آیۂ کریمہ (ترجمہ) یہ صفت ان کی ہے توریت میں اور انجیل میں اُن کی یہ صفت ہے کہ وہ مثل اس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا (اس پر شاہد ہے) اور یہ حدیثِ قدسی بھی اس پر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کی طرف نظر کی پس تمام زمین والوں کو عرب کو (بھی) عجم کو (بھی) ناپسند کیا سوا ایک جماعت کے اہلِ کتاب[1] سے اور اللہ تعالیٰ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے مبعوث کیا تاکہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہاری

[1] اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کو کہتے ہیں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود و نصاریٰ اپنے دین میں تحریف کر چکے تھے اور بہت کم لوگ اپنے اصلی مذہب پر قائم تھے انہی کم لوگوں کو اس حدیث میں مستثنےٰ کیا ہے ۱۲

بلکہ رواہ مسلم ۔ واین قصہ بہمان میماند کہ
حضرت داؤد علیہ السلام باقصی ہمت متوجہ
بنائی مسجد اقصیٰ گشتند وآں کار از دستِ
ایشاں سرانجام نیافت لابد فرزندے را طلب
کردند کہ بر دستِ وے تمام شود وبعلاقہ آنکہ
وی حسنہ است از حسناتِ ایشاں در جریدۂ
اعمال حضرت داؤدؑ ثبت گردد کہ داؤدؑ بانیٔ
مسجد اقصیٰ است نکتۂ سیوم آنکہ خلافت
امر خطیر است ونفوس آدم مجبول بر اتباع ہوا
وشیطان در بنی آدم جاری است مجریٰ الدم
چوں خلافت برائے شخص مستقر شود احتمال
دارد کہ جور پیش گیرد ودر مقاصدِ خلافت تہاون
صریح بعمل آرد وضرر ایں خلیفہ در اُمّت
مرحومہ اشدّ باشد از ضرر ترک استخلاف وہمی
وایں احتمال کثیر الوقوع است نمی بینی کہ
بادشاہانِ ہمہ الّا ماشاء اللہ دریں مہلکہ گرفتار
شدہ اند ومی شوند تا وقتیکہ ایں
احتمال بر انداختہ نشود بوعدۂ الٰہی
یا باوصافے کہ نزدیک حصول آنہا جور
وتہاون ممتنع عادی گردد وظن قوی
بعدل وقیامِ خلیفہ بامرِ ملت
ظہور رسد استخلاف ایں چنیں
شخص خیر محض نباشد و
نفوس آدم باقامت او
اطمینان پیدا نہ کنند

ذریعے سے خلق کی آزمائش کروں {اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا
ہے} اور اسی کے مثل یہ قصہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت
بلند ہمتی سے مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر کی طرف متوجہ ہوتے اور (جب) یہ
کام ان کے ہاتھ سے سرانجام نہ پایا (تو) ناچار ایک فرزند کی درخواست
کی تاکہ اس کے ہاتھ سے (مسجد کی تعمیر) تمام ہوجائے اور چونکہ وہ
فرزند حضرت داؤدؑ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے (اور نیکی کی نیکی
اصل شخص کی طرف منسوب ہوتی ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ) حضرت
داؤدؑ کے کارنامے میں یہ ثبت ہوجائے کہ (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ
والسلام) مسجد اقصیٰ کے بنانے والے ہیں۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ خلافت ایک بڑا کام ہے (اور حالت یہ ہے
کہ) بنی آدم کے نفوس میں خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی جبلّی طور پر
پیدا کی گئی ہے اور انسان کے اندر شیطان مثل خون کے سرایت کئے
ہوئے ہے لہٰذا اگر خلافت رائے سے قائم ہو تو (اس کی نسبت) یہ
احتمال ہے کہ خلیفہ ظلم اختیار کرے اور خلافت کے مقاصد (پورا
کرنے) میں سستی سے کام لے اور (یہ ظاہر ہے کہ) ایسے خلیفہ کا ضرر
امّت مرحومہ کے لئے اس کے نہ ہونے کے ضرر سے بھی زیادہ شدید ہے۔
اور یہ احتمال کثیر الوقوع ہے (کیا) تم نہیں دیکھتے ہو کہ تمام بادشاہ
الّا ماشاء اللہ اس مہلکہ میں گرفتار ہوئے اور ہورہے ہیں (پس) جب
تک وعدۂ الٰہی کی وجہ سے یا (خلیفہ میں) ایسے اوصاف (موجود
ہونے) کی وجہ سے جن کے ہوتے ہوئے (خلیفہ سے) ظلم وسستی (کا
ہونا) عادۃً محال ہو اور (نیز ان اوصاف کی وجہ سے) خلیفہ کی
بابت دین کے کاموں میں مستعد رہنے اور عدل کرنے کا ظن قوی
ہو (الغرض جب تک کسی وجہ سے) یہ احتمال دور نہ ہوجائے ایسے
شخص کا خلیفہ بنانا خیرِ محض نہ ہوگا اور نہ بنی آدم کے دلوں میں اس
کے خلیفہ بنانے سے اطمینان حاصل ہوگا اور (بہ تقریر دیگر یوں

وکسیکہ مرشدِ خلائق گردد و مربی ایشان در علم ظاہر
و باطن یحتمل کہ در علم و حال خود غلط کردہ باشد و
دیگراں بعض قرائن متمسک شدہ ہماں غلط را
رواج دادہ باشند و ما احسن ما قیل ؎
اے بسا ابلیس آدم روئی ہست
پس بہر دستے نباید داد دست
تا اعتماد بر علم و حال شخصے بحدیثِ مستفیض
صادقِ مصدوق و اشاراتِ او حاصل نشود
کار ناتمام ست پس خلافتِ کاملہ ہماں ہست
کہ وثوق بصاحبِ آں داشتہ باشیم بنصِ
شارع و اشارات او و خلافتِ عامّہ آنکہ بمجرد
عدالتِ خلیفہ و علم او اکتفا کنیم چوں ایں سہ نکتہ
مبیّن شد خوض در تفصیل نمائیم از جملہ لوازم
خلافت خاصّہ آنست کہ خلیفہ از مہاجرین اوّلین
باشد و از حاضرانِ حدیبیہ و از حاضرانِ نزول
سورۂ نور و از حاضرانِ دیگر مشاہدِ عظیمہ مثل بدر و تبوک
کہ در شرع تنویہ شانِ آں مشاہد و وعدۂ جنّت براے
حاضرانِ آنہا مستفیض شدہ اما آنکہ از مہاجرین اوّلین
باشد از انجہت مطلوب شد کہ خدای تعالیٰ در شانِ
مہاجرین اوّلین می فرماید اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ
بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا بعد ازاں فرمود اَلَّذِیْنَ
اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ بعد ازاں
فرمود اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا
بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ

سمجھو کہ لوگوں کی رائے سے) جو شخص خلائق کا رہنما اور علمِ ظاہر
و باطن میں لوگوں کا مربی (بن گیا) ہو ممکن ہے کہ وہ اپنے علم و
حال میں غلطی کرے اور دوسرے لوگ (بھی) بعض قرائن سے تمسک
کرکے اس کی غلطی کو صحیح سمجھ لیں اور اسی کو رواج دیدیں۔ کیا
اچھا کہا گیا ہے ؎ اے بسا ابلیس آدم روئی ہست ٭ پس بہر دستے
نباید داد دست ٭ (لہذا) جب تک صادق مصدوق (صلی اللہ
علیہ وسلم) کی حدیث مستفیض اور اس کے اشارات سے کسی شخص
کے علم و حال پر اعتماد نہ حاصل ہو جائے (اس وقت تک) کام
ناتمام ہے۔ پس خلافتِ کاملہ (خاصّہ) وہی ہے کہ شارع علیہ السلام کی نص
اور اس کے اشارات سے اس خلیفہ پر ہم وثوق رکھتے ہوں اور
(خلافتِ عامّہ میں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ) خلافتِ عامّہ تو
ہے کہ خلیفہ کے علم و عدالت پر اپنی رائے سے اکتفا کر لیا جائے۔
جب یہ تینوں نکتے بیان ہو چکے تو اب ہم (خلافتِ خاصّہ کے
لوازم کی) تفصیل (شروع) کرتے ہیں۔

منجملہ لوازم خلافت خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اوّلین
میں سے ہو اور (نیز) اُن لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں (شریک)
اور سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے۔ اور (نیز) اُن لوگوں
میں سے ہو جو بدر و تبوک اور دوسرے مشاہدِ عظیمہ میں موجود
تھے جن کی عظمتِ شان اور جن کے حاضرین کے لئے وعدۂ جنّت
شرع میں حدیثِ مستفیض سے ثابت ہے۔ خلیفہ کا مہاجرینِ اوّلین
میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ مہاجرین اوّلین کی شان میں
خدا تعالےٰ فرماتا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔
پھر اس کے بعد فرمایا اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ
حَقٍّ پھر اس کے بعد فرمایا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ

الْمُنْكَرِ حاصل معنے ایں آیات آنست کہ درباب
مہاجرینِ اوّلین کہ اذنِ قتال برائے ایشاں دادہ
شد تعلیق میفرماید کہ اگر ایشاں را تمکین فی الارض
دہیم یعنی رئیس گردانیم اقامتِ صلوٰۃ کنند و ایتاء
زکوٰۃ نمایند و امر بمعروف و نہی منکر بعمل آرند
و نہی منکر متناول است اقامتِ جہاد را زیرا کہ
اشدِّ منکرات کفر ست و اشدِّ نہی قتال و متناول
است اقامتِ حدود را و رفع مظالم را و امر بمعروف
متناول ست احیائے علوم دینیّہ را پس بمقتضائے
ایں تعلیق لازم شد کہ ہر شخصے از مہاجرینِ اوّلین
کہ ممکّن فی الارض شود از دستِ او مقاصدِ
خلافت سرانجام یابد و در وعدۂ الٰہی خُلف
نیست پس خلیفہ اگر از مہاجرینِ اوّلین
باشد امن حاصل شود بروے و اطمینانِ
قلب متحقّق گردد از خلافتِ وے
و ایں خصلت نمونہ عصمتے ست کہ
برائے انبیاء علیہم السّلام ثابت ست
نیز می فرماید فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا
وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

الْمُنْكَرِ۔ اِن آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جن مہاجرین اوّلین کو
جنگ کی اجازت دی گئی تھی اُن کے حق میں (اللہ تعالیٰ) بطورِ
تعلیق[1] کے فرماتا ہے کہ اگر ان کو ہم زمین میں تمکین دیں یعنے اُن کو
رئیس بنائیں تو وہ لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمل میں لائیں گے۔ نہی عن المنکر
شامل ہے جہاد کرنے کو کیونکہ (نہی عن المنکر گناہوں سے روکنے
کو کہتے ہیں اور) سب گناہوں سے زیادہ سخت کُفر ہے اور گناہوں
سے روکنے کا سب سے زیادہ سخت طریقہ جہاد ہے اور (نیز نہی
عن المنکر) شامل ہے اقامتِ حُدود اور رفع مظالم کو۔ اور امر
بالمعروف شامل ہے احیائے علوم دینیّہ کو پس بمقتضائے اس تعلیق
کے ضروری ہوا کہ مہاجرینِ اوّلین میں سے کوئی شخص زمین پر حاکم
ہو تو اُس کے ہاتھ سے خلافت کے مقاصد سرانجام پا جائیں اور
(چونکہ سب جانتے ہیں کہ) خدا کے وعدہ میں خُلف نہیں ہے لہذا
خلیفہ اگر مہاجرین اوّلین میں سے ہوگا تو اس پر (سب کو) اتفاق
ہو جائے گا اور اُس کی خلافت سے (سب کو) اطمینانِ قلب
رہے گا اور یہ صفت (جو مہاجرین اوّلین کے لئے ان آیات سے
نکلی) اس عصمت[2] کا نمونہ ہے جو انبیاء علیہم السّلام کے لئے
ثابت ہے اور نیز (مہاجرینِ اوّلین کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
(ترجمہ) پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے

[1] تعلیق کے معنے لغت میں لٹکانا کسی چیز کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنے کو تعلیق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ گویا شرط مشروط کے ساتھ لٹکائی جاتی ہے یہاں شرط کرنے ہی کے معنے مراد ہیں ۱۲

[2] اللہ تعالیٰ حضرت مصنفؒ کو جزائے خیر دے یہ وہ بات ہے کہ جو شاید ان سے پہلے کسی کے قلم سے نکلی ہو حالانکہ بالکل صریح ہے اب جو لوگ امامت کیلئے عصمت کو شرط کہتے ہیں وہ دیکھیں کہ کیسا سچّا نمونہ عصمت کا حضرات خلفائے ثلٰثہ کیلئے ثابت ہوا اور ثابت بھی کس سے قرآنِ کریم سے شیعوں کے بڑے بڑے منطقیوں نے مثل طوسی و حلّی کے اپنی ساری منطق ختم کر دی سیکڑوں بے سروپا مقدمات ترتیب دیتے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ان کے فرضی ائمہ کیلئے عصمت کا شائبہ ہی کسی آیت کے اشارہ سے نکل آئے مگر کچھ نہ ہو سکا سچ ہے باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کسی کے امکان میں نہیں ہے ۱۲

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ونیز می فرماید وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ونیز می فرماید اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔

واما آنکه از حاضرانِ حُدَیبیہ باشد از آں جہت مطلوب شد کہ خدائی تعالےٰ می فرماید مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ و بر اثر وے می فرماید ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ۔ حاصل معنے این آیات آنست کہ بر دست جماعت کہ ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دریں واقعہ مبارکہ حاضر بودند اظہارِ دین واعلائی کلمۃ اللہ واقع خواہد شد پس چوں ایں وصف در خلیفہ ثابت باشد اعتماد متحقق شود کہ مقاصدِ خلافت ازوے سرانجام خواہد گرفت و در قرآنِ عظیم اثبات رضا برائی ایں فریق مقرر شد قال اللہ تعالیٰ

اور میری راہ میں ستائے گئے اور اُنھوں نے (کافروں کو) مارا اور (خود بھی) مارے گئے تو ضرور ضرور ہم اُن کے گناہوں کو دور کردیں گے اور ضرور ضرور ہم اُن کو ایسی جنّتوں میں داخل کریں گے جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں یہ جزا ہے خدا کے پاس سے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لاتے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مؤمن ہیں اُن کے لئے مغفرت اور باعزّت روزی ہے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے جہاد کیا اُن کا درجہ خُدا کے نزدیک بہت بڑا ہے (المختصر حق تعالیٰ نے مہاجرین اوّلین کے لئے ہر نوع اور ہر قسم کے فضائل بیان کردیئے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ مہاجرینِ اوّلین سے ہونا خلافت خاصّہ کے لوازم میں قرار دیا جائے) اور خلیفہ کا حاضرینِ حُدَیبیہ میں سے ہونا (بچند وجہ) ضروری ہے (اوّلاً) اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔ اس کے بعد فرماتا ہے ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ الاٰیۃ۔ ان آیتوں کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ اس مبارک واقعہ (یعنے صلح حُدَیبیہ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر تھے اُن کے ہاتھوں سے دین کا اظہار اور اعلائے کلمۃ اللہ واقع ہوگا پس یہ وصف (حُدَیبیہ میں موجود ہونے کا) خلیفہ میں پایا جائے گا تو اس پر اس بات کا اعتماد رہے گا کہ خلافت کے مقاصد (جن کا اصل اصول اظہارِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ ہی) اس سے سرانجام پائیں گے اور (ثانیاً اس لئے کہ) قرآنِ عظیم میں اس گروہ کے لئے (خدا کی) رضامندی ثابت ہوچکی ہے (جیساکہ) اللہ تعالیٰ

قَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ ودر حدیث آمدہ عن جابر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لن یلج النّار احدٌ شھد بدرًا والحدیبیۃ وعنہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یدخل النّار احدٌ ممّن بایع تحت الشّجرۃ واما آنکہ از حاضرانِ نزول سورۂ نور باشد ازانجہت مطلوب شد کہ خدائے تعالیٰ می فرماید وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ لفظ مِنْکُمْ راجع ست بحاضرین نہ بمسلمین قاطبۃً زیرا کہ اگر جمیع مسلمین مراد مے بود بازکر لفظ منکم با کلمہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت تکرار لازم مے آمد پس حاصل معنے آن ست کہ وعدہ برائے جمعے است از شاہدانِ نزول آیہ کہ تمکین دین موافق سعی ایشاں واجتہاد و کوشش ایشاں بظہور خواہد رسید واما آنکہ از حاضرانِ مشاہد خیبر باشد ازاں جہت کہ اہلِ بدر

نے فرمایا ہے (ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ مؤمنین سے راضی ہوگیا جب کہ وہ تجھ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور (ثانیاً اس لئے کہ) حدیث میں بروایتِ جابر آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدر وحدیبیہ میں حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا۔ اور نیز انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اُن میں سے کوئی کبھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ اور خلیفہ کا حاضرینِ (وقت) نزول سورۂ نور میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) وعدہ دیا اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لاچکے ہیں اور نیک کام کرچکے کہ ضرور ضرور اُن کو خلیفہ بنائے گا زمین میں جیسے کہ خلیفہ بنایا تھا اُن سے پہلے کے لوگوں کو اور ضرور ضرور تمکین دے گا اُن کے لئے اُن کے اُس دین کو جس کو پسند کیا اللہ نے اُن کے لئے (اس آیت میں) لفظ مِنْکُمْ تمام مسلمانوں کی طرف راجع نہیں ہے (بلکہ) اُن لوگوں کی طرف راجع ہے جو (سورۂ نور کے نزول کے وقت) موجود تھے کیونکہ اگر تمام مسلمان مراد ہوں تو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ساتھ لفظ مِنْکُمْ کے ذکر کرنے سے (بیفائدہ) تکرار[1] لازم آتی ہے پس حاصل مطلب یہ ہو کہ (اس آیت میں) اُن لوگوں کے لئے جو نزول آیۂ (مذکورہ) کے وقت موجود تھے اس بات کا وعدہ ہے کہ تمکینِ دین انہی کی سعی اور محنت اور کوشش کے موافق ظہور پذیر ہوگی۔ اور خلیفہ کا (علاوہ حدیبیہ کے دوسرے) مشاہد خیبر کے حاضرین میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اہلِ بدر تمام

[1] کیونکہ منکم میں اگر خاص اُس وقت کے مسلمانوں میں خطاب منحصر نہ ہو بلکہ قیامت تک جس قدر مسلمان ہونیوالے ہیں سب مراد لئے جائیں تو مطلب یہ ہوجائیگا کہ اللہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے اور یہ مطلب بغیر لفظ منکم کے حاصل ہوجاتا ہے مثلاً عبارت یوں ہوتی وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت تو یہ مطلب حاصل ہوجاتا لہٰذا لفظ منکم بالکل بیکار اور فضول ہوگیا یہی مطلب تکرار کا ہے اور کسی لفظ کا فضول و بیکار ہوجانا کلامِ الٰہی کی شان سے بعید ہے ۱۲

افضل صحابہ اند اخرج البخاری عن
مُعاذ بن رِفاعۃَ بن رافعٍ الزُّرَقی
عن ابیہ وکان ابوہ من اھل
بدرٍ قال جاء جبرئیل الی النبیّ
صلّے اللہ علیہ وسلّم فقال مَا
تَعُدُّوْنَ اھلَ بدرٍ فیکم فقال
مِنْ افضلِ المسلمینَ او کلمۃً
نحوھا قال وکذٰلک مَنْ شَہِدَ
بَدْرًا من الملٰئکۃ ودر شانِ
ایشاں صحیح شدہ لَعَلَّ اللہَ اِطَّلَعَ
عَلٰے اھل بَدْرٍ فقال اعْمَلوا
ماشئتم فقد غفرتُ لکم او
فقد وَجَبَتْ لکم الجنّۃ و در
حاضرانِ تبوک نازل شدہ لَقَدْ تَابَ
اللہُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَ
الْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ فِیْ
سَاعَۃِ الْعُسْرَۃِ ومبتنی بریں اصل
است کلامی کہ ابن عمرؓ مہیا کردہ بود کہ بامعاویۃ
بن ابی سفیان بگوید احقُّ بھٰذا الامرِ
منک مَنْ قَاتَلَکَ وَقَاتَلَ
اَبَاکَ عَلَی الْاِسْلَامِ
اخرجہ البخاری
وکلام عبد الرحمٰن بن غنم اشعری فقیہہ شام

دیگر صحابہؓ سے افضل ہیں (جیساکہ) بخاری نے مُعاذ بن رِفاعہ بن رافع زُرَقی سے انھوں نے اپنے والد سے {اُن کے والد اہلِ بدر میں سے تھے} روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیلؑ آئے اور عرض کیا کہ (یارسول اللہؐ) آپ اپنے گروہ میں اہلِ بدر کو کیسا سمجھتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمانوں سے افضل یا اسی کے مثل کوئی اور لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبریلؑ نے عرض کیا ایسا ہی ہم اُن فرشتوں کو تمام فرشتوں سے افضل جانتے ہیں جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور (نیز) اہلِ بدر کی شان میں صحیح (طور پر ثابت) ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) یقیناً خدا تعالیٰ اہلِ بدر کے انجامِ حال سے مطلع ہوا اس لئے (حدیث قدسی میں) فرمایا جو کچھ چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا یا (یہ فرمایا) کہ تحقیق تمہارے واسطے جنّت واجب ہوگئی۔ اور جو لوگ جنگِ تبوک میں حاضر تھے اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) بیشک اللہ نے توجہ کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے تکلیف کے وقت اُس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کی۔ اور اسی اصل پر (کہ مشاہدِ خیر میں شریک ہونا لوازم خلافتِ خاصّہ سے ہے) ابن عمرؓ کا وہ کلام مبنی ہے جو انھوں نے (اپنے ذہن میں) معاویہ بن ابی سفیان سے کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر مقاتلہ کیا[1] یعنے علی مرتضٰے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور (اسی اصل پر) عبدالرحمٰن بن غنم اشعری فقیہہِ شام کا کلام (مبنی ہے جس کا قصّہ اس طرح پر ہے

---

[1] یعنے تم اور تمھارے باپ قبل اسلام بحالتِ کفر کافروں کی طرف سے میدانِ جنگ میں آتے تھے اور علیؓ مسلمان تھے مسلمانوں کی طرف سے میدانِ جنگ میں جاتے تھے اور تم لوگوں سے لڑتے تھے ۱۲

چوں ابوہریرہؓ و ابودرداؓ از نزدیک
حضرت مرتضٰے برگشتند و ایشاں
سیانجی بودند میانِ معاویہ و
حضرت مرتضٰے و معاویہ طلب
مے کرد کہ خلافت بگذارد و شوراے
گرداند درمیانِ مسلمین فکان
ممّا قال لهما عجبًا منکما
کیف جاز علیکما ماجئتما
به تدعوان علیًّا ان
یجعلها شوریٰ وقد علمتما
انه قد بایعه المهاجرون
والانصار واهل الحجاز
والعراق وانّ من رضیه خیر
ممّن کرهه ومن بایعه خیر
ممّن لم یبایعه وایّ مدخلٍ
لمعاویة فی الشوریٰ وهو من
الطُّلَقاء الّذین لا یجوز لهم
الخلافة وهو وابوه رؤوس
الاحزاب فندما علی مسیرهما
وتابا بین یدیه اخرجه ابو عمر فی
الاستیعاب واز لوازم خلافتِ خاصّہ آن
است کہ خلیفہ مبشّر بہ بہشت باشد یعنی بر زبانِ
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کہ) حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ {جو حضرت معاویہؓ
کی طرف سے حضرت علیؓ کے پاس یہ پیغام لے گئے تھے کہ خلافت کو
چھوڑ دو اور اُس کو مسلمانوں کے شوریٰ پر دائر کر دو} حضرت
علیؓ کے پاس سے (پیغام پہنچا کر) لوٹے (اور مقام حمص میں جو
مسکن حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری کا تھا پہنچے) تو حضرت
عبدالرحمٰنؓ نے اُن سے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ تم دونوں
سے تعجب ہے کہ کیونکر تم سے یہ پیغام جو تم لاتے تھے (حضرت علیؓ
کے سامنے) ادا ہوا تم نے علیؓ کو یہ ترغیب دی کہ خلافت کو
شوریٰ پر دائر کر دیں حالانکہ تم جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار
اور اہلِ حجاز اور اہلِ عراق نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے اور بیشک
جو لوگ علیؓ (کی خلافت) سے راضی ہو گئے وہ اُن لوگوں سے
افضل ہیں جو علیؓ (کی خلافت) سے ناخوش ہیں اور جن لوگوں
نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے وہ اُن لوگوں سے افضل ہیں جنھوں
نے ان سے بیعت نہیں کی۔ اور معاویہ کو شوریٰ قائم ہونے سے
کیا فائدہ کیونکہ (شوریٰ سے خلافت ملے گی تو مہاجرین میں سے
کسی کو ملے گی اور) معاویہ (مہاجرین میں سے نہیں ہیں بلکہ) طلقاؔ[1]
میں سے ہیں جن کو خلافت (خاصّہ) حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ معاویہ
اور اُن کے والد غزوۂ احزاب (میں کافروں) کے سردار تھے
(عبدالرحمٰن بن غنم کا یہ کلام سُن کر) ابوہریرہؓ اور ابوالدرداءؓ
اپنے آنے پر نادم ہوئے اور عبدالرحمٰن بن غنم کے سامنے (اپنے
اس فعل) سے توبہ کی۔ ابو عمرؒ نے استیعاب میں اس کو روایت
کیا ہے۔ اور منجملہ لوازم خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ
بہشت کی بشارت پا چکا ہو یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] طلقاء جمع ہے طلیق کی اصل میں آزاد کئے ہوئے غلام کو کہتے ہیں مگر جو لوگ فتح مکہ میں اسلام لاتے تھے چونکہ ان پر مسلمانوں نے احسان کیا اور غلام نہ بنایا اس لئے اُن کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور یہاں اسی معنے میں ہے ۱۲

گذشتہ باشد کہ فلاں شخص بخصوصِ اسم او بغیر تعلیق شرطے از اہلِ بہشت است و عاقبت حالِ او نجات وسعادت است زیرا کہ ایں بشارت افادہٗ مے فرماید قطعاً سعادتِ ایں شخص وایمانِ او وتقوائے او در آخر حال و آخرِ حال خلفاء قیام بامرِ خلافت بود وایشاں در حالتِ خلافت از عالم گزشتہ اند وافادہ مے فرماید ظناً قریباً من الیقین کہ افعال او در سائر عمر خیر باشد وایشاناں مجتنب باشد از معاصی و حامل بطاعات اگرچہ مغفرتِ مرتکبِ کبیرہ پیش اہل سنّت وجماعت جائز قلیل الوجود است لیکن اینجا تلبیسِ عظیم وتدلیسِ شدید لازم می آید وتلبیس وتدلیس ازاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منفی است وبشارت خلفائی اربعہ بجنت بحدِ تواتر رسید بوجہے کہ احتمالِ خلاف آں نماند اولاً اجمالاً در آیات مناقب مہاجرین وحضارِ حدیبیہ وجیش العسرۃ وغیر آں ودر احادیثِ مناقب مطلق صحابہ ومناقبِ حاضرانِ ایں مشاہد وذکر آں احادیث طولے دارد

اپنی زبانِ مبارک سے خاص نام لے کر بغیر کسی تعلیق اور شرط کے فرمایا ہو کہ فلاں شخص اہلِ بہشت سے ہے اور اُس کا انجام کار نجات اور سعادت ہے (یہ شرط) اس لئے (ہے) کہ اس بشارت سے آخر حال میں اُس شخص کی سعادت اور اُس کے ایمان اور تقویٰ کا قطعی ثبوت ملتا ہے اور (چونکہ) خلفاء آخر حال میں خلافت کے منصب پر مامور ہوتے تھے اور خلافت ہی کی حالت میں دنیا سے گزر گئے (لہٰذا اگر وہ مبشر بہ بہشت ہوں گے تو معلوم ہوگا کہ خلافت کی حالت میں وہ لوگ متقی اور ایماندار اور نجات یافتہ اور باسعادت رہے) اور نیز (اس بشارت سے) یہ ظن جو قریب یقین کے ہے حاصل ہوتا ہے کہ تمام عمر وہ شخص نیک اعمال اور گناہوں سے مجتنب اور طاعت کرنے والا رہے گا اگرچہ اہلسنّت وجماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کرنے والے کی مغفرت جائز رہے گو قلیل الوجود ہے لیکن یہاں (یعنے مبشّر بہ بہشت سے اگر کبائر کا ارتکاب جائز رکھا جائے تو تلبیس[1] عظیم وتدلیس شدید لازم آتی ہے (کیونکہ مبشر بہ بہشت ہونا ذہن کو صدورِ کبائر کے خیال سے باز رکھتا ہے) حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تلبیس وتدلیس کی نفی ہو چکی ہے (اب رہا یہ کہ خلفائے اربعہ مبشر بہ بہشت تھے یا نہیں تو کیفیت یہ ہے کہ) خلفائے اربعہ کے لئے جنّت کی بشارت اس درجہ حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہے کہ اس کے خلاف کا احتمال ہی نہیں باقی رہا (ان کے لئے جنّت کی بشارت کئی طرح پر ہے) اوّلاً اجمالی طور مہاجرین اور حاضرینِ حدیبیہ اور حاضرینِ جیش العسرۃ (یعنے غزوۂ تبوک) وغیرہ کے مناقب کی آیتوں میں اور مطلقاً صحابہؓ کے مناقب کی حدیثوں میں اور غزوات میں شریک ہونے والوں کے مناقب کی حدیثوں میں جن کا ذکر کرنا طوالت ہے۔

[1] تلبیس اور تدلیس ایسے مشتبہ الفاظ کا استعمال کرنا جن سے دوسرے شخص کو دھوکا ہو سکے ۱۲

وثانیاً در ضمن عشرہ مبشرہ عن سعید
بن زید وثالثاً برائے خُلفائے ثلٰثہ عن
ابی موسٰی وجابر وغیرھما ورابعًا
برائے شیخین رض در حدیث ابی سعید خدری رض
وابن مسعود رض وخامسًا فرادٰے فرادٰے از جماعۃ
کثیر از انجملہ حدیث عثمانُ رفیقی فی الجنّۃ
ولِعَلِیٍّ بُستانٌ فی الجنّۃ واز لوازم خلافت
خاصّہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نص
فرمایند کہ وے از طبقۂ علیائی امت ست از
صدّیقین یا شہداء وصالحین ومحدَّث نیز
شقیق صدیق است وبیک اعتبار داخل
در حدّ وے یا بیانِ علوّ درجۂ او در بہشت
فرمودہ باشند وایں لازم بودن شخص
است از طبقۂ علیائی امّت یا رائے او
موافق باشد با وحی وآیاتِ کثیرہ بر وفق
رائے او نازل شدہ باشد وایں معنے نیز
لازم بودن شخص است از طبقۂ علیا
یا بتواتر ثابت شود کہ سیرتِ او در عبادات
وتقرّب الی اللہ اکمل است از سیرتِ
سائر مسلمین ومتحلّی باشد بخصالِ مرضیہ
ومقامات علیّہ واحوال سنیّہ وکراماتِ
قویّہ یعنے چیز ہائے کہ امروز باسم طریقہ
صوفیہ مسمّی مے گردد وصاحب

اور ثانیاً (حدیث) عشرہ مبشرہ کے ضمن میں جو سعید بن زید سے مروی
ہے اور ثالثاً (خاص طور پر) خُلفائے ثلٰثہ کے لئے (اس حدیث میں
جو) ابوموسیٰ رض اور جابر رض وغیرہ سے (مروی ہے) اور رابعًا (بالتخصیص)
شیخین رض کے لئے ابوسعید خدری رض اور ابن مسعود رض کی حدیث میں اور
خامسًا الگ الگ (ہر ایک خلیفہ کے لئے اُن حدیثوں میں جو) ایک
جماعت کثیر سے (مروی ہیں)۔ **ازانجملہ** یہ حدیث ہے (ترجمہ)
عثمان رض میرے رفیق ہیں جنّت میں (اور یہ حدیث ہے) (علی رض کے
واسطے ایک باغ ہے جنّت میں) **اور منجملہ** لوازم خلافتِ خاصّہ
کے ایک یہ ہے کہ (خلیفہ ایسا شخص ہو جس کی نسبت) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے نص فرمادی ہو کہ وہ اُمّت کے اعلےٰ
طبقہ سے ہے یعنی صدّیقین یا شہداء اور صالحین سے اور مُحدَّث[1]
بھی صدّیق کا ہم رتبہ ہے اور ایک اعتبار سے (محدَّث) اُسی
(صدیق) کی تعریف میں داخل ہے (لہذا اگر کسی کی شان میں محدَّث
کا لفظ آیا ہو تو وہ بھی کافی ہے) یا (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے) اس کا بہشت میں عالی درجہ ہونا بیان فرمادیا ہو اور اُس
سے (بھی) اُس شخص کا امّت کے اعلےٰ طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے
یا اس کی رائے وحی کے موافق ہو اور بہت سی آیتیں اُس کی رائے
کے موافق نازل ہوئی ہوں اس سے بھی اس کا (امّت کے) اعلیٰ
طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے یا بتواتر ثابت ہو گیا ہو کہ عبادات اور
تقرّب الی اللہ میں اس کی سیرت تمام مسلمانوں کی سیرت سے اکمل
ہے اور خصائل پسندیدہ اور مقاماتِ عالیہ اور احوالِ سنیّہ
اور کراماتِ قویّہ سے آراستہ یعنے ان تمام اوصاف سے (موصوف
ہو) جو آجکل طریقۂ صوفیہ کے نام سے موسوم ہیں جن کو صاحب

[1] مُحدَّث بروزن معمَّر وہ شخص جس سے بات کی جائے یعنی اس کے دل میں عالم غیب سے الہام ہوتا ہو یا فرشتے اگر اس سے باتیں کرتے ہوں، یہ صفت احادیث صحیحہ میں حضرت عمر رض کے لئے وارد ہوئی ہے ۱۲ مجمع بحار الانوار

قوت القلوب وغیر وے در کتب خویش بیان کردہ اند وہر مسئلہ را باحادیث وآثار محکم نمودہ وایں نیز لازم صدیقیت و شہادت است وایں معنی در خلیفہ برائے آں مطلوب شد کہ ریاستِ ظاہرا ومقرون باشد بریاست باطن وتشبہ کامل بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کند ودر عِداد آیۂ کریمہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ ودر عِداد يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ الآیۃ داخل شود وثبوت ایں معنے برائے خلفائے اربعہ از ضروریاتِ دین ست ثابت باحادیث بیشمار از انجملہ حدیث ابی ہریرہؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علیٰ حِرَاء هُوَ وابوبکرٍ وعمرُ وعثمانُ وعلیٌّ وطلحۃ والزبیرُ فتحرّکتِ الصخرۃُ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِهْدَأْ فما علیکَ اِلّا نبیٌّ اَوْ صِدّیقٌ اَوْ شهیدٌ اخرج الحدیث المسلمُ والترمذی وحدیث انسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وابوبکرٍ وعمرُ وعثمانُ فرجفَ بهم فقال اثبتْ اُحُدُ اَرَاهُ ضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فانما علیكَ نبیٌّ وصدّیقٌ وشهیدانِ اخرجه البخاری وابوداؤد

قوت القلوب وغیرہ نے اپنی کتابوں میں بسند احادیث وآثار بیان کیا ہے یہ امور بھی صدیقین وشہداء میں سے ہونے کی دلیل ہیں۔ اور خلیفہ کا ایسا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ ظاہری ریاست باطنی ریاست کے ساتھ جمع ہوجائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل مشابہت پیدا کرلے اور (تاکہ وہ) آیۂ کریمہ (ترجمہ) جو لوگ محمد رسول اللہ کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور باہم مہربان ہیں (اے مخاطب!) تو ان کو (کبھی) رکوع میں دیکھتا ہے (کبھی) سجدے میں چاہتے ہیں فضل اللہ کا اور اس کی رضامندی علامت ان کی ان کے چہروں میں سجدے کے نشان سے ہے {اور آیۂ کریمہ} (ترجمہ) اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں مسلمانوں سے فروتنی کرتے ہیں اور کافروں سے سختی} کے تحت میں داخل ہوجائے اور ان تمام باتوں کا خلفائے اربعہ کے لئے ثابت ہونا ضروریات دین سے ہے اور بیشمار حدیثوں سے ثابت ہے از انجملہ ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایکمرتبہ) کوہِ حرا پر تھے اور آپؐ کے ہمراہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ بھی تھے پس پہاڑ جُنبش کرنے لگا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے حرا!) ٹھہر جا۔ (کیونکہ) نہیں ہے تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید۔ اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور از انجملہ انسؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوہِ اُحد پر چڑھے اور آپؐ کے ہمراہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ بھی چڑھے پس پہاڑ جُنبش کرنے لگا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پائے مبارک پہاڑ پر مار کر فرمایا اے اُحد! ٹھہر جا نہیں ہے تجھ پر مگر نبی اور صدیق اور دو شہید۔ اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد

والترمذی۔ و از انجملہ حدیث عثمانؓ بمثل حدیث انسؓ و فی اٰخرہ شہد معہ رجالٌ اخرجہ النسائی و از انجملہ حدیث ابی ہریرۃؓ اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اوّلُ مَنْ یدخل الجنّۃَ مِنْ اُمّتی اخرجہ ابوداؤد۔ وحدیث جابرؓ یا ابا بکرٍ اعطاکَ اللہُ الرضوانَ الاکبرَ فقال بعض القوم ما الرضوان الاکبرُ یا رسولَ اللہ قال یتجلّی اللہُ لِعِبادِہٖ فی الاٰخرۃِ عامّۃً و یتجلّی لابی بکرٍ خاصّۃً اخرجہ الحاکم ونُوزِعَ فی صِحّتِہٖ والحق مع الحاکم وحدیث عبد اللہ بن عمرؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکرٍ اَنتَ صَاحِبِی علی الحوض وصاحبی فی الغارِ و از انجملہ حدیث جَعَلَ اللہُ الحقَّ عَلٰی لسانِ عمرَ وَ قلبِہٖ۔ بروایت ابن عمرؓ وابی ذرؓ وعلی بن ابی طالبؓ وحدیث لقد کانَ فیما کان قبلکم مِنَ الاُمَمِ ناسٌ مُحدَّثون فان یکن فی اُمّتی اَحَدٌ فانّہ عُمَر۔

اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور از انجملہ عثمانؓ کی حدیث ہے جو مثل انسؓ کی حدیث کے ہے لیکن اُس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اُس پہاڑ پر حضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ خُلفائے ثلٰثہ کے سوا اور لوگ بھی تھے۔ اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے اور از انجملہ ابوہریرۃؓ کی یہ حدیث ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے ابوبکرؓ! آگاہ رہو کہ تم میری امت میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ اور (از انجملہ) جابرؓ کی یہ حدیث ہے (کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے ابوبکرؓ! خدا نے تم کو رضوانِ اکبر عطا فرمایا۔ بعض لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ رضوانِ اکبر کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے تمام بندوں پر عام تجلّی کریگا اور ابوبکرؓ پر خاص تجلّی کرے گا۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اگرچہ اس حدیث کی صحت میں نزاع ہے مگر حاکم حق پر ہیں (یعنے یہ حدیث صحیح ہے) اور (از انجملہ) عبد اللہ بن عمرؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور میرے ساتھی ہو غار میں۔ اور (از انجملہ) ابن عمرؓ اور ابوذرؓ اور علی ابن ابی طالبؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ اور (از انجملہ) ابوہریرۃؓ اور عائشہؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ بلاشبہ تم سے پہلے کی اُمّتوں میں کچھ لوگ مُحَدَّث تھے اور میری امت میں اگر کوئی مُحَدَّث ہے تو وہ عمرؓ ہے اور

لہ لفظ اگر سے شک کا مفہوم نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ کبھی شرط وجزا یقین کے موقع پر بھی آتا ہے جیسے اہل عرب بولتے ہیں ان کنتُ عملتُ لکَ فوَفِّنی حقّی یعنے مزدور جب مالک سے مزدوری مانگتا ہے اور مالک دینے میں کمی کرتا ہے تو مزدور کہتا ہے کہ اگر میں نے تمھارا کام کیا ہو مجھے میرا حق پورا دو حالانکہ اس موقع پر مزدور کو اپنی مزدوری کر دینے کا پورا یقین حاصل ہوتا ہے اور حضرتؐ کو کیونکر شک ہو سکتا تھا کیونکہ آپ کی امت خیر الامم ہے پس کوئی وجہ نہ تھی کہ امم سابقہ میں محدّث ہوں اور آپکی امت میں نہ ہوں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

بروایت ابی ہریرۃ رض وعائشہ رض وشبیہ
بآن است حدیث عقبۃ بن عامر رض
لو کان بعدی نبیٌ لکان عمر
بن الخطاب وحدیث والذی نفسی
بیدہ مالقیک الشیطٰن فجًا
الا سلک فجًا غیر فجک۔ از
حدیث سعد بن ابی وقاص رض وابی ہریرۃ رض
وعائشہ رض وبریدہ اسلمی رض وحدیث
موافقت فاروق رض با وحی الٰہی از روایت
عمر رض وابن عمر رض وابن مسعود رض۔ واز انجملہ
حدیث ھذان سیدا کھول اھل
الجنۃ من الاولین والاخرین الا
النبیین والمرسلین۔ از روایت
علی بن ابی طالب رض وانس رض وابی جحیفہ رض
وحدیث ان اھل الدرجات العلے
لیراھم من تحتھم کما ترون
النجم الطالع فی افق السماء
وان ابابکر وعمر منھم وانعما اخرجہ
الترمذی وابن ماجۃ وحدیث الا
استحیی ممن یستحیی منہ الملائکۃ
یعنی عثمان اخرجہ مسلم
وحدیث لکل نبی
رفیق و رفیقی فی
الجنۃ عثمان اخرجہ
الترمذی۔

اسی کے مثل عقبہ بن عامر کی (یہ) حدیث ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رض
ہوتے۔اور (اسی کے مثل) سعد بن ابی وقاص رض اور ابو ہریرۃ رض اور
بریدہ اسلمی رض (کی روایت) سے یہ حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) قسم اُس کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے (اے عمر رض) جب کسی راستہ میں تم کو شیطان دیکھ لیتا ہے
تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ سے چلنے لگتا ہے۔اور (اسی کے
مثل ہے) عمر رض اور ابن عمر رض اور ابن مسعود رض کی روایت سے (وہ)
حدیث (جس میں) حضرت فاروق رض کی رائے کا وحی الٰہی کے موافق
ہونا (مذکور ہے)، اور (از انجملہ) علی بن ابی طالب رض اور انس رض
اور ابی جحیفہ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) یہ دونوں (یعنے ابوبکر رض وعمر رض) سردار ہیں
تمام پیران اہل جنت کے اگلے اور پچھلوں سے سوائے نبیوں اور
رسولوں کے۔اور (از انجملہ) یہ حدیث (ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) اعلے درجات والے نیچے درجہ والوں کو
اس طرح (روشن) نظر آئیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارہ کو
دیکھتے ہو جو آسمان کے اُفق پر نکلتا ہے اور بیشک ابوبکر رض وعمر رض
اُنہی اعلے درجات والوں میں سے ہیں بلکہ اُس سے زیادہ۔اس
حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔اور (از انجملہ)
یہ حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کیا میں
اُس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں یعنی عثمان رض
سے۔اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔اور (از انجملہ) (یہ)
حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ہر نبی کیلئے
ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان رض ہے اس حدیث کو
ترمذی نے روایت کیا ہے اور (از انجملہ) سعد بن ابی وقاص رض

در حدیث اَمَا تَرضٰے اَنْ تکونَ منی بمنزلۃِ ھارونَ من موسٰے بروایت سعد بن ابی وقاصؓ وجابرؓ وغیرہما و حدیث لاعطین الرایۃَ غداً رجلاً یُحبّ اللہَ و رسولَہٗ و یُحبّہٗ اللہ و رسولُہٗ رواہ جماعۃ من الصّحابۃ و قال علیؓ عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم ان لکل نبیّ سبعۃَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ و اُعطیتُ انا اربعۃَ عشر قال اَنا و ابنائی و جعفر و حمزۃ و ابوبکر و عمر و مصعب بن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبداللہ ابن مسعود و ابوذر و المقداد رواہ الترمذی. و پارہ از سیرت مرضیہ خلفای اربعہ کہ بنقل مستفیض المعنے ثابت در فصل آئندہ نقل خواہیم کرد. و از لوازم خلافت خاصّہ آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم با خلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیار کرّات بے شمار چنانکہ امیر با منتظر الامارہ معاملہ می کند قولاً و فعلاً و ایں معاملہ بچند وجہ تواند بود. یکے آنکہ استحقاق خلافتِ او بیان فرماید و فضائلِ او باعتبار معاملہ با امت ذکر

اور جابرؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا) کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہوئے کہ تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر ہارونؑ موسیٰؑ کی طرف سے تھے۔ اور (ازانجملہ) یہ (حدیث) ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا) کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ کو اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسولؐ اُس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔ اس حدیث کو صحابہؓ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ازانجملہ (یہ حدیث ہے جو) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے سات نجباء[1] رقباء ہوتے ہیں اور مجھ کو چودہ عطا کئے گئے ہیں (جن کی تفصیل حضرت علیؓ نے اس طرح کی ہے) میں اور میرے دونوں بیٹے (حسنؓ و حسینؓ) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیر اور بلالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ خلفائے اربعہ کے کسی قدر حالات جو بنقل مستفیض المعنی ثابت ہوتے ہیں فصلِ آئندہ میں ہم نقل کریں گے۔

اور منجملہ لوازم خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (کوئی ایسا شخص ہو جس) کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً بہت مرتبہ ایسا برتاؤ کیا ہو جیسا کہ کوئی بادشاہ ولیعہد کے ساتھ کرتا ہے اس قسم کا برتاؤ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) اُس کا مستحق خلافت ہونا بیان فرمائیں اور اُمت کے ساتھ اُس کے برتاؤ کی خوبیاں ذکر

[1] نجباء جمع ہے نجیب کی اور رقباء جمع ہے رقیب کی۔ نجیب بزرگ کو کہتے ہیں۔ اصل میں نجیب اس حیوان کو کہتے ہیں جو اپنی نوع میں سب سے بہتر اور نفیس ہو اور رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

کنند دوم آنکہ اظہار فرماید قرائن بسیار
چندانکہ فقہاء صحابہ بدانند کہ لو کان مُستخلفًا
لاستخلف فلانًا و بدانند کہ احبّ
الناس الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فلانٌ وبگویند توفی رسولُ
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو
عنھم راضٍ وآنچہ دریں باب باشد سوم آنکہ
درحیاتِ خود ایں شخص را بکار ہائے کہ متعلق بنفس
مبارک آنحضرت صلی اللہ وسلم من حیث النبوۃ
امر فرماید وایں معنے در خلافتِ خاصّہ از انجہت
مطلوب شد کہ وثوق بخلافتِ خلیفہ از جہت
شرع بہم رسد وحضرت شیخین رضؓ چوں میخواستند
کہ شخصے را بکارے کہ تعلق بخلافت داشتہ باشد
امر کنند تفحص می نمودند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ایں شخص را گاہے متولی امرے ساختہ
اند از امور مسلمین اگر می یافتند امضای عزیمت
می فرمودند والا موقوف می داشتند وایں
قصص بحدِ تواتر رسیدہ است انشاء اللہ تعالیٰ پارہ
ازاں در فصل آیندہ بیان کنیم ونیز قیام ایں
شخص باموردین نسبت کردہ شود بآنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم چنانکہ منسوب میشود فعل بآمر در
مثل بنی الامیرُ المدینۃَ[1] اما بیان کردن آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حال خلفاء را باوصافے کہ

کردیں دوسرے یہ کہ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) بہت سے ایسے
قرائن قائم کردیں جن سے سمجھ دار صحابہؓ یہ سمجھ لیں کہ اگر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو فلاں شخص کو بناتے اور جان
لیں کہ فلاں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ
محبوب ہے اور (نیز ان قرائن کی وجہ سے) کہنے لگیں کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپ فلاں فلاں
سے راضی تھے یا اور اسی قسم کی باتیں (لوگوں کی زبان پر آنے
لگیں) تیسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں اس
شخص کو ان کاموں (کے انجام دینے) کا حکم فرمائیں جو بحیثیت
نبوت آپ ہی کی مبارک ذات سے متعلق ہوں۔ یہ بات خلافت
خاصّہ میں اس لئے ضروری ہے کہ خلیفہ کی خلافت پر شرع کی جانب
سے لوگوں کو وثوق ہوجائے، اور (اسی وجہ سے) حضرات شیخین رضؓ
جب کسی کو خلافت کے متعلق کسی کام پر مامور کرنا چاہتے تھے
تو (پہلے) یہ تحقیق کرلیتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس شخص کو مسلمانوں کے کسی کام پر کبھی مامور کیا ہے (یا نہیں)
اگر (اس شخص کو) ایسا پاتے تو اپنا عزم پورا کرتے (اور اس
شخص کو اس کام پر مقرر فرماتے) ورنہ موقوف رکھتے۔ اس قسم کے
واقعات تواتر کی حد کو پہنچ گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قدر
فصل آیندہ میں ہم بیان کریں گے اور نیز (یہ امر اس لئے بھی
ضروری ہے کہ) خلیفہ کا دینی امور کو انجام دینا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوسکے جیسے بنی الامیرُ المدینۃَ میں (محکوم
کا) فعل حاکم کی طرف منسوب کیا گیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کا خلفاء کے حالات کو ان کے ان اوصاف کے ساتھ بیان

[1] ترجمہ۔ بنایا سردار نے شہر کو۔ حالانکہ سردار نہیں بناتا بلکہ مزدور وغیرہ بناتے ہیں لیکن چونکہ سردار کے حکم سے بنتا ہے اور بنانیکا فعل اس کے محکوموں سے صادر ہوتا ہے اس سبب سے بنانے کی نسبت سردار کی طرف کردی گئی ۱۲

حِسّ [۵] خلافت بآں حاصل گردد پس مستفیض شدہ است در بیان مناقب جماعہ از افاضل صحابہ و تنہا تنہا نیز و ایں بیانِ آنحضرت بمنزلہ اجازتِ روایت حدیث و اجازتِ تدریس علم و فتاویٰ است چنانکہ الیوم علماء جمعے را بخلافت خود برمی گزینند و نص می نمایند باستحقاقِ آن اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این منزلت را بفضلائے صحابہ وکبرائے ایشاں تنویہ فرمودہ اند ازاں جملہ حدیث ابی سعید خدری رض قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِھا ابوبکر و اَقْوٰھم فی دینِ اللہ عُمَر و اَصدقُھم حیاءً عثمانُ واقضاھم علیٌّ بن ابی طالب الخ اخرجہ ابوعمر فی اوّلِ الاستیعاب وحدیث شیخٌ من الصحابۃ یقال لہ ابو محجن او محجن بن فلان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِن اَرْءَفَ امتی بامتی فذکر الحدیثَ وحدیث انس بن مالک رض اَرْحَمُ اُمّتی بامّتی ابوبکر فذکر مثلہ اخرجہما ابوعمر فی الاستیعاب ازانجملہ حدیث ابن مسعود رض وحدیث حذیفہ لا ادری مابقائی فیکم فاقتدوا بالّذینِ من بعدی

جن سے (اُن کا استحقاق) خلافت محسوس ہوسکے۔ فضلائے صحابہ کی ایک جماعت کے مناقب میں اور فرداً فرداً بھی حدیثِ مستفیض سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان (خلافت کی سند ہے) جس طرح کہ روایتِ حدیث کی اجازت اور علم پڑھانے اور فتوای لکھنے کی اجازت ہوتی ہے (پس) جس طرح کہ فی زمانہ علماء (اپنے تلامذہ میں سے) ایک جماعت کو اپنی جانشینی کے لئے منتخب کرلیتے ہیں اور اُن کے استحقاق کو صراحۃً بیان کردیتے ہیں (اسی طرح) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ (خلافت) کو اکابر اور فضلائے صحابہ کے لئے ظاہر فرمادیا ہے۔ **ازانجملہ** ابوسعید خدری رض کی (یہ) حدیث (ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکر رض ہیں اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ سخت عمر رض ہیں اور سب سے زیادہ سچے حیادار عثمان رض ہیں اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالب رض ہیں۔ اس حدیث کو ابوعمر رح نے استیعاب کے شروع میں لکھا ہے اور **ازانجملہ** (یہ) حدیث (ہے) کہ صحابہ رض میں ایک شیخ نے جن کو ابومحجن یا محجن بن فلان کہا جاتا تھا بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکر الخ اور انس بن مالک رض کی (یہ) حدیث (ہے) میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکر رض ہیں الخ ان دونوں حدیثوں کو ابوعمر رح نے استیعاب میں لکھا ہے اور **ازانجملہ** ابن مسعود رض اور حذیفہ رض کی (یہ) حدیث (ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میں نہیں جانتا کہ میں تم میں کب تک رہوں گا پس تم ان دو شخصوں (یعنے ابوبکر رض و عمر رض) کی متابعت کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے

[۵] اصل (فارسی) مطبوعہ میں دائرہ کے اندر نقطہ دے کر اور حائے حطی کے اوپر پیش بنا کر حُسن لکھا ہے جو بمعنے خوبی کے ہے حالانکہ لفظ حِسّ ہے بروزنِ ضد بمعنے محسوس ہونے کے کما لا یخفٰی علٰی من تامل ۱۲

وازانجملہ حدیث مرتضٰی وحذیفہؓ ان
تؤمروا ابابکر تجدوہ امینا
زاھدا فی الدنیا راغبا فی
الاخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ
قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ
لائم وان تؤمروا علیا ولا
اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا
مھدیا یأخذ بکم الطریق المستقیم
وسئلت عائشۃ من کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفا
لو استخلف قالت ابوبکر فقیل ثم
من بعد ابی بکر قالت عمر قیل من
بعد عمر قالت ابو عبیدۃ قال عمر
ما احد احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر
الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو
عنھم راض فسمی علیا وعثمان والزبیر وطلحۃ و
سعدا وعبد الرحمن وازانجملہ حدیث ابی سعید
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما من نبی الا ولہ وزیران من اھل
السماء ووزیران من اھل الارض اما
وزیرای من اھل السماء فجبرئیل و
میکائیل واما وزیرای من اھل الارض
فابوبکر وعمر اخرجہ الترمذی والحدیث

اور ازانجملہ علی مرتضٰی اور حذیفہؓ کی (یہ) حدیث رہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اگر تم لوگ ابوبکرؓ کو امیر بناؤ گے
تو اُن کو امانت دار اور دُنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب
پاؤ گے اور اگر عمرؓ کو امیر بناؤ گے تو اُن کو قوی، امانت دار پاؤ گے
کہ وہ اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں
ڈرتے اور اگر علیؓ کو امیر بناؤ گے تو اُن کو ہدایت کرنے والا اور
ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم لوگوں کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے
اگرچہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ (علیؓ کو خلیفہ) بنانے[1] والے
نہیں ہو اور (ازانجملہ) یہ روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے
پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود کسی کو خلیفہ بناتے
تو کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا ابوبکرؓ کو پھر پوچھا گیا کہ
ابوبکرؓ کے بعد کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا عمرؓ کو پھر پوچھا گیا
کہ عمرؓ کے بعد کس کو بناتے حضرت عائشہؓ نے کہا ابو عبیدہؓ کو (اور
ازانجملہ یہ روایت ہے کہ) حضرت عمرؓ نے فرمایا کوئی شخص اُن
لوگوں سے زیادہ خلافت کا حقدار نہیں ہے جن سے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم وقت وفات تک راضی رہے۔ پھر (حضرت عمرؓ نے)
علیؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعدؓ اور عبدالرحمنؓ کا
نام لیا۔ اور ازانجملہ ابوسعیدؓ کی (یہ) حدیث (ہے) وہ کہتے
تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے لئے
دو وزیر اہل آسمان سے اور دو وزیر اہل زمین سے ہوتے ہیں چنانچہ
میرے دو وزیر اہل آسمان سے جبرئیلؑ اور میکائیل ہیں اور اہل
زمین سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت
کیا ہے اور حاکم وغیرہ نے اس حدیث کو بہت سندوں سے

[1] یعنے میرے بعد بلافصل علیؓ کو خلیفہ نہ بناؤ گے یہ وہی مضمون ہے جو صحیحین کی حدیث میں ان الفاظ میں ادا فرمایا گیا یأبی اللہ و المسلمون الا ابابکر یعنے اللہ اور مسلمان غیر ابی بکرؓ کی خلافت سے انکار کریں گے ۱۲

طرق عند الحاکم وغیرہ وقال من
نت مولاہُ فعلیٌ مولاہ اخرجہ
جماعۃٌ۔ اما فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با
ثان معاملہ منتظر الامارۃ پس شاہد آن تفویضِ
ستِ صلوٰۃ است در قصہ رفتن بقبیلۂ عمرو بن عوف
در تبوک چوں افواج مسلمین بیرون شہر آمدند
ضرت صدیق رضی اللہ عنہ را برائی عرضہ لشکر و اقامتِ صلوٰۃ
یّن فرمود و در مرضِ آخر و آن متواتر بالمعنے است
میر الحج ساختن در سالِ نہم و بغزوات
ستادن چندیں بار و ہمیشہ مشاورت
مودن با شیخین در امورِ مسلمین و امیر
ختن حضرت عمر رضی اللہ عنہ را در بعض غزوات
لِ صدقاتِ مدینہ فرمودن و او را د
ستادن حضرت عثمان را بجانب
مکہ در مصالحہ حدیبیہ و والیٔ یمن
انیدن حضرت مرتضےٰ را و د
نمودن برائے وے کہ قضا
ے آسان شود و ایں احادیث
یثیت مجموعی متواتر بالمعنے
دہ است و از لوازم خلافتِ
سہ آن است کہ آنچہ خدائے
جلّ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وعدہ فرمودہ است

روایت کیا ہے اور **ازانجملہ** (یہ حدیث ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مَیں مَولیٰ[1] ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اُس کے مولیٰ ہیں اس حدیث کو (محدثین کی) ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(یہاں تک تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قولی برتاؤ تھا اب رہا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ان (خلفائے اربعہ) کے ساتھ (فعلاً) ولیعہدی کا سا برتاؤ کرنا (وہ بھی قطعی طور پر ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسے برتاؤ پر) شاہد ہے قبیلۂ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا اور جنگِ تبوک میں جب مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آگئیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ نے لشکر کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنے کے لئے معیّن فرمایا اور آخر مرض میں (بھی انہی کو امام بنانا) یہ روایت متواتر بالمعنے ہے اور (ہجرت کے) نویں سال میں (اُن کو) امیر الحج مقرر کرنا اور کئی مرتبہ غزوات میں (اُن کو) بھیجنا اور مسلمانوں کے کاموں میں ہمیشہ شیخین سے مشورہ کرنا اور (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے) بعض غزوات میں اُن کو امیر بنانا اور مدینہ میں (اُن کو) صدقات کا عامل مقرر کرنا۔ اور (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس پر شاہد ہے) صلح حدیبیہ میں اُن کو اہلِ مکہ کی طرف بھیجنا اور حضرت (علی رضی اللہ عنہ) مرتضےٰ (کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے اُن) کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُن کے لئے یہ دُعا فرمانا کہ فیصلہ کرنا ان پر آسان ہوجائے۔ یہ تمام احادیث مجموعی حیثیت سے متواتر بالمعنے ہیں۔

اور منجملہ لوازم خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ جو کچھ خدائے عزّوجل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وعدہ فرمایا ہے

[1] (مو)لیٰ بہت سے معنے میں آتا ہے مگر یہاں محبوب کے سوا اور کوئی معنے مراد نہیں ہوسکتے اور اس حدیث سے حضرت علی مرتضےٰ کی (محبت) کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور بس۔ جیساکہ اپنے مقام پر ثابت ہے ۱۲

بعض آن بر دست این خلیفہ ظاہر شود و این علامت خلافت خاصہ در وقت خلافت توان شناخت نہ قبل از خلافت بخلاف علامات دیگر و وجود این معنی در خلفاء متحقق است در آیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اٰتَا صلوۃ و ایتاء زکوۃ و امر بمعروف و نہی از منکر مذکور شدہ و در آیہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تمکین و تقویت دین بر دست ایشان و بر حسب سعی ایشان و حصول اطمینان از کفار مذکور است و در آیہ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ اشارہ بفتح بلدان و شیوع اسلام در اقالیم معمورہ و در آیہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ غلبہ بر دین یہودیت و نصرانیت و مجوسیت مذکورست و آن در زمان خلفائے ثلثہ بودہ است و در آیہ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ قتال مرتدین مذکور است و آن در زمان صدیق اکبرؓ بظہور پیوست و در آیہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ جمع عساکر بنفیر عام برائے قتال فارس و روم مذکور است و آں در زمان مشائخ ثلثہ متحقق شد و در آیہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ جمع قرآن در مصاحف

(اُن میں سے) بعض وعدے اُس خلیفہ کے ہاتھ پر پورے ہوں۔ خلافتِ خاصہ کی یہ علامت خلافت منعقد ہو جانے کے بعد معلوم ہوتی ہے خلافت کے قبل معلوم نہیں ہو سکتی۔ بخلاف دوسری علامتوں کے (کہ وہ خلافت کے پہلے معلوم ہو جاتی ہیں) یہ (علامت بھی خلافتِ خاصہ کی) خلفاء (اربعہ) میں موجود ہے (مثلاً) آیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الخ میں نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مذکور ہے۔ اور آیہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ میں اُن (خلفاء) کے ہاتھ سے اور اُن کی کوشش کے موافق دین کی تقویت اور شوکت اور کافروں کی طرف سے اطمینان کا حاصل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور آیہ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ الخ میں شہروں کے فتح ہونے اور اقالیم معمورہ میں اسلام کے شائع ہونے کی طرف اشارہ ہے اور آیہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ میں یہودیت اور نصرانیت اور مجوسیت پر (اسلام کا) غالب ہونا بیان کیا گیا ہے اور یہ سب امور خلفائے ثلثہ کے زمانہ میں پائے گئے۔ اور آیہ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ الخ میں مُرتدوں سے جنگ کرنا (خلافتِ خاصہ کی علامت) بیان کیا گیا ہے اور اُس کا ظہور صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں ہوا اور آیہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ میں فارس و روم سے جنگ کرنے کے لئے اعلانِ عام دے کر لشکر جمع کرنا بیان کیا گیا ہے اُس کا وقوع مشائخ[۱] ثلثہ کے زمانہ میں ہوا اور آیہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ میں قرآن کا مصاحف میں جمع کرنا

[۱] مشائخ ثلثہ سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ہیں اور شیخینؓ کا لفظ جب کتب حدیث و سیر و تاریخ وغیرہ میں آئے تو اس سے مراد حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ ہوتے ہیں اور جب یہ لفظ کتب اصول حدیث وغیرہ میں ہو تو مراد اس سے امام بخاریؒ و امام مسلمؒ ہوتے ہیں اور جب کتب فقہ حنفیہ میں ہو تو مراد امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ ہوتے ہیں ۱۲

مذکور است وآن در عہد مشائخ ثلثہ ظہور یافت
ودر حدیث قدسی اِنَّ اللہَ مَقَتَ عَرَبَھُم وعَجَمَھُم
قتال عجم مذکور است وآن در ایام خلفای ثلثہ ظاہر
گشت ودر حدیث ھَلَکَ کِسریٰ فلا کسریٰ
بَعدَہٗ وھلک قَیصَرُ فلا قیصر بَعدَہٗ وحدیث
لَتَفتَحُنَّ کُنُوزَ کِسریٰ فتح فارس وروم مذکور
است وآن در زمانِ خلفای ثلثہ بظہور رسید ودر حدیث
قتال خوارج لَئِن اَدرَکتُھُم لَاَقتُلَنَّھُم قَتلَ
عَادٍ ودر حدیث دیگر بلفظ یَلِی قَتلَھُم اَولَی
الفِرقَتَینِ وآن در زمانِ حضرت مرتضےٰ واقع شد
واز لوازم خلافتِ خاصّہ آنست کہ قول خلیفہ حجّت
باشد در دین نہ بآں معنے کہ تقلید عوام مسلمین اورا
صحیح باشد زیرا کہ این معنے از لوازم اجتہاد است
ودر خلافتِ عامہ بیانِ آں گذشت ونہ بآن
معنے کہ خلیفہ فی نفسہٖ بے اعتماد بر تنبیہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم واجب الطاعۃ باشد زیرا کہ
ایں معنے غیر نبی را میسّر نیست بلکہ مراد ایں جا
منزلتے ست بین المنزلتین تفصیل ایں صورت
آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حوالہ فرمودہ
باشند بعض امور را بشخصے بخصوص اسم او

مذکور ہے اور یہ (بھی) مشائخِ ثلثہ کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوا۔
اور حدیث قدسی اِنَّ اللہَ مقتَ عربَھم وعجمَھم الخ میں عجم
میں جنگ کرنا مذکور ہے اور اس کا ظہور خلفائے ثلثہ کے عہد میں
ہوا۔ اور حدیث ھَلَکَ[1] کسریٰ فلا کسریٰ بعدَہٗ وھلک قیصر
فلا قیصر بعدہٗ میں اور حدیث لتفتحن[2] کنوز کسریٰ میں فارس
وروم کا فتح ہونا اور اس کا ظہور (بھی) خلفائے ثلثہ کے عہد میں ہوا
اور حدیث لئن[3] ادرکتھم لاقتلنّھم قتلَ عادٍ میں اور دوسری
حدیث یلی[4] قتلھم اولی الفرقتین میں خوارج سے جنگ کرنا مذکور
ہے اور اس کا وقوع حضرت مرتضےٰ رضؓ کے عہد میں ہوا۔

اور منجملہ لوازمِ خلافتِ خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (ایسا شخص
ہو جس) کا قول دین میں حجّت (قرار پایا) ہو (لیکن) اس کا یہ مطلب
نہیں ہے کہ عام مسلمانوں کو اس (خلیفہ) کی تقلید کرنا صحیح ہو کیونکہ
یہ بات تو اجتہاد کے لوازم سے ہے اور خلافتِ عامّہ (کی بحث)
میں اس[5] کا ذکر ہو چکا ہے اور نہ یہ مراد ہے کہ خلیفہ فی نفسہٖ واجب الاطاعۃ
ہو بغیر اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (طرف سے اس
خلیفہ کی اطاعت کے لئے کوئی) تنبیہ ہو کیونکہ فی نفسہٖ واجب الاطاعۃ
ہونا سوائے نبی کے کسی اور کو میسّر نہیں بلکہ اس مقام پر (قولِ خلیفہ
کے حجّت ہونے سے) مراد وہ مرتبہ ہے جو ان دونوں مرتبوں کے
درمیان[6] میں ہے۔ **تفصیل اسکی یہ ہی** کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کسی خاص شخص کا نام لے کر بعض امور کو اس کے حوالہ فرما دیا ہو

[1] ترجمہ کسریٰ یعنے شاہ فارس ہلاک ہو گیا یعنے عنقریب ہلاک ہو جائیگا پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا یعنے سلطنت اس کے خاندان سے نکل جائیگی اور قیصر ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا ۱۲ [2] ترجمہ ضرور ضرور تم لوگ شاہ فارس کے خزانوں کو فتح کروگے ۱۲ [3] ترجمہ بیشک اگر میں خوارج کو پاؤں تو انھیں اسی طرح قتل کروں گا جس طرح قوم عاد کے لوگ (عذاب سے) مارے گئے تھے یعنے بیخ و بنیاد ان کی فنا کر دوں ۱۲ [4] ترجمہ خوارج کو وہ فریق قتل کرے گا جو حق کے ساتھ زیادہ قریب ہوگا ۱۲ [5] یعنے مجتہد ہونا خلافتِ عامّہ میں بھی شرط ہے تو خلافتِ خاصّہ میں جو اس سے اعلےٰ مرتبہ ہے بدرجہ اَولیٰ شرط ہوگا ۱۲ [6] یعنے وہ مجتہد بھی ہو اور اس کی اطاعت پر شارعؑ کی طرف سے تنبیہ بھی کی گئی ہو ۱۲

پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم مے شود متابعتِ اُمرائے جیوشِ آنحضرت بمقتضائے امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وایں خصلت در خلفائے راشدین بہماں می ماند کہ قول زید بن ثابت را در فرائض مقدم باید ساخت بر اقوالِ مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن مسعودؓ را در قرارت و فقہ و قول اُبیّ بن کعب را در قرارت بر قول دیگران و قول اہلِ مدینہ نزدیک اختلافِ امت بر قولِ دیگراں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتعلیم اللہ عزّ وجلّ دانستند کہ بعدِ آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد و امت در بعض مسائل بحیرت در مانند رافت کاملۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برامت اقتضاء فرمود کہ مخلصِ آں حیرت برائے ایشاں تعیین فرمایند و دریں باب حجتے برائے امت قائم کنند و ایںمعنے ثابت ست برائے خلفائے اربعہ زیراکہ قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ دریں آیہ افادہ می فرماید آنچہ بسعی ایشاں مُمکّن و شائع و مشہور می شود دینِ مرتضےٰ است پس آنچہ بکوشش ایں جماعت شائع شد انتساب او بشرع معلوم گشت و میفرماید اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ دریں آیت افادہ فرمود کہ

پس (اس وجہ سے مسلمانوں کو ان امور میں) اس کی متابعت واجب ہوگی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افسرانِ فوج کی اطاعت (فوج کے لئے) واجب تھی. اور خلفائے راشدین میں اس صفت کا ہونا ایسا ہی ہے جیسا علمِ فرائض میں زید بن ثابتؓ کا قول دیگر مجتہدین کے اقوال پر مقدم کرنا چاہیے اور قرارت اور فقہ میں عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول اور قرارت میں اُبیّ بن کعبؓ کا قول دوسروں کے اقوال پر (مقدم کرنا چاہیے) اور امت[1] میں اختلاف ہونے کے وقت اہلِ مدینہ کا قول دوسروں کے قول پر مقدم کرنا چاہیے. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزّ وجلّ کے بتانے سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (اُمت میں) اختلاف ظاہر ہوگا اور بعض مسائل میں امت کو حیرت ہوجائے گی (لہٰذا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ کاملہ جو اُمت پر تھی (اس بات کی) مقتضی ہوئی کہ امت کے لئے اس حیرت سے رہائی کا طریقہ معیّن فرمادیں اور اس معاملہ میں اُمت کے لئے ایک حجت قائم کردیں (چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا) (اب دیکھو) خلفائے اربعہ کے لئے یہ صفت (کس اعلےٰ درجہ میں) ثابت ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ اس آیت میں (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے کہ اُن (خلفاء) کی کوشش سے جو دین قائم اور شائع اور مشہور ہو (وہی) پسندیدہ دین ہے پس اس جماعت (خلفاء) کی کوشش سے جو دین شائع ہوا اس کا شرع کی جانب منسوب ہونا (اس آیت سے) معلوم ہوگیا اور (نیز اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ الآیہ۔ اس آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) افادہ فرمایا ہے کہ

[1] یعنے فقہی اختلاف کے علاوہ اور قسم کے اختلافات میں یہ مذہب حضرت مصنفؒ کا ہے اور سلف کے بعض مجتہدین بھی اسی کے قائل ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک کوئی تخصیص اہلِ مدینہ کی نہیں ہے ۱۲

ہر نمازے و زکوٰتے و امر معروفے و نہی منکرے
کہ از ممکنان ظاہر شود محمود و محل رضا است
و در حدیث عرباض بن ساریہ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ
وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ
و در حدیث ابن مسعود و حذیفہ اِقْتَدُوْا
بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ و ایں معنی
از اکابر صحابہ مروی ست اخرج الدارمی عن
عبد اللہ ابن ابی یزید قال کان ابن عباس
اذا سُئِلَ عن الامر فکان فی القرآن اخبر
بہ وان لم یکن فی القرآن وکان عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر
بہ فان لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان
لم یکن قال فیہ برأیہ و مجتہدان تابعین
و تبع تابعین بایں اصل قائل شدہ و اہل
مذاہب اربعہ بآں رفتہ اند کسیکہ در موطا و
آثار محمد بن الحسن تامل نماید بیقین ایں را
بداند اگرچہ بعض اصولیانِ شافعیہ
دریں باب تردد دارند و غالباً منشاءِ
تردد عدم اخذ سلف ببعض آثارِ
خلفاء بودہ باشد و تحقیق دریں باب
آن است کہ نزدیک تعارض ادلہ
تقدیم بعض ادلہ شرعیہ بر بعض
نفی حجیتِ ؏ دیگر نمی کند چنانکہ خبر واحد را
نزدیک مخالفت حدیث مشہور یا اجماع

نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جو طریقے ان لوگوں
سے ظاہر ہوں جن کو تمکین دی گئی ہے وہی محمود اور پسندیدہ ہیں
اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا) تم لوگ اپنے اوپر لازم کر لو میری سنت کو اور خلفائے
راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہوں گے اور ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ
کی حدیث میں ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پیروی
کرو ان دونوں کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے (یعنی) ابو بکرؓ اور
عمرؓ کی اور یہ امر (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا) اکابر صحابہؓ سے
مروی ہے (چنانچہ) دارمی نے عبد اللہ بن ابی یزید سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا
تو اگر وہ مسئلہ قرآن میں ہوتا تو قرآن سے بتاتے اور اگر قرآن میں
نہ ہوتا بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کی حدیث) میں ہوتا تو
اُسی (حدیث) سے بتاتے اور اگر (حدیث میں بھی) نہ ہوتا تو ابو بکرؓ
و عمرؓ (کے قول) سے (بتاتے) اور اگر (ابو بکرؓ و عمرؓ کے قول میں بھی)
نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے اور تابعین اور تبع تابعین کے (طبقہ
کے) مجتہدین (بھی) اس اصل کے قائل ہوتے ہیں (کہ خلفائے راشدین
کا قول حجت ہے) اور ارباب مذاہب اربعہ (بھی) اسی طرف گئے
ہیں (چنانچہ) جو شخص موطا اور محمد بن الحسن کی کتاب الآثار میں
غور کرے وہ یقیناً اس کو معلوم کر لے گا اگرچہ بعض اصولیینِ شافعیہ
اس باب میں متردد ہیں اور غالباً ان لوگوں کے تردد کی وجہ یہ ہے
کہ بعض سلف نے خلفاء کے بعض آثار پر عمل نہیں کیا مگر اس باب
میں تحقیق یہ ہے کہ ادلہ (شرعیہ) میں تعارض ہونے کے وقت بعض
ادلہ شرعیہ کو بعض پر مقدم کرنا دوسری دلیل کے حجت ہونے
کی نفی نہیں کرتا ہے جیسا کہ خبر واحد کو حدیث مشہور یا اجماع

؏ اصل مطبوعہ میں اس مقام پر حجت کا لفظ ہے مگر صحیح حجیت ہی۔ کما لا یخفیٰ ۱۲

امت ترک می کنیم مآخذ فقہ را طبقات
است و ہر طبقے را حکمے اینجا کلام امام
شافعیؒ بعینہٖ نقل کنیم قال البیہقی فی
السنن الصغرٰی اخبرنا ابو سعید
بن ابی عمرو قال حدثنا ابو العباس
قال اخبرنا الربیع قال قال الشافعی
رحمہ اللہ ما کان الکتاب و
السنۃ موجودین فالعذر عند
من سمعہما مقطوع الا باتباعہما
فاذا لم یکن ذلک صرنا الی
اقاویل اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم او واحدہم ثم قال
قول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان
قال فی القدیم و علی رضی اللہ
عنہم اذا صرنا الی التقلید احب
الینا و ذلک اذا لم نجد دلالۃ
فی الاختلاف تدل علی اقرب
الاختلاف من الکتاب والسنۃ
فنتبع القول الذی معہ
الدلالۃ ثم بسط
الکلام فی ترجیح قول الائمۃ

امت کے مخالف ہونے کی حالت میں ترک کر دیتے ہیں (اس سے
یہ لازم نہیں آتا کہ خبرِ واحد حجت نہ رہے) فقہ کے مآخذ[1] کے کئی
طبقات ہیں اور ہر طبقہ کا جداگانہ حکم ہے یہاں پر ہم امام شافعیؒ
کا کلام بعینہٖ نقل کرتے ہیں (جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ امام شافعیؒ
کے نزدیک بھی خلفاء کا قول حجت ہے) سُننِ صُغرٰی میں بیہقیؒ
نے لکھا ہے کہ ہم کو ابو سعید بن ابی عمروؒ نے خبر دی وہ کہتے تھے
ہم سے ابو العباسؒ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم کو ربیعؒ نے خبر دی وہ
کہتے تھے (امام) شافعیؒ نے فرمایا جب تک (کسی مسئلہ میں) قرآن و
حدیث (کا حکم) موجود رہے تو اُس کے سُننے والے کو قرآن و حدیث
کی اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں ہو سکتا اگر (کسی مسئلہ میں) قرآن
و حدیث (کا حکم) موجود نہ ہو تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
تمام صحابہؓ کے اقوال کی طرف یا کسی ایک صحابی کے قول کی طرف
رجوع کریں گے (اس کے بعد) پھر امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جب ہم تقلید
کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ (یعنے) ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ
کا قول محبوب تر ہے [اور قولِ قدیم[2] میں (امام شافعیؒ نے) عثمانؓ
کے بعد علیؓ کو (بھی ذکر) فرمایا تھا] لیکن یہ اس صورت میں جبکہ
(صحابہؓ میں باہم اختلاف نہ ہو یا اختلاف ہو مگر) ہم کسی قول کے
ساتھ کوئی ایسی دلیل نہ پائیں جو قرآن و حدیث سے اس کے قریب
ہونے پر دلالت کرے ورنہ ہم اُسی شخص کے قول کی اتباع کریں گے
جس کے ساتھ دلیل ہے، پھر (اس کے بعد) امام شافعیؒ نے ائمہ (یعنے
ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ) کے قول کو ترجیح دینے میں بسط کے ساتھ

[1] یعنے جن اصول سے احکامِ فقہی نکالے گئے ہیں ۱۲ [2] امام شافعیؒ کو سفرِ مصر میں بہت سی حدیثیں اپنے مذہب کے خلاف ملیں تو انھوں نے اپنے بہت سے اقوال ترک کر دیئے۔ سفرِ مصر سے پہلے کے اقوال ان کے قولِ قدیم اور سفرِ مصر کے بعد کے اقوال قولِ جدید ہیں جو امام شافعیؒ نے حضرت علی مرتضٰے کا نام نہیں لیا اس کی وجہ یہ ہے کہ تحقیقات سے اُن کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ پر افترا بہت ہوا ہے ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہے لہذا ان کا ذکر بے سود ہے ۱۲

الیٰ اَنْ قَالَ فَاِذا لم یُوجد عن الائمۃ فاصحابُ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الدین فی موضع الامانۃ اَخَذْنا بقولِھم وکان اتباعھُم اولیٰ بنا من اتّباع مَن بعدھم قال والعلمُ طبقاتٌ الاُولی الکتٰب والسُّنۃ اِذا ثبتِ السُّنّۃ ثم الثانیۃ الاجماع فیما لیس فیہ کتابٌ ولا سنۃٌ والثالثۃ ان یقولَ بعضُ اصحاب النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولا نعلمُ لہٗ مخالفا منھم والرابعۃ اختلاف اصحاب النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والخامسۃ القیاسُ علی بعض ھٰذہ الطبقاتِ ولا یصارُ الیٰ شیٔ غیر الکتٰب والسّنۃ وھما موجودان وانما یؤخذ العلم من اعلیٰ واز لوازم خلافتِ خاصّہ آن است کہ خلیفہ افضل امّت باشد در زمانِ خلافتِ خود عقلاً ونقلاً ازاں جہت کہ در نکتہ اولےٰ تقریر کردیم کہ چوں خلافتِ ظاہرہ ہم دوشِ خلافتِ حقیقیہ باشد وضع شیٔ در محلِ خود ثابت گردد لیکن اینجا ایں نکتہ باید شناخت کہ غیر اخصّ خواص ریاستِ خواص رالائق نیست پس خلافتِ او مطلق نہ باشد

کلام کیا ہے یہاں تک کہ یہ کہا کہ جب ائمہ (یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ) سے کوئی قول مروی نہ ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہؓ دین کے امانت دار ہیں ہم اُن دیگر صحابہؓ کے قول کو اختیار کریں گے اور ہمارے لئے اُن صحابہؓ کی اتباع اُن کے بعد والوں کی اتباع سے بہتر ہے (پھر امام شافعیؒ نے) فرمایا علم کے کئی طبقے ہیں پہلا طبقہ قرآن وحدیث ہے بشرطیکہ حدیث صحیح ہو پھر دوسرا طبقہ اجماع ہے اُن مسائل میں جن میں قرآن وحدیث (کا حکم موجود) نہ ہو پھر تیسرا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کا قول ہے درحالیکہ صحابہؓ میں سے کوئی اُن کے مخالف ہم کو معلوم نہ ہو اور چوتھا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے وہ اقوال ہیں جن میں وہ باہم مختلف ہوں اور پانچواں طبقہ قیاس ہے جو انھیں بعض (مذکورۂ بالا) طبقات پر (کیا گیا ہو) خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کسی دوسری چیز کی طرف رجوع نہ کیا جائے اور نہ اخذ کیا جائے علم مگر (طبقۂ) اعلےٰ سے۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (ایسا شخص ہو جو) اپنے عہد میں تمام امّت سے افضل ہو عقلاً ونقلاً[1] (یہ بات خلافت خاصّہ میں) اس لئے (ضروری ہے) کہ نکتۂ اولےٰ میں ہم بیان کرچکے ہیں کہ جب ظاہری خلافت حقیقی خلافت کے ہم دوش ہوگی تو کام اپنے موقع پر رہے گا اب اس جگہ یہ نکتہ (بھی) معلوم کرلینا چاہیئے کہ خواص پر حکومت کرنا اخصّ الخواص کے (سوا کسی) غیر کو لائق نہیں ہے پس غیر اخصّ کی خلافت سب کو شامل نہ ہوگی۔ (لہٰذا صحابہؓ جو خواص امّت ہیں ان پر حکومت اُسی کو سزاوار ہوگی

[1] عقلاً ونقلاً کا مطلب یہ ہے کہ اس خلیفہ کا تمام امّت سے افضل ہونا عقل ونقل دونوں سے ثابت ہوتا ہو عقل سے ثابت ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے افعال واقوال واحوال نہایت شائستہ اور اعلےٰ درجہ میں مطابق شریعت ہوں اور نقل سے ثابت ہونے کی صورت یہ ہے کہ قرآن یا حدیث سے اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہو ۱۲

ونصب غیر افضل حکم رخصت دارد بہ
نسبت عزیمت ورخصت خالی از
ضعفے نیست ومورد مدح مطلق نمی
تواند شد وازاں جہت کہ در خلافتِ
خاصّہ تمکین دین مرضی من کل وجہٍ مطلوب
است وآں بغیر استخلافِ افضل صورت
نمے بندد چنانکہ حضرت مرتضٰے نزدیک
استخلاف امام حسنؓ فرمود اِن یُّرِدِ اللّٰہُ
بالناس خیرًا فسیجمعھم بعدی علٰی
خیرھم رواہ الحاکم بخلاف خلافتِ
عامّہ کہ آنجا تمکن دین مرتضٰے من وجہٍ دون
وجہٍ مطلوب است لامن کل الوجوہ وازانجہت
کہ خلافت خاصّہ مقیس است بر نبوت زیراکہ
در حدیث آمدہ خلافۃ علٰی منھاج
النبوۃ ونیز آمدہ تکون نبوۃ ورحمۃ
ثم خلافۃ ورحمۃ وجامع ہر دوریاستِ
عامہ است در دین ودنیا ظاہرًا و
باطنًا پس چنانکہ استنباء شخص دلالت
مے کند بر افضلیت وے بر اُمت
تا قبح از مستنبی جلّ ذکرہ مرتفع گردد
ہمچناں استخلاف شخصے بر امّت دلالت مینماید بر افضلیتِ وے

جو اخص الخواص یعنے اُن سب میں افضل ہو) اور (غیر افضل کا (خلیفۂ خاص) مقرر کرنا رخصت[1] کا حکم رکھتا ہے بہ نسبت عزیمت کے اور رخصت ضعف سے خالی نہیں اور نہ مطلقاً تعریف کے لائق ہے اور (نیز اس لئے بھی خلیفۂ خاص کو تمام امّت سے افضل ہونا ضروری ہے) کہ خلافتِ خاصّہ میں دین کی تمکین ہر طرح مقصود ہوتی ہے اور یہ (تمام اُمّت سے) افضل کو خلیفہ بنائے بغیر ممکن نہیں جیساکہ حضرت (علیؓ) مرتضٰے نے امام حسنؓ کو خلیفہ بناتے وقت فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہتری چاہے گا تو میرے بعد سب لوگوں کو اُس شخص پر متفق کردے گا جو اُن سب میں بہتر ہو۔ روایت کیا اس کو حاکم نے۔ بخلاف خلافتِ عامّہ کے کہ اُس میں دینِ پسندیدہ کی تمکین (ہر طرح نہیں بلکہ) بعض طریقوں کے ساتھ مقصود ہوتی ہے اور (نیز) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضلِ امّت ہونا ضروری ہے) کہ خلافتِ خاصّہ کو نبوّت کے ساتھ مشابہت ہے جیساکہ ایک حدیث میں خلافت برمنہاجِ نبوّت آیا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ (کچھ دنوں) نبوّت ورحمت ہوگی پھر خلافت ورحمت۔ اور (نبوّت کی طرح وہ بھی) دین ودنیا دونوں کی ریاستِ ظاہری وباطنی کو شامل ہے پس جس طرح کسی شخص کا نبی بنانا اس شخص کے تمام اُمّت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے تاکہ نبی بنانے والے جلّ ذکرہٗ سے قباحت[2] مرتفع ہوجائے اسی طرح کسی شخص کو امّت پر خلیفہ بنانا اس کے تمام امّت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے اور (نیز) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضلِ

---

[1] جب کوئی حکم شرعی کسی عذر کی وجہ سے بدل جائے تو بدلنے سے پہلے جو حالت اس کی تھی وہ عزیمت ہے اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی وہ رخصت ہے جیسے رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم مرض کی وجہ سے بدل جاتا ہے اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوجاتی ہے پس بدلنے سے پہلے جو حالت تھی یعنی روزہ رکھنا وہ عزیمت ہے اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی یعنی روزہ نہ رکھنا یہ رخصت ہے ۱۲ [2] یعنی اگر غیر افضل نبی بنادیا جائے تو بے انصافی لازم آتی ہے اور بے انصافی سے ذاتِ پاک حق سبحانہٗ بَری ہے ۱۲

وازاں جہت کہ عامل ساختنِ شخصِ مفضول خیانت است عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مَنِ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِن عِصَابَةٍ و فی ھٰذہ العِصَابَة مَنْ ھواَرْضٰی لِلّٰہِ مِنہ فقد خَانَ اللہَ و خَانَ رسولَہ وخَانَ المؤمنینَ وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مَن وَلِیَ مِن اَمْرِ المُسْلِمِینَ شیئًا فَامَّرَ علیھم احدًا مُحَاباةً فَعَلَیْہِ لعنۃ اللہ لایقبل اللہ منہ صَرْفًا ولا عَدْلًا حتّٰی یدخلہ جھنم اخرجھما الحاکم۔ ازینجا می تواں دانست کہ حال خلافتِ کبرٰے چہ خواہد بود آرے نزدیک تزاحم امور واختلاط خیر و شر و عدم انتظامِ امر علٰے ما ھو حقہ می تواں راہ ترخص پیش گرفت۔ وازاں جہت کہ در وقتِ مشاورت صحابہ مدارِ استخلاف افضلیّت را نہادند ولفظ احقُّ بہٰذا الامر گفتند و جمعے کہ مناقشہ داشتند در استخلافِ صدیقِ اکبرؓ چوں خطائے رائے خود برایشاں ظاہر شد قائل شدند بافضلیّتِ او واین مبنی است بر آنکہ استخلاف با افضلیّت مساوق بود وافضلیّتِ خلفائے اربعہ ثابت است بترتیب خلافت بادلّہ بسیار اینجا برسہ مسلک

امت ہونا ضروری ہے) کہ غیر افضل کو عامل بنانا خیانت ہے (جیساکہ) ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جماعت میں سے کسی شخص کو عامل بنایا درحالیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو اُس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اُس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خیانت کی اور مومنین کی خیانت کی۔ اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا والی بنایا جائے اور وہ رعایۃً کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کردے تو اُس پر خدا کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ نہ اُس کی توبہ قبول کرے گا نہ اُس کا فدیہ۔ یہاں تک کہ اُس کو جہنم میں ڈال دیگا۔ ان دونوں حدیثوں کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ یہاں سے معلوم ہوسکتا ہے کہ (جب چھوٹے چھوٹے عہدوں پر باوجود قدرت کے مفضول کو مقرر کرنے کی یہ حالت ہے تو) خلافتِ کبریٰ (میں مفضول کے مقرر کرنے) کا کیا حال ہوگا؟ ہاں مختلف صورتوں کے درپیش ہوجانے اور خیر وشر کے باہم مل جانے اور جیساکہ چاہیئے امر خلافت کا انتظام نہ ہوسکنے کی حالت میں رخصت کی راہ اختیار کرنی چاہیئے اور (نیز) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضلِ اُمّت ہونا ضروری ہے) کہ (خلافت کے متعلق) مشورہ کرتے وقت صحابہؓ نے استخلاف کا مدار افضلیّت پر رکھا اور لفظ احقُّ بہٰذا الامر کہا تھا۔ اور جن لوگوں نے صدّیقِ اکبرؓ کے خلیفہ بنائے جانے میں مناقشہ کیا تھا ان کو جب اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوگئی تو ابوبکرؓ کی افضلیّت کے قائل ہوگئے۔ اور یہ اسی پر مبنی ہے کہ خلافتِ خاصّہ افضلیّت کے ساتھ ساتھ ہے خلفائے اربعہ کی افضلیت بہ ترتیبِ خلافت بہت سی دلیلوں سے ثابت ہے یہاں ہم تین مسلک

اکتفا کنیم **مسلکِ اوّل** آنکہ استخلاف
ایں بزرگواراں بہ نص و اجماع ثابت شد
و استخلاف کذا لازم است افضلیت
را کما مرّ تقریرہ **مسلکِ ثانی** احادیث
مرفوعہ ادلّہ بر افضلیتِ ایشاں نصاً
از انجملہ حدیث ابنِ عمرؓ کنا نخیّر فی
زمانِ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فنقول ابوبکر خیر ھٰذہ
الامۃ ثم عمر ثم عثمان و از انجملہ
حدیث ھٰذان سیّدا کھول اھل
الجنۃ وتلویحاً مثل حدیث ابی بکرہؓ و
عرفجہ در وزنِ میزان و رجحان ایشان
بہ ترتیب وحدیث ابی ہریرہؓ اَما
اِنّک یا ابابکر اولُ من یدخلُ الجنۃَ
وحدیث جابرؓ یتجلّی اللہُ تعالیٰ فی
الاٰخرۃِ للناسِ عامّۃً ویتجلّی لابی بکرٍ
خاصّۃً رواہ الحاکم وحدیث انّ اھلَ
الجنۃ لیتراءَون اصحابَ الغُرَفِ الخ
مسلکِ ثالث اجماع صحابہؓ اجمالاً و
تفصیلاً و ایں قصہ بس دراز ست از ہر صحابی فقیہہ

اکتفا کرتے ہیں۔
مسلکِ اوّل یہ کہ اُن بزرگوں کا استخلاف[1] نص سے اور اجماع
سے ثابت ہے اور ایسا استخلاف افضل ہونے کو لازم ہے (غیر افضل
کے لئے نہیں ہوسکتا) چنانچہ تقریر اس کی اوپر ہوچکی۔
مسلکِ ثانی (یہ کہ) بہت سی مرفوع حدیثیں ہیں جو ان بزرگوں
کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں (بعض میں یہ دلالت) بطورِ نص
کے (ہے) از انجملہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (جب صحابہؓ کی باہمی فضیلت
کا ذکر کرتے تھے (تو) کہتے تھے کہ ابوبکرؓ اس اُمت میں سب سے بہتر ہیں
ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ یہ دونوں
(یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ) پیرانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔ اور (بعض احادیث
میں یہ دلالت) بطورِ تلویح[2] کے (ہے) مثل حدیث ابوبکرہ اور
عرفجہ کے جو ترازو میں تولے جانے اور اُن حضرات کے بترتیبِ
خلافت وزنی ہونے کے متعلق ہے اور (مثل) حدیث ابوہریرہؓ
کے (جس کا مضمون یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اور لوگوں کے لئے
عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلی۔ اس حدیث کو
حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور مثل اس حدیث کے کہ اہلِ جنت اہلِ
غرفہ کو ایسے نظر آئیں گے (جیسے چمکتا ہوا ستارہ)۔
مسلکِ ثالث (یہ کہ ان بزرگوں کی افضلیت پر) صحابہ کا اجماع[3]
ہے اجمالاً بھی اور تفصیلاً بھی۔ یہ بیان بہت طویل ہے ہر فقیہہ

---

[1] استخلاف جب نص سے ثابت کیا جاتا ہے تو مراد حقیقتِ خلافت ہوتی ہے نہ عقدِ خلافت جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا یہ ایسا ہے جیسے کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت توریت اور انجیل سے ثابت ہے حالانکہ توریت و انجیل میں آپؐ کا نام مذکور نہیں ہے بلکہ نبی آخر الزمان کی علامات مذکور ہیں جس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جس مدعیٔ نبوت میں یہ علامتیں پائی جائیں وہی نبی آخر الزمان ہے ۱۲
[2] تلویح اشارہ کرنے کو کہتے ہیں۔
[3] یعنے بعض روایتیں مجمل ہیں کہ ان میں اجماع کرنے والوں کی تفصیل نہیں ہے اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ اجماع کی بعض روایت میں افضلیت کا مضمون مجمل ہے یعنے یہ نہیں بیان ہوا کہ کن اوصاف کی وجہ سے صحابہ ان حضرات کو افضل سمجھتے تھے اور بعض روایا مفصل ہیں یعنے ان میں وہ اوصاف مذکور ہیں ۱۲

لفظِ خیرُ ھٰذہ الامۃ واحق بہٰذا الامر و مانند آں مروی شد وچنانکہ حضرتِ فاروق رض در وقت بیعتِ حضرت صدیق رض گفتہ است اَنْتَ اَفْضَلُ مِنِّیْ وابو عبیدہ رض گفتہ است تَأْتُوْنِیْ وَفِیْکُمْ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ اشارہ می کرد بآیۂ کریمہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ وچنانکہ حضرتِ صدیق رض وقتِ استخلافِ فاروقِ اعظم رض وشکایتِ مردمان ازوے لَوْ قَدْ وَلِیَنَا کَانَ اَفَظَّ وَاَغْلَظَ گفتہ است اَبِرَبِّیْ تُخَوِّفُوْنِیْ اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِسْتَخْلَفْتُ عَلَیْھِمْ خَیْرَ خَلْقِکَ اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ کلَّ ذٰلک لیکن مصرح ترین ہمہ حضرت مرتضیٰ است ازوے بطریقِ صحیح ثابت شد کہ بر منبرِ کوفہ در وقتِ خلافتِ خود می فرمود خَیْرُ ھٰذہ الامّۃِ ابوبکر ثم عمر ایں لفظ را محمد بن الحنفیۃ وابو جُحَیفہ وعلقمہ ونزّال بن سَبُرہ و عبد الخیر وحَکَم بن حَجَل وغیر ایشاں روایت کردہ اند واز ہر یکے طُرقِ متعدّدہ منشعب شدہ وبطریقِ استفاضہ از وی منقول است کہ می فرمود سَبَقَ رسولُ اللہ

صحابی سے (ان بزرگوں کی نسبت) اس امّت میں سب سے بہتر، خلافت کا سب سے زیادہ مستحق اور اسی قسم کے الفاظ منقول ہیں چنانچہ حضرت فاروق رض نے حضرت صدیق رض کی بیعت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں، اور حضرت ابو عبیدہ رض نے کہا کہ تم ثالث ثلاثۃ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو[1] انھوں نے آیۂ کریمہ ثانی اثنین کی طرف اشارہ کیا، اور حضرت صدیق رض نے فاروقِ اعظم رض کو خلیفہ کرتے وقت {جب کہ لوگوں نے اُن سے شکایت کی کہ (خدا کو کیا جواب دیجئے گا) حضرت عمر رض جب ہم پر خلیفہ بنیں گے تو اور زیادہ سختی و درشتی کریں گے} فرمایا کیا تم مجھے پروردگار کا خوف دلاتے ہو؟ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے امت پر خلیفہ بنایا اُس شخص کو جو تیری مخلوقات میں سب سے بہتر تھا، یہ سب روایتیں ابوبکر بن ابی شیبہ رض نے (اپنے مصنف میں) لکھی ہیں لیکن (مسئلۂ افضلیت کو) سب سے زیادہ صاف بیان کرنے والے حضرت مُرتضیٰ رض ہیں ان سے بسند صحیح مروی ہے کہ کوفہ میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنے عہدِ خلافت میں فرماتے تھے کہ اس امّت میں سب سے بہتر ابوبکر رض ہیں اور ان کے بعد عمر رض۔ یہ مضمون (حضرت علی رض سے) محمد بن حنفیہ رض اور ابو جُحیفہ رض اور علقمہ رض اور نزال بن سبرہ رض اور عبد الخیر رض اور حکم بن حَجَل رض وغیرہم نے روایت کیا ہے اور (ان میں سے) ہر ایک سے متعدد سندیں[2] (اس حدیث کی) چلی ہیں اور (نیز) بسندِ مستفیض حضرت علی رض سے مروی ہے کہ فرماتے تھے اوّل درجہ میں رسولِ خدا

[1] یہ جملہ حضرت ابو عبیدہ رض نے اس وقت فرمایا تھا جب بعض لوگ بیعتِ صدیقی کے وقت ان کے پاس گئے اور ان سے بیعت کی درخواست کی ثالث ثلاثۃ کے معنے منجملہ تین کے تیسرا شخص مراد ابوبکر صدیق رض ہیں اس طرح کہ اول درجہ حق سبحانہ کا ہے دوسرا درجہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا درجہ حضرت صدیق رض کا یہ ایک بہت بڑا تبرہ ہے جو حضرت ابو عبیدہ رض نے اس مختصر لفظ میں ادا فرمایا ۱۲

[2] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے منہاج السنۃ جلد چہارم صفحہ ۱۳۷ میں اور حضرت مصنف رح نے آیندہ صفحات میں لکھا ہے کہ اس روایت کو حضرت علی مرتضیٰ سے اسّی آدمیوں نے روایت کیا ہے جن میں سے کچھ سندیں صحیح بخاری میں بھی ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم وصلّی ابوبکر و
ثلّث عمر ثم خبطتنا فتنۃ رواہ عبداللہ
بن احمد فی زوائد المسند والحاکم
وغیرھما و نیز بطریق استفاضہ مروی
شدہ کہ علی مرتضٰی بر جنازہ حضرت عمرؓ
فاروق حاضر شد و گفت مامن الناس
احدٌ احبُّ الیّ ان القی اللہ بما فی
صحیفۃ من ھذا المسجّی اخرجہ الحاکم
من طریق سفیان بن عیینۃ عن جعفر
بن محمد عن ابیہ عن جابر واخرجہ
محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ عن ابی
جعفرِ الباقر عن علیٍ مرسلاً وایضاً روایت
کردہ شد از طریق ابی جحیفہ و عبداللہ بن عمرؓ
وغیر ایشان و بطریق استفاضہ از وی بہ ثبوت
رسید کہ روایت می کرد مرفوعاً ھذان انِ
سیّد الکھولِ اھلِ الجنۃ واولادِ امام حسن
و امام حسین ہمہ ایشان ایں حدیث را روایت
کردہ اند قال ابوداؤد حدثنا محمد
بن مسکین قال حدثنا محمد یعنی الفریابی
قال سمعتُ سفیانَ یقول مَن زعمَ
انّ علیاً کان احقّ بالولایۃ منھما
فقد خطّأ ابابکر و عمر والمھاجرین
والانصار رضی اللہ عنھم وما اراہ
یرتفع مع ھذا لہ عملٌ الی السماءِ و
اخرج البیھقی عن الشافعی بطرقٍ متعددۃٍ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے درجہ میں ابوبکرؓ اور تیسری
درجہ میں عمرؓ ہیں پھر اس کے بعد فتنہ نے ہم پر ہاتھ صاف کیا۔
اس کو عبداللہ ابن احمدؒ نے زوائدِ مسند میں اور حاکم وغیرہ نے
روایت کیا ہے اور نیز بسندِ مستفیض مروی ہے کہ علی مرتضٰی حضرت
فاروقؓ کے جنازہ پر گئے اور (جنازہ کی طرف اشارہ کرکے) کہا
کہ اس کفن پوش سے زیادہ کوئی نہیں ہے کہ اس کے جیسے اعمالنامہ
کے ساتھ خدا سے ملنا مجھے محبوب ہو اس حدیث کو حاکم نے
سفیان بن عیینہؒ سے انھوں نے جعفر صادقؒ سے انھوں نے
اپنے والد حضرت باقرؒ سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے (انھوں
نے حضرت مرتضٰی سے) روایت کیا ہے اور امام محمدؒ نے اس حدیث
کو امام ابوحنیفہؒ سے انھوں نے ابوجعفرؒ (یعنے حضرت باقرؒ)
سے انھوں نے حضرت علیؓ سے مرسلاً روایت کیا ہے اور نیز یہ
حدیث ابوجحیفہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ کی سند سے بھی مروی
ہے نیز حضرت علیؓ سے بسندِ مستفیض ثابت ہے کہ وہ مرفوعاً روایت
کرتے تھے کہ یہ دونوں (یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ) پیرانِ اہلِ جنت
کے سردار ہیں۔ اس حدیث کو امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں
کی اولاد نے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤدؒ نے لکھا ہے کہ ہم کو
محمد بن مسکینؒ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد یعنے فریابی
نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے سفیانؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ جس شخص نے یہ کہا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے
اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم
کو خطا پر اعتقاد کیا اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس اعتقاد کے
ساتھ اس کا کوئی عمل آسمان تک جا سکے (یعنے مقبولِ خدا ہو سکے
کیونکہ اس اعتقاد کے بعد تصدیقِ رسالت کا کوئی ذریعہ باقی
نہیں رہتا) اور بیہقیؒ نے امام شافعیؒ سے باسانیدِ متعددہ روایت

انہ قال اضطر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر فلم یجدوا تحت ادیم السماء خیراً من ابی بکر فولوہ رقابہم۔ در ذیل این مسئلہ باید دانست کہ فضیلتے کہ در شرائع مدار افضلیت خلفاء شدہ امور عرفیہ نیست کہ شعراء و مانند آنہا بآں تطاول کنند مثل براعت نسب و قوت فصاحت و زیادت شجاعت و کمال صباحت و تناہی در سخاوت اگرچہ فی الجملہ شرع استحسان ایں اخلاق فرمودہ است و نہ علوم غریبہ از رمل و جفر و قیافہ و نہ امورے کہ در شرع تصریح بآں نہ رفتہ مثل معرفت وحدت وجود و مراتب تنزلات ستہ چوں ایں امور در شرع مذکور نشود افضلیت را براں دائر ساختن چرا باشد ثبت العرش اولاً ثم انقش بلکہ مراد اینجا اوصافی است کہ در قرآن عظیم و سنت صحیحہ صیغۂ اعظم درجۃً واکثر ثواباً و مانند آں براں دائر ساختہ باشند کما قال اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وقال تعالیٰ لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ

کیا ہے کہ انھوں نے کہا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ ابوبکرؓ کے پاس گئے آسمان کے نیچے انھوں نے ابوبکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا پس سب نے اُن کو اپنی گردنوں کا مالک بنالیا۔

اسی ضمن میں ایک مسئلہ معلوم کرلینا چاہیئے (وہ یہ) کہ جو اوصاف شرائع (ربانیہ) میں خلفاء کی افضلیّت کا مدار ہیں وہ امورِ عرفیہ نہیں ہیں جن کو شعراء وغیرہ بیان کرتے ہیں مثل عالی نسبی اور قوت فصاحت اور زیادتی شجاعت اور خوبصورتی اور کمالِ سخاوت کے اگرچہ شریعت نے فی الجملہ ان اوصاف کی عمدگی بھی بیان فرمائی ہے۔ اور نہ (خلفاء کی افضلیت کا مدار) علوم غریبہ ہیں از قسم رملؔ وجفر و قیافہ اور نہ (خلفاء کی افضلیّت کا مدار) وہ امور ہیں جن کی تصریح شریعت میں نہیں ہوئی مثل معرفتِ وحدتِ وجود اور (معرفتِ) مراتبِ تنزلاتِ ستّہ کے جب کہ یہ باتیں شریعت میں مذکور ہی نہیں ہیں تو پھر ان پر افضلیت کو دائر کرنا کیسے ہوسکتا ہے مثل مشہور ہے (ترجمہ) پہلے تخت بناؤ اُس کے بعد اُس پر نقش کرو (یہاں سرے سے تخت ہی غائب ہے نقش کس پر ہوں گے) بلکہ یہاں وہ اوصاف مراد ہیں جن پر قرآن عظیم اور احادیثِ صحیحہ میں اعظم درجۃً اور اکثر ثواباً اور اسی قسم کے الفاظ وارد کئے گئے ہوں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ترجمہ۔ (عام مسلمانوں کے) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے قبل فتح (مکہ) کے (راہِ خدا میں) خرچ کیا اور جہاد کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) برابر نہیں ہیں (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان باستثناء معذور لوگوں کے اور جہاد

ف۱ بخلاف شیعوں کے کہ وہ انہی شاعرانہ خیالات کے پابند ہیں اور اپنے ائمہ کے فضائل میں یہی چیزیں ذکر کرتے ہیں حالانکہ ان چیزوں میں بھی حضرات مشائخ ثلثہ کسی صحابی سے کم نہیں ہیں جیساکہ اس کتاب سے ثابت ہوجائے گا ۱۲ ف۲ شیعہ اپنے ائمہ کے فضائل میں یہ خرافات بھی ذکر کرتے ہیں جن کی شرع میں کچھ حقیقت نہیں ہے۔

الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا. وقال رسول الله صلے الله عليه وسلم فضلُ العالِمِ عَلَى العابِدِ كفضلي عَلَى أدناكم وقال مِن أفضلِ المسلمين أهلُ بدرٍ او كما قال. پس باین سیاق می باید خاطر را راه داد و باز ازین صفاتِ تفصیلیه می باید بکلیات آں انتقال نمود و از مقدمات بمقاصد تا واضح شود که افضلیتِ خلفاء بایک دیگر باعتبارِ زیادت تشبہ بالانبیاء است فیما للانبیاء بحسب نبوتہم یا گوئیم باعتبار قوت اوصافے که در خلافتِ خاصه شرح داده شد ایّاً مّا شئت فقل باز مکملات و مقدمات قیام بخلافتِ خاصه بسیار است اصل مقصود مقاصدِ خلافت است نه طرقِ موصله بآں چوں مقاصدِ خلافت حاصل

کرنے والے خدا کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ نے فضیلت دی ہو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر (بہت) بڑے ثواب ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے کسی ادنےٰ پر اور نیز فرمایا کہ سب مسلمانوں سے افضل اہلِ بدر ہیں یا قریب اس کے فرمایا۔

پس ان مضامین پر غور کرنا چاہیئے پھر ان فضائل جزئیہ سے ان کے کلیات کی طرف ذہن کو لے جانا چاہیئے اور مقدمات سے مقاصد کی طرف (توجہ کرنی چاہیئے) تاکہ واضح ہو جائے کہ خلفاء کی افضلیت باہم ایک دوسرے پر انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ ان اوصاف میں مشابہت کی (کمی) زیادتی پر مبنی ہے جو انبیاءؑ میں بحیثیت نبوّت ہوتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ (خلفاء کی فضیلت باہم ایک دوسرے پر) اُن اوصاف کے قوی (وضعیف) ہونے کی وجہ سے ہے جن کو خلافتِ خاصّہ (کے لوازم) میں ہم بیان کر چکے جو چاہو کہہ لو (مآل ایک ہے)۔

پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) خلافتِ خاصّہ (کے فرائض) کی سرانجام دہی جن امور پر موقوف ہے اور جو اُمور اس کو کامل کرنے والے ہیں بہت ہیں (کہاں تک ذکر کئے جائیں) اصل مقصود مقاصد خلافت (کا حاصل ہو جانا) ہے نہ اُن طریقوں کا بیان کرنا جن سے وہ مقاصد حاصل ہوں جب مقاصد کسی خلیفہ سے حاصل

لہ مثلاً یہ دیکھو کہ ان آیات میں قبل از ہجرت جہاد و انفاق کی فضیلت بیان ہوئی ہو اور پھر یہ سمجھو کہ یہ فضیلت جزئی ہو اس کی کلی کیا ہے ؟ کلی یہ ہے کہ دین کی بوقتِ غربت مدد کرنا پھر مقدمات سے مقاصد کی طرف توجہ کرنے کا مطلب یہ ہو کہ دیکھو دین کی بوقتِ غربت کس نے زیادہ مدد کی ۱۲

ٹہ خلاصہ یہ ہو کہ شیعہ جو یہ بحث نکالتے ہیں کہ حضرت علی شجاعت میں مثلاً سب سے فائق تھے اور شجاعت انکی ثابت کرتے ہیں گو یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی لیکن سرے سے یہ بحث ہی فضول ہو دیکھنا چاہیئے مقاصد خلافت کس سے زیادہ حاصل ہوئے فرض کرو کہ کوئی شخص شجاع نہ تھا اور اس سے مقاصد خلافت بوجہ احسن انجام کو پہنچے وہی افضل ہے کیونکہ شجاعت مقصود بالذات نہیں ہے ۱۲

گشت بمقدمات و مکملات نتواں پرداخت
ایں بہماں مے ماند کہ مقصود قتل
عدوے باشد تا شرّ عام از عالم مرتفع
گردد جوانمردے بہر صفت کہ توانست
بآں قیام نمود سادہ لوحے مے گوید قتل
بشمشیر اَدَلّ است بر شجاعت از
قتل بہ تیر یا خشبِ رمح از فلاں درخت
بہتر باشد پس اقوے وجوہ افضلیت
کمال تمکین فے الارض است و ظہور
دینِ مرتضٰے بر دستِ خلیفہ زیرا کہ اصل
الاصول در ثبوتِ خلافتِ عامّہ و
خاصّہ ہماں است و مدار مسائل
خلافت بریں آیات و ایں فضیلت در
مشائخ ثلٰثہ روشن تر است و نیز اقوٰے
وجوہ افضلیت در خلفاء نصِّ شریعت
است باستخلافِ ایشاں و ایں معنے
در مشائخ ثلٰثہ اَجلٰے است زیرا کہ در اکثر احادیث
خلافت ذکر مشائخ ثلٰثہ آمدہ است فقط
و نیز اقوٰے وجوہ افضلیت قیام بامورِ
موعودہ برائے پیغامبر است بمثال آنکہ
گرد را گرد باد بر میدارد و گنبدے
مصطناع می فرماید ارادۂ الٰہی نفس پیغامبر
را حرکت داد و بعض کارہا بوجود آورد و
کارہائے دیگر ہنوز ناتمام بود کہ حکمتِ الٰہی

ہوجائیں تو ان مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے ذرائع پر بحث نہ
کرنی چاہیئے یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ کسی دشمن کا قتل کرنا منظور
ہو جس سے ایک عام مصیبت دنیا سے جاتی رہے ایک جوانمرد
اُٹھا اور اُس نے جس طرح ہو سکا اس کام کو پورا کر دیا۔ اب ایک
بے وقوف کہتا ہے کہ تلوار سے قتل کیا ہوتا تو زیادہ شجاعت
معلوم ہوتی بہ نسبت تیر سے قتل کرنے کے یا دیہ کہے کہ) نیزے
کی لکڑی فلاں درخت کی اچھی ہوتی (تو یہ اس کی حماقت نہیں
تو اور کیا ہے) لہٰذا سب سے قوی وجہ زمین میں تمکین کا کامل
ہونا اور دین پسندیدہ کا خلیفہ کے ہاتھ سے غالب ہونا ہی کیونکہ
اصل اصول خلافتِ عامّہ اور خلافتِ خاصّہ دونوں میں یہی ہے
اور مباحثِ خلافت کا مدار انہی باتوں پر ہے۔ اور یہ فضیلت
خلفائے ثلٰثہ میں خوب ظاہر ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی
قوی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں ان کے استخلاف[1] کی نص (موجود)
ہے یہ بات بھی خلفائے ثلٰثہ میں بہت کھلی ہوتی ہے کیونکہ خلافت
کی اکثر حدیثوں میں صرف خلفائے ثلٰثہ کا ذکر ہے نیز خلفاء
کی افضلیت کی قوی وجہ یہ ہے کہ جو وعدے پیغمبرؐ کے لئے ہوتے
تھے وہ اُن کے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ جس طرح بگولا غبار کو
اُڑا کر ایک گنبد (کی شکل خیال میں) قائم کر دیتا ہے (مگر وہ
گنبد بالکل ناپائدار ہوتا ہے کہ ہوا کی ذرا سی جنبش میں اس کا پتہ
بھی نہیں رہتا ہے یہی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں دینِ اسلام کی تھی) ارادۂ الٰہی نے (بگولے کی طرح)
پیغمبرؐ کے نفس کو (مثل اس غبار کے) حرکت دی اور بعض کام
(مثل اس گنبد کے) وجود میں لایا مگر دوسرے کام (مثل اس گنبد
کے محکم و مضبوط کرنے کے) ابھی ناتمام تھے کہ حکمتِ الٰہی نے

[1] یعنے ان کی حقیت خلافت نص میں مذکور ہے جس طرح حضرت علی کا محبِّ محبوب خدا و رسول ہونا حدیثِ رایت میں مذکور ہے ۱۲

پیغامبر را از عالم ادنیٰ بہ رفیقِ اعلیٰ رسانید
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنحوے از
تسبب اتمام آں را بخود منسوب گردانیدند
وصورت آں کارہا بخلفاء راجع گشت و
ایامِ خلافت بحقیقت ایام نبوت بود
لیکن وحی از آسمان فرود نمی آمد وایں وجہ
در مشائخ ثلثہ زیادہ تر نمایاں گشت و
نیز اقوائے وجوہ افضلیت اعانت پیغامبر
است در تحمل وے اعباء نبوت را مخاصمۃً
وجہاداً وانفاقاً۔ قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ
مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ الخ ظاہر است کہ پیغامبر
صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بود چوں ارادہ الٰہی
بظہور امر او منعقد گشت الہام در قلوب
اذکیائے حاضرین افتاد کہ اورا اعانت کنند و
در ضمن ایں اعانات رحمتِ الٰہی کہ پیغامبر را
رسیدہ است شاملِ حال ایں اذکیاء شد وایں
وجہ در شیخین خصوصاً قبل از ہجرت ظاہر تر
است و نیز اقوائے وجوہ افضلیت تشبہ است
بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تالیفِ قلوب
ناس بر اسلام واتصافِ شیخین بآں واضح تر
است و اقوائے وجوہ افضلیت واسطہ بودن
است درمیانِ پیغامبر وامت در ترویج علوم
از قرآن وسنت وایں معنی در حضرتِ شیخین آشکارا
تر است و اقوائی وجوہ افضلیت جہاد عرب
وعجم است وایں معنی در مشائخ ثلثہ روشن تر

پیغمبر کو عالم ادنیٰ سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف پہنچادیا (اب اس گنبد
کی درستی ومضبوطی خلفاء کے ہاتھ سے ہوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان کاموں کو (جو خلفاء کے ہاتھ سے ہوتے) بوجہ اس کے
کہ آپ ایک طرح پر سبب ان کاموں کے تھے اپنی طرف منسوب
فرمایا اور ظاہر میں وہ کام خلفاء کے قرار پائے اور دراصل (ان
خلفاء کا) زمانۂ خلافت (تتمۂ) زمانۂ نبوت تھا لیکن (فرق صرف
یہ تھا کہ) وحی آسمان سے نہ آتی تھی یہ فضیلت بھی مشائخ ثلثہ
میں بہت زیادہ واضح ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ
یہ بھی ہے کہ انھوں نے نبوت کے بار اُٹھانے میں پیغمبر کی مدد
کی زبانی مناظروں سے اور جہاد سے اور مال خرچ کرکے جیساکہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے برابر نہیں ہیں تم میں سے جنھوں نے
خرچ کیا الخ یہ ظاہر ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تن تنہا تھے
جب اللہ کا ارادہ آپؐ کے دین کے غالب کرنے کے ساتھ متعلق
ہوا تو اُس نے اُس زمانہ کے عقلمند لوگوں کے دلوں میں یہ بات
ڈالی کہ پیغمبر کی اعانت کریں۔ ان اعانتوں کے طفیل میں وہ رحمتِ
الٰہی جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی اُن عقلمندوں کے بھی شاملِ حال
ہوگئی۔ یہ فضیلت شیخینؓ میں خصوصاً ہجرت سے پہلے بہت ظاہر
ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی طرح اسلام کے لئے لوگوں کی تالیفِ قلوب کرنا ہے اس صفت
کے ساتھ شیخینؓ کا موصوف ہونا بالکل کھلا ہوا ہے (نیز) خلفاء
کی افضلیت کی قوی وجہ پیغمبر کے اور امت کے درمیان علوم
دینیہ یعنے قرآن وحدیث کی ترویج کا واسطہ بننا ہے، یہ بات بھی
حضرات شیخینؓ میں خوب ظاہر ہی (نیز) خلفاء کی افضلیت کی
قوی وجہ جہاد عرب وعجم ہے یہ بات بھی خلفائے ثلثہ میں خوب
واضح ہے۔

چوں لوازم خلافتِ خاصّہ مبیّن شد الحال باید شناخت کہ جمعے کثیر از اصحاب بفیض صحبتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قدرِ متیسّر ازیں اوصاف حاصل کردہ بودند و ایشاں بخلافتِ مُقیّدہ فائز گشتہ مانند عبداللہ بن مسعود در قرارت وفقہ ومعاذ بن جبل درقضا وزید بن ثابت در فرائض ازیں جملہ آنانکہ قریشی بودند واہلیّتِ تحمل اعباءِ ریاست داشتند مستحق خلافتِ مطلقہ گشتند بازمستحقانِ خلافت دربارگاہِ عزّت منتظر ایستادہ اند تاکدام یک رافضلِ الٰہی بمرتبۂ استخلافِ مطلق بالفعل رساند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ ودر آخر ایں فصل باید دانست کہ ہرچند ہر جملہ ازیں فصل ماخوذ است از کتاب وسنّت ومؤیّد است باقوالِ کبراءِ اُمّت وعظمائے اہلسنّت اما تحریر و ترتیب آں وانتقال از جزئیّات بکلّیاتِ آں از مستخرجاتِ ایں بندۂ ضعیف است و اثرے از نورِ توفیق کہ سابق بآں اشارہ رفتہ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

خلافتِ خاصّہ کے لوازم بیان ہوچکے اب جاننا چاہیئے کہ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے (اپنے اپنے) نصیب کے موافق ان اوصاف (یعنے لوازم خلافتِ خاصّہ) کو حاصل کرلیا تھا اوران میں سے بعض حضرات خاص خاص باتوں میں خلافت کے منصب پر فائز بھی ہوگئے تھے مثل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے (کہ وہ) قرارت وفقہ میں (خلیفہ تھے) اور (مثل) حضرت معاذ بن جبلؓ (کے کہ وہ) فیصلۂ خصومات میں (خلیفہ تھے) اور (مثل) حضرت زید بن ثابتؓ (کے کہ وہ) فرائض میں (خلیفہ تھے) اوران میں سے بعض[1] حضرات جو قریشی تھے اور بارِ خلافت کے اُٹھانے کی قابلیت رکھتے تھے خلافتِ مطلقہ کے مستحق ہوئے اب جتنے حضرات خلافتِ مطلقہ کے مستحق ہیں بارگاہِ عزت میں منتظر کھڑے ہوئے ہیں کہ فضلِ الٰہی کس کو خلافتِ مطلقہ کے منصب پر فائز کرتا ہے (مگر بارگاہِ احدیت سے انہی چار کو یہ منصب ملتا ہے اور باقی مستحقین اُن کے تابع بنائے جاتے ہیں) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اس فصل کے آخر میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ گو ہر مضمون اس فصل کا قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے اور کبرائے امت اور عظمائے اہلسنّت کے اقوال سے مستند ہے لیکن ان مضامین کا حشو وزوائد سے خالی کرنا اور اُن کو ترتیب دینا اور جزئیات کے ذریعہ سے کلیات کو فراہم کرنا اسی بندۂ ضعیف کی فکر کا نتیجہ ہے اور اُسی نورِ توفیق کا اثر ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا۔

(دوسری فصل ختم ہوئی)

والحمد للہ رب العٰلمین۔

[1] ایسے حضرات بھی صحابہ کرام میں بہت تھے چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ انہی مستحقین میں سے تھے اسی وجہ سے حضرت عمر بن خطابؓ نے انہی لوگوں کا نام لیا تھا اور فرمایا تھا کہ میرے بعد ان میں سے کسی کو خلیفہ بنا لینا۔

فصل سوم

در تفسیر آیاتِ دالّہ بر خلافتِ خلفاء و بر لوازم خلافتِ خاصّہ

خدای تعالیٰ در سورۂ نور کہ بکلمۂ تامہ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ مصدّرش ساختہ میفرماید وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔـا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. یعنی وعدہ دادہ است خدای تعالیٰ آناں را کہ ایمان آوردہ اند از شما و کارہای شائستہ کردہ البتہ خلیفہ سازد ایشاں را در زمین چنانکہ خلیفہ ساختہ بود آناں را کہ پیش از ایشاں بودہ اند یعنی حضرت یوشعؑ را بعد حضرت موسیٰ و حضرت داؤد و سلیمان را بعد انقضای مدتے از عہد حضرت موسےٰ والبتہ محکم و پا استوار سازد برائے ایشاں دینِ ایشاں را آں دین را کہ پسندیدہ است برائے ایشاں والبتہ بدل کند در حقِ ایشاں بعد ترس ایشاں ایمنے را پرستش کنند مرا

فصل سوم

اُن آیات کی تفسیر میں جو خلفائے (راشدین) کی حقیتِ خلافت پر اور (ان کیلئے) لوازم خلافتِ خاصّہ (کے ثابت ہونے) پر دلالت کرتی ہیں۔

(پہلی آیت[۱]) خدا تعالےٰ سورۂ نور (اٹھارویں پارہ) میں جس کو اُس نے ان کامل الفاظ سے کہ "یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور فرض کیا اور اس میں واضح نشانیاں (اپنی قدرتِ کاملہ کی) نازل فرمائیں" شروع فرمایا ہے، فرماتا ہے۔ (ترجمہ) وعدہ دیا خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لا چکے تم میں سے اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا اُنھیں زمین میں جیسے خلیفہ بنایا تھا اُن لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے۔ {یعنے حضرت یوشعؑ کو بعد حضرت موسیٰؑ کے اور حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو حضرت موسیٰؑ کا زمانہ گزرنے کے ایک مدت بعد} اور ضرور ضرور مضبوط اور پائدار کر دے گا اُن کے لئے دین کو وہ دین جس کو پسند کیا اللہ نے اُن کے لئے اور ضرور ضرور بدل دے گا ان کے خوف کو امن سے وہ لوگ (ہمیشہ) میری پرستش کرتے رہیں گے

[۱] اس آیت کو آیتِ استخلاف اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کا ذکر ہے قرآنِ عظیم کے معجزاتِ قاہرہ میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اس میں بہت سی خبریں آئندہ زمانہ کی بطور پیشین گوئی کے بیان کی گئی ہیں اور وہ بے کم و کاست مثل سفیدۂ صبح کے ظہور میں آئیں۔ اسی قسم کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم آئندہ زمانہ میں موجودینِ وقتِ نزولِ آیت کو نعمتِ خلافت سے سرفراز کریں گے ۱۲

شریک مقرر نہ کنند بامن چیزے را و ہر کہ ناسپاس داری کند بعد ازیں پس آں جماعہ ایشاں اند فاسقاں۔ حقیقت۔ استخلاف در عرف قدیم و جدید خلیفہ ساختن و بادشاہ گردانیدن ست قال اللہ تعالےٰ یَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ و قال صلے اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ نَبِیٍّ وَلَا خَلِیْفَۃٍ الحدیث و قال سیکون فی آخر الزمان خلیفۃٌ یَحْثُو المال الحدیث و معنے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ لیستخلفنّ جمعًا مِنْھُمْ چنانکہ گویند استخلف بنو العباس و اثری بنو التمیم اگرچہ متولّی خلافت وصاحب ثروت ازیشاں در ہر وقت یکے باشد بحکم آنکہ فائدہ خلافت و ثروت عائد بہمہ قوم است و ایں ہر دو نکتہ کہ ذکر کردیم نیست بلکہ ظاہر استعمال است زیراکہ امثالِ ایں کلمات اگر استقرا کنی صد جا موافق ہمیں روز مرہ بیابی و دہ جا بمعنے دیگر و ہمیں است میزان شناختن تاویل و معنے ظاہر

اور شریک نہ بنائیں گے میرے ساتھ کسی چیز کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا بعد اس کے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

استخلاف (کے لفظ جس کا مشتق لَیَسْتَخْلِفَنَّ اس آیت میں ہے اس) کے معنے عرفِ قدیم و جدید (دونوں) میں یہی ہیں خلیفہ بنانا اور بادشاہ بنانا (یہ لفظ اسی معنے کے لئے قرآن و حدیث میں بکثرت مستعمل ہے) فرمایا اللہ تعالےٰ نے (ترجمہ) اے داؤدؑ! بیشک بنایا ہم نے تم کو خلیفہ (یعنے بادشاہ) زمین میں اور فرمایا (رسول) صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی و خلیفہ (یعنے بادشاہ) الخ اور فرمایا عنقریب آخر زمانہ میں ایک خلیفہ (یعنے بادشاہ) ایسا ہوگا جو مال کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹے گا الخ

لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ (کے لفظی معنے گو یہ ہیں کہ اُن سب مسلمانوں کو اللہ خلیفہ بنائے گا مگر اس) سے مراد یہ ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں کو خلیفہ بنائے گا جس طرح (اہلِ عرب) کہتے ہیں استخلف بنو العباس یعنے خلیفہ بنائے گئے بنی عباس یا (بولتے ہیں) اثری بنو التمیم یعنے صاحبِ ثروت ہوگئے بنی تمیم حالانکہ خلیفہ اور صاحبِ ثروت ان میں سے ہر زمانہ میں ایک ہی شخص ہوتا ہے (لیکن) محض اس وجہ سے کہ فائدہ خلافت اور ثروت کا تمام قوم کو پہنچتا ہے (خلافت اور ثروت کی نسبت تمام قوم کی طرف کی جاتی ہے۔

یہ دونوں باتیں جو ہم نے بیان کیں تاویل نہیں ہیں بلکہ غالب استعمال یہی ہے اس قسم کے الفاظ کو اگر تم (کلامِ عرب میں) تلاش کرو تو سو۱۰۰ جگہ موافق اسی روز مرہ کے پاؤگے (جو ہم نے بیان کیا) اور دس۱۰ جگہ (بمشکل) دوسرے معنی میں پاؤگے یہی طریقہ ہے تاویل اور معنیٔ ظاہر کے پہچاننے کا کہ جو زیادہ مراد لئے جاتے ہوں وہ معنے ظاہر ہیں اور جو کم مراد لئے جاتے ہوں

باز معنے لیستخلفنّھم ایجاب انقیاد
قوم است در آنچہ حق خلیفہ باشد چنانکہ
اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درحق
شخصے فرمایند اَمَّرْتُہٗ عَلَیْکُمْ وخلیفہ
گوید جَعلتُ فلانا قاضیًا علیکم
او وَلَّیتُہ القضاءَ علیکم
دلالت مے کند بر جمیع آنچہ حق امیر ست
بر سریّہ یا حق قاضی است بر رعیّت
این لفظ گویا مختصر ایجاب جمیع
حقوق تفصیلیّہ خلافت است و
ہیچ فرق نیست درمیان آنکہ گویند
استخلفتُ فلانًا علیکم و در
میان آنکہ وَعدتُ فلانًا اَنْ
اَستخلفہٗ علیکم غدًا چون
غد برسد وموعود منجز گردد باز معنے
لیستخلفنّھم آنست کہ خدائے تعالےٰ
مستخلِف ایشان است و این استخلاف
منسوب باوست حقیقتش آنست کہ خدائے
تعالےٰ مدبر السمٰوٰت والارض
است ولطیفٌ لما یشاءُ[۵] پس وقتے
کہ صلاح عالم در نصبِ خلیفہ باشد
الہام می فرماید در قلوبِ امت تا شخصے
راکہ حکمتِ الٰہی مقتضی استخلاف اوست
خلیفہ سازند بحقیقت جمیع حوادث

وہ تاویل ہیں)۔
پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) لیستخلفنّھم کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم
پر (موعودہ خلفاء کی) اطاعت واجب کردی اُن امور میں جن میں
خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیئے مثلاً اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی کے حق میں فرمائیں کہ میں نے اس کو تم پر افسر بنایا یا (مثلاً) خلیفہ
کہے کہ میں نے فلاں شخص کو تم پر قاضی بنایا یا (یوں کہے کہ) تمھارے
مقدمات کے فیصلہ کرنیکا میں نے فلاں شخص کو اختیار دیا تو ایسا کہنا
اس شخص کے وہ تمام حقوق ظاہر کر رہا ہے جو سردار لشکر کو لشکر پر
یا قاضی کو رعیّت پر (حاصل) ہوتے ہیں گویا یہ لفظ خلافت کے
تمام تفصیلی حقوق کے وجوب کو بالاجماع ادا کر رہا ہے اور (بغائر
نظر دیکھنے سے) ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں کو تم پر خلیفہ بنایا
اور ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں شخص سے وعدہ کرلیا ہے کہ کل
اس کو خلیفہ بناؤں گا کوئی فرق نہیں ہے بعد اس کے کہ کل کا دن
آجائے اور وہ وعدہ پورا ہوجائے۔ پھر (یہ بھی واضح رہے کہ
لیستخلفنّھم کا مفہوم یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ اُن لوگوں کو خلیفہ بنانے
والا ہے اور ان کا خلیفہ بنانا اُسی کی طرف منسوب ہے۔ (اس سے
یہ نہ سمجھنا کہ بغیر اسبابِ ظاہری کے یہ لوگ خلیفہ بنائے جائیں گے
بلکہ) اُس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ (چونکہ) مدبر السمٰوٰات و
الارض اور لطیف لما یشاءُ ہے لہٰذا جس وقت عالم کی بہتری
خلیفہ (خاص) کے مقرر ہونے میں ہوتی ہے تو وہ اُمت کے دلوں
میں ڈال دیتا ہے کہ جس شخص کو حکمتِ الٰہی بنانا چاہتی ہے اُس
کو خلیفہ بنالیں (خدا کے کام کرنے کا طریقہ عالم اسباب میں یہی
ہے کہ بندوں کے دل میں اس کام کا شوق پیدا کرکے اُن کے ہاتھ
سے اس کام کو کرالے) درحقیقت تمام عدم سے وجود میں آنیوالی

[۵] ترجمہ :- انتظام درست رکھنے والا آسمانوں کا اور زمین کا اور آسانی کے ساتھ کرنیوالا اس کام کا جس کو چاہے ۱۲

نسوب بحق است لیکن چونکہ در
بعض حوادث الہامِ الٰہی بہ جہت
قامت خیر متحقق مے شود و در
بعض تائیدِ او سبحانہ کہ از قبیل
خرق عوائد باشد پیش مے آید و
علےٰ ہٰذا القیاس معانی دیگر کہ مخصص
نسبت ایں حادثہ بحق باشد ایں
ستعمال اختیار مے کنند کما قال
تعالیٰ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى پس نسبت
استخلاف بخود اظہار کمال تشریف
ایشاں است و بیان آنکہ استخلاف
نعمتے است عظیم و امریست راسخ
حقیقت چنانکہ لفظ عِبَادِی و
بیتُ اللّٰہِ و نفختُ فِیْہِ مِن رُّوْحِی
دلالت بر کمال تشریف و رضا
می کند و لفظ مِنْكُمْ محتمل دو معنے است
من الامۃ المحمدیۃ و من الحاضرین
عند نزول الآیۃ و عند التحقیق معنے
ثانی متعین است زیراکہ در معنے اوّل تکرار
بے فائدہ لازم مے آید لفظ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ازیں کلمہ مغنی است و چوں دانستہ شد کہ
حاضرین نزول سورۃ نور اند حضرت معاویہؓ

چیزیں حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں مگر (ہر چیز کو اس کی طرف
منسوب نہیں کرتے بلکہ جب کسی واقعہ میں الہام الٰہی خیر قائم
رکھنے کے لئے ہوتا ہے یا اس کی تائید بطور خرق عادت کے (اس
میں) شامل ہوجاتی ہے یا کوئی بات اسی قسم کی (اُس کی طرف سے
ہوجاتی ہے) جو اس واقعہ کو حق تعالیٰ کے ساتھ مزید خصوصیت
دیدے وہاں اس قسم کا استعمال کرتے ہیں (اور اُس واقعہ کو اُس کی
طرف منسوب کرتے ہیں) جیساکہ (ایک دوسرے موقع پر) اللہ تعالیٰ
فرماتاہے کہ اے مسلمانو! تم نے کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ
نے اُنھیں قتل کیا اور (اے نبیؐ!) تم نے نہیں (خاک) پھینکی
جب پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ پس ایسے ہی مواقع میں کسی
کام کی نسبت خدا کی طرف کی جاتی ہے (مگر اس نسبت کا فائدہ
ہر جگہ جُدا گانہ ہوتاہے چنانچہ) خلیفہ بنانے کی نسبت اپنی طرف
خلفاء کی کمال بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے اور اس امر کے ظاہر
کرنے کے لئے کہ یہ استخلاف ایک بڑی نعمت اور درحقیقت ایک
بڑی مضبوط چیز ہے جیسے عِبَادِی اور بیتُ اللہ اور نفختُ
فِیْہِ مِنْ رُّوْحِی (میں بندوں کی اور گھر کی اور روح کی نسبت
خدا کی طرف اُن چیزوں کی) کمال بزرگی اور پسندیدگی کی دلیل ہے۔
لفظ مِنْكُمْ دو معنے کا احتمال رکھتا ہے (یعنے کُم کا خطاب تمام
امّتِ محمدیہ سے (ہو) یا (صرف) وقت نزول آیت کے مسلمانو
سے مگر عند التحقیق دوسرے ہی معنے (مراد) ہیں پہلے معنی میں
بیفائدہ تکرار لازم آتی ہے لفظ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لفظ منکم بمعنے
اوّل کی ضرورت باقی نہیں رکھتا۔

یہ معلوم ہوگیا کہ (اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے) مراد وقتِ نزولِ سورۃ
نور کے مسلمان ہیں تو (یہ بھی واضح ہوگیا کہ) حضرت معاویہؓ

۵ ترجمہ۔ میری بندے۔ اللہ کا گھر۔ پھونکی میں نے اس میں اپنی روح۔ یوں تو سب اللہ کے بندے ہیں اور سب گھر اللہ کے ہیں اور سب روحیں خدا کی مگر
ر تخصیص محض اظہارِ شرف کے لئے ہے ۱۲

وبنو امیہ و بنو عباس ازاں خارج باشند و
کلمۂ لَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی
لَهُمْ دلالت می کند بر دو معنے یکیؔ آنکہ ایں خلفاء
کہ خلافتِ ایشاں موعود است چوں وعدہ منجز
شود دین علی اکمل الوجوہ بظہور آید دوؔم آنکہ
از باب عقائد و عبادات و معاملات و مناکحات
واحکام خراج آنچہ در عصر مستخلفین ظاہر
شود و ایشاں باہتمام تمام سعی در اقامت
آں کنند دینِ مرتضٰی است پس اگر
الحال قضاء مستخلفین در مسئلہ یا فتوائے
ایشاں در حادثۂ ظاہر شود آں دلیلِ
شرعی باشد کہ مجتہد بآں تمسک نماید
زیرا کہ آں دین مرتضٰی است کہ تمکین آں
واقع شد ہر چند اجتہاد ہر مجتہدے
ولو کانَ صَحَابیاً احتمال خطا دارد
و نزدیک کسے کہ می گوید کُلُّ مجتہدٍ
مصیبٌ تعدد جواب در ہر حادثہ محتمل
است و نزدیک کسے کہ می گوید المصیب
واحد والآخر معذورٌ غیر آثمٍ احتمال
خطا در ہر دو جانب ممکن است لیکن
ایں ہمہ ظنون ظہور حقیت

اور (دوسرے) خلفائے بنی امیہ اور (خلفائے) بنی عباس اس
آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔
لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم دو معنے پر دلالت کرتا
ہے ایکؔ یہ کہ وہ خلفاء جن کی خلافت کا (اس آیت میں) وعدہ
ہے جب وہ وعدہ پورا ہوگا تو دین نہایت کامل طور پر ظاہر ہوگا
دوسرے یہ کہ عقائد و عبادات و معاملات و مسائل نکاح و احکام
خراج (غرض) جو جو باتیں ان خلفاء کے عہد میں ظاہر ہوں گی اور
وہ جن جن چیزوں کی ترویج میں پورے[1] اہتمام کے ساتھ کوشش
کریں گے وہ سب چیزیں پسندیدہ دین ہوں گی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ
اس وقت اگر اُن خلفاء کا فیصلہ کسی مسئلہ کے متعلق یا اُن کا فتوای
کسی واقعہ کے متعلق پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ (فیصلہ اور
فتوای) دلیل شرعی ہوگا کہ مجتہد اُس سے تمسک کرے گا کیونکہ
وہ فیصلہ اور فتوای (بحکم اس آیت کے) وہی دین پسندیدہ دین
ہے جس کی تمکین واقع ہوئی گو اجتہاد ہر مجتہد کا چاہے وہ مجتہد
صحابی کیوں نہ ہو خطا کا احتمال رکھتا ہے [اور جو لوگ ہر مجتہد
کو (تمام مسائل میں) صواب ہی پر سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ہر
مسئلہ میں کئی کئی جواب ممکن ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ صواب
پر ایک ہی مجتہد ہوتا ہے اور دوسرا مجتہد (خطا پر مگر) معذور
بے گناہ ان کے نزدیک احتمال خطا کا دونوں جانب ہے] (اور
چونکہ خلفاء بھی مجتہد تھے لہٰذا ان کے فیصلہ اور فتوای میں بھی
احتمال خطا کا ہونا چاہیئے) لیکن یہ احتمالات ان مسائل کی حقیت کو

[1] جیسے حضرت عمر بن خطابؓ نے نماز تراویح کی ترویج میں اور حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی دوسری اذان کی ترویج میں کوشش کی اگر
یہ کوشش پورے اہتمام کے ساتھ نہ ہو مثلاً حضرت فاروقؓ نے کسی امر کے متعلق معمولی طور پر فرمادیا ہو اور لوگوں نے اس سے اختلاف
کیا ہو پھر حضرت ممدوحؓ نے اس اختلاف کے مٹانے کی طرف توجہ نہ کی ہو تو ایسے امور اس سے
خارج رہیں گے ۱۲

آنچہ در زمانِ ایشان بسعی ایشان شایع شدہ برنمی دارد و بہر تقدیر قول ایشان از قیاس قائسان و استنباط مستنبطان قوی تر خواہد بود نہ چنانکہ امامیہ می گویند کہ دینِ مرتضےٰ ہمیشہ مستور و مخفی ماند وائمۂ اہلِ بیت ہمیشہ تقیہ می کردند و براظہارِ دین خود ہیچگاہ قادر نشدند بلکہ اینجا افادہ کردہ شد کہ آں ہمہ غیر مرتضےٰ است و باطل است زیراکہ اگر مرتضےٰ می بود بمقتضائی ایں وعدہ تمکن می شد وکلمہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا دلالت می کند برآنکہ ایں مستخلفین وسائر مسلمین دروقتِ انجاز موعود مطمئن باشند وآمن نہ ازکفار مختلفۃ الادیان ترس دارند و نہ از یک دیگر چنانکہ امامیہ گمان می کنند کہ ائمہ اہلِ بیت ہمیشہ ترساں وہراساں می بودند وتقیہ می کردند وہمیشہ از مسلماناں بایشاں وبیارانِ ایشاں غائلہ وہتک حرمتے مے رسید وہیچگاہ مؤید ومنصور نہ شدند وکلمہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ دلالت می نماید برآنکہ جمعے کہ ایں وعدہ درباب ایشاں واقع شد وبہ نعمتِ استخلاف منعم شوند متصف بکمالِ ایمان وعمل صالح باشند وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو خلفاء کے زمانہ میں اور اُن کی کوشش سے شائع ہوئے نہیں مٹا سکتے (کیونکہ ان مسائل کی حقیقت آیۂ قرآنیہ سے ثابت ہو چکی) بہرحال (یہ تو یقینی ہے کہ) ان کا قول دوسروں کے قیاس اور استنباط سے زیادہ قوی ہوگا (المختصر لیمکنن سے موعودہ خلفاء کے زمانہ میں دینِ حق کا باکمل وجوہ ظاہر ہونا بالکل واضح ہے) نہ جیساکہ امامیہ کہتے ہیں کہ دین پسندیدہ ہمیشہ پوشیدہ رہا اور ائمۂ اہلِ بیت ہمیشہ تقیہ کرتے رہے اور اپنے دین کے ظاہر کرنے پر کبھی قادر نہ ہوئے بلکہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو دین پوشیدہ رہا وہ غیر پسندیدہ اور باطل ہے کیونکہ اگر پسندیدہ ہوتا تو اس وعدہ کے موافق اُس کو تمکین ملتی۔
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خلفاء بلکہ تمام مسلمان اس وعدہ کے پورے ہونے کے وقت میں مطمئن اور بے خوف ہوجائیں گے نہ کافروں کے کسی فرقہ سے ان کو خوف رہے گا اور نہ آپس[1] میں ایک دوسرے سے، جیساکہ امامیہ خیال کرتے ہیں کہ ائمۂ اہلِ بیت ہمیشہ ڈرتے رہے اور تقیہ کرتے رہے اور ہمیشہ مسلمانوں کی طرف سے اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو تکلیف اور ذلت پہنچتی رہی اور کبھی ان کی تائید اور مدد (خدا کی طرف سے) نہ ہوتی۔
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ لوگ جن کے متعلق یہ وعدہ ہوا ہے اور جن کو نعمتِ خلافت ملے گی کمال ایمان اور (کمال) عمل صالح کے ساتھ موصوف ہوں گے (وجہ اس کی یہ ہے کہ) وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (کسی کیلئے)

---

[1] یہ اس وجہ سے سمجھا گیا کہ خوف کا لفظ قرآن پاک میں مطلق ہے اور مطلق کی نفی جبھی ہوتی ہے جب اس کے تمام افراد معدوم ہوجائیں نیز یہ جملہ اظہار نعمت کے لئے ہے پس اگر یہ صورت فرض کرلی جائے کہ کافروں کا خوف تو جاتا رہا مگر خود مسلمانوں کو ایک دوسرے کی طرف سے خوف تھا تو یہ کوئی نعمت نہ ہوگی بلکہ سچ یہ ہے کہ باہمی خوف جس قدر سوہانِ روح اور خطرناک ہوتا ہے بیرونی خوف ایسا نہیں ہوتا ۱۲

و در عرف جائی استعمال کنند کہ در عمل صالح مزیتے
داشتہ باشد بہ نسبت عامہ مومنین و کلمہ کَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مراد آنست چنانکہ یک سفر از
توریت در وعدۂ فتوحِ بلادِ شام و حکم بلادِ مفتوحہ نازل
شد و بنا بر حکمتِ الٰہی این وعدہ در زمانِ حضرت موسےٰ
منجز نشد و حضرت موسیٰؑ برای انجاز ایں وعدہ حضرت
یوشعؑ را خلیفہ ساخت تا حضرت یوشع بعد وفات
حضرت موسیٰ فتح ہشتاد شہر نمود و بنی اسرائیل را مطمئن
گردانید و آں شہر ہا را بر وفق وصیت حضرت موسیٰ بر
بنی اسرائیل تقسیم فرمود ہمچنیں پیغامبر ما را صلی اللہ
علیہ وسلم وعدہ فتح بلادِ شام و بلادِ عجم مستحق شد
قال اللہ تعالیٰ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ
و ایں وعدہ بنا بر حکمتِ الٰہی در زمانِ آنحضرت بظہور نہ
رسید لاجرم خلفاء را بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منصوب
ساخت تا آں موعود منجز گردد باز حضرت داؤد و سلیمان
کہ بعد غلبۂ عمالقہ و متفرق شدن قبائل بنی اسرائیل
خلیفہ شدند قال اللہ تعالیٰ يَا دَاوُدُ إِنَّا
جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ باز مسلمین
را مطمئن ساختند ہمچناں ایں خلفاء بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بعد ظہور ارتدادِ
عرب مسلماناں را مطمئن ساختند بالجملہ ایں تشبیہ
بیان آنست کہ خلافت ایشاں خلافتِ راشدہ
خواہد بود و مرضی نزدیک خدا تعالیٰ و آثار خیر
ازاں ظاہر شود و کلمہ لَهُمْ فی قولہ تعالیٰ وَ
لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دلالت می کند بر یکے از دو

عرفاً اسی وقت استعمال کرتے ہیں جب وہ عملِ صالح میں بہ نسبت عام
مسلمانوں کے کچھ فوقیت رکھتا ہو کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
(سے) مراد یہ ہے کہ جس طرح توراۃ کے ایک باب میں بلادِ شام کے
فتح ہو جانے کا وعدہ ہے اور بلادِ مفتوحہ کے احکام نازل ہوئے
تھے مگر بمقتضائے حکمت یہ وعدہ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں پورا
نہ ہوا اور حضرت موسیٰؑ نے اسی وعدہ کے پورا ہونے کے لیے حضرت
یوشعؑ کو خلیفہ بنایا اور حضرت یوشعؑ نے بعد وفات حضرت موسیٰؑ
کے اسّی شہر فتح کئے اور بنی اسرائیل کو مطمئن کر دیا اور اُن شہروں
کو حضرت موسیٰؑ کی وصیّت کے مطابق بنی اسرائیل پر تقسیم کیا
اسی طرح ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بلادِ شام اور بلادِ
عجم کے فتح کا وعدہ (خدا کی طرف سے) ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا
(ترجمہ) دینِ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا مگر یہ
وعدہ بمقتضائے حکمتِ الٰہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں ظاہر نہ ہوا لہٰذا (اللہ نے) خلفاء کو بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے مقرر کیا تاکہ وہ وعدہ پورا ہو اور جسطرح حضرت
داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ (گروہ) عمالقہ کے غالب ہو جانے اور
بنی اسرائیل کے پراگندہ ہو جانے کے بعد خلیفہ ہوئے تھے {جیسا
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا داؤد یعنے اے داؤد! بے شک
بنایا ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ} اور از سرِ نو اُنھوں نے مسلمانوں
کو مطمئن کر دیا تھا اسی طرح ہمارے پیغمبرؐ کے خلفاء نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم (کی وفات) کے بعد اور اہلِ عرب کے
مُرتد ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو مطمئن کر دیا۔ الحاصل اس تشبیہ
سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ان خلفاء کی خلافتِ راشدہ اور خدا
کے نزدیک پسندیدہ ہوگی اور آثارِ خیر اُس سے ظاہر ہوں گے۔
لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ میں لفظ لَهُمْ ان دو باتوں میں سے ایک بات پر

معنے یا این است کہ ایں تمکین از دستِ ایشاں برآید و ایشاں بتوفیقِ الٰہی سعی عظیم دراں باب صرف کنند و تائیدِ الٰہی شامل حال ایشاں شود و آنچہ می خواستند و بداں اہتمام می نمودند بفضلِ الٰہی حسبِ مدعا بوفور ظہور نمود موافقٌ لقولہ تعالیٰ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ یا این است کہ ہمتِ ایشاں بکُل متوجہ تمکین بود و ہمیشہ از خدائے تعالےٰ آں را درخواست مے نمودند تا آنکہ چوں واقع شد بہ آں منتفع شدند و ایشاں را سرورِ کلی حاصل گشت و ایں نعمتِ عظیمہ تمام شد بر مستخلفین و حق آن است کہ ہر دو وجہ متحقق گشت واللہ اعلم باز کلمہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دلالت مے کند کہ ایں معنے بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بملأ اعلےٰ منجز خواہد شد تا معنے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ راست شود

دلالت کرتا ہے یا یہ کہ تمکین دین انہی خلفاء کے ہاتھ سے ہوگی اور وہ بتوفیقِ الٰہی بڑی کوشش اس بارے میں کریں گے اور تائیدِ الٰہی اُن کے شامل حال ہوگی {(چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) جو کچھ ان خلفاء نے چاہا اور اُس کا اہتمام کیا فضل الٰہی سے وہ کام اُن کی مرضی کے موافق (اُن کی کوشش سے زیادہ) پورا ہوا} (یہ مطلب) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے موافق ہو جائیگا کہ (اگر ہم اُن کو خلیفہ بنائیں تو) وہ نماز کو قائم رکھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے یا یہ کہ ان خلفاء کی توجہ تمامتر تمکین دین کی طرف مبذول رہے گی اور وہ ہمیشہ خدا سے اسی کی درخواست کرتے رہیں گے اور جب تمکین دین ہو جائے گی تو وہ اس سے (دینی) منافع حاصل کریں گے اور خوش ہو جائیں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور یہ نعمتِ عظیمہ ان خلفاء پر پوری ہوگئی اور حق یہ ہے کہ (لَھُمْ سے یہ دونوں باتیں مراد ہیں اور خلفاء میں) یہ دونوں باتیں پائی گئیں واللہ اعلم۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد پورا ہوگا (کیونکہ اگر حضرت[1] کے سامنے یہ وعدہ پورا ہو جائے تو اُس کی تخصیص اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ بالکل لغو ہو جائے گی معاذ اللہ منہ) اس صورت میں لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ بھی اپنے (اصلی[2]) معنے پر قائم رہے گا۔

[1] کیونکہ حضرت کے عہد مبارک میں اگر یہ وعدہ پورا ہونیوالا ہوتا تو وعدہ آپ ہی سے ہوتا نہ کہ مسلمانوں سے یا کوئی ایسا لفظ آتا جس میں آپ بھی داخل ہو سکتے جیسے فرمایا وعدکم اللہ احدی الطائفتین یا فرمایا وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً اب یہاں نہیں کہا جا سکتا کہ یہ وعدہ حضرت کے انتقال کے بعد پورا ہوگا کیونکہ وعدکم ایک ایسا لفظ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ مراد ہو سکتے ہیں۔ آیت استخلاف کے وعدوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پورا نہ ہونا ایک تاریخی واقعہ ہے مگر حضرت مصنف نے اپنی دقت پسندی اور جدت فطری کے مقتضا سے اس مضمون کو آیت کے الفاظ سے ثابت کر دیا جزاہ اللہ تعالےٰ خیرا ۱۲

[2] استخلاف کے اصلی معنے یہ ہیں کہ کسی کو بجائے کسی کے بادشاہ بنایا جائے اب اس صورت میں یہ معنے بن جائیں گے کیونکہ مطلب یہ ہو جائیگا کہ نبی کے بجائے ہم تم کو بادشاہ بنائیں گے اور اگر حضرت کے سامنے یہ وعدہ پورا ہونیوالا ہوتا تو یہ اصلی معنے نہ بن سکتے بلکہ صرف بادشاہ بنانے کے معنے ہو سکتے ۱۲

وکلمۂ مَنْ کَفَرَ تاکید وتحقیق استخلاف ایشان می
نماید وافادہ می فرماید کہ استخلافِ ایں بزرگواران
نعمتے است عظیم مستوجبِ شکر منعم حقیقی اول کسیکہ کفران
نعمت استخلاف نمود قتلۂ امیر المومنین عثمان اند
ومن بعد فرقۂ امامیہ کہ گمان می کنند کہ خلافت را از
مستحق آں غصب کردہ اند وبلای عظیم از آسمان
فرود ریخت کہ عہد آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم
ہمہ صحابہ مخالفت کردند وبا منصوص علیہ بالخلافۃ ہمہ
باجمعہم عصیان ورزیدند سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ
عَظِيمٌ واول کسیکہ از مفسران صحابہ ایں آیہ
را بریں معنے فرود آورد وایں وعدہ را در
زمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ منجز دانست
علی مرتضٰے است کرم اللہ وجہہ زیرا کہ چوں
فاروقِ اعظم رض طلب مشاورہ کرد از صحابہ
در باب رفتن بجانب عراق علی مرتضٰے
بہمیں آیت متمسک شد اینجا بالبداہۃ معلوم
گردید کہ خلافتِ فاروقِ اعظم رض از جملہ
استخلافِ موعود است وایں قولِ مرتضٰے
بطرق متعددہ ظاہر شد ہم پیش اہلسنت
وجماعت وہم پیش شیعہ در نہج البلاغت[1]
مذکور است انّ هٰذا الامر لم یکن
نُصرتُه ولا خذلانه لانه
بکثرةٍ ولا قلةٍ وهو دینُ اللهِ
الذی اَظهره وجُندُه الذی

لفظ مَنْ کَفَرَ ان خلفاء کے حقیتِ خلافت کی تاکید کر رہا ہے اور
ظاہر کر رہا ہے کہ ان بزرگوں کا خلیفہ ہونا ایک بڑی نعمت ہے
جس پر منعمِ حقیقی کا شکر کرنا واجب ہے۔ اس نعمت کی ناشکری
سب سے پہلے جس نے کی وہ امیر المومنین حضرت عثمان رض کے قاتل
ہیں ان کے بعد فرقۂ امامیہ (نے ناشکری کی) جو یہ خیال کرتے
ہیں کہ خلفاء نے خلافت کو اس کے مستحق سے غصب کر لیا اور
ایک عجیب آسمانی آفت پیش آگئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی وصیت کی تمام صحابہ رض نے مخالفت کی اور منصوص الخلافۃ
کی تمام سب نے نافرمانی کی۔ سبحٰنک ھٰذا بہتان عظیم۔
مفسرین صحابہ رض میں سب سے پہلے جس نے اس آیت کو خلفائے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کیا اور اس وعدہ کا حضرت
عمر رض کے زمانہ میں پورا ہونا سمجھا وہ علی مرتضٰے ہیں کرم اللہ وجہہ
چنانچہ جب حضرت فاروقِ اعظم رض نے صحابہ رض سے (جہاد) عراق
میں (خود بنفسِ نفیس) جانے کی بابت مشورہ لیا تو حضرت علی
مرتضٰے نے یہی آیت پیش کی (اور ان کو فتح کا اطمینان دلایا
اور بنفسِ نفیس جانے کے ارادہ سے باز رکھا) یہاں سے بداہۃً
معلوم ہوا کہ فاروقِ اعظم کی خلافت منجملہ موعودہ خلافتوں کے
ہے حضرت علی رض کا یہ قول متعدد سندوں سے ثابت ہے اہلِ
سنت کی کتابوں میں بھی اور شیعوں کی کتابوں میں بھی۔
نہج البلاغۃ[1] میں (جو شیعوں کی اعلےٰ ترین کتاب ہے) مذکور ہے
کہ (حضرت علی رض نے حضرت فاروقِ اعظم سے عرض کیا کہ) اس
دین کو فتح کثرتِ (لشکر) سے نہیں ملی اور نہ قلتِ (لشکر)
سے اس کو شکست ہوئی (بلکہ) یہ خدا کا دین ہے جس کو اس
نے خود غالب کیا اور یہ (جماعت اہلِ اسلام) اسی کا لشکر ہے

[1] دیکھو نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر قسم اول صفحہ ۲۸۳۔

اَعَزَّهٗ وَاَیَّدَهٗ حَتّٰی بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَیْثُ طَلَعَ وَ نَحْنُ عَلٰی مَوْعُوْدٍ مِّنَ اللّٰہِ حیث قال وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الآیۃ فَاللّٰہُ مُنْجِزٌ وَعْدَهٗ وَنَاصِرٌ جُنْدَهٗ الی اٰخر ما قال نہ چنانکہ شیعہ گمان می کنند کہ ایں وعدہ در زمانِ امام مہدیؑ متحقق خواہد شد یا در زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و منقضی شد و کلمہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ و کلمہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا بیان علت غائیہ استخلاف است کما قال عز من قائل ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ گویا می فرماید کہ استخلاف برائے آں مطلوب شد کہ دین مرتضے ممکن شود و اعلائے کلمۃ اللہ بظہور رسد و ظہور دین حق بر جمیع ادیان متحقق گردد و قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی سورۃ الحج اِنَّ اللّٰہَ یُدَافِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

جس کو اُس نے عزت و قوت دی یہاں تک کہ یہ دین پہنچا جہاں تک پہنچا اور پھیلا جہاں تک پھیلا اور ہم لوگوں سے خدا کا وعدہ ہے [چنانچہ اُس نے وعدہ فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الآیۃ] پس اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا اور اپنے لشکر کو فتح دے گا الیٰ آخرہٖ[1] نہ کہ جیسا شیعہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وعدہ امام مہدیؑ کے وقت میں پورا ہوگا یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا ہوچکا۔ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ اور یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا میں خلیفہ بنانے کی علت[2] غائیہ کا بیان ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے (ایک دوسرے موقع پر) فرمایا ہے ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ الآیۃ۔ گویا فرماتا ہے کہ (ان موعودین کے) خلیفہ بنانے سے مقصد یہ ہے کہ دینِ پسندیدہ تمکین پاتے اور کلمۃ الٰہی کی بلندی ظاہر ہوجائے اور دین حق کا غلبہ تمام دینوں پر ثابت ہوجائے۔

(دوسری آیت) اللہ تبارک وتعالیٰ سورۂ حج (سترھویں پارہ) میں فرماتا ہے :- (ترجمہ)

بیشک خدا دور کرتا ہے مسلمانوں سے [یعنے اُن کے دشمنوں کے

[1] یہ جملہ بطور مدرج کے شارحین نہج البلاغہ نے بڑھایا ہے چنانچہ ملا فتح اللہ کاشانی کی شرح سے صاحب ازالۃ الغین نے یہ عبارت اسی طرح نقل کرکے خیانت نقل کا بہتان لگانے والوں کا منہ بند کردیا ہے تمام شراح نہج البلاغہ متفق ہیں اور نیز عقل سلیم بتارہی ہے کہ حضرت علی کا اشارہ اسی آیت کی طرف ہے اور اگر کوئی شیعہ باوجود اپنے اکابر کی تصریح کے اس آیت کی طرف اشارہ نہ مانے تو یہ بتانا اس کے ذمہ ہے کہ حضرت علیؓ نے خدا کا وعدہ کہاں سے معلوم کیا ۱۲ [2] اسی قسم کا کلام حضرت علی مرتضے سے غزوہ روم کے متعلق بھی منقول ہے جب اُن سے حضرت فاروقؓ نے بنفس نفیس جانے کا مشورہ لیا تو حضرت مرتضے نے فرمایا قد توکل اللہ لاھل ھٰذا الدین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ الی آخرہ نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم اول صـ۲۸ یعنے اللہ ضامن ہوگیا ہے اس دین والوں کیلئے ان کی جماعت کے غالب کرنے اور اُن کی برہنگی (یعنے قلت سامان جہاد) کو (نظر اعداء سے) مخفی رکھنے کا۔ علامہ میثم بحرانی (المتوفی ۶۹۹ھ) اس کی شرح میں لکھتے ہیں وھٰذا الحکم من قولہ تم وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت یعنے اللہ کے ضامن ہونے کا مضمون جناب امیرؓ نے اسی آیت سے لیا ہے ۱۲ [3] جو مقصد کسی کام ہو وہی اُسکی علت غائیہ ہے ۱۲ [4] اس آیت کو اس وجہ سے کہ اس میں تمکین کا ذکر ہے آیۂ تمکین کہتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ ہر آئینہ خدای دفع می کند از مسلمانان یعنی ضرر اعدای ایشان را مراد آنست کہ دفع شر کفار از مسلمانان سنتِ مستمرہ اوست ہر آئینہ خدا دوست نمیدارد ہر خیانت کنندہ ناسپاس را اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ دستوری جہاد دادہ شد یعنے بعد از آنکہ در مکہ قبل ہجرت ممنوع بود آں را کہ کفار بایشاں جنگ مے کنند بسبب آنکہ ایشاں مظلوم شدہ اند و ہر آئینہ خدا بر نصرتِ ایشاں توانا ست اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ اذن جہاد دادہ شد آناں را کہ بیرون آوردہ شد ایشاں را از خانہای ایشاں بغیر حق لیکن بسبب آنکہ میگویند پروردگارِ ما خدا است و اگر نبودے دفع کردن خدا مردماں را بعض را بدست بعض ویران کردہ می شد خلوت خانہای رہبانان و عبادتخانہا نصارٰی و عبادتخانہای یہود و عبادتخانہای مسلمانان یاد کردہ میشود دراں مواضع نام خدا یاد کردن بسیار و البتہ نصرت خواہد داد خدا کسی را کہ عزم نصرت دینِ او مے کند ہر آئینہ خدا توانا غالب است اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ[1] فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ دستوری جہاد دادہ شد آناں را کہ اگر دسترس دہیم ایشاں را در زمین برپا دارند نماز را و بدہند زکوٰۃ را و بفرمایند بکار پسندیدہ و منع کنند از کار ناپسندیدہ و خدائے را است علم نہایت ہمہ کارہا قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ تمہید اذن جہاد بہ ایں کلمہ موضعے عظیم

ضرر کو مراد یہ ہے کہ کافروں کے شر کو مسلمانوں سے دور کرنا اس کی دائمی عادت ہے} بیشک خدا نہیں دوست رکھتا ہر خیانت کرنے والے ناشکر کو + اذن (جہاد کا) دیا گیا{ یعنے بعد اس کے کہ مکہ میں جہاد منع تھا} اُن لوگوں کو جن سے (کافر) لڑتے ہیں (یہ اذن) بسبب اس کے (ہے) کہ وہ مظلوم ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے + { اذن جہاد اُن لوگوں کو دیا گیا} جو نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق اس (جرم) پر کہ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار ہمارا خدا ہے اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا خدا کا لوگوں کو (یعنے) بعض کو بعض کے ہاتھ سے (وہ دفع نہ کرتا رہتا) تو بیشک ویران کر دیئے جاتے خلوت خانے راہبوں کے اور عبادت خانے نصرانیوں کے اور عبادت خانے یہودیوں کے اور عبادت خانے مسلمانوں کے جن میں بکثرت خدا کا نام لیا جاتا ہے اور یقیناً خدا مدد دے گا اُس کو جو اُس {کے دین} کو مدد { دینے کا ارادہ} کرے بیشک خدا قوت والا غالب ہے + {اذن جہاد ان لوگوں کو دیا گیا} جو ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو زمین میں دسترس دیں تو وہ قائم رکھیں گے نماز کو اور زکوٰۃ دیں گے اور پسندیدہ کام کا حکم دیں گے اور ناپسندیدہ کام سے (لوگوں کو) روکیں گے اور اللہ ہی کو ہے {علم} تمام کاموں کے انجام کا + اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ (اصل مقصود) اجازت جہاد ہے مگر اُس) کی تمہید اس کلمہ سے ایک اعلیٰ مرتبہ

[1] اصل استدلال اسی آیت سے ہے جسکا یہ ترجمہ ہے یعنے الذین ان مکنّٰھم ہے مگر چونکہ سلسلہ مضمون اور تینوں آیتوں سے تھا لہٰذا مصنف نے وہ تینوں آیتیں بھی نقل کر لیں ۱۲

وارد از بلاغت یعنے سنّتِ مستمرّۂ ما است
دفع شرّ کفار از سر مسلمانان و ایں
معنے در جہاد خواہد بود باز فرمود اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ۔ وایں اشارہ
بمعنے دیگر است یعنے برائے آں سنّتِ ما
دفع شرّ کفار شد کہ دوست نمی داریم
ہر خیانت کنندہ ناسپاس وارندہ را و دوست
می داریم ہر متدین شاکر را چوں کفار
ہمیشہ متصف بخیانت و کفرانِ نعمت بود
اند و موحّدان پیوستہ متصف بتدین
وشکر، لاجرم نصرتِ موحّدان و کبت
کافراں سنّتِ مستمرّۂ ما است قولہ تعالیٰ
اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ دریں آیت
سببے برائے اذنِ جہاد تقریر کردہ
شد یعنے مظلوم اند و خدائے تعالےٰ
ہمیشہ بر مظلومان رحم می فرماید و برظالمان
شکست می آرد و مظلوم را دفعِ ظالم از خود
در جمیع ملل و نحل جائز است باز تعبیر
مسلمانان بموصولے کہ صلہ اش یُقٰتَلُوْنَ
ست اشارہ می کند بآنکہ کدام ظالم بیشتر ازیں خواہد بود
ر با ایشاں جنگ میکنند وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ
بائی وَاللّٰہِ لَاَنْصُرَنَّهُمْ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ واقع شد
ین در تسہیل وعید تہدیدے عجیب ست و در تسہیل وعد بشارتے
لیم کہ الکنایۃ ابلغ من الصریح سخن بادشاہان است کہ
شدّت غضب گویند مگر بر برانداختن تو قادر نیستم و در کمال رافت

بلاغت کا رکھتی ہے مطلب یہ ہوا کہ ہماری دائمی عادت ہی کافروں
کے شر کو مسلمانوں کے سر سے دفع کرنے کی اور یہ بات جہاد میں حاصل
ہوتی ہے (لہٰذا ہم جہاد کی اجازت دیتے ہیں) اس کے بعد فرمایا کہ
اللہ دوست نہیں رکھتا ہر خیانت کرنے والے ناشکر کو یہ ایک دوسری
بات کی طرف اشارہ ہے یعنے ہماری عادت کافروں کے شر کو دفع
کرنے کی اس لئے قائم ہوئی ہے کہ ہم خیانت کرنے والے ناشکر کو
دوست نہیں رکھتے بلکہ متدین اور شکر گزار کو دوست رکھتے ہیں
اور چونکہ کافر ہمیشہ خیانت اور کفرانِ نعمت (کی بُری صفت) کے
ساتھ اور مومن ہمیشہ تدین اور شکر گزاری (کی عمدہ صفت) کے
ساتھ موصوف رہتے ہیں لہٰذا ہماری دائمی عادت موحّدوں کو مدد
دینے اور کافروں کو سرنگون کرنے کی قائم ہو گئی۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ اس آیت میں جہاد کی اجازت دینے کا
سبب بیان کیا گیا ہے یعنے یہ لوگ مظلوم ہیں اور خدا تعالےٰ
ہمیشہ مظلوموں پر رحم کرتا اور ظالموں کو شکست دیتا ہے اور
مظلوم کو ظالم (کا ظلم) اپنے سے دفع کرنا تمام مذاہب میں جائز
ہے۔ پھر مسلمانوں کو اس عنوان سے تعبیر کرنا کہ "وہ لوگ جن سے کافر
لڑتے ہیں" اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ لڑنے والے بڑے
ظالم ہیں۔

وانّ اللہ علی نصرھم لقدیر بجائے اس کے ہے کہ اپنی قسم میں
مسلمانوں کو ضرور ضرور ظالموں پر فتحیاب کروں گا (مگر قسم میں سختی
زیادہ تھی عبارت نرم کر دی گئی) لیکن عتاب کی نرمی میں تہدید
بڑھ جاتی ہے اور وعدہ کی نرمی میں خوشخبری زیادہ ہو جاتی ہے
کیونکہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔ بادشاہوں کی بول
چال ہے کہ سخت غصہ (کی حالت) میں کہتے ہیں کیا ہم تیرے
برباد کر دینے پر قادر نہیں ہیں۔ اور کمالِ مہربانی (کی حالت) میں

گویند مگر بر نواختن تو توانا نہ ایم نظر بآنکہ سخن مختصر ایشاں کار اطناب دیگراں می کند قولہ تعالےٰ
اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بدل است از لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ افادہ مظلومیتِ دیگر میکند یعنے یکے آنکہ جنگ میکنند و پایمال می نمایند و دیگر آنکہ از خانہائی شاں بیروں می کنند بغیر گنا ہے کہ کردہ باشند اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ تہکم عجیب است یعنے ایں عیب از یں نادانان گمراہ کہ توحید را کہ موجب تعظیم و توقیر بود در حساب گناہ شمردہ اند و با موحّداں معاملہ اشدّ گناہ گاراں پیش گرفتند قولہ تعالیٰ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ سببے دیگر برائے اذن جہاد افادہ مے نماید یعنے چنانکہ مظلوم را دفع ظالم از عرض و مال و جانِ خود محمود است کما قال فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطَانًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّہٗ کَانَ مَنْصُوْرًا اہ ہمچناں مصلحتے ملّیہ درضمن جہاد موجود است و آن آنست کہ حکمتِ الٰہیہ مقتضی ظہورِ ملّتِ حقّہ بردست رُسل و نوّابِ ایشان است در ہر زمانے و کفّار ہمیشہ گزندہ انامل خود بر غلبۂ ملّت و سایندہ دندانِ خود بر شوکت موحّداں مے باشند پس اگر موحّدین را بمنزلہ جوارح خود ساختہ دفع شر کفّار نہ کنیم

کہتے ہیں کیا ہم تیرے سرافراز کرنے پر قدرت نہیں رکھتے وجہ یہ ہے کہ بادشاہوں کی مختصر بات دوسروں کی طویل بات کا کام دیتی ہے۔ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ (ترکیب نحوی میں) اَلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ کا بدل ہے مسلمانوں کی دوسری مظلومیت کو بیان کررہا ہے یعنے ایک مظلومیت تو اُن کی وہ تھی کہ (کافر اُن سے) لڑتے ہیں اور (اُن کو) پامال کرتے ہیں دوسری مظلومیت یہ ہے کہ (کافر) اُن کو ان کے گھروں سے بغیر کسی قسم کا قصور کئے ہوئے نکال رہے ہیں۔ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ط عجیب تہکم[1] ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ان گمراہ نادانوں سے تعجب ہے کہ توحید کو جو تعظیم و توقیر کے قابل ہے گناہ سمجھتے ہیں اور موحّدوں کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جو سخت مجرموں کے ساتھ کرنا چاہیئے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ ایک دوسرا سبب اجازت جہاد کا بیان فرماتا ہے یعنے جسطرح مظلوم کو ظالم کا (ظلم) اپنی آبرو اور مال اور جان سے دفع کرنا (اجازت جہاد کا سبب بنتا ہے اور فی نفسہٖ) عمدہ چیز ہے [جیساکہ اللہ تعالیٰ نے (ایک دوسرے مقام پر) فرمایا کہ مقتول کے ولی کو ہم نے غلبہ عنایت کیا ہے لہٰذا وہ قتل میں زیادتی نہ کرے اس کی مدد کی جائے گی] اسیطرح ایک دینی مصلحت بھی جہاد میں ہے وہ یہ کہ حکمتِ الٰہیہ اس بات کو مقتضی ہے کہ دینِ حق ہر زمانہ میں پیغمبروں اور اُن کے نائبوں کے ہاتھ سے غالب ہوتا رہے اور کافر (چونکہ) ہمیشہ دینِ حق کے غالب ہونے سے (غصہ میں آکر اپنی انگلیاں چبانے لگتے ہیں اور موحّدوں کی شوکت پر (برافروختہ ہوکر) دانت پیسنے لگتے ہیں لہٰذا اگر موحّدوں کو ہم مثل اپنے جوارح[2] کے بناکر کفّار کے شر کو دفع نہ کرتے تو (تمام کارخانہ مذہب و ملّت کا

[1] تہکم کے معنے سخت غصہ کرنے یا تمسخر کرنے کے ہیں یہاں معنے اوّل زیادہ مناسب ہیں ۱۲ [2] جوارح جمع ہے جارحہ کی جارحہ زخم ڈالنے والی چیز کو کہتے ہیں مگر اب اس کا استعمال زیادہ تر ہاتھ پیر کے معنے میں ہوتا ہے یہی یہاں مراد ہے۔

عبادت خانہا در ہر ملتے خراب می
شدند و رواج ذکر خدائے تعالیٰ و تقرب
بجناب او معدوم مے گشت وَلَيَنصُرَنَّ
اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ اشارہ است بشرط
کسے کہ اورا کالجارحہ مے سازند و بردست
وے نصرت دین ظاہر مے کنند یعنی
ہر شخص بجان و دل کمر ہمت باعلائے کلمۃ
اللہ نہ بندد مستوجب آں نیست کہ نصرتش
دہند و کالجارحہ اش سازند و نائب پیغامبر
در حمل داعیہ وجہاد واعلائے دین گردانند

ہزار نکتۂ باریک تراز مو اینجاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

قولہ تعالیٰ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ بدل است
از الَّذِينَ يُقَاتَلُونَ و الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن
دیارِہم و معنے إِن مَّكَّنَّاهُمْ، إِن مَّكَّنَّا
بعضہم مثل آنکہ گویند بنو عباس خلیفہ
شدند و بنو تمیم دولتمند گشتند زیرا کہ
تمکین کل مہاجرین بل کل جم غفیر
مستحیل عادی است و ذہن بہ
آں سبقت نمے کند صد جا
در حدیث خواندہ باشی قالت
الانصار کذا و فعل بنو تمیم کذا و مراد
زعمائے ایشاں مے باشند نہ کل فرد فرد

درہم وبرہم ہوجاتا جتنے کہ) ہر مذہب کے عبادت خانے بھی
ویران ہوگئے ہوتے اور ذکر الٰہی کا رواج اور اس کی جناب میں
تقرب (کا ذریعہ) معدوم ہوگیا ہوتا۔

وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ اس شخص کے شرائط کی طرف اشارہ
ہے جس کو (کارپردازانِ قضا و قدر) مثل جارحہ کے بناتے ہیں
اور اس کے ہاتھ پر دین (حق) کی مدد ظاہر کرتے ہیں یعنے جبتک
کوئی شخص جان و دل سے کمر ہمت کلمۃ الٰہی کے بلند کرنے کے لئے
نہیں باندھتا اس بات کا مستحق نہیں ہوتا کہ (کارسازانِ قضا و
قدر) اس کو مدد دیں اور مثل جارحہ کے بنائیں اور داعیۂ جہاد
(کا بار) اٹھانے اور دین (حق کے) بلند کرنے میں اس کو پیغمبر کا
نائب بنائیں۔

ہزار نکتۂ[1] باریک تراز مو اینجاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ (ترکیب نحوی میں) الَّذِينَ يُقَاتَلُونَ
اور الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ کا بدل ہے۔ اور (لغوی)
معنے ان مکنٰھم کے (یہ ہیں کہ ان سب کو) ہم تمکین دیں (مگر
مراد یہ ہے کہ) ان میں سے بعض کو، مثل اس کے کہ کہتے ہیں بنی عباس
خلیفہ ہوئے یا (کہتے ہیں) بنی تمیم دولتمند ہوگئے (حالانکہ بعض
بنی عباس کا خلیفہ ہونا اور بعض بنی تمیم کا دولتمند ہونا مراد ہوتا ہے)
کیونکہ تمکین کل مہاجرین کی بلکہ کسی بڑی جماعت کی عادۃً محال
ہے اور ذہن اس طرف نہیں جاتا۔ سیکڑوں جگہ تم نے حدیث
میں پڑھا ہوگا کہ انصار نے ایسا کہا یا بنی تمیم نے ایسا کیا وہاں مراد
ان کے رئیس ہوتے ہیں نہ کہ ہر ہر شخص۔

[1] ترجمہ۔ ہزاروں نکتے بال سے بھی زیادہ باریک اس جگہ ہیں، ایسا نہیں ہے کہ جو بھی شخص سر منڈوالے وہ قلندری جانتا ہے، مطلب یہ ہے کہ جو باریک نکتے حضرت مصنفؒ نے بیان کئے ہر شخص کو معلوم نہیں ہوسکتے صرف کتابوں کے پڑھ لینے سے یہ دقیقہ شناسی حاصل نہیں ہوسکتی۔

باز معنے اِن مَّکَّنّٰھُمْ تعلیق یک جزءِ نفسی خلافت است بجزءِ دیگر زیراکہ خلافتِ شرعی تمکین فی الارض است باقامتِ دین آنجا افادہ می فرماید کہ اگر تمکین این جماعہ فی الارض متحقق شود البتہ آں تمکین مقترن خواہد بود با اقامتِ دین و ہمین است معنے خلافتِ راشدہ پس حضرات خلفاء از مہاجرینِ اوّلین بودند کہ یُقَاتَلُوْن و اُخْرِجُوا مِن دِیَارِھِمْ و اذنِ جہاد برائے ایشاں بالقطع محقق شد و مُمکَّن شدند در ارض بالقطع پس لازم آمد کہ اقامتِ دین کردہ باشند بالقطع بمقتضائے این تعلیق پس بالقطع خلفائے راشدین بودند زیراکہ معنے خلافتِ راشدہ غیر ایں دو جزء نیست اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ اشارہ است باقامتِ ارکانِ اسلام وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ شامل است احیائے علوم دین را وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ شامل است جہادِ کفّار و اخذِ جزیہ را زیراکہ منکرے زیادہ تر از کفر نیست و نہیے و ردّعے بالاتر از قتلِ اہلِ کفر و گرفتن جزیہ نیست و شامل است اقامتِ حدود و تعزیرات را بر عصاۃ مسلمین باز مفہوم اَقَامُوا و اٰتَوا و اَمَرُوْا و نَھَوْا آنست کہ ہرچہ از مُمکَّنین در ایام تمکین ایشاں ازیں ابواب ظاہر شود ہمہ معتد بہ خواہد بود شرعًا۔

اِن مَّکَّنّٰھُمْ میں (بطورِ شرط و جزا کے) حقیقت خلافت کے ایک جزء (یعنے اقامتِ دین) کو دوسرے جزء (یعنے تمکین) پر معلّق کیا ہے [کیونکہ خلافتِ شرعی اُس تمکین فی الارض کا نام ہے جو اقامتِ دین کے ساتھ ہو] مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو اگر زمین میں تمکین ملے گی تو ضرور وہ تمکین اقامت دین کے ساتھ ہو گی اور خلافتِ راشدہ کا یہی مطلب ہے۔

(یہ ظاہر ہے کہ) حضرات خلفاءؓ مہاجرینِ اوّلین میں سے تھے جن کی نسبت یُقٰتَلُوْنَ اور اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ آیا ہے اور جن کے لئے اذنِ جہاد کا قطعی ثبوت ہے۔ اور ان کو زمین میں تمکین ملنا بھی یقینی ہے پس بمقتضائے تعلیق مذکور یقینًا اُنھوں نے اقامتِ دین کی ہو گی (اس سے صاف) نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حضرات خلیفۂ راشد تھے کیونکہ خلافتِ راشدہ انہی دو جزء (یعنے تمکین اور اقامتِ دین) کا نام ہے اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ میں ارکانِ اسلام کے قائم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ (تمام) علومِ دینیّہ کے زندہ رکھنے کو شامل ہے۔

نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ کافروں سے جہاد کرنے اور (اُن سے) جزیہ لینے کو شامل ہے۔ کوئی منکر کفر سے زیادہ (قبیح) نہیں ہے اور کوئی نہی کافروں کے قتل کرنے اور اُن سے جزیہ لینے سے زیادہ سخت نہیں ہے اور (نیز یہ کلمہ) شامل ہے نافرمانی کرنے والے مسلمانوں پر حدود و تعزیرات قائم کرنے کو۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) اقاموا اور امروا اور نھوا کے الفاظ سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ ان تمکین یافتہ لوگوں سے ان کے تمکین کے زمانہ میں نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق جو باتیں ظاہر ہوں گی وہ سب شرع میں معتبر ہوں گی (اگر غیر معتبر ہوتیں تو قرآن میں قابل ذکر نہ تھیں)۔[1]

[1] جیسے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نماز تراویح کی ترویج ہوئی تمام مسلمانوں نے اُس کو منجانب شرع سمجھا۔

ز معنے ان مکّنّٰھم - اذا مکّنّٰھم است
ضبار است بہ تمکین ایشاں در زمانِ
ٓیندہ نہ صرف تعلیق تابع بمتقدم
رون تحقیق مقدم زیراکہ سابق مذکور شد
نّ اللہ یُدافِعُ ولولا دفع اللہ
لنّاس وکلمہ وللہ عاقبۃ الامور را۔
معنیش آنست کہ عواقب امور می دانیم وآنچہ
در آخر خواہد بود مے شناسیم ولہٰذا اذنِ جہاد
دادیم مراد آنست کہ ایں جہاد البتہ مفضی
بمدافعت کفار خواہد بود چوں معانی لغویہ
وشرعیہ کلماتِ مفردہ ایں آیات شناختی
وقت آں آمد کہ نکتہ دیگر بفہمی وآں آنست
کہ ہر دو آیت آیتِ استخلاف وآیت تمکین در یک قصہ
است مقصود واحد است وتعبیر مختلف وایں نکتہ را
یکے از فروع آیہ کریمہ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ می باید
شناخت یک جا لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ
دِیْنَهُمْ گفتہ شد وجائے دیگر تمکین فی الارض با اقامت
دین گفتہ آمد وحاصل ہر دو یکے ست اینجا لفظ
وَعَدَ اللہ مذکور شد وآنجا ان مکّنّٰھم با سبق اِنَّ اللہ
یدافع ولولا دفع اللہ الناس اینجا ولیمکنن لھم گفتہ شد و
اینجا اقاموا الصلوٰۃ اینجا استخلاف مذکور شد وآنجا تمکین فی الارض
اینجا یعبدُونَنی لا یشرکون بی شیئًا گفتہ آمد وآنجا
اقاموا الصلوٰۃ الخ اینجا تصویب اعمال ایشان

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) ان مکّنّٰھم (یہاں) بمعنے اذا مکنّا ھم ہے (یعنے ان بمعنے اذا[1] مقصود ہے) ان مہاجرین کو آیندہ زمانہ میں تمکین دینے کی خبر بیان کرنا ہے نہ یہ کہ اگر تمکین پائی جائے گی تو یہ لوگ اقامتِ دین کریں گے قطع نظر اس سے کہ تمکین پائی جائے یا نہ پائی جائے قرینہ اس کا یہ ہے کہ اوپر انّ اللہ یدافع اور لولا دفع اللہ النّاس (کے ضمن میں) مذکور ہوا (کہ خدا کی عادت یہی ہے کہ نیک بندوں کو تمکین دیتا ہے)۔

للہ عاقبۃ الامور کا مطلب یہ ہے کہ ہم تمام کاموں کو جانتے اور جو آیندہ ہونے والا ہے اس سے باخبر ہیں اس لئے ہم نے جہاد کی اجازت دی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ جہاد (جس کی اجازت دی گئی مثل معمولی جہادوں کے بے اثر نہ رہے گا بلکہ) کفّار کی مدافعت کا سبب بنے گا۔

جب ان آیات کے لغوی اور شرعی معانی تم نے معلوم کرلئے تو اب وہ وقت آگیا کہ ایک اور نکتہ بھی سمجھ لو وہ یہ کہ آیتِ استخلاف اور آیتِ تمکین ایک ہی بات بیان کر رہی ہیں مقصود (دونوں کا) ایک ہے عبارت مختلف ہے اس نکتہ کو بھی کتٰبًا متشابھا مثانی[2] کی ایک شاخ سمجھنا چاہیئے (دیکھو) ایک جگہ لیستخلفنّھم اور لیمکّننّ لھم دینھم کہا گیا اور دوسری جگہ تمکین فی الارض اور اقامتِ دین بیان کی گئی دونوں کا ماحصل ایک ہے۔ یہاں لفظ وعد اللہ مذکور ہوا وہاں انّ اللہ یدافع اور لولا دفع اللہ النّاس کے بعد ان مکّنّٰھم (آیا جو وعدہ کے مضمون کو ادا کر گیا) یہاں لیمکننّ کہا گیا وہاں اقاموا الصّلوٰۃ یہاں استخلاف کا ذکر ہوا وہاں تمکین فی الارض کا۔ یہاں یعبدوننی لا یشرکون بی کہا گیا وہاں اقاموا الصّلوٰۃ الخ یہاں اُن کے اعمال کا صحیح ہونا

[1] ان اور اذا میں فرق یہ ہے کہ ان صرف اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے کہ دو چیزوں میں شرط وجزا کا تعلق ہے اور اذا اس تعلق کو بھی ظاہر کرتا ہے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ آیندہ زمانہ میں شرط واقع ہوگی ۱۲ [2] ترجمہ۔ کتاب جس کا ایک حصہ دوسرے کے مشابہ ہے اور دوہری باتیں ہیں ۱۲

واعتداد اقامت حدود و تعزیرات ایشاں
شرعًا از لفظ لیمکنن لھم دینھم الذی
ارتضیٰ لھم مفہوم شد و آنجا از کلمۂ اقاموا
الصّلوٰۃ الخ اینجا ولیبدلنھم من بعد
خوفھم امنًا گفتہ شد و آنجا ان اللہ یدافع
ولولا دفع اللہ الناس یکجا منکم ای من
الحاضرین عند نزول الآیۃ گفتہ وجائی دیگر
اُخرجوا من دیارھم و در مفہوم ہر دو کلمہ
عموم و خصوص من وجہ است زیرا کہ بعض
مہاجرین در بدر و اُحد کشتہ شدند و
نزول آیت استخلاف را ادراک نکردند
وجمعے از صحابہ مہاجرین اوّلین نہ
بودند و ادراک آیت استخلاف نمودند
پس خلافت دراں جماعہ است کہ ہر دو صفت
درایشاں مجتمع شد و ہر جا کہ قصہ واحد باشد

اور اُن کے اجرائے حدود و تعزیرات کا شرعًا معتبر ہونا لیمکنن
لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم سے سمجھا گیا وہاں اقاموا الصّلوٰۃ
سے یہاں لیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا کہا گیا، وہاں
ان اللہ یدافع اور لولا دفع اللہ الناس۔ ایک جگہ منکم
یعنے حاضرین وقت نزول آیت کا ذکر ہوا۔ اور دوسری جگہ
اُخرِجوا من دیارھم (یعنے مہاجرین اولین کا) ان دونوں
لفظوں کے معنے میں عموم[1] خصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ
بعضے مہاجرین بدر اور اُحد میں شہید ہوگئے تھے اور انھوں
نے آیۂ استخلاف کے نزول کا زمانہ نہیں پایا اور بعضے صحابہؓ
مہاجرین اوّلین میں سے نہ تھے مگر اُنھوں نے آیۂ استخلاف
(کے نزول) کا زمانہ پایا پس (دونوں آیتوں کے ملانے سے
معلوم ہوا کہ) خلافت اُس جماعت میں ہوگی جس
میں دونوں صفتیں پائی جائیں (یعنے مہاجرین اوّلین میں
سے بھی ہو اور نزول آیۂ استخلاف کا زمانہ بھی پائے)
اور (یہ اصول کا کلّیہ قاعدہ ہے کہ) جس جگہ ایک مضمون

---

[1] دو کلیوں کے درمیان میں جو نسبت ہوتی ہے اُس کی چار قسمیں ہیں اوّل تساوی کہ جس چیز پر ایک کلی صادق ہو دوسری کلی بھی ضرور صادق آئے جیسے انسان اور ناطق کہ جس چیز پر انسان صادق آتا ہے ناطق ضرور صادق آتا ہے۔ دوسری تباین کہ جس چیز پر ایک کلی صادق آئے دوسری صادق نہ آئے جیسے انسان اور شجر جس پر انسان صادق آئے گا شجر صادق نہ آئیگا و بالعکس تیسری عموم خصوص مطلق کہ ایک عام ہو دوسری خاص۔ کلی خاص جہاں صادق آئے کلی عام ضرور صادق آئے اور کلی عام کے بعض مصداقوں پر کلی خاص صادق نہ آئے جیسے جسم اور انسان جسم کلی عام ہے اور انسان کلی خاص انسان جس پر صادق آئیگا جسم ضرور صادق آئیگا اور جسم کے بعض مصداق ایسے ہیں کہ اُن پر انسان صادق نہیں آتا جیسے شجر کہ اُس پر جسم صادق آتا ہے انسان صادق نہیں آتا۔ چوتھی عموم خصوص من وجہ کہ ہر ایک کلی بعض وجوہ سے عام ہو بعض وجوہ سے خاص جن دو کلیوں میں عموم خصوص من وجہ ہوتا ہے وہاں دو مقام ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کلی صادق آتا ہے دوسرا صادق نہیں آتا اور ایک مقام ایسا ہوتا ہے کہ دونوں صادق آجاتے ہیں جیسے انسان اور سفید سیاہ رنگ والے انسان پر انسان صادق آتا ہے سفید صادق نہیں آتا اور سفید رنگ کے کاغذ پر سفید صادق آتا ہے انسان صادق نہیں آتا اور سفید رنگ کے انسان پر دونوں صادق آتے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد اب سمجھو کہ حاضرین وقت نزول آیت مذکورہ اور مہاجرین اولین دونوں کلی ہیں اور ان دونوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے یعنے دو مقام ایسے نکلتے ہیں کہ ایک صادق آتا ہے دوسرا نہیں اور ایک مقام پر دونوں صادق ۱۲

و تعبیر مختلف ظاہر یک تعبیر را بنص تعبیر دیگر مے تواں محکم ساخت و عام یکے را بخصوص تعبیر مے تواں مخصّص نمود و مطلق یکے را بمقید تعبیر دیگر مے تواں مقید گردانید چوں ایں ہمہ گفتہ شد باصل غرض متوجّہ شویم ایں ہر دو آیت کہ بحقیقت واحد اند بہ تعبیر مختلف دلالت مے کنند بر خلافتِ خلفاء زیراکہ وعدِ خدائے تعالےٰ راست است والبتہ در خارج واقع شدنی است پس استخلاف و تمکین فے الارض مہاجرینِ اوّلین و حاضرینِ آیۂ استخلاف البتہ واقع شد و اگر ایشاں ایں خلفاء نباشند وعد واقع نشدہ باشد تعالیٰ اللہ عن ذٰلک علوًّا کبیرًا زیراکہ صحابہ ہیچکس از ایشاں بعد صد سال از وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باقی نماند فکیف مہاجرینِ اوّلین و حاضرینِ آیۂ استخلاف پس اگر

دو مختلف عبارتوں میں بیان کیا گیا ہو تو ایک عبارت کے ظاہر[1] کو دوسری عبارت کے نص سے محکم کر دینا چاہیئے (یعنے جو مطلب نص کا ہے وہی ظاہر میں بھی مراد لینا چاہیئے) اور ایک عبارت کے عام کو دوسری عبارت کے خاص سے مخصص کر دینا چاہیئے (یعنے جو مطلب خاص کا ہے وہی عام میں بھی مراد لینا چاہیئے) اور ایک عبارت کے مطلق کو دوسری آیت کے مقید سے مقید کر دینا چاہیئے (یعنے جو مطلب مقید کا ہے وہی مطلق میں بھی مراد لینا چاہیئے)۔

جب یہ بیان ہو چکا تو اب ہم اصل مقصود کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں یہ **دونوں آیتیں** {جو درحقیقت ایک ہیں اور عبارتیں مختلف ہیں} خلفاء کی خلافت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ (اُن میں) خدا تعالےٰ کا وعدہ (مذکور ہے اور اس کا وعدہ) سچا ہے اور یقیناً خارج میں ہونے والا ہے پس یہ تو یقینی ہے کہ استخلاف اور تمکین فے الارض مہاجرینِ اوّلین اور حاضرین وقتِ نزول آیۂ استخلاف کی واقع ہوئی اب اگر (یہی استخلاف و تمکین ان دونوں آیتوں کا موعود نہ ہو اور) یہی حضرات موعودہ خلفاء نہ ہوں تو (نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا کا) وعدہ پورا نہ ہوا {بلند ہے وہ ذات پاک ان تمام نقائص سے بہت بلندی} یہ (نتیجہ) اس لئے (لازم آئے گا) کہ صحابہؓ میں سے کوئی متنفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو[2] برس بعد زندہ نہیں رہا چہ جائیکہ مہاجرینِ اوّلین اور حاضرین وقتِ نزول آیۂ استخلاف لہذا اگر

---

[1] ظاہر نص عام خاص مطلق مقید یہ سب الفاظ اصولِ فقہ کی اصطلاح کے ہیں اور یہ بھی کلیہ اصول فقہ کا ہے جو بدلالت عقل سلیم ثابت ہے کہ ایک متکلم عاقل بالغ کے کلام میں ایک مضمون اگر مختلف عبارات میں بیان کیا گیا ہو اور بعض عبارات میں وضاحت کم ہو بعض میں زائد تو جو مطلب زیادہ واضح عبارت کا ہے وہی کم واضح عبارت میں بھی مراد لینا چاہیئے اس مطلب کی پوری توضیح ان الفاظ اصطلاحیہ کے معانی اور امثلہ کے سمجھنے پر موقوف ہے مگر حاصل مطلب یہی ہے جو بیان کیا گیا ۱۲

[2] چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر بھی دی تھی چند روز قبل از وفات فرمایا کہ آج سے سو برس کے بعد تم میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ حکم باعتبار اکثر افراد کے ہے ورنہ بعض صحابہ سو برس کے بعد بھی زندہ رہے ہیں (طیبی شرح مشکوٰۃ)۔

دراں زمان استخلافِ موعود و تمکینِ موعود متحقق نشد الیٰ یوم القیامۃ بودنی نیست و دراں زمان غیر ایں عزیزان ممکن نشدند و مستخلف نشدند پس مستخلفین و ممکنین ایشان اند بالقطع۔
وآں جاہلان کہ مے گویند خلافت را از مستحق آں غصب کردہ شد و بغیر مستحق رسید مکذّبِ خدا و مکذّبِ رسولِ اویند زیرا کہ مخالفتِ امرِ تشریعی متصوّر است کہ زید را امر بنماز کردند و وے نماز نہ گذارد و مخالفت وعدۂ الٰہی اینجا مقدّم وعدہ است و اخبار از آیندہ و تشریع استخلاف ایشاں تابع وعد شدہ است کہ بایں تشریف و تصویب غیر مرضی نخواہد بود و چوں وعدِ استخلاف منجز شد معنے استخلفتُ علیکم فلاناً ثم فلاناً ثم فلاناً برروئے کار آمد وآں ایجابِ انقیاد است پس ظاہر وعدہ است و باطن ایجاب انقیاد ہر چند قدر ایں بزرگواران ازیں سخن کہ میگوئیم بالاتر است امابالفرض می تواں گفت کہ اگر خدائے تعالےٰ درباب شخصے فرماید کہ وعدہ کردہ ام کہ خطیبِ ایں روز جمعہ را فلاں نعمت و فلاں نعمت بدہم یا فرماید کہ خطیبِ ایں روز جمعہ عالم قاری صالح است

اس زمانہ میں استخلاف موعود اور تمکین موعود کا وجود نہ ہوا تو اب قیامت تک نہیں ہو سکتا اور اُس زمانہ میں سوا اُن حضرات کے اور کسی کو تمکین نہیں ملی اور استخلاف عطا نہیں ہوا۔ پس یقیناً (معلوم ہوا کہ ان آیتوں کا موعودہ) استخلاف و تمکین انہی کو عطا ہوا وہ جاہل جو کہتے ہیں کہ خلافت مستحق سے غصب کر لی گئی اور غیر مستحق کو ملی خدا کی تکذیب کرنے والے اور اس کے رسول کی تکذیب کرنے والے ہیں کیونکہ (تکذیب نہ کرنے والے سے) امرِ تشریعی کی مخالفت تو ممکن ہے مثلاً زید کو حکم نماز کا دیا اور اس نے نماز نہ پڑھی (مگر تکذیب) نہ (کرنے والے سے) وعدۂ الٰہی کی مخالفت (ممکن نہیں مثلاً زید سے کوئی وعدہ کیا جائے اور زید اُس کے پورا ہونے کا قائل نہ ہو) یہاں (ان آیتوں میں) اصل چیز وعدہ اور پیشین گوئی ہے اس وعدہ کے ضمن میں اُن حضرات کے استخلاف کی تشریع ہے کہ اس تشریف و تعریف کے ساتھ ان کی خلافت غیر پسندیدہ نہیں ہو سکتی اور جب وہ وعدہ پورا ہو گیا تو (اب استخلاف ضمنی نہ رہا بلکہ صریحی) بمعنے استخلفتُ علیکم فلاناً ثم فلاناً ہو گیا اور اطاعت ان خلفاء کی واجب ہو گئی الحاصل (ان آیتوں کے) ظاہر (میں) وعدہ ہے اور باطن (میں) وجوب اطاعت (خلفاء) ہے (لہٰذا جو لوگ ان خلافتوں کو نہیں مانتے وہ درحقیقت وعدۂ الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں) ہر چند ان بزرگوں کا رتبہ اس بات سے جو کہ ہم کہتے ہیں بالاتر ہے مگر (مثال کے طور پر) فرض کر کے کہا جا سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کسی شخص کی نسبت فرمائے کہ اب کے جمعہ کے دن جو شخص خطبۂ جمعہ پڑھے گا اس کو میں فلاں نعمت اور فلاں نعمت دوں گا یا فرماتے کہ جو شخص اب کے جمعہ کو خطبہ پڑھے گا وہ عالم اور قاری اور صالح ہے

[1] کیونکہ وعدہ تو تمام اُن مہاجرین سے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے جب وہ مہاجرین وفات پا گئے تو اب وعدہ کس طرح پورا ہو سکتا ہے۔

باز درمیان دو خطیب تنافس واقع شد و
کار بمصارعت و مصادمت افتاد آخر ما
یکے غالب آمد و دست و پائی آں دیگر بر
بست و بر منبر رفت و خطبہ خواند مستحق کرامت
ہماں خطیب خواہد بود نہ مصروع مدفوع
خلافت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم امرے نیست کہ باں عامہ را مکلف
ساختہ باشند فقط پس اگر بحسب امر عمل کردند مطیع
شدند واگر عصیان ورزیدند مستوجب عقوبت
گشتند بلکہ وعدہ بود از فوق عرش نازل شدہ
کہ امکانِ تخلف نداشت و دریں وعدہ تعلق
بجبرے و اختیار احدے نبود آرے
تا وقتیکہ اشخاص معینہ بر صدر مسندِ
خلافت نہ نشستہ بودند اذہانِ مسلمین ہر
طرف می رفت چنانکہ در قصہ خیبر چوں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود سَاُعْطِی الرَّایَۃَ غَدًا
رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہٗ
اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مسلمین را علم بالقطع
حاصل شد کہ عقد رایت برای ہر کہ خواہد بود
محب و محبوب ہست لیکن نمی دانستند کہ کدام شخص
معین باین دولت سرافراز گردد روز دیگر چوں
عقد رایت برائے حضرت مرتضیٰ از جنابِ
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کرامت شد

پھر دو خطیبوں کے درمیان میں بحث پڑ گئی اور نوبت لڑائی جھگڑے
کی آ گئی بالآخر ایک غالب آیا اور اُس نے دوسرے کے ہاتھ پیر باندھ
دیئے اور منبر پر کھڑا ہو گیا اور خطبہ پڑھا تو اُس انعام واوصاف کا مستحق
یہی خطیب ہو گا نہ کہ وہ جو گرا دیا گیا اور ہٹا دیا گیا (لہٰذا جو حضرات زمانہ
موعودہ میں صفات موعودہ کے ساتھ سریر آرائے خلافت ہو گئے خواہ
وہ کسی طرح ہوتے ہوں بقولِ اُن جاہلوں کے کسی کو مجبور ومقہور
کر کے سہی وہی ان آیتوں کے موعود لہم سمجھے جائیں گے نہ کہ وہ
مجبور ومقہور) خلافت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی
کوئی حکم نہ تھی کہ لوگوں کو اُس کے ساتھ مکلف کیا گیا ہوتا کہ اگر
اُنھوں نے اس حکم کے موافق عمل کیا تو مطیع ہوئے اور اگر نافرمانی
کی تو مستحق عذاب ہوئے بلکہ وہ ایک وعدہ تھا جو عرش کے اوپر
سے نازل ہوا تھا جس کا پورا نہ ہونا ناممکن تھا اس وعدہ میں کسی کے
جبر یا کسی کے اختیار کو کچھ تعلق نہ تھا (خدا نے اس کا ایفاء اپنے ذمہ
رکھا تھا اور کسی شرط پر معلق نہ کیا تھا) ہاں (یہ ضرور ہے کہ) جب
تک یہ اشخاص معینہ صدر مسندِ خلافت پر نہ بیٹھے تھے مسلمانوں کے
خیالات ہر طرف جاتے تھے (کہ دیکھیے کون اس وعدہ کا مصداق
ٹھہرتا ہے یہ ایسا ہی ہے) جیسے واقعۂ خیبر میں جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور
اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہو گا اور اللہ ورسولؐ اُس کو دوست
رکھتے ہوں گے (اس ارشاد سے) مسلمانوں کو علم قطعی حاصل ہو گیا کہ
جھنڈا جس کو ملے گا وہ محب ومحبوب ہو گا لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ
کون شخص خاص اس دولت سے سرافراز ہو گا۔ جب دوسری دن
جھنڈا حضرت مرتضےٰ کو جنابِ نبویؐ سے عنایت ہوا تو (سب کو)

۱؎ مثلاً حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے پہلے بعض لوگوں نے حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف خیال کیا اور انصار نے اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنانا چاہا ۱۲

تحقیق پیوست کہ آں مرد موصوف حضرت
مرتضیٰ است ہمچناں بمقتضائے ایں
آیات معلوم بالقطع شد کہ جمعے را استخلف
و ممکن خواہند ساخت ہنوز غموض و
اشکال باقی ماندہ بود کہ آں افراد معیّنہ کدام
کدام کس خواہند بود چوں پردہ برانداختہ شد
و باہتمام جماعت خلافتِ اشخاصِ معینہ بوجود
آمد و بدستِ آں خلفاء فتوح بلاد و تمکینِ
دینِ مرتضیٰ و اعلائے کلمۃ اللہ تحقق
یافت بیقین دانستیم کہ وعدہ برائے ایشاں
بود و قرعۂ استخلاف و تمکین فی
الارض بنامِ ایشان برآمد اگر بخاطرِ تو
تردّدے راہ مے یابد از جہتِ آنکہ امام بغوی
در تفسیرِ ایں آیت می گوید قال قتادۃ کما
استخلف داؤد و سلیمان وغیرھما
من الانبیاء علیھم السلام وقیل کما
استخلف الذین من قبلھم یعنی
بنی اسرائیل حیث اھلک الجبابرۃ بمصر
والشام واورثھم ارضھم ودیارھم بر قولِ قتادہ
استخلاف خلیفہ ساختن است اما بر قولِ دیگر قومے
را بجائے قومے نشاندن و ہمچنیں محتمل ست کہ مراد
تمکین کافۂ مہاجرین اولین باشد و حینئذ استدلال
بر خلافتِ خلفاء بایں آیت درست نشود گوئیم توجیہ
اوّل متصور است باعتبار استعمال عرب

تحقیق ہوگیا کہ وہ مردِ موصوف حضرت مرتضےٰ ہیں اسیطرح ......
ان آیات سے قطعی طور پر معلوم ہوگیا (تھا) کہ کچھ لوگوں کو (کارپردازانِ
قضا و قدر) خلافت و تمکین دیں گے (اور دینِ حق اُن کے ہاتھ سے
قائم ہوگا اور ان کی اطاعت منجانب اللہ واجب ہوگی) مگر ہنوز
یہ غموض و اشکال باقی رہ گیا تھا (کسی کو معلوم نہ تھا) کہ وہ اشخاص
معیّنہ کون کون ہیں (لیکن) جب پردہ اُٹھ گیا اور جماعت (اسلام)
کے اہتمام سے اشخاص معیّنہ کی خلافت منعقد ہوگئی اور اُن خلفاء
کے ہاتھ سے فتوح بلاد اور تمکین دینِ حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ظہور
ہوگیا تو ہم سب نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ وہ وعدہ اُنہی کیلئے
تھا اور استخلاف اور تمکین فی الارض کا قرعہ انہیں کے نام نکلا اگر
(اس مقام پر) تمھارے دل میں کچھ تردّد پیدا ہوتا ہو اس وجہ سے
کہ امام بغویؒ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ قتادہ رضؓ نے بیان کیا
ہے کما استخلف (سے مراد یہ ہے کہ) جس طرح داؤد و سلیمان اور
دوسرے انبیاء علیہم السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور بعض لوگوں نے کہا
ہے کہ (مراد یہ ہے کہ) جس طرح اُن سے اگلوں کو یعنے بنی اسرائیل کو
مصر اور شام میں جبابرہ کے ہلاک کرنے کے بعد خلیفہ بنایا تھا اور
اُن کو جبابرہ کی زمین اور گھروں کا وارث کردیا تھا تو قتادہ رضؓ کے قول
سے معلوم ہوتا ہے کہ استخلاف (سے مراد) خلیفہ بنانا ہے مگر دوسرے
قول سے معلوم ہوا کہ (استخلاف کے معنے یہ ہیں) ایک پوری قوم کو
دوسری قوم کا قائم مقام کرنا (پس) اسی طرح ممکن ہے کہ شاید تمام
مہاجرین اوّلین کو تمکین دینا مراد ہو (نہ صرف چند اشخاص کو
یکے بعد دیگرے) اور اس صورت میں خلفاء کی خلافت پر اس آیت
سے استدلال کرنا صحیح نہ رہے گا (تو اس تردد کے رفع کرنے کے
لئے) ہم کہیں گے کہ توجیہ اوّل (یعنی قتادہ رضؓ کا قول) استعمالِ[1] عرب

[1] استعمال عرب کو مصنفؒ خود بیان کرچکے ہیں کہ بولتے ہیں بنی عباس خلیفہ ہوئے اور یہ مراد نہیں ہوتی کہ کُل بنی عباس خلیفہ ہوگئے بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ ان میں سے کوئی خاص شخص خلیفہ ہوا اور عرب کی کچھ تخصیص نہیں اس قسم کا محاورہ تقریباً ہر زبان میں موجود ہے۔

و باعتبار تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و حینئذٍ التفات کردہ نمے شود بقولِ دیگر
و علی تقدیر التسلیم استخلاف جماعۃ
عظیمہ و تمکینِ ایشان بغیر خلیفہ ممکّن
فی الارض ممکن عادی نیست و صورتِ
خارجیہ مستقر ساختن مسلمین و تمکین
مہاجرین نصبِ خلیفہ و تمکین رئیسِ
ایشان است پس وعدِ استخلاف و
تمکین کافۂ مسلمین در حقیقتِ وعدہ
خلیفہ ممکن فی الارض است اینجا مقدمہ
ذکر کنیم کثیر الفوائد۔ حق سبحانہ وتعالیٰ
وعدہ فرمود کہ قرآن را علی ممر الدہور
حفظ فرماید قال تعالیٰ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ
باز در آیۂ دیگر صورت حفظ بیان فرمود
اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ پس
وعدۂ خدای تعالیٰ حق است و حفظ
لابُد بودنی لیکن حفظِ او سبحانہ در
خارج بصفت حفظِ بنی آدم اشیائے
خود را یا مانند نقش بر حجر مثلاً ظاہر
نمے شود بلکہ صفت ظہور حفظِ الٰہی
در خارج آن است کہ الہام فرمود
در قلوبِ صالحین از امتِ مرحومہ
کہ بسعی ہر چہ تمامتر تدوین آں کنند بین اللوحین
و جمیع مسلمین مجتمع شوند بر یک نسخہ

اور تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے لہٰذا دوسرے
قول کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور بر تقدیر تسلیم ذکر کرنے دوسرے
قول کے بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں کیونکہ) ایک بڑی جماعت کو خلیفہ
کرنا اور اُس کو تمکین دینا بغیر کسی خاص شخص کو خلیفہ بنائے ہوئے عادۃً
ناممکن ہے اور (بنی اسرائیل کو خلیفہ بنانے کا مطلب یہی ہے کہ
اُن میں سے کسی خاص شخص کو خلیفہ بنایا لہٰذا) مسلمانوں کو استقرار
دینے اور مہاجرین کو تمکین دینے کی صورت یہی ہے کہ (ان میں سے
کوئی) خلیفہ مقرر کیا جائے اور اُس کو تمکین دی جائے۔ الغرض تمام
مسلمانوں کے استخلاف و تمکین کا وعدہ درحقیقت (ان میں سے
کسی کو) خلیفہ ممکّن فی الارض بنانے کا وعدہ ہے۔

یہاں ہم ایک مقدمہ ذکر کرتے ہیں جس میں بہت سے فوائد ہیں (وہ
یہ کہ) حق سبحانہ وتعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ قرآن کی ہمیشہ ہمیشہ
حفاظت فرمائے گا چنانچہ فرمایا وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (ترجمہ:۔ اور
بیشک یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) پھر دوسری آیت
میں اس حفاظت کی صورت بھی بیان فرمادی کہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ
وَقُرْاٰنَہٗ (یعنے اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے) پس خدا
تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور قرآن کی حفاظت ضرور ہونی ہے مگر
حق سبحانہ کی حفاظت کی صورت خارج میں ایسی نہیں ہوتی جیسی
بنی آدم اپنی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں یا مثلاً اس طرح کہ پتھر پر
نقش کر دیا جائے بلکہ حفاظت الٰہی کی صورت خارج میں یہ ہے کہ
اُس نے امتِ مرحومہ کے نیک بندوں کے دل میں الہام فرمایا
کہ وہ اپنی تمامتر کوشش سے اس کو دو دفتیوں کے درمیان میں
جمع کریں اور (اس بات کے سامان پیدا کر دیئے کہ) تمام مسلمان
ایک ہی نسخہ پر متفق ہو جائیں اور (اس بات کی توفیق دی کہ) بڑھی

لہ یعنے احادیث میں ایک ایک شخص خاص کا خلیفہ ہونا مذکور ہے۔

وہمیشہ جماعاتِ عظیمہ از قراء خصوصاً و سائرِ مسلمین عموماً بقراءت و مدارستِ آں مشغول باشند تا سلسلۂ تواتر از ہم گسیختہ نہ گردد بلکہ یوماً فیوماً متضاعف شود وہمیشہ جماعاتِ دیگر در تفسیر و شرحِ غریب و بیانِ اسبابِ نزولِ آں سعی بلیغ بجا آرند تا در ہر زمانے جماعہ قیام کنند بامرِ تفسیر صورتِ حفظ ہمیں را معین فرمودند نہ نقش بر حجر مثلاً چوں صورتِ حفظ متحقق شد دانستیم کہ محفوظ نیست تلاوتِ آں مرضی نیست للہٰذا محققین علماء باں رفتہ اند کہ در صلوات وغیر آں خواندہ نشود مگر قراءتِ متواترہ و قراءتِ متواترہ آنست کہ در وے دو شرط ہم آیند یکی آنکہ سلسلۂ روایتِ آں ثقۃ عن ثقۃ تا صحابۂ کرام رسد نہ مجرد محتمل خطے دوم آنکہ خطِ مصاحفِ عثمانیہ محتمل آں باشد زیرا کہ چوں صورتِ حفظِ آں تدوین بین اللوحین و جمع امت بر آں مقرر شد ہر چہ غیر آں است غیر محفوظ است و ہر چہ غیر محفوظ است غیر قرآن ہست لان اللہ تعالیٰ

بڑی جماعتیں قاریوں کی خصوصاً اور تمام مسلمانوں کی عموماً اس کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہیں تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے بلکہ روز بروز بڑھتا جائے اور (اس بات کی توفیق دی کہ) ہمیشہ کچھ جماعتیں اس کی تفسیر اور حل لغات اور بیان اسباب نزول میں اعلیٰ درجہ کی کوشش کرتی رہیں تاکہ ہر زمانہ میں کچھ لوگ تفسیر کی خدمت کرتے رہیں (کارپردازانِ قضا و قدر نے) حفاظت کی صورت یہی تجویز کی نہ مثل اس کے کہ پتھر پر کوئی کندہ کر دیا جائے جب حفاظت کی (یہ) صورت (خاص) ظاہر ہوگئی تو ہم سب نے جان لیا کہ جس حصۂ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس کی تلاوت[1] پسندیدہ نہیں ہے اس لئے محققین علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز وغیرہ میں نہ پڑھی جائے مگر وہی قراءت جو متواتر ہو اور قراءتِ متواتر وہی ہے جس میں دو باتیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کی روایت کا سلسلہ بواسطۂ ثقہ راویوں کے صحابۂ کرام تک پہنچ جائے نہ یہ کہ صرف رسم خط[2] اس کا محتمل ہو۔ دوسرے یہ کہ مصاحفِ عثمانیہ کا رسم خط بھی اس کا محتمل ہو کیونکہ جب (معلوم ہو گیا کہ) قرآن کی حفاظت کی صورت اس کا جمع ہونا دو دفتیوں کے درمیان میں اور تمام امت کا اس پر متفق ہونا مقرر ہو چکا ہے تو (معلوم ہو گیا کہ) جو کچھ اس کے علاوہ ہے اس کی حفاظت نہیں کی گئی اور جس کی حفاظت نہیں کی گئی وہ قرآن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ

---

[1] قرآنِ کریم کا کچھ حصہ منسوخ ہو گیا ہے تنسیخ تین قسم کا ہوا ہے ایک یہ کہ تلاوت بھی منسوخ اور حکم بھی منسوخ دوسرے یہ کہ صرف تلاوت منسوخ تیسرے یہ کہ صرف حکم منسوخ پہلی اور دوسری قسم قرآن کے اندر لکھی نہیں گئیں جس حصہ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس سے منسوخ کی یہی دونوں قسمیں مراد ہیں ۱۲

[2] رسم خط سے مراد طریقۂ کتابت ہے مثلاً مالك اور مَلِك اور مَلّاك اور مَلَك یہ سب الفاظ ایک ہی صورت میں لکھے جاتے ہیں یعنے اس طرح ملك پس گویہ رسم خط ان تمام لفظوں کا احتمال رکھتا ہے مگر جو جو الفاظ بذریعہ ثقہ راویوں کے صحابۂ کرام سے مروی ہوں وہی پڑھے جائیں گے۔ پس سورۂ فاتحہ میں لفظ ملك مَالك اور مَلِك پڑھا جائے مَلّاك اور مَلَك نہ پڑھا جائے۔

قال وَ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ وقال اِنَّ عَلَیْنَا
جَمْعَہٗ الآیۃ پس قرارت وَالذَّکَرِ وَ
الْاُنْثٰی شاذ است در نماز نمی تواں خواند
حال آنکہ از حدیث ابن مسعود و ابی الدرداء
صحیح شدہ است و در وقتِ انتساخ مصاحفِ
عثمانیہ از اصل شیخین ابن عباس با صحابہ دیگر مباحثہ
فرمود در تہجی بعض آیات وَصّٰی رَبُّکَ بجائے
قَضٰی رَبُّکَ گفت اَوَلَمْ یَتَبَیَّنْ بجائے
اَوَلَمْ یَیْئَسِ خواندہ آخر ہا جماعہ دیگر التفات
بہ تہجی او نکردہ قَضٰی رَبُّکَ و اَوَلَمْ یَیْئَسِ
نوشتند و ہماں نسخ در آفاق شائع شد
ما ہمیں قاعدہ دانستیم کہ قول جماعہ صحیح بود
و تحری ابن عباس من باب خطاء المعذور
ہمچنیں جمعے از صحابہ تنافس کردند در جمع
قرآن ہر یکے مصحفے مرتب نمود و ہر یکے از اہل
آں عصر سور قرآن را بلغتِ خود نوشت بر غیر
لغتِ قریش حضرت ذی النورین بالہام ربانی
محو آں کرد و بر یک قرآن ہمہ را جمع نمود و در آں
وقت باب قیل و قال مفتوح شد و بردومات از
ہر دو جانب بمیان آمد چوں تمام عالم بر مصاحف
عثمانیہ جمع شد یقین کردیم کہ محفوظ ہمانست و غیر آں مراد
الحفظ نبود و اگر مراد الحفظ می بود محو نمی شد و ایں را ہیچ عاقلے
حفظ نشمارد کہ نزدیک امام موہوم الوجود مختفی الحال ادعاء

نے فرمایا ہے وانا لہ لحافظون اور فرمایا ہے ان علینا جمعہ
وقرآنہ اس سے معلوم ہوگیا کہ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی کی قرارت
(بجائے وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی) شاذ ہے نماز میں نہ پڑھنی
چاہیئے گو حضرت ابن مسعودؓ اور ابو الدرداءؓ کی صحیح روایت میں
موجود ہے۔ نیز شیخینؓ کی (جمع کی ہوئی) اصل سے مصاحف عثمانیہ
کی نقل کرتے وقت حضرت ابن عباسؓ نے دوسرے صحابہؓ سے
بعض آیات کے تلفظ میں مباحثہ کیا وہ (سورۂ بنی اسرائیل میں)
بجائے قَضٰی رَبُّکَ کے وَصّٰی رَبُّکَ کہتے تھے اور (سورۂ رعد
میں) بجائے اَوَلَمْ یَیْئَسِ کے اَوَلَمْ یَتَبَیَّنْ پڑھتے تھے مگر جماعت
نے ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا اور قضی ربک اور اولم
ییئس لکھا اور وہی اطراف عالم میں پھیلا ہم نے اسی قاعدہ
سے جان لیا کہ جماعت کا قول صحیح تھا اور حضرت ابن عباسؓ کی
رائے از قبیل خطائے معذور تھی۔ اسی طرح صحابہؓ نے اپنی اپنی
طرف قرآن کے جمع کرنے کا شوق کیا ہر ایک نے ایک ایک مصحف
مرتب کیا اور ہر ایک نے سور قرآنیہ کو اپنے اپنے لغت میں لکھا
برخلاف لغتِ قریش کے۔ حضرت ذی النورینؓ نے الہام ربانی سے
ان سب کو مٹادیا اور ایک قرآن پر سب کو متفق کردیا اس وقت کچھ
قیل و قال کا دروازہ کھلا اور کچھ بردومات درمیان میں آئی مگر
جب تمام دنیا کے لوگ مصاحفِ عثمانیہ پر متفق ہوگئے تو ہم نے
یقین کرلیا کہ حفاظت اسی کی مقصود ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے
اس کی حفاظت مقصود نہیں کیونکہ اگر اس کی حفاظت مقصود
ہوتی تو وہ مٹ نہ سکتا۔ اور اس کو تو کوئی عقلمند حفاظت[1] سمجھ
ہی نہیں سکتا کہ ایک موہوم الوجود مجہول الحال امام کے پاس دعویٰ

[1] شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن موجود محرف ہے ناقص ہے غیر صحیح ہے اور کہتے ہیں کہ خدا کا وعدۂ حفاظت اس طرح پورا ہوا کہ صحیح قرآن امام مہدی کے پاس غار میں ہے۔

کنند کہ نہادہ شدہ است سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ
عَظِيْمٌ یا در روایتے غریبے یا در کتابے نادرے
بطریق تعجب آوردہ باشد کہ فلاں چنیں گفت و فلاں
چنیں نوشت در اشکال یک جانب اصابت بود و
یک جانب خطأ المعذور چوں پردہ از روی کار برداشتند
و حق مثل فلق الصبح پدیدار گشت مجال خلاف نماند ہر
احمال یمیناً و شمالاً اُفتد زندیق است او را می باید بقتل
رسانید اگر گوش شنوا و دلِ دانا داری سخنے باریک تر
بشنو خدای تعالیٰ ہمیشہ مدبر عالم است بالہام امورِ حق
در قلوبِ عبادِ صالحین تا تمشیت مرادِ او کنند و موعود
او را سر انجام دہند و ہمیں تعالیٰ قصۂ خضرؑ با حضرت
موسیٰؑ ذکر نہ کرد مگر برای افادۂ ہمیں نکتہ اما چوں ایام
نبوت موجود بود وحی مفترض الطاعۃ در قلبِ پیغامبر
می رسید و شک و شبہہ را آنجا ہیچ گنجائش نہ در اول و نہ
در آخر وقتے کہ ایامِ نبوت منقضی شد و وحی منقطع
گشت در آمدِ عباد اللہ الصالحین در کارہای مطلوب
بنوعے از فکر و اجتہاد یا نوعے از رؤیا و الہام و فراست
خواہد بود و آنہمہ حجت قائمہ موجب تکلیف ناس
نیست چوں کار بآخر رسید و رشد آں مانند فلق الصبح
ظاہر گشت معلوم ہمہ اہلِ تحقیق شد کہ آں
محض حق بودہ است کما قال عمرؓ فی مباحثۃ
مع ابی بکر رضی اللہ عنہ فی مسئلۃ
المرتدین فعرفت انہ الحق و دواعی کہ در
قلوبِ خلفاء فرو می ریخت بآں صفت بود

کریں کہ قرآن رکھا ہوا ہے {پاک ہے تیری ذات یہ بہتان بہت بڑا
ہے} یا کسی نادر کتاب میں بطور تعجب کے کسی نے لکھا ہو کہ فلاں نے
نے ایسا کہا اور فلاں نے نے ایسا لکھا۔ مقابلہ کے وقت ایک طرف صواب
ہوگا دوسری طرف خطائے معذور جب پردہ اُٹھ گیا اور حق مثل
سفیدۂ صبح کے کھل گیا تو اب مخالفت کرنے کی گنجائش نہ رہی اب
اگر کوئی شخص اِدھر اُدھر بہکے تو وہ زندیق ہے اُس کو قتل کردینا چاہیئے۔
اگر سننے والا کان اور سمجھنے والا دل رکھتے ہو تو ایک بات اس سے
بھی زیادہ باریک سنو۔ خدا تعالےٰ ہمیشہ عالم کی تدبیر کرتا رہتا ہے نیک
بندوں کو امورِ حق کا الہام کرکے تاکہ وہ نیک بندے اس کے مقصود
کو جاری کریں اور اس کے موعود کو سرانجام دیں۔ حق تعالےٰ نے
حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کا واقعہ اسی بات کے ظاہر کرنے کے
لئے بیان فرمایا ہے۔ لیکن جب تک نبوت کا زمانہ موجود تھا پیغمبر کے
قلب پر وحی اُترتی تھی جس کی اطاعت فرض ہے اور شک وشبہ کو
جس میں گنجائش نہیں نہ اول میں نہ آخر میں۔ پھر جب نبوت کا زمانہ
گزر گیا اور وحی موقوف ہوگئی تو اب نیک بندوں کا مقاصد
(کی سرانجام دہی) میں دخل دینا یا فکر واجتہاد سے ہوگا یا ایک قسم
کے رؤیا (دیکھنے خواب) اور الہام اور فراست سے یہ سب چیزیں گو
(اس وقت) آدمیوں کے مکلف کرنیکا باعث نہ ہوں لیکن جب
کام انجام کو پہنچ گیا اور اُس کا حق ہونا مثل سفیدۂ صبح کے کھل
گیا تو تمام اہلِ تحقیق کو معلوم ہوگیا کہ وہ خالص حق تھا جیسا کہ
حضرت عمرؓ نے اپنے اس مباحثہ کے متعلق جو اُن سے اور حضرت ابوبکرؓ
سے مرتدوں کے مسئلہ میں ہوا تھا فرمایا کہ (آخر میں) مجھے معلوم
ہوگیا کہ وہی حق ہے (جو حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں) خلفاء کے دل میں
جب کسی کام کا ارادہ پیدا ہوتا تو اس کی حالت یہی ہوتی تھی (کہ

لہ مثلاً بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ والذکر والانثیٰ پڑھتے تھے۔

ایامِ خلافت بقیۂ ایامِ نبوّت بودہ است گویا در ایامِ نبوّت حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم تصریحاً بزبان مے فرمود و در ایامِ خلافت ساکت نشستہ بدست وسر اشارہ مے فرماید بعضے پئے بمقصود بُردند و بعضے راہ را غلط کردند و معنے اجماع کہ برزبان علمائے دین شنیدہ باشی، این نیست کہ ہمہ مجتہدان لایشذّ فردٌ در عصر واحد بر مسئلۂ اتفاق کنند زیراکہ این صورتیست غیر واقع بل غیر ممکن عادی بلکہ معنے اجماع حکم خلیفہ است بچیزے بعد مشاورۂ ذوی الرأی یا بغیر آں و نفاذ آں حکم تا آنکہ شائع شد و در عالم ممکن گشت قال النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم علیکم بسنّتی وسنّۃ الخلفاء الراشدین من بعدی الحدیث چوں این مقدمہ دانستہ شد باید دانست کہ خدائے تعالیٰ

منجانب اللہ اُن کو الہام ہوتا تھا)۔

(خلفائے راشدین کی) خلافت کا زمانہ بقیۂ زمانۂ نبوّت تھا۔ (یوں سمجھو کہ آپؐ بعد نبوّت کے تیئیس[۲۳] برس اپنی عمر شریف کے اور تیس[۳۰] برس زمانۂ خلافت راشدہ کے کُل ترپن[۵۳] برس دنیا میں رہے فرق صرف یہ تھا کہ) گویا زمانۂ نبوّت میں تصریحاً زبان مبارک سے تمام باتیں بیان فرماتے تھے اور زمانۂ خلافت میں ساکت بیٹھے ہوئے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کرتے تھے بعض لوگ (ان اشارات سے) اصل مقصود سمجھ گئے اور بعض نے سمجھنے میں غلطی کی۔ اجماع (کا لفظ) تم نے علمائے دین کی زبان سے سُنا ہوگا اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ تمام مجتہدین (اس طرح کہ اُن میں سے) ایک بھی علٰحدہ نہ رہے سب کے سب ایک زمانہ میں کسی مسئلہ پر اتفاق کرلیں کیونکہ یہ صورت نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے بلکہ اجماع کے معنے[۱] یہ ہیں کہ خلیفۂ (خاص) اہل الرائے حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یا بغیر مشورہ کئے ہوئے کوئی حکم دے اور وہ حکم نافذ ہوجائے یہاں تک کہ (تمام عالم اسلامی میں) شائع ہوجائے اور تمام اسلامی دنیا میں ممکّن[۲] ہوجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی اجماع کی حجیّت کی طرف اشارہ[۳] کرنے کے لئے) فرمایا ہے کہ تم پر لازم ہے میری سنّت اور خلفائے راشدین کی سُنّت جو میرے بعد ہوں گے۔

جب یہ مقدمہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے

---

[۱] اجماع کے یہ معنے مصنفؒ کی فکر عالی کا نتیجہ ہیں واقعی اجماعی جتنے مسائل ہیں وہ سب اسی قبیل سے ہیں کہ خلفائے راشدین ہی کے زمانہ میں بصورت مذکورہ پائے گئے۔ [۲] یعنے مضبوطی کے ساتھ رواج پائے کوئی اس کا مخالف نہ ہو خلفائے راشدین کے بعض احکام ایسے ہوئے کہ تمام اسلامی دنیا میں ممکّن نہیں ہوئے وہ اجماع کی حد میں نہیں آسکتے ہیں نہ واجب الاتباع ہو سکتے ہیں جیسے حضرت علیؓ نے بیع امہات الاولاد کے جواز کا حکم دیا قاضی شریحؒ نے اُسی مجلس میں اختلاف کیا اور وہ حکم رائج نہ ہوا۔ [۳] یہ اشارہ اس طرح ہوگا کہ سنت اُسی فعل کو کہتے ہیں جو طریقۂ جاریہ ہو اور طریقہ کے جاری ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اُس کا رواج ہوجائے۔

وعدہ فرمود وَ اللہُ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ
کہ مہاجرین اوّلین را کہ در مضمار ایمان و
عبادت پیش قدم اند خلفاء خواہیم ساخت
وازیشاں کارہائے معلومہ بظہور خواہد آمد و
صورت ظہورِ ایں وعدہ آنست کہ واحدٌ بعدَ
واحدٍ ازیں جماعہ خلیفہ شود بدون نصبِ خلیفہ
غلبۂ قوم کثیر محالِ عادی است قال صلی اللہ
علیہ وسلم اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ
وقال قائلہم ؎ لَا یَصْلُحُ النَّاسُ فَوْضٰی
لَا سَرَاۃَ لَھُمْ ۞ وَلَا سَرَاۃَ اِذَا جُھَّالُھُمْ
سَادُوْا ۞ ایں قدر معلوم بالقطع است
لیکن دریں وقت نوعے از غموض واشکال
موجود بود کہ کدام کس خلیفہ خواہند شد
و مدّت خلافتِ موصوفہ چہ قدر باشد
و ترتیبِ خلافتِ ایشاں بچہ اسلوب
آں وقت وقتِ مشاورہ بود کہ قرعۂ اختیار
بنام کدام یکے خواہد برآمد وازاں جماعۂ
موصوفہ کرا بایں دولت سرفراز کنند چوں
الہام بتعیینِ واحدٍ بعدَ واحدٍ فرود آمد جمعے
آں الہام را اوّلاً قبول کردند و در اتمام آں
اہتمام نمودند جمعے بعد اللتیاَ والّتی بعد
تقلیب امور سر فرود آوردند بعد انطباق
اوصاف برہمہ منکشف شد کہ آنچہ حق بود واقع
شد و چشم واگشت برآں فعل کہ

وعدہ فرمایا ہے { اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا } کہ مہاجرینِ اوّلین کو { جو
مضمار[1] ایمان و عبادات میں پیش قدم ہیں } خلیفہ بنائیں گے اور اُن
سے فلاں فلاں کام ظاہر ہوں گے۔ اس وعدہ کے پورا ہونے کی
صورت یہی ہے کہ مہاجرین اوّلین میں سے یکے بعد دیگرے (کچھ
لوگ) خلیفہ ہوں (کیونکہ) بغیر خلیفہ مقرر کئے ہوئے کسی بڑی قوم
کا غالب ہوجانا عادۃً محال ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ امام (مثل) سپر کے ہوتا ہے کہ اُس کو سامنے کرکے
(یعنے اُس کے بل پر) جنگ کی جاتی ہے۔ اور کسی شاعر کا شعر ہے۔
(ترجمہ) جو لوگ بے سر ہوں اُن کا کوئی سردار نہ ہو تو اُن میں
صلاح (و فلاح) نہیں پیدا ہو سکتی[عہ] اور جب کسی قوم کے جاہل
سردار بن جائیں تو اُس قوم کو بے سر سمجھنا چاہیئے + (المختصر) اس
قدر تو یقینی طور پر معلوم ہے (کہ اس وعدہ کے پورے ہونے کی
یہی ایک صورت ہی) لیکن اُس وقت (یعنے بوقتِ انعقاد خلافت)
ایک قسم کا غموض و اشکال تھا کہ (یہ نہ معلوم تھا کہ) کون کون لوگ
خلیفہ ہوں گے اور اس خلافت کی مدّت کس قدر ہوگی و راُن کی
خلافت کی ترتیب کس طرح ہوگی (لہذا) وہ وقت مشورہ کرنے
کا وقت تھا کہ (دیکھا چاہیئے) قرعہ اختیار کا کس کے نام نکلتا ہے
اور (کارپردازانِ قضا و قدر) مہاجرینِ اوّلین میں سے کس
کو اس دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ جب یکے بعد دیگرے خلفاء
کی تعیین کا الہام ہوگیا تو کچھ لوگوں نے فوراً اس الہام کو قبول
کرلیا اور اُس کے پورا کرنے میں اہتمام کیا اور کچھ لوگوں نے
بعد کچھ چون و چرا اور بعد کچھ بحث کے سر (اطاعت) خم کیا مگر
جب اوصاف (موعودہ خلفاء میں) منطبق ہوگئے تو سب پر ظاہر
ہوگیا کہ جو حق تھا وہی واقع ہوا اور آنکھیں کھل گئیں کہ یہ فعل

[1] مضمار بمعنے میدان ہے ۱۲۔ عہ یہ شعر الافوہ الایادی کا ہے ۱۲ مصح

جماعہ نبود وعداللہ بود کہ از پس پردۂ چندیں افکار واقیسہ بروز نمود ؎

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چین بستہ اند

واگر ہنوز تردد سے بخاطر تو مے رسد کہ وعدہ الٰہی راست است اما از کجا بیقین دانیم کہ انجازِ وعدہ بہ ہمیں اشخاص معینہ واقع شدہ، منکم احتمال دارد کہ تاکید باشد نہ تاسیس حکایتے بشنو کہ یکے از ادلۂ نبوتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اِخبار انبیائے متقدمین است ونصوص توریت و انجیل وسائر کتب الٰہیہ وآں بابے بست وسیع صحابہ و مومنین اہل کتاب چیز بسیارے ازیں باب روایت کردہ اند متاخرین متکلمین اعتراضے بریں مسلک ایراد مے کنند واز جواب آں

(خلیفہ بنانے کا) جماعت (اسلام) کا فعل نہ تھا (بلکہ) وعدۂ خدا تھا جس نے اتنے افکار اور قیاسات کے پردہ سے ظہور کیا ؎

کارِ زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چین بستہ اند

اب بھی اگر تمہارے دل میں تردد ہوتا ہو کہ وعدۂ الٰہی (تو بیشک) سچا ہے مگر یہ کیونکر یقینی طور پر ہم کو معلوم ہو کہ (وہ) وعدہ (انہی خلفاء کے لئے تھا اور اس) کا انجاز[1] انہی خاص اشخاص پر ہوا (آیت میں نہ کہیں ان کا نام ہے نہ کچھ مشخصات اُن کے مذکور ہیں باقی رہا لفظ) منکم (تو) اس میں احتمال ہے کہ (الذین آمنوا کی) تاکید[2] ہو نہ تاسیس (یعنے تخصیص حاضرین وقت نزول آیت کے لئے نہ ہو تو اس تردد کے دفع کرنے کے لئے پہلے) ایک حکایت[3] سنو وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے (ایک دلیل) انبیائے متقدمین کا (بطور پیشین گوئی کے آپؐ کی) خبر دینا اور توریت اور انجیل اور دوسری کتبِ الٰہیہ (میں آپؐ کے ظہور) کی نصوص (کا موجود ہونا) ہے اور یہ ایک بڑا وسیع مبحث ہے صحابہؓ نے اور (نیز) مومنینِ اہل کتاب نے بہت چیزیں اس مبحث کے متعلق روایت کی ہیں۔ متاخرین متکلمین اس دلیل پر اعتراض کرتے ہیں اور اُس کے جواب

---

[1] انجاز کے معنے پورا کرنا۔

[2] تاکید اس کو کہتے ہیں کہ جو مضمون بیان ہو چکا یا بیان کیا جائے اس کو مضبوط کر دیا جائے خواہ اس طرح کہ اس کو مکرر ذکر کر دیں یا اور کسی طرح۔ اور تاسیس اس کو کہتے ہیں کہ نیا مضمون بیان کیا جائے تاکید کی صورت میں جو معنے الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کے ہیں وہی منکم کے بھی ہو جائیں گے مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ مومن نیکوکار ہیں اُن سے استخلاف کا وعدہ کیا جاتا ہے خواہ وہ مومن کسی زمانہ کے ہوں اور تاسیس کی صورت میں الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سے تو مومن نیکوکار سمجھے گئے اور منکم سے معلوم ہوا کہ خاص نزول آیت کے وقت کے مومن نیکوکار مراد ہیں۔

[3] یہ حکایت ایک نہایت مفید تحقیق پر مشتمل ہے جس سے بہت عمدہ عمدہ نتائج حاصل ہوتے ہیں جس کا نتیجہ ایک یہ ہے کہ بہت سے لوگ کہہ اُٹھتے ہیں کہ خلفاء کا نام تو قرآن میں ہے نہیں پھر ان کی خلافت کا ماننا از روئے قرآن کیوں ضروری کہا جاتا ہے ایسے لوگوں کو ماننا پڑے گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ماننا بھی از روئے تورات وانجیل ضروری نہیں ہے اور اس کا مان لینا قرآن کا انکار صریح ہے۔

عاجز می شوند و آخر با بضعفِ ایں مسلک
میل می نمایند حاصل اعتراض آنکہ اگر در
کتبِ الٰہیہ چیزے از وصفِ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مذکور ہست نہایتِ کار
آنست کہ ذہن سامع از آں وصف
بفردِ منتشر متعلق شود کہ فردٌ مَّا مِنَ الکلی
المنتزع مِنْ هٰذِهِ الاوصافِ الکلیۃ
پیغمبر خواہد بود ہیچگاہ اوصافِ کلیہ
بدون اشارۂ حسیہ بفردِ خاص نخواہد رسانید
تا ہرجا کہ اوصافِ کلیہ جمع کنند غیر کلی
ثمرہ نخواہد داد بلکہ تعلق ذہن بفردِ منتشر
نیز ممنوع ست زیرا کہ در کتبِ الٰہیہ رموز
مذکور است نہ ذکر عنوانِ نبوت و نہ استقصا
در ذکر مشخصات و حینئذٍ تکلیف ناس
باقرار نبوتِ فرد خاص گنجائش ندارد
قال القاضی عضد فی المواقف فان
قیل ان زعمتم مجیٔ صفتہ مفصلاً انہ
یجیٔ فی السنۃ الفلانیۃ فی البلدۃ الفلانیۃ
وصفتہ کیت وکیت فاعلموا انہ
نبی فباطلٌ لانا نجد التوراۃ والانجیل
خالیین عن ذلک واما ذکرہ مجملاً
فان سلّم فلا یدل علی النبوۃ
بل علی ظہور انسانٍ کامل اونقول
لعل شخصٌ اٰخرُ لم یظہر بعدُ
قلنا المعتمد ظہور المعجزۃ علی یدہٖ وہذہٖ

عاجز ہو کر بالآخر اس دلیل کے کمزور ہونے کی طرف مائل ہو جاتے
ہیں (ان کے) اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ کتبِ الٰہیہ میں جو کچھ
وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے انتہائی مرتبہ اس
کا یہ ہے کہ سننے والوں کا ذہن اس وصف سے ایک غیر معین شخص
کی طرف جاتا ہے کہ کوئی فرد اس کُلّی کا جو ان اوصافِ کلیہ سے حاصل
ہوتی ہے پیغمبر ہوگا کیونکہ اوصافِ کلیہ بغیر اشارہ حسیہ کے کسی
خاص شخص تک (ذہن کو) نہیں پہنچا سکتے اوصافِ کلیہ کو جب
جمع کیا جائے گا تو نتیجہ کلی ہی نکلے گا بلکہ غیر معین شخص (کی
نبوت) کی طرف ذہن کا جانا بھی لازم نہیں آتا اس وجہ سے کہ
کتبِ الٰہیہ میں تو اشارات مذکور ہیں نبوت کا بھی عنوان (مذکور)
نہیں ہے اور نہ تمام مشخصات بیان کئے گئے ہیں اس صورت
میں (کتبِ الٰہیہ کے اُن نصوص کی بناپر) کسی خاص شخص کی
نبوت کے اقرار پر مکلف ہونا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا یہ متاخرین
متکلمین کے اعتراض کا ماحصل ہے (اسی اعتراض کو) قاضی عضدؒ
مواقف میں (اس طرح) بیان کرتے ہیں کہ تم کہو کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی صفت مفصل (توریت وانجیل میں) آئی ہے کہ
آپؐ فلاں سن میں فلاں شہر میں پیدا ہوں گے اور آپؐ کے یہ یہ
حالات ہوں گے (جب آپ پیدا ہوں) تو سمجھ لینا کہ نبی ہیں تو
یہ غلط ہے ہم توراۃ وانجیل کو ان باتوں سے خالی پاتے ہیں اور
اگر تم یہ کہو کہ آپؐ کا ذکر (توراۃ وانجیل میں) مجمل طور پر ہے
تو اگر مان بھی لیا جائے تو وہ نبوت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کسی
انسانِ کامل کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی کہہ سکتے
ہیں کہ شاید وہ کوئی اور شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا)
ہو جو ابھی پیدا نہیں ہوا تو اُس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ اصل
دلیل (نبوت کی) معجزہ کا آپؐ کے ہاتھ پر ظاہر ہونا ہے اور یہ

الوجوہ الاُخر للتکملۃ والزیادۃ انتھے
فقیر مے گوید عفا اللہ عنہ۔ ایں زلّت
قدمی است کہ از متأخرین متکلّمین
واقع شد عفا اللہ عنا وعنہم عامہ
مسلمین را باید کہ گوش باں نہ نہند و
علماء را باید کہ انکار آں کنند وایں سخن
بہماں مے ماند کہ علماء متفق اند برآنکہ اگر
اجتہاد مجتہد و قضائے قاضی بر
خلافِ صریح قرآن یا صریح سنّتِ
مشہورہ یا صریح اجماع یا صریح قیاس
جَلی واقع شود نافذ نیست و تقلیدِ آں
جائز نہ۔ خدائے تعالیٰ مے فرماید اَوَلَمۡ
یَکُنۡ لَّهُمۡ اٰیَةً اَنۡ یَّعۡلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیۡۤ
اِسۡرَآءِیۡلَ و مے فرماید یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا
یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ وازینجا معلوم مے
شود بالقطع کہ دانندگانِ کتاب بسبب
شناخت پیغامبر آخر الزمان مکلّف شدند
و حُجتِ تشریعیہ برایشاں قائم شد
پس قول بآنکہ ایں اخبار حجتِ مُلزِمہ
نیست خلافِ قرآن است تحقیق دریں
باب آنست کہ بقدرے کہ در کتب سابقہ
بود حجت قائم گشت و تکلیف متحقق شد
یقین حاصل می شود بدو[1] چیز یا قیاس۔

باتیں (کہ توراۃ وانجیل میں بھی آپؐ کی بشارت ہے) ایک زائد بات ہے (اصل دلیل نہیں ہے قاضی عضد کی عبارت) ختم ہوئی۔
یہ فقیر کہتا ہے (خدا اُس سے اور تمام مسلمانوں سے درگزر کرے) یہ ایک لغزشِ قدم ہے جو متأخرین متکلّمین سے ظاہر ہوئی (کہ توراۃ وانجیل کی بشارت سے ذہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی طرف نہیں جاتا) عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی باتوں کو نہ سُنیں اور علماء کو چاہیئے کہ تردید کریں جس طرح علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی مجتہد یا کسی قاضی کا فیصلہ صریح قرآن کے یا صریح حدیث مشہور کے یا صریح اجماع یا صریح قیاس جلی کے مخالف ہو تو وہ نافذ نہیں ہوتا اور اس کی تقلید جائز نہیں ہوتی (اسی طرح متأخرین متکلّمین کا یہ قول بھی واجب التردید ہے کیونکہ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے (ہمارے نبی کے سچے ہونے کی) یہ نشانی (کافی) نہیں ہے کہ ان کو علمائے بنی اسرائیل جانتے ہیں۔ اور فرماتا ہے کہ (ترجمہ) وہ (یہود ونصاریٰ) حضرتؐ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ توراۃ وانجیل کے جاننے والے پیغمبر آخر الزمان کے وصف سے واقف ہونے کی وجہ سے (آپؐ پر ایمان لانے کے ساتھ) مکلّف ہوئے اور حجتِ تشریعیہ اُن پر قائم ہوگئی پس اس بات کا قائل ہونا کہ یہ خبریں توراۃ وانجیل کی الزام قائم کرنے والی دلیل نہیں ہیں خلاف قرآن کے ہے۔ تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ جس قدر اوصاف آپؐ کے کُتبِ سابقہ میں ہیں اُن سے حجت قائم ہوگئی اور تکلیف (شرعی) ثابت ہوگئی (کیونکہ) یقین دو[1] چیزوں سے حاصل ہوتا ہے یا قیاس[2] سے خواہ

[1] قیاس اصطلاح منطق میں اس کلام کو کہتے ہیں جو کئی قضیوں یعنی جملوں سے مرکب ہو اور وہ جملے ایسے ہوں کہ اُن کے مان لینے سے کسی دوسرے قول کا مان لینا لازم آئے جیسے ایک کلام یہ ہے کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے یہ کلام دو[م] جملوں سے مرکب ہے اور وہ دونوں ایسے ہیں کہ اگر مان لئے جائیں تو ایک دوسرے قول کا مان لینا لازم آجائیگا

م یعنے یہ کہ عالم حادث ہے اور یہ دوسرا قول جس کا ماننا لازم آیا نتیجہ کہلاتا ہے

اقترانیہ و استثنائیہ چوں مواد آں یقینیہ باشند و شکل مُنتج و بحدس کہ تمام مقدمات را ذکر نہ کنند و از بعض مقدمات بطریق طفرہ بمطلب انتقال نمایند مثل نور القمر مستفاد من نور الشمس بشناسیم بسبب دیدن اختلاف احوال قمر باختلاف قُرب و بُعدِ او از شمس لیکن حدس دو قسم است حدسے کہ غیر افراد قلیلہ از بنی آدم بآں پے نہ برند لغموضِ ماخذِ او و خدائے تعالیٰ بایں قسم تکلیف نمے دہد عامہ را و حدسے کہ اکثر افراد انسانی بآں پے می برند مثل آنکہ وجود لیل و نہار از جہتِ غیبوبت شمس و طلوع او ست و بایں قسم تکلیف واقع مے شود و حجت قائم می گردد نصوص کتبِ الٰہیہ در باب اخبار بوجود پیغمبر آخر زمان صلے اللہ علیہ وسلم ہر چند از جہت اقیسہ۔ اقترانیہ و استثنائیہ بتعیین فردِ خاص کہ افضل افراد بشر است نمی رسانند اما از جہت حدس

اقترانی[1] ہو یا استثنائی بشرطیکہ مقدمات[2] اُس کے یقینی ہوں اور شکل[3] بھی نتیجہ دینے والی ہو یا حدس سے (حدس اُس کو کہتے ہیں کہ تمام مقدمات (قیاس) کو ذکر نہ کریں بلکہ بعض مقدمات سے بطورِ طفرہ[4] کے مطلب کی طرف ذہن منتقل ہو جائے مثلاً چاند کی روشنی کا آفتاب کی روشنی سے مستفاد ہونا معلوم کریں اس بات کو دیکھ کر کہ چاند کی حالتیں آفتاب کے ساتھ قُرب و بُعد کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہیں (کہ جیسے جیسے قُرب بڑھتا ہے اور بُعد کم ہوتا ہے چاند کا حصہ روشن بڑھتا جاتا ہے اور جب بُعد زیادہ ہونے لگتا ہے اور قُرب گھٹتا جاتا ہے تو اس کا حصہ روشن کم ہوتا جاتا ہے) مگر حدس دو قسم کا ہوتا ہے ایک[1] وہ حدس کہ بہت کم آدمی اُس کا احساس کرتے ہیں بسبب اس کے کہ ماخذ اُس کا غامض ہوتا ہے خدا تعالیٰ اس قسم کے حدس سے تمام آدمیوں کو مکلف نہیں کرتا۔ دوسرا[2] وہ حدس جس کا احساس اکثر افرادِ انسانی کر لیتے ہیں (بوجہ اس کے کہ اُس کا ماخذ قریب ہوتا ہے) مثل اس حدس کے کہ دن اور رات کا وجود آفتاب کے طلوع و غروب سے ہوتا ہے۔ اس قسم کے حدس سے تکلیف (شرعی) واقع ہو جاتی ہے اور حجت الٰہیہ قائم ہو جاتی ہے۔ پس گو پیغمبر آخر الزمان کے ظہور کے متعلق جس قدر نصوص کتبِ الٰہیہ میں ہیں وہ قیاس اقترانی یا استثنائی کے طریقہ پر اُس فردِ خاص کی تعیین نہیں کرتیں جو افضل افراد بشر ہے مگر حدس

---

[1] قیاس میں اگر نتیجہ یا نقیض نتیجہ کی بالفعل مذکور نہ ہو تو اقترانی کہا جاتا ہے ورنہ استثنائی۔ استثنائی کی مثال۔ اگر زید کاتب ہے تو اُس کی انگلیوں کو حرکت ہے لیکن وہ کاتب ہے اس قیاس میں خود نتیجہ بالفعل مذکور ہے نتیجہ یہ ہے کہ زید کی انگلیوں کو حرکت ہے۔ اقترانی کی مثال۔ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے۔ اس قیاس میں یہ نتیجہ بالفعل مذکور ہے نہ نتیجہ کی نقیض۔ ہاں نتیجہ کے اجزاء متفرق طور پر بیشک مذکور ہیں مگر اس کو بالفعل مذکور ہونا نہیں کہتے۔ [2] قیاس جن جملوں سے مرکب ہو ان جملوں کو مقدمات کہتے ہیں۔ [3] حد اوسط کی ترتیب سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اُس کو شکل کہتے ہیں۔ حد اوسط قیاس کے اس جز کو کہتے ہیں جو مکرر ہو جیسے قیاس اقترانی میں متغیر کا لفظ مکرر ہے یہ مکرر لفظ کبھی پہلے جملہ کا مبتدا ہوتا ہے کبھی خبر علیٰ ہٰذا دوسرے جملہ کا بھی کبھی مبتدا ہوتا ہے کبھی خبر غرض چار صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ حد اوسط پہلے[1] جملہ میں خبر ہو دوسرے میں مبتدا۔ دونوں[2] جملوں میں خبر ہو۔ دونوں[3] جملوں میں مبتدا ہو۔ پہلے[4] جملہ میں مبتدا ہو دوسرے جملہ میں خبر۔ انہی چار صورتوں کو شکل کہتے ہیں پہلی صورت کو شکل اول دوسری کو شکل ثانی تیسری کو شکل ثالث چوتھی کو شکل رابع ان شکلوں کے صحیح نتیجہ دینے کے کچھ شرائط ہیں جو منطق کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ [4] طفرہ پھاند جانے کو کہتے ہیں۔

قریب الماخذ مے رسانند و بہماں مکلف
مے شوند شک نیست کہ وجود جامع ایں
اوصاف مُبَشّر بہا بعد مُدّۃِ متطاولہ یکے
خواہد بود ہمیں کہ در فرد خاص یافتہ شد
حدس آنجا قرار گرفت چوں ایں حکایت
آخر شد باید دانست کہ آیاتِ خلافت خلفاء
ہرچند نوعے از غموض داشتہ باشند
چوں فتح عجم و شام بایں طریق کہ از
زمانِ حضرت آدمؑ تا ایں عصر گاہے نشدہ
بود بظہور انجامید و تالیف مسلمین و
اطمینان قلوبِ ایشاں و تمکین دینِ بوجہے
متحقق شد کہ در ہیچ ملتے و زمانے عشرِ عشیر
آں بوجود نیامدہ پس برائے مصداقِ
وعدۂ استخلاف کدام خلافت بہتر
ازیں خواہد بود و ہمچنیں قرائن بسیار
مثلِ ایں صورت بایں ملحق شد حدس
قریب الماخذ بہم رسید کہ مبشر بہمیں
عزیزاں اند و مردماں بہماں حدس
قریب ماخوذ شدند و ایں نوع سخن در
تفسیر آیات برائے جمعے است کہ
تتبع احادیث نبویہؐ پیش نہ گرفتہ اند
والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
مبینِ قرآنِ عظیم است ہرجا اشکالے
بہم رسد بحدیثِ آنحضرتؐ رجوع
بباید کرد قال اللہ تعالیٰ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ

قریب الماخذ کے طریقہ پر ضرور وہ اس تعیین تک ذہن کو پہنچادیتی
ہیں اسی وجہ سے (ان نصوص کے جاننے والے آپؐ پر ایمان لانے
کے ساتھ) مکلف ہوجاتے ہیں (اس حدس کی صورت یہ ہے کہ
یہ تو یقینی ہے کہ ان اوصافِ موعودہ کا جامع ایک مدتِ دراز
کے بعد ایک ہی شخص ہوگا۔ پس جیسے ہی وہ اوصاف کسی شخص
میں پائے گئے فوراً حدس وہاں جم جاتا ہے کہ وہ شخص موعود
یہی ہے)

جب یہ حکایت تمام ہوگئی تو اب جاننا چاہیئے کہ خلافت خلفاء
کی آیتیں گو (ابتداء میں) کسی قسم کا غموض رکھتی ہوں مگر جب
فتح عجم و شام اس طریقہ پر کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت
تک کبھی نہ ہوئی تھی ان کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی اور مسلمانوں کی
تالیف اور اُن کے دِلوں کا اطمینان اور دین کی تمکین اس طرح
پائی گئی کہ کسی ملت میں اور کسی زمانہ میں اس کا دسواں حصہ
بھی نہیں پایا گیا پھر (اس کے ساتھ ہی دل میں یہ خیال آیا کہ) وعدۂ
استخلاف کا مصداق ہونے کے لئے کونسی خلافت بہتر اس سے
ہوگی اسی طرح اور بھی بہت سے قرینے اس کے ساتھ مل گئے
(فوراً) حدس قریب الماخذ پیدا ہوگیا کہ (اُن آیتوں میں) بشارت
الٰہی بزرگوں کی دی گئی ہے اور اس حدس قریب کے سبب سے
آدمیوں پر تکلیف (شرعی) قائم ہوگئی (اور ماننا ان خلفاء کا
ضروری ہوگیا) اس قسم کی گفتگو آیات کی تفسیر میں اُن لوگوں
کے لئے ہے جنھوں نے احادیثِ نبویہؐ کا تتبع نہ کیا ہو ورنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ عظیم کے (اصلی) مفسر ہیں (قرآن
کے متعلق) جہاں کہیں کچھ اشکال پیش آجائے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے (ترجمہ) اے نبیؐ! ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم لوگوں

مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ حالاً پردہ برگردانیم وسخن را بقانونِ دیگر سرائیم چوں ایں آیات نازل شد کہ در اصل معنے خفائے نداشت ودر تعیینِ آں افراد و ترتیبِ ایشاں در خلافت و مدتِ خلافت ایشاں غموضے واقع بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منتظرِ عالمِ غیب ماندند کہ چہ افاضہ مے شود خدائے تعالےٰ در رُؤیا حل معما فرمود بعض رؤیا خود دیدند وبعض رؤیا اصحابِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیدند وتعبیر آں را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودند کَقِصَّۃِ رؤیا الاذان ورؤیا لیلۃ القدر قال صلے اللہ علیہ وسلم بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِیْ علٰی قَلِيْبٍ علیها دَلْوٌ فَنَزَعْتُ منها ماشاء اللہ ثُمَّ اخذها ابنُ ابی قُحَافَۃَ فَنَزَعَ منهَا ذَنُوْبًا او ذَنُوْبَيْنِ و فی نَزْعِهٖ ضَعْفٌ واللہُ يغفر لہ ثم اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فاخذها ابنُ الخطاب فلم اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النّاس يَنْزِعُ نزع عمرؓ

سے توضیح کردو اس کی جو نازل کیا گیا ہے اُن کی طرف اُن کے پروردگار کے یہاں سے (لہٰذا) اب ہم پردہ اُلٹتے ہیں اور مضمون کو دوسرے ڈھنگ پر چلاتے ہیں (یعنے احادیث کی مدد سے ان آیات کی توضیح کرتے ہیں)۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں [جو اصل معنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہ رکھتی تھیں مگر ان موعودہ خلفاء کی تعیین اور اُن کی ترتیب خلافت اور مدّتِ خلافت میں کچھ غموض تھا] تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالَم غیب کے منتظر رہے کہ (وہاں سے) کیا افاضہ ہوتا ہے (چنانچہ) خدا تعالیٰ نے خواب میں (جو انبیاء علیہم السّلام کے لئے حکم وحی کا رکھتا ہے) اس معمّے کو حل کردیا بعض خواب آپؐ نے خود دیکھے اور بعض آپ کے اصحابؓ نے اور تعبیر ان خوابوں کی آپؐ نے بیان فرمادی (یہ بالکل ایسا ہی ہے) جیسے اذان کے خواب میں دیکھنے کا واقعہ یا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ (وہ خواب یہ ہیں) فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوئیں کے پاس دیکھا جس پر ایک ڈول رکھا ہوا تھا میں نے اُس کنوئیں سے جس قدر ڈول اللہ کو منظور تھے نکالے پھر اُس ڈول کو مجھ سے ابو قحافہ کے بیٹے (یعنے حضرت صدیقؓ) نے لے لیا اور انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر اُن کے نکالنے میں کچھ کمزوری[1] تھی اللہ اُس کو معاف کرے۔ پھر وہ ڈول پُر[2] بن گیا اور اُس کو ابنِ خطابؓ نے لے لیا (اور بھرنا شروع کیا) میں نے کسی زور مند آدمی کو اس طرح ڈول نکالتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح عمرؓ (اس پُر کو

[1] کمزوری سے مراد یہ ہے کہ ان کا زمانۂ خلافت کم ہوگا اور بعض کاموں کی ابتدا کرکے وہ انجام کو نہ پہنچانے پائیں گے کہ ان کی وفات ہوجائیگی ایک قسم کے استعارہ میں اس کو کمزوری سے تعبیر فرمایا اور اللہ معاف کرے یہ ایک ایسا لفظ ہے کہ کبھی کبھی محض تبرک اور دعائے خیر کے لئے آجاتا ہے یہی یہاں مراد ہے۔

[2] پُر یعنے چمڑے کا بڑا ڈول جس سے زراعت وغیرہ کو پانی دیتے ہیں۔

حتّٰی ضرب النّاس بعطن اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ھریرۃ و الترمذی من حدیث ابن عمرؓ واخرج ابن مردویہ عن ابن عمر خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃٍ بعد طلوع الشمس قال رأیتُ قبل الفجر کانّی اُعطیتُ المقالیدَ والموازین فامّا المقالیدُ فھی المفاتیح واما الموازینُ فھٰذہ التی یوزن بھا فوضعتُ فی کفّۃٍ ووُضِعت امّتی فی کفّۃٍ فوُزِنتُ بھم فرجحتُ ثمّ جیئ بابی بکر فوُزِنَ بھم فرجح ثم جیئ بعمر فوزن بھم فرجح ثم جیئ بعثمان فوزن بھم فرجح ثم رُفعتْ واخرج ابوداؤد عن ابی بکرۃ انّ رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیتُ کانّ میزانًا نزل من السماء فوُزِنتَ انت وابوبکر فرجحتَ انتَ و وُزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر و وُزن عمر وعثمانُ فرجح عمر ثم رُفع المیزان فاستاء لھا رسول اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہٗ ذٰلک فقال خلافۃ نبوّۃٍ ثم یؤتی اللہ

نکالتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے (خود تو سیراب ہو ہی گئے تھے) اپنے اونٹوں کو (بھی) سیراب کر لیا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس بعد طلوع آفتاب کے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے فجر سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ مجھے مقالید اور موازین دی گئی ہیں۔ مقالید سے مراد کنجیاں (کہ اُن سے تمام دنیا کے خزانے کھول سکوں) اور موازین سے مراد یہی ترازوئیں جن سے تولا جاتا ہے چنانچہ ترازو کے ایک پلے میں میں رکھا گیا اور دوسرے پلے میں میری تمام امّت رکھی گئی اور وزن کیا گیا میرا ہی پلہ بھاری رہا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ لائے گئے اور وہ (میری جگہ پر رکھ کر) تمام اُمّت کے ساتھ تولے گئے تو اُنھیں کا پلہ بھاری رہا پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ (ابوبکرؓ کی جگہ پر رکھ کر) تمام امّت کے ساتھ تولے گئے تو انہی کا پلہ بھاری رہا پھر عثمانؓ لائے گئے اور وہ (عمرؓ کی جگہ پر رکھ کر) تمام امّت کے ساتھ تولے گئے تو پلہ انہی کا بھاری رہا۔ اس کے بعد وہ ترازو (آسمان پر) اُٹھالی گئی۔ اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری (اُس میں) آپؐ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپؐ بھاری نکلے پھر ابوبکرؓ و عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ بھاری نکلے پھر عمرؓ و عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ بھاری نکلے۔ پھر وہ ترازو اُٹھالی گئی۔ اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اُس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ (اس کی تعبیر) خلافتِ نبوّت ہی بعد خلافتِ نبوّت کے اللہ

الملكَ من يشاءُ واخرج ابوعمر عن
عرفجة نحوه. واخرج ابوداؤد عن جابر
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال أُرِيَ الليلةَ رجلٌ صالحٌ كأنّ
ابابكر نِيطَ برسول الله صلى الله عليه
وسلم ونيط عثمان بعمر قال جابر فلما
قمنا من عند رسول الله صلى الله عليه
وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسولُ
الله صلى الله عليه وسلم واما توط
بعضهم ببعض فهم ولاةُ الامر
الذى بعث اللهُ به نبيّهُ صلى الله
عليه وسلم واخرج ابوداؤد عن سمرة
بن جُندُب ان رجلاً قال يا رسول
الله انى رأيتُ كأن دلواً دُلِّيَ من
السماء فجاء ابوبكر فاخذ بعراقيها
فشرب شرباً ضعيفاً ثم جاء عُمر
فاخذ بعراقيها فشرب حتى
تضلّع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقيها
فشرب حتى تضلع ثم جاء علىٌّ فاخذ
بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها
شئ العراقى جمع عرقوة وعرقوة الدلو
هى الخشبة المعترضة على فم الدلو انتشطت
انحلّت وعن ابن عباس كان ابوهريرة يحدث

جس کو چاہے گا بادشاہت دے گا (خلافت نبوت نہ دے گا) اور
ابوعمرؒ نے (استیعاب میں) حضرت عرفجہؓ سے اسی مضمون کی روایت
نقل کی ہے۔ اور ابوداؤد نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز صحابہؓ سے) فرمایا
کہ آج شب کو ایک نیک مرد کو یہ (خواب) دکھلایا گیا کہ گویا ابوبکرؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے دامن سے) لٹکائے گئے ہیں
اور عمرؓ (ابوبکرؓ کے دامن) سے لٹکائے گئے ہیں اور عثمانؓ (عمرؓ کے
دامن) سے لٹکائے گئے ہیں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھے تو ہم لوگوں نے
(بطور خود) کہا کہ وہ نیک مرد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
(جن کو یہ خواب دکھلایا گیا) اور ایک کا دوسرے (کے دامن) سے
لٹکنا (صاف بتا رہا ہے کہ) یہ لوگ اس دین کے والی ہوں گے جس کے
ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اور ابوداؤد
نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا
گیا پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا (مگر)
کمزور طریقہ[1] سے پیا پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی
اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے
اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے پھر علیؓ آئے
اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑی تو وہ کھل گئی[2] اور اس پانی کی
کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں {عرقوہ اس لکڑی کو کہتے ہیں جو چمڑے
کے ڈول کے منہ پر جانب عرض میں لگائی جاتی ہے} اور حضرت
ابن عباسؓ سے روایت ہے (وہ کہتے تھے) حضرت ابوہریرہؓ بیان

۱؎ کمزور طریقہ سے پینے کا یہی مطلب ہے کہ مدت خلافت کم ہونے کے سبب سے بعضے کام ان کے ناتمام رہے۔ ۲؎ کھل جانے سے اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ ان کی خلافت منتظم نہ ہوگی اور چھینٹوں کا پڑنا اُن فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو ان کے زمانہ میں پیش آئے۔

ان رجلاً اتی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال انی اری اللیلۃ
ظُلَّۃً ینطِفُ منها السمنُ والعسل
فاری الناس یتکففون بایدیهم
فالمستکثرُ والمستقِلُّ واری
سَبَبًا واصِلاً من السماءِ الی
الارض فاراک یا رسول اللہ
اخذت بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجلٌ
آخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجلٌ آخر
فعلا بہ ثم اخذ بہ رجلٌ آخر فانقطع
ثم وصل فعلا بہ۔ فقال ابو بکر
بابی انت وامی لتدعنی فاعبرها
فقال اعبرها فقال اما الظلۃ
فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من
السمن والعسل فهو القرآن لینہ
وحلاوتہ واما المستکثر
والمستقل فهو المستکثر من
القرآن والمستقل منہ واما
السبب الواصل من السماء الی
الارض فهو الحق الذی انت علیہ
تاخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یاخذ
بہ بعدک رجل فیعلو بہ ثم یاخذ
بہ رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل
آخر فینقطع ثم یوصل لہ فیعلو بہ ای
رسول اللہ لتحدثنی اصبت ام اخطأت

کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آیا اور اُس نے عرض کیا کہ مَیں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا
کہ ایک اَبر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر مَیں نے
لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اُس کو لے رہے ہیں کسی نے کم
لیا کسی نے زیادہ اور مَیں نے دیکھا کہ ایک رسّی آسمان سے زمین تک
لٹک رہی ہے پھر مَیں نے یا رسول اللہؐ آپ کو دیکھا کہ آپؐ نے
اس رسّی کو پکڑ لیا اور (اس کے زور سے آسمان پر) چڑھ گئے پھر
ایک اور شخص نے (آکر) اس رسّی کو پکڑا اور (اُس کے زور سے آسمان
پر) چڑھ گیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور شخص (آیا اور اس) نے اس
رسّی کو پکڑا تو وہ رسّی ٹوٹ گئی مگر پھر جُڑ گئی اور وہ شخص بھی چڑھ
گیا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں اگر
آپؐ مجھے اجازت دیں تو مَیں اس (خواب) کی تعبیر بیان کروں آپؐ
نے فرمایا (اچھا) بیان کرو۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ اَبر (سے مراد) اسلام ہے
اور (اس ابر سے) جو روغن و شہد ٹپکتا ہے وہ قرآن ہے (روغن سے
مراد) قرآن کی نرمی اور (شہد سے مراد) قرآن کی حلاوت ہے اور
زیادہ لینے والا اور کم لینے والا (اُس شہد و گھی کا) وہ ہے جو قرآن
کا علم زیادہ حاصل کرے اور کم حاصل کرے اور آسمان سے زمین
تک رسّی لٹکتی ہوئی (جو اُس شخص نے دیکھی اس سے مراد وہ دین)
حق ہے جس پر آپؐ ہیں آپؐ اس کو پکڑے ہوئے ہیں پھر (جب) اللہ
تعالیٰ آپؐ کو اُٹھالے گا تو آپؐ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑ
لے گا اور اُس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائے گا پھر ایک اور
شخص اس کو پکڑ لے گا اور اُس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائیگا
پھر ایک دوسرا شخص اُس کو پکڑ لے گا تو وہ رسّی ٹوٹ جائے گی۔
(مگر) پھر وہ رسّی اُس کو جوڑ دی جائے گی اور وہ شخص بھی بلند
(مرتبہ) ہو جائے گا یا رسول اللہؐ فرمایئے مَیں نے ٹھیک بیان کیا یا غلط۔

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَصَبْتَ بعضًا و اخطأتَ بعضًا فقال اقسمتُ یا رسولَ اللہِ لتحدثنی ما الذی اخطأتُ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تُقْسِمْ اخرجہ البخاری ومسلم والدارمی وابوداؤد والترمذی قول اخطأتَ بعضًا، علماء در وجہ خطا سخنہا گفتہ اند لیکن آنچہ بذہن این فقیر مقرر شدہ آنست کہ مراد از خطا ترک تسمیۂ ایں خلفاء است بوجہے از استعار بلفظ خطا تعبیر کردہ شدہ است وعن الحسن قال قال ابوبکر یا رسول اللہ ما ازال ارانی اطأ فی عذرات الناس قال لتکونن من الناس بسبیل قال رایت فی صدری رقمتین قال سنتین معز قال ابن سعد باز فراست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بعض حوادث کار کرد واز انجا استنباط فرمود کہ ایں جماعت خلفاء اند اخرج الحاکم عن سفینۃ قال لما بنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسجد وضع حجرًا ثم قال لیضع ابوبکر حجرًا الی جنب حجری ثم قال لیضع عمر حجرًا الی جنب حجر ابی بکر ثم قال لیضع عثمان حجرًا الی جنب حجر عمر ثم قال ھؤلاء الخلفاء بعدی واخرج ابو یعلی والحاکم عن

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ٹھیک اور کچھ غلط۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ میں نے غلطی کی ہو اس کو آپ بیان کر دیجئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم مت دلاؤ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ [آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم نے کچھ غلطی کی علماء نے اس غلطی کی کئی صورتیں بیان کی ہیں لیکن جو کچھ اس فقیر کے ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ غلطی سے مراد اُن خلفاء کے ناموں کا ذکر نہ کرنا ہے جس کو ایک طرح کے استعارہ میں غلطی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے] اور حسن (بصری رحمۃ اللہ علیہ) سے مروی ہے وہ کہتے تھے (مجھ کو خبر ملی ہے کہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے کو برابر (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے (بول) و براز میں چل رہا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) تم لوگوں میں ممتاز ہو گے (پھر) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی (خواب میں) دیکھا کہ میرے سینہ میں دو تحریریں ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا (اس کی تعبیر ہے) دو سال۔ یہ حدیث ابن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر (اس قسم کے خوابوں کے علاوہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست نے (بھی) بعض واقعات میں کام کیا اور اُن سے آپ نے استنباط فرمایا کہ یہی لوگ خلیفہ ہیں (چنانچہ) حاکم نے سفینہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد (اقدس) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپ نے ایک پتھر رکھا پھر آپ نے فرمایا میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر ابوبکر رضی اللہ عنہ رکھیں پھر آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عمر رضی اللہ عنہ رکھیں پھر آپ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عثمان رضی اللہ عنہ رکھیں پھر اس کے بعد فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہیں اور ابو یعلی اور حاکم نے

عائشۃ لَمَّا اَسَّسَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم مسجدَ المدینۃ جاء بحجر فوضعہ
وجَاء ابوبکر بحجر فوضَعہ وجاء عُمر بحجر
فوَضَعَہ وجاء عثمانُ بحجر فوضعہ وَ
سُئِلَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن
ذٰلک فقال ہم الخلفاء من بعدی
واخرج البزّار والطّبرانی فی الاوسط
والبیھقی عَنْ ابی ذرٍّ قال کان النّبیّ
صلے اللہ علیہ وسلم جالسًا وحدَہٗ فجئتُ
حتے جلستُ الیہ فجاء ابوبکر فسلّم
ثم جاء عمر ثم جاء عثمانُ وبَین
یدَیْ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سَبْعُ حَصیاتٍ فاخَذَ ھنّ فوَضَعَھنّ
فی کفہٖ فسبَّحْنَ حتے سمعتُ لھنّ
حَنِیْنًا کحَنِیْنِ النحل ثم وضعھنّ
فخَرِسْنَ ثم اخذ ھنّ فوضعھنّ فی
یَدِ ابی بکرٍ فسبّحن حتی سمعتُ لھنَّ
حنینًا کحنین النحل ثم وضعھن
فخَرِسْنَ ثم تنَاوَلَھنّ فوضَعَھنّ
فی یَدِ عُمَرَ فسبّحنَ حتے سمعتُ لھنّ
حنینًا کحنین النحل ثم وضعھنّ
فخرسن ثم تناولھن فوضعھن فی ید
عثمانَ فسبحن حتے سمعتُ لھن حنینًا
کحنین النحل ثمّ وضعھن فخرسن
فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مسجد مدینہ (یعنے مسجد نبوی) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپؐ نے
ایک پتھر لاکر رکھا پھر ابو بکرؓ نے (آپؐ کے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا
پھر عثمانؓ نے (آپؐ کے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا اور جب اس کے
متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ
یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے اور بزار اور طبرانی نے (کتاب
معجم) اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے کہ (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیٹھے ہوئے
تھے کہ میں آیا اور آپؐ کے پاس بیٹھ گیا پھر ابوبکرؓ آئے اور سلام
کیا (اور بیٹھ گئے) پھر عمرؓ آئے پھر عثمانؓ آئے (اور سلام کرکے بیٹھ
گئے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں
پڑی ہوئی تھیں آپؐ نے وہ کنکریاں لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھیں تو
وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن کی آواز سنی
مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُن کنکریوں کو (زمین پر) رکھدیا تو وہ کنکریاں خاموش ہوگئیں پھر
آپؐ نے اُن کنکریوں کو اُٹھا کر ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھا تو پھر وہ تسبیح
پڑھنے لگیں حتیٰ کہ میں نے اُن کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی
آواز کے پھر ابوبکرؓ نے اُن کو رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کنکریوں کو اُٹھا کر عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا
تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے اُن کی آواز سنی مثل شہد
کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عمرؓ نے اُن کو زمین پر رکھدیا تو وہ
خاموش ہوگئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُٹھا کر
عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتی کہ میں نے اُن کی
آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عثمانؓ نے اُن کو
زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هٰذه خلافة نبوة واخرج
ابن عساكر عن انس ان النبي
صلى الله عليه وسلم اخذ
حصيات في يده فسبحن
حتى سمعنا التسبيح ثم
صيرهن في يد ابي بكر
فسبحن حتى سمعنا التسبيح
ثم صيرهن في يد
عمر فسبحن حتى سمعنا
التسبيح ثم صيرهن
في يد عثمان فسبحن
حتى سمعنا التسبيح ثم
صيرهن في ايدينا
رجلا رجلا فما
سبحت حصاة منهن

چوں دل مبارک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ازیں
افاضات غیبیہ پُر شد
لمعۂ ازاں در مخاطبۂ ناس
ظاہر گردید تعیین زمان و مکان
فرمودند و خبر دادند کہ
ایشاں قائم بامر ملت
خواہند بود و فی حدیث سفینة الخلافة
بعدی ثلثون سنة و فی حدیث ابن
مسعود تدور رحی الاسلام لخمس و ثلثین

نے فرمایا یہ (علامت) خلافت نبوت (کی) ہے (کہ جو معاملہ
عالم غیب سے نبی کے ساتھ ہوا یعنی کنکریاں اُن کے ہاتھ میں گویا کی
گئیں وہی معاملہ ان لوگوں کے ساتھ بھی ہوا) اور ابن عساکر نے
حضرت انس رضی سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ
کنکریاں اپنے ہاتھ میں اٹھالیں تو اُن کنکریوں نے آپ کے ہاتھ
میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سنی پھر آپ نے
اُن کو ابوبکر رضی کے ہاتھ میں رکھدیا تو (اُن کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں
نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر آپ نے
وہ کنکریاں عمر رضی کے ہاتھ میں رکھدیں تو (اُن کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں
نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سنی پھر آپ نے
وہ کنکریاں عثمان رضی کے ہاتھ میں رکھدیں تو (اُن کے ہاتھ میں بھی)
کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سنی پھر
ہم (جتنے بیٹھے ہوئے تھے) سب کے ہاتھ میں فرداً فرداً وہ کنکریاں رکھیں
مگر (ہم لوگوں کے ہاتھ میں) اُن میں سے ایک کنکری نے بھی تسبیح نہ
پڑھی۔

جب ان افاضات غیبیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک
پُر ہوگیا تو اُن کا کچھ حصہ (آپ کی زبان مبارک سے) لوگوں کے سامنے ظاہر
ہوا اور آپ نے (تین طرح اِس کو ظاہر فرمایا) اس (خلافت) کی
مدت اور مقام کو معین فرمادیا اور خبر دیدی کہ یہی لوگ امت کا
کام انجام دیں گے (جیسا کہ تعیین مدت کے متعلق) سفینہ کی حدیث
میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے بعد خلافت
تیس برس رہے گی اور ابن مسعود رضی کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اسلام کی چکی پینتیس سال چلتی رہیگی
(یعنے نظام اسلام کمال پر رہے گا۔ اس زمانہ کا آغاز ہجرت خیر البشر
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو دس برس آپ کے عہد مبارک کے اس سے

سنتہ وتناقض درمیان ایں دو حدیث
نیست زیراکہ چوں حضرت مرتضٰے را
باخلفاء عد کنند نظر بقوتِ سوابق اسلامیہ
او وافضلِ ناس بودن او درزمانِ خلافت
خود مدتِ خلافت ثلثین شود واگر عد نہ
کنند نظر بآنکہ خلافتِ ایشاں انتظام نیافت
بموتِ حضرتِ عثمان خلافتِ خاصہ منقطع گشت
واکثر احادیث بہمیں مضمون وارد شد
وفی حدیث ابی ھریرۃ وغیرہ
الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام
وایراد لفظ خلافت دریں احادیث و در
احادیثے کہ من بعد خواہد آمد دلالت می
نماید براں کہ مراد تفسیر لفظِ استخلاف
است کہ در آیۂ کریمہ آمدہ چنانکہ لفظ
خذوا عنی خذوا عنی قد
جعل اللہ لھن سبیلا دلالت
مے کند کہ انجاز وعد حتی یجعل
اللہ لھن سبیلا بودہ است
واخرج الحاکم عن انس
بن مالک قال بعثنی
بنو المصطلق الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نکالنے کے بعد مدتِ خلافت پچیس سال رہ جاتی ہے) ان دونوں حدیثوں
میں (بظاہر تناقض معلوم ہوتا ہے کہ حدیث سفینہ سے مدتِ خلافت
تیس سال ظاہر ہوتی ہے اور حدیث ابن مسعودؓ سے پچیس سال معلوم
ہوتی ہے مگر) درحقیقت کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ اگر حضرت
مرتضٰے کو (ان کی اسلامی خدمات کی قوت پر نظر کر کے اور ان کے زمانۂ
خلافت میں ان کے افضل الناس ہونے پر نظر کر کے) خلفاء میں شمار
کریں تو خلافت کی مدت (موافق حدیث سفینہ کے) تیس سال ہوتی
ہے اور اگر اس بات پر نظر کر کے کہ حضرت علیؓ کی خلافت نے نظام (کامل)
نہ پایا ان کو خلفاء میں شمار نہ کریں تو حضرت عثمانؓ کی موت سے خلافتِ
خاصہ منقطع ہوگئی (اور موافق حدیث ابن مسعودؓ کے خلافت کی مدت
پچیس سال ہوتی ہے) اور اکثر حدیثیں اسی مضمون کی وارد ہوئی ہیں
اور (تعیین مقامِ خلافت) ابوہریرہؓ وغیرہ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام
میں۔ اور ان حدیثوں میں اور جو حدیثیں اس کے بعد آئیں گی ان میں خلافت
کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مقصود (اس سے) لفظ استخلاف
کی تفسیر ہے جو آیۂ کریمہ میں آئی ہے جیساکہ حدیث[1] خذوا عنی خذوا
عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ
(آیۂ کریمہ) حتی یجعل اللہ لھن سبیلا میں جو وعدہ ہے اس کے
پورا ہونے کو آپ بیان فرمارہے ہیں اور امت کا کام سرانجام دینے
کی خبر ان حدیثوں میں ہے حاکم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت
کی ہے وہ فرماتے تھے مجھے (قبیلہ) بنی مصطلق (کے لوگوں) نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (یہ دریافت کرنے کے لئے

[1] ترجمہ۔ یاد کر لو مجھ سے یاد کر لو مجھ سے بیشک اللہ نے عورتوں کے لئے ایک سبیل نکال دی ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ سبیل نکال دینے کا فرمایا تھا وہ پورا ہوا۔ اسی طرح خلافت کا ذکر جن حدیثوں میں ہے کہ مدینہ میں ہوگی یا اور اسی طرح کے مضامین اس کا مطلب یہ ہے کہ آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ ہے وہ مدینہ میں ہوگی یا اور جو بات بیان کی گئی ہو۔

الیٰ مَنْ ندْفَعُ زکوٰتَنَا اذاحَدَثَ لكَ
حَدَثٌ فقال ادفعوها الیٰ ابی بکرٍ
فقلت ذٰلك لهم قَالَ قالوا سَلْهُ اِن
حَدَثَ بابی بکر حدث المَوْتِ فالیٰ مَنْ
ندفَعُ زکوٰتَنا فقلت لهٗ ذٰلك فقال
تدفعونها الیٰ عمر قالوا فالیٰ مَنْ ندفعها
بعد عمر فقلتُ لهٗ قال ادفعوها الیٰ
عثمانَ عن سَهل بن ابی حثمۃ قال بایع
اعرابی النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال علیٌّ للاعرابی ایتِ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فاسألْهُ اِن
اَتیٰ علیہ اَجَلُه مَن یَقْضیه فاتیٰ
الاعرابی النبیَّ صلی اللہ علیہ و
سلم فسألہ فقال یقضیك ابوبکر
فخرج الی علیٍ فاخبرہٗ فقال ارجع و
اسألہ ان اتی علی ابی بکر اجلہ من
یقضیہ فاتی الاعرابی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فسألہ فقال یقضیك عمر فخرج
الی علیٍّ فاخبرہ فقال ارجع فاسألہ من بعد عمر
فقال یقضیك عثمان فقال علی للاعرابی ایت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسألہ ان اتی علی عثمان
اجلہ من یقضیہ فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ
وعثمان اجلہ فان استطعت ان تموت فمت
اخرجہ الاسمٰعیلی فی معجمہ واخرج ایضاً

بھیجا کہ اگر کوئی حادثہ آپ پر پیش آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں؟ چنانچہ
(میں نے جاکر آپ سے پوچھا) آپ نے فرمایا (جاؤ کہدو کہ) ابوبکرؓ کو دینا۔ میں نے
(جاکر) بنی مصطلق کے لوگوں سے کہدیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ان لوگوں
نے مجھ سے کہا (پھر جاؤ اور) آپ سے کہو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو ہم
اپنی زکوٰۃ کس کو دیں۔ چنانچہ میں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا (کہدو) کہ عمرؓ
کو دینا (میں نے اُن لوگوں سے کہدیا) ان لوگوں نے (مجھ سے) کہا کہ (پھر
جاؤ اور پوچھو) کہ عمرؓ کے بعد کس کو دیں میں نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا (جاؤ
کہدو) کہ عثمانؓ کو دینا۔ [14] اور سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ
ایک اعرابی نے کوئی (چیز) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (بطور قرض
کے) فروخت کی تھی حضرت علیؓ نے اس اعرابی سے کہا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور اُن سے پوچھو کہ اگر انھیں موت آجائے تو یہ
قرض کون ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ تم کو دیں گے پھر
وہ حضرت علیؓ کے پاس گیا اور یہی اُن سے بیان کردیا۔ حضرت علیؓ نے کہا
جاؤ پھر پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو اُس کو کون ادا کرے گا؟ چنانچہ
وہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا عمرؓ
ادا کردیں گے۔ پھر اُس اعرابی نے آکر حضرت علیؓ سے بیان کیا انھوں نے
کہا کہ پھر جاؤ اور پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کون ادا کریگا (چنانچہ اُس نے جاکر
پوچھا) آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ ادا کردیں گے (اس اعرابی نے یہی جاکر حضرت
علیؓ سے بیان کیا) حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو موت آجائے تو اُس کو کون ادا
کرے گا؟ چنانچہ وہ اعرابی پھر گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
ابوبکرؓ کو بھی موت آجائے اور عمرؓ کو بھی موت آجائے اور عثمانؓ کو
بھی موت آجائے (تو پھر دنیا رہنے کے قابل نہ ہوگی) لہٰذا تم سے ہوسکے
تو تم بھی مرجانا۔ اس روایت کو اسمٰعیلی نے اپنی معجم میں لکھا ہے [18] اور نیز

من حديث ابي هريرة وفيه ان النبي صلى
الله عليه وسلم بايع اعرابيا بقلائص الى اجل
فقال يا رسول الله ان اعجلتك منيتك فمن يقضيني
قال ابوبكر قال فان عجلت بابي بكر منيته فمن
يقضيني قال عمر قال وان عجلت بعمر منيته فمن
يقضيني قال عثمان قال وان عجلت بعثمان منيته
فمن يقضيني قال ان استطعت ان تموت
فمت وعن جبير بن مطعم ان امرأة اتت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمته في شئ
فامرها ان ترجع قالت فان لم اجدك كانها
تقول الموت قال ان لم تجديني فأتي ابا بكر
اخرجه البخاري ومسلم والترمذي وابوداؤد
وابن ماجة وعن ابي هريرة ان النبي صلى الله
عليه وسلم استسلف من يهودي شيئا
الى الحول فقال أرأيت ان جئت ولم اجدك
فالى من اذهب قال الى ابي بكر
قال فان لم اجده قال الى عمر
قال فان لم اجده قال ان استطعت
ان تموت إذا مات عمر فمت ذكره المحب
الطبري في الرياض عن القلعي و
اخرج ابن سعد عن ابن شهاب
قال رأى النبي صلى الله عليه وسلم
رؤيا فقصها على ابي بكر فقال
يا ابا بكر رأيت كأني استبقت انا
وانت درجة فسبقتك

انھوں نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہؓ سے بھی نقل کر کے لکھا ہے
جس میں یہ مضمون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ
اونٹنیاں (قرض) مول لیں اس اعرابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ!
اگر آپ کو جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا
ابوبکرؓ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر ابوبکرؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا
قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عمرؓ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر عمرؓ کو
بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عثمانؓ۔
اس نے عرض کیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون
ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا (عثمانؓ کے بعد دنیا رہنے کی جگہ نہ ہوگی لہٰذا)
اگر تم سے ہو سکے تو تم بھی مرجانا۔ اور[19] حضرت جبیر بن مطعم سے مروی
ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئی اور
اس نے آپ سے کسی معاملہ میں کچھ گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آنا اس نے عرض
کیا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں [اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی وفات
ہو جائے] آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پانا تو ابوبکرؓ کے پاس جانا۔ اس حدیث
کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے لکھا ہے
اور[20] حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک یہودی سے کچھ قرض ایک سال کے وعدہ پر لیا اس یہودی نے کہا کہ
اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر کس کے پاس جاؤں؟ آپ نے فرمایا
ابوبکرؓ کے پاس اس نے کہا اگر ان کو بھی نہ پاؤں تو۔ آپ نے فرمایا کہ عمرؓ
کے پاس اس نے کہا اگر ان کو بھی نہ پاؤں۔ آپ نے فرمایا جب عمرؓ مرجائیں
تو اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی مرجانا۔ اس روایت کو محب طبری
نے ریاض میں قلعی (یعنے ابراہیم بن سعدؒ) سے نقل کیا ہے اور[21] ابن
سعدؒ نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک خواب دیکھا اس کو ابوبکرؓ سے بیان کیا فرمایا کہ میں نے
دیکھا کہ گویا ہم اور تم دونوں ایک زینہ پر چڑھ رہے ہیں اور میں تم سے

بِرِقَاتَیْنِ ونصفٍ فقال یارسول اللہ یقبضک
اللہ تعالیٰ الی رحمۃ ومغفرۃ واعیش
بعدک سنتین ونصفاً واخرج البیہقی و
ابونعیم عن ابن عمر قال سمعتُ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یقول سیکون فیکم
اثنا عشر خلیفۃ ابوبکر الصدیق لا یلبث
خلفی الا قلیلاً وصاحبُ رحی دار الحرب
یعیش حمیداً ویموت شہیداً قال رجل ومن
ھو یارسول اللہ قال عمر بن الخطاب ثم التفت
الی عثمان بن عفان فقال وانت یسألک
الناس ان تخلع قمیصاً کساکہ اللہ و
الذی بعثنی بالحق لئن خلعتہ لا تدخل
الجنۃ حتے یلج الجمل فی سم الخیاط۔
واخرج ابویعلی عن ابی عبیدۃ بن الجراح
ومعاذ بن جبل عن النبی صلے اللہ علیہ
وسلم ان بدأ ھذا الامر نبوۃ ورحمۃ
ثم کائن خلافۃ ورحمۃ ثم کائن ملکاً
عضوضاً ثم کائن عتواً وجبریۃ وفساداً
فی الامۃ یستحلون الحریر والخمور و
الفروج والفساد فی الامۃ ینصرون علی
ذلک ویرزقون ابداً حتے یلقوا اللہ

ڈھائی سیڑھیاں آگے ہوں۔ انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ (اس کی
تعبیر تو میری سمجھ میں یہ آتی ہے کہ) اللہ تعالیٰ جب آپؐ کو اپنی رحمت و
مغفرت کی طرف اٹھالے گا تو میں ڈھائی سال آپؐ کے بعد اور زندہ
رہوں گا۔ اور بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے
کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے
تھے کہ عنقریب تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکرؓ تو میرے بعد بہت تھوڑے
دنوں زندہ رہیں گے اور وہ دار الحرب[1] کی چکی گھومانے والا (اچھی اور
عمدہ زندگی پائے گا اور شہید ہو کر مرے گا۔ کسی شخص نے پوچھا کہ
یارسول اللہؐ! وہ کون ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا عمر بن خطابؓ۔ اس کے بعد
حضرت عثمانؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگ تم سے خواہش کریں گے
کہ وہ قمیص[2] جو اللہ نے تمھیں پہنایا ہے اُتار دو مگر قسم اس کی جس نے
مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر تم نے وہ قمیص اُتار دیا تو جنت میں
ہرگز داخل نہ ہو سکو گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل جائے۔
اور ابویعلیٰ نے حضرت عُبیدہ بن جرّاحؓ اور حضرت مُعاذ بن جبلؓ سے
انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ (آپ نے فرمایا)
اس کام (یعنی دینِ اسلام) کی ابتداء نبوّت اور رحمت سے ہوئی ہے
پھر آگے چل کر خلافت اور رحمت ہو جائے گی پھر آگے چل کر ملک
عضوض[3] ہو جائے گا پھر آگے چل کر سرکشی اور جبر ہوگا اور امّت میں
فساد پیدا ہوگا ریشمی کپڑوں کو اور شرابوں کو اور (عورتوں کی) شرمگاہوں
کو اور بدعہدی کو حلال سمجھنے لگیں گے مگر باوجود اس کے ان کی
مدد کی جائے گی اور اُن کو رزق ملے گا یہاں تک کہ خدا سے ملیں

[1] دار الحرب اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں کافروں کی سلطنت ہو اور اُن کافروں سے کوئی معاہدہ امن کا نہ ہو، دار الحرب کی چکی گھومانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے زمانہ میں جہاد کا انتظام خوب ہوگا۔ [2] قمیص سے مراد خلافت ہے مطلب یہ ہے کہ لوگ تم سے ترکِ خلافت کی خواہش کریں گے مگر تم ترک نہ کرنا۔ [3] ملک عضوض کے معنے کاٹنے والی بادشاہت۔ یعنے وہ سلطنت مثل خلافتِ راشدہ کے خیر محض نہ ہوگی بلکہ کچھ آمیزش ظلم کی بھی اس میں ہوگی۔

وعن علی ما اخرجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من الدنیا حتی عہد الیّ
ان ابابکر یلی الامر بعدہ ثم
عمر ثم عثمان ثم الیّ فلا یجتمع علیّ
بعض طرق ایں حدیث در ریاض نضرہ و
بعض در غنیۃ الطالبین مذکور است
و بعضے مردم دریں حدیث اشکالے
دارند کہ اگر ایں معنے معلوم حضرت
مرتضٰی باشد توقف وے در بیعت
ابی بکر الصدیقؓ تا مدتے و توقف
وے در امر عثمانؓ تا تحکیم عبدالرحمٰن
وجہے ندارد و احتمال نسیان
حدیث بغایت بعید است
و آنچہ پیش ایں فقیر مقرر شدہ
است صحت این معنے است
لیکن آں عہد بنوعے از غموض و دقت
بود کہ در اول امر مفہوم نشد و بعد
وقوع مثل فلق الصبح واضح گشت
و سخت بعید است کہ از احادیث
مستفیضۂ رؤیا یکے ہم بحضرت
مرتضٰی نرسیدہ باشد و از
مرویات حضرت مرتضٰی است حدیث ان
تستخلفوا ابابکر تجدوہ الخ و آں نیز
اشارہ میکند بخلافت شیخین وعن ابن عباسؓ
قال واللہ ان امارۃ ابی بکر و عمر لفی کتاب اللہ

اورؔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ (وہ کہتے تھے) رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ آپؐ نے
مجھے خبر دیدی کہ آپؐ کے بعد ابوبکرؓ اسلام کے والی ہوں گے پھر
عمرؓ پھر عثمانؓ پھر میری طرف رجوع کیا جائے گا مگر میرے اوپر
لوگوں کا اتفاق نہ ہوگا اس حدیث کی بعض سندیں ریاض النضرہ
میں اور بعض غنیۃ الطالبین میں مذکور ہیں۔ بعض لوگ اس حدیث
میں ایک اعتراض پیش کرتے ہیں کہ جب یہ حدیث حضرت مرتضٰی
کو معلوم تھی تو ابوبکر صدیقؓ کی بیعت میں ایک مدت تک ان کا
توقف کرنا اور حضرت عثمانؓ کی بیعت میں تامل کرنا یہاں تک کہ
عبدالرحمٰن حکم بنائے گئے کوئی وجہ نہیں رکھتا اور یہ احتمال کہ
شاید حضرت مرتضٰی اس حدیث کو بھول گئے ہوں نہایت بعید
ہے مگر (اس اعتراض کے جواب میں) اس فقیر کے نزدیک جو بات
بتحقیق ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مضمون اس حدیث کا صحیح ہے
(بیشک حضرت مرتضٰی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خبر
دی) لیکن یہ خبر (اشارات کنایات میں ہوگی جس کی وجہ سے) ابتداء
میں کچھ دقیق و غامض تھی اس وقت اس کا صاف مطلب سمجھ
میں نہیں آیا مگر خلافتوں کے واقع ہونے کے بعد (اس کا مطلب)
مثل سفیدۂ صبح کے ظاہر ہوگیا (اور یہ اعتراض بالکل مہمل ہے کیونکہ
بہت سی حدیثیں مثل احادیث رؤیا کے اوپر ہو چکی ہیں جن میں
تینوں خلافتوں کی خبر موجود ہے) اور (یہ) نہایت بعید ہے کہ
رؤیا (وغیرہ) کی حدیثیں جو مستفیض ہیں ان میں سے ایک حدیث
بھی حضرت مرتضٰی کو نہ پہنچی ہو۔ اور حدیث ان تستخلفوا ابابکر
تجدوہ الخ خود حضرت مرتضٰی کی روایت کی ہوئی ہے اور وہ
بھی خلافت شیخینؓ کی طرف اشارہ کرتی ہے اور [25] ابن عباسؓ سے
روایت ہے وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کتاب اللہ

قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا قال لحفصۃ ابوکِ وابو عائشۃ اَولیاءُ النّاس بَعْدِی فایاکِ ان تُخْبِرِی بِہٖ اَحَدًا اخرج الواحدی ولہ طرق ذُکِرَ بعضُھا فی الریاض النضرۃ - ودر غنیۃ الطالبین مذکور است روی عن ابی ھریرۃ عن النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم ان قال لما عُرِجَ بی سالتُ رَبِّیْ ان یجعلَ الخلیفۃ من بعدی علیّ بن ابی طالب فقالت الملائکۃ یا محمد اِنَّ اللہ یفعل مایشاءُ الخلیفۃ من بَعْدِکَ ابوبکر وَفی حدیث البخاری ان عمر سَاَلَ حذیفۃ عَن الفتنۃ التی تموجُ کموج البحر ماذا حَفِظَ عن النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم فیہا فقال مَالَکَ ولہا یا امیر المؤمنین ان بینکَ وبینہا بابًا مُغْلَقًا قال اَیُکْسَرُ الباب او یُفْتَحُ قال قلت لابل یُکْسَرُ قال ذٰلک

میں مذکور ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذا سر النبی الآیۃ (ترجمہ) اور جب بطور راز کے کہی نبیؐ نے اپنی بعض ازواج سے ایک بات (حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں وہ بات یہ تھی کہ) آپ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا[۲۵] تمھارے باپ اور عائشہؓ کے باپ میرے بعد لوگوں کے حاکم ہوں گے مگر خبردار کسی سے اس کو بیان نہ کرنا اس حدیث کو واحدی نے لکھا ہے اس کی بہت سی سندیں ہیں جن میں سے بعض ریاض النضرہ میں مذکور ہیں اور[۲۶] غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ بروایتِ ابی ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ میرے بعد خلیفہ علی بن ابی طالبؓ کو کر دے فرشتوں نے کہا اے محمدؐ! اللہ جو چاہے گا کرے گا (اور اللہ کی مشیت میں) خلیفہ آپؐ کے بعد ابوبکرؓ ہیں۔ اور[۲۷] بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ سے اُس فتنہ کی بابت (جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے) کہ وہ دریا کی طرح موج زن ہوگا سوال کیا کہ تم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کون کونسی حدیثیں اس کے متعلق یاد ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ! آپ کو اس فتنہ سے کیا مطلب (آپ کیوں اُس کے متعلق پوچھتے ہیں) آپ کے اور اُس کے درمیان ایک مقفّل دروازہ (حائل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا! (اچھا بتاؤ) وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ کھولا نہیں بلکہ توڑا جائے گا حضرت عمرؓ نے کہا اس سے تو

[۲۵] یہ روایت کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ تفسیر صافی تفسیر سورۂ تحریم میں بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے کہا ان اباکِ یلی الخلافۃ بعدی ثم بعدہ ابوک یعنی بیشک ابوبکرؓ متولی خلافت ہوں گے میرے بعد پھر ان کے بعد تمھارے باپ۔ اس موقع پر مولوی احتشام الدین صاحب مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ جب یہ امر تقدیر میں مصمم ہو چکا تھا کہ حضرتؐ کے بعد ابوبکر صدیقؓ اور ان کے بعد عمر فاروقؓ خلیفہ ہوں گے تو اب اگر صحابہ کو یہ حکم ہوتا کہ علیؓ کو بلا فصل خلیفہ بناتا تو اس کے معنے یہ ہوتے کہ ان کو حکم دیا گیا کہ تقدیر الٰہی کو بدل دینا گویا یوں حکم دیا گیا کہ ؎ خدا چاہتا ہے کہ دے بعد میرے وہ خلافت ابوبکرؓ کو پھر عمرؓ کو، مگر تم علیؓ کو بلا فصل کیجو، بدل دیجو حکم قضا و قدر کو۔

حتیٰ ... یغلق ابداً ثم فسّر حذیفۃ
الباب بعمر۔ بعد ازاں تصریحاً وتلویحاً
امر فرمود باقتدائے ایشاں فی حدیث
ابن مسعود اقتدوا بالذین من
بعدی ابی بکر وعمر۔ و در حدیث
حذیفہ انی لا ادری ما بقائی فیکم
فاقتدوا بالذین من بعدی
واشار الی ابی بکر وعمر
الحدیث وبنائے کلام بر موصول
...سادن دلالت می کند بر آنکہ علم
...یشاں بقیامِ شیخین بامرِ امت بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محیط بود
...یف لا وچندیں حدیث باین
تخصیص و تعیین شنیدہ بودند۔
و فی حدیث ابن ماجۃ عن عرباض
بن ساریۃ فمن ادرک ذلک منکم
فعلیہ بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین من بعدی عضوا علیھا
بالنواجذ باز نزدیک وفات قولاً وفعلاً
بخلافت حضرت ابی بکر اشارہ فرمودند عن
عائشۃ ان النبی صلے اللہ علیہ و
سلم قال قبیل مرضہ لقد ھممت او
اردت ان ارسل الی ابی بکر
وابنہ فاعھد ان یقول القائلون
او یتمنی المتمنون ثم

معلوم ہوتا ہے کہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اس کے بعد حذیفہؓ نے بیان کیا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ کی ذات تھی (اور دروازہ کے توڑے جانے سے اُن کی شہادت کی طرف اشارہ تھا)۔

بعد (بیان فرمانے) اس (تعیین مدت وغیرہ) کے صراحۃً اور اشارۃً آپؐ نے اُن خلفاء کی اقتداء کا حکم دیا چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اقتدا کرو ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ (آپؐ نے فرمایا) مَیں نہیں جانتا کہ میرا قیام تم میں کب تک ہے لہٰذا (میں کہے دیتا ہوں کہ) میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا اور آپؐ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ کیا اس حدیث میں اسم موصول (یعنے الذین) کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہؓ اس بات سے واقف تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیخینؓ امت کا کام انجام دیں گے (ورنہ بجائے اُس کے ھٰذین اسم اشارہ ہوتا) اور وہ کیونکر واقف نہ ہوتے اس قدر حدیثیں خلافت کی تخصیص اور تعیین کے متعلق (زبان وحی ترجمان سے) سُن چکے تھے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت عرباضؓ بن ساریہؓ سے مروی ہے (کہ آپؐ نے فرمایا) جو شخص تم میں سے میرے بعد کا زمانہ پائے اُس کو لازم ہے کہ میری سُنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت (اے لوگو!) اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑنا۔ پھر (اس پر بھی قناعت نہ فرمائی اور) وفات کے قریب قولاً و فعلاً حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض (وفات کی شدت) سے کچھ پہلے فرمایا بیشک مَیں نے یہ ارادہ کیا کہ ابوبکرؓ اور اُن کے بیٹے کو بُلوا بھیجوں اور ایک وصیت نامہ لکھدوں تاکہ کہنے والے نہ کہیں اور تمنا کرنے والے تمنا نہ کریں مگر پھر

قُلتُ یَأْبَی اللّٰہُ وَیَدفَعُ المؤمنون اویدفعُ اللّٰہُ ویأبی المؤمنون اخرجہ البخاری ومسلمٌ معناہُ وفیہ ویأبی اللّٰہ والمؤمنون الا ابابکر و این حدیث صحیح وصریح ست درانکہ نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف حضرت صدیق مراد بود وترک کردند استخلاف مُعتاد را بنابر اعتماد بر فعلِ الٰہی بعد ازاں امامتِ نماز باو تفویض فرمودند و این قصہ مشہور است بالجملہ این است آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بیان آیات افادہ فرمود ولا بَیَانَ بَعْدَ بَیَانِہٖ و در جائے خود بیشتر ازیں مذکور خواہد شد انشاء اللہ تعالےٰ بالجملہ این ہمہ احادیث باصل آیت مُلحق شد چنانکہ بیانِ قدرِ مسح در حدیث مسح باصل آیت ملحق گشت پس گویا در آیت نام این بزرگواراں گفتہ آمد اگر استخلاف بمعنے خلیفہ گردانیدن است نام این بزرگواراں معیّن فرمودند واگر بمعنے قومے را جانشین ساختن بعد قومے ہست تعیّن صورتِ موعود بیان نمودند کہ نصب این عزیزاں است

میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ راضی نہ ہوگا اللہ اور روک دیں گے مسلمان یا (یہ فرمایا) روک دے گا اللہ اور راضی نہ ہوں گے مسلمان۔ اس حدیث کو بخاری نے لکھا ہے اور مسلم نے بھی اس کے ہم معنے حدیث روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ اور مسلمان سوائے ابوبکر رضؓ کے کسی سے راضی نہ ہوں گے یہ حدیث صحیح بصراحت ظاہر کررہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ حضرت صدیقؓ کو خلیفہ بنانے کا تھا۔ مگر خلیفہ بنانے کے مروجہ طریقہ کو فعل الٰہی پر (بوجہ وعدۂ الٰہی کے) اعتماد کرکے چھوڑ دیا (لیکن اس ارادہ کو اس طرح پورا کیا کہ) اس کے بعد امامتِ نماز (جو اجل معالم[1] دین سے ہے) ان کو سپرد کردی (یہ واقعہ مشہور ہے) الحاصل یہ حدیثیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیتوں کی تفسیر میں بیان فرمائیں {اور آپ کے بیان کردینے کے بعد کسی کے بیان کرنے کی حاجت نہیں} اور اپنے موقع پر انشاء اللہ تعالےٰ اس سے زیادہ حدیثیں بیان کی جائیں گی المختصر یہ سب حدیثیں اصل آیت سے مل گئی ہیں جیساکہ (وضو) میں مسح سر[2] کی مقدار کا بیان (جو) حدیث مسح میں (مذکور ہے) اصل آیت (وضو) کے ساتھ مل گیا (ان حدیثوں کو آیت سے ملادینے کے بعد) گویا آیت میں ان بزرگوں کا نام بھی بیان کردیا گیا (اب) اگر استخلاف خلیفہ بنانے کے معنے میں ہے تو (یوں سمجھو کہ) ان بزرگوں کو (اس موعودہ خلافت کے لئے) نامزد کردیا اور اگر استخلاف ایک قوم کو دوسری قوم کا جانشین بنانے کے معنے میں ہے تو (یوں سمجھو کہ ان بزرگوں کا نام بتانے سے مقصود یہ ہے کہ) ان بزرگوں کا خلیفہ بنانا ہی اس وعدہ کے پورا ہونے

[1] معالم جمع ہے علم کی بمعنی علامت۔ [2] یعنے جس طرح آیت وضو میں مسح سر کا حکم ہوا اور مسح سر کی مقدار نہ بتائی گئی اور اُن حدیثوں کو جن میں مسح کی مقدار مذکور ہے آیت کے ساتھ ملاکر اس مقدار خاص کا مسح فرض کہا گیا۔

والله اعلم بالصواب۔ قال اللہ تبارک
وتعالیٰ فی سورۃ الانبیاء وَلَقَدْ
كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ
أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔
یعنے ہر آئینہ نوشتیم در صحیفہا بعد از توریت
کہ زمین معمورہ وارث آں شوند بندگان
شائستۂ من مراد از زبور جنس صحیفہا
است یا زبور حضرت داؤدؑ و لفظ زبور
بمعنے مکتوب است وکلام اللہ بعض
او مصدق بعض است قال تعالیٰ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ
قصہ واحد است و تعبیر مختلف
اینجا زبور و ذکر گفتہ شد آنجا توریت
وانجیل اینجا میراث ارض گفتہ شد آنجا

کی صورت ہے واللہ اعلم بالصواب۔
(تیسری آیت[1]) اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ انبیاء
(سترھویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) بیشک ہم نے لکھدیا
(پیغمبروں کے) صحیفوں میں توریت کے بعد کہ زمین
{معمورہ (کا جس قدر حصّہ ہے)} وارث اُس کے ہوں گے
میرے شائستہ بندے۔
مراد زبور سے یا عام صحیفے ہیں یا خاص حضرت داؤدؑ کی زبور۔
لفظ زبور (از روئے لغت) ہر لکھی ہوئی چیز کے معنے میں ہے۔
کلام خدا کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کی تصدیق کرتا ہے۔
(جیسا کہ ہم اُوپر لکھ چکے ہیں یہاں بھی اُس کا نمونہ دیکھو) اللہ
تعالےٰ نے (دوسری جگہ) فرمایا ہے ذٰلک مثلھم فی
التورٰیۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ
فاٰزرہ ان دونوں آیتوں کا مضمون ایک ہے عبارت مختلف
ہے اس آیت میں زبور اور ذکر کہا گیا اُس آیت میں توریت و
انجیل (مآل دونوں کا ایک ہی) یہاں میراث ارض کہا گیا وہاں

[1] اس آیت سے بھی بغیر انضمام روایات استدلال ہوسکتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ لفظ ارض سے کیا مراد ہے یہ ظاہر ہے کہ کل زمین مراد نہیں ہوسکتی کیونکہ اب تک ایسا نہیں ہوا اور چونکہ آیت کا سیاق وسباق بتارہا ہے کہ مقصود نبی امّی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو نعمات کی بشارت سُنانا اور دوسروں کو اسلام کی ترغیب دینا ہے کئی آیت اوپر سے سلسلۂ کلام شروع ہے اِنّ الّذین سبقت سے آیت مبحوثہ تک اُخروی نعمت کی بشارت ہے اور آیت مبحوثہ میں دنیاوی نعمت کی اسی ضمن میں ایک پیشین گوئی بھی مدنظر ہے کہ توریت وزبور میں جس زمین کا وعدہ ہے اس کے موعود لھم بھی یہی لوگ ہیں اور وہ پیشین گوئی بھی ان کے ہاتھ پر پوری ہوگی پھر یہ آیت مبحوثہ کے بعد ایک بڑا بلیغ جُملہ ہے کہ اِنّ فی ھٰذا لبلاغاً لقومٍ عابدین یعنی ان بشارتوں میں عبادت کرنیوالوں یعنے نبی امّی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالوں کے لئے بڑی کامیابی ہے غرض اس سیاق وسباق سے بالکل قطعی ہے کہ ان نعمتوں کا آغاز حاضرین وقت نزول سے ہونا چاہیئے ورنہ کسی ایسی چیز کی بشارت کسی کو سُنانا جس میں کچھ حصّہ اس کا نہ ہو شانِ الٰہی سے بعید ہے لہٰذا امام مہدیؑ کا زمانہ مراد نہیں ہوسکتا پس لامحالہ ارض سے کوئی خاص زمین مراد ہے اس کا بھی فیصلہ سیاق وسباق سے ہوگیا کہ وہ کون زمین ہے معلوم ہوگیا کہ وہ وہی زمین ہے جس کا وعدہ تورات وزبور میں ہے اور تورات وزبور سے جیسا کہ آئندہ منقول ہوگا نیز قرآن کریم کی شہادت سے ثابت ہے کہ وہ موعود زمین ملک شام ہے جس کو ارض مقدس اور ارض مبارک کا لقب ملا ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ ارض مقدس کا مالک کون ہوا اور کس کے ہاتھ سے خدا نے اس کو فتح کیا تو تاریخ سے ظاہر ہے کہ یہ ہاتھ حضرت فاروق اعظمؓ کا ہاتھ تھا لہٰذا از روئے اس آیت کے وہ عباد صالحین میں سے ہوئے اور اُن کی خلافت برحق ہوئی نیز جس خلافت کو وہ پہلے سے مان چکے تھے مثل خلافت صدیقیہ کے اور جس کو وہ اپنے بعد تجویز کرچکے تھے مثل خلافت عثمانیہ کے ان کا بھی حق ہونا ظاہر ہوگیا۔

اَخْرَجَ شَطْأَہٗ کہ حاصل آں غلبۂ دولت اسلامیہ است اینجا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ذکر کردہ شد آنجا ضمیر ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ بِالَّذِیْنَ مَعَہٗ گردانیدہ آمد۔ دریں فصل نقلے چند از خصائص شیخ جلال الدین سیوطیؒ مذکور نمائیم اخرج ابن ابی حاتم فی تفسیرہ عن ابن عباسؓ فی الآیۃ قال اخبرہ اللہ سبحانہ فی التوراۃ والزبور بسابق علمہ قبل ان تکون السمٰوٰت والارض ان یورث امۃ محمد فی الارض واخرج ابن ابی حاتم عن ابی الدرداءؓ انہ قرأ قولہ تعالیٰ اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ فقال نحن الصالحون قال السیوطی وقد وقفت علی نسخۃ من الزبور وھو مائۃ وخمسون سورۃ ورأیت فی السورۃ الرابعۃ منہ ما نصہ یا داؤد اسمع ما اقول ومر سلیمان فلیقل للناس من بعدک ان الارض اورثھا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وامتہ واخرج ابن عساکر

اَخْرَجَ شَطْأَہٗ کا حاصل دونوں کا یہی ہے کہ دولت اسلامیہ غالب ہوگی یہاں عبادی الصّالحون کہا گیا وہاں مثلھم کی ضمیر الذین معہ کی طرف پھیری گئی (مطلب دونوں کا ایک ہوا)۔

اس آیت کے متعلق ہم شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی (کتاب) خصائص سے چند روایتیں نقل کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا اللہ سبحانہ نے تورات اور زبور میں اپنے علم ازلی کی وجہ سے جو اُس کو آسمان اور زمین کی پیدائش سے بھی پہلے حاصل تھا۔ فرمایا کہ امتِ محمدیہ کو میں زمین میں وارث بناؤں گا۔ اور[2] ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی ان الارض یرثھا عبادی الصّالحون اور فرمایا وہ نیک بندے ہم ہی لوگ ہیں سیوطیؒ نے کہا ہے کہ میں نے زبور کا ایک نسخہ دیکھا اس میں ایک سو پچاس[1] سورتیں تھیں چوتھی سورت میں یہ مضمون ہے کہ اسے داؤدؑ! سنو جو کچھ میں کہتا ہوں اور سلیمانؑ کو حکم دو کہ وہ تمھارے بعد لوگوں سے بیان کردیں کہ زمین میری ہے میں اُس کا وارث محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کی امت کو بناؤں گا اور[3] ابن عساکر

[1] جو زبور آجکل ملتی ہے اس میں بھی ایک سو پچاس سورتیں ہیں اور ہر سورت کا نام زبور ہی یوں لکھا ہے زبور ۱ زبور ۲ زبور ۳۔ مگر چوتھے زبور میں یہ مضمون نہیں ہے جو علامہ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ کو کوئی قدیم غیر محرف نسخہ ہاتھ لگ گیا تھا لیکن تاہم موجودہ زبور میں بھی آیت بحوثہ کا مضمون موجود ہے چنانچہ زبور ۳۷ کی چند آیتیں حسب ذیل ہیں۔ لیکن وے جو خدا کے منتظر ہیں زمین کو میراث میں لیں گے، لیکن وے جو حلیم ہیں زمین کے وارث ہوں گے، جن پر اس کی برکت ہے زمین کے وارث ہوں گے۔ اور جن پر اس کی لعنت ہے کٹ جائیں گے، صادق زمین کے وارث ہوں گے اور ابد تک اس پر بسیں گے (مجموعۂ بائیل عہد نامۂ قدیم مطبوعہ لدھیانہ ص۹۹) توریت کی عبارت مصنفؒ نے نقل نہیں کی تورات میں صاف صاف تصریح اس زمین کی مذکور ہے چنانچہ تورات کتاب پیدائش باب ۱۷ کی آٹھویں آیت بخطاب حضرت ابراہیمؑ یہ ہے "میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے ملک ہو اور میں ان کا خدا ہوں۔ کنعان کی زمین سے مراد ملک شام ہے کیونکہ کنعان سرزمین شام میں ہے اس پیشین گوئی کو عیسائی اپنے لئے سمجھتے ہیں مگر ہمیشہ کے لفظ پر غور نہیں کرتے عیسائیوں کا قبضہ ملک شام پر ہمیشہ کیلئے کیا معنے اتنے دنوں بھی نہیں رہا جتنے دنوں سے مسلمانوں کا قبضہ ہے حضرت فاروقؓ کے زمانہ سے اس وقت تک زمین شام مسلمانوں کے قبضہ میں ہے بہت بڑی بڑی کوششیں ہو چکیں (جن کا ناکام رہنا محض اعجاز تھا) مگر زمین شام جو وعدۂ الٰہی کے موافق مسلمانوں کو میراث میں ملی ہے مسلمانوں کے قبضہ سے نہ نکل سکی۔

عن ابن مسعود قال قال ابو بکر الصدیق خرجتُ الی الیمن قبل ان یُبعثَ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلتُ علی شیخٍ من الازد عالمٍ قد قرأ الکتب واتٰی علیہ اربع مائۃ سنۃ الا عشر سنین فقال لی احسبک حرمیًا قلتُ نعم قال واحسبک قرشیًا قلت نعم قال واحسبک تیمیًا قلت نعم قال بقیتْ لی منک واحدۃٌ قلت ماھی قال تکشفُ لی عن بطنک قلتُ لم ذاک قال اَجِدُ فی العلم الصادق ان نبیًا یبعث فی الحرم یعاونُ علی امرہٖ فتیً وکھلٌ فاما الفتی فخوّاضُ غمرات ودفّاعُ معضلاتٍ واما الکھل فابیض نحیفٌ علی بطنہٖ شامۃٌ وعلی فخذہ الیسری علامۃ وما علیک ان ترینی فقد تکاملت لی فیک الصفۃ الا ما خفی علیّ قال ابو بکر فکشفت لہ عن بطنی فرای شامۃ سوداء فوق سُرّتی فقال انت ھو ورب الکعبۃ واخرج ابن عساکر عن الربیع ابن انس قال مکتوبٌ فی الکتاب الاوّل مثل ابی بکر الصدیق مثل القطر اینما وقع نفع واخرج ابن عساکر عن ابی بکرۃ قال اتیت عمر وبین یدیہ قوم یاکلون

لے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابو بکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں قبیلۂ ازد کے ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب (سماویہ) پڑھا ہوا تھا۔ اس کی عمر تین سو نوّے برس کی تھی اس نے مجھ سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم حرم کے رہنے والے ہو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم قریشی ہو میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم تیمی[1] ہو، میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تو اب ایک بات تمہاری مجھے معلوم نہیں، میں نے کہا وہ کونسی بات ہے؟ کہنے لگا تم اپنا شکم مجھے دکھلادو، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا مجھے علمِ صادق میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے کام میں ایک جوان[2] اور ایک ادھیڑ عمر والا مدد دے گا، جوان بڑا جفا کش اور مشکلات حل کرنیوالا ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اور دبلا ہوگا اور اس کے شکم میں ایک تل ہوگا اور اس کی بائیں ران میں ایک علامت ہوگی۔ اگر تم مجھے اپنا شکم دکھلادو تو تمہارا کیا حرج ہے مجھے جو بات نہیں معلوم وہ معلوم ہو جائے گی حضرت ابو بکرؓ فرماتے تھے کہ میں نے اپنا شکم اس کے سامنے کھول دیا اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ تل میری ناف کے اوپر ہے کہنے لگا قسم رب کعبہ کی وہ (ادھیڑ عمر والے) تمہی ہو۔ اور ابن عساکرؒ نے ربیع بن انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اگلی کتابوں میں ابو بکر صدیقؓ کو آب باران سے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ جہاں پہنچ جاتا ہے نفع دیتا ہے اور ابن عساکر نے ابو بکرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں (ایک مرتبہ) حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو کچھ لوگ اُن کے پاس کھانا کھا رہے تھے انھوں نے

[1] قبیلہ بنی تیم کے لوگوں کو تیمی کہتے ہیں۔ حضرت صدیقؓ اسی قبیلہ سے تھے۔ [2] جوان سے مراد حضرت فاروقؓ ادھیڑ سے مراد حضرت صدیقؓ۔

فرمی ببصرہ فی مؤخر القوم الی رجل
فقال ما تجد فیما تقرأ قبلك من الکتب
قال خلیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صدیقہ۔ واخرج الدینوری فی المجالسۃ
وابن عساکر من طریق زید بن اسلم قال
اخبرنا عمر بن الخطاب قال خرجت مع
ناس من قریش فی تجارۃ الی الشام فی
الجاھلیۃ فلما خرجنا الی مکۃ نسیت قضاء
حاجۃ فرجعت فقلت لاصحابی الحقکم
فواللہ انی لفی سوق من اسواقھا اذا
انا ببطریق قد جاء فاخذ بعنقی فذھبت
انازعہ فادخلنی کنیسۃ فاذا تراب متراکب
بعضہ علی بعض فدفع الی مجرفۃ وفأسا
وزنبیلا وقال انقل ھذا التراب فجلست
اتفکر فی امری کیف اصنع فاتانی
فی الھاجرۃ فقال لی لم ارك اخرجت
شیئا ثم ضم اصابعہ فضرب بھا
وسط رأسی فقمت فضربت بھا ھامتہ
فاذا دماغہ قد انتشر ثم خرجت علی
وجھی ما ادری این اسلك فمشیت بقیۃ
یومی ولیلتی حتی اصبحت فانتھیت الی
دیر فاستظللت فی ظلہ فخرج الی رجل
فقال یا عبد اللہ ما یجیئك
ھھنا قلت ضللت عن اصحابی

سب کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا تو اس سے کہا کہ اگلی کتابوں میں تم
نے کیا پڑھا ہے اُس نے کہا (میں نے یہ پڑھا ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا خلیفہ اُن کا صدیق ہوگا۔ اور دینوری نے مجالسہ میں اور ابن
عساکر نے بروایت زید بن اسلم لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن
خطابؓ نے ہم سے بیان کیا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں بغرض تجارت
قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف گیا پھر جب ہم (وہاں
سے فارغ ہوکر) مکہ کی طرف چلے تو مجھے اپنا ایک کام یاد آیا تو میں
پھر پیچھے لَوٹ گیا اور مَیں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں آکر تم
سے مِل جاؤں گا۔ پس مَیں شام کی ایک بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے
ایک بطریقؔ ملا اُس نے میری گردن پکڑ لی مَیں اُس سے لڑنے لگا بالآخر
وہ مجھے اپنے گرجا میں لے گیا وہاں کچھ مٹی ڈھیر تھی مجھے اُس نے
ایک بیلچہ اور ایک پھاوڑا اور ایک ٹوکری دی اور کہا اس مٹی کو
یہاں سے ہٹا دے (یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور پھاٹک بند کرتا گیا)
میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کروں پھر وہ دوپہر کے وقت میری
پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ تو نے کچھ بھی مٹی
نہیں نکالی پھر اُس نے ایک گھونسا میرے سر میں مارا (اب تو مجھے
غصہ آگیا اور) مَیں نے اُس کے سر پر (پھاوڑہ وغیرہ) دے مارا
جس سے (اس کا سر پھٹ گیا اور) بھیجا اُس کا نکل پڑا۔ اس کے
بعد میں اُسی وقت وہاں سے بھاگا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ
کہاں جاؤں۔ الغرض مَیں اُس دن کا باقی حصہ اور پوری رات چلتا
ہی رہا صبح ہوتے ایک دَیر (گرجا) کے پاس پہنچا اس کے سایہ
میں جا کر بیٹھ گیا اُس دَیر سے ایک شخص نکلا اور اُس نے مجھ سے
کہا کہ اے بندۂ خدا! تو یہاں کیوں آیا ہے؟ مَیں نے کہا کہ میں
اپنے ساتھیوں سے (جدا ہوکر) راستہ بھول گیا ہوں پھر وہ

لہ بطریق عیسائیوں کا عالم یا درویش۔

فجاء نی بطعام و شراب وصعّد
فیّ النظر وخفّضه ثم قال یاهٰذا
قد علم اهل الکتاب انه لم یبق
علی وجه الارض احدٌ اَعلم منّی
بالکتاب وانّی اَجد صفتک الذی
تُخرجنا من هٰذا الدّیر وتغلب علی
هٰذه البلدة فقلت له ایّها
الرجل قد ذهبت فی غیر مذهب
قال ما اسمک قلت عُمر بن الخطاب
قال انت واللّٰه صاحبنا غیر
شک فاکتب لی علیّ دیری و
ما فیه قلتُ ایها الرجل قد
صنعت معروفا فلا تُکدّره فقال
اکتب لی کتابا فی رقٍ لیس
علیک فیه شیٔ فان تک صاحبُنا
فهو ما نُرید وان تکن الاٰخر
فلیس یضرُّک قلتُ هات فکتبتُ
له ثم ختمتُ علیه فلما قدم
عمر الشام فی خلافته اتاه ذٰلك
الراهبُ وهو صاحبُ دیر القدس
بذٰلك الکتاب فلما راٰه عمر تعجب منه
فانشأ یحدّثنا حدیثه فقال اَوفِ لی
بشرطی فقال عمر لیس لعمر ولا لابن عمر
منه شیٔ واخرج ابن سعد عن ابن مسعود
قال رَکض عمر فرسًا فانکشف ثوبه

میرے لئے کھانا اور پانی لے آیا اور ایک مرتبہ نیچے سے اوپر تک
مجھے بغور دیکھا اس کے بعد کہنے لگا کہ اے شخص! تمام اہل کتاب
جانتے ہیں کہ اب روئے زمین پر کوئی مجھ سے زیادہ کتاب (الٰہی) کا
عالم نہیں ہے اور میں (اپنے علم سے) تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں
جو ہم کو اس دَیر سے نکالے گا اور اس شہر پر قابض ہوگا۔ میں نے
اس سے کہا کہ صاحب آپ تو کہیں اور چلے گئے اس نے پوچھا کہ
تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا عمر بن خطابؓ (یہ سنتے ہی) اس نے
کہا خدا کی قسم تم وہی شخص ہو کچھ شک نہیں۔ اچھا اس دَیر کا اور
جو کچھ (از قسم اراضی واموال) اس میں ہے اس کا معافی نامہ تو
ہمیں لکھدو۔ میں نے کہا صاحب آپ نے میرے ساتھ ایک احسان
کیا ہے اب اس کو اس طرح نہ مٹائیے۔ اس نے کہا ایک کاغذ لکھدو
اس میں تمہارا کیا نقصان ہے اگر تم وہی شخص ہو تو ہمارا مقصود
حاصل ہوجائے گا اور اگر تم وہ شخص نہیں ہو تو یہ تحریر تمہیں کچھ
ضرر نہ دے گی۔ میں نے کہا اچھا لائیے لکھدوں۔ چنانچہ میں نے
ایک تحریر اس کو لکھ دی اور اس پر مُہر بھی کردی (حضرت ابوبکرہؓ
راوی روایت کرتے ہیں کہ) پھر جب حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے
زمانہ میں شام تشریف لے گئے تو وہ راہب آپ کے پاس وہی تحریر
لایا اور وہ راہب دَیرِ قدس کا متولی تھا حضرت عمرؓ نے اس تحریر
کو دیکھ کر تعجب کیا اور اس وقت انھوں نے یہ سب واقعہ ہم
لوگوں سے بیان کیا اس راہب نے آپ سے کہا کہ اب میرا وعدہ پورا
کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا (میں اس وعدہ کو کیسے پورا کرسکتا ہوں
بیت المقدس میں کچھ بھی حصہ نہ عمرؓ کا ہے نہ عمرؓ کے بیٹے کا (عمرؓ
یہاں کا مالک نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے متولیانہ قبضہ رکھتا ہے)۔
اور ابن سعدؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ)
حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑاتے ہوئے چلے جارہے تھے یکایک اُن کی ران

عن فخذہ فرای اهل نجران بفخذہ
شامۃ سوداء فقالوا هذا الذی
نجد فی کتابنا انه یخرجنا من ارضنا
واخرج عبد الله بن احمد فی زوائد
الزهد من طریق ابی اسحٰق عن عبیدۃ
قال رکض عمر فرسا علی عهد
النبی صلی الله علیه وسلم فانکشف
فخذہ من تحت القباء فابصر رجل من
اهل نجران شامۃ فی فخذہ فقال هذا الذی
نجدہ فی کتابنا یخرجنا من دیارنا واخرج ابو نعیم
من طریق شهر بن حوشب عن کعب قال
قلت لعمر بالشام انه مکتوب فی هذہ
الکتب ان هذہ البلاد مفتوحۃ علی ید
رجل من الصالحین رحیم بالمؤمنین
شدید علی الکافرین سرہ مثل علانیته
قوله لا یخالف فعله القریب والبعید
سواء فی الحق عندہ اتباعه رهبان
باللیل واسد بالنهار متراحمون
متواصلون متبارون قال عمر احق
ما تقول قال ای والله قال الحمد لله
الذی اعزنا واکرمنا وشرفنا و
رحمنا بنبینا محمد صلی الله علیه
وسلم واخرج ابن عساکر عن عبید

قبا کے نیچے سے کھل گئی اہلِ نجران نے (جو کہ نصرانی تھے) دیکھا کہ
اُن کی ران پر سیاہ تل ہے کہنے لگے یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق
ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے ملک سے نکالے گا۔
اور عبداللہ بن احمدؒ نے زوائد زہد میں بروایت ابو اسحٰق عبیدہ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) حضرت عمرؓ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑا دوڑائے ہوئے چلے جا رہے تھے
کہ یکایک اُن کی ران قبا کے نیچے سے کھل گئی تو اہلِ نجران میں سے
ایک شخص نے دیکھا کہ ان کی ران پر ایک تل ہے کہنے لگا یہی شخص
ہے جس کی نسبت ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے
شہروں سے نکالے گا۔ اور ابو نعیم نے بروایت شہر بن حوشب
حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے شام میں
(جب کہ وہ اپنے عہدِ خلافت میں تشریف لے گئے تھے) بیان کیا کہ
ان تمام کتابوں (یعنے توراۃ و انجیل) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر
صالحین میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر فتح ہوں گے وہ ایمانداروں
پر مہربان اور کافروں پر سخت ہوگا اس کا ظاہر و باطن یکساں
ہوگا اس کا قول اُس کے فعل کے خلاف نہ ہوگا قریب و بعید سب
اُس کے نزدیک حق میں برابر ہوں گے۔ اس کے ساتھ والے رات
کو تارک الدنیا درویش[1] اور دن کو شیرانِ جنگی ہوں گے۔ باہم نہایت
مہربان اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک اور احسان کرتے
ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے (مجھ سے) فرمایا کیا تم سچ کہتے ہو؟ میں
نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ تو انھوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے
ہم کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں عزت دی
بزرگی دی شرافت دی اور ہم پر رحم کیا۔ ابن عساکر نے عبید

[1] یعنے راتوں کو خدا کی عبادت ایسی کریں گے جیسے تارک الدنیا درویش کرتے ہیں اور دن کو پوری سرگرمی سے جہاد میں مشغول ہوں گے یہ دونوں صفتیں ایک ذات میں کم جمع ہوتی ہیں۔

بن ادم وابی مریم وابی شعیب بن
عمر انّ عمر بن الخطاب کان بالجابیۃ
فقدم خالد بن الولید الی بیت
المقدس فقالوا لہ ما اسمک قال
خالد بن الولید قالوا وما اسم
صاحبک قال عمر بن الخطاب
قالوا انعتہ لنا فنعتہ قالوا اما انت
فلست تفتحہا ولکن عمر فانّا
نجد فی الکتاب ان قیساریۃ تُفتح قبل
بیت المقدس فاذھبوا فافتحوھا
ثم تعالوا بصاحبکم واخرج الطبرانی
وابو نعیم فی الحلیۃ عن مُغیث
الاوزاعی ان عمر بن الخطاب
قال لکعب الاحبار کیف
تجد نعتی فی التورٰۃ قال
خلیفۃٌ قرنٌ من حدید امیرٌ
شدیدٌ لا یخاف فی اللہ لومۃ لائمٍ
ثم یکونُ من بعدک خلیفۃ تقتلہ
اُمّۃ ظالمون لہ ثم یقع البلاءُ بعدہٗ
واخرج ابن عساکر عن الاقرع
مؤذن عمر انّ عمر دعا الاسقُفّ فقال
ھل تجدونا فی شیءٍ من کُتُبکم
قال نجد فی کتبنا صفتکم واعمالکم
ولا نجد اسماءکم قال کیف تجدونی قال
قرنًا من حدید قال ما قرن من حدید

ابن آدم اور ابو مریم اور ابو شعیب بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت
عمرؓ جب (بعزم بیت المقدس) مقام جابیہ میں پہنچے تو آپ نے پہلے
سے خالد بن ولیدؓ کو بیت المقدس بھیجدیا (جب وہ وہاں پہنچے تو)
بیت المقدس والوں نے کہا کہ تمھارا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا
خالد بن ولیدؓ۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہے؟
اُنھوں نے کہا عمر بن خطابؓ۔ ان لوگوں نے کہا کہ کچھ ان کا حلیہ ہم
سے بیان کرو۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے بیان کیا ان لوگوں نے کہا کہ
تم تو بیت المقدس فتح نہیں کر سکتے ہاں عمرؓ فتح کرلیں گے مگر اپنی
کتابوں سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ بیت المقدس سے پہلے قیساریہ
فتح ہوگا لہٰذا تم لوگ قیساریہ جاؤ اور اُس کو فتح کرنے کے بعد اپنے
بادشاہ کو لے کر یہاں آؤ۔ اور[۱۲] طبرانی نے اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء
میں مغیث اوزاعی سے روایت کی ہے حضرت عمرؓ بن خطاب نے
کعب احبار سے پوچھا کہ میری صفت تم نے توارت میں کس طرح دیکھی
ہے؟ اُنھوں نے کہا (یہ دیکھا ہے کہ) ایک خلیفہ ہوگا روئیں تن،
بہت مضبوط حاکم ہوگا اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے
کی ملامت سے نہ ڈرے گا پھر (جو شخص) آپ کے بعد خلیفہ ہوگا
(اس کی نسبت لکھا ہے کہ) اُس کو ظالم لوگ قتل کردیں گے اور اُس
کے قتل کے بعد فتنہ پھیل جائے گا۔ اور[۱۳] ابن عساکر نے اقرع سے
جو حضرت عمرؓ کے مؤذن تھے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک
پادری کو بُلوایا اور پوچھا کہ کیا تم لوگ اپنی کتابوں میں کچھ ہمارا
ذکر بھی دیکھتے ہو؟ اُس نے کہا ہاں آپ لوگوں کی صفت اور
آپ کے کاموں کا بیان اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں صرف
آپ کے نام نہیں دیکھتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ میرے متعلق تم
نے کیا دیکھا ہے؟ اُس نے کہا (یہ دیکھا ہے) ایک شخص روئیں تن
ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا روئیں تن سے کیا مراد ہے؟ اُس نے

قال امیر شدید قال عمر الله اکبر
قال فالذی من بعدی قال رجلٌ
صالحٌ یؤثر اقرباءه قال عمر یرحم
الله ابن عفان قال فالذی من بعدہ
قال صداءٌ من حدید فقال عمر وا
دفراہ قال مهلاً یا امیر المؤمنین
فانه رجلٌ صالحٌ ولکن تکون خلافته
فی هراقة من الدماء والسیف
مسلول واخرج ابن عساکر عن
ابن سیرین قال قال کعب
الاحبار لعمر یا امیر المؤمنین هل
تری فی منامک شیئًا فانتهره
فقال انا اجد رجلاً یری
امر الامة فی منامه واخرج
ابن راهویه فی مسنده بسند حسن
عن افلح مولی ابی ایوب الانصاری قال
کان عبد الله بن سلام قبل ان یأتی
اهل مصر یدخل علی رؤوس قریش
فیقول لهم لا تقتلوا هذا الرجل یعنی
عثمان فیقولون والله ما نرید قتله
فیخرج وهو یقول والله لیقتلنّه ثم

کہا سخت حاکم ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ اکبر پھر (پوچھا) جو شخص
میرے بعد ہوگا (اس کی نسبت کیا لکھا ہے) اُس نے کہا (یہ لکھا ہے
کہ) ایک نیک آدمی ہوگا اپنے عزیزوں کو ترجیح[1] دے گا حضرت عمرؓ
نے کہا اللہ ابن عفانؓ پر رحم کرے پھر پوچھا جو شخص اُن کے بعد
ہوگا (اس کی نسبت کیا لکھا ہے؟) اُس نے کہا (یہ لکھا ہے کہ) لوہے
کا میل ہوگا حضرت عمرؓ نے فرمایا آہ کیسی خواری ہوگی اُس نے کہا
اے امیر المؤمنینؓ! یہ نہ کہیئے وہ بھی ایک نیک شخص ہوگا مگر اس
کی خلافت کی یہ حالت ہوگی کہ خونریزی ہورہی ہوگی اور تلوار
میان سے نکلی ہوگی۔ اور ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت
کی ہے کہ انھوں نے کہا کعب احبار نے حضرت عمرؓ سے (ایک روز)
پوچھا یا امیر المؤمنینؓ! کیا آپ خواب میں کچھ دیکھ لیتے ہیں حضرت
عمرؓ نے اُن کو ڈانٹا[2]۔ کعب نے کہا ہم (اپنی کتابوں میں) ایک شخص
کا ذکر دیکھتے ہیں کہ وہ امت کے معاملات خواب میں دیکھ لیا کریگا
(اس لئے میں نے آپ سے ایسا پوچھنے کی جرأت کی)۔ اور ابن راہویہ
نے اپنی مسند میں بسند حسن افلح سے [جو حضرت ابوایوب انصاریؓ
کے غلام تھے] روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ بن
سلامؓ اہلِ[3] مصر کے آنے سے پہلے سردارانِ قریش کے پاس تشریف
لے جاتے تھے اور اُن سے فرماتے تھے کہ اس شخص یعنے عثمانؓ کو قتل
نہ کرو۔ وہ لوگ جواب دیتے تھے کہ واللہ ہم اُن کے قتل کا ارادہ نہیں
رکھتے مگر حضرت عبد اللہ بن سلامؓ یہ کہتے ہوئے اُٹھتے تھے واللہ
یہ لوگ ان کو ضرور قتل کریں گے پھر (ایک روز) عبد اللہ بن سلامؓ

---

[1] ترجیح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کی حق تلفی کرکے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دو شخص کسی کام کے لئے برابر کے مستحق ہوں اُن میں جو اُس کا عزیز ہوگا اُس کو اس کام پر مقرر کرے۔ [2] حضرت عمرؓ ان امور کا اظہار نہ چاہتے تھے کیونکہ یہ باطنی کیفیات ہیں۔ جن کا اخفاء ہونا چاہیئے۔

[3] یعنے قبل اس کے کہ باغیانِ مصر مدینہ منورہ میں آئیں اور حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کریں۔

قال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى اربعين يوماً فابوا فخرج عليهم بعد ايام فقال لهم لا تقتلوه فوالله ليموتن الى خمس عشرة ليلة واخرج ابن سعد وابن عساكر عن طاؤس قال سئل عبد الله بن سلام حين قتل عثمان كيف تجدون صفة عثمان فى كتبكم قال نجده يوم القيامة اميراً على القاتل والخاذل واخرج ابن عساكر من طريق محمد بن يوسف عن جده عبد الله بن سلام انه دخل على عثمان فقال له ماترى فى القتال والكف قال الكف ابلغ للحجة وانا نجد فى كتاب الله انك يوم القيمة امير على القاتل والآمر واخرج من هذا الطريق ان عبد الله بن سلام قال للمصريين لا تقتلوا عثمان فانه لا يستكمل ذا الحجة حتى ياتى على اجله واخرج الحاكم عن ابى الاسود الديلى عن على رضى الله عنه قال اتانى عبد الله بن سلام وقد وضعت رجلى فى الغرز وانا اريد العراق فقال لا تاتى العراق فانك ان اتيت اصابك به ذباب السيف

نے اُن سے کہا تم اُن کو قتل نہ کرنا واللہ وہ چالیس[1] روز میں ضرور مرجائیں گے ان لوگوں نے انکار کیا۔ پھر عبداللہ بن سلام کچھ دنوں کے بعد اُن کے پاس آئے اور اُن سے کہا تم اُن کو قتل نہ کرنا واللہ وہ پندرہ[2] روز میں مرجائیں گے۔ اور[3] ابن سعدؓ اور ابن عساکرؒ نے طاؤس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن سلامؓ سے پوچھا گیا کہ تم عثمانؓ کی صفت اپنی کتابوں میں کس طرح دیکھتے ہو۔ انھوں نے کہا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن اپنے قتل کرنے والے اور مخذول[1] کرنیوالے سب پر سردار ہوں گے۔ اور[4] ابن عساکرؒ نے بواسطہ محمد بن یوسف کے اُن کے دادا عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس (جب کہ وہ محصور تھے) گئے حضرت عثمانؓ نے اُن سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے لڑنے اور نہ لڑنے کے متعلق حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ نہ لڑنا (آپ کی) حجت کو زیادہ قوی کردے گا اور ہم خدا کی (اگلی) کتاب میں دیکھتے ہیں کہ آپ قیامت کے دن قتل کرنے والے اور قتل کا حکم دینے والے دونوں پر سردار ہوں گے۔ نیز[5] انھوں نے اسی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے (اُن) اہلِ مصر سے (جو حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے) فرمایا کہ عثمانؓ کو قتل نہ کرو کیونکہ وہ ذی الحجہ کا مہینہ بھی پورا نہ کرنے پائیں گے کہ اپنی موت سے مرجائیں گے۔ اور[6] حاکم نے ابوالاسود دیلی (دئلی) سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے عبداللہ بن سلامؓ میرے پاس آئے اور میں بارادہ سفرِ عراق اپنا پیر رکاب میں رکھ چکا تھا انھوں نے کہا کہ عراق نہ جائیے کیونکہ اگر آپ وہاں جائیں گے تو تلوار کی باڑھ آپ کو لگ جائیگی

[1] یعنے مدد نہ کرنیوالے پر۔ سرداری کا مطلب ہی کہ سب اُن کے حق کے مطالبہ میں گرفتار ہوں گے۔

قال علی وَایْمُ اللّٰہ لقد قالھا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلک قال ابو الاسود فقلت فی نفسی باللہ ما رأیتُ کالیوم رجل محارب یحدّثُ الناس بمثل ھٰذا وَاخرج ابو القاسم البغوی عن سعید بن عبد العزیز قال لمّا توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیل لذی قُربات الحِمیری وکان من اعلم یھود یا ذا قُربات مَن بعدہ قال الامین یعنی ابا بکر قیل فمن بعدہ قال قرن من حدید یعنی عمر قیل فمن بعدہ قال الازھر یعنی عثمانَ قیل فمن بعدہ قال الوضاح المنصور یعنی معاویۃ وَاخرج ابن راھویہ والطبرانی عن عبد اللہ بن مُغفّل قال قال لی ابن سلام لمّا قُتِل علیٌّ ھٰذا رأس اربعین سنۃ وسیکون عندھا صلح وَاخرج ابن سعد عن ابی صالح قال کان الحادی یحدو بعثمان وھو یقول شعر اِنَّ الامیرَ بعدَہٗ علیٌّ ؛ وفی الزّبیرِ خَلَفٌ مَرضیٌّ ؛ فقال کعب لا بل معاویۃ فاخبرَ معاویۃ بذالک فقال یا ابا اسحاق انّیٰ یکون ھٰذا وھٰھُنا اصحاب محمّدٍ علیٌّ والزّبیر

(یعنے شہید ہو جائیں گے) حضرت علیؓ نے کہا اللہ کی قسم تم سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرما چکے ہیں۔ ابو الاسودؓ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ سوا آج کے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جو شخص لڑنے کے لئے جا رہا ہو وہ ایسی[1] باتیں لوگوں کے سامنے کہے۔ اور[۲۱] ابو القاسم بغویؒ نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ذی قربات حمیری سے {جو یہود کے بڑے عالموں میں سے تھا} پوچھا گیا کہ اے ذی قربات! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون (خلیفہ) ہوگا؟ اُس نے کہا امین {یعنے ابوبکرؓ} پوچھا گیا پھر اُن کے بعد کون؟ تو اُس نے کہا ایک رُوئیں تن {یعنے عمرؓ} پوچھا گیا پھر اُن کے بعد کون؟ اُس نے کہا ایک سخی آدمی {یعنے عثمانؓ} پوچھا گیا پھر اُن کے بعد کون؟ اُس نے کہا ایک گورے رنگ کا فتحمند آدمی {یعنے معاویہؓ} اور[۲۱] ابن راہویہ اور طبرانی نے عبد اللہ بن مغفلؓ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عبد اللہ بن سلامؓ نے کہا جب کہ حضرت علیؓ شہید ہوئے کہ یہ چالیسویں سال کا آغاز ہے اور اب عنقریب (اہلِ عراق اور اہلِ شام میں) صلح ہونے والی ہے۔ اور[۲۳] ابن سعدؒ ابو صالح سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) حادی (حُدی خواں) حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ شعر پڑھ رہا تھا (ترجمہ) بیشک خلیفہ بعد عثمانؓ کے علیؓ ہوں گے ؛ اور زبیرؓ میں بھی پسندیدہ خلافت (کی علامت) ہے ؛ کعب[2] نے کہا (زبیرؓ) نہیں بلکہ معاویہؓ۔ حضرت معاویہؓ کو اس کی خبر ملی تو اُنھوں نے (کعب سے) کہا کہ اے ابو اسحاقؓ! یہ کیونکر ہو سکتا ہے درانحالیکہ اصحابِ محمدؐ مثل علیؓ اور زبیرؓ کے موجود ہیں

[1] یعنے ایسی باتوں سے فوج بے دل ہو جاتی ہے فوج کے سامنے ایسی باتیں کرنا جس سے اسکو اپنی ناکامی کا خیال پیدا ہو بیدلی کا موجب ہوتا ہے۔ [2] حضرت کعبؓ چونکہ کتب سابقہ ربانیہ کے عالم تھے اُنھوں نے ان کتبِ سماویہ میں کچھ اشارات حضرت معاویہؓ کے خلیفہ ہونے کے دیکھے ہوں گے۔

قال انت صاحبہا۔ باید دانست کہ سنۃ اللہ جاری شدہ است بر آنکہ چوں امرے عظیم در عالم غیب مقدر شود و در ملأ اعلیٰ صورت آں مرتسم گردد ملأ سافل آں امر را تلقی نمایند چوں نوبت ایجا رسد کہان بکہانت خود آں امر را بشناسند و اہل اذہان صافیہ برؤیا بلکہ در بعض اجسام و جسمانیات نیز صورت آں واقعہ مرتسم گردد ازیں باب نیز نقلے چند بنگاریم ہم از خصائص من قول السطیح بعد ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یلی امرہ الصدیق اذا قضے صدق وفی رد الحقوق لاخرق ولا نزق ثم یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف قد اضاف المضیف واحکم التحنیف ثم یلی امرہ دارع لامرہ مجرب فیجتمع لہ جموع وعصب فیقتلونہ نقمۃ علیہم وغضب فیوخذ الشیخ فیذبح اربا فیقوم لہ رجال خطبا ثم یلی امرہ الناصر یخلط الرأی بامر ماکر یظہر فی الارض العساکر والمراد من الناصر ہہنا معاویۃ بن ابی سفیان واخرج ابن عساکر عن ابی الطیب عبد المنعم بن غلبون المقری قال لما فتحت عموریۃ

کعب نے کہا (میں جانتا ہوں) تم ہی ہو۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ جب کوئی بڑا کام عالم غیب میں مقدر ہوتا ہے اور ملأ اعلیٰ[1] میں اُس کی صورت منقش ہوجاتی ہے تو ملأ سافل اس صورت کو لے لیتے ہیں اور جب یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو کاہن لوگ اپنی کہانت سے اُس کام کو معلوم کرلیتے ہیں اور روشن ضمیر لوگ خواب میں (اس کو دیکھ لیتے ہیں) بلکہ بعض اجسام اور جسمانیت میں بھی اس واقعہ کی صورت منقوش ہوجاتی ہے۔ اس کے متعلق بھی ہم چند روایتیں (اسی کتاب) خصائص سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ سطیح[2] کا قول ہے کہ اُس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرکے کہا کہ اُن کے دین کے والی صدیق رضؓ ہوں گے کہ جب وہ فیصلہ کریں گے تو سچا فیصلہ کریں گے اور (لوگوں کا) حق دلانے میں نہ متحیر ہوں گے اور نہ بدحواس ہوں گے پھر اُن کا خلیفہ ایک راست باز اور تجربہ کار سردار ہوگا۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرے گا اور اسلام کو مضبوط کردے گا۔ پھر اس کا خلیفہ ایک پرہیزگار اپنے کام میں تجربہ کار ہوگا مگر بالآخر کچھ لوگ اُس کے قتل کے لئے جمع ہوں گے ان پر خدا کا غضب ہوگا وہ خلیفہ ذبح کردیا جائے گا اور اُس کا عضو عضو جدا کردیا جائے گا۔ پھر کچھ لوگ اس کا انتقام لینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے پھر اُس کا خلیفہ اس کا مددگار ہوگا، اور تدبیر کے ساتھ اپنی رائے کو مخلوط رکھے گا روئے زمین پر لشکروں کو جمع کرے گا { مددگار سے یہاں مراد معاویہؓ بن ابی سفیان ہیں} اور ابن عساکر نے ابوالطیب یعنی عبدالمنعم بن غلبون مقری سے روایت کی ہے کہ جب شہر عموریہ فتح ہوا تو

[1] ملأ اعلیٰ سے مراد آسمانوں کی مخلوق اور ملأ سافل سے مراد زمین کی مخلوق۔ [2] سطیح بن مازن بن غسان۔ یہ مشہور کاہن ملک شام میں رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سوائے کھوپڑی کے اس کے جسم میں کوئی ہڈی نہ تھی، کپڑے کی طرح اپنا جسم لپیٹ لیتا تھا۔ مصح

وجدوا على كنيسة من كنائسها
مكتوب بالذهب شر الخلف خلف
يشتم السلف واحد من السلف
خير من الف من الخلف صاحب الغار
نلت كرامة الافتخار اذ اثنى عليك
الملك الجبار اذ يقول فى كتابه المنزل
على نبيه المرسل ثانى اثنين اذ هما في
الغار يا عمر ما كنت واليا بل كنت والدا يا عثمان
قتلوك مقهورا ولم يزوروك مقبورا و
انت يا علي امام الابرار والذاب عن وجه
رسول الله صلى الله عليه وسلم الكفار
فهذا صاحب الغار وهذا احد الاخيار وهذا
غياث الامصار وهذا امام الابرار فعلى
من ينتقصهم لعنة الجبار فقلت لصاحب
له قد سقطت حاجباه على عينه من الكبر
منذ كم هذا على باب كنيستكم مكتوبا
قال من قبل ان يبعث نبيكم بالفى عام و
اخرج ابن عساكر فى تاريخ دمشق عن كعب
قال كان اسلام ابى بكر الصديق سببه
يوحى من السماء وذلك انه كان تاجرا
بالشام فرأى رؤيا فقصها على بحيراء الراهب
فقال له من اين انت قال من مكة قال
من ايها قال من قريش قال فايش انت
قال تاجر قال صدق الله

لوگوں نے اُس کے ایک گرجا پر آبِ زر سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی
"وہ بہت ہی بُرے خلف ہیں جو سلف کو بُرا کہیں اور ایک شخص
سلف میں سے ہزار خلف سے بہتر ہے۔ اے صاحبِ غار تم نے قابلِ
فخر بزرگی پائی کہ تمھاری تعریف ملک جبّار نے کی جیساکہ وہ اپنی
اُس کتاب میں جو اُس نے اپنے نبی مُرسل پر نازل کی فرماتا ہے ثانی
اثنین اذ ھما فی الغار۔ اے عمرؓ! تم والی نہ تھے بلکہ (عام رعیت
پر) والد (کی طرح مہربان) تھے۔ اے عثمانؓ! تم کو لوگوں نے ظلم
کے ساتھ قتل کردیا اور تم کو مدفون کو بھی نہ دیکھ سکے۔ اور تم اے
علیؓ! ابرار کے پیشوا اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
سے کافروں کو ہٹانے والے ہو۔ پس وہ صاحبِ غار ہیں اور
وہ نیکوں میں سے ایک ہیں اور وہ ملکوں کے فریادرس ہیں اور وہ
ابرار کے پیشوا ہیں جو شخص ان کو بُرا کہے اُس پر جبّار کی لعنت"۔
میں نے اُس گرجا کے خادم سے جس کے دونوں ابرو بڑھاپے کی
وجہ سے لٹک آئے تھے پوچھا کہ یہ تحریر تمھارے گرجا کے دروازہ
پر کب سے ہے؟ اُس نے کہا تمھارے نبی کی بعثت کے دو ہزار
برس پہلے سے۔ [۲۵] اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب (احبار)
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکرؓ صدیقؓ کے اسلام کا باعث
ایک وحی آسمانی[لہ] ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ شام میں تجارت
کرتے تھے وہاں انھوں نے ایک خواب دیکھا اور اُس کو بحیرا
راہب سے بیان کیا۔ بحیرا نے (وہ خواب سُن کر) پوچھا کہ تم کہاں
کے رہنے والے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مکہ کا رہنے والا ہوں۔
اُس نے پوچھا کہ مکہ کے کس خاندان سے ہو؟ انھوں نے جواب دیا
قریش سے۔ اُس نے پوچھا کہ تم کون (پیشہ کرتے) ہو؟ انھوں نے
جواب دیا کہ تاجر ہوں (یہ سب پوچھ کر) اُس نے کہا کہ اللہ نے تمھیں

لہ وحی آسمانی سے مراد یہاں وحی انبیائے سابقین ہے۔

رؤیاك فان یبعث نبی من قومك تکون
وزیرہ فی حیاتہ وخلیفتہ بعد موتہ فاسرّھا
ابوبکر حتی بُعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءہ
فقال یا محمدُ ما الدلیل علی ما تدّعی قال الرؤیا
التی رأیت بالشام فعانقہ وقبّل ما بین
عینیہ وقال اشھد انك رسول اللہ
واخرج ابن عساکر عن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اُسری بی رأیتُ
علی العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین
واخرج ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط
وابن عساکر والحسن بن عرفۃ فی جزئہ
المشھورۃ عن ابی ھریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لیلۃ عُرج بی الی السماء ما مررت بسماءٍ
الا وجدت اسمی فیھا مکتوبا محمد رسول
اللہ وابوبکر الصدیق خلفی واخرج
الدارقطنی فی الافراد والخطیب وابن
عساکر عن ابی الدرداء عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال رأیتُ لیلۃً
اُسری بی فی العرش فرندۃ خضراء
فیھا مکتوب بنور ابیض لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق
واخرج ابن عساکر وابن النجار فی تاریخیھما عن ابی
الحسن علی بن عبد اللہ الھاشمی الرقی

سچا خواب دکھلایا ہے ایک نبی تمھاری قوم سے مبعوث ہوں گے
اُن کی زندگی میں تم اُن کے وزیر ہو گے اور اُن کی وفات کے
بعد اُن کے خلیفہ بنو گے۔ ابوبکرؓ نے اس بات کو سب سے پوشیدہ
رکھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکرؓ
آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپ کے دعوے کی
دلیل کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہی خواب جو تم نے شام میں
دیکھا تھا (یہ سُنتے ہی) حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ سے معانقہ کیا اور
آپؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا کہ میں
گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور[۲۶] ابن عساکر نے
حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس شب کو مجھے معراج ہوئی میں نے دیکھا کہ عرش
پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر
الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین۔ اور[۲۷] ابو یعلی نے
اور طبرانی نے (معجم) اوسط میں اور ابن عساکر نے اور حسن بن عرفہ
نے اپنے مشہور رسالہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب مجھے معراج
ہوئی میرا گزر جس آسمان پر ہوا میں نے دیکھا کہ اس میں میرا نام لکھا
ہوا ہے یعنے محمد رسول اللہ اور میرے نام کے بعد ابوبکر الصدیقؓ
لکھا ہوا ہے۔ اور[۲۸] دارقطنی نے افراد میں اور خطیب وابن عساکر
نے حضرت ابوالدرداءؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا شبِ معراج میں میں نے
عرش میں ایک سبز رنگ کا جواہر دیکھا جس میں سفید نور سے
لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر
الصدیق عمر الفاروق اور[۲۹] ابن عساکر اور ابن نجار نے اپنی تاریخوں
میں ابوالحسن یعنے علی بن عبد اللہ ہاشمی رقی سے روایت کی ہے کہ

قال دخلت بلاد الهند فرأیت فی بعض قراها شجرۃ ورد اسود ینفتح عن وردۃ کبیرۃ طیبۃ الرائحۃ سوداء علیها مکتوب بخط ابیض لا الٰه الا الله محمد رسول الله ابوبکر الصدیق عمر الفاروق فشککت فی ذلک قلت انہ معمول فعمدت الی جنبذ لم تفتح ففتحتها فرأیت فیها کما رأیت فی سائر الورد وفی البلد منہ شیء کثیر قال الله تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ یٰایها الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکٰفرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم ذٰلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم یعنی ای مومنان هرکہ برگردد از زمرہ شما از دین خود پس خواهد آورد خدای تعالیٰ گروهی را کہ دوست میدارد ایشاں را و دوست میدارند او را متواضع اند برای مسلمانان درشت طبع اند بر کافران جهاد می کنند در راہ خدا و نمی ترسند از ملامت ملامت کنندہ ایں بخشائش خدا است میدہد بکسی کہ خواهد خدا جواد و دانا است انما ولیکم الله و رسوله و الذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰة و یؤتون الزکوٰة وهم راکعون یعنی جز ایں نیست کہ کارساز و یاری دہندہ شما خدا است و رسول او و آں مومنان کہ بر پا میدارند نماز را و میدہند زکوٰۃ را و ایشاں خشوع کنندگان اند یا نماز نافلہ بسیار خوانندگانند

وہ کہتے تھے میں ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا تو میں نے وہاں کی بعض بستیوں میں سیاہ گلاب کا درخت دیکھا جس کا پھول بہت بڑا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں بہت ہی عمدہ خوشبو ہوتی ہے اس پر سفید حروف میں لکھا ہوتا ہے لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق. مجھے یہ دیکھ کر شبہ ہوا اور میں سمجھا کہ یہ مصنوعی ہے لہٰذا میں نے ایک ناشگفتہ کلی چیر کر دیکھی تو اس میں بھی وہی عبارت دیکھی جو باقی پھولوں میں تھی۔ اس بستی میں اُس گلاب کے بہت[1] درخت تھے۔

(**چوتھی آیت**[2]) اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ (چھٹے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (**ترجمہ**) اے مومنو! جو کوئی پھر جائے گا تمہارے گروہ کا اپنے دین سے تو لائے گا خدا ایک ایسے گروہ کو کہ دوست رکھے گا وہ اُن کو اور دوست رکھیں گے وہ اُس کو تواضع کرنے والے ہوں گے مسلمانوں کے لئے اور سخت طبیعت ہوں گے کافروں پر جہاد کریں گے راہِ خدا میں اور نہ ڈریں گے ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کی یہ بخشش خدا کی ہے دیتا ہے وہ اُسے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بخشش والا اور دانا ہے + سوا اس کے نہیں کہ کارساز اور مدد دینے والا تمہارا خدا ہے اور رسول اس کا اور وہ مومن جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ خشوع کرنے والے ہیں یا نفل نمازیں پڑھنے والے ہیں +

---

[1] یہ شبہ کرنا کہ اب یہ درخت ہندوستان میں نظر نہیں آتا لائق التفات نہیں کیونکہ بہت چیزیں ایک وقت میں ہوتی ہیں اور چند روز کے بعد اُن کا پتہ بھی نہیں ملتا۔ [2] اس آیت کو آیۂ قتال مرتدین کہتے ہیں سلسلۂ کلام چونکہ دو آیت بعد تک تھا اس سبب سے مصنف نے بعد کی دو آیتیں بھی نقل کر لیں ورنہ استدلال صرف پہلی آیت سے ہے۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝
وہرکہ دوستی پیدا کند باخدا و بارسولِ او و
بامومنان پس ہر آئینہ گروہ خدا ہمون است غالب
قولہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا غرض ازیں
کلام اخبار ست بآں حادثہ کہ در مرض موت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیش آمد وبعد
انتقال او صلے اللہ علیہ وسلم متکامل شد و
اعلام تدبیرے کہ خدا تعالیٰ در غیب الغیب
مقرر فرمودہ است تا چوں آں حادثہ رو بدہد
علی البصیرۃ باشند از اں واضطراب بر بواطن
ایشاں غالب نیاید وچوں آن تدبیر رو نماید
در اہتمام آں کوشند وبذلِ مساعی در اہتمام
آں سعادتِ خود دانند شرح ایں حادثہ آنکہ
در اواخر ایام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہ
فرقہ از عرب مرتد شدند و در ہر فرقہ شخصے دعوے
نبوت برخاست وقومِ وے تصدیقِ او کردند و
فتنۂ عظیم برپا شد ذو الخمار عنسی کہ در کہانت و
شعبدہ بازی دستے تمام داشت درمیانِ مذحج
دعوائے نبوت نمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بجانب معاذ بن جبل وجمعے از مسلمین کہ ہمراہ او
بودند نامہ نوشت تا برائے قتالِ او آمادہ شوند
فیروز دیلمی از الجماعہ متصدی قتل او شد وجناب
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بر صورتِ ایں ماجرای بوحی
مطلع شدند وفرمودند فاز فیروز و در خارج خبر

اور جو شخص دوستی پیدا کرے گا اللہ سے اور اُس کے
رسول سے اور مومنوں سے پس یقیناً (اس کو سمجھ لینا چاہیئے
کہ) خدا ہی کا گروہ غالب رہتا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا مقصود اس سے (دو ہیں) اُس حادثہ
کی خبر دینا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات
میں پیش آیا اور آپ کے انتقال کے بعد بہت ترقی کر گیا۔
اس تدبیر کا بتانا جو خدا نے غیب الغیب میں (اس حادثہ کے لئے)
مقرر فرمائی ہے تاکہ جس وقت وہ حادثہ پیش آئے لوگ اس
سے کچھ واقفیت رکھتے ہوں اور ان کے دلوں پر اضطراب
غالب نہ ہونے پائے اور جب وہ تدبیر (غیب سے) ظاہر ہو
تو اُس کے اہتمام میں کوشش کریں اور اُس کے پورا کرنے میں
اپنی سعادت سمجھیں۔

اس حادثہ کی شرح یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے آخر زمانہ میں عرب کے تین فرقے مُرتد ہو گئے اور ہر فرقہ
میں سے ایک ایک شخص دعوی نبوت کرتا ہوا اٹھا اور اُس کی
قوم نے اس کی تصدیق کی اور ایک فتنۂ عظیم برپا ہو گیا اول
ذو الخمار عنسی نے {جو کہانت اور شعبدہ بازی میں بڑی مہارت
رکھتا تھا} قبیلۂ مذحج کے درمیان دعویٰ نبوت کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رض کو (جو اُن دنوں
سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قاضیٔ یمن تھے)
اور اُن تمام مسلمانوں کو جو اُن کے ہمراہ تھے خط لکھا کہ ذو الخمار
سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ حضرت فیروز دیلمی نے جو ہمراہیان
حضرت معاذ رض سے تھے ذو الخمار کو قتل کر ڈالا اور جناب نبوی
صلے اللہ علیہ وسلم اس واقعہ پر بذریعۂ وحی کے مطلع ہو گئے
اور آپ نے فرمایا کہ فیروز رض کامیاب ہو گئے مگر بظاہر خبر

این واقعه آخر ربیع الاوّل بصدیقِ اکبر رضی اللہ
عنہ رسید و این اوّل مژدهٔ فتحے بود کہ حضرت صدیق
اکبر بآں مسرور گردید و مسیلمہ کذّاب درمیانِ بنی حنیفه
در شہر یمامہ بدعوایِ نبوّت برخاست و بجناب اقدس
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نامہ نوشت من مسیلمۃ
رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد
فانّ الارض نصفھا لی ونصفھا لک
و این نامہ را بدست دو کس بحضور مقدّس فرستاد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آں دو کس را فرمودند
اتشہدان انّ مسیلمۃ رسول اللہ قالا نعم
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لولا انّ
الرسل لا تقتل لضربت اعناقکما بعد ازاں جواب
نامہ او نوشتند من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ
الکذّاب اما بعد فانّ الارض للہ یورثھا من
یشاء والعاقبۃ للمتقین بعد ازیں ماجرای آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند و تدبیر دفع او نا فرمودہ
برفیق اعلیٰ پیوستند صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ
خالد بن ولید را با جیشے کثیر بطرف مسیلمہ رواں فرمود
و کار او را آخر نمود وحشی آں کذّاب را بکشت
و مجموع او متفرق گشتند و بعضے ازیشاں تائب
شدند و طلیحہ اسدی درمیانِ بنی اسد مدّعی نبوت
شد ہم در حیاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعد
انتقالِ وے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ خالد بن ولید را بر سر آں جماعت
فرستاد خالد آں جمع را ہزیمت داد

اس واقعہ کی اخیر ربیع الاوّل میں حضرت صدیقؓ کو ملی اور یہ پہلی
خوشخبری فتح کی تھی جس سے حضرت صدیقؓ خوش ہوئے۔ (دوسرا)
مُسیلمہ کذّاب (یہ)، قبیلۂ بنی حنیفہ کے درمیان شہر یمامہ میں دعویٰ
نبوّت کرنے لگا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس میں
(اس گستاخ نے) ایک خط لکھا (جس کا مضمون یہ تھا) مُسیلمہ
رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کو واضح ہو کہ ملک آدھا
میرا ہے اور آدھا آپؐ کا۔ یہ خط اُس نے دوؔ آدمیوں کے ہاتھ حضور
مقدّس میں بھیجا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں سے
پوچھا کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ مُسیلمہ اللہ کا رسول
ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اگر یہ نہ ہوتا کہ قاصد قتل نہیں کئے جاتے تو میں تمہاری گردن
مارنے کا حکم دیتا۔ اس کے بعد آپؐ نے اُس کے خط کا جواب لکھا
(جس کا مضمونِ عالی یہ تھا) محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذّاب
کو معلوم ہو کہ ملک اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بناتا
ہے اور (خیریت) انجام پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ اس کے بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور اُس کے دفعیہ کی
تدبیر کئے بغیر رفیقِ اعلےٰ سے مل گئے۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ
نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو مُسیلمہ کذّاب
کی طرف بھیجا اُنھوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ وحشی نے اس کذّاب
کو (اپنے ہاتھ سے) قتل کیا اُس کی تمام جماعت متفرق ہو گئی
اُن میں سے بعض نے توبہ بھی کی (تیسرا) طلیحہ اسدی (یہ)
بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قبیلۂ بنی اسد
کے درمیان مدعی نبوّت ہوا تھا۔ آپؐ کے انتقال کے بعد حضرت
صدّیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کی جماعت کی
طرف بھیجا حضرت خالدؓ نے اس کی تمام جماعت کو شکست دی

طلیحہ بگریخت و بعد ازاں مسلمان شد و در
غزوۂ قادسیہ تردّد نمایاں بعمل آورد و بعد
ازاں فتنۂ ردّت بغایت بلند شد اکثر عرب
غیر حرمین و قریۂ جُواثی راہِ ارتداد پیش گرفتند
و فرقہ منع زکوٰۃ نمودند در باب ایں جماعہ فقہائے
صحابہ باہم در مباحثہ اُفتادند کہ اہلِ قبلہ اند
قتال بایشاں جائز نباشد از انجملہ عمر فاروق
رضی اللہ عنہ گفت کیف تُقَاتِلُ النَّاس
وقد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اُمِرتُ ان اقاتل الناس حتے یقولوا لا الٰہ
الا اللہ فمن قالہا فقد عصم منی نفسہ
ومالہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال
ابوبکر واللہ لاُقاتلنّ من فرّق بین
الصلوٰۃ والزکوٰۃ فانّ الزکوٰۃ حق المال
واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونہا الے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم
علی منعہا قال عمر فعرفت انہ الحق اخرجہ
الشیخان وغیرھما و شرح تدبیرے کہ خدائے
تعالیٰ برائے ایں حادثہ مقرر فرمود آنست کہ داعیہ
قتال در خاطر صدیقِ اکبر باہتمام تمام فرو ریخت
و آں سرّ قول آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم
دریں فتنہ العصمۃ فیہا السیف رواہ
حذیفۃ اکثر صحابہ دریں امر متوقف بودند
تا آنکہ فاروقِ اعظم از صدیقِ اکبرؓ طلب رفق نمود

اور طلیحہ بھاگا اور اس کے بعد پھر اسلام لایا اور جنگِ قادسیہ
میں خوب کام کیئے۔

اس کے بعد ارتداد کا فتنہ نہایت بلند ہوا حرمین اور قریۂ جواثی کے
سوا اکثر عرب مرتد ہوگئے اور ایک فرقہ نے زکوٰۃ موقوف کردی
اس فرقہ کی بابت فقہائے صحابہ میں باہم مباحثہ ہوا کہ یہ لوگ
اہلِ قبلہ ہیں ان کا قتل جائز نہیں ہے۔ انہی لوگوں میں سے حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (یا خلیفۃ رسول اللہ) آپ کیونکر
ان لوگوں سے لڑسکتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو
فرما چکے ہیں کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہانتک
کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہدیں۔ جس نے یہ کہدیا میری طرف سے
اس کی جان اور مال محفوظ ہے مگر کسی حق کی وجہ سے اور اُس کا
حساب خدا پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا اللہ کی قسم میں
اُس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان میں فرق کرے
(نماز اگر حق بدن ہے) تو بیشک زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر وہ
ایک بکری کا بچہ جو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے
نہ دیں گے تو میں اُن سے اس کی بابت لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا
پھر میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے[1]۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم
وغیرہما نے لکھا ہے۔

اور اُس تدبیر کی شرح جو خدا تعالےٰ نے اس حادثہ میں مقرر فرمائی
تھی یہ ہے کہ جہاد کا ارادہ حضرت صدّیقِ اکبرؓ کے دل میں بڑے
اہتمام کے ساتھ ڈال دیا۔ یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کے متعلق فرمایا کہ بچنے کی صورت
اس فتنہ میں تلوار (اُٹھانا) ہے۔ اکثر صحابہؓ اس معاملہ میں متردد تھے
یہاں تک کہ فاروقِ اعظمؓ نے صدّیقِ اکبرؓ سے نرمی کی درخواست کی

[1] یعنے یہ بات میری سمجھ میں آگئی کہ اس فرقہ کی تاویل بدیہی البطلان ہے ایسی تاویلوں کی وجہ سے آدمی کفر سے نہیں بچ سکتا۔

وحضرت صدیق فرمود اجبار انت فی الجاھلیۃ خوار فی الاسلام وباحضرت مرتضٰی نیز مانند ایں جواب وسوال درمیان آمد قال انس بن مالک کرہ الصحابۃ قتال مانعی الزکوٰۃ وقالوا اھل القبلۃ فتقلد ابوبکر سیفہ وخرج وحدہ فلم یجدوا بدا من الخروج وقال ابن مسعود کرھنا ذٰلک فی الابتداء ثم حمدناہ علیہ فی الانتھاء اخرجھما البغوی وغیرہ داعیۃ کہ در قلب حضرت صدیق پختند بمنزلۂ چراغے بود ہر کہ محاذی او می افتاد بنور او منور می شد تا آنکہ مجموع عظیم از مسلمین مہیا برائے قتال شدند وسعی ہرچہ تمامتر بکار بردند قال ابوبکر بن عیاش سمعت اباحصین یقول ماولد بعد النبیین افضل من ابی بکر قام مقام نبی من الانبیاء فی قتال اھل الردۃ اخرجہ البغوی وایں اشارہ است بہ تحمل داعیۃ الٰہیہ کہ در نفس نفیس او رضی اللہ عنہ مرتسم شد و از انجا اہتمام بامر جہاد در خاطر مسلمانان مرسوم گشت اخرج ابوبکر عن القاسم بن محمد عن عائشۃ انھا کانت تقول توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزل بابی بکر مالو نزل بالجبال لھاضھا اشرأب النفاق بالمدینۃ

اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ کیا تم جاہلیت میں سختی کرنیوالے اور اسلام میں سستی کرنے والے بن گئے اور حضرت مرتضٰے سے بھی اسی قسم کا سوال وجواب ہوا۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ (ابتداء) میں تمام صحابہ مانعین زکوٰۃ سے لڑنے کو بُرا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہلِ قبلہ ہیں مگر جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تلوار زیب دوش کی اور تنہا چلے تو پھر سب نے جانے کے سوا کوئی مفر نہ دیکھا (اور کہا یا خلیفۂ رسول اللہ آپ بیٹھیے ہم جاتے ہیں) حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم ابتداء میں اُس (لڑائی) کو بُرا سمجھتے تھے مگر آخر میں ہم نے ابوبکرؓ کی اس معاملہ میں شکر گزاری کی یہ دونوں روایتیں بغوی وغیرہ نے لکھی ہیں۔

حضرت صدیقؓ کے دل میں جو ارادہ (اس معاملہ کے متعلق کارکنانِ قضا وقدر نے) ڈالا وہ مثل ایک چراغ کے تھا کہ جو اُس کے سامنے آجاتا تھا روشن ہوجاتا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں آمادۂ جہاد ہوگئیں اور سب نے خوب کوشش کی۔ ابوبکر بن عیاشؓ کہتے تھے کہ میں نے ابوحصین کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بعد پیغمبروں کے کوئی شخص ابوبکرؓ سے افضل پیدا نہیں ہوا اہلِ ردّت سے لڑنے میں انھوں نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا۔ اس روایت کو بغوی نے لکھا ہے۔ (ابوحصین) کا یہ قول اشارہ ہے اُس ارادۂ الٰہیہ کے قبول کرنے کی طرف جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نفسِ نفیس میں منتقش ہوگیا تھا اور انھیں کے دل سے تمام مسلمانوں کے دل میں ارادۂ جہاد پیدا ہوا۔ ابوبکر (بن ابی شیبہ) نے قاسم بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکرؓ پر وہ مصیبت پڑگئی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو اُن کو ریزہ ریزہ کردیتی۔ نفاق تمام اہل مدینہ میں پھیل گیا

وارتدت العرب فوالله ما اختلفوا
فی نقطة الا طار ابی لحظها وغنائها فی
الاسلام وکانت تقول مع هذا ومن
رای عمر بن الخطاب عرف انه خلق
غناء للاسلام کان والله احوذیا نسیج
وحده قد اعد للامور اقرانها قوله
تعالی فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ این آوردن
باین وجه نیست که از عدم بوجود آرد یا از
کفر باسلام بلکه از زمرهٔ مسلمین جمعے را
بسبب داعیه که در قلب صدیق اکبر ریختند
منبعث گردانند بسوئے جهاد و درمیان ایشان
گرہے زنند تا همه بصورت اجتماعیه خود آورده
حق باشند یعنی آں هیئت اجتماعیه بتدبیر
الٰهی و الهام و بالقائے داعیه در قلوب ایشان
متحقق گشت قوله تعالی یُحِبُّهُمْ وَ
یُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ
عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ
اینجا شش صفت مذکور شد دو ازاں
درمیان خدا و عباد او و دو درمیان
ایشاں و غیر ایشاں از بنی آدم هر که مؤمن
است به نسبت او معامله والد با ولد مے
کنند و هر که کافر است در حق او مثل
جبرئیل در وقت صیحهٔ ثمود جارحه از جوارح
الٰهی میشوند در فعل اتلاف و اهلاک

اور اہلِ عرب مرتد ہو گئے مگر خدا کی قسم ان لوگوں نے ایک نقطہ میں
بھی اختلاف کیا تو میرے والد اس کو مٹانے اور اسلام کو اُس
سے بے نیاز کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی
(حضرت عمرؓ کی شان میں) کہا کرتی تھیں کہ جو شخص عمر بن خطابؓ
کو دیکھ لیتا وہ سمجھ لیتا کہ وہ اسلام کے لئے (سرمایۂ) بے نیازی
بنائے گئے ہیں اللہ کی قسم بڑے صاحب الرائے اور یکتائے روزگار
تھے۔ ہر کام پر اُنھوں نے اس کام کے قابل آدمی مقرر کر رکھے تھے۔
فسوف یاتی اللہ بقوم یہ لانا اس طریقہ کا نہیں ہے کہ عدم سے
وجود میں لائے گا یا کفر سے اسلام کی طرف بلکہ (مراد یہ ہے کہ)
مسلمانوں کی ایک جماعت کو بذریعۂ اُس ارادہ کے جو صدیقِ اکبرؓ
کے دل میں (کارکنانِ قضا و قدر نے) ڈالا جہاد کی طرف مائل
کرے گا اور سب کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیگا (یعنے سب کے
دل میں وہ ارادۂ الٰہی موج زن ہو جائے گا) تاکہ وہ سب اس صورتِ
اجتماعیہ کے ساتھ حق تعالےٰ کے آوردہ سمجھے جائیں یعنے وہ ہیأتِ
اجتماعیہ اللہ کی تدبیر سے اور اُس کے الہام سے اور اس ہمّت کے
سبب سے جو اُس نے اُن سب کے دل میں ڈالی پیدا ہوئی۔ (ورنہ ایک
آگ کا سب کے دل میں یکساں لگ جانا ممکن نہیں)۔
یحبهم و یحبونه الخ یہاں چھ صفتیں (اُن لوگوں کی) بیان ہوئیں
دو وہ ہیں جن کا تعلّق بندے اور خدا کے درمیان میں ہے (خدا
اُن کو دوست رکھتا ہے۔ وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں) اور دو
وہ ہیں جن کا تعلّق خود باہم بندوں کے درمیان ہے جو مومن
ہے اُس کے ساتھ وہ برتاؤ رکھتے ہیں جو باپ کو بیٹے کے ساتھ رکھنا
چاہیئے اور جو کافر ہے اس کے حق میں (مثل جبرئیلؑ کے کہ باوجود
انبیاءؑ و مومنین کے لئے رحمت ہونے کے) صیحۂ ثمود کے وقت
(موجب ہلاکت بن گئے) خدا کی طرف سے ذریعۂ تلف و ہلاکت

دو صفت در نصرت ملت یکی فعل جہاد
و فی معناہُ الامر بالمعروف والنہی عن
المنکر دیگرے قوتِ داعیہ او کہ بگفت
مردم یا بسبب قرابت و مانند آں آں
داعیہ متلاشی نگردد وَذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ
عَلِیْمٌ ہ فذلکہ است عظیم القدر در تحقیق
و تثبیت ایں خصال و بیان منزلت
آنہا عند اللہ از ینجا معلوم می شود کہ قتال
مرتدین تِلْوِ غزوۂ بدر و حدیبیہ بود و نمونہ از
مشاہد عظیمۃ القدر قولہ تعالیٰ اِنَّمَا
وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ۔ انما
در کلام عرب برائے دلیل جملہ سابقہ و
تحقیق و تثبیت او می آید یعنے اے مسلمانان
از ارتدادِ عرب و جموع مجتمعہ ایشاں
چرا می ترسید جز ایں نیست کہ کارساز
و ناصر و یاری دہندۂ شما در حقیقت
خدا است کہ مے ریزد الہام خیر و مے
نماید تدبیر امور و رسولِ او کہ سر رشتۂ
ترغیب بر جہاد در عالم آوردہ او ست
و برائے امتِ خود بدعائے خیر دستگیر ایشان
است و در ظاہر محققین اہلِ ایمان کہ باقامت
صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ بوصفِ خشوع و نیایش
متصف اند و تحمل داعیۂ الٰہیہ کنند و خدائے تعالیٰ
بر دستِ ایشاں کارہائے نیک در عالم

بن جاتے ہیں اور دوؔ وہ ہیں جو دینی خدمات کے متعلق ہیں
ایک فعل جہاد [جس کے لئے آیۂ تمکین میں) امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر (کا لفظ آیا) ہے] اور دوسری قوتِ الہامیہ ان کی
کہ لوگوں کے کہنے سے یا قرابت کے خیال یا اور ایسے ہی کسی بات
سے ان کا ارادۂ الہامی زائل نہیں ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ فضل اللہ الخ یہ ایک خلاصہ (گزشتہ مضامین کا)
ہے جو ان صفاتِ مذکورہ کے ثابت کرنے میں اور عند اللہ اُن
صفات کی منزلت ظاہر کرنے میں اعلیٰ پیمانہ رکھتا ہے۔ یہاں
سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ بدر و حدیبیہ کے بعد قتالِ
مُرتدین ہی کا مرتبہ ہے اور یہ قتال بھی اُن مشاہدِ عظیمہ کا ایک
نمونہ تھا۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ۔ (لفظ) اِنَّمَا کلام عرب میں مضمونِ سابق کے
مدلّل کرنے اور اُس کی حقیقت و واقعیت کے ثابت کرنے کے لئے
آتا ہے مطلب یہ ہوا کہ اے مسلمانو! عرب کے مُرتد ہو جانے اور
اُن کی مجتمعہ جماعتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟ بتحقیق تمہارا کارساز
اور مددگار درحقیقت خدا ہی (خدا کی مدد کی یہ صورت ہی) کہ وہ
الہام خیر کرتا ہے اور (بندوں کے شروع کئے ہوئے) کاموں
کو انجام تک پہنچاتا ہے اور (مددگار تمہارا) رسولؐ اس کا ہے
(رسول کی مدد کی ایک صورت یہ ہی) کہ ترغیبِ جہاد کا سلسلہ
دنیا میں لایا ہوا اُنہی کا ہے اور (دوسری صورت یہ ہی) کہ
اپنی اُمّت کی دُعائے خیر سے دستگیری کرتے ہیں اور [ظاہر
میں] وہ کامل الایمان لوگ (تمہارے مددگار ہیں) جو خشوع
و خضوع کے ساتھ نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دینے کی صفت
رکھتے ہیں (اور اُن کی مدد کی صورت یہ ہے کہ) وہ الہام الٰہی کو
قبول کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن کے ہاتھ سے نیک کاموں کو

سرانجام فرماید و سبب نزول وَ هُمْ رَاكِعُونَ این آیت صدیق اکبرؓ است لفظ عام است شامل ہمہ محققین و دخول سبب نزول قطعی و بجہت این عموم جابر بن عبداللہ گفتہ است نزلت فی عبد اللہ بن سلام لما هجره قومه من الیهود اخرج البغوی عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا نزلت فی المؤمنین فقیل له انها نزلت فی علیؓ فقال هو من المؤمنین نہ چنانکہ شیعہ گمان برند و قصہ موضوعہ روایت کنند و رَاكِعُونَ را حال از يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ گیرند و بر تافتن انگشتری بجانب فقیرے در حالت رکوع فرود می آرند

سرانجام دیتا ہے۔ اس آیت کے نزول کے سبب اور نیز اُس کے مصداق[1] صدیق اکبرؓ ہیں گو الفاظ عام ہیں اور تمام کامل الایمان لوگوں کو (قیامت تک) شامل ہیں مگر (جو شخص) سبب نزول (ہو اُس) کا (آیت کے مصداق میں) داخل ہونا قطعی ہے۔ اسی عموم کی وجہ سے حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن سلامؓ کے حق میں نازل ہوتی تھی جب کہ اُن کو اُن کی قوم یعنے یہودیوں نے (مسلمان ہو جانے کی وجہ سے) چھوڑ دیا تھا (اس موقع پر حضرت علیؓ کا نام لینا بھی اسی عموم کی وجہ سے ہے چنانچہ) بغوی نے ابوجعفر یعنے محمد بن علی (معروف بہ) باقر سے روایت کی ہے کہ آیۂ انما ولیکم اللہ سب ایمانداروں کے حق میں نازل ہوئی ہے ان سے کہا گیا کہ (بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ) یہ علیؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ علیؓ بھی مومنوں میں سے ہیں (لہٰذا اُن لوگوں کا قول بھی صحیح ہے) نہ جیسا شیعوں نے گمان کیا اور ایک جھوٹا قصہ[2] روایت کرتے ہیں اور (ترکیب نحوی میں) راکعون کو یؤتون الزکوٰۃ کا حال بناتے ہیں اور حالتِ رکوع میں (حضرت علیؓ کا) ایک فقیر کی جانب انگوٹھی پھینکنا بیان کرتے ہیں اور (اس آیت کو ماقبل اور

[1] سبب نزول اور مصداق کبھی جداگانہ ہوتے ہیں کبھی دونوں متحد ہوتے ہیں جس شخص یا جس واقعہ کے سبب سے آیت نازل ہو وہ شخص یا وہ واقعہ سبب نزول کہلاتا ہے اب اگر الفاظ آیت اس شخص یا اس واقعہ پر صادق آجائیں تو وہی مصداق بھی ہے ورنہ نہیں۔ مفسرین جب بولتے ہیں کہ یہ آیت فلاں کے حق میں نازل ہوئی تو کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلاں سبب نزول ہے اور کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلاں مصداق آیت ہے کبھی دونوں مراد لیتے ہیں۔ [2] وہ جھوٹا قصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ سائل نے آکر سوال کیا حضرت علیؓ نے نماز پڑھتے ہی میں حالتِ رکوع میں انگوٹھی اپنی انگلیوں کی نکال کر اس کو دی اس قصہ کو علاوہ مصنفؒ کے دوسرے ائمۂ فن نے بھی موضوع کہا ہے چنانچہ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ولیس یصح شیٔ منها بضعف اسانیدها وجهالة رجالها اس قصہ کی کوئی روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کی سندیں کمزور ہیں اور راوی مجہول ہیں۔

وسیاق وسباق آیت را برہم زنند خدائے تعالیٰ
اعضائے ایشاں را از ہم جدا سازد چنانکہ ایشاں
آیات متسقۃ بعضہا ببعض را از ہم جدا کردند
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ مفہوم
ایں کلام آنست کہ ولایت مسلمانان وکارسازی
ایشان خصوصاً در مثل ایں حوادث عظام بسابقین
متصفین بصفات کمال لائق است نہ غیر ایشاں
قولہ تعالیٰ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ الخ امر ست
بطاعت خدا و رسول و خلیفۂ رسول و ترغیب
است برآں و بیان آنکہ غلبۂ اسلام موقوف
است برآں وسعادت محصور است دراں
چوں ایں ہمہ بیان نمودہ شد باید دانست
کہ وعدۂ خدائے تعالیٰ راست است وانجاز
ایں وعدہ در زمان حیات آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم واقع نشد زیرا کہ فوجے مجتمع
برائے قتال اہل ارتداد دراں زمان نہ برآمد
وبعد شیخین دریں مدت متطاولہ نیز قتال مرتدین بجمع رجال
ونصب آلات قتال بوقوع نیامد لامحالہ مصداق وعدہ
جنود مجندۂ صدیق اکبر ست رضی اللہ عنہ کہ بجہت محاربہ
مرتدین برآمدند بعون الٰہی در اسرع حین و احسن وجوہ
سرانجام آں امر عظیم دادند وجمع رجال ونصب قتال
بالفرق مرتدین یکی از لوازم خلافت است زیرا کہ خلافت
راشدہ ریاست خلق است در اقامت دین وجہاد
اعداء اللہ و اعلاء کلمۃ اللہ بوجہے کہ ودے

مابعد سے بے تعلق کرکے) آیت کے سیاق وسباق کو برہم کردیتے ہیں
خدا تعالیٰ ان کے اعضاء کو ایک دوسرے سے جدا کردے جس طرح
انھوں نے آیتوں کو {جو ایک دوسرے سے مرتبط تھیں} جدا کردیا۔
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ مفہوم اس کلام کا یہ ہے کہ مسلمانوں کا ولی وکارساز
ہونا (ہر معاملہ میں) خاص کر ایسے بڑے بڑے حادثوں میں (جیسے
فتنۂ ارتداد تھا) انہی سابق القدم لوگوں کو زیبا ہے جو صفات
کمال کے ساتھ موصوف ہوں نہ کہ کسی اور کو۔
وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ الخ خدا ورسول کی اور خلیفۂ رسول کی اطاعت
کا حکم (دیا جارہا) ہے اور اس کی ترغیب (دی جارہی) ہے اور
اس بات کا بیان ہے کہ غلبۂ اسلام اسی (اطاعت) پر موقوف ہی
اور سعادت (دارین) اسی (اطاعت) میں منحصر ہے۔
جب یہ سب بیان ہوچکا تو جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ
سچا ہے مگر اس وعدہ کا انجاز[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں نہیں ہوا کیونکہ اس زمانہ میں کوئی فوج جمع ہوکر مرتدوں
سے لڑنے کے لئے نہیں نکلی اور شیخین کے بعد بھی اس تمام طویل
مدت میں کبھی فوجوں کو جمع کرکے اور آلات حرب کو درست کرکے
مرتدوں سے لڑائی نہیں ہوئی پس ضروری ہے کہ مصداق اس
وعدہ کا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج (ظفر موج)
ہے جو مرتدوں سے لڑنے کے لئے نکلی تھی جس نے اللہ کی مدد سے
بہت جلد اور نہایت عمدہ طریقہ سے اتنے بڑے کام کو انجام دیدیا
اور (چونکہ) جمع کرنا فوج کا اور مرتدوں سے لڑنا خلافت خاصہ کے
لوازم سے ہے {اس لئے کہ خلافت راشدہ اسی سرداری کو کہتے
ہیں جو دین کے قائم رکھنے اور دشمنان خدا سے جہاد کرنے اور کلمۂ خدا
کے بلند کرنے کے لئے ہو اس طرح پر کہ وہ سب سردار اور اس کے

[1] انجاز کسی کام کے پورا کرنے کو کہتے ہیں۔

و تابعانِ وے دریں اقامت ممدوح باشند و ثنا و رضا بایشاں متوجہ شود و جہاد مُرتدین از اعظم انواع اقامتِ دین است و رضا و ثنا بر ایشاں دریں آیات اظہر من الشمس فی رابعۃ النہار و نیز باید دانست کہ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ترغیب است بتولّی خلیفۂ راشد و صدّیق اکبرؓ موردِ نص است و آں قطعی الدخول است و ایں اشارہ است بوجوبِ انقیادِ خلیفۂ راشد و دلالت است بر تحقّقِ خلافتِ حضرتِ صدیقؓ و نیز باید دانست کہ حق سُبحانہٗ بتاکید گواہی مے دہد براں کہ آں جماعہ در وقتِ قیام بقتالِ مرتدین محبوبین و محبّین و کذا کذا باشند و ایں ہمہ صفاتِ کمال است پس اگر حضرت صدیق در خلافتِ خود برحق نمے بود جمعے کہ بامرِ او جہاد کردند و باو بیعت نمودند و باستخلافِ او راضی شدند محبّین و محبوبین و متصفین باوصاف کمال نباشند و اللازم باطلٌ بشہادۃ اللہ تعالیٰ

پیرو سب اس دین کے قائم رکھنے میں ممدوح ہوں اور (خدا کی) تعریف و خوشنودی اُن کے شامل حال ہو اور (یہ ظاہر ہے کہ) مُرتدوں سے جہاد کرنا دین قائم رکھنے کی اعلیٰ ترین قسم ہے اور مرتدوں سے جہاد کرنے والوں کی تعریف اور اُن سے خوشنودی ان آیات میں دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے] (لہٰذا ثابت ہو گیا کہ حضرت صدیقؓ سے خلافتِ خاصّہ کی مسند کو زیب و زینت تھی) یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ من يتول الله (میں) خلیفۂ راشد سے محبّت کرنے کی ترغیب ہے اور (یہ ثابت ہو چکا کہ) صدیق اکبرؓ اس آیت کے مصداق ہیں (لہٰذا اس آیت میں ان سے محبت رکھنے کا حکم نکلا) اور خلیفۂ راشد سے محبّت رکھنا اشارہ ہے اس طرف کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ (بھی سمجھ لو کہ اس آیت میں بھی) حضرت صدیقؓ کی خلافت کے وقوع کی دلالت ہے۔

اور یہ (مدعا اس تقریر سے) بھی (ثابت کیا جا سکتا ہے) جاننا چاہیئے کہ حق سُبحانہٗ تاکید کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ وہ لوگ قتالِ مرتدین کے وقت میں (خدا کے) محبوب اور محب اور ایسے ایسے ہوں گے اور یہ سب باتیں اعلیٰ درجہ کی خوبیاں ہیں لہٰذا اگر (بقول اہلِ باطل) حضرت صدیقؓ اپنی خلافت میں برحق نہ ہوتے تو وہ لوگ جنھوں نے ان کے حکم سے جہاد کیا اور اُن سے بیعت کی اور اُن کے خلیفہ بننے سے راضی تھے (خدا کے) محبّ اور محبوب اور اعلیٰ درجہ کی صفات کے ساتھ کیونکر موصوف ہو سکتے ہیں اور (ان کا ان صفات کے ساتھ موصوف نہ ہونا) اللہ تعالیٰ کی شہادت سے باطل ہے اور یہ باطل) لازم (آیا ہے حضرت صدیق کی خلافت برحق نہ ہونے سے۔ لہٰذا ان کی خلافت کا برحق نہ ہونا محال ہوگا کیونکہ جس چیز سے) باطل (لازم آئے وہ چیز محال ہوتی) ہے۔

ونیز باید دانست کہ اینجا گفتہ شد فسوف یأتی اللّٰہ
بقوم پس در ظاہر صورت اجتماعیہ آوردن مسلمین از
دست حضرت صدیق اتفاق افتاد و ایں ہمچنانست کہ
فرمود وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی
ایشان بقوم کذا و کذا فی الحقیقت فعلِ حق ست سبحانہ
وتعالیٰ و حضرت صدیق کالجارحہ اند دراں کدام منزلت
بالاتر ازیں منزلت خواہد بود بعد منزلۃ الانبیاء
صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہم وکدام کامل و
مکمّل مانند او باشد ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ
مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ونیز
باید دانست کہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ ہر چند لفظ عام
است اما مورد نص صدیق اکبر است و دخول مورد
نص در عام قطعی است پس صدیق اکبرؓ ولی
مسلمانان و کارساز ایشان است و ہمین ست معنی خلافت راشدہ
و صدیق اکبر متصف باقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ
است با وصف خشوع یا با وصف اکثار نوافل
صلوٰۃ و ایں معنی یکی از لوازم خلافتِ خاصہ ست
ونیز باید دانست کہ امر جہاد و قتال منسوب میشود
بآمر در عرفِ شائع بلکہ آمر باید کہ احق باشد بایں صفات باشد
تا پرتوِ شئے در دل دیگراں کارکند پس صفاتِ ششگانہ
در صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ علی اکمل الوجوہ متحقق
باشد و ایں معنی از لوازم خلافتِ خاصہ است بلکہ
میتواند بود کہ ایں ہمہ صفاتِ ششگانہ صفاتِ صدیق
باشد کہ بطریقِ تعریض ادا کردہ شد

اور یہ جو فرمایا کہ عنقریب اللہ ایک ایسی قوم کو لائے گا حالانکہ ظاہر
میں مسلمانوں کو (جہادِ مرتدین کے لئے) جمع کرنا حضرت صدیقؓ کے
ہاتھ سے ہوا بالکل ایسا ہی ہے جیسے فرمایا وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمٰی ان صفات کے ساتھ موصوف لوگوں کو جمع کرنا
درحقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ کا فعل تھا اور حضرت صدیقؓ تو
مثل جارحہ کے تھے (اب بتاؤ) حضرات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ
علیہم کے مرتبہ کے بعد کون مرتبہ اس سے بڑھ کر ہوگا اور کون کامل
ومکمل حضرت صدیقؓ کے مثل ہوسکتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے
جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ آیۃ انما ولیکم اللہ میں گو الفاظ
عام ہیں مگر (چونکہ) مصداق آیت کے صدیق اکبرؓ ہیں اور مصداق
آیت کا حکم آیت میں داخل ہونا قطعی ہے لہٰذا صدیق اکبرؓ مسلمانوں
کے ولی اور کارساز ہوئے اور خلافتِ راشدہ کے یہی معنی ہیں
اور (یہ بھی اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ) صدیق اکبرؓ خشوع
اور خضوع سے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ساتھ یا نوافل
کی کثرت کے ساتھ موصوف تھے یہ بات بھی لوازم خلافتِ خاصہ
سے ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ عرفِ عام میں قتال وجہاد (کا
فعل) حکم دینے والے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے بلکہ حکم دینے
والے کو ان صفات کے ساتھ زیادہ موصوف ہونا چاہیئے تاکہ اُس
کے دل کا پرتو دوسروں پر اثر کرے لہٰذا یہ چھ صفتیں کُل کی
کُل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں بدرجہ کمال ہونگی یہ بات بھی
لوازم خلافتِ خاصہ سے ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ صفتیں حضرت
صدیقؓ ہی کی ہوں یہاں بطورِ تعریض[1] کے ذکر کی گئی ہوں

[1] تعریض کسی بات کو اشارہ میں بیان کرنا صاف صاف نہ کہنا۔

کما قال عز من قائل وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ مراد اینجا حضرت صدیق است رضی اللہ عنہ تنہا اما بلفظ جمع بیان نمودہ آمد چنانکہ قاعدۂ تعریض است وَ از قرائن ہمین معنی آنست کہ در صورت قتال مرتدین لوم لائمے کہ از مسلمان باشد پیش نمی آید ولوم کافراں را اعتبار نیست پس ذکر وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ تنہا برائے صدیق اکبر است چوں در قتال مانعین زکوٰۃ صحابہ اشکال داشتند و ملامت پیش گرفتہ بودند و نزدیک حضرت صدیق کفر و ارتداد آں فریق محقق بود باشکال و ملامت آنجماعہ التفات نہ نمود و از بحث ایشاں خوفی بردل مبارک او راہ نیافت و از امضائے رائے خود باز نماند فذالک قولہ تعالیٰ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ وقال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الفتح قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۔ بگو یا محمد پس گذاشتگان را از بادیہ نشینان کہ عنقریب خواندہ خواہید شد بسوئے جنگ قومی خداوند کارزار سخت کہ جنگ کنید با ایشاں یا آنکہ ایشاں مسلمان شوند پس اگر فرماں برداری کردید بدہد خدائے تعالیٰ شمارا مزد نیک و اگر رُو گردانید چنانکہ رُو گردانیدہ بودید پیش ازاں دعوت عقوبت کند شمارا عقوبتِ درد دہندہ

جیساکہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا یأتل اُولوا الفضل منکم والسعۃ یہاں حضرت صدیقؓ ہی مراد ہیں مگر لفظ جمع لایا گیا ہے جیساکہ قاعدہ تعریض کا ہے حضرت صدیقؓ کے ساتھ ان صفات کے خاص ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ مُرتدوں سے جہاد کرنے میں کسی مسلمان کی ملامت (سوا حضرت صدیقؓ کے کسی کو) پیش نہیں آئی اور کافروں کی ملامت کا تو کچھ اعتبار ہی نہیں لہٰذا لا یخافون لومۃ لائم تو حضرت صدیقؓ کے ساتھ (قطعًا) خاص ہوگا۔ (پس جب یہ ایک جملہ حضرت صدیقؓ کے ساتھ خاص ہوا تو اُوپر کے جملوں کا بھی خاص ہونا بعید نہیں) جب مانعین زکوٰۃ سے لڑنے میں صحابہؓ نے اعتراض کیا اور ملامت کرنے لگے اور (چونکہ) حضرت صدیقؓ کے نزدیک ان کا کفر و ارتداد ثابت ہوچکا تھا لہٰذا صحابہؓ کے اعتراض و ملامت سے اُن کے دل مبارک میں کچھ بھی خیال پیدا نہ ہوا اور وہ اپنی رائے کی تنفیذ سے باز نہ آئے ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا یہی مطلب ہے۔

(پانچویں آیت؎) اللہ تعالیٰ نے سورۃ فتح (چھبیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) کہدو اے محمدؐ! پیچھے چھوڑے ہوؤں کو (جو) بادیہ نشینوں سے (ہیں) کہ عنقریب بُلائے جاؤ گے تم ایک ایسی قوم [کی لڑائی] کی طرف (جو) سخت لڑنے والی (ہوگی)، تم اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہوجائیں گے۔ پس اگر اطاعت کرو گے تم تو دے گا خدا تم کو اچھا بدلہ اور اگر مُنہ پھیرو گے تم جیسے مُنہ پھیرا تھا اس بُلانے سے پہلے تو عذاب کریگا تم پر درد دینے والا عذاب۔

؎ اس آیت کو آیۂ دعوت اعراب کہتے ہیں۔

سبب نزول آیہ بر وفق اجماع مفسرین و دلالت
سیاق و سباق آیات و بر طبق مضمون احادیث صحیحہ
آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ ارادہ
نمودند کہ عمرہ بجا آرند پس دعوت فرمودند اعراب
واہل بوادی را تا دریں سفر برکاب آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سعادت اندوز باشند زیرا کہ احتمال
قوی بود کہ قریش از دخول مکہ مانع آیند و بسبب
کینہ ای کہ از جہت قتل بدر و احد و احزاب در قلوب
ایشاں متمکن بود متعرض حرب شوند و دریں ہنگام بحسب
تدبیر عقل لابد است از استصحاب جمعے کثیر تا از شر قریش
ایمنی حاصل شود بسیارے از اعراب دعوت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم گوش نکردہ ازیں سفر تخلف
نمودند و بعض باشغال ضروریہ در اہل و مال تعلل
کردند و مخلصین مسلمین کہ سرتاپا بہ بشاشت ایمان
ممتلی بودند مرافقت و موافقت را سعادت دانستہ
صحبت اختیار نمودند چوں نزدیک بحدیبیہ رسیدند
قریش بحمیت جاہلیت مبتلا گشتہ مستعد قتال و
جدال شدند بعد اللتیا و اللتی صلح مغلوبانہ در آنجا
اتفاق افتاد و بیرون مکہ دم احصار ادا کردند
و باز گشتند چوں دریں سفر اخلاص مخلصان متعین
گشت و برخواطر ایشاں کرب عظیم مستولی شدہ
بود بسبب فوت عمرہ و از جہت صلح مغلوبانہ

اس آیت کا سبب نزول باجماع مفسرین اور بدلالت سیاق
و سباق آیات اور موافق مضمون احادیث صحیحہ کے یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ارادہ کیا کہ عمرہ[1]
بجالائیں لہٰذا آپ نے اعراب (دیہاتی) بادیہ نشینوں کو بلایا تاکہ وہ بھی
اس سفر میں آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کی ہم رکابی کی سعادت
حاصل کریں کیونکہ قوی احتمال تھا کہ قریش مکہ کے اندر داخل
ہونے سے روکیں گے۔ اور بدر و احد و احزاب میں جو اُن کے عزیز
و اقارب مارے گئے تھے اُس کا کینہ اُن کے دلوں میں بھرا ہوا
تھا لہٰذا آمادۂ جنگ ہو جائیں گے اُس وقت بمقتضائے تدبیر
عقل ایک بڑی جماعت کا ساتھ۔ لے جانا ضروری تھا تاکہ قریش
کے شر و فساد کا خوف نہ رہے۔ بہت سے اعراب نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کا کچھ خیال نہ کیا اور اس سفر (مقدس)
سے پیچھے بیٹھ رہے اور بعض اپنے خانگی اور مالی کاموں کا بہانہ
کرکے ہٹ گئے صرف اُن باخلاص مسلمانوں نے جو سر سے پیر
تک بشاشت[2] ایمان سے لبریز تھے آپ کی ہم رکابی و معیت کو
سعادت سمجھ کر رفاقت اختیار کی جب یہ حضرات مقام حدیبیہ
میں پہنچے تو قریش اپنی حمیت جاہلیت میں مبتلا ہو کر آمادۂ جنگ
ہوگئے۔ بعد بہت کچھ جد و کد کے (مسلمانوں کو) مغلوبانہ صلح
وہاں کرنی پڑی اور (انجام یہ ہوا کہ) مکہ سے باہر احصار[3] کی قربانی
دے کر لوٹ آئے۔ چونکہ اس سفر میں مخلصوں کا اخلاص بالکل
کھل گیا اور اُن کے دلوں پر بے چینی بھی بہت غالب تھی عمرہ
کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اور صلح مغلوبانہ کے سبب سے۔

[1] عمرہ بھی حج کی قسم میں ایک عبادت ہے جس طرح عبادت نماز میں کچھ عبادتیں فرض و واجب ہیں اور کچھ نوافل اسی طرح حج میں بھی۔ جو فرض ہے اس کو حج کہتے ہیں اور جو فرض نہیں ہے اُس کو عمرہ کہتے ہیں۔ عمرہ اور حج کے ارکان میں بھی فرق ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہے۔ [2] بشاشت خوشی اور مسرت کو کہتے ہیں۔ [3] جو شخص بارادہ حج یا عمرہ جائے احرام باندھ لے پھر کوئی مانع پیش آجائے کہ حج عمرہ نہ کر سکے اسی کو احصار کہتے ہیں ایسے شخص کو قربانی
م کرنا ہوتی ہے۔

حکمتِ الٰہی تقاضا فرمود کہ جبر قلوب ایشاں نماید بمغانم خیبر کہ عنقریب بدستِ ایشاں اُفتد وآں مغانم را خاص بحاضرینِ حُدیبیہ گرداند غیرِ ایشاں را اذنِ خروج نداد و دراں مغانم شریک نگردانید قال اللہ تعالیٰ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ وباخبار رضائے خود از جماعہ کہ در حدیبیہ بیعت نمودند قال اللہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الآیۃ وہیچکس از حاضرانِ حدیبیہ ازیں بیعت تخلف نکرد الا جد بن قیس منافق تنہا و اخرج البغوی وغیرہ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ وایں مشہد یکے از مشاہد خیر است کہ صحابہ کرام دراں مشہد بہ مقاماتِ عالیہ فائز گشتند و مغانمے کہ بعد مہلتے بدستِ ایشاں اُفتد مانند غنائم حُنین

لہٰذا حکمتِ الٰہی نے چاہا کہ اُن کے دلوں پر مرہم رکھے۔ غنائم خیبر سے جو عنقریب اُن کے ہاتھ میں آئیں گی اور اُن غنیمتوں کو حاضرینِ حدیبیہ کے ساتھ خاص کر دے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے غزوۂ خیبر میں جانے کی اجازت حاضرانِ حُدیبیہ کے سوا کسی کو نہ دی اور خیبر کی غنیمت میں کسی کو حصہ نہ دیا چنانچہ (اس آیت سے پہلے) فرمایا ہے سیقول المخلفون الخ (ترجمہ) عنقریب (اے نبی) کہیں گے پیچھے چھوڑے ہوئے (اعراب مسلمانوں سے) جب چلوگے تم مالِ غنیمت کی طرف تاکہ لو اُس کو کہ ہمیں بھی اجازت دو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات کو بدل دیں (اے نبیؐ) کہدو کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ آؤ اللہ نے پہلے سے ایسا فرمادیا ہے اور (حکمتِ الٰہی نے چاہا کہ اُن کے دلوں پر مرہم رکھے) اپنی خوشنودی بیان کر کے اُن لوگوں سے جنھوں نے حدیبیہ میں بیعت کی۔ چنانچہ (اسی سورت میں ہے) لَقَدْ رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة۔ بیشک اللہ راضی ہوگیا مؤمنوں سے جب کہ وہ بیعت کر رہے تھے (اے نبیؐ) تم سے درخت کے نیچے۔ حاضرانِ حُدیبیہ میں سے اس بیعت سے کسی نے تخلف[1] نہ کیا سوا جد بن قیس منافق کے فقط۔ اور بغوی وغیرہ نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ داخل ہوگا دوزخ میں اُن لوگوں میں سے کوئی جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ یہ واقعۂ حدیبیہ ایک (عظیم الشان) مشہد ہے مشاہدِ خیر سے کہ صحابہ کرام اس مشہد میں اعلیٰ درجہ کے مراتب پر پہنچ گئے اور (حکمتِ الٰہی نے چاہا کہ اُن کے دلوں پر مرہم رکھے) اُن غنیمتوں سے جو کچھ دیر کے بعد اُن کو حاصل ہوں گی مثل غنائم حُنین کے اور (نیز مرہم رکھے) اُن

[1] تخلّف پیچھے رہ جانے کو کہتے ہیں۔

وبمغانم اُخریٰ سے کہ گاہے عرب براں قادر نشدہ بودند و آں مغانم فارس و روم است کہ بسبب قوت و شوکت و کثرت عَدَد و عُدَدِ ایشاں اصلاً غلبہ براں جماعہ واخذ مغانم از ایشاں در خیالِ عرب نمے گذاشت قال اللہ تعالیٰ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً مغانم عرب است حُنَین و مانند آں فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ مغانم خیبر است کہ متصل حدیبیہ بدستِ ایشاں آمدہ وَأُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا مغانم فارس و رُوم است ونیز حکمتِ الٰہیہ تقاضا نمود کہ تہدید متخلفین و تفضیح حال ایشاں کردہ شود قال اللہ تعالیٰ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ الآیۃ واز آیندہ دعوتِ ایشان است برائے قتالِ اُولی بأس شدید اعلام کردہ آید تا پیش از وقوع واقعہ تامل وافی در عواقب قبول دعوت و عدمِ قبول آں کردہ باشند وچوں روئے دہد بربصیرت باشند از آں و احتمالاتِ عقلیہ مشوّش حالِ ایشاں نگردد فذالك قولہ سَتُدْعَوْنَ بطریق اقتضا

غنیمتوں سے جن پر اہلِ عرب کو کبھی قدرت نہ ملی تھی اور وہ غنائم فارس و روم ہیں کہ اہلِ فارس و روم کی قوت و شوکت اور کثرتِ افواج و آلاتِ حرب کی وجہ سے اُن پر غالب آجانے کا خیال بھی اہلِ عرب کو نہ ہوتا تھا چنانچہ (اسی سورت میں ہے) وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ (یعنے اللہ نے تم سے بہت غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے) اس سے ملکِ عرب کی غنیمتیں مراد ہیں مثل غنیمتِ حُنین کے فعجل لکم ھٰذہٖ (یعنے یہ غنیمتیں تم کو علے الفور دیں) مراد اس سے غنائم خیبر ہیں جو حُدیبیہ کے بعد علی الاتصال اُن کو ملیں واُخریٰ لم تقدروا علیھا (یعنے کچھ غنیمتیں اور ہیں جن پر تمھیں دادا پردادا کے وقت سے آج تک کبھی قابو نہیں ملا) مُراد اس سے فارس و روم کی غنیمتیں ہیں۔ **نیز** حکمتِ الٰہیہ نے چاہا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے ان کی تہدید کی جائے اور اُن کی حالت کی خرابی بیان کی جائے (لہٰذا) فرمایا قل للمخلّفین الخ (یہی اس آیت کا سبب نزول ہے)۔

(اس آیت میں) آگے چل کر سخت لڑنے والی قوم سے لڑنے کے لئے اُن کو بلائے جانے کا ذکر اس لئے کر دیا گیا کہ اس واقعہ کے ظہور سے پہلے بُلانے کے منظور کرنے یا نہ کرنے کے انجام پر غور کر رکھیں تاکہ جب وہ واقعہ پیش آئے (اور وہ بُلائے جائیں) تو ناواقف نہ رہیں اور احتمالاتِ عقلیہ[1] اُن کے دل کو پریشان نہ کریں۔ یہی مضمون ستدعون سے بطورِ اقتضاءِ[2] (النص) کے سے بیان ہو رہا ہے۔ ستدعون

---

[1] یعنی یہ احتمالات ان کے دل میں نہ پیدا ہوں کہ یہ جہاد درست ہے یا نہیں پسندیدہ خدا ہے یا نہیں [2] جب کسی کلام سے استدلال کیا جائے تو اس استدلال کے چار طریقے ایسے ہیں جو صحیح نتیجہ دیتے ہیں۔ عبارۃ النص جس میں الفاظ سے استدلال کیا گیا ہو اور وہ الفاظ اس مطلب کیلئے بولے گئے ہوں جس پر استدلال کیا جائے۔ اشارۃ النص جس میں استدلال الفاظ سے ہو مگر وہ الفاظ اس مطلب کیلئے بولے نہ گئے ہوں۔ دلالۃ النص جس میں استدلال معنی سے ہو اور وہ معنی از روئے لغت مفہوم ہوتے ہوں۔ اقتضاء النص جس میں استدلال معنی کر ہو اور اس معنی پر صحت کلام شرعاً یا عقلاً موقوف ہو جیسے اس مقام میں کہ بغیر بلانیوالے کے بلایا جانا عقلاً محال ہے نیز جبتک اس بلانیوالے کا حکم حکم شرعی نہ ہو تو اس کے حکم سے انحراف کرنیوالے پر عذاب شرعاً اور عقلاً دونوں طرح محال ہے۔ ان چار طریقوں کے علاوہ کسی اور طریقہ سے استدلال کیا جائے تو وہ استدلال فاسد ہے جیسا کہ اصول فقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

ازیں کلمہ مفہوم شد کہ در زمانِ مستقبل
داعیے خواہد بود اعراب را بسوئے جہاد کفار
وازیں دعوت تکلیف شرعی متحقق خواہد شد
اگر قبول دعوت کنند ثواب آں بیابند
واگر رد کنند معاقب شوند وایں لازم بیّن
خلیفۂ راشد است ودعوت بسوئے جہاد
اعظم صفات خلیفہ است پس ازیں آیت
وعدۂ وجودِ داعی بسوئے جہاد و اثباتِ
خلافتِ او مفہوم شد در تفتیش آنیم کہ ایں
داعیان کہ بودند وایں اوصاف بر کدام
شخص منطبق شد یکے ازاں اوصاف
آنست کہ دعوت برائے اعراب باشد کہ
بادیہ نشینان اند گو اہل شہر را نیز دعوت
کنند دوم آنکہ دعوت بقتالِ کفار اولی بأس
شدید باشد ومعنے اولی بأس شدید آن است
کہ از جماعۂ کہ مستعد قتال شدہ اند داعیان و
مدعوان ہمہ شدت بأس بیشتر داشتہ باشند
والا شدت وضعف امر نسبتی است ہر ضعیفے شدید
است بہ نسبتِ اضعف ازو ولیکن عرف
عام با مستعدانِ قتال مے سنجد اگر بہ نسبتِ ایں
مستعدان اکثر و قوی و با سباب تر باشند اولی بأس
شدید گویند والا نہ معنی اولی بأس شدید آن است

یہ بھی سمجھا گیا کہ زمانۂ آیندہ میں کوئی بلانے والا اعراب کو جہاد کفار
کی طرف بلائے گا اور اس کے بلانے سے تکلیف شرعی قائم
ہوجائے گی یعنے اگر وہ لوگ اُس کے بلانے کو مان جائیں گے تو ثواب
پائیں گے ورنہ عذاب کیا جائے گا یہ (وصف) خلیفۂ راشد کا
لازم بیّن[1] ہے اور جہاد کی طرف بلانا خلیفہ کے اعظم صفات سے ہے
لہٰذا اس آیت سے جہاد کی طرف بلانے والے کے ظہور کا وعدہ ہے
اور اس سے بلانے والے کی خلافت کا ثبوت مفہوم ہوتا ہے۔
اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ بلانے والے کون تھے اور یہ (چاروں)
اوصاف کس میں پائے گئے۔ ایک وصف یہ کہ اعراب (جہاد
کے لئے ضرور) بلائے جائیں خواہ اہل شہر بھی بلائے گئے ہوں (یا نہیں)
دوسرا وصف یہ کہ جن کفار سے لڑنے کے لئے بلائے جائیں وہ
اولی بأس شدید ہوں۔ اولی بأس شدید کا مطلب یہ
ہے کہ جس قدر لڑائیاں اس سے پہلے ہوچکی ہیں اُن لڑائیوں کے
فریقین سے قوت وشوکت زیادہ رکھتے ہوں اگر یہ مطلب نہ
لیا جائے تو (اولی بأس شدید کی کوئی ایک حد نہ ہوگی کیونکہ
قوت وضعف امر نسبتی ہے کمزور آدمی بھی بہ نسبت اپنے سے
کمزور کے قوی کہا جاسکتا ہے لیکن عرف عام یہی ہے کہ جس قدر
لڑائیاں اب تک ہوچکی ہیں اُن کے فریقین کی بہ نسبت جمعیت
میں زیادہ اور قوی ہوں اور آلاتِ حرب زیادہ رکھتے ہوں
تو اولی بأس شدید کہا جائے گا ورنہ نہیں۔ اولی بأس
شدید کی پہچان یہ (نہیں ہے کہ بزدلی کی وجہ سے کسی قوم
کی دہشت غالب ہوجائے اور اُس کو اولی بأس شدید کہہ دیا جائے

[1] لازم بین وہ لازم ہے کہ جب اس کا اور اس کے ملزوم کا تصور کیا جائے تو صرف انہی دونوں کے تصور سے عقل ان دونوں کے درمیان میں لزوم کا یقین کرے جیسے دو برابر برابر کے حصوں پر منقسم ہونا چار کے عدد کو لازم ہے یہ لازم بین ہے اور جو لازم ایسا نہ ہو یعنے اُس کے لزوم کا یقین کرنے کے لئے عقل کو علاوہ اس کے اور اس کے ملزوم کے تصور کے کسی تیسری چیز کی بھی حاجت ہو وہ لازم غیر بین ہے۔

که بمقتضائے قیاس و بحکم عقول مفطوره
در بنی آدم اقرب بغلبه دیده شود اگرچه
فضل الٰہی بخرق عادت آں جموع
مجموعه را بدست اوّلین برہم زند۔
سوم آنکه دعوت برائے غیر قریش
باشد زیراکه تنکیر قوم مے فہماند
که ھُم غیر الاوّلین الذین دعا
الیہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فے الحدیبیۃ ودر صورتے
که مدعو الیہم قریش باشند نظم کلام
چنیں باید ساخت ستدعون الیہم
مرۃ اخرٰی وگفتہ نشود ستدعون
الی قوم چہارم آنکه ایں دعوت
برائے قتالے باشد که منتہی نه
گردد الا باسلام یا قتال ایں قوم
اولی بأس شدید نه دعوت برائے
احکام خلافت خلیفه و شکست
بغاۃ مسلمین چنانکه حضرت
مرتضےٰ کرم اللہ وجہه دعوت فرمود
اہلِ مدینه را یا برائے ترسانیدنِ دشمن
وچوں ہیبت افتاد باز گردند بدونِ قتال
چنانکه آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

بلکہ اولی بأس شدید وہ قوم ہے کہ بمقتضائے قیاس اور
بحکم عقل خالص جو بنی آدم میں پیدا کی گئی ہے (میدانِ جنگ
میں) اُس قوم کے غالب ہوجانے کے قرائن زیادہ ہوں یہ دوسری
بات ہے کہ (انجام کار) فضلِ الٰہی بطور خرقِ عادت کے اُس
پُرشوکت قوم کو اِن کمزوروں کے ہاتھ سے درہم وبرہم کردے
تیسرا وصف یہ کہ وہ کافر جن سے لڑنے کے لئے اعراب بُلائے
جائیں قریش کے علاوہ ہوں کیونکہ قوم کا (بقاعدہ علمِ نحو) نکرہ[1]
لانا بتا رہا ہے کہ یہ قوم علاوہ اُن لوگوں کے ہے جس کی (لڑائی
کی) طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں
بُلایا تھا اگر اس قوم سے جس کی طرف بُلائے جانے کا ذکر اس آیت
میں ہے قریش مُراد ہوتے تو عبارت یوں ہونی چاہیئے تھی۔
ستدعون الیہم مرۃ اخرٰی (یعنے تم پھر دوبارہ ان (کی
لڑائی) کی طرف بُلائے جاؤگے) یہ نہ کہا جاتا کہ ستدعون الی
قوم (یعنے تم کسی ایسی قوم کی طرف بُلائے جاؤگے)۔
چوتھا وصف یہ ہے کہ یہ بُلانا ایسے جہاد کے لئے ہوگا جو بغیر
اسلام لائے یا بغیر قوم اولی بأس شدید سے جنگ ہوئے
ختم نہ ہوگا یہ بُلانا خلیفہ کی خلافت مضبوط کرنے یا مسلمان باغیوں
کو شکست دینے کے لئے نہ ہوگا جیساکہ حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ
نے اہلِ مدینہ کو (اپنی خلافت مضبوط کرنے کے لئے اور جمل
اور صفین والوں کو شکست دینے کے لئے) بُلایا تھا نیز اس
بُلانے کا انجام یہ نہ ہوگا کہ دشمن ہیبت سے ڈر جائے اور پھر نوبت
جنگ نہ آنے پائے اور مسلمان لوٹ آئیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اسم کی دو قسمیں ہیں نکرہ اور معرفہ۔ نکرہ وہ اسم جو غیر معین چیز پر دلالت کرے جیسے لفظ گھوڑا کہ ہر گھوڑے کو گھوڑا کہہ سکتے ہیں کسی خاص گھوڑے پر دلالت نہیں کرتا یا جیسے لفظ قوم کہ ہر قوم کو قوم کہہ سکتے ہیں خواہ وہ قوم قریش کی ہو خواہ اہلِ فارس کی خواہ اہلِ شام کی۔ اور معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز پر دلالت کرے جیسے لفظ زید کہ جس کا نام ہے اسی پر دلالت کرتا ہے۔

در تبوک دعوت فرمودند بر خروج
بسوئے روم و چوں قیصر از جائے خود
حرکت نہ کرد باز گشتند و در آنجا قتالے
واقع نشد چوں ایں مقدمہ دانستہ شد
باید دانست کہ ایں داعی صادق است
بر خلفائے ثلاثہ لاغیر زیرا کہ بحسب
احتمالاتِ عقلیہ ایں داعی یا جناب مقدس
نبوی است صلے اللہ علیہ وسلم
یا خلفائے ثلثہ یا حضرت مرتضےٰ رضوان اللہ
علیہم یا بنی امیہ یا بنی عباس یا اتراک کہ بعد
دولتِ عرب سر بر آوردند لا یتجاوز الامر
عن ذٰلک از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
دعوتِ کذا واقع نشد زیرا کہ نزول آیت
در قصہ حدیبیہ است و غزواتِ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعد حدیبیہ محصور و معلوم
است بر ہیچ یک دعوت کذا صادق نمی آید
متصل حدیبیہ غزوۂ خیبر واقع شد و ہیچکس را
از اعراب دراں غزوہ دعوت نہ فرمودند بلکہ
غیر حاضرین حدیبیہ ممنوع بودند از حضور
دراں مشہد کما قال قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ
قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ و بعد از اں
غزوۃ الفتح پیش آمد فی الجملہ دعوتے واقع شد
اما نہ برائے قتال قوم اولی بأس شدید زیرا کہ
ایشاں ہماں بودند کہ دعوتِ حدیبیہ برائے ایشاں
بود و نظم کلام دلالت بر تغایر ایں

نے تبوک میں اہلِ روم سے لڑنے کے لئے بلایا تھا مگر انجام
یہ ہوا کہ) قیصر (روم) نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور مسلمان
لوٹ آئے لڑائی نہ ہوئی۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب جاننا چاہیئے کہ یہ بلانے والے
خلفائے ثلاثہ تھے ان کے سوا کوئی نہ تھا کیونکہ موافق احتمالاتِ
عقلیہ کے یہ بلانے والے یا جنابِ مقدس نبوی صلے اللہ علیہ
وسلم ہوں گے یا خلفائے ثلثہ یا حضرت مرتضےٰ یا بنی امیہ
یا بنی عباس یا ترک جنھوں نے سلطنت عرب کے ختم ہو جانے
کے بعد سر اٹھایا تھا ان (چھ احتمالوں) سے زیادہ کوئی احتمال
نہیں نکلتا۔ (اب دیکھو خلفائے ثلثہ کے سوا جس قدر احتمال
ہیں سب باطل ہیں کیونکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اس قسم کا بلانا کبھی ظاہر نہیں ہوا اس لئے کہ یہ آیت حدیبیہ
میں نازل ہوئی اور حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے غزوات گنتی کے ہیں اور معلوم ہے کہ ان میں سے کسی میں
اس قسم کا بلانا نہیں ہوا حدیبیہ کے بعد ہی علے الاتصال غزوۂ
خیبر ہوا اس غزوہ میں اعراب کے کسی متنفس کو آپ نے نہیں
بلایا بلکہ اس غزوہ میں تو سوا ان لوگوں کے جو حدیبیہ میں
شریک تھے کسی اور کا شریک کرنا منع تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے قل لن تتبعونا کذالکم قال اللہ من قبل (یعنے
اے نبیؐ! (اعراب سے) کہدو کہ تم (خیبر میں) ہمارے ساتھ نہ
آؤ تمھارے متعلق پہلے ہی اللہ نے ایسا فرمادیا ہے) خیبر کے
بعد غزوۂ فتح پیش آیا اس غزوہ میں کچھ اعراب بلائے گئے مگر
اہلِ مکہ قوم اولی بأس شدید نہ تھے کیونکہ یہ وہی لوگ
تھے جن سے لڑنے کے لئے حدیبیہ میں بلائے جا چکے تھے اور
الفاظ آیت بتا رہے ہیں کہ قوم اولی بأس شدید سوا اہل مکہ

دو قوم سے نماید۔ د غزوۂ حُنَین نیز مراد نیست زیراکہ ہَوَازِن آقل و اذل بودند از آنکہ بہ نسبتِ دوازدہ ہزار مرد جنگی کہ در رکاب شریف حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم از مہاجرین وانصار واعراب ومسلمۃ الفتح نہضت کردہ بودند ایشاں را اولی بأسٍ شدید گفتہ شود و ہر چند حکمتِ الٰہی در مقابلہ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ جوشے در کار ایشاں کردہ باشد و غزوۂ تبوک نیز مراد نیست زیراکہ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ در انجا متحقق نشد غرض آنجا ایقاع ہیبت بود در قلوب شام و روم چوں ہرقل جنبش نہ کرد و فوجے نہ فرستاد باز مراجعت فرمودند و بنو امیہ و بنو عباس و مَن بعد ایشاں گاہے اَعْراب حجاز و یمن را بقتالِ کفار نخواندہ اند کما ہو معلوم من التاریخ قطعاً ایں دعوت مقیدہ دریں مُدّتِ متطاولہ غیر از خلفائے ثلاثہ

کے علاوہ کوئی دوسری قوم مراد ہے۔ غزوۂ حُنَین بھی مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ اہلِ ہوازن (جن سے اس غزوہ میں لڑائی تھی) بہت ہی قلیل وذلیل تھے ایسے نہ تھے کہ ان کو بارہ[1] ہزار مردان جنگی کے مقابلہ میں [جو (حُنَین میں) ہمرکاب حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم تھے یعنے مہاجرین وانصار ومسلمین فتح] اولی بأسٍ شدید کہا جائے یہ دوسری بات ہے کہ حکمتِ الٰہی نے میدانِ جنگ میں بوجہ اس کے کہ مسلمانوں کو اپنی کثرت پر کچھ ناز پیدا ہو گیا تھا۔ دوسرا[2] رنگ دکھا دیا۔ غزوۂ تبوک بھی مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں تقاتلونهم او يسلمون نہیں پایا جاتا (یعنے اس غزوہ کا انجام یہ نہیں ہوا کہ حریف اِسلام لاتا یا اس سے جنگ کی نوبت آتی) مقصودِ (الٰہی) اس غزوہ سے صرف اہلِ شام وروم کے دلوں میں ہیبت کا پیدا کر دینا تھا۔ جب ہرقل نے جنبش نہ کی اور فوج نہ بھیجی تو مسلمان لوٹ آئے (باقی رہے حضرت مُرتضٰے) اور بنی امیہ اور بنی عباس اور اُن کے بعد والے تو ان لوگوں نے حجاز اور یمن کے اعراب کو کافروں سے لڑنے کے لئے بُلایا ہی نہیں جیساکہ تاریخ سے ثابت ہے۔ یقیناً یہ خاص قسم کا بُلانا (جس میں چار و مذکورہ اوصاف پائے جائیں) اتنی طویل مدّت میں سوائے خُلفائے ثلاثہ کے

[1] جیساکہ قرآن کریم میں وارد ہوا ہے یوم حنين اذا عجبتكم كثرتكم اس آیت کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ حنین میں فریق مقابل بالکل قلیل وذلیل تھا۔

[2] دوسرا رنگ یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور باوجود کثرت وقوت کے شکست ہوئی مگر آخر کار نصرت ایزدی نے دستگیری فرمائی اور فتح مسلمانوں کی رہی جیساکہ آیت مذکورہ کے الفاظ ماسبق سے واضح ہے۔ بعض کوتاہ اندیش اس غزوہ کی ہزیمت کو فرار سے تعبیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام پر طعن قائم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ واقعات کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہزیمت فرار نہ تھی بلکہ ایک حالت بے اختیاری تھی تاریخ طبری میں مروی ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو ایک ایسے نشیب تنگ کے اندر اُترنا پڑا کہ اس میں اترنے کے بعد جو حصۂ لشکر اُتر جاتا تھا وہ باقی حصہ کی نظر سے غائب ہو جاتا تھا پھر نشیب میں غنیم کے آدمی کمین گاہ میں بیٹھے تھے وہ نکل پڑے لہٰذا جو حصۂ لشکر اُتر چکا تھا اُس نے مناسب سمجھا کہ پیچھے لوٹ جائے اور باقی حصۂ لشکر کو اس نشیب میں اُترنے سے روک دے اس لوٹنے میں لشکر کو گونہ انتشار پیدا ہو گیا کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضرتؐ کہاں تشریف رکھتے ہیں جب حضرتؐ نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپ نے آواز دی کہ میں یہاں ہوں اس آواز کو سُن کر لوگ آپؐ کے پاس آ گئے۔

متحقق نہ گشت قال الواقدی لما قُبِض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استخلف ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ فقُتِل فی خلافتہ مُسَیلمۃُ الکذابُ ابن قَیس الذی ادّعی النبوۃ وقاتل بنی حنیفۃ وقتل ایضًا سَجَاحُ والاَسوَد العَنسِیُّ وھرب طُلَیحۃ الی الشام وفتح الیمامۃ و اطاعت العربُ لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فعوّل عند ذٰلک ان یبعث جیوشًا الی الشام وصرف وجھہ الٰی قتال الروم فجمع الصحابۃ رضی اللہ عنھم فی المسجد وقام فیھم فحمد اللہ واثنی علیہ و ذکر النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ایھا الناس اعلموا ان اللہ تعالٰی قد فضلکم بالاسلام وجعلکم من امۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وزادکم ایمانا ویقینا ونصرکم نصرًا مبینا فقال فیکم اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا واعلموا ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کان یوجھ وھمتہ الی الشام فقبضہ اللہ تعالٰی واختار لہ ما لدیہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وانی عازم ان اُوَجّہ المسلمین باھالیھم واموالھم الی الشام فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنی بذالک قبل موتہ فقال زُوِیَتْ لی الارض مشارقھا ومغاربھا

اور کسی سے ظہور میں نہیں آیا۔ واقدی نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے ان کے عہد میں مسیلمۂ کذاب ابن قیس مارا گیا جس نے دعوٰی نبوّت کیا تھا اور انہی نے بنو حنیفہ سے قتال کیا نیز انہی کے زمانہ میں سجاح اور اسود عنسی مارے گئے اور طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا اور انہی نے یمامہ کو فتح کیا اور تمام عرب ان کا مطیع ہوگیا اس وقت انھوں نے ارادہ کیا کہ ملکِ شام پر لشکرکشی کریں اور ان کی توجہ غزوۂ روم کی طرف مائل ہوئی چنانچہ انھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد (نبوی) میں جمع کیا اور (منبر پر) کھڑے ہوکر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! تم کو واضح ہو کہ اللہ تعالے نے تم کو اسلام کے سبب سے فضیلت دی ہے اور تم کو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں کیا ہے اور تمہارے ایمان اور یقین کو ترقی دی ہے اور کھلم کھلا تمہاری مدد کی ہے اور تمہارے ہی حق میں فرمایا ہے کہ الیوم اکملت الخ یعنے آج میں نے کامل کردیا تمہارے لئے دین تمہارا اور پوری کردی میں نے تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین۔ اور یہ بھی تم کو واضح رہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور ہمت ملکِ شام کی طرف تھی مگر اللہ نے ان کو اٹھا لیا اور ان کے لئے اپنا قرب پسند کیا صلے اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا اب میں ارادہ رکھتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو جمع کرکے شام کی طرف بھیجوں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے (اشارۃً) مجھے اس کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ زمین کی مشرق و مغرب سب میرے لپیٹ دی گئی ہے اور جس قدر حصہ زمین کا میرے لئے

وسيبلغ ملك امتي ما زوي لي منها فما تقولكم في
ذلك رحمكم الله قالوا يا خليفة رسول الله صلى الله
عليه وسلم مرنا بامرك ووجهنا حيث شئت فان الله
عزوجل فرض طاعتك علينا فقال تعالى
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ
مِنْكُمْ قال ففرح ابوبكر رضي الله عنه
بقولهم وسر سرورا عظيما ونزل عن المنبر
فكتب الكتاب الى ملوك اليمن وامراء
العرب والى اهل مكة وكانت الكتب
كلها يومئذ نسخة واحدة بسم الله الرحمن
الرحيم من عبد الله عتيق ابن ابي قحافة الى
سائر المسلمين سلام عليكم فاني احمد الله
الذي لا اله الا هو ونصلي على نبيه محمد
صلى الله عليه وسلم واني قد عزمت على
ان اوجهكم الى الشام لتأخذوها من ايدي
الكفار فمن عول منكم على الجهاد فليبادر على
طاعة الله وطاعة رسوله ثم كتب اِنْفِرُوْا
خِفَافًا وَّثِقَالًا الآية ثم بعث الكتاب اليهم
واقام منتظر جوابهم وقدومهم فكان
اول من بعث الى اليمن انس بن مالك رضي
خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم
انتهى كلامه۔ وبرهان بر بودن حضرت صديق رضي
الله عنه كالجارحة دريں دعوت وظهور سرّ حديث قدسي
كه در مخاطبه آنحضرت صلى الله عليه وسلم واقع است
ابعث جيشا نبعث خمسة مثله دريں واقعه

لپیٹا گیا وہاں تک میری امت کی سلطنت پہنچے گی۔ پس اب تم
لوگ (اس بارے میں) کیا کہتے ہو اللہ تم پر رحم کرے ان لوگوں
نے کہا کہ یا خلیفۃ رسول اللہ (ہمارا کہنا آپ کے سامنے کیا مناسب
ہے) آپ اپنے حکم سے ہمیں اطلاع دیں اور جہاں چاہیں ہمیں
بھیج دیں کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ کی اطاعت ہم پر فرض
کی ہے چنانچہ فرمایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و
اولی الامر منکم یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ خوش ہوئے اور بہت
مسرور ہوئے اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور بادشاہانِ یمن
اور سردارانِ عرب اور اہلِ مکہ کے نام خطوط لکھے ان تمام خطوط
کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبداللہ (ملقب
بہ) عتیق ابن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کو واضح ہو
سلام ہو تم پر۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی
معبود نہیں اور درود پڑھتا ہوں اس کے نبی محمد صلے اللہ علیہ
وسلم پر۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تم کو ملکِ شام کی طرف بھیجوں
تاکہ تم لوگ اس کو فتح کرو پس جو شخص تم میں سے جہاد کا ارادہ
کرے اس کو چاہیئے کہ سبقت کرے (کیونکہ) طاعتِ خدا و
طاعت رسولؐ (اسی پر) موقوف ہے (خط کے) آخر میں یہ آیت
لکھی تھی انفروا خفافا وثقالا اس کے بعد یہ خطوط سب کے
پاس بھیجدیئے اور اس کے جواب کا انتظار کیا سب سے پہلے جو
شخص یمن بھیجا گیا وہ حضرت انسؓ بن مالک تھے جو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ واقدی کا کلام ختم ہوا۔
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اس بلانے میں مثل جارحہ کے
ہونا اور ان کا اس واقعہ میں اس حدیث قدسی کا مظہر ہونا جو
اللہ تعالیٰ نے بخطابِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائی
کہ تم ایک لشکر بھیجو تو ہم ویسے ویسے پانچ لشکر بھیجدیں گے بالکل

ظاہر و باہر بود و ایں نامہ در دل مردم کارے
کہ از میزانِ عقلِ معاشی بیرون است تا آنکہ در
غزوۂ یرموک چہل ہزار کس مجتمع شد و کوشش
عجیب از دستِ ایشاں بر روئے کار آمد و فتحے
کہ ہیچگاہ از زمانِ حضرت آدمؑ تا ایں دم واقع نہ
شدہ بود ظہور نمود کشودِ کار اضعافاً مضاعف
از کوشش و اہتمام ظاہر گردید و ایں فعل
حضرت صدیقؓ دستور العمل فاروقِ اعظم
شد رضی اللہ عنہما بہمیں اسلوب در واقعۂ
قادسیہ دعوتِ اعراب فرمود فی کتاب
روضۃ الاحباب عند ذکر غزوۃ القادسیۃ
چوں خبر رسید کہ عجم یزدگرد را بادشاہی برداشتند
و امورِ خود مہیا ساختند امیر المؤمنین عمر
رضی اللہ عنہ بہر یک از عمالِ خود نامہ نوشت
بدیں مضمون کہ باید دراں ناحیہ ہر کرا دانند کہ اسپ
و سلاح دارد و از اہل نجدت و شجاعت
و مقاتلہ بود ساختگی نمودہ بتعجیل تمام
بجانب مدینہ رواں سازد و ہم چنیں
دعوت امیر المؤمنین عثمان برائے کمکِ
عبد اللہ بن ابی سرح چوں در افریقیہ با ملک آنجا
مقاتلہ در پیش کرد مشہور ست چوں ثابت شد کہ ایں
خلفا داعی بودند بدعوتِ موصوفہ فی القرآن ثابت
شد کہ خلفائے راشدین بودند دعوتِ ایشان
موجب تکلیف ناس شد و بقبولِ آں مستحق ثواب
و بعدمِ قبول مستوجبِ عذاب گشتند

کھلا ہوا ہے چنانچہ (اُن کے) اس خط نے لوگوں کے دلوں میں
ایسا اثر کیا جو دنیاوی عقل سے بالاتر ہے۔ یہاں تک غزوۂ
یرموک میں چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے اور اُن کے ہاتھ سے
عجیب کوشش ظاہر ہوئی اور ایسی فتح حاصل ہوئی جو حضرت
آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی نہ ہوئی
تھی بمقابلہ کوشش اور اہتمام کے دوگنا چوگنا نتیجہ حاصل
ہوا۔ حضرت صدیقؓ کا یہی کام فاروقِ اعظم کے لئے
دستور العمل بن گیا۔ اُنھوں نے اسی طریقہ سے غزوۂ
قادسیہ میں اعراب کو دعوت دی۔ روضۃ الاحباب
میں ذکر غزوۂ قادسیہ میں لکھا ہے کہ جب یہ خبر ملی کہ اہلِ
عجم نے یزدگرد کو بادشاہ بنایا ہے تو اُنھوں نے اپنے عمال
کو اس مضمون کا خط بھیجا کہ ان اطراف میں جس کو تم
جانتے ہو کہ اُس کے پاس گھوڑا اور ہتھیار ہے اور
ہمت و شجاعت بھی رکھتا ہے اور فنِ حرب سے بھی واقف
ہے اُس کو فوراً سامان درست کر کے مدینہ بھیجدو۔
اسی طرح حضرت عثمانؓ نے بھی عبد اللہ بن ابی سرح
کی کمک کے لئے جب کہ اُنھوں نے وہاں کے بادشاہ
سے جنگ چھیڑی۔ اعراب کو بلایا اور یہ واقعہ
مشہور ہے۔

جب ثابت ہو گیا کہ وہ بلانا جس کا ذکر قرآن میں
ہے انہی خلفائے ثلاثہ سے ظاہر ہوا تو ثابت ہو گیا
کہ وہ خلیفۂ راشد تھے اور اُن کا (لوگوں کو جہاد
کی طرف) بلانا موجبِ تکلیف شرعی تھا یعنے اُن کا
حکم ماننے سے مستحقِ ثواب اور اُن کا حکم نہ ماننے سے
مستوجبِ عذاب ہوئے۔

وقال الله تعالى في سورة الفتح[1] مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ[2] وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیغامبرِ خدا است و آنکہ ہمراہ او یند سخت اند بر کافران مہربان اند درمیانِ خود را می بینی اے بینندہ ایشان را رکوع کنندہ و سجدہ نمایندہ می طلبند بخشایش از خدا و خوشنودی را علامت صلاح ایشان در روہای ایشان است از اثر سجدہ آنچہ مذکور میشود داستان ایشان ہست در توریت و داستان ایشان ہست در انجیل ایشان مانند زراعتے ہستند کہ بر آوردہ است گیاہ سبز خود را پس قوت داد آں را پس سطبر شد پس بایستاد بر ساقہائے خود بہ شگفت می آرد زراعت کنندگان را عاقبت حال غلبۂ اسلام آنست کہ بخشم آرد خدای تعالیٰ بسببِ ایشاں کافراں را وعدہ دادہ است خدائے تعالےٰ آناں را کہ ایمان آوردہ اند و کارہائے شایستہ کردند ازیں امت آمرزش بزرگ

(چھٹی آیت) اللہ تعالےٰ نے (اسی) سورۂ فتح (چھبیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):

محمد {صلے اللہ علیہ وسلم} پیغمبر خدا ہیں اور جو لوگ اُن کے ہمراہ ہیں سخت ہیں کافروں پر مہربان ہیں باہم {اے دیکھنے والے!} تو دیکھتا ہے اُن کو رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا طلب کرتے ہیں بخشش کو خدا سے اور خوشنودی کو علامت ان {کے نیک ہونے} کی اُن کے چہروں میں ظاہر ہے سجدوں کے نشان سے یہ {جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے} اُن کی (وہ) حالت ہے جو توریت میں بیان ہوئی) اور اُن کی وہ حالت ہے (جو) انجیل میں بیان ہوئی ہے) {یہ لوگ} مثل اُس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا انکھوا پھر اُس کو قوی کیا اُس نے پھر وہ فربہ ہوگیا پھر کھڑا ہوگیا اپنی ڈنڈی پر کاشتکاروں کو خوش کرتا ہے۔ {غلبہ اسلام کی حالت} کا انجام یہ ہے کہ غصہ میں لاتے خدا بسبب اُن کے کافروں کو۔ وعدہ دیا ہے خدا تعالےٰ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لاتے اور اُنھوں نے نیک کام کئے اُمّتِ محمدیہ سی بخشش کا۔

[1] اس آیت کو آیۂ محمد رسول اللہ بھی کہتے ہیں اور آیۂ معیت بھی کہتے ہیں [2] بعض علماء لفظ تورات پر وقف کرنے کو اولیٰ کہتے ہیں اور بعض لفظ انجیل پر جن کے نزدیک تورات پر وقف اولیٰ ہے ان کے نزدیک کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہوگی تورات و انجیل کے تتبع سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہے چنانچہ موجودہ انجیل میں جو بروایتِ متی ہے اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں۔ "آسمان کی بادشاہت خردل کے دانہ کے مانند ہے جسے ایک شخص نے لے کے اپنے کھیت میں بویا وہ سب بیجوں میں چھوٹا پر جب اُگا تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا اور ایسا پیڑ ہوتا کہ ہوا کی چڑیائیں آکے اُس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتیں۔"

سَوْق کلام برائے تشریف آں مخلصان است کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودند وبشارت بغلبۂ ایشان بر جمیع اُمم قولہ تعالےٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ چوں سخن در ستایش ایں قوم اُفتاد لازم شد اوّلاً ذکر امام ایشاں و در ستودنِ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم بہمیں کلمہ اکتفا کردہ شد کہ محمد رسول اللہ یعنے کدام فضیلت است کہ در ضمنِ رسول اللہ نیامدہ و کُلُّ الصَّیدِ فی جَوفِ الفِرا۔ قولہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ مراد ازیں جماعت آنانند کہ در سفر حُدَیبیۃ ہمراہ آنجناب بودند صلے اللہ علیہ وسلم زیرا کہ سَوْق کلام برائے تشریفِ ایں جماعہ است وحقیقت معیّت معیّت و رجائے ست یا در سفرے ومعیّت دینیہ مثلاً مجاز ست لایُلتفتُ الیہ ما دام الحقیقۃ مساغ ودر حدیث مستفیض فضیلت اہل حُدیبیہ آمدہ

یہ کلام خاص انہی مخلصوں کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے جو سفرِ حُدیبیۃ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور اُن کے تمام فرقوں پر غالب آجانے کی بشارت بھی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ جب اُس گروہ کی تعریف کی جاتی ہے تو اُس گروہ کے سردار کا ذکر بھی ضروری ہے۔ (لہٰذا ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کی گئی) اور آپؐ کی تعریف میں صرف اسی ایک کلمہ رسول اللہ پر قناعت کی گئی جس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کوئی فضیلت ایسی نہیں ہے جو (لفظ) رسول اللہ کے ضمن میں نہ آگئی ہو (مثل ہے کہ) جتنے شکار ہیں سب گورخر کے پیٹ میں ہیں (یعنے گورخر کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔ اسی طرح وصف رسالت کے مقابلہ میں باقی اوصاف کی حالت ہے)۔

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ مراد اس سے وہی لوگ ہیں جو سفر حُدیبیۃ میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھے کیونکہ (اوّل تو) اُوپر سے کلام انہی لوگوں کی تعریف میں چلا آرہا ہے (دوسرے) معیّت کے معنے حقیقی کسی مقام میں ساتھ ہونے یا کسی سفر میں ساتھ ہونے کے ہیں (اس کے علاوہ دوسرے قسم کی معیّت) مثلاً معیت دینیۃ معنی مجازی ہیں اور جب تک حقیقی معنے بن سکیں مجازی معنے مراد نہیں لئے جاتے (تیسرے) حدیث مستفیض میں اہلِ حُدیبیۃ کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے۔

لہ امام یافعی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اس مثل کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ایک مرتبہ چند آدمی شکار کھیلنے گئے کسی نے خرگوش مارا کسی نے ہرن کسی نے اور کوئی شکار ایک شخص نے گورخر مارا۔ ان لوگوں کی عورتیں باہم اپنے اپنے شوہروں کے شکار کا ذکر نے لگیں تو جس عورت کے شوہر نے گورخر مارا تھا اُس نے کہا کل الصید فی جوف الفرا یعنی تم سب کے شوہروں کے شکار میرے شوہر کے شکار کے مقابلہ میں حقیر ہیں" یہ مثل حدیث شریف میں آئی ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سفیانؓ کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی اوروں کو دیدی اور حضرت ابو سفیانؓ سے فرمایا کہ تم کو اجازت نہ دینے میں یہ مصلحت تھی کہ اور لوگ جن کو اجازت نہ ملے بُرا نہ مانیں کیونکہ کل الصید فی جوف الفرا۔

قولہ اشداء الخ۔ فضائل مجموع اند در دو
نوع حسن معاملہ کہ درمیان ابناء جنس
خود باشد و حسن معاملہ کہ در تہذیب
نفس خود بود خدائے تعالیٰ ہر دو قسم را
برائے ایشاں جمع مے فرماید درمیان
ابنائے جنس خود بایں وضع معاملہ مے
کنند کہ قوت غضبیہ را مقتدی بغضب
الٰہی ساختہ اند و رحمت و رافت را
موافق رحمت الٰہیہ گردانیدہ اند ہر کہ مردود
اوست شدت غضب ایشاں بر وست
و ہر کہ مقبول اوست رافت و رحمت ایشاں
برائے اوست وھذا الکمال التخلق
باخلاق اللہ تعالیٰ و برائے تہذیب فیما
بینہم و بین اللہ باکثار صلوات مشغول اند کہ
الصلوٰۃ معراج المؤمن یبتغون فضلاً۔ بیان
کمال اخلاص ایشان است باطن ایشان موافق
باظاہر است سیماھم فی وجوھھم۔ یعنے
خشوع و نیایش ایشاں در بارگاہ الٰہی نہ
خطرہ ایست کہ از یک طرف می آید و طرف
دیگر مے رود بلکہ ملکہ ایست راسخہ کہ عمرے
در تحصیل ایں صفت صرف کردہ اند و دلہائے
ایشاں از صلوات ایشاں حظ وافر گرفتہ
و رنگ مناجات محیط بواطن ایشاں شدہ

اشداء الخ (یہاں سے اُن لوگوں کے فضائل کا آغاز ہے) فضائل
دو قسم کے ہوتے ہیں (اول) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو باہم اپنے
بنی نوع میں ہوتا ہے اور (دوسرے) اس معاملہ کا اچھا ہونا جو
اپنی تہذیب نفس کے لئے ہو۔ خدا تعالےٰ نے ان دونوں قسم کے
فضائل اُن حضرات کے لئے جمع کردیئے ہیں۔ (اشداء اور
رحماء میں قسم اول کے فضائل کی طرف اشارہ ہے) یہ اپنے
ہم جنسوں سے اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں کہ اپنے غصہ کو بھی انھوں
نے غضب الٰہی کا تابع کردیا ہے اور اپنی مہربانی اور نرمی کو بھی
اُنھوں نے رحمت الٰہی کا تابع کردیا ہے جو اس کا مردود ہے اُس پر
اُن کا بھی غصہ رہتا ہے اور جو اُس کا مقبول ہے اُس پر ان کی
بھی مہربانی رہتی ہے یہ اخلاق الٰہی سے متصف ہونے کا اعلیٰ
درجہ ہے اور (تراھم رکعا سجدا سے قسم دوم کے فضائل کی
طرف اشارہ ہے کہ) یہ اپنے اور خدا کے درمیان میں جو معاملات
ہیں ان کی درستی کے لئے نمازوں کی کثرت میں مشغول ہیں
کہ نماز مؤمن کی معراج ہے۔

یبتغون فضلاً اِن کے کمال اخلاص کا بیان ہے کہ ان کا ظاہر
و باطن یکساں ہے۔

سیماھم فی وجوھھم۔ یعنے اِن (اصحاب حدیبیہ) کا خشوع اور
خضوع بارگاہِ الٰہی میں ایسا نہیں ہے کہ عارضی طور پر ایک وقت
ہو جائے اور دوسرے وقت باقی نہ رہے وہ ایک مضبوط
ملکہ[1] ہے جس کے حاصل کرنے میں اُنھوں نے عمریں خرچ کردی
ہیں ان کے دلوں نے ان کی نمازوں سے حظ کامل اُٹھایا ہے
اور ان کی مناجات کے رنگ نے اُن کے باطن کو ایسا گھیر لیا ہے کہ

[1] ملکہ اس کیفیت کو کہتے ہیں جو نفس انسانی میں مضبوط جم گئی ہو جس کے سبب سے وہ اعمال جو اس کیفیت کے مناسب ہیں بسہولت صادر ہوتے رہیں مثلاً فن نجاری کا ملکہ جس کے نفس میں ہوگا اس کو جیسی سہولت اس فن کے کاموں میں ہوگی دوسرے کو ویسی سہولت نہیں ہوگی چاہے وہ فن نجاری کے قواعد جانتا ہو۔

تا آنکہ بر چہرۂ ایشاں طفاحۃ از دل ایشاں جوشید و پرتوے از انوارِ باطن ایشاں بر ظاہر افتادہ کہ کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ

قولہ تعالیٰ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ۔ و ذٰلک اینجا اشارہ است بکلمہ کَزَرْعٍ کقولہ تعالیٰ وَقَضَیْنَآ اِلَیْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ

قولہ تعالیٰ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ اینجا چہار کلمہ گفتہ شد اوّل دلالت مے کند بر ابتدائے امر و آخر دلالت مے نماید بر کمال نموّ او کہ بعد ازاں نموّے نیست و شک نیست کہ انتقال آنحضرت علیہ السلام از حالے بحالے تدریجًا بوقوع آمد بوجہے کہ چہار مرتبہ ضبطِ آں عدد کثیر نمے نماید لامحالہ مراد اینجا انتقالاتِ کلیہ است کہ در چہار عدد محصول شود این است دلالتِ لفظ و چوں ماصدق ایں کلام را تامل

اس کا کچھ حصہ ان کے دل سے جوش زن ہو کر ان کے چہروں پر آگیا ہے اور اُن کے انوارِ باطن کا پرتو اُن کے ظاہر میں بھی آشکار ہے (مثل ہے) کہ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

ذٰلک مثلهم۔ ذٰلک (اسم) اشارہ ہے کلمہ کزرع[1] (جو اس کے بعد مذکور ہے اس) کا (مشار الیہ ہے۔ اسم اشارہ کا مشار الیہ سے پہلے آنا برابر رائج ہے حتیٰ کہ خود کلام پاک میں ہی مثل قول حق تعالےٰ کے وقضینا الیہ ذٰلک الامر ان دابر هٰؤلاء مقطوع مصبحین۔[2] (یہاں بھی ذٰلک کا مشار الیہ ان دابر هٰؤلاء الخ ہے جو اس کے بعد ہے)۔

کزرع اخرج شطأہٗ۔ یہاں چار باتیں بیان کی گئی ہیں سب سے پہلی بات (یعنے کھیتی کا انکھوا نکلنا) کام کے آغاز پر دلالت کرتی ہے اور اخیر بات (یعنے درخت کا ڈنڈی پر کھڑا ہو جانا) اس کام کی انتہائے ترقی پر دلالت کرتی ہے جس کے بعد پھر کوئی زینہ ترقی کا باقی نہیں رہتا۔ اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیاں بتدریج اس قدر ہیں کہ صرف چار درجے اُن کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ لامحالہ یہاں بڑی بڑی ترقیاں مُراد ہیں اور ان بڑی ترقیوں کے چار درجے نکلتے ہیں (جس طرح کھیتی کی ترقی کے بے شمار مدارج ہیں ہر آن میں اُس کو نئی ترقی حاصل ہوتی ہے مگر بڑی بڑی ترقیاں اُس کی یہی چار ہیں جو آیت میں بیان ہوئیں) یہ تو الفاظ کے معنے تھے اب جو ہم مصداق اس کلام کا تلاش

[1] بعض علماء ذٰلک کا مشار الیہ کلمۂ کزرع کو نہیں بتاتے بلکہ مضمون سابق کو اس کا مشار الیہ کہتے ہیں پھر اُس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ توراۃ پر وقف کیا جائے دوسرے یہ کہ انجیل پر وقف کیا جائے توراۃ پر نہ کیا جائے دوسری صورت میں کزرع والی مثال کا توراۃ وانجیل میں مذکور ہونا ثابت نہ ہوگا۔

[2] ترجمہ۔ اور ہم نے لوط پیغمبر کو یہ فیصلہ سُنا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان سب لوگوں کی جڑ کاٹ ڈالی جائے گی۔

کنیم انتقالاتِ کلیہ چہار عدد مے یابیم اوّل آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مکہ مبعوث شدند واہلِ مکہ ہمہ مشرک بودند بتحریفاتِ آبائے خود مطمئن گشتہ بانکار واضرار برخاستند اینجا اسلام نو پیدا شد بر اظہارِ آں قادر نبودند دوم آنکہ از دستِ مشرکین خلاص شدہ بمدینہ ہجرت کردند وبجہادِ اعداء اللہ مشغول شدند بقتالِ قریش قصداً وبقتالِ غیر ایشاں تبعاً تا آنکہ فتح مکہ نمودند وتمام حجاز در اطاعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم راست گشت اینجا صورتِ بادشاہی ناحیۂ از نواحی زمین پیدا شد و در انتہاء ایں حال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از دارِ دنیا برفیق اعلےٰ انتقال فرمودند حرکت سوم آں بود کہ شیخین رضی باد و بادشاہ ذو شوکت کہ بر تمام عالم غالب بودند کسرےٰ وقیصر قصدِ جہاد نمودند تا آنکہ ہر دو دولت پائمال شوکتِ اسلام گشت واز انہا نامے و نشانے نماند حرکتِ چہارم خُرد کاریہا کہ ملوک نواحی راکہ در اصل باج دِہِ کسرےٰ وقیصر بودند ودر حدِّ ذاتِ خود نیز قوتے وشوکتے بہم رسانیدہ بودند برانداختہ شود ورواجِ اسلام در بلادِ مفتوحہ پدید آید ودر ہر شہرے مساجد بنا شوند وقضات منصوب گردند ورُواتِ حدیث ومفتیانِ فقہ مسکن گیرند

کرتے ہیں تو بڑی بڑی تبدیلیوں کے چار درجے پاتے ہیں اوّل وہ حالت تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے تمام اہلِ مکہ مشرک تھے اور اپنے باپ دادا کی تحریفات پر قناعت کئے ہوئے تھے وہ سب لوگ مخالفت اور ضرر رسانی پر آمادہ ہوگئے اس وقت گویا اسلام نیا پیدا ہوا (اور اخرج شطأہ کا مرتبہ ظہور میں آیا) حضرتؐ اُس کے ظاہر کرنے پر بھی قادر نہ تھے دوسری وہ حالت تھی کہ مشرکوں کے ہاتھ سے رہائی پاکر آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے میں مشغول ہوئے قریش سے قصداً اور غیر قریش سے تبعاً آپؐ نے جہاد کیا یہاں تک کہ مکہ کو فتح کر لیا اور تمام حجاز آپؐ کی اطاعت میں اچھی طرح آگیا اُس وقت ایک چھوٹی سی ریاست کی صورت پیدا ہوگئی (اور فاٰزرہ کا درجہ حاصل ہوا) مگر اسی حالت کے آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تیسری حالت وہ تھی کہ شیخین رضی نے دو پُر شوکت بادشاہوں سے کہ تمام دنیا پر غالب تھے یعنے کسریٰ وقیصر سے قصد جہاد کیا یہاں تک کہ یہ دونوں سلطنتیں شوکتِ اسلام سے پامال ہوگئیں اور اُن کا نام ونشان باقی نہ رہا (اب فاستغلظ کا درجہ حاصل ہوا) چوتھی حالت وہ تھی کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی فتح ہوگئیں اطراف وجوانب کے بادشاہ جو دراصل کسریٰ وقیصر کے باج گزار تھے اور اپنی جگہ پر خود اُنھوں نے بھی قوت وشوکت حاصل کر لی تھی درہم برہم کردیئے گئے اور اسلام کا رواج مفتوحہ شہروں میں پیدا ہوگیا اور ہر شہر میں مسجدیں بن گئیں اور قاضی مقرر ہوگئے اور حدیث کے راوی اور فقہ کے مفتی سکونت پذیر ہوئے (اور فاستویٰ علیٰ سوقہ کا درجہ حاصل ہوگیا)

چوں خبر را با مُخبَر عنہ در انتقالاتِ کلیہ مطابقت یافتیم معلوم شد کہ مطمحِ اشارتِ قرآن ہمیں انتقالات بودہ است چوں ایں مقدمہ واضح شد باید دانست کہ خلفاء از جملۂ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بودند بالقطع پس اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ الخ وصف ایشاں باشد و ایں یکے از لوازم خلافتِ خاصہ است و مطمحِ اشارتِ فَاسْتَغْلَظَ خلافتِ شیخین است و مرمیٰ بصر در فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ خُرد کارہاست کہ در زمانِ حضرتِ عثمانؓ بوقوع آمد و نیز آنچہ بعد ذالک فرقۂ مسلمین و وجود کلمۂ ایشاں بقصد خلیفۂ وقت یا بغیرِ قصد او بمجرد تدبیر الٰہی صورت گرفتہ است اینجا معلوم شد فخامتِ شانِ خلفاء و رسوخ قدمِ ایشاں در تائیدِ اسلام و آنکہ بدستِ ایشاں جہاد اعداء اللہ و اعلائے کلمۃ اللہ بوجہے واقع شد کہ مقبولِ جنابِ ربوبیت باشد و موجبِ ثنائے جمیل گردد۔ قولہ تعالیٰ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ اشارہ بکمالِ رضا است زیرا کہ در قصۂ مسلمین زارع حضرتِ الوہیت است قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ۔ ضمیر منہم راجع است بآنچہ از انہار

پس جب ہم نے اس مثال کو (جو آیت میں مذکور ہے) اسلام کے ساتھ بڑی بڑی تبدیلیوں میں مطابق پایا تو معلوم ہوگیا کہ قرآن کے اشارات انہی تبدیلیوں کی طرف تھے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی تو اب جاننا چاہیئے کہ خلفاء کا الذین معہٗ (یعنے ہمراہیانِ حدیبیہ) سے ہونا قطعی ہے لہٰذا اشداء علی الکفار اور رحماء بینہم بھی ان کا وصف ہوگا اور یہ بات (یعنے کافروں پر سخت اور مؤمنوں پر نرم ہونا) خلافتِ خاصہ کے لوازم سے ہے اور (یہ بھی واضح ہوگیا کہ) فاستغلظ خلافتِ شیخینؓ کی طرف اشارہ ہے اور فاستوی علی سوقہ کا اشارہ اُن چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کی طرف ہے جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں واقع ہوئیں۔ نیز اُن فتوحات کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانوں کے کسی مقام پر جلنے اور اُن کے باہمی اتفاق سے حاصل ہوئیں بقصد خلیفۂ وقت یا بغیر قصد خلیفۂ وقت محض فضلِ الٰہی سے۔

اس آیت سے خلفاء کی شان کی عظمت اور تائیدِ اسلام میں اُن کا راسخ القدم ہونا بھی معلوم ہوا اور یہ کہ اُن کے ہاتھ سے دشمنانِ خدا پر جہاد اور کلمۂ خدا کی بلندی اس طرح واقع ہوگی کہ جناب پروردگار میں مقبول ہوگی اور عمدہ تعریف کی مستحق قرار پائے گی۔ یعجب الزراع کا لفظ (اللہ کی) کمال خوشنودی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اسلام کی کھیتی کا کاشتکار وہی معبودِ برحق ہے۔

وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت منہم۔ منہم کی ضمیر (مجرور متصل) اس جماعت کی طرف پھرتی ہے جو انہار اور

[1] منہم کی ضمیر مجرور متصل کو اگر کوئی شیعہ صاحب الذین معہٗ کی طرف پھیر کر یہ ثابت کرنا چاہیں کہ ہمراہیانِ حدیبیہ میں سب لوگ مومن صالح نہ تھے تو یہ ناممکن ہے کیونکہ اس صورت میں آیت کا یہ ٹکڑا اوپر والے ٹکڑے کے منافی ہوجائے گا کیونکہ اُوپر کے ٹکڑے میں تمام ہمراہیانِ حدیبیہ کا صفاتِ حمیدہ کے ساتھ موصوف ہونا بیان ہوا ہے پس لامحالہ منہم کی ضمیر اس جماعتِ جدیدہ کی طرف پھرے گی جو بیانِ سابق سے مستنبط ہوتی ہے۔

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ مفہوم گشت یعنی اسلام غالب خواہد آمد و جمعی کثیر در اسلام داخل خواہند شد وعدہ کردہ است خدای تعالیٰ مر جمعے را کہ ازیں جماعہ ایمان آوردند و عمل صالح نمودند اجرِ عظیم کہ نعیم مقیم است قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ التوبۃ بعد ما امر بمقاتلۃ اھل الکتاب حتّٰی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون وبعد ما ذکر من کفرھم و اتخاذھم اربابا من دون اللہ ما یقتضی غضب اللہ علیھم والامر بقتلھم یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۰ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۰ ثم قال فی سورۃ الصف بعد ما ذکر المفترین علی اللہ عزّ وجل یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۰ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۰ می خواہند مشرکان و نصاریٰ وغیر ایشاں کہ فرو نشانند نورِ خدا بدہانِ خویش و قبول نمے کند خدا تعالیٰ مگر آں کہ تمام گرداند نورِ خدا را اگرچہ ناخوش دارند آں را کافران اوست آں کہ فرستاد پیغامبرِ خود را بہدایت و دین درست تا غالب سازد آنرا بر ادیان ہمہ آں اگرچہ ناخوش باشند ازاں مشرکان

استغلظ اور استوای سے سمجھی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اسلام جب غالب ہوجائے گا اور ایک بہت بڑی جماعت اسلام میں داخل ہوجائے گی تو خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اس بڑی جماعت میں سے جو لوگ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہوں گے ان کو بڑا اچھا بدلہ یعنے ہمیشگی کی نعمت عنایت فرمائے گا۔

(**ساتویں آیت**)[1] اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ (دسویں پارہ) میں بعد اس کے کہ حکم دیا ہے کہ اہل کتاب سے لڑو یہاں تک کہ وہ ذلیل ہوکر ہاتھ سے جزیہ دیں اور بعد اس کے کہ ان کے کفر کا اور غیر اللہ کے معبود بنانے کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے غضب کو اور ان کے قتل کا حکم دینے کو مقتضی ہے۔ فرمایا ہے۔

(ترجمہ) چاہتے ہیں مشرک اور نصارے وغیرہ کہ بجھادیں نورِ خدا کو اپنے منہ سے اور قبول نہیں کرتا خدا مگر اس بات کو کہ پورا کرے نور اپنا اگرچہ ناپسند کریں اس کو کافر۔ وہی ہے جس نے بھیج دیا اپنا رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ تاکہ غالب کردے وہ اس کو تمام دینوں پر اگرچہ ناخوش ہوں اس سے مشرک۔

(یہی آیت بتغییر الفاظ دوسرے مقام پر بھی ہے چنانچہ) اللہ تعالیٰ نے سورۃ صف (اٹھائیسویں پارہ میں) اللہ عزّ وجل پر افترا کرنے والوں کا ذکر کرکے فرمایا ہے۔

[1] اس آیت کو آیت اظہار دین کہتے ہیں۔

سوقِ کلام برائے آنست کہ نصاریٰ خصوصًا و جمیع اہلِ ادیانِ منسوخہ عمومًا اعتقادِ سوء در جنابِ ربوبیت بہم رسانیدند و درپے عداوتِ دینِ حق کہ حنیفی است افتادند و ایں معنے مُہیّج غضبِ الٰہی گشت لہٰذا ارادۂ ایزدی متعلق شد بکَبْت و برہم زدن ایں فرق و صورتِ کَبْت و برہم زدنِ ایشاں در غیب الغیب چنیں مقرر شد کہ ارسالِ رسول باہدایت و دینِ راست کردہ شود بوجہے کہ مفضی گردد باظہارِ دینِ حق بر جمیع ادیان قولہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ بدو وجہ مفسّر شود یکے آنکہ نور اللہ را چراغے یا آتش قلیلے گمان نمودہ اند کہ بنُفْخ دہان فرو میرد حاش للہ ایں نورِ خدا است نُفْخ دہان را آنجا چہ گنجائش۔ دیگر آں کہ شبہاتِ باطلہ ایراد مے نمایند و امر را بر کسیکہ ضعیف العقل است مشتبہ می سازند بخیال آنکہ دینِ اسلام بایں فعل نقصانے پذیرد۔ حاش للہ ایں مرادِ حق است سبحانہ او را نتواں ناقص ساخت قولہ تعالیٰ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ چوں ظہورِ دینِ حق بر جمیع ادیان

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝[1]

اس آیت کا مقصود یہ ہے کہ نصاریٰ نے خصوصًا اور دوسرے منسوخ مذہب والوں نے عمومًا بڑے بڑے اعتقاد ذاتِ خداوندی کے متعلق پیدا کر لئے ہیں اور دینِ برحق یعنے ملّتِ ابراہیمیہ کی عداوت پر آمادہ ہو گئے ہیں یہ بات غضبِ الٰہی کو جوش میں لائی۔ لہٰذا ارادۂ خداوندی ان فرقوں کے سرنگوں اور درہم و برہم کر دینے کے متعلق قائم ہو گیا ہے اور اس کی صورت عالم غیب میں اس طرح تجویز ہوئی ہے کہ ایک رسول ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ دینِ حق کے تمام دینوں پر غالب آجانے کا ذریعہ بن جائے۔

یریدون لیطفئوا کا مطلب دو طرح بیان کیا جاتا ہے ایک یہ کہ کافروں نے نورِ خدا کو کوئی چراغ یا تھوڑی سی آگ سمجھ لیا ہے کہ مُنہ سے پھونک دینے میں بجھ جائے حاش للہ یہ نورِ خدا ہے مُنہ کی پھونک کو وہاں کیا دخل؟۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ کفار غلط اعتراضات پیش کرتے ہیں اور کمزور سمجھ والوں پر دین کو مشتبہ کر دیتے ہیں اس خیال سے کہ ایسا کرنے سے دینِ اسلام میں نقصان آجائے گا حاش للہ یہ دین حق سبحانہ کا منظورِ نظر ہے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

لیظھرہٗ علی الدین کلہ۔ چونکہ دینِ حق کا غلبہ تمام دینوں پر

[1] اس آیت میں اور آیتِ سابقہ میں صرف دو فرق ہیں۔ اوّل یہ کہ آیتِ سابقہ میں ان یطفئوا ہے اور اس آیت میں لیطفئوا مطلب دونوں کا ایک ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ آیتِ سابقہ میں ویأبی اللہ الا ان یتم نورہ اور اس آیت میں واللہ متم نورہ، مآل ایک ہی۔ مصنفؒ نے یہ دوسری آیت زیادہ اس مصلحت سے نقل فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ اظہار کا مضمون وہاں بھی کافروں کی شرارت و سرکشی کے ذکر کے بعد وارد ہوا ہے جس کی وجہ سے اظہار سے وہ معنی مراد لینا ضروری ہوا جس سے کافروں کی شرارت کا سدِباب ہو اور یہ بات حجت و برہان کے غلبہ سے حاصل نہیں ہوتی۔

در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صورت نگرفت زیراکہ ہنوز نصاریٰ و
مجوس باطمطراق خود قائم بودند عامہ مفسرین
در تفسیر ایں آیہ فروماندند قال الضحاک ذلک
عند نزول عیسیٰ علیہ السلام وقال الحسن
بن الفضل لیظہرہ علی الدین کلہ
بالحجج الواضحۃ امام شافعیؒ سخنے ازیں
ہمہ استوار تر آورد قال اظہر اللہ رسولہ
علی الادیان بان لکل من سمعہ
انہ الحق وما خالفہ من الادیان باطل
وقد اظہرہ بان جماع الشرک دینان
دین اہل الکتاب ودین الامیین فقہر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الامیین حتی دانوا بالاسلام واعطی
بعض اہل الکتاب الجزیۃ صاغرین و
جری علیہم حکمہ فہذا اظہورہ علی الدین
کلہ فقیر میگوید عفی عنہ چوں در معنے آیتے اشکالے
بہم میرسد دو چیز ضرورست یکی آنکہ کتاب اللہ را
بمعنے کہ تقریر می کنند در میزان صراح عقل کہ ماؤف
باوہام نباشد بسنجیم اگر ہر دو باہم موافق شدند فبہا
والا آں معنے را ترک نمائیم دیگر آنکہ حدیث آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پیشوائے خود سازیم زیراکہ وے
صلی اللہ علیہ وسلم مبین قرآن است

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاصل نہیں ہوا کیونکہ
نصاریٰ و مجوس اُس وقت تک اپنے طمطراق پر قائم تھے لہٰذا
اکثر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں عاجز ہوگئے ہیں۔ ضحاکؒ
نے کہا کہ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت
ہوگی۔ حسن بن فضلؒ نے کہا ہے کہ غلبہ سے مراد حجت و برہان
کا غلبہ ہے۔ امام شافعیؒ نے ان سب سے زیادہ مضبوط بات بیان
کی ہے انھوں نے کہا ہے کہ اپنے رسولؐ کو تمام دینوں پر غالب
کر دیا (اس طرح) کہ جن لوگوں نے آپؐ کا کلام سُنا اُن پر واضح
کر دیا کہ یہی حق ہے اور جس قدر دین اس کے خلاف ہیں باطل
ہیں اور نیز آپؐ کو اس طرح غالب کر دیا کہ گروہ اہل شرک میں
دو دین تھے ایک دین اہل کتاب کا دوسرا دین امیوں[1] کا تو
امیوں کو تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مغلوب کر لیا
یہاں تک کہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہوگئے اور اہل کتاب
(کی یہ حالت ہوئی کہ ان) میں سے بعض نے ذلت کے ساتھ جزیہ
دینا منظور کیا اور آپؐ کا حکم ان پر جاری ہوگیا یہی مطلب
آپؐ کے دین کا تمام دینوں پر غالب آجانے کا ہے۔
یہ فقیر کہتا ہے کہ جب کسی آیت کے معنی میں کچھ مشکل پیش آجائے
تو وہاں دو باتوں کی ضرورت ہے اوّل یہ کہ ہم الفاظ قرآنی کو
لوگوں کے بیان کئے ہوئے معنے کے ساتھ عقل خالص کی ترازو
میں (جو اوہام کی آفت سے محفوظ ہو) تولیں اگر دونوں میں
موافقت ظاہر ہو تو فبہا ورنہ اُس معنے کو ہم چھوڑ دیں دوسری
بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہم اپنا
پیشوا بنالیں کیونکہ آپؐ قرآن کے (حقیقی اور اصلی) مفسر ہیں

[1] عرب کے لوگ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تین مذہب رکھتے تھے بعض مشرک تھے بعض نصرانی بعض یہودی۔ نصرانی اور یہودی اہل کتاب سمجھے جاتے ہیں اور مشرکین امّی اس وجہ سے کہ ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔

چوں غلبۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برنصارٰے نجران و مجوس ہجر و یہود خیبر و اخذ جزیہ و خراج از ایشاں در یک پلّہ نہیم و کلمۂ لیظھرہ علی الدّین کلّہ در پلّۂ دیگر گزاریم باہم موافق نہ شوند غلبہ بر طائفۂ قلیلہ از اہلِ دین غلبہ بر ادیان نہ باشد غلبۂ تمام آن است کہ بیضۂ آن دین مستباح گردد و حامیانش ہمہ برہم خورند تا آں کہ ہیچ کس داعی آں دین نماند و عزّ و شرفِ آں دین مطلقاً زائل گردد اما احادیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقد اخرج مسلم عن عیاض بن حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم فی خطبتہ الا ان ربی امرنی ان اعلمکم ما جھلتم مما علمنی یومی ھذا کل مالٍ نحلتہ عبداً حلالٌ و انی خلقت عبادی حنفاء کلھم وانھم اتتھم الشیاطین فاجتالتھم عن دینھم وحرمت علیھم ما احللت لھم وامرتھم ان یشرکوا بی مالم انزل بہ سلطاناً وان اللہ نظر الی اھل الارض فمقتھم عربھم

(اس قاعدہ کے موافق) جب ہم (لوگوں کے بیان کئے ہوئے معنے یعنی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو جو (مقامِ) نجران کے نصرانیوں اور ہجر کے مجوسیوں اور خیبر کے یہودیوں پر آپ کو حاصل ہوا اور آپ نے اُن سے جزیہ اور خراج لیا (عقلِ خالص کی ترازو کے) ایک پلہ میں رکھتے ہیں اور (الفاظِ قرآنی یعنی) لیظھرہ علے الدّین کلّہ کو دوسرے پلہ میں رکھتے ہیں تو دونو میں باہم کچھ مناسبت نہیں پاتے ایک تھوڑے سے ٹکڑے پر غالب آجانا تمام دینوں پر غلبہ نہیں ہوسکتا تمام دینوں پر غلبہ کے معنے تو یہ ہیں کہ تمام دینوں کی جڑ کھد جائے اور اُن کے حمایتی درہم برہم ہوجائیں اور کوئی شخص اُن دینوں کی طرف بُلانے والا نہ رہے اور اُن دینوں کی عزّت و بزرگی بالکل زائل ہوجائے (لہٰذا ہم نے ان تمام معانی کو چھوڑدیا) باقی رہی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی (تو وہ حسب ذیل ہے)۔ مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا کہ سنو! میری پرورد گار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں وہ باتیں بتادوں جو تم نہیں جانتے اور آج اللہ نے مجھے اُن کا علم دیا ہے (اللہ فرماتا ہے کہ) جس قدر مال میں نے کسی بندہ کو دیا وہ حلال ہے اور (فرماتا ہے) میں نے اپنے سب بندوں کو عقیدۂ شرک سے خالی پیدا کیا ہے مگر شیاطین ان کے پاس آئے اور اُن کو اُن کے فطری دین سے ہٹادیا۔ اور (فرماتا ہے کہ) میں نے بندوں کے لئے جو چیزیں حلال کی تھیں شیاطین نے اُن پر حرام کردیں اور شیاطین نے انھیں سکھایا کہ وہ میرے ساتھ اس کو شریک بنائیں جس کی کوئی سند میں نے نہیں اُتاری اور (فرماتا ہے کہ) اللہ نے تمام رُوئے زمین کے لوگوں کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا کیا عرب

وعجمهم الا بقايا من اهل الكتب
وقال انما بعثتك لابتليك
وابتلى بك وانزلتُ عليك كتابا
لا يغسله الماءُ تقرأهٗ نائمًا
ويقظانًا وان الله امرني ان اُحرّق
قريشا فقلتُ ربِّ اذا يثلغوا
رأسي فيدعوهُ خُبزةً فقال
استخرجهم كما اخرجوك واغزهم
نُغزك وانفق فسننفق عليك
وابعثْ جيشا نبعث خمسةً
مثله الحديث واخرج مسلم
عن ثوبان قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله
زوى لي الارض فرأيتُ مشارقها
ومغاربها وان امتي سيبلغ مُلكها
ما زُوي منها واُعطيتُ الكنزَ
الاحمر والابيض الحديث واخرج
مسلم عن ابي هريرة قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم هلك كسرى
ثم لا يكون كسرى بعدہ وقيصر ليهلكنّ ثم

کیا عجم سوا چند اہلِ کتاب کے (جو اصلی دین پر قائم ہیں) اور فرماتا ہے
کہ (اے محمدؐ!) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تاکہ (ان لوگوں
کے ذریعہ سے) تمھاری آزمائش کروں اور تمھارے ذریعہ سے
(اُن کی) آزمایش کروں اور (فرماتا ہے کہ) میں نے تم پر ایک ایسی
کتاب نازل کی ہے جس کو پانی دھو نہیں سکتا تم سوتے اور جاگتے
اُس کو پڑھتے ہو۔ اور (سُنو) اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں
قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دوں۔ میں نے عرض کیا کہ اے پروردگار
اگر ایسا کروں تو وہ میرا سر کیوں باقی رکھنے لگے۔ فرمایا کہ تم بھی
اُن کو (مکّہ سے) نکال دو جس طرح انھوں نے تم کو نکالا اور تم
اُن سے جہاد کرو ہم تم کو جہاد کی قوّت عنایت کریں گے اور تم
(جہاد کے لئے) خرچ کرو ہم تمھیں دیں گے اور تم ایک لشکر بھیجو ہم
ویسے ہی پانچ لشکر بھیجدیں گے۔ اور مسلم نے حضرت ثوبانؓ سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے
میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اُس کی مشرق و مغرب
سب دیکھ لیں اور بیشک میری اُمت کی سلطنت اس حصّہ زمین
تک پہنچیگی جو میرے لئے لپیٹا گیا اور (فرمایا کہ) مجھے سُرخ و
سفید دونوں[1] قسم کے خزانے دیئے گئے۔ اور[2] مسلم نے حضرت
ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے کسرٰی (یعنے شاہِ فارس) برباد ہوگیا اب اُس کے بعد کوئی
کسرٰی نہ ہوگا اور قیصر بھی یقیناً برباد ہوجائے گا اور اس کے

---

[1] دونوں قسم سے مراد زرد و سفید یعنی سونا و چاندی۔ [2] کسرٰی اور قیصر کی سلطنت کی فتح کی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار بیان کی ایک بار مکّہ میں جب کہ آپ نے دعوتِ اسلام کا آغاز ہی کیا تھا کفارِ قریش سے فرمایا تھا کہ اگر تم میری اطاعت کروگے تو عرب و عجم کے بادشاہ ہوجاؤگے یہ روایت شیعہ سُنی دونوں کے یہاں ہے اور کئی بار مدینہ میں منجملہ ان کے غزوۂ خندق میں جب کہ اس پتھر سے روشنی نکلی یہ روایت بھی فریقین کے یہاں ہے۔ صاحب حملۂ حیدری شیعی لکھتا ہے ؎ بپا سخ چنیں گفت خیر البشر + کہ چوں جست برق نخست از حجر + نمودند ایوان کسرٰی بمن + دوم قصر روم و سوم از یمن + سبب را چنیں گفت روح الامین + کہ بعد از من اعوان و انصار دین + براں مملکتہا مسلط شوند + بآئین من اہل آن بگروند +

لا یکونُ قیصرٌ بعدہٗ ولتقسمُنَّ کنوزھما فی سبیل اللہ واخرج مسلم عن جابر بن سمرۃ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لتفتحنّ عصابۃٌ من المسلمین او من المؤمنین کنزَ آل کسریٰ الذی فی الابیض واخرج الترمذی فی حدیث طویل عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا اخاف علیکم الفاقۃ فان اللہ ناصرکم ومعطیکم حتی یسیر الظعینۃ فیما بین یثرب والحیرۃ اکثر ما تخاف علی مطیتھا السرق قال فجعلتُ اقولُ فی نفسی فاین لصوص طیّ واخرج احمد عن المقداد انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یبقی علی ظہر الارض بیتُ مدرٍ ولا وبرٍ الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعزّ عزیزٍ وذلّ ذلیلٍ اما یعزّھم اللہ فیجعلھم من اھلھا او یذلھم فیدینون لھا قلتُ فیکون الدین کلہ للہ۔ آنچہ مقتضای ایں احادیث صحیحہ است آنست کہ تمام ظہور دین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہد بود

بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور تم لوگ ان دونوں (بادشاہوں) کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کردوگے۔ اور مسلم نے حضرت جابرؓ بن سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً ایک جماعت مسلمانوں کی یا (فرمایا) مومنوں کی آلِ کسریٰ کے خزانے کو جو ملک فارس میں ہیں فتح کرے گی اور ترمذی نے ایک بڑی حدیث میں حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) میں تم پر فاقہ (کی مصیبت) کا خوف نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تمہارا مددگار اور تمہارا دینے والا ہے (تمہاری دولتمندی اس حد تک پہنچے گی کہ) ایک بڑھیا یثرب سے لے کر حیرہ تک جہاں اکثر چوروں کا خوف ہوتا ہے تنہا سفر کرے گی (اور کوئی اس سے مزاحمت نہ کرے گا) حضرت عدیؓ کہتے ہیں اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قبیلہ طے کے ٹھگ (اس زمانہ میں) کہاں چلے جائیں گے۔ اور امام احمدؒ نے حضرت مقدادؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے روئے زمین پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ باقی نہ رہے گا جس میں اللہ کلمۂ اسلام کو داخل نہ کرے کسی سعادتمند کو عزت دے کر یا کسی بدنصیب کو ذلت دے کر۔ عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اہلِ اسلام میں سے کردے اور ذلت دینے کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم بن جائیں۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ اس وقت ہر جگہ دین اللہ کا ہوگا۔ ان احادیث صحیحہ کا مقتضا یہ ہے کہ پورا غلبہ دین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا (لہٰذا انہی احادیث کو ہم نے پیشوا

اگر عائد لیظہرہ بہدیٰ و دینِ حق راجع گردانیم
معنے چنیں باشد کہ ارسال رسول
بہدیٰ و دینِ حق مفضی خواہد بود بظہورِ
آں ہُدیٰ و دینِ حق بر جمیع ادیان اینجا
لازم نیست کہ بحضورِ آنحضرتؐ باشد
ارسال مفضی بظہور بودہ است گو بعض
ظہور بر دست نوّاب آنجناب بوقوع آید
صلے اللہ علیہ وسلم و اگر عائد راجع برسول
باشد نیز دور نیست ظہورِ دین کہ بر دستِ
نوّابِ آنحضرتؐ واقع شود ظہورِ آنحضرت
است صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اگر میتوانی شنیدن
نکتہ باریک بشنو خدائے تعالیٰ چوں پیغامبرے
را برائے اصلاحِ عالم و تقریبِ ایشاں بخیر
و تبعیدِ ایشاں از شر مبعوث گرداند و در
غیب الغیب آں اصلاح را صورتے معیّن
فرماید تا در ہماں صورت ظاہر شود لاجرم آں
صورت در بعثتِ پیغامبر ملفوف خواہد بود
باز چوں حکمتِ الٰہی اقتضا فرماید انتقالِ
پیغامبر از عالمِ ادنیٰ برفیقِ اعلیٰ پیش
از تکمیلِ آں صورت لامحالہ آں پیغامبر
بجہتِ اتمامِ آں مقاصد کہ مضمون
و ملفوف در بعثتِ اوست شخصے از
اُمّتِ خود را جارحۂ خود سازد و اورا
تربیت کند تا دلِ او شایستۂ حلولِ داعیۂ
الٰہی گردد باز وصیت نماید اورا باں

بنایا اور آیتِ کریمہ کو آپ کے زمانۂ حیات سے متعلق نہ رکھا الفاظِ
قرآنی بھی اس کو نہیں چاہتے کہ حضرتؐ کی حیات ہی میں دینِ حق
کو غلبہ کامل ہو جائے چنانچہ) اگر لیظہرہ کی ضمیر (منصوب متصل)
ھدیٰ اور دین حق کی طرف پھیریں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول
کا ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجنا سبب ہو جائے گا اس
ہدایت اور دینِ حق کے تمام دینوں پر غالب ہونے کا۔ اس صورت
میں کچھ ضروری نہیں کہ وہ غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے ہو جائے آپؐ کا مبعوث ہو جانا غلبہ کا سبب ہو گیا گو
تتمہ اس غلبہ کا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ
پر ہوا اور اگر یہ ضمیر رسول کی طرف پھیری جائے تب بھی کچھ
بعید نہیں ہے کیونکہ دینِ حق کا غلبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نائبوں کے ہاتھ سے ہوا بلاشبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہی کا غالب ہونا ہے۔

اگر تم سُن سکتے ہو تو ایک باریک نکتہ سنو۔ خدا تعالیٰ جب کسی
پیغمبر کو اصلاحِ عالم کے لئے اور بنی آدم کو نیکیوں سے نزدیک کرنے
اور بدیوں سے دور کرنے کے مبعوث فرماتا ہے اور غیب الغیب
میں کوئی خاص صورت اس اصلاح کی مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ
اصلاح اسی صورت میں ظاہر ہو تو لامحالہ وہ صورت خاص
اس پیغمبر کی بعثت میں پوشیدہ ہوتی ہے پھر جب حکمتِ الٰہی
اس پیغمبر کو عالم ادنیٰ سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف قبل اس صورت
کی تکمیل کے لیجانا چاہتی ہے تو لامحالہ وہ پیغمبر اُن مقاصد کے
پورا کرنے کے لئے جو اس کی بعثت میں مندرج ہیں اپنی اُمّت
میں سے کسی شخص کو اپنا آلہ بناتا ہے اور اُس کو تربیت کرتا ہے
تاکہ اس کا دل الہامِ خداوندی کے نزول کے قابل ہو جائے
اور پھر اُس شخص کو اُن مقاصد کی وصیت کر دیتا ہے اور اُن کی

و تخفیف فرماید بر آں و دعا کند برائی اتمام
آں چنانکہ شخصے استطاعتِ بدنی نداشتہ باشد
کہ قصدِ حج نماید و استطاعتِ مالی دارد و واجب
شود بروی خروج از عہدۂ حج باحجاج غیر و در نامۂ اعمال
اوایں حج مثبت گردد و بسبب ایں سببیت مطیع شود و
سہم اوفیٰ از ثواب حج تحصیل نماید ایں قسم استخلاف در ہر
ملت واقع شدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع را
خلیفہ خود ساختند و حضرتِ عیسیٰ حواریین را خلیفہ گردانیدند
در انجیل مذکور است کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نانے
بدستِ خود گرفتند و گفتند ایں گوشت و پوست
عیسیٰ است باز آں را در میانِ حواریین قسمت
فرمودند۔ چوں ایشاں آں نان را خوردند
حضرت عیسیٰ مناجات فرمود چنانکہ ایشاں
آں نان را بخوردند و درابدانِ ایشاں فرو رفت
ہمچناں عیسیٰ در بدنِ ایشاں درآید خداوندا
نظرِ رحمتے کہ بمن داری در کارِ ایشاں کن تا
بندگانِ ترا بسوئے تو خوانند موافق
ہمیں قاعدہ چوں عالم باعتقادِ سوء مبتلی شد در
جنابِ ربوبیت و بعقیدۂ ارجا یعنے تاخیر اعمال
از مرتبۂ اعتبار و عدم خوف از عواقب آں
کہ مخالفِ مذاہب جمیع انبیاء است علیہم
السلام غضبِ الٰہی بجوشید و داعیۂ
انتقام در ملکوت پیدا شد

ترغیب دیتا ہے اور اُن مقاصد کے پورے ہونے کی دعا مانگتا
ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بدنی قوت نہ رکھتا ہو کہ حج
کا ارادہ کر سکے مگر مالی طاقت رکھتا ہو تو اُس پر ضروری ہے کہ
فریضۂ حج کے پورا کرنے کے لئے دوسرے سے حج کرائے اور اُس
کے نامۂ اعمال میں دوسرے کا حج لکھا جائے اور یہ شخص بوجہ
سبب ہونے کے حکمِ الٰہی کا مطیع ہو اور ثواب حج کا پورا حصہ
حاصل کرے۔ اس قسم کا خلیفہ بنانا ہر دین میں ہوا ہے۔ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشعؑ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو اپنا خلیفہ بنایا تھا (حضرت عیسیٰؑ
کے خلیفہ بنانے کا ایک عجیب طریقہ تھا) انجیل میں مذکور ہے کہ
حضرت عیسیٰؑ نے ایک روٹی اپنے ہاتھ میں لی اور فرمایا کہ یہ عیسیٰ
کا گوشت اور پوست ہے پھر وہ روٹی آپ نے حواریوں میں
تقسیم کر دی جب اُنھوں نے اس روٹی کو کھا لیا تو حضرت عیسیٰ
مناجات کرنے لگے اور فرمایا کہ (یا اللہ) جس طرح اُنھوں نے یہ
روٹی کھا لی اور وہ اُن کے بدن میں حلول کر گئی اسی طرح عیسیٰ
ان کے بدن میں حلول کر جائے۔ اے خداوند! جو نظرِ رحمت تو
میری طرف رکھتا ہے وہی ان پر مبذول فرما تاکہ یہ لوگ تیری
بندوں کو تیری طرف بُلائیں۔ اسی قاعدہ کے موافق جب
عالم میں جنابِ الوہیت کے متعلق بُرے اعتقاد پھیل گئے اور
عقیدۂ ارجاء کا رواج ہو گیا یعنے اعمال کو ساقط از درجۂ اعتبار
سمجھنا اور (بُرے) کاموں کے (بد) انجام سے خوف نہ کرنا
جو تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کے خلاف ہی تو غضب
الٰہی جوش میں آیا اور ارادۂ انتقام (عالمِ) ملکوت میں پیدا ہوا

لہ مشرکین کا حال تو ظاہر ہی کہ وہ جزا و سزا ہی کے قائل نہ تھے اعمال کا کیا اعتبار کرتے رہ گئے یہود و نصاریٰ ان کا یہ خیال تھا کہ ہم
بُرے اعمال کریں گے تب بھی جنت ہماری ہی کیونکہ ہم خدا کے دوست ہیں۔

بعد ازاں اہلاک واتلاف ایشاں را باَجَلے باز
بست کما قال لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ
اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ
چوں آں وقت دررسد افضل افراد بشر را
مبعوث گردانید کہ ذاتِ مقدس آنحضرت
باشد صلی اللہ علیہ وسلم و وحی خود بروی
صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود وآنجناب
باقصی الہمۃ بجانب آں ہدیٰ و دینِ حق دعوت
نمود مستعدِ آں سعادت اندوز گشتند و اشقیا
ملعون ابدی شدند درعینِ ایں بعثت معنی
انتقام ازاں جماعات کہ سوء اعتقاد در
جنابِ الوہیت داشتند ملفوف شد
وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واصحاب
او دریں انتقام بمنزلۂ جارحہ بودند مانند
جبرئیل در صیحۂ ثمود لہٰذا حروبے
کہ بامرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع
شد مظنۂ نزول برکاتِ عظیمہ برحاضرینِ واقعہ
گشت یک ساعت حضور دراں مشاہد
خیر کار ریاضتِ صد سالہ میکند در تہذیبِ
باطن لہٰذا در شریعتِ ما ثوابِ جہاد بالاترین
ثوابِ سائرِ قربات است وفضل
اہل بدر و اُحد و حدیبیہ محقق و مقرر
پس صورتِ اصلاحِ عالم وگرفتنِ انتقام

پھر اُن لوگوں کے ہلاک و برباد کرنے کا ایک وقت مقرر ہوا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ترجمہ) ہر گروہ کے لئے
ایک وقت ہے جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک ساعت کے
لئے بھی وہ گروہ نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے نہ آگے۔ چنانچہ وہ
وقت آگیا تو حق تعالیٰ نے افضل افرادِ بشر یعنے ذاتِ مقدس
ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی وحی
آپؐ پر نازل فرمائی اور آنجنابؐ نے اپنی انتہائی کوشش کے
ساتھ اس ہدایت اور دینِ حق کی طرف لوگوں کو بلایا قابلیت
رکھنے والے سعادت اندوز ہوتے اور بدبخت لوگ ملعون
ابدی بن گئے۔ اسی بعثت کے ضمن میں وہ ارادۂ انتقام ان
لوگوں سے جو جنابِ اُلوہیت کے متعلق بُرے اعتقادات
رکھتے تھے قائم کیا گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور
آپؐ کے اصحابؓ (باوجود سراپا رحمت ہونے کے) اس انتقام
میں بمنزلۂ جارحہ (الٰہی) کے ہو گئے جس طرح حضرت جبرئیلؑ
(باوجود سراپا رحمت ہونے کے) صیحۂ[1] ثمود کے وقت (جارحۂ
الٰہی بنے تھے) اسی وجہ سے جو لڑائیاں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے حکم سے واقع ہوئیں وہ اُن لڑائیوں میں شریک
ہونے والوں کے لئے موجب نزول برکاتِ عظیمہ بنے اور اُن
لڑائیوں میں ایک ساعت کی شرکت صد سالہ عبادت کی برابر
تہذیب باطن میں کارگر ہوتی اسی وجہ سے ہماری شریعت
میں جہاد کا ثواب تمام عبادات کے ثواب سے بالاتر ہی اور
اہلِ بدر واہلِ اُحد و اہلِ حُدیبیہ کی فضیلت مانی گئی ہے۔
خلاصہ یہ کہ (اس آخر زمانہ میں) اصلاحِ عالم کی اور دشمنانِ خدا

[1] صیحہ بلند آواز کو کہتے ہیں قوم ثمود اسی آواز سے ہلاک کی گئی تھی۔ ثمود وہی قوم ہے جس کی طرف حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جب قوم نے اونٹنی کے پیر کاٹے جو معجزہ سے پیدا ہوئی تھی تو یہ عذاب نازل ہوا۔

ازاعلاء اللہ نزدیک خدا بوضعے خاص
معین شد غیر خسف ایشاں بزمین
یا نزول مطر حجارہ یا اہلاک بصیحہ
وذٰلک بحکمۃٍ لا یعلمھا الا ھو۔
وآں وضع خاص ظہور دینِ ایشان
است بر ادیان ہمہ آں در ضمن کبت
حامیانِ ادیان وداعیانِ آنہا
بقتل وسبی ونہب واخذ خراج و
جزیہ وازالۂ دولت وشوکت ایشاں
وپایمال وبے مقدار ساختن ایشاں و
ایں وضع خاص دراصل بعثتِ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ملفوف شد و
بعثتِ آنجناب متضمنِ آنصورت گشت فذٰلک
قولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُوْنَ ۝ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما
بعثتک لابتلیک وابتلی بک در تواریخ
عجم و روم بالبداہہ معلوم می شود کہ
ایشاں یقین داشتند بآنکہ عنقریب
دولتِ ایشاں برہم خورد و دولتِ عرب
متمکن گردد نجومیان ایں را از نحوست دلائل
سلطنت در افلاک ونظر عداوتِ اینہا
درمیانِ خودہا و قوتِ کوکب عرب ادلے
غیر ذٰلک دانستند و کاہنان
بکہانتِ خود و سائر

سے انتقام لینے کی ایک خاص صورت مقرر ہوگئی تھی اور وہ صورت یہ نہ تھی کہ وہ (مثل قوم قارون کے) زمیں میں دھنسا دیئے جائیں یا (مثل قوم ہود وغیرہ کے) ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا (مثل قومِ ثمود کے) صیحہ سے ہلاک کئے جائیں اس خاص صورت کی تعیین کسی ایسی حکمت کے سبب سے ہوئی جس کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور وہ خاص صورت یہ تھی کہ ادیانِ (باطلہ) کے حامیوں اور دعوت دینے والوں کو بذریعہ قتل وگرفتاری وتاراج وبندش وخراج وجزیہ سرنگوں کرکے اور اُن کی دولت وشوکت کو پائمال اور بے حقیقت کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے دین کو غلبہ دیا جائے اور یہ صورتِ خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی اور آنجنابؐ کی بعثت اس خاص صورت پر متضمن تھی یہی مطلب اس آیت کا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ اس لئے بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے اور یہی مطلب اس حدیث قدسی کا ہے کہ (اے محمد!) تم کو مَیں نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے (اُن لوگوں کی) آزمایش کروں۔

عجم اور روم کی تواریخ میں یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ عنقریب ہماری دولت درہم وبرہم ہوجائے گی اور دولت عرب (عالم) میں جاگزین ہوگی۔ نجومیوں نے یہ بات اوضاعِ فلکی کو اپنی سلطنت کے حق میں منحوس دیکھ کر اور اس سلطنت کے ستاروں کی باہمی عداوت کو دیکھ کر اور ستارۂ عرب کی قوت کو دیکھ کر اور کاہنوں نے اپنی کہانت کے زور سے اور عام

ناس بر رؤیا و ہواتف و مانند آں شناختند اما ایں نکتہ برآں جماعہ مخفی ماند کہ داعیۂ انتقام از فوق سبع سمٰوات نازل شدہ و ملأ اعلیٰ و ملأ سافل ہمہ باں رنگ رنگین گشتہ ایں اوضاع فلکیہ اجلی ست برائی انتقام ایں جماعات نہ مؤثر حقیقی اگر داعیۂ نازلہ از غیب الغیب می شناختند حق را از باطل جدا می دیدند بالجملہ دراں وقت جمیع ارض تحتِ حکم دو بادشاہ ذی شوکت مجتمع بود کسریٰ و قیصر و دین ایں ہر دو بادشاہ بر ادیانِ دیگر غالب و ہر دو دین باباحت میل دارند و عقیدۂ ارجا بر ہر دو غالب است کسریٰ و قیصر حامیانِ ایں دو دین بودند و داعیان بسوئے آں قولاً و فعلاً و تسبّباً کہ الناس علےٰ دین ملوکھم۔ روم و روس و فرنگ و الیمان و افریقیہ و شام و مصر و بعض بلادِ مغرب و حبشہ در دین نصرانیت بودند بموافقت قیصر و خراسان و توران و ترکستان و زاولستان و باختر و غیر آں مجوس بودند بمتابعتِ کسریٰ و سائر ادیان مثل دینِ یہودیت و دینِ مشرکین و دینِ ہنود و دینِ صابیئن پامال شوکتِ ایں ہر دو پادشاہ شدہ بودند و ضعیف گشتہ و متدینان اینہا برہم خوردہ لاجرم داعیۂ ظہور دین برحق

آدمیوں نے خواب سے اور غیبی آوازوں سے اور اسی قسم کی چیزوں سے معلوم کر لی تھی مگر یہ نکتہ ان لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے ارادۂ انتقام نازل ہوا ہے اور ملأ اعلےٰ اور ملأ سافل سب اس رنگ میں رنگ گئے ہیں یہ اوضاعِ فلکی اس انتقام کا وقت آجانے کی علامت ہیں نہ کہ مؤثر حقیقی اگر اس ارادہ کو جو غیب الغیب سے نازل ہوا تھا وہ لوگ سمجھ لیتے تو حق اور باطل کی ان کو تمیز ہو جاتی۔

الحاصل اس وقت تمام ملک دو پر شوکت بادشاہوں یعنے کسریٰ و قیصر کے زیر حکم تھا یہ دونوں بادشاہ تمام دوسرے مذاہب پر غالب تھے یہ دونوں بادشاہ (مذہب) اباحت[1] کی طرف میل رکھتے تھے اور عقیدۂ ارجاء ان دونوں پر غالب تھا کسریٰ اور قیصر ان دونوں مذہبوں کے حامی تھے اور قولاً و فعلاً ان دونوں مذہبوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے اور ان دونوں مذہبوں کی ترویج کا سبب بنے ہوئے تھے کیونکہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں روم و روس اور فرنگ اور جرمن اور افریقیہ اور شام اور مصر اور بعض بلادِ مغرب و حبش قیصر کی موافقت میں نصرانیت کے مذہب پر تھے اور خراسان و توران و ترکستان و زاولستان و باختر وغیرہ کے لوگ بہ تبعیت کسریٰ مجوسی تھے اور باقی مذاہب مثل مذہب یہود و مذہب مشرکین و مذہب ہنود و مذہب صابئین کے انہی دونوں بادشاہوں کی شوکت میں پامال اور کمزور ہو رہے تھے اور ان مذاہب کے معتقدین درہم و برہم ہو چکے تھے لہٰذا ارادۂ الٰہی نے جو کہ دینِ برحق

[1] اباحت کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو جائز و حلال سمجھ لینا نتیجہ اس مذہب کا یہ ہوتا ہے کہ اعمالِ قبیحہ کا رواج انسانوں میں ہو جاتا ہے اور اعمالِ صالحہ مفقود ہو جاتے ہیں۔

وقصد انتقام از کفرۂ فجرہ برہم زدنِ دولت
کسرٰے و قیصر را آشیانۂ خود گردانید تا چوں ایں
ہر دو دولت برہم خورد اعظم ادیان موجودہ
و اشہر آنہا برہم خوردہ باشد و چوں سطوتِ
اسلام بجائے سطوتِ ایں دو ملت بنشیند
سائر ادیان خود بخود پائمالِ شوکتِ اسلام
شوند مانند پائمال بودنِ آنہا بایں دو ملت
بعد استقرارِ ملت حقہ در قطرِ حجاز کہ نہ در
تصرف کسرٰے بود و نہ در تصرفِ قیصر
ہر دو ازاں غافل بودند و غلبہ بر طور غلبۂ
ملوک در غیرِ ایں قطر متصور نبود۔
چوں خدائے تعالےٰ برائے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نعم روحانیہ کہ جز بلحوقِ رفیقِ
اعلےٰ میسر نباید اختیار فرمود لازم شد کہ
بجہتِ اکمالِ ظہورِ دینِ حق و اتمام کبتِ
اعداء اللہ استخلاف فرماید تا آں ہمہ در
جریدۂ اعمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
مثبت شود و التفاف انتقام در بعثتِ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کار خود کردہ باشد
مثل آنکہ بندۂ خاص از بندگانِ بادشاہ خود در
مجالسِ اُنس و محافل قدس ہمنشینِ بادشاہ شود و فتح
بعض قلاع کہ بادشاہ بآں قدغنِ بلیغ نمودہ است
بیکے از عمدہائے خود بازگذارد و بفتح کردنِ آں قلعہ
ایں بندۂ خاص بزیادتِ عزو بخلع و عطایا مخصوص
گردد چوں ایں ہمہ گفتہ شد باید دانست کہ

کے غالب کرنے اور کفار نابکار سے انتقام لینے کے متعلق
تھا} سرزمینِ حجاز میں [جو نہ کسرٰی کے تصرف میں تھی نہ
قیصر کے دونوں اس سے غافل تھے اور (ابتدائً) شاہانہ
غلبہ سوا اُس سرزمین کے دوسری جگہ ممکن نہ تھا} دینِ
برحق کے قائم ہو جانے کے بعد کسرٰی و قیصر کی سلطنت کو
اپنا آشیانہ بنایا کہ جب یہ دونوں دولتیں درہم و برہم ہو جائیں
جو موجودہ مذاہب میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مشہور
ہیں اور سطوتِ اسلام ان دونوں سلطنتوں کے قائم مقام
ہو جائے گی تو باقی مذاہب شوکتِ اسلام سے خود بخود
پامال رہیں گے جس طرح ان دونوں سلطنتوں سے پامال تھے
اور چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
لئے اُن روحانی نعمتوں کو جو بغیر رفیقِ اعلےٰ سے ملے ہوئے
حاصل نہیں ہو سکتیں پسند فرمایا اس لئے ضروری ہوا کہ
دین حق کے غلبہ کو کامل کرنے اور دشمنانِ خدا کی سرنگونی کو
پورا کرنے کے واسطے آپ کسی کو خلیفہ بنائیں تاکہ یہ سب باتیں
آپ کے صحیفۂ اعمال میں درج ہو جائیں اور وہ ارادۂ انتقام
جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ضمن میں لپٹا
ہوا تھا اپنا کام پورا کرے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی خاص اور
مقرب ملازم کسی بادشاہ کا (ترقی پاکر) محبت کی مجالس اور
مقدس محافل میں بادشاہ کا ہمنشین ہو جائے اور بعض قلعوں
کا فتح کرنا جن کے لئے بادشاہ نے بہت کچھ تاکید کی ہے
اپنے کسی اچھے کارگزار کے متعلق کر دے اور جب وہ قلعہ
(اس کارگزار کے ہاتھ پر) فتح ہو جائیں تو اس ملازم کی
عزت بڑھ جائے اور خلعتیں اور بخششیں اس کو ملیں
جب یہ سب باتیں بیان ہو چکیں تو اب سمجھ لینا چاہیئے کہ

توجیہ صحیح دریں آیت آنست کہ ہر ظہور یکہ دین حق را
حاصل شد ہمہ در کلمۂ لیظہرہ علی الدین کلہ مندرج
است و اعظم انواع آں کہ برہم زدنِ دولتِ کسریٰ
و قیصر است بالاولیٰ داخل و درست و حاصل لوائے
ایں مرتبہ خلفاء بودند رضی اللہ عنہم مساعی ایں
بزرگواران مقتضائے ارسالِ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بود و مندرج دراں و ایشاں بمنزلہ
جارحۂ تدبیر غیب بودند در ظہور آں و ہمین است معنی
خلافتِ خاصہ باز معنی ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ
بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ
کُلِّہٖ آنست کہ ہدیٰ و دینِ حق کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بآں مرسل بودند ظاہر
و غالب باشد و جلی و مشہور نہ مخفی و مستور
و ایں آیہ محکم است درمیان اہلِ سنت
و اہلِ بدعت خدائے تعالیٰ ہُدیٰ و دینِ حق
را بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نازل فرمود
و وے صلی اللہ علیہ وسلم آں را بصحابہ
تبلیغ نمود و صحابہ آں معنے کہ مرادِ حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود فہمیدند
و بقرنِ تابعین رسانیدند ثم و ثم زیرا کہ
ارادۂ الٰہی نہ محض تعلیم آنحضرت بود صلی
اللہ علیہ وسلم و نہ خروجِ آنجناب
از عہدۂ تبلیغ اگرچہ سامعان

صحیح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس قدر غلبہ دین حق کو حاصل
ہوا وہ سب لیظھرہ میں داخل ہے اور اس غلبہ کے تمام اقسام
میں اعلیٰ درجہ کی قسم یعنے دولتِ کسرےٰ و قیصر کا درہم و برہم کرنا
بدرجۂ اَولےٰ داخل ہوگا اور اس قسم اعلےٰ کے حاصل کرنیوالے
خلفاء رضی اللہ عنہم تھے انہی بزرگواروں کی کوششیں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے (حق تعالیٰ کو) مقصود تھیں
اور ان کی کوششیں آپ کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھیں۔
اور یہ بزرگوار تدبیر غیبی کے لئے اُس کے ظہور کے آلات تھے۔
خلافتِ خاصہ کے یہی معنے ہیں۔
پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) آیتِ مذکورہ میں لیظھرہ کے لفظ
سے ظاہر ہے کہ وہ ہدایت اور دینِ حق جس کے ساتھ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے ظاہر اور غالب اور روشن
اور مشہور ہوگی نہ کہ مخفی و پوشیدہ۔
یہ آیت محکم ہے درمیان اہلِ سنت و اہلِ بدعت کے (اہلِ
سنت اسی آیت کے موافق کہتے ہیں کہ) خدا تعالےٰ نے ہدایت
اور شریعت حقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کو صحابہؓ تک پہنچایا
اور صحابہؓ نے اُن معانی کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے (اپنے الفاظ سے) مراد لیتے تھے سمجھ لیا اور اُنھوں نے وہ
تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں (اور تابعین نے بھی اُن کی
مُراد سمجھ کر تبع تابعین تک پہنچایا) وعلیٰ ہذا کیونکہ مقصود
الٰہی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہ تھی نہ یہ
مقصد تھا کہ آپ فرضِ تبلیغ سے سبکدوش ہوجائیں گو سُننے والے

۱؎ برخلاف اس کے شیعہ اس دینِ حق کو ہمیشہ مغلوب و مستور بناتے ہیں چنانکہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امرِ ولایت کو خدا نے صرف جبریلؑ سے بتایا اور جبریلؑ نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرتؐ نے صرف علی مرتضےٰ سے۔ ہکذا فی نہج البلاغۃ

نہ فہمند بلکہ مراد ظہور دین حق است قرناً بعد قرنٍ پس کسیکہ گوید کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دینِ حق را بصحابہ رسانیدند لیکن ایشان معنے کہ مراد بود نہ فہمیدند یا فہمیدند اما غرضِ نفسانی حامل شد ایشان را بر کتمانِ آں وے مبتدع است پس معتزلہ و شیعہ کہ می گویند انکم ستروَن ربکم الحدیث معنے آں علم یقینی بود صحابہ از جہت غموض فہم معنے آں نکردند و شیعہ کہ می گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برخلافتِ حضرت مرتضے نصے فرمودہ بودند صحابہ بغرضِ نفسانی خود کتمِ آں کردند وعصیان امر ورزیدند مبتدع اند اینجا مراد حق ظہور دین است مراد او راجل وعلا برہم نمی تواں زد سبحانک ھٰذا بھتانٌ عظیم

قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ اٰل عمران كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُونَ ؕ

ہستید شما بہترین گروہے کہ بیرون آوردہ شدند برائے اصلاحِ مردمان می فرمائید بکارِ پسندیدہ و منع مے نمائید از ناپسندیدہ و ایمان

(آپ کی مراد) نہ سمجھیں بلکہ مقصود الٰہی ظہور (اور غلبہ) دین برحق کا تھا ہر زمانہ میں لہٰذا جو شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین برحق صحابہؓ کو پہنچایا مگر صحابہؓ اُن معانی کو نہ سمجھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مُراد لئے تھے یا سمجھے مگر غرض نفسانی اُن کو اس دین کے پوشیدہ کرنے پر باعث ہوئی وہ شخص بدعتی ہے۔

معتزلہ اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ حدیث انکم ستروَن ربکم (ترجمہ۔ بے شک تم دیکھو گے اپنے پروردگار کو) میں معنے دیکھنے کے یہ ہیں کہ (قیامت کے دن) علم یقینی (وجودِ خدا کا حاصل) ہوجائے گا مگر صحابہ اس معنے کو بوجہ دقیق ہونے کے نہ سمجھ سکے اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُرتضٰے کی خلافت پر نص فرمادی تھی مگر صحابہؓ نے غرضِ نفسانی کی وجہ سے اُس کو چھپا ڈالا اور خلاف حکم کیا یہ سب لوگ بدعتی ہیں۔

جب دینِ حق کا غلبہ خُدا کو مقصود تھا تو اُس کے مقصود کو کوئی برہم نہیں کرسکتا۔ سبحانک ھٰذا بھتان عظیم۔

(آٹھویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ آلِ عمران (چوتھے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):۔

تم ہو بہترین اُس گروہ کے جو نکالے گئے واسطے {اصلاح} آدمیوں کے حکم دیتے ہو پسندیدہ کام کا اور منع کرتے ہو ناپسندیدہ (کام) سے اور ایمان

مے آرید بخدا و اگر ایمان مے آوردند
اہلِ کتاب بہتر بودے ایشاں را
طائفہ از انہا مؤمنان اند و اکثر آنہا
از حد بیرون رفتہ اند قولہ کُنْتُمْ
خَیْرَ اُمَّۃٍ بدو وجہ مفسر است ہستید
شما بایں صفت یا بودید در علمِ الٰہی
بایں صفت قولہ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ایں
برآوردن نہ چناں است کہ از عدم
یا از مضیقے برآوردہ باشند بلکہ
معنیش آنست کہ باطن مقدس آنحضرت
را صلے اللہ علیہ وسلم بداعیۂ
اصلاحِ ناس ممتلی ساختند و شعاع
نور از دل وے صلے اللہ علیہ وسلم
بیرون افتاد جمعے کہ مستعد بودند
بآں نور متنور گشتند و ہماں داعیہ
از باطنِ ایشاں سر برآورد از میان
افراد بشر ایں طائفہ بایں دولت سرفراز
شدند و بایں نعمت مخصوص گشتند
پس ایں جماعہ برآوردگان حق اند
از میانِ مردم و لِلنَّاسِ افادہ
مے فرماید کہ ایں تدبیر الٰہی است برائے
اصلاحِ عباد تا عالمے بواسطۂ ایں گروہ
متنور و متادب گردد و اخرج البغوی
وغیرہ عن ابی سعید الخدری عن النبی
صلے اللہ علیہ وسلم الا وان

لاتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لے آتے اہلِ کتاب تو بہتر ہوتا
اُن کے لئے۔ کچھ لوگ ان میں سے مؤمن ہیں اور بہت لوگ ان
میں سے حد سے باہر نکل گئے ہیں۔

کنتم خیر امۃٍ کے دو معنے بیان کئے گئے ہیں (اوّل یہ کہ) تم
اس صفت کے ساتھ (فی الحال) موصوف ہو (دوم یہ کہ) تم علمِ
الٰہی میں (پہلے ہی سے) اس صفت کے ساتھ موصوف تھے۔
(کنتم کا مصدر کینونۃ بمعنے ہستن بھی آتا ہے اور بمعنے بودن
بھی اسی لحاظ سے یہ دو معنے ہوئے)۔

اخرجت للناس یہ نکالا جانا ایسا نہیں ہے کہ عدم سے (وجود
میں) یا کسی تنگ مقام سے (وسیع میدان میں) نکالے گئے ہوں
بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ لوگ حق تعالےٰ کے آوردہ ہیں (آوردہ
ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ (کارپردازانِ قضاو قدر نے) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا باطن مقدس اصلاح بنی آدم کے ارادہ
سے لبریز کردیا اور (اس ارادہ کی) ایک شعاعِ نور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک سے نکلی جس قدر لوگ قابلیت
رکھتے تھے وہ اُس نور سے منور ہوگئے اور اسی ارادہ نے اُن کے
اندر بھی جوش کیا لہٰذا تمام افرادِ بشر میں وہی لوگ اس
دولت سے سرفراز ہوئے اور اس نعمت کے ساتھ مخصوص ہوگئے
پس یہ لوگ افرادِ بشر کے درمیان حق تعالےٰ کے آوردہ ہوئے
اور للناس (کا لام جو بقاعدۂ لغت نفع کے معنے دیتا ہے)
ظاہر کررہا ہے کہ یہ تدبیر الٰہی بندوں کی اصلاح کے لئے ہے۔
مقصود یہ ہے کہ ایک عالم اس گروہ کے ذریعہ سے نورانی اور
باادب ہوجائے۔ (اب اس آیت کی تفسیر میں چند حدیثیں سنو) -
بغوی وغیرہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انھوں نے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا آگاہ رہو کہ

هٰذه الامّة توفی سبعین امّةً هی خیرها واکرمها علی اللّٰه عزّ و جلّ واخرج البغوی عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده انه سمع النبیّ صلی اللّٰه علیه وسلم یقول فی قوله تبارک وتعالی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قال انکم تتمّون سبعین امّةً انتم خیرها واکرمها علی اللّٰه واخرج ابوعمر فی الاستیعاب عن عبد اللّٰه بن مسعودٍ قال ان اللّٰه نظر فی قلوب العباد فوجد قلبَ محمد صلی اللّٰه علیه وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللّٰه علیه وسلم فوجد قلوب اصحابه خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیّه یقاتلون عن دینه واخرج ابوعمر عن ابی هریرة فی قوله تعالی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ قال خیر النّاس للنّاس یجیئون بهم فی السلاسل یدخلونهم فی الاسلام قوله تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ استیناف است برای بیان وجه خیریت قال مجاهدٌ کانوا خیر الناس علی الشرط الذی ذکره اللّٰه تعالی تأمرون بالمعروف الآیة باز اینجا دو وصف ذکر کرده شد

یہ امت ستّرویں امّت ہے اور گزشتہ تمام امتوں سے اللہ عزّ وجل کے نزدیک بہتر اور بزرگ تر ہے۔ اور بغوی نے بہز بن حکیم سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اُن کے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کنتم خیر امّۃ کے متعلق فرماتے ہوئے سُنا کہ تم لوگ سترویں امّت ہو اور ان سب امتوں سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بزرگ ہو۔ اور ابو عمر نے (کتاب) استیعاب میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ نے تمام بندوں کے دل کو دیکھا تو اُن میں سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو پایا لہٰذا ان کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ ان کو مبعوث فرمایا۔ پھر (دوبارہ) اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب بندوں کے دلوں سے آپؐ کے اصحابؓ کے دلوں کو بہتر پایا۔ لہٰذا ان کو اپنے نبی کا وزیر بنایا کہ وہ اس کے دین (کی طرف) سے لڑتے ہیں۔ اور ابو عمر نے حضرت ابوہریرہؓ سے کنتم خیر امّۃ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اس امّت کے لوگ بنی آدم کے لئے سب آدمیوں سے زیادہ نافع ہیں کہ اُن کو (میدان جنگ سے پکڑ کر) زنجیروں میں جکڑ کر لاتے ہیں اور اسلام میں داخل کرتے ہیں۔

تأمرون بالمعروف۔ یہ ایک نیا جملہ ہے ان لوگوں کے بہترین امّت ہونے کی دلیل ہے (یعنے اُن اوصافِ جمیلہ کے سبب سے تم بہترین ہو) مجاہد (امام المفسّرین) نے کہا ہے کہ (بے شک) وہ لوگ سب سے بہتر تھے اُن اوصاف کے سبب سے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائے ہیں (یعنے) تأمرون بالمعروف الآیۃ پھر (دیکھو کہ) یہاں دو وصف بیان کئے گئے ہیں۔

یکے فیما بینهم و بین الناس و آں امر بمعروف و نہی عن المنکر است و دیگرے فیما بینهم و بین اللہ و آں ایمان است کہ متضمن ہفتاد و چند شعبہ است قولہ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ افادہ مے فرماید سبب برآوردن ایں امت و آں آن است کہ اہلِ کتاب وقتے از اوقات اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بودند صفت ایشاں متغیر شد لہٰذا حکمتِ الٰہی اقتضا نمود اخراج امتے دیگر از عرب قال البغوی روی عن عمر رضی اللہ عنہ قال كُنْتُمْ خیر امةٍ اخرجت للناس تكون لاولنا و لا تكون لاخرنا وقال ابو عمر جاء عن عمر بن الخطاب مَنْ سَرَّهٗ ان یکون من تلك الامة فلیؤدِّ شرط اللہ تعالیٰ فینا و ہر دو قول باہم نزاع ندارند زیرا کہ مفہوم آیت عام است برائے ہر کہ روح داعیۂ اصلاحِ عالم در قلب او نفخ کنند اول امت باشد یا آخر آں لیکن مصداق آں در خارج اولِ امت است فقط

ایک (وہ جو اُن معاملات کی درستی پر دلالت کرتا ہے جو) اُن کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان میں (رہتے ہیں) اور وہ (وصف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے دوسرا وہ (جو ان معاملات کی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے جو) ان کے اور اللہ کے درمیان میں (رہتے ہیں) اور وہ ایمان ہے جس میں ستّر سے اوپر کچھ شاخیں ہیں (یہ دونوں وصف جس میں موجود ہوں اس کے جامع اوصاف اور بہترین ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے)۔

ولو آمن (میں) اس امتِ مرحومہ کے لانے کا سبب بیان فرماتا ہے وہ یہ کہ اہلِ کتاب بھی کسی وقت میں امۃ اخرجت للناس (کے مصداق) تھے چونکہ ان کی حالت متغیر ہوگئی لہٰذا حکمتِ الٰہی نے عرب سے ایک دوسری اُمت کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا بغوی (مفسّر) نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کنتم خیر امۃ (کی فضیلت) صرف ہمارے اگلوں کے لئے ہے پچھلوں کے لئے نہیں ہے اور ابو عمرؓ نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ جس کو خواہش ہو کہ اس گروہ میں (جس کی شان خیر امۃ ہے) داخل ہوجائے اُس کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف ہم میں بیان کئے ہیں ان کو حاصل کرے۔ حضرت عمرؓ کے ان دونوں قولوں میں باہم مخالفت نہیں ہے کیونکہ مفہوم آیت کا تمام اُن لوگوں کو شامل ہے جن کے دل میں ارادۂ اصلاح عالم کی روح (کارکنانِ قضا و قدر) پھونک دیں خواہ اس امت کے اگلوں سے ہوں یا پچھلوں سے (لہٰذا یہ کہنا صحیح ہوا کہ جس کو خواہش ہو وہ ایسا کرے) لیکن (چونکہ) مصداق ان اوصاف کے خارج میں صرف اس امت کے اگلے لوگ تھے۔

زیرا کہ من بعد رسم جہاد و امر معروف و نہی منکر مندرس شد چوں ایں ہمہ مبین گردید باید دانست کہ حضرات خلفاء ازاں امت بودہ اند کہ اخرجت للناس صفتِ ایشان است از جہتِ آنچہ از حالاتِ ایشاں بتواتر ثابت گشتہ زیادہ ازیں چہ خواہد بود کہ جماعاتِ عظیمہ از مسلمین بقوتِ ہمت ایں بزرگاں مؤتلف شدند و اقالیم وسیعہ را فتح نمودند وطوائف ناس بسعی ایشاں در ربقۂ اسلام درآمدند پس ایشاں خیر امت باشند و ہو المراد۔ قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الحدید لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ برابر نیست از شما کسیکہ صرف مال نمود پیش از فتح وکارزار کرد با کسے کہ چنیں نکرد ایں

(لہٰذا یہ فرمانا بھی بجا ہے کہ یہ آیت صرف اگلوں کے لئے ہے)کیونکہ (قرنِ اوّل کے) بعد جہاد اور امر معروف اور نہی منکر کا طریقہ مِٹ گیا۔

جب یہ سب باتیں بیان ہوچکیں تو اب جاننا چاہیئے کہ حضرات خلفاء اسی (بہترین) گروہ سے ہیں جن کی صفت (اس آیت میں) اخرجت للناس (وارد ہوئی) ہے۔ بوجہ اس کے کہ ان کے حالات سے (امر معروف اور نہی منکر اور ایمان کے ساتھ ان کا موصوف ہونا) بتواتر[1] ثابت ہوچکا ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں انہی بزرگوں کی قوت ہمت سے یکجا اور متفق ہوئیں اور انھوں نے بڑی وسیع اقلیموں کو فتح کیا اور لوگ گروہا گروہ ان کی کوشش سے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے لہٰذا (ثابت ہوگیا کہ) یہ لوگ بہترین امت ہیں (اور جب بہترین امت ہوئے تو خلافت ان کی برحق ہوئی غصب و ظلم کی جھوٹی تہمت سے ان کا دامن پاک ہے) اور یہی مقصود ہے۔

(**نویں آیت**) اللہ تعالیٰ نے سورۂ حدید (ستائیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):۔

برابر نہیں ہے تم میں سے وہ شخص جس نے (راہِ خدا میں) مال خرچ کیا فتح سے پہلے اور جہاد کیا اُس نے {اس شخص کے ساتھ جس نے ایسا نہ کیا} وہ

---

[1] تواتر بھی ایسا کہ مخالفین باوجودیکہ انکار قطعیات کی بہت کچھ مشق رکھتے ہیں اس کے اقرار پر مجبور ہوگئے ہیں چنانچہ جس موقع پر اہلسنت کے اس اعتراض کے (کہ اگر خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخالفت تھی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح ان سے کیوں نہ لڑے؟) جواب دینے کی ضرورت شیعوں کو درپیش ہوئی وہاں بتصریح لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں اوامر و نواہی شرعی خوب جاری تھے معاویہ رضی اللہ عنہ میں یہ بات نہ تھی۔ علامہ ابن میثم (المتوفی ۶۹۹ھ) نے اپنی شرح نہج البلاغت میں جابجا یہ مضمون لکھا ہے، ایک جگہ لکھا ہے ان الفرق بین الخلفاء الثلاثۃ وبین معاویۃ فی اقامتہ حدود اللہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواھیہ ظاھر۔ (شرح ابن میثم مطبوعہ طہران)

جماعت بزرگ تر اند در رفعتِ مراتب ازاں جماعہ کہ صَرفِ مال نمودند و کارزار کردند بعد فتح وہر یکے را وعدہ دادہ است خدائے تعالےٰ خصلت نیک کہ نجات است وخدائے بآنچہ مے کنید داناست ایں آیت افادہ مے فرماید کہ ہمہ صحابہ دریک مرتبہ نیستند جمعے از جمعے افضل و اکمل اند بحسبِ تقدّم وتاخّرِ انفاق وقتال آخرج الحفّاظ من حدیث ابی سعید الخدری عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تسُبّوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہٖ لوان احدکم انفق مثل اُحُدٍ ذھبًا ما ادرك مُدَّ اَحَدِھِم ولا نصیفہ۔

مِن قبل الفتح مفسّر بدوٗ وجہ است یکیٰ فتح مکہ وھو قول الاکثر وؔ دیگر صلح حُدیبیہؔ وھو اَقعَدُ باحادیث فضائل الحُدیبیۃ وایں اختلاف مبنی است بر تفسیر کلمہ اِنّا فَتَحنا لَکَ فَتحًا مُّبِینًا کہ بریں دوٗ وجہ تفسیر کردہ اند وایں آیت بطریق منطوق افاز مے فرماید تفضیلِ جماعۃ کہ قبل فتح

لوگ (جو فتح سے پہلے یہ کام کر چکے) بزرگ تر ہیں [بلند تی] مراتب میں اُن لوگوں سے جنھوں نے (راہِ خدا میں) مال خرچ کیا اور جہاد کیا بعد فتح کے اور ہر ایک کو وعدہ دیا ہے اللہ نے اچھی چیز [یعنے نجات] کا۔ اور خدا جو تم کرتے ہو اُس سے واقف ہے۔

یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ سب صحابہؓ ایک مرتبہ میں نہیں ہیں بعض بعض سے افضل واکمل ہیں ہوافق مقدم و مؤخر ہونے کے خرچ کرنے اور جہاد کرنے میں تمام ائمہ محدثین نے بواسطہ حضرت ابو سعید خدریؓ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا میرے صحابہؓ کو بُرا نہ کہو قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی شخص تم میں سے کوہِ اُحد کے برابر سونا (راہِ خدا میں) خرچ کرے تو وہ اُن کے ایک مُدؔ[1] یا نصف (کے خرچ) کے برابر (ثواب میں) نہیں ہوسکتا۔

من قبل الفتح (میں فتح) کے دوٗ معنے بیان کئے گئے ہیں اوّل فتح مکہ اور یہی اکثر مفسّرین کا قول ہے۔ دوسرے صلح حُدیبیہؔ اور یہ معنی احادیث فضائلِ حُدیبیہؔ کے زیادہ مناسب ہیں یہ اختلاف (فتح کے معنی میں) کلمہ اِنَّا فتحنا لك فتحاً مبینًا کی تفسیر پر مبنی ہے کہ اس کے بھی یہی دوٗ معنے بیان کئے گئے ہیں (جو لوگ فتح مبین سے فتح مکہ مراد لیتے ہیں وہ یہاں بھی فتح کے معنے فتح مکہ بیان کرتے ہیں اور جو لوگ فتح مبین سے صلح حُدیبیہؔ مراد لیتے ہیں وہ یہاں بھی فتح کے معنے صلح حُدیبیہؔ کہتے ہیں)۔

یہ آیت بطورِ منطوق[2] کے بتارہی ہے کہ جن لوگوں نے فتح سے پہلے

[1] ایک پیمانہ کا نام ہے اس کا وزن قریب آدھ سیر کے ہوتا ہے۔ [2] جو مضمون کسی کلام میں صاف صاف مذکور ہو اس کو منطوق کہتے ہیں اور جو اس سے مستنبط ہوتا ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں۔ مفہوم دو قسم کا ہوتا ہے ایک مفہوم موافق دوسرے مفہوم مخالف مفہوم موافق وہ (باقی صـ۱۸۲ پر)

انفاق و قتال از ایشاں بظہور آمد برجماعۂ کہ بعد از فتح انفاق و قتال نمودہ اند و بطریق مفہوم موافق مے فہماند کہ ہر کہ انفاق و قتال او مقدم تر افضل تر و قتالے کہ در مکہ بود بدست و عصا بود و قتالے کہ بعد ہجرت واقع شد بشمشیر و رماح در لغت ہر دو را قتال مے تواں گفت بملاحظہ ہمیں مفہوم موافق گفتہ اند کہ نزلت فی ابی بکر الصدیق قال البغوی و روی محمد بن فضیل عن الکلبی ان ھٰذہ الاٰیۃ نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فانہ اوّلُ من اسلم واوّلُ من انفقَ فی سبیل اللہ عزّوجلّ قال عبداللہ بن مسعودٍ رضی اللہ عنہ اوّل من اظہرَ اسلامہ بسیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ والنبی صلے اللہ علیہ وسلم وروی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنتُ عند النبیّ صلے اللہُ علیہِ وسلم

مال خرچ کیا اور جہاد کیا اُن لوگوں سے افضل ہیں جنھوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور بطور مفہوم موافق کے بتارہی ہے کہ جس نے (فتح سے پہلے) زیادہ خرچ کیا ہو اور زیادہ جہاد کیا ہو اس کا مرتبہ (ان لوگوں میں بھی) سب سے اقدم وافضل ہوگا اور (یہ بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ) جو جہاد مکہ میں (قبل از ہجرت) تھا وہ ہاتھ سے اور لاٹھی سے تھا اور جو جہاد بعد ہجرت کے واقع ہوا وہ تلوار سے اور نیزوں سے تھا اور لغت میں دونوں کو قتال کہتے ہیں۔ (لہٰذا جو جہاد قبل از ہجرت ہوتا رہا اس کا بھی لحاظ کیا جائے گا) اسی مفہوم کے لحاظ سے (چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جہاد قبل از ہجرت سب سے فائق تھا) لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ محمد بن فضیل نے کلبی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ سب سے پہلے وہی اسلام لائے اور سب سے پہلے اُنہی نے اللہ عزوجل کی راہ میں (اپنا مال) خرچ کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے تلوار ہاتھ میں لے کر اپنا اسلام ظاہر کیا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں (ایک روز) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا

(بقیہ ص۱۸۱) مفہوم ہے جو خود اس عبارت سے نکلتا ہو۔ اور مفہوم مخالف وہ مفہوم ہے جو اس عبارت کی جانب مخالف سے نکلتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت فمما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنٰت ترجمہ۔ جو شخص نہ طاقت رکھے تم میں سے یہ کہ نکاح کرے آزاد مسلمان عورتوں سے تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے۔ منطوق اس آیت کا لونڈی سے نکاح کا جواز ہے اور مفہوم موافق اس کا لونڈی سے نکاح کا افضل ہونا جب کہ آزاد سے نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو اور مفہوم مخالف اس کا یہ ہے کہ جب آزاد عورت سے نکاح کا مقدور ہو تو لونڈی سے نکاح جائز نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف قابل اعتبار نہیں ہوتا۔

وعنده ابوبكر الصديق رضی الله عنه وعليه عباءة قد خلّها في صدره بخلال فنزل جبرئيل عليه السلام فقال مالي ارى ابابكر عليه عباءة قد خلّها في صدره بخلال فقال انفق ماله علیّ قبل الفتح قال فانّ الله يقول اقرأ عليه السلام وقل له أراضٍ انت عنی فی فقرك هذا أم ساخط فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابابكر ان الله عزّ وجل يقرأ عليك السلام ويقول لك اراضٍ انت فی فقرك هذا ام ساخط فقال ابوبكر رضی الله عنه أأسخط علی ربّی انا عن ربی راضٍ انا عن ربّی راضٍ اخرج الحاكم وابوعمر عن هشام بن عروة عن ابيه قال اسلم ابوبكر وله اربعون الفًا انفقها كلها علی رسول الله صلى الله عليه وسلم في سبيل الله. فی رياض النضرة عن عائشة رضی الله عنها قال لما اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا تسعة وثلثين رجلًا الحّ ابوبكر

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی (اس وقت) آپ کے پاس (بیٹھے ہوئے) تھے اور اُن (کے جسم) پر (اُس وقت) ایک کملی تھی جس کے دونوں کنارے اُنھوں نے اپنے سینہ کے پاس (ایک کانٹے سے) ٹانکے تھے اسی حالت میں جبرئیل علیہ السلام آئے اور اُنھوں نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ کیا سبب ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابوبکرؓ (کے جسم پر) ایک کملی ہے جس کے دونوں کنارے اُنھوں نے اپنے سینہ پر ٹانک لئے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا (وجہ یہ ہے کہ) وہ اپنا مال قبل فتح کے میرے اوپر خرچ کر چکے حضرت جبرئیلؑ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکرؓ سے میرا سلام کہیئے اور اُن سے پوچھیئے کہ اپنی اس فقر کی حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! اللہ عزّ وجل تم کو سلام فرماتا ہے اور تم سے پوچھتا ہے کہ تم اپنے اس فقر کی حالت میں مجھ سے خوش ہو یا ناخوش۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ (میری) کیا (ہستی جو) میں اپنے پروردگار سے ناخوش ہوں میں اپنے پروردگار سے خوش ہوں میں اپنے پروردگار سے خوش ہوں۔ اور حاکم اور ابوعمر نے ہشام بن عروہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکر صدیقؓ جب اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار (اشرفیاں) تھیں وہ سب اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر راہ خدا میں خرچ کر دیں (یہ تو حضرت صدیقؓ کے خرچ کرنے کی کیفیت تھی اب اُن کے جہاد کی حالت سُنو)۔ **ریاض النضرہ** میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب یکجا ہوئے وہ کل انتالیس [۳۹] مرد تھے تو ابوبکرؓ نے

علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی الظہور فقال یا ابا بکر انا قلیل فلم یزل یلح علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم حتی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفرق المسلمون فی نواحی المسجد وقام ابوبکر فی الناس خطیباً ورسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جالس و کان اول خطیب دعا الی اللہ عز وجل و الی رسولہ صلی اللہ علیہ سلم وثار المشرکون علی ابی بکر و علی المسلمین فضربوھم فی نواحی المسجد ضرباً شدیداً و وطئ ابوبکر وضرب ضرباً شدیداً ودنا منہ الفاسق عتبۃ بن ربیعۃ فجعل یضربہ بنعلین مخصوفتین ویحرفھما بوجھہ واثر ذلک حتی مایعرف انفہ من وجہہ وجاءت بنو تیم تتعادی فاجلوا المشرکین عن ابی بکر وحملوا ابا بکر فی ثوب حتی ادخلوہ فی بیتہ ولا یشکون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانِ اسلام کی بابت اصرار کیا آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ مگر وہ برابر آپؐ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور تمام مسلمان کعبہ کے اندر اِدھر اُدھر بیٹھ گئے اور ابوبکرؓ وعظ کہنے کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ سب سے پہلے واعظ ہیں جنھوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو بُلایا (حضرت صدیقؓ کا وعظ کہنا تھا کہ) مشرکوں نے اُن پر اور نیز اور مسلمانوں پر ہجوم کر لیا اور اُن کو مارنا شروع کیا کعبہ کے اندر جس قدر مسلمان تھے سب کو بہت سخت مارا اور ابوبکرؓ تو پیروں سے روندی گئے اور بہت ہی سخت مارے گئے اور (اسی حالت میں) عتبہ بن ربیعہ خبیث ان کے قریب گیا اور اُس نے دو سلی ہوئی جوتیوں سے ان کو مارنا شروع کیا اور اُن کے مبارک چہرہ پر مارتے مارتے پھٹنے کے قریب پہنچا دیا چہرہ پر اس قدر ورم آگیا کہ ناک اور مُنہ معلوم نہ ہوتا تھا۔

(مترجم کہتا ہے کہ اللہ اکبر کیسی خوش نصیبی اور اقبال مندی حضرت صدیقؓ کی تھی آقائے نامدار حبیب مختار صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی محبت میں جان فدا کر رہے ہیں اِس دن کی تمنا تو ہر جانباز کو ہوتی ہے مگر ہر ایک کی ایسی قسمت کہاں ہے

بجرمِ عشق تو ام می کشند و غوغائیست
تو نیز بر سرِ بام آکہ خوش تماشائی ست)

اتنے میں (حضرت صدیقؓ کے قبیلہ) بنی تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور اُنھوں نے مشرکوں کو ابوبکرؓ کے پاس سے ہٹایا اور اُن کو کپڑے میں لا د کر اُن کے گھر لے گئے ان سب کو یقین تھا کہ

فی موتہ ورجع بنو تیم فدخلوا
المسجد وقالوا واللہ لئن مات
ابوبکر لَنَقْتُلَنَّ عُتبۃ ورجعوا
الی ابی بکر فجعل ابو قُحافۃ
وبنو تیم یُکَلِّمُون ابابکر
حتّٰی اجابھم فتکلم اٰخر النہار
مَا فَعَلَ رسولُ اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فنالوہ بالسِنَتِھم
وعَذَلُوہ ثم قاموا وقالوا لامّ الخیر
بنت صَخْرٍ انظری ان تُطْعِمِیہ
شیئًا او تسقیہ ایاہ فلما خلَتْ بہ
والَحَّتْ جعل یقول ما فعل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت
واللہ مالی علم بصاحبك فقال اذھبی
الی امِ جمیل بنت الخطاب فاسأليها عنہ
فخرجت حتی جاءت امِ جمیل فقالت ان
ابابکر یسألك عن محمد بن عبد اللہ قالت
ما اعرف ابابکر ولا محمد بن عبد اللہ
وان تحبی ان امضِیَ معكِ الی ابنكِ
فعلتُ قالتْ نعم فمضتْ معھا
حتّٰی وجدت ابابکر صریعًا
دَنِفًا فدنتْ منہ امِ جمیل واعلنت
بالصیاح وقالت ان قومًا نالوا
منك ھٰذا لاھل فسقٍ وانّی لارجوا
ان ینتقم اللہ لكَ قال

اب یہ زندہ نہ رہیں گے پھر بنی تیم کے لوگ لوٹ کر کعبہ میں آتے
اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اگر ابوبکرؓ مر گئے تو ہم ضرور ضرور عتبہ کو
مار ڈالیں گے۔ اس کے بعد پھر وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے ابو قحافہ (ان کے
والد) اور قبیلہ بنی تیم کے اور لوگ برابر ان کو پکارتے تھے (مگر
وہ جواب نہ دیتے تھے) بالآخر شام کے قریب جواب دیا اور یہ
بات کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں تمام بنی تیم کے
لوگوں نے ان کو ملامت کی اور طعنے دیئے (کہ دیکھو تم نے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اپنی جان وآبرو سب تباہ کردی)
اس کے بعد وہ لوگ اٹھ گئے اور (حضرت صدیقؓ کی والدہ)
ام الخیر بنت صخر سے کہہ گئے کہ دیکھو ان کو کچھ کھلا پلا دینا چنانچہ
وہ ان کے پاس گئیں اور انھوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ یہی
پوچھتے رہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ ام الخیر
نے کہا واللہ مجھے تمھارے صاحب کی کچھ خبر نہیں حضرت ابوبکرؓ
نے کہا کہ تم ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے حضرتؐ
کا حال پوچھو چنانچہ وہ ام جمیل کے پاس گئیں اور کہا کہ ابوبکرؓ تم
سے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ کا حال پوچھتے ہیں
ام جمیل نے (براہ رازداری صاف انکار کر دیا) کہا نہ میں ابوبکرؓ
کو جانتی ہوں نہ محمد بن عبد اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور
اگر تم چاہو تو میں تمھارے ہمراہ تمھارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں
ام الخیر نے کہا اچھا چلو۔ چنانچہ ام جمیل ان کے ہمراہ گئیں اور انھوں
نے دیکھا کہ ابوبکرؓ پڑے ہوئے ہیں اور بہت سقیم حالت ہے
ام جمیل ان کے قریب گئیں اور (ضبط نہ کر سکیں) چلا اٹھیں کہ
جن لوگوں نے تمھارے ساتھ ایسا کیا ہے بڑے ناہنجار لوگ ہیں
مجھے یقین ہے کہ اللہ تمھارا انتقام ان سے لے گا حضرت ابوبکرؓ نے
کہا (یہ باتیں تو پھر کرنا پہلے یہ بتاؤ) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مافعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت ھٰذہ اُمُّکَ تسمع قال فلاعَیْنَ علیک منہا قالت سالمٌ صحیحٌ قال فاین ھو قالت فی دار الارقم قال فانّ للہ علے الیّۃً ان لا اذوق طعاماً او شراباً او اٰتی رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فامھلتا حتے اذا ھَدَأَتِ الرِّجْل و سکن النّاس خَرَجَتَا بہ یتکئ علیھما حتّٰی ادخلتاہ علی النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قالت فانکب علیہ فقبّلہ وانکبّ علیہ المسلمون و رقّ لہٗ رسول اللہ صلے اللہ عَلَیْہ وسلم رقّۃً شدیدۃً فقال ابوبکر بابی انت و امّی لیس بی ما نال الفاسق من وجھی ھٰذہٖ اُمّی بَرَّۃٌ بوالِدَیھا وانت مبارکٌ فادْعُھا الی اللہ تعالیٰ وادعُ اللہ عزّ وجل لھا عسٰی ان یستنقذھا بک من النّار فدعالھا رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاسلمتْ

کیسے ہیں ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا کہ تمھاری والدہ سن رہی ہیں (ابھی نہ پوچھو) حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میری والدہ سے تم کچھ اندیشہ نہ کرو۔ ام جمیل نے کہا (بحمداللہ) صحیح و سالم ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ ارقم کے گھر میں (اس کے بعد ام جمیل اور حضرت صدیقؓ کی والدہ دونوں نے ان سے کھانے کے لئے اصرار کیا) حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نہ پہنچوں گا کچھ نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا ان دونوں نے (یہ سنکر) توقف کیا یہاں تک کہ جب (رات بہت آگئی اور) پیروں کی چاپ موقوف ہوگئی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر سو رہے تھے تو دونوں ان کو لے چلیں حضرت ابوبکرؓ ان دونوں پر ٹیک لگائے ہوئے چل رہے تھے یہاں تک کہ دونوں نے ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچادیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ (پہنچتے ہی) حضرت ابوبکرؓ آپؐ پر جھک پڑے اور آپؐ کی جبین مبارک پر بوسہ لیا اور تمام مسلمان ابوبکر صدیقؓ پر جھک پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی حالت دیکھ کر بہت سخت رقت طاری ہوئی حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوجائیں اُس خبیث نے جو میرے مُنہ پر مارا تھا اب اُس کا کچھ بھی اثر مجھے نہیں معلوم ہوتا (اس وقت ایک عرض یہ ہے کہ) میری یہ والدہ اپنے ماں باپ کی بڑی خدمت گزار ہیں اور آپؐ موردِ برکت ہیں لہٰذا اُن کو اللہ کی طرف بلائیے اور اللہ عزّ وجل سے اُن کے لئے دعا کیجئے امید ہے کہ اللہ ان کو آپؐ کی برکت سے دوزخ سے بچالے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعا کی اور وہ اسلام لے آئیں۔

فاقاموا مع رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم شہرا و ہم تسعۃ
وثلثون رجلا وکان اسلام
حمزۃ یوم ضرب ابوبکر واخرج
البخاری عن عروۃ ابن الزبیر
قال سألت عبد اللہ ابن عمرو
عن اشد ما صنع المشرکون
برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال رأیت عقبۃ بن ابی معیط
جاء الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم
فوضع رداءہ فی عنقہ فخنقہ بہ
خنقا شدیدا فجاء ابوبکر
حتے دفعہ عنہ فقال اتقتلون
رجلا ان یقول ربی اللہ وقد
جاءکم بالبینٰت من ربکم
واخرج الحاکم عن انس قال لقد
ضربوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم حتے غشی علیہ فقام
ابوبکر فجعل ینادی و
یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان
یقول ربی اللہ قالوا من ھذا قالوا
ھذا ابن ابی قحافۃ المجنون و
قال ابن اسحق حدثنی نافع عن
ابن عمر قال لما اسلم عمر قال ای
قریش انقل للحدیث قیل لہ

ایک مہینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف انتالیس
مسلمان تھے جس روز حضرت ابوبکرؓ پیٹے گئے اسی دن حضرت حمزہؓ
اسلام لے آئے اور بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے
کہ وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمرو (بن عاصؓ) سے پوچھا کہ
سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ کیا وہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا (سب سے زیادہ سخت نظارہ
جو) میں نے دیکھا (وہ یہ تھا کہ) عقبہ بن ابی معیط نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی چادر آپ کے گلے میں لپیٹ کر
اس نے آپ کا گلا گھونٹنا شروع کیا حضرت ابوبکرؓ (کو خبر
ہوئی تو وہ) آئے اور انھوں نے عقبہ کو آپ کے پاس سے ہٹایا
اور کہا کیا تم ایک شخص کو قتل کئے ڈالتے ہو اس بات پر کہ وہ
کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ تمھارے پاس کھلی ہوئی
نشانیاں تمھارے پروردگار کے پاس سے لایا۔ اور حاکم نے
حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ کافروں نے (ایک مرتبہ) رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے
(اتنے میں) ابوبکرؓ (آ گئے اور انھوں نے آپ کو بچا لیا اس کے
بعد وہ) کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہنے لگے تم لوگوں کی خرابی ہو
کیا تم ایک شخص کو قتل کئے ڈالتے ہو صرف اس بات پر کہ وہ
کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور بیشک وہ معجزات بھی تمھارے
پاس تمھارے پروردگار کے یہاں سے لایا۔ کافروں نے پوچھا یہ
کون ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ ابو قحافہ کا مجنون بیٹا ہے۔ اور
(حضرت عمرؓ کے جہاد کی حالت سنو) ابن اسحاق نے بیان کیا
ہے کہ مجھ سے نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کر کے بیان
کیا کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو انھوں نے (لوگوں سے)
پوچھا کہ قریش کا کون شخص بات کو جلد مشہور کرتا ہے؟ کسی نے کہا کہ

جَمِیل بن مَعْمر الجُمَحی قال فغدًا علیہ
قال عبد اللہ بن عمر وغدوتُ اتَّبعُ اثرَہٗ
وانظر مایفعل وانا غلامٌ اعقِلُ کلَّ
ما رأیتُ حتّٰی جاءہ فقال اَعَلِمتَ یا
جمیل انی اسلمتُ ودخلتُ فی
دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قال فواللہ ما راجعَہ حتّٰی قام یجرُّ
رِدَاءہٗ واتبعہ عُمر واتّبعتُ ابی
حتّٰی اذا قامَ علیٰ باب المسجد صَرَخَ
باعلیٰ صوتہ یا معشر قریش و
ہم فی اَنْدِیَتِہم حولَ الکعبۃ
اَلَا اِنَّ ابنَ الخطّاب قد صَبَا
قال یقول عمر من خلفہ کَذَبَ
ولکن قد اسلمت وشہدتُ
ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا
عبدہٗ ورسولہٗ وثاروا الیہ
فما برحَ یقاتِلُہم ویقاتلونہ
حتّٰی قامتِ الشمسُ علیٰ
رؤوسہم قال وبلَحَ فقعد
وقاموا علیٰ رأسہ وہو یقول
افعلوا ما بَدَا لکم فاحلفُ
باللہ لو کنا ثلثمائۃ رجل لقد
ترکناہا لکم او ترکتموہا لنا قال
فبینا ہو علیٰ ذٰلک اذ اقبل شیخٌ
من قریش علیہ حلّۃ حِبَرَۃ وقمیصٌ

جمیل بن معمر جمحی چنانچہ حضرت عمرؓ اُس کے پاس گئے عبداللہ بن
عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا اس زمانہ میں میں
بچہ تھا مگر جو کچھ دیکھتا تھا اس کو سمجھ لیتا تھا حضرت عمرؓ نے
اُس کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ اے جمیل! کیا تمھیں معلوم ہے
میں اسلام لے آیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل
ہوگیا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اُس نے اُس کا کچھ جواب
نہ دیا اور اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا اور حضرت عمرؓ بھی اُس
کے ساتھ ہوتے میں بھی اپنے والد کے ساتھ تھا یہاں تک
کہ وہ جاکر کعبہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور نہایت بلند آواز
سے اُس نے پکارا کہ اے گروہ قریش! [وہ سب لوگ کعبہ
کے گرد اپنی اپنی نشستگاہ میں تھے] سُنو! ابن خطابؓ
بے دین ہوگیا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس
کے ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے (میں بے دین
نہیں ہوا) بلکہ مسلمان ہوگیا ہوں اور شہادت دیتا ہوں
کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اُس کے بندے
اور اس کے رسول ہیں (یہ سُنتے ہی) کافروں نے ان پر ہجوم
کیا اور میرے والد کافروں کو مارنے لگے اور کافر میرے
والد کو یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی۔ بالآخر میرے والد تھک کر
بیٹھ گئے اور وہ سب لوگ آکر اُن کے پاس کھڑے ہوئے
(اور مارنا شروع کیا) میرے والد یہ فرماتے جاتے تھے کہ
جو تم سے ہوسکے کرو۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم
لوگ تین سو بھی ہوتے تو یا تو ہم مکہ کو تمھارے لئے خالی
کردیتے یا تم مکہ ہمارے لئے خالی کردیتے۔ حضرت ابن عمرؓ
کہتے ہیں کہ اسی اثنا میں قریش کا ایک بوڑھا آدمی آیا اور وہ
(مقام) حیرہ کی (بنی ہوئی) چادر اور تہبند اور ایک عمدہ قمیص

مُوَشًّى حتی وقف علیہ فقال
ما شأنکم قالوا صبا عمر قال فمہ
رجل اختار لنفسہ امرًا فما ذا
تریدون أترون بنی عدی
بن کعب یُسلِمون لکم صاحبہم
ھٰذا خلّوا عن الرجل قال
فواللہ لکأنما کانوا ثوبًا کُشط عنہ
قال فقلتُ لابی بعد ان ھاجر الی
المدینۃ یا اَبتِ مَن الرَّجُل الذی زجر
القوم فیک بمکۃ یوم اسلمت و
ھو یقاتلونك قال ذاك ای بُنی
العاص بن وائل السّھمی ۔ چوں
ایں ہمہ بیان نمودیم مے گوئیم
چوں افضلیت شیخین بر جماعہ
کہ بعد فتح مسلمان شدند بالمنطوق
ثابت شد و بر جماعۂ متقدمہ
بالمفہوم خلافتِ ایشاں خلافتِ
راشدہ باشد و یکے از لوازم
خلافتِ خاصہ افضلیتِ خلیفہ
است بعامۂ مسلمین بفضل کلّی بہ نسبت
خواصِ ایشاں کہ مستعدِ خلافت اند
و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ایشان معاملہ
منتظر الامارۃ میفرمود بفضل جزئی معتد بہ کہ
در حکم فضلِ کلّی باشد خصوصًا در امورے کہ
مناسبِ ریاست و خلافت باشند

پہنے ہوئے تھا اُس نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ ان
لوگوں نے کہا کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اچھا چھوڑ دو
ایک شخص نے اپنے نفس کے لئے جو چاہا کیا اب تم کیا چاہتے ہو
کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی اپنا آدمی تمہارے حوالہ کر دیں گے
(کہ تم اس کو قتل کر ڈالو لہٰذا) اس شخص کو چھوڑ دو۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ لوگ (چاروں طرف سے) مثل چادر
کے حضرت عمرؓ کو لپیٹے ہوئے تھے (جب ہٹائے گئے تو
معلوم ایسا ہوا کہ چادر) آپ کے اوپر سے اُتار لی گئی۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے بعد اس کے کہ حضرت عمرؓ مدینہ
ہجرت کر کے آئے پوچھا کہ اے باپ! وہ کون شخص تھا جس
نے مکہ میں آپ کے لئے جب آپ اسلام لائے کافروں کو
ڈانٹا تھا کہ اس شخص کو کیوں قتل کئے ڈالتے ہو۔ حضرت عمرؓ
نے کہا اے بیٹے! وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔
جب ہم یہ بیان کر چکے تو اب کہتے ہیں کہ در صورتیکہ شیخینؓ
کا ان لوگوں سے افضل ہونا جو بعد فتح کے مسلمان ہوتے
منطوق آیت سے ثابت ہو گیا اور فتح سے قبل اسلام لانے
والوں سے ان کا افضل ہونا مفہوم آیت سے ثابت ہوا تو
(یقیناً معلوم ہو گیا کہ) خلافت ان کی خلافتِ راشدہ ہے اور
(یہ اس لئے کہ اوپر بیان ہو چکا کہ) خلافتِ خاصہ کے لوازم
سے ہے کہ خلیفہ عام مسلمانوں پر فضیلتِ کلی رکھتا ہو اور
خواص پر یعنے ان لوگوں پر جو خلافت کی قابلیت رکھتے ہوں
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ وہ برتاؤ
کیا جو ولیعہد کے ساتھ ہونا چاہیے۔ فضیلتِ جزئی رکھتا ہو مگر
ایسی کہ قریب فضیلتِ کلی کے ہو خصوصًا اُن امور میں
جو ریاست و خلافت کے لئے ضروری ہیں (اور شیخینؓ کے لئے

والله اعلم قَالَ اللهُ تعالیٰ فی سورة الحجر اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ
ہر آئینہ ما فرود آوردیم قرآن را و ہر آئینہ ما نگاہ دارندۂ اویم وقال فی سورة القیامۃ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ط اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ط فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ج ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ
یعنے مجنباں بقرآن زبانِ خود را تا شتابی کنی بحفظِ آں ہر آئینہ وعدہ است بر ما بہم آوردن وخواندن آں پس چوں بخوانیم قرآن را یعنے نازل گردانیم آں را پس در پے رو قراءۃ او را یعنی استماع آں کن باز ہر آئینہ بر ما وعدہ است واضح ساختن او را اخرج مسلم فی حدیث عیاض بن حمار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ واَنزلتُ علیک قرآناً لا یغسله الماء واین کنایہ است از انکہ اگر مساعی بنی آدم صرف شوند در محو قرآن قادر نشوند بر آں واین تغسیر حفظِ قرآن است باز در آیۃ دیگر صورت حفظ

اس قسم کی فضیلت عوام وخواص سب پر اس آیت سے ثابت ہوگئی لہٰذا ان کی خلافت کے خلافت خاصہ راشدہ ہونے میں کیا شک رہا۔ واللہ اعلم۔

(دسویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر (چودھویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):

بتحقیق ہم نے اُتارا قرآن اور بتحقیق ہم حفاظت کرنے والے اُس[1] کے ہیں۔

(گیارھویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ قیامۃ (انتیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):

(اے نبی!) نہ حرکت دو قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو اس لئے کہ جلدی کرو اس کے یاد کرنے میں بتحقیق {وعدہ} ہے ہم پر اس کے جمع کرنے اور پڑھے جانے کا پس جس وقت ہم اس کو پڑھیں {یعنے نازل کریں} تو پیچھے رہو اس کے پڑھنے کے {یعنے اس کو سنو} پھر یقیناً ہم پر {وعدہ} ہے اس کے واضح کرنے کا۔ مسلم نے بواسطہ حضرت عیاضؓ بن حمار کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی نہیں دھو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن کے معدوم کرنے میں تمام بنی آدم کی کوششیں صرف ہو جائیں تب بھی کامیاب نہ ہوں گے۔ حفاظتِ قرآن کی یہی تفسیر ہے۔ پھر دوسری (گیارھویں) آیت میں اس حفاظت کا طریقہ بھی

[1] بعض مفسرین لہٗ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرتے ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم محمدؐ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ربطِ کلام اور سیاق وسباق اس تفسیر کے مناسب نہیں اسی وجہ سے جمہور مفسرین نے لہٗ کی ضمیر قرآن ہی کی طرف پھیری ہے اور لطف یہ ہے کہ شیعوں نے بھی اپنی تفسیروں میں لکھا ہے حالانکہ وہ حفاظتِ قرآن کے منکر اور تحریفِ قرآن کے معتقد ہیں۔

بیان فرمود أخرج البخاری عن
ابن عباس فی قوله عز وجل
لا تحرك به لسانك الآية
قال كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم يعالج
من التنزيل شدة و
كان مما يحرك شفتيه فانزل
الله عز وجل لا تحرك به
لسانك لتعجل به إن علينا
جمعه وقرآنه قال جمعه
فی صدرك وتقرأه فاذا
قرأناه فاتبع قرآنه
قال فاستمع له وانصت ثم إن
علينا بيانه ثم إن علينا
ان تقرأه فكان رسول الله
صلى الله عليه وسلم بعد
ذلك اذا اتاه جبرئيل استمع
فاذا انطلق جبرئيل قرأه النبی
صلى الله عليه وسلم كما قرأ
و مرفوع دریں حدیث قصۂ آنحضرت
است صلی اللہ علیہ وسلم فقط وتفسیر جمعہ
ای جمعه فی صدرك تفقہ ابن عباس
است فقیر مے گوید عفی عنہ دریں تفسیر
نظر است زیرا کہ سہ کلمہ را بر معانی
متقارب حمل کردن بعید مے نماید

بیان فرما دیا کہ اس کو مصاحف میں جمع کرا دیں گے اور لوگوں
کے دل میں اس کی تلاوت اور تفسیر کا بے اندازہ شوق پیدا
کر دیں گے)۔ بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت
لا تحرك به لسانك کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت بہت
محنت اپنے اوپر گوارا کرتے تھے چنانچہ ایک محنت یہ تھی کہ
آپؐ (وحی) سنتے جاتے تھے اور ساتھ ہی پڑھتے بھی جاتے
تھے مگر نہ باآواز بلکہ صرف) اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے لہٰذا
اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل کی لا تحرك به الخ جمع کرنے
سے مراد سینہ میں جمع کرنا ہے اور پڑھنے سے مراد آنحضرتؐ
کا پڑھنا ہے۔ فاتبع قرآنه کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سنو
اور سکوت کرو ثم ان علینا بیانه میں بیان کا مطلب
یہ ہے کہ اے محمدؐ! ہم اس کو تمہیں پڑھا دیں گے لہٰذا اس
کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ
جب جبریلؑ آپؐ کے پاس (وحی لے کر) آتے تو آپؐ اس کو
سنتے پھر جب جبریلؑ چلے جاتے تو آپؐ اس کو پڑھتے جس طرح
جبریلؑ نے پڑھا تھا (بخاری کی روایت ختم ہوئی) اس روایت
میں مرفوع حدیث اسی قدر ہے جس قدر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی حالت کے متعلق ہے۔ جمع کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ
کی ذاتی رائے ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے اللہ اس سے درگزر کرے کہ اس تفسیر میں اعتراض
ہے کیونکہ (حضرت ابن عباسؓ نے لفظ جمع اور لفظ قرآن اور
لفظ بیان کا مآل ایک کر دیا سینہ میں جمع کر دینا زبان سے پڑھوا دینا
سب کا مآل ایک ہی) کیونکہ تین ۳ لفظوں کو قریب قریب معانی
پر محمول کرنا (بلاغت کی شان سے) بعید معلوم ہوتا ہے۔

آری در تفسیر سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى این تقریر کردن گنجایش میدارد باز فرود آوردن ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ بر معنے کہ بغیر تراخی معتد بہ واقع شدہ باشد بُعدے دارد اوجہ در تفسیر آیت آں می نماید کہ معنے إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ آن است کہ لازم است وعدہ جمع کردن قرآن بر ما در مصاحف وَقُرْآنَهُ یعنے توفیق دہیم قُرائے امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وعوام ایشاں را بر تلاوتِ آں تا سلسلۂ تواتر از ہم گسستہ نشود خدائے تعالیٰ می فرماید کہ در فکرِ آں مباش کہ قرآن از دلِ تو فراموش شود و مشقتِ تکرارِ آں مکش یکے از خرقِ عوائد است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صعوبت تکرار کہ جمہور مسلمین در حفظِ قرآن می کشند نمی کشیدند و بمجرد تبلیغ جبرئیلؑ بخاطر مبارک متمکن می شد چہ جائے ایں فکر کہ ما بر خود لازم گردانیدہ ایم آنچہ بمراتب از تبلیغ تو متاخر است و آں جمع قرآن است در مصاحف و خواندن امت ہست آں را چہ خواص و چہ عوام پس خاطرِ خود را مشغول مشقتِ حفظ آں مگرداں بلکہ چوں ما بر زبانِ جبرئیلؑ تلاوت کنیم در پے استماع آں باش باز بر ماست توضیح قرآن در ہر عصرے جمعے را موفق بشرح غریب قرآن و بیان سبب نزول آں

اس (سورۂ سبح اسم کی آیت) سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى کی تفسیر میں یہ تقریر صحیح ہو سکتی ہے۔ پھر ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کا ایسا مطلب بیان کرنا جو بغیر معقول تاخیر کے واقع ہوا ہو اور بھی زیادہ (شانِ بلاغت سے) بُعد رکھتا ہے (کیونکہ لفظ ثم کلامِ عرب میں تاخیر کے لئے آتا ہے لہٰذا) زیادہ مناسب اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ کا یہ مطلب لیا جائے کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کرنے کا وعدہ ہمارے ذمہ ہے اور قرآنہ کا مطلب یہ لیا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے قاریوں کو اور نیز عوام کو ہم قرآن کی تلاوت کی توفیق دیں گے تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے { (گویا) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ فکر نہ کرو کہ قرآن تمہارے دل سے فراموش ہو جائے گا اور اُس کے یاد کرنے کی محنت نہ اُٹھاؤ چنانچہ یہ ایک معجزہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے یاد کرنے کی محنت جس طرح سب مسلمان اُٹھاتے ہیں نہ اُٹھاتے تھے حضرت جبرئیلؑ کے سُناتے ہی فوراً آپؐ کے دل میں جاگزیں ہو جاتا تھا الغرض تم اے نبیؐ! یہ فکر نہ کرو) اس فکر کا کیا موقع ہے (دیکھو تو) ہم نے (قرآن کے لئے) وہ بات اپنے ذمہ لازم کر لی ہے جو تمہارے (فرضِ منصبی یعنے) تبلیغ سے بھی کتنی درجہ پیچھے ہے یعنے قرآن کو مصاحف میں جمع کرا دینا اور امت سے اس کا پڑھوانا کیا خواص کیا عوام لہٰذا تم اپنا دل اس کے یاد کرنے میں نہ لگاؤ بلکہ جب ہم (جبریل کی زبان سے} اس کو پڑھیں تو تم سُنتے رہو} پھر (ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کا یہ مطلب لیا جائے کہ) ہمارے ذمہ ہے قرآن کی توضیح یعنے ہر زمانے میں ہم ایک جماعت کو قرآن کی لغات کی شرح کرنے اور اُس کے شان نزول بیان

فرمائیم تا ما صدق حکمِ آں
بیان کنند و ایں ہمہ بمراتب
متأخر است از حفظِ تو و تبلیغ
توآں را چوں آیاتِ قرآں متشابہ
اند بعض آں مصدق بعض ست
و آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم مبیّنِ قرآنِ عظیم است
حفظِ قرآن کہ موعودِ حق است
باایں صورت ظاہر شد کہ
جمع آں در مصاحف کنند و
مسلمانان توفیق تلاوتِ آں شرقًا
و غربًا لیلاً و نہارًا یابند
وہمیں است معنے لایغسلہ
الماء باز جمعہ و قرآنہٗ
یک جا ایراد فرمودن و در وعدۂ
بیان کلمۂ ثمّ کہ برائے
تراخی است ذکر نمودن مے
فہماند کہ در وقت جمع قرآن در مصاحف
اشتغال بتلاوتِ آں شائع شد و تفسیرِ
آں من بعد بظہور آمد و در خارج ہمچنیں
متحقق شد اوّل شروع حفظ آں
از جانب اُبیّ بن کعب و عبداللہ
بن مسعود بودہ است در زمانِ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ و اوّل اشتغال بہ تفسیر از
ابن عباس واقع شد بعد انقضائی ایامِ خلافت

کرنے کی توفیق دیں گے تاکہ وہ لوگ (آیاتِ قرآنی کے) حکم کا مصداق
بیان کرتے رہیں اور یہ بات تمہارے یاد کرنے سے اور تمہاری
تبلیغ سے بدرجہا بعد کی ہے۔ چونکہ آیاتِ قرآنیہ متشابہ (یعنے ایک
دوسرے سے ملتی جلتی اور) ایک دوسرے کی تصدیق کرنیوالی
ہیں (لہٰذا ان دونوں یعنے دسویں و گیارھویں آیت کو ایک
دوسرے کی تفسیر قرار دینا نہایت مناسب ہے) اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قرآنِ عظیم کے (حقیقی) مفسر ہیں (لہٰذا
احادیث سے بھی تفسیر میں مدد لینی چاہیئے اور احادیث سے
ظاہر ہوتا ہے کہ) حفاظتِ قرآن کا وعدہ حق تعالےٰ نے کیا
ہے اس طریقہ سے ظاہر ہوگی کہ لوگ اس کو مصاحف میں جمع
کریں اور تمام مسلمان کیا اہلِ مشرق کیا اہلِ مغرب رات دن
اس کی تلاوت کی توفیق پائیں (چنانچہ حدیث) لا یغسلہ
الماء سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے۔

پھر (ایک بات یہ بھی سمجھو کہ) جمعہ اور قرآنہ کو (بذریعۂ
واو عطف کے) ایک جگہ ذکر کرنا اور وعدۂ بیان میں ثم لانا
جو تاخیر کے لئے ہے اس بات کو بتارہا ہے کہ قرآن کی تلاوت
کا کام تو اس کے مصاحف میں جمع ہونے کے ساتھ ساتھ
جاری ہوجائے گا اور تفسیر قرآن (کا علم) کچھ زمانے کے بعد
ظاہر ہوگا چنانچہ خارج میں ایسا ہی واقع ہوا قرآن کے
حفظ (کرانے) کا کام حضرت اُبَیّ بن کعبؓ اور عبداللہ بن
مسعودؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوا
اور تقریباً یہی زمانہ قرآن کے مصاحف میں جمع ہونے کا بھی
تھا۔ اور علمِ تفسیر کی ترویج حضرت ابنِ عباسؓ سے زمانۂ
خلافتِ (خاصہ) کے گزر جانے (یعنے جمع قرآن سے ایک معقول
تاخیر) کے بعد شروع ہوئی۔

چوں ایں ہمہ ذکر کردیم باید دانست کہ جمع کردن شیخین قرآنِ عظیم را در مصاحف سبیل حفظ آں شد کہ خدائے تعالیٰ برخود لازم ساختہ بود و وعدۂ آں فرمودہ و فے الحقیقت ایں جمع فعلِ حق است و انجازِ وعدۂ اوست کہ بردستِ شیخین ظہور یافت و ایں یکے از لوازمِ خلافتِ خاصّہ است

آنحال ایں فصل را بر نکتۂ باریکے ختم کنیم پیش اہل حق نبوّت مکتسب نیست کہ بریاضتِ نفسانیہ و بدنیہ آں را تواں یافت و نہ امرے ست جبلّی کہ نفس پیغمبر را نفس قدسیہ آفریدہ اند پس بضرورتِ جبلّیہ مندفع شود بافاعیل مناسبۂ قدس بلکہ چوں حال عالم بوجہے باشد کہ حکمتِ الٰہیّہ مقتضی آں شود کہ خدائے تعالیٰ از فوق سمٰوات سبع ارادہ فرماید اصلاح بنی آدم و اقامتِ عوج ایشاں بالقائے داعیہ در قلب اذکی بنی آدم و اسمح و اعدل ایشاں تا بعلوم و اعمالے کہ صلاحِ ایشاں دراں خواہد بود امر فرماید و بر ایشاں الزام کند آں را اگر

جب یہ سب باتیں ہم بیان کرچکے تو اب جاننا چاہیئے کہ شیخین رضؓ کا قرآنِ عظیم کو مصاحف میں جمع کرنا قرآن کی اس حفاظت کا ذریعہ بنا جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کیا تھا اور جس کا وعدہ فرمایا تھا پس درحقیقت یہ جمع کرنا خدا کا کام تھا اور اسی کے وعدہ کا انجاز تھا جو شیخین رضؓ کے ہاتھ سے ظاہر ہوا (لہٰذا شیخین رضؓ جارحۂ الٰہی ہوتے) اور یہ بات (یعنے جارحۂ الٰہی ہونا) خلافتِ خاصّہ کے لوازم سے ہے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا)۔

اب ہم اس فصل کو ایک باریک نکتے پر ختم کرتے ہیں۔

(وہ نکتۂ باریک یہ ہے کہ) اہلِ حق کے نزدیک نبوّت کسبی چیز نہیں ہے کہ نفسانی اور بدنی ریاضتوں سے اس کو حاصل کرسکیں نہ پیدائشی چیز ہے کہ ارکانِ قضا و قدر نے) نفس پیغمبر کو آفرینش کے وقت نفس قدسی بنادیا ہو جس کی وجہ سے خواہ مخواہ (بالاضطرار) پیغمبر سے ایسے ہی افعال صادر ہوں جو تقدّس کے مناسب ہوں بلکہ (نبوّت ایک اعلیٰ درجہ کا مرتبہ ہے جو عین وقت پر عنایت ہوتا ہے اس مرتبہ کے عنایت ہونے کے اسباب و شرائط یہ ہیں کہ) جب دنیا کی حالت ایسی ہوجائے کہ حکمتِ الٰہیّہ اس بات کا تقاضا کرنے لگے کہ خدا تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر سے بنی آدم کی اصلاح کا اور اُن کی کج رفتاریوں کو راست کرنے کا ارادہ فرمائے اس طرح کہ جو شخص بنی آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور عالی ہمت اور راستباز ہو اس کے دل میں (اپنا) ارادہ ڈالے تاکہ وہ اُن علوم و اعمال کا [جن میں بنی آدم کی اصلاح ہوگی] حکم دے اور حجّت و برہان سے اُن کو ملزم کرے اگر وہ لوگ

کروند فبہا و اگر نہ کنند مخاصمہ
نماید یا مجاہدہ تا آنکہ سُعَدا از اشقیا
ممتاز گردند و عالمے بنورِ ہدایت متنوّر
شود و اقتضای عالم ایں کیفیتِ
خاص را چنان است کہ اجتماعِ صغرای
و کبرے مقتضی اِفاضہ نتیجہ گردد
بر نفس شخص یا تسخینِ مار مقتضی گردد
انقلاب آں را بہوا چوں عالم ایں را
اقتضا کند قضای الٰہی نازل شود از فوق
سبع سمٰوات بملأ اعلےٰ و ملأ اعلےٰ
ہمہ بآں رنگ رنگین شوند و سیل سیل
برکاتِ ملأ اعلےٰ بریں نفس
قدسیہ فرو ریزند و ملأ اعلیٰ برائے ایں
نفس بصوَرِ مناسبہ متمثّل شوند و علوم شرعیہ
واحسانیہ وغیرہا دریں نفس اندازند و ایں
نفس قدسیہ بتدبیر مجرد از فوق سبع
سمٰوات نازل شدہ در سدرۃ المنتہےٰ
باحکامِ مثالیہ متلبّس گشتہ در ملأ اعلیٰ شائع
شدہ در زمین فرود آمدہ است مطلع شود
و بوحی متلو یا غیر متلو کہ از عالم مجرد
بمشایعت ایں ارادہ نزول فرمود لباس
مناسب ملأ اعلےٰ پوشیدہ بارِ دیگر
لباس الفاظ و حروف شہادی در بر کردہ بر
قلبِ ایں پیغامبر نزول فرماید دریں وقت در
لسانِ شرع گفتہ شود بعث اللہ فلانًا

مان جائیں فبہا اور اگر نہ مانیں تو اُن سے زبانی یا سیفی جہاد کرے
یہاں تک کہ سعادت مند لوگ بدنصیبوں سے ممتاز ہو جائیں
اور دنیا نورِ ہدایت سے منور ہو جائے {دنیا کا (اس حالت پر
آجانا) اس خاص کیفیت (یعنے اصلاح بنی آدم کے متعلق
ارادۂ خداوندی کے قائم ہونے) کو مقتضی (ہوتا ہے اور
یہ مقتضی) ہونا ایسا (ضروری) ہے جیسے صغرای اور کبرای
کا (کسی شخص کے ذہن میں) جمع ہونا اس بات کو مقتضی ہوتا
ہے کہ نتیجہ اس شخص کے نفس پر فائض ہو جائے یا پانی کا گرم
کرنا اس بات کو مقتضی ہوتا ہے کہ وہ پانی ہوا بن (کر اڑ)
جائے المختصر} جب (حالت) دنیا اس کو مقتضی ہوتی ہے
تو قضائے الٰہی ساتوں آسمانوں کے اوپر سے ملأ اعلےٰ میں
اُترتی ہے اور ملأ اعلےٰ سب اس رنگ سے رنگین ہو جاتے
ہیں اور بے حساب برکتیں ملأ اعلےٰ کی اُس نفس قدسی پر
(جس کے نبی بنانے کا ارادہ ہے) نازل ہوتی ہیں اور ملأ اعلیٰ
کے لوگ اس نفس قدسی کے سامنے مناسب شکلوں میں
متشکل ہو کر آتے ہیں اور علوم ظاہری و باطنی وغیرہ اس نفس
میں ڈالتے ہیں اور یہ نفس قدسی اُس غیر مادی تدبیر سے جو
ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اُتر کر سدرۃ المنتہیٰ میں احکام
مثالیہ کے لباس میں جلوہ گر ہو کر ملأ اعلےٰ میں شہرت پا کر
زمین میں اُتری ہے واقف ہو جاتا ہے اور (پھر) وہی تدبیر
اس وحی متلو یا غیر متلو کے ذریعہ سے جو عالمِ مجرد سے اس
ارادۂ (الٰہی متعلق باصلاح عالم) کے ساتھ نازل ہوئی ہے
ملأ اعلےٰ کے مناسب لباس پہننے کے بعد دوبارہ الفاظ و حروف
ظاہری کا لباس زیب تن کر کے اس پیغمبر کے دل میں اُترتی ہے
اس وقت اصطلاحِ شریعت میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو

نبیًا وامرہٗ بتبلیغ الاحکام و
اوحٰی الیہ پس نبوت امرے ست حادث
بسبب تعلق ارادہ بہ بعث ایں پیغامبر
بجہتِ اصلاحِ عالم نہ امر جبلی و نہ مکتسب
بریاضت آرے ایں دولت نمے دہند
مگر کسے را کہ نفس او نفس قدسیہ باشد و در اصل
جبلّت معدود از ملأ اعلےٰ و قوائے ملکیہ کہ
در وے مندرج است در غایت ظہور و غلبہ
و صفا و صلاح و سعادت و مزاج بدن
او در نہایت اعتدالِ انسانی طبیعتِ
قویہ دارد فے الغایہ اما منقادِ قلب و قلب
او در شدت متانت و شہامت اما
منقاد عقل و عقل او در کمال جودت و استقامت
اما منقادِ ملأ اعلیٰ و نسخہ از ایشاں و آئینہ برائے
ایشاں قوتِ عاقلہ او شبیہ بادراک ملأ اعلےٰ
است و لہٰذا قبول وحی میفرماید و قوت عاملۂ او
در غایت صلاح و لہٰذا عصمت صفتِ او باشد
و ایں امور لازم اعظم نبوت است سنۃ اللہ باں
جاری شدہ کہ نبوت عنایت نفرمایند مگر کسے
را کہ چنیں آفریدہ باشند و بسا مردم اصحاب
نفوس قدسیہ کہ ببعض ایں اوصاف یا باکثر آں
متصف باشند و نبوت نصیب ایشاں نہ باشد
چنانچہ مثل مشہور است ؎

گور نہ گرفت مگر آنکہ دوید
نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت

اللہ نے نبی بنا کر بھیجا اور اُس کو تبلیغ احکام کا حکم دیا اور
اس پر وحی نازل کی۔ خلاصہ یہ کہ نبوت ایک صفت ہے
جو ارادۂ بعثت پیغمبر [بنا بر اصلاح عالم] کے سبب سے
(عین وقت پر شخص مقصود میں) پیدا ہو جاتی ہے کوئی پیدائشی
چیز نہیں ہے نہ کوئی کسبی چیز ہے ہاں (یہ ضرور ہے کہ کارپردازانِ
قضا و قدر) یہ دولت نہیں دیتے مگر اسی شخص کو جس کا نفس
نفس قدسی ہو اور اصل پیدائش میں ملأ اعلےٰ میں اُس کا
شمار ہو اور قوائے ملکیہ جو اُس میں ہیں نہایت درجہ ظاہر
اور غالب ہوں اور اُس کی صفائی اور صلاحیت اور سعادت
اور اُس کا جسمانی مزاج نہایت معتدل ہو طبیعت اس
کی حد درجہ کی قوی ہو مگر قلب کی مطیع ہو قلب اس کا
نہایت متین اور دلیر ہو مگر عقل کا فرمانبردار ہو اور عقل اس
کی نہایت تیز اور صحیح ہو مگر ملأ اعلےٰ کی مطیع ہو بلکہ انہی
میں سے ایک فرد اور اُن کا آئینہ ہو اُس کی قوتِ عاقلہ ملأ اعلےٰ
کے ادراک کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ وحی کو قبول
کرتا ہے اور اس کی عملی طاقت نہایت صلاحیت میں ہوتی
ہے اسی سبب سے عصمت اس کی صفت ہوتی ہے یہ باتیں نبوت
کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ عادت الٰہی یوں ہی قائم ہے کہ
نبوت نہیں عنایت ہوتی مگر ایسے ہی شخص کو کہ جس کو کارکنانِ
قضا و قدر نے ایسا پیدا کیا ہو اور بہت سے نفوس قدسیہ
والے ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ بعض اوصاف یا کُل اوصاف
پائے جاتے ہیں مگر نبوت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ
مثل مشہور ہے ؎

گور نگرفت مگر آنکہ دوید　　نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت

(اور ایک عربی شاعر اسی مضمون کو کہتا ہے) ؎

وَلَا كُلُّ مَنْ يَسْعٰى يَصِيْدُ غَزَالَةً
وَلٰكِنْ مَنْ صَادَ الْغَزَالَةَ قَدْ سَعٰى

قَالَ اللّٰہ تعالٰی اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ وچنانکہ نبوت مکتسب وجبلی نیست ہمچنین خلافت خاصّہ پیغمبر نیز مکتسب وجبلی نیست ارادۂ الٰہی از فوق سبع سمٰوات نازل می شود برائے تمشیت ہدایتِ پیغامبر درمیانِ مردم واتمامِ نورِ او واظہار دینِ او وانجازِ موعود برائے او پس داعیۂ احداث می فرماید در قلبِ خلیفہ ہرچند حواریانِ پیغمبر کہ داعیۂ نصرتِ دینِ پیغامبر از قبیلِ افاضاتِ غیبیہ در دلِ ایشان متمکن شدہ ہزاران باشند ایں خلیفہ بمنزلۂ دل است وآں جماعہ بمنزلۂ جوارح اوّل محل حلول داعیہ الٰہیہ دلِ خلیفہ است وازانجا بمنزلۂ نورِ چراغ کہ در آئینہائی منصوبۂ دیوارہا منطبع شود بدیگراں فرود مے آید وایں ہمہ بحدس[1] قریب المآخذ ادراک کردہ مے شود گویا امرے ست بدیہی بلکہ محسوس بحاسۂ بصر

ولا کل من یسعٰی یصید غزالۃ ولکن من صاد الغزالۃ قد سعٰی

(غرض یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ ہر نفس قدسیّہ والے کو نبوت مل جائے)، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللّٰہ اعلم الآیۃ (ترجمہ) اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کس نفس میں قائم کرے رسالت اپنی۔

جسطرح نبوت کسبی اور پیدائشی چیز نہیں ہے اسی طرح پیغمبر کی خلافت خاصہ بھی کسبی اور پیدائشی چیز نہیں ہے (بلکہ وہی) ارادۂ الٰہی جو سات آسمانوں کے اوپر سے ہدایت پیغمبر کو لوگوں میں جاری کرنے اور نورِ پیغمبر کو کامل کرنے اور اُس کے دین کو غالب کرنے اور جو وعدے پیغمبر سے ہوتے ہیں اُن کے پورا کرنے کے لئے نازل ہوتا ہے ایک داعیہ خلیفہ کے دل میں پیدا کرتا ہے (اس داعیہ کا پیدا ہونا ہی خلافت خاصّہ ہے تو یہ داعیہ نہ کسبی ہے نہ پیدائشی) پیغمبر کے حواری جن کے دل میں دین پیغمبر کی مدد کرنے کا داعیہ افاضاتِ غیبیہ کی وجہ سے جاگزیں ہو ہزاروں ہوں مگر یہ خلیفہ (ان میں) بمنزلۂ دل کے ہوتا ہے اور باقی سب لوگ بمنزلۂ ہاتھ پیر کے۔ سب سے پہلے داعیۂ الٰہیہ کے حلول کرنے کا مقام خلیفہ کا دل ہے پھر خلیفہ کے دل سے وہ داعیہ {مثل روشنی چراغ کے کہ (چراغ سے نکل کر) دیواروں میں لگے ہوئے آئینوں میں چھپ جاتی ہے} دوسروں (کے دل) میں اُترتا ہے اور یہ سب باتیں حدس[1] قریب المآخذ سے معلوم ہوجاتی ہیں گویا ایک بدیہی چیز ہے بلکہ (ایسا سمجھو کہ) آنکھوں سے دکھائی

[1] حدس اس بات کو کہتے ہیں جس کے معلوم کرنے میں فکر کی ضرورت نہ ہو بلکہ مقدمات سے مطالب کی طرف دفعۃً ذہن منتقل ہوگیا ہو انہی مقدمات کو حدس کا ماخذ کہتے ہیں یہ مقدمات اگر ایسے ہیں کہ ہر شخص ان کا ادراک کرلیتا ہے تو حدس قریب الماخذ ہوگا ورنہ بعید الماخذ۔ حدس قریب الماخذ کی مثال یہ ہے کہ چاند کی روشنی کی کمی بیشی آفتاب کے قرب وبُعد سے دیکھ کر ہم نے یہ معلوم کیا کہ چاند کی روشنی آفتاب سے حاصل ہوتی ہے۔

کلمۃ النبیُّ من اُمِر بتبلیغ شریعۃ
اللّٰہ ظہرے دارد و بطنے ظہر او رسانیدن
شریعت است بمردم و بطنِ او
داعیۂ است قویہ کہ از میان
فوادِ او جوشیدہ است و ہمچنیں
کلمۃ الخلیفۃ من یُمَشّی شریعۃ
النّبیِّ فے النّاسِ ویَظہرُ علٰے
یدہٖ موعودُ اللّٰہ لنبیّہٖ ظہرے
دارد و بطنے ظہرش صورتِ تمشیت
است و بطنش داعیہ ایست
قویّہ کہ بواسطۂ پیغامبر در دلِ
او متمکن شدہ بلکہ از جذر دلِ او
جوشیدہ و اگر ایں داعیہ از دل کسے
نجوشد اورا خلیفۂ خاص نمے
تواں گفت اگر فاجر است مصداق
انّ اللّٰہ یؤیّد ھٰذا الدین بالرجل
الفاجر گردد و اگر فاجر نیست مثل
سنگ و چوب اورا تحریک کنند
و بتحریکِ او کارِ مطلوب باتمام رسانند
و اورا ہیچ فضیلتے نہ و حدس قریب
المأخذ کہ بمنزلۂ بدیہی است یا بمنزلۂ
محسوس در خلیفۂ خاص اثباتِ آں داعیہ
میکند ہرچند احتمالِ عقلی تجویزے نماید
کہ شخصے در آخرِ ایامِ حیاتِ پیغمبر مسلمان
شود و ایں داعیہ از دلِ او بجوشد

دکھائی دیتی ہے۔

(جسطرح نبی کی تعریف کے یہ) الفاظ "نبی وہ ہے جو شریعتِ الٰہیہ کی تبلیغ پر مامور ہو" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت اُن کی شریعت کا لوگوں میں پہنچادینا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیۂ قویّہ ہے جو اس کے دل کے درمیان سے جوش کرتا ہے اسی طرح (خلیفۂ خاص کی تعریف کے یہ) الفاظ "خلیفہ وہ ہے جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اُس کے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اُس کے نبی کے ساتھ تھے پورے ہوں" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت اُن کی احکامِ نبی کا نافذ کرنا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیۂ قویّہ ہے جو بواسطہ پیغمبر کے اس کے دل میں جاگزیں ہوگیا ہے بلکہ اُس کے دل کی جڑ سے جوش مارتا رہتا ہے۔

یہ داعیہ جس کے دل سے جوش نہ کرے اُس کو خلیفۂ خاص نہ کہیں گے (گو اس سے دین کی خدمت ظاہر ہوتی ہو بلکہ) اگر وہ فاجر ہے تو اس حدیث کا مصداق ہوگا کہ اللہ (کبھی) اپنے دین کی مدد فاجر آدمی سے کرا دیتا ہے اور اگر وہ فاجر نہیں ہے تو (یوں سمجھنا چاہیئے کہ کارکنانِ قضا و قدر) اُس کو پتھر یا لکڑی کی طرح حرکت دے رہے ہیں اور اُس کو حرکت دلا کر کارِ مطلوب کو پورا کر رہے ہیں اس شخص کی کوئی فضیلت اس میں نہ ہوگی۔ اور (یہ بھی سمجھ لو کہ) خلیفۂ خاص میں اس داعیہ کا موجود ہونا حدس قریب المأخذ ہے [جو مثل بدیہی کے یا مثل محسوس کے ہوتا ہے] ثابت ہوتا ہے۔

ہرچند احتمالِ عقلی اس بات کو جائز رکھتا ہے کہ کوئی شخص اخیر زمانۂ حیاتِ پیغمبر میں مسلمان ہوا اور یہ داعیہ اس کے دل ہی جوش کرنے لگے

اما ایں احتمال ہرگز واقع نیست سنۃ اللہ
چنیں رفتہ است وَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ایں داعیۂ قویہ
نازلہ از فوق سبع سموات مکتسبہ بہمم
ملأ اعلیٰ در دل کسے نمی ریزند مگر آنکہ جوہرِ نفس
او شبیہ بجوہرِ نفس انبیاء آفریدہ باشند در
قوتِ عاقلۂ او نمونۂ وحی ودیعت نہادہ
باشند و آں محدّثیت است و در قوتِ عاملہ
او نمونہ از عصمت گذاشتہ و آں صدیقیت
است و فرار شیطان از ظلّ او الا آنکہ استعداد
نفسِ او خواب آلود ست تا پیغامبر ایقاظِ آں
نکند بیدار نشود و قابلیت نفس او بالقوۃ
است جز بتائید نفسِ پیغمبر بفعل نیاید و
ایں کلمہ ایست مجملہ کہ شرح آں بسطے دارد

عمرے باید کہ یار آید بکنار
ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سالہا سال باید کہ در سایۂ پیغمبر زندگی
کردہ باشد و بارہا پرتوِ نفسِ قدسیۂ
پیغامبر انانیت اورا زیر و زبر
ساختہ و بارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
محبت عظیم بہم رسانیدہ باشد کہ لا یؤمن احدکم
حتی اکون احب الیہ من نفسہ ومالہ و
ولدہ والماء الزلال للعطشان و دراعانت
پیغامبر بنفس و مال خود
گوئے مسابقت ربودہ

مگر ایسا واقع نہیں ہوا خدا کی عادت یوں جاری ہے {ولن
تجد الآیۃ (ترجمہ) اور خدا کی عادت میں تم ہرگز تبدیلی نہ
پاؤگے} کہ (کارکنانِ قضا وقدر) یہ داعیۂ قویہ {جو سات
آسمانوں کے اوپر سے ملأ اعلیٰ کی توجہات کا لباس پہن کر نازل
ہوا ہے} نہیں ڈالتے مگر اس شخص کے دل میں جس کا جوہرِ
نفس انبیاء کے جوہرِ نفس کے مشابہ پیدا کیا ہو اور اس کی قوتِ
عاقلہ میں نمونۂ وحی ودیعت رکھا ہو جو محدّثیت (کے نام
سے مشہور) ہے اور اس کی عملی قوت میں عصمت کا نمونہ دیا ہو
جو صدیقیت (کے نام سے مشہور) ہے اور شیطان کا اس کے
سایہ سے بھاگنا (بھی اسی عملی قوت کا نتیجہ ہے) مگر (نبی میں
اور اس شخص میں فرق) یہ ہے کہ اس کے نفس کی استعداد
سوئی ہی ہے جب تک کہ پیغمبر اس کو نہ جگائے گا بیدار نہ ہوگی
اس کے نفس کی قابلیت بالقوۃ ہے بغیر نفس پیغمبر کی مدد کے
فعل میں نہ آئے گی۔ یہ مجمل طور پر ہم نے بیان کیا اس کی شرح
بہت بسط چاہتی ہے ؎

عمرے باید کہ یار آید بکنار   ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سالہا سال اس نے پیغمبر کے سایہ میں زندگی بسر کی ہو اور بارہا
پیغمبر کے نفسِ قدسی کے پرتو نے اس کی انانیت کو زیر و زبر کر دیا ہو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس نے بڑی (مضبوط)
محبت حاصل کرلی ہو۔ کیونکہ (حدیث شریف میں آیا ہے کہ)
تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ میں اس کے
نزدیک اس کی جان اور اس کے مال اور اس کی اولاد سے
بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں اور (اس سے بھی زیادہ محبوب
ہوجاؤں) جس قدر آبِ شیریں پیاسے کو (محبوب ہوتا ہے)
اور پیغمبر کی مدد کرنے میں اپنی جان و مال سے سبقت لے گیا ہو

وتقلید پیغامبر در تحمل اعبائے جہاد در حقِ او بمرتبۂ تحقیق رسیدہ در شدائد و مکارہ شریک پیغامبر گشتہ وآں حوادث را گویا بالاصالۃ خود برداشتہ در تہذیبِ نفس از درجۂ اصحاب الیمین در گذشتہ بر صدرِ مسندِ سابقین جاگرفتہ نفس قدسیہ پیغامبر بارہا فرو رفتن اعمالِ منجیہ در جوہرِ نفس ایں عزیز تجربہ فرمودہ واجتنابِ نفسِ او از الوانِ اعمال خسیسہ مہلکہ واخلاق نامرضیہ دانستہ وکرّات ومرّات بشارتِ نجات وفوز بدرجات دادہ و باحوال سنیہ ومقاماتِ عالیۂ او اخبار فرمودہ وشرف عظمتِ وے ولیاقتِ او بخلافت قولاً وفعلاً از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تراوش نمودہ مثلِ ایں کس قابلیتِ آں پیدا کردہ است کہ داعیۂ نازل از فوق سبع سمٰوات ملتبسہ بالوان ملأ اعلیٰ در جوہرِ نفس خود تحمل کند وبآں داعیہ تمشیتِ دینِ پیغامبر وانجازِ موعودِ او فرماید ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ایں خلافتِ خاصہ است کہ بقیۂ ایام نبوت باشد ایں خلافتِ خاصہ نوعی است از انواعِ ولایت کہ اشبہ بکمالاتِ انبیاء است تشبُّہ بالنبی من حیث ھو نبیٌّ بریں نوع بالاصالۃ صادق می آید وایں ہمہ لازمِ اعمِّ خلافتِ خاصہ است بسا شخص عزیز القدر کہ سوابق اسلامیہ وغیر آں ہمہ

اور فرائض جہاد کے بجالانے میں پیغمبر کی تقلید اس کے حق میں (تقلید نہ رہی ہو بلکہ) مرتبۂ تحقیق کو پہنچ گئی ہو اور سختی اور مصیبت کے وقت پیغمبر کا شریک رہا ہو گویا (ان مصائب کو اُس نے پیغمبر کی وجہ سے نہیں بلکہ) اصالۃً[1] خود اُٹھایا ہو۔ تہذیب نفس میں اصحاب الیمین[2] کے درجہ سے بھی گزر کر مسندِ سابقین پر جلوہ افروز ہوگیا ہو پیغمبر کے نفس قدسی نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہو کہ اس باعزت کے نفس میں وہی اعمال جگہ پاتے ہیں جو نجات دینے والے ہیں اور خسیس اور ہلاکت میں ڈالنے والے افعال سے اس کا نفس مجتنب رہتا ہے اور پیغمبر نے بار بار اُس کے جنتی اور عالی مدارج ہونے کی بشارت دی ہو اور اُس کے اوصافِ حسنہ اور درجاتِ عالیہ بیان فرماتے ہوں اور اس کی بزرگی اور عظمت اور اُس کی قابلیتِ خلافت پیغمبر کے اقوال وافعال سے ظاہر ہوتی ہو ایسا شخص اس قابل ہوتا ہے کہ اُس داعیہ کو جو سات آسمانوں کے اوپر سے ملأ اعلیٰ کے رنگ کا ملبوس پہن کر اُترا ہے اپنے جوہرِ نفس میں اُٹھالے اور اس داعیہ کی وجہ سے دینِ پیغمبر کا اجرا اور اُس کے وعدوں کا ایفاء کرے (الغرض) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے یہ خلافتِ خاصہ بقیہ ایامِ نبوّت ہے یہ خلافتِ خاصہ ولایت کے اقسام میں سب سے زیادہ کمالاتِ انبیاء سے مشابہت رکھتی ہے نبی کے ساتھ بحیثیت نبوت مشابہ ہونا اسی قسم پر صادق آتا ہے۔ یہ سب اوصاف جو ہم نے بیان کئے خلافتِ خاصہ کے لازم عام ہیں (کیونکہ) اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بزرگ یہ تمام اوصاف

[1] جو کام آدمی اصالۃً اپنا سمجھ کر کرتا ہے اُس میں جیسی مصروفیت اور مشغولیت ہوتی ہے ویسی اس کام میں نہیں ہوتی جس کو دوسرے کا سمجھ کر کرتا ہے اسی واسطے اصالۃ کی قید بڑھائی۔ [2] اہل جنت کے تین درجے ہیں۔ مقربین۔ اصحاب الیمین۔ سابقین۔ سابقین کا مرتبہ سب سے فائق ہے۔

وارد لیکن ارادۂ الٰہیہ بخلافت او
منعقد نشد و تدبیر غیب اورا
بریں مسندِ عالی نہ نشاند و سبب
تخصیص بعض کاملان بارادۂ الٰہیہ
ازاں قبیل نیست کہ علومِ بشر
محیطِ آں تواند شد چناں کہ
تخصیص بعضے مفہّمین دون بعضے
بہ نبوّت ازاں قبیل نیست
کہ ادراک عامہ پیرامون آں گردد
الّا آنکہ ایں شخص منصوب مستخلف
رادو نوع افضلیت است بر جمیع
رعیّتِ خود یکے بعد استخلاف
زیراکہ ریاستِ عالم اورا عطا
فرمودند نہ غیر اورا و قائم مقام پیغمبر
اورا گردانیدند نہ غیر اورا و یکے قبل
استخلاف کہ فِعلُ الحکیمِ لا یخلو
عن الحکمۃ و آں بہ نسبت غیر
مستحقین خلافت فضل کلّی است
و بہ نسبت مستحقانِ خلافت کہ خلاصۂ اصحاب
پیغامبراند فضل جزئی معتد بہ کہ در حکم
فضلِ کلّی باشد و اگر سوائے
تمکّن شخص در حسن سیاست
و تالیفِ قلوبِ مسلمین دیگر نباشد
آں ہم بسیار است تحمل داعیہ

رکھتا ہے مگر ارادۂ الٰہیہ اس کی خلافت کے متعلق قائم نہ ہوا اور
تدبیر غیب نے اس کو اس مسندِ عالی پر نہ بٹھلایا (یعنے یہ داعیہ
اُس کے دل میں نہ ڈالا)۔ اور سبب بعض کاملوں کی تخصیص کا
(کہ بعض کاملوں کی خلافت کے) ساتھ الارادۂ الٰہیہ (متعلق
ہوا بعض) کے (ساتھ نہ ہوا) منجملہ اُن امور کے ہے جن کو علوم
بشریہ احاطہ نہیں کرسکتے (جس طرح کہ بعض مفہّمین[1] کو نبوّت
کے ساتھ خاص کرنا بعض کو اس سے محروم رکھنا منجملہ ان امور
کے ہے کہ عام لوگوں کا ادراک اس کے قریب تک نہیں جاسکتا)
سوا اس کے کہ یہ شخص جو خلیفہ بنایا گیا ہے دو طرح کی فضیلت
اپنی تمام رعیت پر رکھتا ہے ایک (فضیلت اس کی) بعد خلیفہ
بن جانے کے (معلوم ہوتی ہے وہ یہ) کہ ریاست عالم کی (کارکنان
قضا و قدر نے) اس کو دی اوروں کو نہ دی قائم مقام پیغمبر کا
اس کو بنایا اوروں کو نہ بنایا اور دوسری (فضیلت اس کی) خلیفہ
بننے سے پہلے (بھی معلوم ہوتی ہے) (کیونکہ فعل حکیم کا حکمت
سے خالی نہیں ہوتا (چہ جائیکہ حکیمِ اعلےٰ کا فعل جلّ برہانہ)
وہ یہ کہ یہ شخص بہ نسبت ان لوگوں کے جو خلافت کی قابلیت
نہیں رکھتے فضیلتِ کلّی رکھتا ہے اور بہ نسبت اُن لوگوں
کے جو خلافتِ خاصہ کی قابلیت رکھتے ہیں (یعنے خواص اصحاب
پیغمبر) فضیلت جزئی رکھتا ہے مگر ایسی کہ قریب فضیلت کلّی
کے ہوتی ہے۔

اور اگر اس شخص میں (جس کو تدبیرِ غیب نے خلافتِ پیغمبر کی مسند پر
بٹھلایا ہے) سوا حسن سیاست اور اہلِ اسلام کی تالیف قلب
میں دستگاہ کامل رکھنے کے دوسرا کوئی وصف نہ ہو تو وہ بھی
(خلیفہ خاص ہی کیونکہ ایسا) بہت ہوتا ہے۔ الغرض داعیۂ الٰہیہ کا

[1] مفہّمین جمع ہے مفہّم کی۔ مفہم اُس شخص کو کہتے ہیں جس میں نبی بننے کے قابل اوصاف پائے جائیں۔

وجود اعلائے کلمۃ اللہ بر دستِ این شخص
اصل است و لوازم دیگر فرع زیادتِ
اوصاف معتبرہ در لوازم خلافت اگر تحمل
آں داعیہ نہ دہند و تمشیت دینِ حق بر
دستِ او نکنند مرورا بالائی نشانند و اگر
آں داعیہ در دل شخصے فرو ریزند و دین را
بر دستِ او ظاہر کنند و اصل ایں لوازم
قدرے کہ بدونِ آں ایں داعیہ فرود نمی آید
داشتہ باشد او خلیفہ است چنانکہ مطلوب قتل
شریرے باشد شخصے او را بخنق یا بضرب
حجر کُشت و در بارگاہ سلطنت عزت یافت
سادہ لوحے اعتراض می نماید کہ فنِ تیر اندازی
یا اسپ تازی فلاں کس از وے بہتر
مے داند آں شخص جواب مے دہد کہ قوت
شجاعت کہ برائے قتل شریرے کہ درکار
بود در من موجود است زیادہ ازاں در
مقصدِ من درکار نیست بلکہ اصل قتل کسے
منظور نیست الا بالعرض بلکہ اصل قوت
و شجاعت مراد نیست الا بالعرض مدعائے
من رضائے سلطان بود و آں است و قد حصل
چوں ایں مقدمہ بایں آب و تاب در کتب کلامیہ
نخواندہ یحتمل کہ وحشتے بخاطرِ تو راہ یابد لہٰذا
میخواہیم کہ حدیثے کہ شواہد مقصد تواند بود بنگاریم
اما آنکہ ہیأت بنی آدم از جہل و غوایت
و سوءِ اعتقاد در جناب الوہیت

اُس کے دل میں پایا جانا اور کلمۂ خدا کا اس کے ہاتھ سے بلند ہونا
اصل ہے اور دوسرے لوازم فرع ہیں۔
(جتنے کہ) جو اوصاف خلافت کے لوازم میں شمار کئے گئے ہیں
ان کا (کسی شخص میں) زیادہ پایا جانا درصورتیکہ وہ داعیہ اُس
کے دل میں نہ دیں اور دینِ حق کا اجراء اُس کے ہاتھ سے نہ کرائیں
اس شخص کو بالا دستے مسند خلافتِ پیغمبر) نہیں بٹھلا سکتا اور
اگر وہ داعیہ کسی کے دل میں دیں اور دین کو اس کے ہاتھ سے
غالب کرائیں اور یہ لوازم اُن میں (زیادہ نہیں بلکہ) صرف اس
مقدار پر جس کے بغیر یہ داعیہ نزول نہیں کرتا موجود ہوں یہ
شخص خلیفہ (خاص پیغمبر) ہو جائے گا (مثال اسکی ایسی ہے
جیسے کسی شریر کا قتل (بادشاہ کو) مقصود ہوا ایک شخص
نے اُس کو گلا گھونٹ کر یا پتھر مار کر مار ڈالا اور دربارِ شاہی
میں اُس نے عزت پائی ایک بیوقوف اعتراض کرتا ہے کہ
فلاں شخص تیر اندازی یا شہسواری کا فن تم سے زیادہ جانتا
ہے وہ (عزت یافتہ) شخص جواب دیتا ہے کہ جس قدر قوت و
شجاعت اس شریر کے قتل کے لئے درکار تھی مجھ میں موجود ہے
اس سے زیادہ اس کام میں درکار نہیں ہے بلکہ اصل مقصود
میرا کسی کو قتل کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصود قوت و شجاعت
بھی نہیں میرا مقصود بادشاہ کی خوشنودی تھی جو حاصل ہو گئی۔
چونکہ یہ مضمون (جو اس نکتہ باریک میں ہم نے بیان کیا) اس
آب و تاب کے ساتھ تم نے علم کلام کی کتابوں میں نہ پڑھا ہوگا
لہٰذا احتمال ہے کہ (اس سے) کچھ وحشت تمھارے دل میں
آئے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ حدیثیں جو ہمارے اس مقصد
کی شاہد ہو سکیں (اس مقام پر) لکھ دیں۔
یہ جو ہم نے بیان کیا کہ بنی آدم میں جہل و گمراہی اور جناب الوہیت

و مانند آں اقتضا می کند بعثت رسل
را پس از اجل بدیہیات ملت
است قال اللہ تعالیٰ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
مَّا اُنْذِرَ اٰبَاؤُهُمْ وفی حدیث
عیاض عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ
کُلُّ مال نحلتہ عبداً حلال و
انی خلقت عبادی حنفاء کلھم و
انھم اتتھم الشیاطین فاجتالتھم
عن دینھم وحرمت علیھم
ما احللت لھم وامرتھم ان
یشرکوا بی مالم انزل بہ
سلطاناً وان اللہ نظر الی اھل
الارض فمقتھم عربھم وعجمھم
الا بقایا اھل الکتاب وقال انما
بعثتک لابتلیک وابتلی
بک الحدیث اخرجہ مسلم
واما آں کہ قضائے الٰہی اولاً
بملأ اعلیٰ فرود مے آید از شواہد
آں حدیث القائے محبت است
اخرج مالک عن ابی ھریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اذا احب اللہ العبد
قال لجبرئیل علیہ السلام یا جبرئیل
قد احببت فلاناً فاحبہ فیحبہ جبرئیل

کے متعلق بُرے اعتقادات کا پیدا ہو جانا اور اسی قسم کے دوسرے
امور بعثت انبیاء کو مقتضی ہوتے ہیں اعلیٰ درجہ کی بدیہیات
مذہب سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لتنذر الآیۃ (ترجمہ)
اے نبی ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ
جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے۔ (مطلب یہ ہوا کہ چونکہ
جہل وگمراہی ان میں بڑھ گئی ہے اس لئے ہم نے تم کو بھیجا)
اور بواسطہ حضرت عیاض نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس قدر مال میں نے
کسی بندہ کو دیا وہ اس کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے
سب بندوں کو (اصل فطرت میں) شرک سے پاک پیدا کیا
ہے مگر شیاطین اُن کے پاس آتے اور اُن کو اُن کے (اصلی
وفطرتی) دین سے ہٹا دیا اور انہی شیاطین نے ان پر حرام کردیں
وہ چیزیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں اور شیاطین
نے اُنھیں سکھایا کہ میرے ساتھ اُس کو شریک بنائیں جس کی
کوئی سند میں نے نہیں اُتاری۔ اور بیشک اللہ نے تمام اہل
زمین کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا، کیا عرب کیا عجم سوا چند
اہل کتاب کے۔ اور فرمایا کہ (اے محمدؐ!) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے
کہ تمھاری آزمائش کروں اور تمھارے ذریعہ سے (دوسروں
کی) آزمائش کروں۔ اس حدیث کو مسلم نے لکھا ہے۔
اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ قضائے الٰہی پہلے ملأ اعلیٰ میں اُترتی
ہے اس کی شاہد محبت ڈالنے کی حدیث ہے (وہ یہ کہ) امام
مالکؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو
جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اے جبرئیلؑ میں فلاں شخص کو
دوست رکھتا ہوں تم بھی اس کو دوست رکھو چنانچہ جبرئیلؑ بھی

ثم ینادی جبریل فی اھل السماء ان اللہ قد احب فلانًا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یضع لہ القبول فی الارض اما آں کہ انبیاء علیہم السلام در اخلاقِ جبلیہ خود فوقیت دارند بر غیر خویش ایں نیز از بدیہیات ملت است وکسیکہ بقوانین حکمت خلقیہ مطلع است بضرورت مے داند کہ انتظام اخلاقِ جمیلہ بایں روش کہ در انبیاء ظاہر شد بدون انقیادِ نفس قلب را وقلب عقل را میسّر نیست از شواہدِ آں حدیثِ انسؓ است کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس واشجع الناس واجود الناس اخرجہ الشیخان و اخرج البخاری عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ بینما ھو یسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ الناس مقفلہ من حنین فعلقت الاعراب یسألونہ حتی اضطروہ الی سمرۃ فخطفت رداءہ فوقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعطونی ردائی لوکان لی عدد ھذہ العضاہ نعمًا

اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر جبرئیلؑ تمام آسمان والوں میں اعلان کردیتے ہیں کہ اللہ نے فلاں شخص کو دوست رکھا ہے لہٰذا تم لوگ بھی اُس کو دوست رکھو چنانچہ تمام آسمان والے اُس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر اللہ اُس کی مقبولیت زمین میں پیدا کردیتا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے پیدائشی اخلاق میں دوسروں سے فوقیت رکھتے ہیں یہ بھی مذہب کے بدیہیات سے ہے جو شخص حکمت پیدائش کے قوانین سے واقف ہے وہ بیقین جانتا ہے کہ اخلاقِ جمیلہ کا انتظام اُس روش کے ساتھ جو کہ انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتی ہے بغیر اس کے کہ نفس قلب کا اور قلب عقل کا مطیع ہو، ناممکن ہے نیز حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی اس کی شہادت نکلتی ہے کہ (وہ کہتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری نے محمد بن جبیر بن مطعم سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ حنین سے واپسی کے وقت ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے اور آپؐ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے کہ اتنے میں بدوی (آئے اور) آپؐ کو لپٹ گئے اور آپ سے سوال کرنے لگے یہاں تک کہ مجبور ہو کر (پیچھے ہٹتے ہٹتے) آپ درخت سمرہ[1] کے پاس پہنچے اور اس میں آپکی چادر اُلجھ گئی، اُن لوگوں نے آپکی چادر اُتار لی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر دیدو خدا کی قسم اگر میرے پاس اس درخت کے کانٹوں کے برابر اونٹ ہوجائیں تو میں سب

[1] سمرہ ایک خاردار درخت ہوتا ہے مثل ببول کے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ببول ہی کو سمرہ کہتے ہیں۔

لقسمتہ بینکم ثم لا تجدونی بخیلا ولا کذابا ولا جبانا واخرج الدارمی عن الزہری قال ان جبرئیل قال ما فی الارض اہل عشرۃ ابیات الا قلبتہم فما وجدت احدا اشد انفاقا لھذا المال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما آنکہ غیر انبیا ہم گاہے در اصل جوہر نفس شبیہ میباشد بجوہر نفس انبیاء علیہم السلام پس شاہد آں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ اخرجہ البخاری وقال السمت الصالح جزء من خمسۃ وعشرین جزءا من النبوۃ اخرجہ مسلم واما آنکہ خلفاء شبیہ بودند بجوہر انبیاء اخرجہ ابو عمر عن عبد اللہ بن مسعود قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ واخرج ابو عمر عن ابن عباس فی قول اللہ عز وجل قل الحمد

تم میں تقسیم کر دوں اور تم مجھے نہ بخیل پاؤ نہ جھوٹ بولنے والا اور نہ بزدل۔ اور دارمی نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے ایک روز (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ زمین میں دس آدمی بھی ایسے نہیں ہیں جن کو میں نے آزمایا نہ ہو مگر میں نے (اے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (آپ) سے زیادہ مال کا خرچ کرنے والا کسی کو نہیں پایا (سہ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری)۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور لوگ بھی کبھی اصل جوہر نفس میں انبیاء علیہم السلام کے جوہر نفس کے مشابہ ہوتے ہیں پس شاہد اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ اور نیز آپؐ نے فرمایا نیک روش نبوت کا پچیسواں[۲۵] حصہ ہے۔ اس روایت کو مسلم نے لکھا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ خلفاء (ئے راشدین) جوہر (نفس) انبیاء علیہم السلام کے مشابہ تھے (اس کی سند وہ روایت ہے جو) ابو عمر نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ نے بندوں کے دل کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب بندوں کے دل سے بہتر پایا لہٰذا ان کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد (دوبارہ) بندوں کے دل کو دیکھا تو آپؐ کے اصحابؓ کے دل کو اور بندوں سے بہتر پاتے لہٰذا ان کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا کہ وہ آپؐ کے دین کی طرف سے لڑتے ہیں اور ابو عمر نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ عزّ وجلّ کے قول قل الحمد

لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ
اصْطَفٰى قَالَ اصحابُ محمدٍ صلے
الله عليه وسلم قاله السّدي
والحسن البصري وابن عُيينة و
الثوري. أخرج البخاري ومسلم
عن ابي هريرة قال قال رسول الله
صلے الله عليه وسلم لقد كان
فيما قبلكم من الأمم محدّثون
فان يك في امتي احدٌ فانه عمر
واخرج الترمذي عن عائشة رضي
الله عنها قالت كان رسول الله صلے
الله عليه وسلم جالسًا فسمعنا لغطًا
وصوت صبيانٍ فقام رسول الله صلى
الله عليه وسلم فاذا حبشيّةٌ تزفن
والصبيان حولها فقال يا عائشة
تعالى فانظري فجئت فوضعت لحيي
على منكب رسول الله صلے الله
عليه وسلم فجعلت انظر اليها
ما بين المنكب الى رأسه فقال لي اما
شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا
لانظر منزلتي عنده اذ طلع عمر
فارفضّ الناس عنها فقال رسول
الله صلے الله عليه وسلم اني لانظر
الى شياطين الجن والانس قد فرّوا
من عمر فرجعت. واما آنکه انبیاء را

لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (کی تفسیر)
میں روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا (ان برگزیدہ بندوں
سے مراد) اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یہی سُدّی،
اور حسن بصری اور (سفیان) ابن عُیینہ اور ثوری کا قول
ہے اور بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے
پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ مُحدَّث ہوتے تھے میری امت
میں اگر کوئی مُحدَّث ہے تو بیشک وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ اور
ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے
وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز
(گھر کے اندر) بیٹھے ہوتے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز
سنائی دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر (دیکھنے کے
لئے) تشریف لے گئے تو آپؐ نے دیکھا کہ ایک حبشی عورت کچھ
کھیل رہی ہے اور بچے اس کے گرد جمع ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا
اے عائشہؓ! آؤ اور دیکھو چنانچہ میں گئی اور میں نے اپنا
منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانے پر رکھدیا اور
شانے اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے میں اس کو دیکھنے
لگی آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم ابھی سیر نہیں ہوئیں کیا تم
ابھی سیر نہیں ہوئیں۔ میں برابر یہ کہتی جاتی تھی کہ نہیں مقصد
یہ تھا کہ دیکھوں حضرتؐ کے دل میں میری کتنی جگہ ہے اسی
اثنا میں یکایک عمرؓ آگئے تو سب لوگ اس حبشی عورت
کے پاس سے بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں شیاطین جن وانس دونوں کو دیکھتا ہوں کہ
عمرؓ سے بھاگتے ہیں (اس کے بعد میں لوٹ آئی)۔
اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کو ہدایت قوم

داعیۂ قویہ می دہند در ہدایت قوم خود شاہد آں حدیث والذی نفسی بیدہٖ لأقاتلنھم علی امری حتی تنفرد سالفتی اولینفذن اللّٰہ امرہٗ اخرجہ البخاری ہمیں لفظ را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مکہ بمخاطبۂ ابوطالب ارشاد فرمود ودر مخاطبۂ ابوسہیل نیز ہمیں لفظ در حدیبیہ فرمود۔ واما آنکہ حواری را ایں داعیہ می دہند شاہد آں قال اللہ تعالیٰ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیِّیْنَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ وایں اشارہ است بظہور داعیۂ نصرت در قلوبِ ایشاں ودواعی شیخین در تمشیت دینِ حق اظہر ازاں است کہ بشاہدی احتیاج افتد واز اجلّ بدیہیات است کہ سالہا افعال متقاربہ مترتبہ لیلاً ونہاراً از شخصے ظاہر نمے شود الّا بداعیۂ قویّہ در اصلِ نفسِ شخص ہیچ عاقلی باور کند کہ خواجہ حافظ دیوان خود را بغیر بصیرت در فن شعر وبدون صرف ہمت بلیغہ در نظم ایں غزلہا تدوین کردہ باشد یا ابوعلی قانون را بغیر بصیرت در فنِ طب

کی بابت ایک مضبوط داعیہ (کارکنانِ قضا و قدر) عنایت کرتے ہیں اُس کی سند یہ حدیث ہے (کہ حضرتؐ نے فرمایا) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں کافروں سے دین کے لئے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا ہوجائے یا اللہ اپنا کام پورا کرے۔ اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ابوطالب سے مخاطب ہوکر فرمائے تھے اور ابوسہیل سے بھی یہ لفظ حُدیبیہ میں فرمائے تھے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ (پیغمبرؐ کے) حواری کو بھی (کارپردازان قضا و قدر) یہ داعیہ دیتے ہیں اس کی سند یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ الآیۃ (ترجمہ عیسےٰ بن مریمؑ نے حواریوں سے کہا کہ کون خدا کے لئے میرا مددگار بنتا ہے؟ حواریوں نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار ہیں) یہ اشارہ ہے اس طرف کہ (پیغمبر کی) مدد کا داعیہ ان کے دلوں میں غالب تھا۔ (باقی رہا) شیخینؓ کے دل میں اجرائے دین کا داعیہ ہونا اس قدر ظاہر ہے کہ کسی دلیل کے پیش کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ بات اعلیٰ درجہ کے بدیہیات سے ہے کہ کسی شخص سے سالہا سال شب و روز ایک قسم کے افعال خاص ترتیب کے ساتھ ظاہر نہیں ہوسکتے جب تک کہ اس کے اصل نفس میں (اُن افعال کا) داعیہ قویہ موجود نہ ہو۔ کون عقلمند باور کرسکتا ہے کہ خواجہ حافظ نے اپنا دیوان لکھ ڈالا بغیر اس کے کہ اُن کو فن شعر میں مہارت ہو اور اُنھوں نے اُن غزلوں کے نظم کرنے میں پوری توجہ خرچ کی ہو یا ابوعلی (ابن سینا) نے (اپنی مشہور کتاب) قانون کو تصنیف کردیا بغیر اس کے کہ اس کو فنِ طب میں بصیرت ہو

وجمع ہمت بر تحقیق و ترتیب مسائل این فن تصنیف نمودہ باشد سبحانك هٰذا بهتانٌ عظيمٌ. اگر داعیہ نمے بود این افعال متقاربہ در مُدّتِ متطاولہ چگونہ ظاہر مے شد واگر داعیۂ دنیا بود چرا بر لسانِ غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدح ایشاں جاری گشت تا اینجا کہ بحدِ تواتر رسید واگر داعیہ ملتئمہ از قوائے نفس بود ورائے آنکہ از فوق نازل شود این ہمہ برکات ظہور نمے نمود وگشایش زیادہ از کوشش بروئے کار نمے آمد واما آں کہ گفتیم کہ بمجردِ تعلقِ ارادہ بخلافتِ ایشاں افضلیتے حاصل مے شود از شواہد آں حدیثِ ابی ذر است آخرج الدارمی عن ابی ذرٍّ الغفاری قال قلتُ یا رسول اللّٰہ کیف علمتَ اَنّكَ نبیٌّ حینَ استُنبِئتَ فقال یا اباذرٍّ اتانی مَلَکَانِ وَاَنَا ببعض بَطحاء مكة فوَقَعَ احَدُهما الارضَ وکان الاٰخر بین السماء والارضِ فقال احدهما لصاحبه اَهُوَ هو قال نعم قال فَزِنهُ برجلٍ

اور اُس نے اِس فن کے مسائل کی تحقیق و ترتیب میں پوری محنت کی ہو سبحانك هٰذا بهتانٌ عظيمٌ + اگر (شیخین کے دل میں) داعیہ نہ تھا تو یہ ایک قسم کے افعال مدت دراز تک (اُن سے) کیونکر ظاہر ہوتے رہے۔ اور اگر (کہو کہ داعیہ تھا مگر نہ داعیۂ الٰہیہ بلکہ) داعیۂ دنیا تھا تو (پھر اس کا کیا جواب ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان غیب ترجمان پر ان کی تعریف کیوں جاری ہوتی (اور وہ تعریف بھی) یہاں تک کہ حد تواتر کو پہنچ گئی اور اگر کہو کہ وہ داعیہ (خالص دنیا کا بھی نہ تھا بلکہ) قوائے نفس سے مرکب تھا بغیر اس کے کہ اوپر سے نازل ہوا ہو تو یہ سب برکات (جو شیخین رضؓ کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئیں ہرگز ظاہر نہ ہوتیں اور کوشش سے زیادہ نتیجہ کبھی نہ نکلتا۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ کسی شخص کی خلافتِ (خاصہ) کے ساتھ ارادۂ الٰہی قائم ہوتے ہی (قبل از وقوع خلافت) اس شخص کو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اس کی سند (میں چند حدیثیں ہیں منجملہ ان کے) حضرت ابوذر رضؓ کی حدیث ہے (جس کو) دارمی نے حضرت ابوذر غفاری رضؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ جب نبی بنائے گئے تو آپؐ نے کیسے جانا کہ میں نبی ہوں حضرتؐ نے فرمایا اے ابوذر رضؓ! میرے پاس دو فرشتے آئے اور اُس وقت میں بطحائی مکہ میں تھا ایک فرشتہ تو زمین پر اُترا آیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان میں معلق رہا ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا وہ (جس کی نبوت کا فرمان ملاء اعلیٰ میں شائع ہوا ہی) یہی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ہاں تو اُس نے کہا اچھا اس کو ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو چنانچہ

فَوُزِنتُ بِہٖ فوزنتُہ ثم قال
فَزِنْہُ بعشرۃٍ فوزنتُ بھم فرجحتُھم
ثم قال زِنْہ بمائۃٍ فوزنتُ بھم
فرجحتُھم ثم قال زنہ بالفٍ
فوزنت بھم فرجحتُھم کانی انظر
الیھم ینتثرون من خفۃ المیزانِ
قال فقال احدھما لصاحبہ
لو وزنتَہ بامتہ لرجحَھا واخرج
الدارمی من حدیث عتبۃ بن
عبد السلمی قصۃ طویلۃ فیھا شقُّ
صدرہٖ صلی اللہ علیہ وسلم عند
ظِئْرِہٖ حلیمۃ قال احدُھما
لصاحبہ اجعَلْہ فی کفۃٍ
واجعَل اَلفًا من امتہ فی
کفۃٍ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاذا انا انظر الی
الالفِ فَوْقی اُشفِقُ ان یخِرَّ علیَّ
بعضُھم فقال لو انّ امتہ
وُزِنَتْ بہٖ لمَالَ بھم
ثم انطلقا وترکانی واخرج
احمد بن مردویہ عن ابن
عمر خرج علینا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ذات
غداۃٍ بعد طلوع الشمس قال
رأیتُ قبل الفجر کأنّی اعطیتُ

مَیں ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں اُس سے وزنی نکلا پھر اُس نے کہا اس کو دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ مَیں دس کے ساتھ وزن کیا گیا اُن دس سے بھی میں وزنی نکلا پھر اس نے کہا اس کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں سو کے ساتھ وزن کیا گیا ان سو سے بھی وزنی نکلا پھر اُس نے کہا اس کو ہزار آدمی کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں ہزار آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں ان ہزار سے بھی وزنی نکلا گویا (اب بھی) میں اُن کو دیکھ رہا ہوں کہ پلے کے ہلکے ہونے کے سبب سے وہ لُڑھکے جاتے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ نے دوسرے سے کہا کہ اگر اس کو تمام امت کے ساتھ وزن کروگے تب بھی یہی وزنی رہے گا۔ اور دارمی نے عتبہ بن عبد سلمی سے ایک طویل قصہ (کے ذیل) میں [جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شق صدر کا بیان ہے جو آپ کی دایہ حلیمہ کے یہاں ہوا تھا] یہ روایت کی ہے کہ (دو فرشتے آئے اور) ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص (یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو (ترازو کے) ایک پلّہ میں رکھو اور اس کی امت کے ہزار آدمی دوسرے پلہ میں رکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (ایسا ہی کیا گیا) ان ہزار آدمیوں کا پلّہ ہلکے ہونے کے سبب سے اس قدر اونچا ہو گیا کہ میرے سر کے برابر آگیا۔ یکایک میں دیکھنے لگا کہ وہ ہزار آدمی میرے سر پر آگئے اور مجھے خوف ہوا کہ کہیں اُن میں سے کوئی میرے اوپر نہ گر پڑے تو دوسرے فرشتے نے کہا کہ اگر اس کی تمام امت اس شخص کے ساتھ وزن کی جائے تو بھی اس شخص کا پلّہ بھاری رہے گا اس کے بعد وہ دونوں فرشتے مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور احمد بن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آفتاب نکلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا فجر سے پہلے میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا مجھے بہت سی

المقالیدَ والموازینَ فامّا
المقالید فھی المفاتیح و
امّا الموازین فھٰذہٖ التی
یُوزَنُ بھا فوُضِعْتُ فی کفّۃٍ
و وُضِعَتْ اُمّتی فی کفّۃٍ
فوزنتُ بھم فرجحتُ
ثمّ جیٔ بابی بکر فوزن
بھم فرجح ثمّ جیٔ بعمر
فوزن بھم فرجح ثمّ جیٔ
بعثمان فوزن بھم فرجح
ثمّ رُفِعَتْ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم از وزن با امّت و
رجحانِ خود برایشاں نبوتِ خود
را شناختند وایں وزن ورجحان
دلالت کرد برافضلیّت بفضلِ
کلّی معتبر عنداللہ پس آں لازم
نبوّت است وہمیں رؤیا را
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
درباب خلفاء دیدند پس ازینجا
دانستہ شد کہ افضلیت خلفاء بر
رعیّتِ خود عنداللہ و رجحانِ
ایشاں فی علم اللہ براں
جماعہ لازم خلافتِ خاصّہ
است چنانکہ حقیقت استخلاف
بمجرد تعلّق ارادۂ الٰہیّہ

مقالید اور موازین دی گئی ہیں مقالید کنجیوں کو کہتے ہیں اور موازین
ترازوؤں کو کہتے ہیں جن میں تولا جاتا ہے پھر (میں نے دیکھا کہ
میں (ترازو کے) ایک پلہ میں رکھا گیا اور میری امت دوسرے
پلہ میں رکھی گئی میں سب سے وزنی نکلا اس کے بعد ابوبکرؓ
لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ (سب سے
وزنی نکلے پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن
کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے پھر عثمانؓ لائے گئے اور وہ
سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے اس کے
بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی (ان حدیثوں سے ہمارا
استدلال اس طرح پر ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت
کے ساتھ وزن کئے جانے اور بہ نسبت اُن کے اپنے وزنی نکلنے سے
اپنے نبی ہونے کو سمجھ لیا (کیونکہ حضرت ابوذرؓ کے اس سوال کے
جواب میں کہ آپ نے اپنا نبی ہونا کیسے جانا؟ آپ نے یہ واقعہ ذکر فرمایا ہے)
اور اس وزن کئے جانے اور وزنی نکلنے نے آپ کے افضل بفضل
کلّی ہونے پر دلالت کی (اور فضل کلی بھی وہ) جو عنداللہ معتبر ہو
پس (معلوم ہوا کہ) یہ فضل کلی لازم نبوّت ہے (یعنے کسی شخص
کے نبی بنانے کا ارادۂ الٰہیّہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیّت
سے عنداللہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے گو ہنوز وہ مبعوث نہ ہوا ہو
(کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک مبعوث نہ ہوئے
تھے) اور یہی خواب (بعینہٖ) آپ نے خلفاء کے متعلق بھی دیکھا
لہٰذا یہاں سے یہ بات (بھی) معلوم ہو گئی کہ (کسی شخص کی خلافت
کا ارادۂ الٰہیّہ قائم ہوتے ہی فضل کلّی تمام رعیّت پر اس کو حاصل
ہو جاتا ہے گو ہنوز اس کو خلافت نہ ملی ہو اور) خلفاء کا اپنی
رعیّت سے عنداللہ افضل ہونا اور علم خدا میں برتر ہونا خلافتِ
خاصّہ کو لازم ہے جس طرح خلیفہ بننے کی حقیقت ارادۂ الٰہیّہ

ثابت است و امور دیگر بحسبِ عادت
اللہ لازم الوجودِ خلافت مے باشد
ہمچنیں ایں نوع از افضلیت بمجرد ارادہ
ثابت است در ضمنِ استخلاف و
ہمراہِ او افضلیتے کہ بنابر سوابقِ اسلامیہ
یا احکامِ جبلیہ از حسنِ سیاست
وغیر آں باشد امرے است
عادی۔ واللہ اعلم بحقیقۃِ
الحال۔ وَلْيَكُن هٰذا اٰخر
الفصل الثالث۔

کے متعلق ہوتے ہی ثابت ہوجاتی ہے اور دوسری باتیں (مثل
بیعت اہل حل وعقد کے یا نفاذ احکام خلیفہ کے) موافق عادت الٰہی
کے خلافت کے وجود (خارجی) کو لازم ہوتی ہیں اسیطرح یہ قسم
افضلیت کی بھی ارادہ (الٰہیہ) کے متعلق ہوتے ہی خلیفہ بننے
کے ضمن میں ثابت ہوجاتی ہے اور اُس کے ہمراہ وہ افضلیت جو
بوجہ اوصافِ خلقیہ کے مثل حُسن سیاست وغیرہ کے ہو ایک چیز
ہے (جو) موافق عادت الٰہی کے (خلیفہ بننے کی حقیقت کو لازم ہے)۔

(تیسری فصل ختم ہوئی)
والحمد للہ رب العٰلمین

فصل چہارم

در روایت احادیث و آثار دالّہ بر خلافتِ خلفاء بتصریح یا تلویح و بر اثبات لوازم خلافت خاصہ

و پیش ازاں کہ شروع در مقصود کنیم باید دانست کہ علماء در اثباتِ خلافتِ خلفاء تصانیف ساختہ اند و ہر یکے بہ بیانے مُوَفّق شدہ و فقیر کثیر التقصیر را چناں بخاطر مے رسید کہ احادیثِ ایں باب را بر مسانیدِ صحابہ مُوَزَّع سازد و زیر مرفوع ہر صحابی موقوف اورا مذکور نماید تا معلوم خواص و عوام گردد کہ آنچہ مشہور است کہ ثبوتِ خلافتِ ایشاں باجماع و وصیّتِ خلیفہ متقدّم بودہ است کلام محقّق است لیکن معنے اجماع آں نیست کہ ہر یکے بفکرے کہ

فصل چہارم

اُن احادیث[1] و آثار کی روایت میں جو خلفائے راشدین کی خلافت پر بتصریح یا بتلویح[2] اور (اُن کیلئے) لوازم خلافت خاصّہ کے ثابت ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم مقصود کو شروع کریں جاننا چاہیئے کہ خلافتِ خلفاء کے اثبات میں علماء نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ہر عالم کو جداگانہ بیان کی توفیق ملی ہے مگر اس فقیر کثیر التقصیر کے دل میں ایسا آتا ہے کہ اس باب میں جس قدر حدیثیں ہیں اُن کو مسانید[3] صحابہؓ پر تقسیم کردے اور ہر صحابی کی مرفوع حدیثوں (کو لکھ کر ان) کے تحت میں ان کی موقوف روایتیں بھی ذکر کردے تاکہ خاص و عام سب کو معلوم ہوجائے کہ یہ جو مشہور ہے کہ ان حضرات کی خلافت کا ثبوت (یعنے انعقاد) اجماع سے اور خلیفہ سابق کی وصیّت سے ہوا ہے ایک محقّق بات ہے۔
مگر اجماع کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہر شخص اپنی فکر سے {جو شرع سے مستند نہ ہو بلکہ محض مصلحت وقت کے متعلق ہو} ایک

---

[1] احادیث جمع ہے حدیث کی اور آثار جمع اثر کی بنا بر اصطلاح مشہور حدیث روایت مرفوع کو کہتے ہیں اور اثر روایت موقوف کو اور بعض کے نزدیک مقطوع پر بھی اثر کا اطلاق ہوتا ہے۔ مرفوع وہ روایت ہے جس میں قول یا فعل یا حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہوا ہو اور موقوف وہ ہے جس میں صحابی کا قول یا فعل یا حال ہو اور مقطوع وہ ہے جس میں تابعی کا قول یا فعل یا حال ہو۔ [2] تصریح صاف بیان کرنے کو کہتے ہیں اور تلویح اشارہ سے بیان کرنے کو کہتے ہیں۔
[3] کتبِ حدیث کی ترتیب مختلف مقاصد و متعدد طرق پر ہوتی ہے اور ہر ترتیب کا نام جداگانہ ہے جس کتاب کی ترتیب ابواب فقہی پر ہو مثلاً ایمان کے متعلق حدیثیں ایک جگہ ہوں نماز کے متعلق ایک جگہ روزہ کے متعلق ایک جگہ اس کتاب کو سُنن کہتے ہیں یہی ترتیب اکثر کتابوں کی ہے چنانچہ صحاح ستّہ کل اسی ترتیب پر ہیں اور جس کتاب کی ترتیب صحابہؓ کے اعتبار سے ہو مثلاً حضرت صدیقؓ کی روایت کی ہوئی حدیثیں سب ایک جگہ ہوں حضرت فاروقؓ کی ایک جگہ حضرت عثمانؓ کی ایک جگہ حضرت علیؓ کی ایک جگہ اس کتاب کو مسند کہتے ہیں اور ہر صحابی کی روایت کردہ احادیث کو بھی اس صحابی کا مسند کہتے ہیں اور جس کتاب کی ترتیب محدّث نے اپنے اساتذہ کے اعتبار سے رکھی ہو مثلاً اپنے استاد احمد نام سے جس قدر حدیثیں سُنی ہوں وہ ایک جگہ کردیں اور محمد نام سے جس قدر حدیثیں سنی ہوں وہ ایک جگہ اس کو معجم کہتے ہیں۔ بستان المحدثین

مستند بشرع نباشد بلکہ مستند باشد بصلاح دید وقت
رائے زدہ باشد بلکہ معنے اجماع این است کہ ہر یکے بدلیل
شرعی کہ سنّتِ سنیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت
ایشاں استنباط نمودہ از تصریحات آنحضرت تارۃً و
تلویحات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخریٰ تا آں کہ
ہر یکی بملاحظہ آں دلیل مکلّف شد بقبولِ خلافت
ایشاں و چوں مجتہدانِ عصر اوّل اتفاق کردند بر
آں صورت اجماع متحقق گشت و من بعد کسے را
مجال خلاف نماند و تلویحات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بخلافتِ ایشاں را جعست یا باثباتِ لوازم
خلافتِ عامہ یا لوازم خلافت خاصہ ایشاں را مثلاً
جائے کہ گفتند زکوٰۃ را من بعد با بوبکر خواہید داد
اثباتِ بعض لوازم خلافتِ عامہ نمودند کہ حفظِ
بیت المال و اخذ زکوٰۃ مسلمین است و جائیکہ
گفتند ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق است و
عمرؓ شہید یا گفتند درجاتِ ایشاں در بہشت اعلیٰ درجات
خواہد بود یا ایشاں را بشارت بہشت دادند لاسیّما چوں
بترتیبِ خلافت باشد یا گفتند بہترینِ امت ایشاں اند
وعلیٰ ہذا القیاس اثبات لوازم خلافت خاصہ فرمودند
اینہمہ تلویح است بخلافت راشدہ ایشاں و اگر بخاطر
تو تردّدے میگذرد کہ دلالتِ لازمِ مساوی بر وجودِ
ملزوم مسلّم است اما دلالتِ لازمِ اعم بر وجودِ ملزوم
مسلّم نمیداریم و اینہمہ اوصاف لازمِ اعم خلافتِ خاصہ است[1]
غیر خلیفہ خاص بعض ایں صفات یافتہ میشود گوئیم

رائے پیدا کرے (اور اتفاقاً سب وہی ایک رائے پیدا کریں یا بعد
بحث و مباحثہ کے سب کسی ایک رائے پر متفق ہو جائیں) بلکہ اجماع
کے معنے یہ ہیں کہ ہر صحابی نے دلیل شرعی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی سنتِ سَنیہ سے ان کی خلافت استنباط کی کبھی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی تصریحات سے کبھی آپ کی تلویحات سے
یہاں تک کہ اس دلیل کے ملاحظہ سے وہ صحابی ان کی خلافت کے
ماننے پر مکلّف ہو گیا اور جب (اس طرح) قرنِ اوّل کے مجتہدوں
نے ان کی خلافت پر اتفاق کر لیا تو اجماع ثابت ہو گیا اور اُن
کے بعد کسی کو مخالفت کرنے کی گنجائش نہ رہی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلویحات کا (جو ان کی خلافت کے
متعلق ہیں) مآل یا تو خلافتِ عامہ کے لوازم کو (ان حضرات کے لئے)
ثابت کرنا ہے یا خلافتِ خاصہ کے لوازم کو مثلاً یہ فرمایا کہ زکوٰۃ میرے
بعد ابوبکرؓ کو دینا۔ اس حدیث میں خلافتِ عامہ کے بعض لوازم یعنے
حفاظت بیت المال اور مسلمانوں سے زکوٰۃ لینے کو ثابت فرمایا۔ اور
مثلاً یہ فرمایا کہ ابوبکرؓ صدیق ہیں اور عمرؓ شہید۔ یا فرمایا کہ ان کے
درجے بہشت میں بہت بلند ہوں گے یا آن کو بہشت کی بشارت دی
خاص کر جب کہ وہ بشارت بترتیب خلافت ہے۔ یا یہ فرمایا کہ یہ لوگ
بہترین امت ہیں وعلیٰ ہذا القیاس (ان حدیثوں میں) خلافتِ خاصہ
کے لوازم کو (خلفائے راشدین کے لئے) ثابت فرمایا ہے یہ سب انکی
خلافت راشدہ کی تلویح ہے۔

اگر تمہارے دل میں کچھ تردّد ہوتا ہو کہ (جو) لازم (اپنے ملزوم
کے) مساوی (ہو اس) کی دلالت ملزوم کے وجود پر (ہم کو) مسلّم
ہے مگر (جو) لازم (اپنے ملزوم سے) عام (ہو اُس) کی دلالت ملزوم
کے وجود پر ہم نہیں مانتے تو ہم جواب دیں گے کہ بیشک لازم

[1] جو لازم ایسا ہو کہ بغیر ملزوم کے نہ پایا جائے اور نیز ملزوم بھی بغیر لازم کے نہ پایا جائے وہ لازم مساوی ہے اور جو لازم بغیر ملزوم کے پایا جائے وہ لازم عام ہے۔

تعریض نوعے است از بیان تفہیم و تفہم بآن حاصل مے شود اخرج مالک عن عمرۃ بنت عبد الرحمٰن ان رجلین استبّا فی زمان عمر بن الخطاب فقال احدھما للآخر واللہ ما ابی بزانٍ ولا امّی بزانیۃ فاستشار فی ذلک عمر بن الخطاب فقال قائل مدح اباہ وامّہ وقال آخرون قد کان لابیہ وامّہ مدحٌ غیر ھٰذا نری ان تجلدہ الحدّ فجلدہ عمر بن الخطاب الحدّ ثمانین۔ پس تعریض جلی ملحق بصریح است و تحقیق در تعریض آن است کہ دلالت نمے کند بمحض لفظ لیکن دلالت مے کند بمساعدت قرائن شک نیست کہ قرائن را دلالتے ہست

عام ملزوم کے وجود پر دلالت نہیں کرتا مگر (تعریض ضرور کرتا ہے اور) تعریض بھی بیان کی ایک قسم ہے سمجھنا اور سمجھانا (دونوں) اس سے حاصل ہو جاتے ہیں (لہٰذا اس تعریض سے ان حضرات کی خلافت راشدہ کا سمجھا دینا شارع کی طرف سے اور سمجھ لینا امت کی طرف سے حاصل ہو گیا تعریض سے سمجھنے سمجھانے کی ایک مثال بھی سن لو) امام مالکؒ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانہ میں دو شخصوں میں باہم گالی گلوچ کی نوبت پہنچی ایک نے دوسرے سے کہا واللہ میرا باپ زانی نہیں ہے نہ میری ماں زانیہ ہے (یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا) تو حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق صحابہؓ سے مشورہ لیا۔ کسی نے کہا کہ اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی (کسی کو گالی نہیں دی لہٰذا اس کو کوئی سزا نہ دی جائے) اور کسی نے کہا کہ اس کے ماں باپ کی تعریف علاوہ زانی نہ ہونے کے اور بھی ہو سکتی تھی (خاص اسی تعریف کا بیان کرنا اس موقع پر ضرور گالی دینے کی نیت سے ہے) لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو آپ سزا دیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کو اسی[۱] درّے مارے جانے کا حکم دیا (حالانکہ اس نے صرف گالی کی تعریض کی تھی) پس (معلوم ہوا کہ) تعریض[۲] جلی تصریح کے حکم میں ہے۔

تعریض کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ محض الفاظ کی وجہ سے تو دلالت نہیں کرتی لیکن قرائن کی مدد سے (ضرور) وہ دلالت کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرائن کچھ نہ کچھ دلالت کرتے ہیں خواہ

۱ جو شخص کسی پاک دامن پر تہمت زنا کی لگائے شرعًا اس کو اسی۸۰ درّے مارنے کا حکم ہے۔ ۲ امام محمدؒ موطا میں لکھتے ہیں کہ ہمارا عمل فاروقِ اعظمؓ کے اس فعل پر نہیں ہے ہم ان صحابہؓ کے قول پر عمل کرتے ہیں جنھوں نے حد جاری کرنے کو منع کیا تھا جن میں حضرت علی ابن ابی طالبؓ بھی تھے ان کا قول یہ تھا کہ تعریض سے حد واجب نہیں ہوتی یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ حنفیہ کے نزدیک یا جن صحابۂ کرام کے اقوال سے حنفیہ تمسک کرتے ہیں ان کے نزدیک تعریض حکم میں تصریح کے نہیں ہے بلکہ حد جاری نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حد بموجب حکم شارع ادنیٰ ادنیٰ شبہ سے معاف ہو جاتی ہے گو وہ شبہ کیسا ہی رکیک کیوں نہ ہو۔

اِمّا قطعیۃً واما ظنّیۃً مثل دلالت دُخان بر
وجود نار و دلالت ابر وہوائے رطب بر باران
وہمچنین لفظ را نیز دلالت ہست بر
معنے منطوقِ خود پس در تعریف ہر دو جمع
میشوند ابہام بعض را بعض دیگر منجبر مے
گرداند وہمچنیں تحقیق نزدیک فقیر در ایماآت
وفحاوی وغیر آں ہمین است کہ دلالتِ
لفظ فقط نیست بلکہ لفظ مع القرائن وآں
قرائن گاہے خفیہ مے باشند وگاہے جلیہ
میزان در استنباطِ معانی از مثل ایں دلائل
فہم اہلِ لسان است در مثلِ ایں حالت
لہٰذا مفہوم وصف نزدیک امام شافعیؒ
کہ رأس ورئیس مستنبطان است
موقوف آمد بر شروط چنداں کہ
آنہا محقق قرائن معنے مقصود باشند وچوں
حال بریں منوال است دلالت وجود لازم
اعم بر وجود ملزوم اخص مستبعد ومستنکر نیست
چوں ایں مقدمہ مہد شد خوض در مقصود نمائیم۔

مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

اخرج الدارمی عن حیۃ بنت
ابی حیۃ عن ابی بکر الصدیق فے
قصۃٍ قالت فذکرتُ غزونا ختعماً
وغزوۃ بعضنا فے الجاھلیۃ

وہ دلالت قطعی ہو یا ظنّی جیسے دھوئیں کی آگ کے وجود پر (یہ
دلالت قطعی ہے) یا ابر اور ہَوا کی رطوبت مینہہ برسنے پر دلالت
کرتی ہے (مگر یہ دلالت ظنّی ہے) اسی طرح لفظ بھی اپنے معنے
منطوق پر دلالت کرتا ہے (اور یہ دلالت کبھی قطعی ہوتی ہے
اور کبھی ظنی) پس تعریف میں دونوں چیزیں جمع ہو جاتی ہیں (لفظ
بھی اور قرینہ بھی) ایک کی کمی دوسرے سے پوری ہو جاتی ہے۔
اس فقیر کے نزدیک ایمآ[1] اور فحاوی کی بابت بھی تحقیق یہی ہے
کہ (ان میں بھی) صرف لفظ کی دلالت نہیں ہوتی بلکہ لفظ قرینہ
کے ساتھ مل کر دلالت کرتا ہے قرینہ کبھی خفی ہوتا ہے کبھی جلی
(لہٰذا) اس قسم کے دلائل سے معانی کے استنباط کرنے میں (دلالت
کے جلی یا خفی ہونے کی) پہچان اہلِ زبان کا اس قسم کے موقع
میں سمجھ لینا ہے (یعنے اگر اہلِ زبان اس قسم کے موقع میں اس
معنے کو سمجھ لیتے ہوں تو دلالت جلی ہے ورنہ خفی) اسی وجہ سے
امام شافعیؒ کے نزدیک جو کہ استنباط کرنے والوں کے سردار ہیں مفہوم
وصف کی دلالت چند شرائط پر موقوف ہے جیسے جیسے وہ شرائط
پائے جائیں گے معنی مقصود کے قرینے بنتے جائیں گے۔ اِس تحقیق
کی بناء پر لازم عام کا ملزوم خاص کے وجود پر دلالت کرنا کچھ بعید
ونادر نہیں ہے۔ اس تحقیقات کے بعد اب ہم اصل مقصود شروع
کرتے ہیں۔

مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۹ - روایت)

دارمی نے حَیَّہ بنت ابی حَیَّہ سے انھوں نے ابوبکر صدیقؓ سے ایک
(طویل) قصہ (کے ذیل) میں روایت کیا ہے وہ کہتی تھیں کہ میں
نے خثعم کی لڑائی اور جاہلیت کی بعض دوسری لڑائیوں کا ذکر کیا

[1] ایما کے معنے اشارہ اور فحاوی جمع ہے فحوی کی معنے اس کے روش کلام۔

وما جاء الله به من الالفة واطناب
الفساطيط وشبّك ابن عون اصابعه
ووصفه لنا معاذٌ وشبّك احمد
فقلت يا عبد الله حتى متى ترى
امر الناس هٰذا قال ما استقامت
الايمة قلت ما الايمة قال ما
رأيت السيّد يكون في الحِواء فيتّبعونه
ويُطيعونه فما استقام اولئك واخرج
الدارمي عن قيس بن ابي حازم قال
دخل ابو بكر على امرأة من احمس
يقال لها زينب قال فراٰها لا تتكلم
فقال ما لها لا تتكلم قالوا نوت
حجّة مُصمتةً فقال تكلّمي
فانّ هٰذا لا يحلّ هٰذا من
عمل الجاهلية قال فتكلّمت
فقالت من انت قال انا
امرؤٌ من المهاجرين قالت
ايّ المهاجرين قال من قريش
قالت فمن ايّ قريش
انت قال إنّكِ لسؤولٌ
انا ابو بكر قالت ما بقاءنا
على هٰذا الامر الصالح الذي
جاء الله به بعد الجاهلية

اور (پھر اسلام کی وجہ سے) اللہ نے جو الفت اور فراخی پیدا کردی
ہے (اس کا ذکر کیا)۔ [ابن عون (راوی) نے (الفت کی کیفیت
بیان کرنے کے لئے) اپنی انگلیوں کے درمیان میں تشبیک[1] کی اور
معاذ (راوی) نے بھی تشبیک کی اور احمد (راوی) نے بھی تشبیک
کی]۔ پھر میں نے پوچھا کہ یا امیرالمؤمنینؓ! لوگوں کی یہ کیفیت
(الفت و محبت کی)، آپ کی رائے میں کب تک باقی رہے گی؟
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جب تک ائمہ سیدھی راہ پر چلیں گے۔ میں
نے پوچھا کہ ائمہ کون؟ انھوں نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سردار
اپنی خرگاہ میں ہوتا ہے اور لوگ اس کی راہ پر چلتے ہیں اور اسکی
اطاعت کرتے ہیں پس وہ سردار جب تک سیدھی راہ پر رہیں گے
(یہی حالت باقی رہے گی)۔ اور دارمی نے قیس بن ابی حازم سے
روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ایک مرتبہ قبیلۂ احمس کی ایک عورت
کے پاس تشریف لے گئے دیکھا تو وہ عورت کلام نہیں کرتی۔
حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ یہ عورت کلام کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں
نے کہا کہ اس نے سکوت[2] کے حج کی نیّت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ
نے فرمایا تجھ کو کلام کرنا چاہیئے یہ جاہلیّت کا کام ہے چنانچہ اس نے
کلام کیا پھر اس نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں
نے فرمایا کہ میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں اُس نے پوچھا کہ آپ
کن مہاجرین میں سے ہیں فرمایا کہ قریشیوں سے اُس نے پوچھا کہ آپ قریش
کے کس خاندان سے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو بڑی پوچھنے
والی ہے (تیرے سوالات ختم ہی نہیں ہوتے) میں ابوبکرؓ ہوں۔
اس عورت نے کہا (اچھا یہ تو بتائیے کہ) ہمارا قیام اس نیک کام پر
جو اللہ نے زمانۂ جاہلیّت کے بعد ظاہر فرمایا (یعنے اسلام پر) کب تک

[1] انگلیوں کا انگلیوں کے درمیان میں ڈالنا جس طرح پنجہ لڑانے کے وقت کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اسی طرح آدمی آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ [2] یعنی اس نے نذر مانی تھی کہ اثنائے حج میں کلام نہ کرے گی۔ زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کی م
م باتوں کا رواج تھا۔

فقال بقاؤکم علیہ ما استقامت بکم
ایمتکم قالت وما الایمۃ قال ما کان
لقومک رؤساء واشراف یأمرونھم
فیطیعونھم قالت بلٰی قال فھم
مثل اولٰئک علی الناس قولہ
ما استقامت ایں استقامت شامل
است علم و عدالت و کفایت و
شجاعت و غیر آں را اخرج
البخاری فی حدیث عمر الطویل
ان ابابکر قال للانصار ما ذکرتم
فیکم من خیر فانتم لہ اھل
ولن یعرف ھذا الامر الا لھذا
الحی من قریش ھم اوسط العرب
نسبًا ودارًا اخرج ابوبکر ابن
ابی شیبۃ فی حدیث طویل فقال
ابوبکر علٰی رسلکم فحمد اللہ واثنی
علیہ ثم قال یا معشر الانصار
إنا واللہ ما ننکر فضلکم ولا
بلاءکم فی الاسلام ولا حقکم الواجب
علینا ولٰکنکم قد عرفتم ان ھذا
الحی من قریش بمنزلۃ من العرب

رہے گا؟ حضرت صدّیقؓ نے فرمایا کہ جب تک تمھارے ائمہ راہِ
راست پر رہیں گے اُس عورت نے کہا ائمہ سے کیا مراد ہے؟ حضرت
ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تیری قوم میں کچھ سردار اور بزرگ لوگ نہ
تھے جو لوگوں پر حکومت کرتے ہوں اور لوگ اُن کی اطاعت
کرتے ہوں۔ اس عورت نے کہا ہاں تھے۔ حضرت صدّیقؓ نے
فرمایا ائمہ ایسے ہی لوگوں کو کہتے ہیں جو آدمیوں پر حکومت کریں۔
{راہِ راست پر رہنا جس کا ذکر اس روایت میں ہے علم اور عدالت
اور کفایت و شجاعت وغیرہ کو شامل ہے} اور بخاری نے حضرت
عمرؓ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے
(سقیفۂ[1] بنی ساعدہ میں) انصار سے فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے متعلق
فضائل بیان کئے بیشک تم اس کے مستحق ہو مگر یہ کام (خلافت کا)
ہرگز معلوم نہیں ہوا مگر اسی قبیلۂ قریش کے لئے جو تمام عرب پر
نسب میں اور (شرافت) مسکن میں فائق ہے اور ابوبکر ابن ابی شیبہ
نے ایک طویل حدیث (کے ضمن) میں روایت کیا ہے کہ (سقیفۂ
بنی ساعدہ میں) حضرت ابوبکرؓ نے (اُن لوگوں سے جو انتخابِ خلیفہ
کے متعلق اِدھر اُدھر بھٹک رہے تھے) فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اس کے بعد
اُنھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اے گروہِ انصار
اللہ کی قسم ہم تمھاری بزرگی کا انکار نہیں کرتے نہ تمھاری
اسلامی خدمات کا انکار ہے نہ جو حق تمھارا ہم پر واجب ہے اُس کا
انکار کرتے ہیں مگر (خلافت تم میں نہیں ہو سکتی کیونکہ) تم جانتے ہو
کہ یہ قبیلہ قریش کا عرب میں جو عزّت رکھتا ہے اور کسی قبیلہ کو حاصل

[1] سقیفہ سائبان کو کہتے ہیں یہ سائبان قبیلۂ بنی ساعدہ کے لوگوں کا تھا انصار کے لوگ اس مقام میں اپنے جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے اور نیز مہمات میں مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انتظامِ خلافت کے لئے بھی انصار اسی مقام میں جمع ہوئے جب حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ امّت میں تفرقہ پڑنے کا اندیشہ ہے تو وہ حضرات وہاں تشریف لے گئے اور امّت کو تفرقہ سے بچا لیا جزاھما اللہ عنا وعن الاسلام خیرًا۔

لیس بها غیرهم وان العرب لن تجتمع الا علیٰ رجل منهم فنحن الامراء و انتم الوزراء فاتقوا الله ولا تصدعوا الاسلام ولا تكونوا اول من احدث فی الاسلام اشتراط نسب قریش در خلیفہ مجمع علیہ اہل سنت است اخرج البخاری ومسلم والدارمی وغیرهم عن ابن عباس كان ابو هریرة یحدث ان رجلا اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انی اری اللیلة ظلة تنطف منها السمن والعسل فاری الناس یتكففون بایدیهم فالمستكثر والمستقل واری سببا واصلا من السماء الی الارض فاراك یا رسول الله اخذت به فعلوت ثم اخذ به رجل اخر فعلا به ثم اخذ به رجل اخر فعلا به ثم اخذ به رجل اخر فانقطع ثم وصل به فعلا به فقال ابو بكر بابی انت وامی لتدعنی فاعبرها فقال اعبرها فقال اما الظلة فظلة الاسلام واما ما ینطف من السمن والعسل فهو القران لینه وحلاوته واما المستكثر والمستقل فهو المستكثر من القران والمستقل منه

نہیں ہے اور (یہ بھی تم جانتے ہو کہ) تمام عرب نہ متفق ہونگے مگر اسی شخص پر جو قریش میں سے ہو لہٰذا ہم قریشی لوگ خلیفہ ہوں اور تم لوگ (ہمارے) وزیر رہو۔ اللہ سے ڈرو اور اسلام میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور اسلام میں پہلے رخنہ انداز نہ بنو۔ [خلیفہ کے لئے قریشی النسب ہونے کی شرط پر تمام اہلِ سنّت کا اجماع ہے] اور بخاری اور مسلم اور دارمی وغیرہم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اُس سے روغن اور شہد ٹپک رہا ہے پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں مگر کسی نے زیادہ لیا اور کسی نے کم اور میں نے ایک رسّی آسمان سے زمین تک لٹکتی ہوئی دیکھی اور میں نے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کو دیکھا کہ آپ اس رسّی کو پکڑ کر اُوپر چڑھ گئے پھر ایک اَور شخص نے اس رسّی کو پکڑا اور وہ بھی اُوپر چڑھ گیا پھر ایک اَور شخص نے اس رسّی کو پکڑا اور وہ بھی اُوپر چڑھ گیا پھر ایک اَور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا تو وہ رسّی کٹ گئی مگر پھر جڑ گئی اور وہ شخص بھی اُوپر چڑھ گیا (یہ خواب سُن کر) حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں مجھے اجازت دیجیے تو میں اس کی تعبیر بیان کروں آپؐ نے فرمایا اچھا تم ہی اس کی تعبیر کہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ابر سے مراد اسلام ہے اَور روغن و شہد جو اُس سے ٹپک رہا ہے اُس سے مراد قرآن ہے نرمی اُس کی (قائم مقام روغن کے ہے) اور حلاوت اُس کی (قائم مقام شہد کے ہے) اور کسی نے اُس روغن و شہد کو زیادہ لیا اور کسی نے کم

واما السببُ الواصل من السماء الی الارض فهو الحقّ الذی انت علیه تأخذُ به فیُعلیكَ الله ثم یأخذ به بعدك رجلٌ فیعلوا به ثم یأخذ به رجل فیعلوا به ثم یأخذ به رجل اخر فینقطع ثم یُوَصَّل له فیعلوا به ای رسول الله لتحدثنی اَصبتُ اَم اَخطأتُ فقال النبی صلی الله علیه وسلم اصبتَ بعضًا واخطأتَ بعضًا فقال اقسمتُ یا رسول الله لتحدثنی ما الذی اخطأتُ فقال النبی صلی الله علیه وسلم لا تُقسِم ازیں حدیث معلوم می شود کہ حضرت صدیقؓ می دانست کہ خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسہ کس علی الترتیب خواہد رسید وایشان بر منہاج پیغامبر خواہند بود و بر منہاج پیغمبر خواہند گزشت باقی ماند آنکہ ہرگاہ موافق تعبیر حضرت صدیقؓ در خارج بوقوع آمد پس خطا بچہ وجہ ثابت است فقیر می گوید سکوت از تسمیۂ آن اشخاص باوجود قدرت بر تسمیۂ ایشاں بطریق مشاکلت منسوب بخطا شد و شاہد آں کہ حضرت صدیقؓ ایشاں را باعیانہم مے شناخت آثارے چند است کہ در خصائص مذکور است

اور رسّی جو آسمان سے زمین پر لٹک رہی ہے اُس سے مراد وہ (دین) حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں اللہ اُس کی وجہ سے آپ کو بلند رُتبہ کرے گا پھر آپؐ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند مرتبہ ہوجاتے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند رُتبہ ہوجائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا تو وہ دینِ[1] حق منقطع ہوجائے گا مگر پھر اس کے لئے جوڑ دیا جائے گا اور وہ اس کے سبب سے بلند رتبہ ہوجائے گا۔ یارسول اللہؐ آپ مجھ سے فرمادیجیے کہ مَیں نے صحیح تعبیر کہی یا غلط۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ صحیح کہی اور کچھ غلط۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کردیجئے کہ میں نے کیا غلطی کی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ [اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقؓ جانتے تھے کہ خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین آدمیوں کو علی الترتیب حاصل ہوگی اور وہ تینوں پیغمبر کی روش پر ہوں گے اور پیغمبر کی روش پر دنیا سے گزر جائیں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ جب کہ حضرت صدیقؓ کی تعبیر کے موافق خارج میں واقع بھی ہوا تو پھر تعبیر میں غلطی کس طرح ہوئی؟ یہ فقیر کہتا ہے کہ ان خلفاء کا نام نہ لینا باوجودیکہ اُن کے نام لینے پر قدرت تھی ظاہری[2] طور پر خطا کی طرف نسبت کیا گیا اور اس بات کی دلیل کہ حضرت صدیقؓ ان خلفاء کو مشخص طور پر جانتے تھے چند روایتیں ہیں جو (کتاب) خصائص (تالیف علامہ سیوطی) میں مذکور ہیں۔

[1] اشارہ ہے اُن واقعات کی طرف جو حضرت عثمانؓ کو اپنے آخر زمانہ میں پیش آئے جن سے اندیشہ زوال خلافت کا تھا مگر ان کے حق میں انجام بخیر ہوا اور شہادت پائی۔ [2] یعنے کامل تعبیر یہ تھی کہ اُن خلفاء کا نام بھی بتادیتے باعتبار اس کے یہ تعبیر ناقص رہی اسی نقصان کو خطا کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

أخرج ابن عساكر عن كعب قال كان اسلام ابی بکر الصّدیق سَبَبُهٗ بوحیٍ من السَّمَاءِ وذٰلك انه كان تاجرًا بالشام فرأى رؤيا فقصّها على بُحَيراء الراهب فقال من این انت قال من مكّة قال من ایها قال من قریش قال فایش انت قال تاجر قال صدّق الله رؤياك فانّه یبعث نبیٌّ من قومك تكونُ وزيرَهٗ فی حیاتِهٖ وخليفته بعد موته فاسرّها ابوبکر حتی بُعِث النّبی صلى الله عليه وسلم فجاءَهٗ فقال یا محمّد ما الدلیلُ علٰى ما تدّعی قال الرؤیا الّتی رأیتَ بالشامِ فَعَانَقَهٗ وقبّل ما بین عَیْنَیْهِ وقال اشهد انّك رسول الله ۔ وَاخرج ابن عساكر عن ابن مَسْعود قال قال ابوبکر الصّدیق خرجتُ الی الیمن

(وہ یہ ہیں)، ابن عساکر نے حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کا باعث ایک وحیٔ آسمانی تھی اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ملکِ شام میں تجارت کیا کرتے تھے (وہاں) انھوں نے ایک خواب دیکھا تو اُس کو بُحَیرا راہب سے بیان کیا بحیرا نے (اس خواب کو سُنکر) پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ حضرت ابوبکر نے کہا کہ مکّہ کا رہنے والا ہوں اُس نے پوچھا کہ مکّہ کے کس خاندان سے ہو؟ حضرت صدّیقؓ نے کہا خاندانِ قریش سے پھر اُس نے پوچھا کہ تمھارا پیشہ کیا ہے؟ حضرت صدیقؓ نے فرمایا تاجر ہوں بُحَیرا نے کہا اللہ نے تمھیں سچّا خواب دکھا دیا ہے ایک نبی تمھاری قوم میں مبعوث ہوں گے اُن کی زندگی میں تم اُن کے وزیر رہو گے اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ بنو گے۔ حضرت صدیقؓ نے اس خواب کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمدؐ! آپ جو دعویٰ کرتے ہیں اس پر کیا دلیل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا (یہ سُنتے ہی) حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے معانقہ کیا اور آپ کی دونوں (مقدس) آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں (ایک مرتبہ) یمن کی طرف قبل بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا۔

لہ یہ مضمون روایاتِ شیعہ میں بھی ہے چنانچہ "حملۂ حیدری" مطبوعہ مطبع سلطانی لکھنؤ کے حصۂ اوّل صفحہ ۴۳ میں ہے ؎ ابابکر ازاں پس بہ رہ پا گذاشت ٭ کہ گفتارِ کاہن بدل یاد داشت ٭ بادکاہنے دادہ بود ایں خبر ٭ کہ مبعوث گردد یکی نامور ٭ زبطحا زمین در ہمیں چند گاہ ٭ بود خاتم انبیائے الٰہ ٭ تو با خاتم انبیاء بگروی ٭ چو او بگذرد جانشینش شوی ٭ اس روایت میں صرف اس قدر تصرّف کیا گیا ہے کہ بجائے راہب کے کاہن کا لفظ ہے اور بس۔

قبل ان يبعث النبي صلى الله عليه
وسلم فنزلت على شيخ من الازد
قد قرأ الكتب واتت عليه اربع مائة
سنة الا عشر سنين فقال لي احسبك
حرميا قلت نعم قال واحسبك
قرشيا قلت نعم قال واحسبك
تيميا قلت نعم قال بقيت لي
منك واحدة قلت ما هي قال
تكشف لي عن بطنك قلت لم ذاك
قال اجد في العلم الصادق ان
نبيا يبعث في الحرم يعاون على
امره فتى وكهل فاما الفتى
فخواض غمرات ودفاع معضلات
واما الكهل فابيض نحيف على
بطنه شامة وعلى فخذه اليسرى
علامة وما عليك ان تريني فقد
تكاملت لي فيك الصفة الا ما خفي
علي قال ابو بكر فكشفت له عن
بطني فرأى شامة سوداء فوق سرتي
فقال انت هو ورب الكعبة واخرج
ابن سعد عن الحسن قال قال
ابو بكر يا رسول الله ما ازال اراني اطأ في
عذرات الناس قال لتكونن من الناس بسبيل
قال ورأيت في صدري كالرقمتين قال سنتين

اور قبیلۂ اَزْد کے ایک شخص کے یہاں جو کتب (آسمانی) پڑھا
ہوا تھا۔ اور اُس کی عمر تین سو نوے برس کی تھی فروکش ہوا
اُس نے مجھ سے کہا کہ میں تم کو حرم کا رہنے والا خیال کرتا ہوں۔
(کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں تم کو قریشی
سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں
تم کو تیمی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے؟) میں نے کہا ہاں۔ تو اُس
نے کہا اب صرف ایک بات تمھاری باقی رہ گئی ہے جو مجھے نہیں
معلوم۔ میں نے کہا وہ کیا بات ہے؟ اُس نے کہا تم میرے سامنے
اپنا شکم کھول دو۔ میں نے کہا کیوں؟ اُس نے کہا میں ایک علم صادق
(یعنے آسمانی کتابوں) میں دیکھتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث
ہوگا اس کے کام پر ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی مدد کریگا
جوان بڑا جفاکش اور حلاّل مشکلات ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا
اکہرے بدن کا ہوگا اس کے شکم پر ایک تل ہوگا اور اُس کی بائیں
ران پر ایک نشانی ہوگی۔ تمھارا اس میں کیا حرج ہے اگر تم مجھے
(اپنا شکم) دکھا دو کیونکہ سب باتیں میری تم میں پائی جاتی ہیں سوا
اس بات کے جو مجھے نہیں معلوم حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ میں
نے اپنا شکم اُس کے سامنے کھول دیا تو اُس نے ایک سیاہ تل میری
ناف کے اُوپر دیکھ کر کہا قسم رب کعبہ کی وہ تم ہی ہو۔ اور ابن سعد
نے حضرت حسن (بصریؒ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت
ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں ہمیشہ اپنے کو خواب میں
دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے بول و براز میں چل رہا ہوں۔ حضرتؐ
نے فرمایا ضرور ضرور تم لوگوں میں باعزت ہوگے۔ نیز حضرت
ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے سینہ میں دو نشان سے دیکھے
ہیں حضرتؐ نے فرمایا (اس کی تعبیر) دو[1] برس۔ (اگر کوئی کہے کہ حضرت

[1] یعنے تمھاری خلافت دو برس رہیگی۔ چنانچہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کچھ مہینے اوپر دو برس رہی کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

وا گر کسے گوید کہ صدیق رضی اللہ عنہ
اگر مے دانست کہ مبشر بخلافت اوست
در وقتِ بیعت چرا توقّف فرمود
و چرا اشارت بفاروق رضی و ابوعبیدہ رضی نمود
کہ بَایِعوا احَدَ ھٰذَینِ گوئیم بشارت
بچیزے مقتضی آں نیست کہ البتہ آں را
طلب نمایند چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم معلوم فرمودند کہ حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا زوجہ آنجنابؐ خواہد بود معہذا سعی
در تزوّج او نہ نمودند و فرمودند ان
یکن ھٰذا من عند اللہ یُمضِہٖ۔
احوالِ اہل اللہ در مثل این صورت مختلف
است گاہے سعی در مبشر بہ مے کنند باوثوق
بوجود آں و گاہے تن مے زنند و منتظر تدبیر
غیب مے باشند کہ لطفِ الٰہی در کدام
قالب آں روح را منفوخ مے سازد حضرت
صدیق رضی راہ توقف را اختیار نمود تا البعد باشد
از حظِّ نفس یا بسببے دیگر مانندِ این
امّا اثبات حضرت صدیق رضی خلافتِ خود را
بسوابق اسلامیہ فقد اخرج الترمذی
عن ابی سعید الخدری قال قال
ابوبکر الستُ احقّ الناس بھا الستُ
اوّل من اسلم الستُ صاحب کذا الستُ

صدیق رضی اللہ عنہ جب جانتے تھے کہ اُن کو خلافت کی بشارت
مل چکی ہے تو پھر بیعت کے وقت انہوں نے کیوں توقف کیا
اور کیوں حضرت فاروق رضی اور حضرت ابوعبیدہ رضی کی طرف اشارہ
کیا کہ ان دو میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلو تو ہم جواب دیں گے
کہ کسی چیز کی بشارت ملنا اس بات کو مقتضی نہیں ہے کہ
اس کو طلب بھی کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہونگی[1]
مگر باوجود اس کے آپؐ نے اُن سے نکاح ہوجانے کی کوشش نہ
کی۔ اور فرمایا کہ اگر یہ بات خدا کی طرف سے ہے تو وہ اُس کو پورا کریگا
(اصل یہ ہے کہ) باخدا لوگوں کی حالت ایسے مواقع میں مختلف ہوتی
ہے۔ کبھی جس چیز کی بشارت ملی ہے اس کے حاصل کرنے
میں کوشش کرتے ہیں باوجودیکہ اُن کو اس چیز کے حاصل ہوجانیکا
یقین ہوتا ہے اور کبھی خاموشی اختیار کرتے ہیں اور تدبیر غیب
کے منتظر رہتے ہیں کہ (دیکھیں) لطف الٰہی کس قالب میں روح
کو پھونکتا ہے (یعنے کس طریقہ سے اس بشارت کو پورا کرتا ہے)
حضرت صدیق رضی نے (اسی اصل کے موافق) توقف کی راہ اختیار
کی تاکہ شرکت نفس سے دُور رہے یا اور کسی وجہ سے جو مثل اس
کے ہو۔

حضرت صدیقؓ کا اپنی خلافت کو سوابق[2] اسلامیہ سے ثابت کرنا۔ ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر رضی نے فرمایا کیا میں خلافت کا
سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے
اسلام نہیں لایا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا؟ کیا میں نے فلاں

[1] چنانچہ روایات میں ہے کہ حضرت جبریلؑ نے ایک ریشمی کپڑا حضور نبوی میں حاضر کیا جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی کی شبیہ مبارک تھی اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی زوجہ ہوں گی۔ [2] سوابق جمع ہے سابقہ کی سابقہ کے معنے پہلے کی چیز مراد یہاں وہ اسلامی خدمات ہیں جو زمانۂ سابق میں یعنی عہد نبوی میں ظہور میں آئیں۔

صاحب کذا۔ اما استدلالِ صدیق رضؓ بر منعِ توقّف
از بیعت بعد انعقادِ بیعتِ عامّہ بلزومِ شقِّ
عصا المسلمین فقد اخرج الحاکم عن
ابی سعیدٍ فی قصّۃٍ طویلۃٍ فلمّا
قعد ابوبکرٍ علی المنبر نظر فی
وجوہ القوم فلم یر علیًّا فسأل
عنہ فقام ناسٌ من الانصار
فاتوا بہ فقال ابوبکر ابن
عمّ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم وختنہ اردتَ ان تشقّ عصا
المسلمین فقال لا تثریبَ یا خلیفۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فبایعہ ثم لم یر الزبیر بن العوام فسأل
عنہ جاؤا بہ فقال ابن عمّۃ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحواریہ
اردتَ ان تشق عصا المسلمین فقال
لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مثل قولہ
فبایعاہ۔ اما اثبات صدیق رضی اللہ عنہ
خلافت حضرت فاروق را بافضلیت او
فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبداللہ
قال قال عمر لابی بکرٍ یا خیر الناس بعد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر
اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

کام نہیں کیا} حضرت صدیقؓ کا بیعت عامہ ہو جانے کے بعد
(اپنی) بیعت میں توقف کرنے سے (لوگوں کو) روکنا یہ کہہ کر کہ
مسلمانوں کی قوت پراگندہ ہو جائے گی} حاکمؒ نے حضرت ابوسعید
سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ منبر پر
رونق افروز ہوئے تو لوگوں کو دیکھا علیؓ کو ان میں نہ پایا پوچھا
کہ وہ کہاں ہیں؟ پس کچھ لوگ انصار میں سے اٹھے اور حضرت
علیؓ کو لے آئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابن عم و داماد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت
پراگندہ کر دو؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے (مجھے ایک عذر تھا) اس کے
بعد حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کر لی۔ پھر حضرت صدیقؓ نے
زبیر بن عوام کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ یہاں تک کہ
کچھ لوگ ان کو لے آئے۔ حضرت صدیقؓ نے (ان سے) فرمایا کہ
اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے اور آپ
کے حواری! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ کر دو؟
انھوں نے بھی حضرت علیؓ کی طرح عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے۔ الغرض دونوں نے
حضرت صدیقؓ سے بیعت کر لی} حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کا حضرت فاروقؓ کی خلافت کو ان کی افضلیت سے ثابت کرنا}
ترمذیؒ نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے (ایک
مرتبہ) کہا کہ آپ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سب سے بہتر ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر
تم نے یہ کہا تو (سنو) بیشک میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ

ما طلعت الشمس علی رجل
خیر من عمر واخرج ابوبکر
ابن ابی شیبة عن زید بن
الحارث ان ابا بکر حین حضرہ
الموت ارسل الی عمر لیستخلفہ
فقال الناس تستخلف علینا
فظًا غلیظًا ولو قد ولینا کان افظّ
واغلظ فما تقول لربک اذا
لقیته وقد استخلفت علینا
عمر قال ابوبکر ابربی
تخوفونی اقول اللّٰھم استخلفت
علیھم خیر خلقک الحدیث
واخرج ابوبکر بن ابی
شیبة عن محمد عن
رجل من بنی زریق فی قصة
طویلة قال ابوبکر لعمر انت اقوی منی
فقال عمر انت افضل منی ناظر منصف دریں آثار مضطر
میشود دراانکہ ایں اوصاف را دخلے ہست دراثبات
خلافت خاصہ کہ درطبقہ اولے بود
والا ذکر ایں کلمات در مبحث اثبات
خلافت خارج از قانون مخاطبات باشد

آفتاب نے طلوع[1] نہیں کیا کسی ایسے شخص پر جو بہتر ہو عمرؓ سے۔
اور ابوبکرؓ بن ابی شیبہ نے زید بن حارث سے روایت کی ہے
کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو
انھوں نے حضرت عمرؓ کو بُلوا بھیجا تاکہ اُن کو خلیفہ بنائیں لوگوں
نے عرض کیا کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بناتے ہیں جو (اب
بھی) تُند خُو اور دُرشت گو ہے اور جب وہ ہم پر حاکم بنے گا
تو اور زیادہ تُند خُو اور دُرشت گو ہو جائے گا پس اگر آپ نے
حضرت عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بنا دیا تو جب آپ اپنے پروردگار سے
ملیں گے اس کا کیا جواب دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا
کیا تم مجھے میرے پروردگار کا خوف دلاتے ہو (اچھا سنو میں
یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا
جو سب میں بہتر ہے الی آخرہ اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے محمد
سے انھوں نے قبیلۂ بنی زُرَیق کے ایک شخص سے ایک طویل
قصہ کے ذیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت
عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ حضرت عمرؓ
نے عرض کیا کہ (قوت دوسری چیز ہے مگر) آپ مجھ
سے افضل ہیں تو بانصاف ناظرین ان آثار کو دیکھ کر اس
(نتیجہ کے نکالنے) میں مجبور ہو جاتے ہیں کہ ان اوصاف
کو اُس خلافت خاصہ کے اثبات میں جو (اس امت کے)
طبقۂ اُولیٰ میں تھی کچھ دخل ہے ورنہ ان باتوں کو خلافت ثابت کرنے
کے موقع میں ذکر کرنا قاعدۂ گفتگو کے خلاف ہو گا۔

۱؎ یعنے کوئی مخلوق ان سے بہتر نہیں۔ یہ عرب کا محاورہ ہے کہ جب کسی شخص کا کسی وصف میں کامل ہونا بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس سے بہتر پر آفتاب نے
طلوع نہیں کیا اس سے بہتر کو زمین نے اپنے اوپر نہیں اُٹھایا اس سے بہتر پر آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اس سے بہتر کو کسی سواری نے اپنے اوپر نہیں سوار
کیا غرض جو امور افراد بشر کو اعتبار ہونے کے لازم ہیں ان کی نفی اس سے بہتر سے کر دیتے ہیں مراد یہ ہوتی ہے کہ اس سے بہتر کوئی نہیں انبیاء علیہم السلام
اور نیز حضرت صدیقؓ اس سے مستثنیٰ ہیں ان کا مرتبہ حضرت فاروقؓ سے زیادہ ہے۔

مِن مُسندِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

اما شروطِ خلافت فقد اخرج ابو یوسف عن ابی المُلیح بن اسامۃ الھُذَلی قال خطب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال ایھا الرُّعاۃُ ان لنا علیکم حقَّ النصیحۃ بالغَیب والمعونۃ علی الخَیر ایھا الرُّعاۃُ انہ لیسَ من حِلمٍ احبَّ الی اللہ ولا اعَمّ نفعاً من حِلمِ امامٍ و رِفقہٖ و لیس من جھل ابغضَ الی اللہ و اعمّ ضرراً من جھل امام وخرقہ و انہ من یأخذ بالعافیۃ فیما بین ظَھرانیہ یُعطی العافیۃ من فوقِہٖ واخرج ابو یوسف عن عثمان بن عطاء الکلاعی عن ابیہ قال خطب عمر النّاسَ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثمّ قال اما بعد فانی اوصیکم بتقوی اللہ الذی یَبقٰی ویَھلکُ من سِواہ الّذی بطاعتہ یَنفع اولیاءہ وبمعصیتہ یَضُرُّ اعداءہ فانہ لیس لھالکٍ ھلک مَعذِرۃٌ فی تعمّد ضَلالۃٍ حَسِبَھا ھُدًی ــ

مُسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (۲۷۔ روایت)

شرائط خلافت (کے متعلق یہ روایات ہیں) (امام) ابو یوسفؒ نے ابو الملیح بن اُسامہ ہُذَلی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک روز) خطبہ پڑھا جس میں اُنھوں نے بیان کیا کہ اے سردارانِ قوم! بتحقیق ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے ہماری خیر خواہی کرو اور نیک کام میں ہماری مدد کرو۔ اے سردارانِ قوم! (خوب سمجھ لو کہ) اللہ کے نزدیک امام (یعنے خلیفۂ وقت) کے عالم اور اُس کے خوش خُلق ہونے سے زیادہ کوئی چیز محبوب و نافع تر نہیں ہے اور امام کے جاہل اور بے وقوف ہونے سے زیادہ کوئی چیز اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور ضرر رساں نہیں ہے اور جو شخص اپنے آپس میں عافیت کو اختیار کرتا ہے اُس کو (آسمان کے) اُوپر سے عافیت عطا ہوتی ہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے عثمان بن عطاء کلاعی سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ نے (ایک روز) لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جس میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ (اے لوگو!) میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی جو ہمیشہ باقی رہے گا اور اس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے جو اپنی اطاعت کے وسیلہ سے اپنے دوستوں کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی کے سبب سے اپنے دشمنوں کو ضرر پہنچاتا ہے (سُنو) جو شخص تباہ کار[1] ہو جائے اس کا کوئی عذر (مسموع) نہ ہوگا اس ضلالت کے ارتکاب میں جس کو اس نے (اپنی کج فہمی سے) ہدایت سمجھا

[1] یعنے احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کر کے اپنی نجات آخرت کو تباہ و برباد کر دے خلاصہ یہ ہے کہ احکام شرعیہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں ہے اور یہ عذر اللہ کے یہاں نہ سُنا جائے گا۔

ولا فی ترک حق حسبہ ضلالۃ و
ان احق ما تعاھد الراعی من
رعیتہ تعاھدھم بالذی
للہ علیھم فی وظائف دینھم
الذی ھداھم اللہ لہ و
انما علینا ان نأمرکم بما امرکم
اللہ بہ من طاعتہ و ان
ننھاکم عما نھاکم اللہ عنہ
من معصیتہ و ان نقیم امر
اللہ فی قریب الناس وبعیدھم
ولا نبالی علی من قال الحق
الا وان اللہ فرض الصلوٰۃ و
جعل لھا شروطا من شروطھا
الوضوء والخشوع والرکوع
والسجود واعلموا ایھا الناس
ان الطمع فقر وان الیاس غنی و
فی العزلۃ راحۃ من خلطاء السوء و
اعلموا انہ من لم یرض عن اللہ فیما کرہ
من قضائہ لم یؤد الیہ فیما یحب
کنہ شکرہ واعلموا ان للہ تعالیٰ
عبادا یمیتون الباطل بھجرہ ویحیون
الحق بذکرہ رغبوا ورھبوا فرھبوا
ان خافوا فلم یأمنوا

نہ اس امر حق کے ترک کر دینے میں (وہ معذور سمجھا جائے گا)
جس کو اس نے (اپنی جہالت سے) ضلالت سمجھا (سنو) حاکم
اپنی رعیت کی خبر گیری جن امور میں کرے ان سب میں خبر گیری
کے زیادہ حقدار وہ امور ہیں جو اللہ نے ان پر فرض کئے ہیں
یعنے اُن کے دینی فرائض کے متعلق جن کی ہدایت اللہ نے
اُن کو کی ہے اور ہم پر فرض ہے کہ ہم تم کو اس چیز کا حکم دیں
جس کا حکم اللہ نے تم کو دیا ہے یعنے اس کی عبادت کا اور تم
کو منع کریں اُس چیز سے جس سے اللہ نے تمھیں منع کیا ہے
یعنے اس کی نافرمانی سے اور یہ کہ اللہ کا حکم قریب وبعید سب
پر یکساں جاری کریں اور یہ کہ ہم کچھ گرفت نہ کریں[۱] اس شخص
پر جو حق بات کہے (مسلمانو!) خبردار رہو کہ اللہ تعالےٰ نے
(تم پر) نماز فرض کی ہے اور اس کے لئے کچھ شرطیں مقرر کی
ہیں۔ منجملہ اُس کی شرائط کے وضو اور خشوع اور رکوع اور
سجود ہیں۔ اے لوگو! (خوب) سمجھ لو کہ (غیر اللہ سے) طمع
رکھنا فقر (کا سبب) ہے اور (غیر اللہ سے) نا اُمید ہو جانا
غنا (کا سبب) ہے اور عزلت میں بُرے ہمنشینوں سے نجات
ملتی ہے اور (یہ بھی) جان لو کہ جو شخص کسی حکم الٰہی سے جو
اُس کی طبیعت کے خلاف ہو راضی نہ ہوا تو وہ اُن امور
میں جو اس کی طبیعت کے موافق ہوں خدا کا حق شکر بھی
ادا نہیں کر سکتا اور (یہ بھی) جان لو کہ اللہ کے کچھ بندے (ہر
زمانہ میں ایسے ہوتے) ہیں کہ جو باطل کو ترک کر کے بالکل مٹا دیتے
ہیں اور حق کو ذکر کر کے اُسے رواج دیتے ہیں امید اور خوف
کی حالت میں رہتے ہیں (اس کے عذاب سے) بیخوف نہیں ہو جاتے۔

[۱] یعنے حق بات جو شخص کہے چاہے کوئی کیوں نہ ہو اور چاہے اُس کے الفاظ کیسے ہی تلخ کیوں نہ ہوں ہم اس پر کچھ گرفت نہ کریں واقعی یہ صفت حضرت فاروق ہی میں ایسی کامل تھی کہ ان کے بعد پھر کسی میں ویسی دیکھی نہیں گئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فَابْصِرُوا من اليقين. ما لم
يُعَايِنوا فخلصوا بما لم يُزايلوا
أَخْلَصَهم الخوفُ فهجروا
ما ينقطعُ عنهم الحيٰوةُ
عَلَيهم نِقمةٌ والموتُ
لهم كرامةٌ واخرج
ابويوسف عن الزهري قال
جاءَ رجل الٰى عمر بن الخطاب
اللّٰه عنه فقال يا امير المؤمنين
لا اُبالی فی اللّٰه لومةَ لائم
ام اُقبِلُ علٰی نفسی فقال
اما من وُلّیٰ من امر
المسلمین شیئًا فلا
یخاف فی اللّٰه لومة لائم
ومن كان خِلوًا من ذٰلك
فليُقبِل علٰى نفسه
ولينصح لِوَلِيّ امره واخرج
ابويوسف عن سعيد بن
ابى بُردة قال كتب عمر
بن الخطاب الٰى ابى موسٰى
اما بعد فان اسعد الرعاة
عند الله من سعدت به
رعيته وان اشقى الرعاة عند الله
من شقيت به رعيته واياك
ان ترتع فترتع عمالك

(اب اس وقت ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ) وہ (چشم بصیرت سے دیکھ کر ایسا کامل) یقین حاصل کرتے ہیں جو سر کی آنکھوں کے دیکھنے سے نہ حاصل ہو اب وہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے ہٹ نہیں سکتے۔ اُن کو خوف (الٰہی) نے خالص کر دیا لہٰذا جو چیز منقطع ہونے والی ہے اُسے اُنھوں نے چھوڑ دیا (اُن کا یہ حال ہے کہ) زندگی اُن پر وبال ہے اور موت اُن کے حق میں کرامت (کا سبب) ہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے زہری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اُس نے آپ سے پوچھا کہ یا امیر المومنینؓ! آیا میں (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کروں اور) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں یا صرف اپنے ہی نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ رہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے کام میں کچھ بھی اختیار رکھتا ہو تو اُسے اللہ (کے دین) کے متعلق حق حق بات کہنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا چاہیئے اور جو شخص (مسلمانوں کے کام اور اُن کی حکومت سے) بالکل بے تعلق ہو تو اُسے لازم ہے کہ بس اپنے نفس (کی اصلاح) کی طرف متوجہ ہو اور اپنے حاکم کی خیر خواہی کرتا رہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے سعید بن بُردہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ (اشعری) کو (اس مضمون کا فرمان) لکھا کہ خدا کے نزدیک سرداروں میں بڑا نیک بخت سردار وہ ہے کہ جس سے اس کی رعیت آرام پائے اور سرداروں میں بڑا بد بخت وہ ہے جس سے اُس کی رعیت تکلیف اُٹھائے تم اس سے بچتے رہنا کہ فراغت اور خوش عیشی کے ساتھ کھانے پینے میں مشغول ہو جاؤ اور تمھیں دیکھ کر تمھارے (ماتحت) عامل بھی تمھاری طرح عیش میں مصروف ہو جائیں اگر (تم نے ایسا کیا تو)

فيكون مثلك عند الله مثل البهيمة نظرت الى خضرة من الارض فرتعت فيها تبتغى بذلك السمن وانما حتفها فى سمنها والسلام واخرج ابو يوسف عن رجل عن عمر قال لا يقيم امر الله الا رجل لا يضارع ولا يصانع ولا يتبع المطامع ولا يقيم امر الله الا رجل لا ينتقص غربه ولا يكظم فى الحق على حزبه وقال ابو يوسف حدثنى محمد بن اسحق قال وحدثنى من سمع طلحة بن معدان اليعمرى قال خطبنا عمر بن الخطاب رضى الله عنه فحمد الله واثنى عليه ثم صلى على النبى صلى الله عليه وسلم وذكر ابا بكر الصديق فاستغفر له ثم قال ايها الناس انه لم يبلغ ذوحق فى حقه ان يطاع فى معصية الله وانى لم اجد فى هذا المال مصلحة الا خلالا ثلثا ان يؤخذ بالحق ويعطى بالحق ويمنع من الباطل وانما انا ومالكم كوالى اليتيم ان

خدا کے نزدیک تمھاری وہی مثل ہوگی کہ ایک جانور (مثل بکری وغیرہ کے) کسی زمین کی سبزی اور شادابی کو دیکھ کر اُس میں چرنے لگا اُس کا مقصود (اس چراتی سے) اپنے کو فربہ کرنا تھا مگر اس کا فربہ ہونا ہی اُس کی ہلاکت کا باعث ہے (کیونکہ جب فربہ ہوگا لوگ اُسے ذبح کرکے کھالیں گے) والسلام اور (امام) ابو یوسفؒ بواسطہ ایک شخص کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہے جو نہ مضارعت[1] کرے اور نہ مصانعت کرے اور نہ طمع کے درپے ہو اور اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہے جس کی ہمت پست نہ ہوتی ہو اور امرِ حق میں اپنی جماعت کے لوگوں کی رعایت نہ کرے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن اسحق نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا کہ جس نے طلحہ بن معدان یعمری سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ ہم لوگوں کے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعدہٗ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے اُن کے لئے بھی دعائے مغفرت کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! کسی حقدار کا حق اس درجہ تک نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی نافرمانی میں بھی اُس کی اطاعت کی جائے اور میں اس (بیت المال کے) مال میں تین باتیں مناسب سمجھتا ہوں کہ حق کے موافق لیا جائے اور حق کے ساتھ خرچ کیا جائے اور ناحق خرچ سے محفوظ رکھا جائے اور میرے لئے تمھارا مال ایسا ہے جیسا والی یتیم (کے لئے یتیم کا مال) اگر میں (اس

[1] مضارعت کہتے ہیں مشابہ بننے کو اور مصانعت کہتے ہیں کسی کے ساتھ نیکی کرنے کو اس نیت سے کہ وہ بھی اس کا معاوضہ کرے مطلب یہ ہے کہ بے طمع و بے غرض ہو عوض معاوضہ کی غرض سے کوئی کام نہ کرتا ہو۔

اُسْتُغنیتُ عنہ اِستعففتُ وان افتقرتُ اکلتُ بالمعروفِ و لستُ اَدَعُ احدًا یظلم احدًا و لا یعتدِی علیہ حتی اَضَعَ خدَّہٗ علی الارض واضع قدمی علی الخدِّ الاٰخر حتّٰی یُذعِنَ بالحق و لکم عَلَیَّ ایّھا النّاسُ خِصالٌ اَذکرھا لکم فخذونی بھا لکم عَلَیَّ ان لا اَجْتَبِی شیئًا من خراجکم ولا مّا افاءَ اللّٰہ علیکم الّا مِنْ وَجْھہٖ۔ و لکم علیّ اذا وقع فی یدی الا یخرج منی الا فی حقّہٖ و لکم علیّ ان ازید اعطیاتکم و ارزاقکم ان شاء اللّٰہ وحدہٗ واسدُّ لکم ثغورکم و لکم علیَّ ان لا اُلقیکم فی المھالک ولا اُجَمِّرکم فی ثغورکم وقد اقترب منکم زمانٌ قلیلُ الامناءِ کثیرُ القُرّاء قلیلُ الفقھاء کثیرُ الاَمل یعمل فیہ اقوامٌ للاٰخرۃ یطلبون بہٖ دنیا عریضۃً تأکل دینَ صاحبھا کما تأکل النّارُ الحطبَ الا فمن ادرک ذٰلکم منکم فلیتق اللّٰہ ربّہٗ

مال سے) بے نیاز ہوں گا تو (اس سے) بالکل علیحدہ رہوں گا اور اگر میں (تمھارے مال کا) محتاج ہوں گا تو حسب دستور (بقدر ضرورت اس میں سے لے کر) کھاؤں گا اور میں کسی کو کسی پر ظلم و تعدّی نہ کرنے دوں گا۔ اگر کوئی ایسا کرے تو میں اُس کے ایک رخسارے کو زمین پر رکھ کر دوسرے رخسارہ پر اپنا پیر رکھونگا یہاں تک کہ وہ حق کو مان لے (اور اپنے ظلم و تعدی سے باز آئے) اور اے لوگو! میرے ذمہ تمھارے چند حقوق ہیں وہ حقوق تم سے ذکر کرتا ہوں۔ تم کو لازم ہے کہ اُن حقوق کے متعلق مجھ سے مواخذہ کرو (منجملہ ان کے) تمھارا حق میرے ذمہ یہ ہے کہ میں نہ تمھارے خراج کے مال سے کچھ اپنے واسطے لوں اور نہ غنیمت کے مال سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے کچھ لوں مگر اسی طور سے کہ جس کا مستحق ہوں اور (منجملہ ان کے) میری ذمہ یہ (بھی واجب) ہے کہ جب بھی (کوئی مال) میرے ہاتھ لگے تو اسکو صحیح مصرف میں خرچ کروں۔ اور (منجملہ ان کے) میرے ذمہ یہ (بھی واجب) ہے کہ تمھارے عطایا اور وظائف (مقررہ) پر اضافہ کردوں اگر اللہ نے چاہا اور تمھارے (امن کے) لئے تمھارے دشمنوں کی سرحدوں کی حفاظت کروں۔ اور (منجملہ ان کے) تمھارے لئے مجھے یہ لازم .... ہے کہ تمھیں ہلاکت میں نہ ڈالوں اور نہ تمھیں ہمیشہ کے لئے دشمن کے مقابلہ پر متعیّن رکھوں اور اب تم سے ایسا زمانہ قریب ہوگیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے۔ قرآن کے پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی (مگر) سمجھدار لوگ کم ہوجائیں گے (اور ایسے لوگ زیادہ ہوں گے کہ) اُن کی آرزوئیں بکثرت ہوں گی۔ اس زمانہ میں بعضے لوگ آخرت کے لئے عمل کریں گے (مگر) اپنے عمل سے دنیا کی وسعت و فراخیِ (رزق) طلب کریں گے (اور دنیا حاصل ہوگی مگر) جس کے پاس ہوگی اس کے دین کو اس طرح کھائیگی کہ جس طرح آگ (خشک) ایندھن کو کھالیتی ہے۔ (اے لوگو!) ہوشیار رہنا جو کوئی تم میں ایسا زمانہ پائے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے

ولیصبر یا ایھا الناس ان اللہ
عظم حقہ فوق حق خلقہ
فقال فیما عظم حقہ
ولا یأمرکم ان تتخذوا
الملٰئکۃ والنبیین اربابا
ایأمرکم بالکفر بعد
اذ انتم مسلمون ۰ الا
و انی لم ابعثکم امراء و
لا جبارین ولکن بعثتکم
ایمۃ الھدی یھتدی
بکم فادروا علی المسلمین
حقوقھم ولا تضربوھم فتذلوھم
ولا تجمروھم فتفتنوھم
ولا تغلقوا الابواب دونھم
فیأکل قویھم ضعیفھم
ولا تستأثروا علیھم فتظلموھم
ولا تجھلوا علیھم و
قاتلوا بھم الکفار طاقتھم
فاذا رأیتم بھم کلالۃ فکفوا
عن ذلک فان ذلک ابلغ فی جھاد
عدوکم ایھا الناس انی اشھدکم

اور (دنیا کی تکلیفوں پر) صبر کرے اے لوگو! اللہ کا حق اس کی
مخلوق کے حق سے بالا تر ہے چنانچہ اس نے اپنے بڑے بڑے
حقوق کو یوں ارشاد فرمایا ہے ترجمہ اور نہیں حکم کرتا تم کو
(خدا کا کوئی رسول) یہ کہ بناؤ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو
(اپنے) پروردگار۔ کیا تم کو کفر کرنے کا حکم کرے گا بعد اس کے
کہ تم مسلمان ہوتے۔ (اے سرداران قوم) ہوشیار رہو کہ میں
نے تمھیں (مسلمانوں پر سردار کرکے) اس لئے نہیں بھیجا کہ تم
ان پر حکومت کرو اور ان پر جبر و تعدی کرو بلکہ تمھیں امام ہدایت
کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ مسلمان تمھارے سبب سے ہدایت
پائیں لہٰذا (تم کو لازم ہے کہ) مسلمانوں کے حقوق ان کو
دیتے رہو اور انھیں ذلیل کرنے کے لئے نہ مارو اور نہ انھیں
مبتلائے مصیبت کرنے کے لئے دشمن کی سرحد پر روک رکھو
اور ان کے لئے دروازے بند[1] نہ کرو ورنہ جو قوی ہیں وہ ضعیف
کو (پامال کرکے ان کے مال) کھا جائیں گے اور نہ ان پر اپنے کو
ترجیح[2] دو ورنہ اس صورت میں تم ان پر ظلم کروگے اور ان کے
ساتھ جہالت سے پیش نہ آؤ اور ان کو لے کر ان کی طاقت کے
موافق کفار سے لڑو اور جب تم ان میں ماندگی اور خستگی دیکھو
تو ان کو دشمن کے مقابلہ سے باز رکھو اور ان کو ستا لینے دو
تاکہ ان کی قوت عود کرے، کیونکہ یہ (ترکیب) تمھارے دشمن
سے جہاد کرنے (اور اس کے پست کر دینے) میں کارگر ہوگی۔
اے لوگو! میں تمھیں سرداران قوم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے

[1] یعنی اپنے پاس آنے میں روک ٹوک نہ کرو چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تمام حکام کی یہ کیفیت رہی کہ ان کے رہنے کی جگہ میں دروازہ نہ ہوتا تھا چوکی پہرہ کا کیا ذکر۔ مستغیث جس وقت اور جس حالت میں چاہتا حاکم سے مل سکتا تھا اور کوئی اس کو دقت پیش نہ آتی تھی ایک حاکم کی بابت یہ شکایت پیش ہوئی کہ اس نے اپنے جائے قیام میں دروازہ لگایا ہے تو اس کو حضرت عمرؓ نے موقوف کر دیا۔

[2] یعنی اپنے کو حاکم سمجھ کر اور ان کو محکوم سمجھ کر مساوات کے برتاؤ میں فرق نہ آنے دو۔

على امراء الامصار انى لم ابعثهم
الا ليفقهوا الناس فى دينهم و
يقسموا فيئهم ويحكموا بينهم
فان اشكل شئ رفعوه الى
قال وكان عمر بن الخطاب رضى
الله عنه يقول لا يصلح هذا الامر
الا بشدة فى غير تجبر ولين
فى غير وهن واخرج ابو يعلى
عن عمر قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم الا اخبركم
بخيار ائمتكم من شرارهم
الذين تحبونهم ويحبونكم و
يدعون لكم وتدعون لهم
وشرار ائمتكم الذين تبغضونهم
ويبغضونكم وتلعنونهم
ويلعنونكم واخرج مسلم
وابو يعلى وغيرهما ان عمر
بن الخطاب خطب يوم جمعة
فذكر نبى الله صلى الله عليه
وسلم وذكر ابا بكر فقال انى
رأيت كان ديكا نقرنى نقرة
نقرتين وانى لا اراه الا لحضور
اجلى وان اقواما يأمرونى
ان استخلف وان الله لم يكن
ليضيع دينه ولا خلافته

انھیں (تم پر) اس لئے (سردار بناکر) بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو
اُن کے دین کی باتیں بتائیں اور اُن پر اُن کے غنیمت کے مال
تقسیم کریں اور اُن (کے مقدّمات) کا فیصلہ کرتے رہیں اور
کسی امر میں اُن کو دشواری واقع ہو تو اُسے مجھ تک پہنچائیں (میں
اس کا فیصلہ کردوں گا) راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر (خلافت) درست نہ ہوگا
مگر ایسی شدّت (اور درشتی) کے ساتھ جو بغیر جبر (اور ظلم) کے ہو
اور ایسی نرمی کے ساتھ جو بغیر ضعف کے ہو۔ اور (ابو یعلیٰ نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے لوگو!) کیا میں تمھیں نہ
بتادوں کہ تمھارے بُرے سردار کون ہیں اور اچھے سردار کون ہیں
(سُنو اچھے سردار تو وہ ہیں کہ) جن کو تم دوست رکھتے ہو اور
تم کو وہ دوست رکھتے ہوں اور تم اُن کے لئے (اچھی) دُعا
کرتے ہو اور وہ تمھارے لئے دعا کرتے ہوں۔ اور تمھارے بُرے
سردار وہ ہیں کہ جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض
رکھتے ہوں اور تم اُن پر لعنت (اور بد دعا) کرتے ہو اور وہ
تم پر لعنت کیا کرتے ہوں۔ اور (امام) مسلم اور ابو یعلیٰ روایت
کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ)
جمعہ کے دن خطبہ پڑھا (اُس میں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ذکر
کیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے فرمایا کہ میں
نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک مُرغ نے مجھے ایک یا دو چونچیں ماریں
جس کی تعبیر میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری موت کا زمانہ قریب
آگیا ہے اور بعضے لوگ مجھے رائے دیتے ہیں کہ میں (کسی کو اپنی
جگہ پر) خلیفہ بناؤں (اور میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ)
اللہ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا اور نہ اس خلافت کو (برباد کریگا)

ولا الذی بعث بہ نبیّہ صلے اللہ علیہ وسلم وانی قد علمت ان اقواماً سیطعنون فی ھذا الامر انا ضربتھم بیدی ھذہ علے الاسلام فان فعلوا فاولئك اعداء اللہ الکفّار الضلال فان عجل بی امرٌ فالخلافۃ شوریٰ بین ھؤلاء النفر الذین توفی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راضٍ الحدیث قولہ و ان اللہ لم یکن لیضیع دینہ ھذا فیما اریٰ فی الخلافۃ الخاصۃ فقط والا ففی ایام الخلافۃ العامۃ قال قد اقترب زمان قلیل الامناء الخ قولہ ان اقواماً سیطعنون فی ھذا الامر ھذا فیما اریٰ اشارۃ الی انتقال الخلافۃ الخاصۃ الی العامۃ وان یتصدی لھا من لیس من المھاجرین الاوّلین وقولہ اولئك اعداء اللہ الضلال تھدید وتخویف فلم یرد حقیقۃ الکفر واللہ اعلم واخرج البخاری وابو یعلی وغیرھما عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی قال خرجت مع عمر بن الخطاب الی مکۃ فاستقبلنا امیر مکۃ نافع بن علقمۃ فقال لہ یا نافع

اور نہ اس (روشن طریقۂ اسلام) کو جس کے ساتھ اُس نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور میں یہ (بھی) یقیناً جانتا ہوں کہ بعضے لوگ اس کام (خلافتِ خاصّہ) پر طعن کریں گے (مگر وہ لوگ قابلِ اعتبار نہیں ہیں) میں نے اپنے ہاتھوں سے انھیں اسلام پر (قائم رہنے کے لئے) مارا ہے پس اگر وہ لوگ طعن کریں گے تو وہ خدا کے دشمن، کافر سخت گمراہ ہوں گے۔ اگر میرے ساتھ امر (الٰہی) نے عجلت کی (اور میں مر گیا) تو خلافت انہی لوگوں میں سے کسی کو باہمی مشورہ سے ملنی چاہیئے جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوقتِ وفات خوش گئے تا آخر حدیث (حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا میرے نزدیک اس میں صرف خلافتِ خاصّہ کی طرف اشارہ ہے (یعنے خلافتِ خاصہ کے زمانہ میں امورِ دینی کے اجراء میں کسی طرح کا نقص نہ آنے پائیگا) ورنہ خلافتِ عامہ کے متعلق تو خود حضرت عمرؓ نے فرما دیا ہے کہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے الیٰ آخرہٖ۔ اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ لوگ اس کام میں طعن کریں گے میرے نزدیک خلافتِ خاصہ کے خلافتِ عامہ کی طرف منتقل ہو جانے کا اشارہ ہے اور یہ کہ اس (خلافتِ خاصّہ) کے لئے ایسے لوگ منتخب ہوں گے جو مہاجرینِ اوّلین سے نہ ہوں گے۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ یہ لوگ خدا کے دشمن اور سخت گمراہ ہیں صرف (بطورِ) تہدید و تخویف (کے) ہے اس کلام سے حقیقتِ کفر آپ کی مراد نہ تھی واللہ اعلم) اور (امام) بخاریؒ اور ابو یعلیٰ وغیرہما عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکّہ کی طرف روانہ ہوا (حضرت عمرؓ کے آمد کی خبر سُن کر) امیرِ مکّہ نافع بن علقمہؓ استقبال کے لئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اُن سے) فرمایا کہ اے نافعؓ!

من استخلفت علٰی مکۃ
قال استخلفت علیہا عبدالرحمٰن
بن ابزٰی قال عمدت الی
رجل من الموالی فاستخلفتہ
علٰی من بہا من قریش و
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال نعم وجدتہ
اقرأہم بکتاب اللہ ومکۃ
ارض محتضرۃ فاحببت ان
یسمعوا کتاب اللہ من رجل
حسن القراءۃ قال نعم
ما رأیت ان اللہ یرفع بالقرآن
اقواماً و یضع بالقرآن اقواماً
وان عبدالرحمٰن بن ابزٰی
ممن رفعہ اللہ بالقرآن
وفی روایۃ فغضب عمر
حتی قام فی الغرز فقال
اتستخلف علٰی آل اللہ عبدالرحمٰن
بن ابزٰی قال انی وجدتہ
اقرأہم لکتاب اللہ و
افقہہم فی دین اللہ فتواضع
لہا عمر حتی اطمئن علٰی
رحلہ فقال لئن قلت ذاک
لقد سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ

تم اپنی جگہ اہل مکّہ پر کسے حاکم کر کے آئے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا
کہ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کو۔ آپ نے (براہِ عتاب) فرمایا کہ تم نے ایک
شخص کو غلاموں میں سے (وہ رتبہ دیا کہ اُسے) اہلِ مکہ پر جن میں قریش
اور اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں حاکم کر دیا۔ نافعؓ
نے جواب دیا ہاں (بیشک میں نے اُن کو خلیفہ کر دیا ہے مگر) میں نے
اُن کو دیگر اشخاص کی بہ نسبت کتاب اللہ کا اچھا قاری پایا اور مکہ
ایسی جگہ ہے کہ وہاں لوگ آتے رہتے ہیں لہٰذا میں نے یہ مناسب
سمجھا کہ آنے والے لوگ ایک ایسے شخص سے جو (قرآن کا) پڑھنا
اچھی طرح جانتا ہو کتابِ الٰہی کو سُنیں (اور اُس کے برکات سے
فائدہ مند ہوں یہ سُنکر) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمھاری رائے
صحیح ہے بیشک اللہ کچھ لوگوں کو قرآن کے ذریعے سے بلند (مرتبہ)
کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو اسی کی (تعظیم نہ کرنے کی شامت کے)
سبب سے پست اور ذلیل کرتا ہے اور عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اُن لوگوں
میں ہیں کہ جن کو اللہ نے قرآن کی بدولت بلند (مرتبہ) کیا ہے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ (جب حضرت عمرؓ نے نافعؓ کو ان کی
دارالحکومت سے باہر دیکھا تو) آپ اُن پر ایسے غصہ ہوئے کہ
مارے غصہ کے (اونٹ کی) رکابوں پر کھڑے ہو گئے اور (بکمالِ
غضب) فرمایا کہ (اے نافعؓ) کیا تم نے اہلِ (بیت) اللہ پر
عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کو خلیفہ بنا دیا (اور خود یہاں چلے آئے)
اُنھوں نے جواب دیا (بیشک میں نے ایسا کیا ہے مگر) میں نے اُنھیں
کتاب اللہ کا اچھا پڑھنے والا اور اللہ کے دین میں خوب سمجھدار
پایا (لہٰذا اُنھیں خلیفہ کر دیا) اس (کلمہ کے سُننے) سے حضرت عمرؓ
نرم ہوئے یہاں تک کہ اپنی سواری پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ
گئے پھر فرمایا کہ تم نے ایسا کیا ہے تو (سنو) میں نے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس دین (کے ذریعہ

سیرفع بھذا الدین اقواماً و یضع بہ اٰخرین اما افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ پس از قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ متواتر است فمن حدیث عائشۃ اخرج البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر ثم تکلم ابوبکر فتکلم ابلغ الناس فقال فی کلامہ نحن الامراء و انتم الوزراء فقال حباب بن المنذر لا واللہ لا نفعل منا امیر و منکم امیر فقال ابوبکر لا ولٰکنا الامراء وانتم الوزراء هم اوسط العرب دارًا واعربهم احساباً فبایعوا عمرؓ او ابا عبیدة بن الجراح فقال عمر بل نبایعك انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ عمر بیدہ فبایعه وبایعه الناس واخرج الحاکم عن ھشام بن عروۃ عن ابیه عن عائشۃ عن عمرؓ

سے بعضوں کو بلند کرے گا اور بعضوں کو اسی کے ذریعہ سے پست کردے گا۔ [حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے بتواتر ثابت ہے از انجملہ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا] بخاریؒ[1] نے حضرت ابوبکرؓ (کی بیعت) پر اتفاق ہونے کے قصہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے (کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت بلاغت کے ساتھ گفتگو شروع کی اور اُنھوں نے اپنے کلام میں یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ (یعنے اہل قریش) سردار ہیں اور تم لوگ ہمارے وزیر ہو۔ اس (فقرے) پر حباب بن منذر نے کہا کہ قسم خدا کی ہم ایسا نہ کریں گے (بلکہ) ہم میں سے ایک سردار ہو اور تم میں سے ایک سردار ہو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہیں (ایسا نہیں ہوسکتا) بلکہ ہم لوگ سردار ہیں اور (تم لوگ ہمارے) وزیر ہو (تم میں سرداری نہ ہوگی کیونکہ) وہ (یعنے اہل قریش) باعتبار خاندان کے سب سے بہتر اور حسب میں معروف ومشہور ہیں (لہٰذا امارت انھیں کا حق ہے تم کیسے پاسکتے ہو تم کو مناسب ہے کہ) عمرؓ یا ابوعبیدہ بن جراحؓ سے بیعت کرلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہم (سب) آپ کی بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب میں بہتر ہیں اور ہم سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ زیادہ محبوب ہیں (یہ فرماکر) پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی اور (اُن کے بعد) سب نے بیعت کرلی۔ اور حاکم نے ہشام بن عروہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

[1] یہ ایک ٹکڑا ہی بڑی حدیث کا جس کو بخاری نے کتاب الانبیاء میں لکھا ہے حضرتؐ کی وفات کے وقت جو واقعات پیش آئے تھے اور سقیفۂ بنی ساعدہ جانے کی ضرورت حضرات شیخینؓ کو جسطرح پیش آئی اور وہاں جو گفتگو ہوئی اس کو اس حدیث میں بیان کیا ہے۔

قال كان ابوبكر سيدنا و خيرنا و احبنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

و من حديث ابن عباس اخرج البخاري عن ابن عباس قول عمر رضي الله عنه في قصة الاتفاق على ابي بكر ثم انه بلغني ان قائلا منكم يقول والله لو مات عمر بايعت فلانا فلا يغترن امرأ ان يقول انما كان بيعة ابي بكر فلتة وتمت الا وانها قد كانت كذلك ولكن الله وقى شرها وليس فيكم من يقطع الاعناق اليه مثل ابي بكر

و في هذا الحديث ايضا قال ابوبكر وقد رضيت لكم احد هذين الرجلين فبايعوا ايهما شئتم فاخذ بيدي وبيد ابي عبيدة بن الجراح وهو جالس بيننا

روایت کی وہ فرماتے تھے کہ ابو بکرؓ ہمارے سردار اور ہم میں (سب سے) بہتر تھے اور ہم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب تھے [۔] اور ازانجملہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما [ہے] امام بخاریؒ نے بروایتِ حضرت ابن عباسؓ کے حضرت ابوبکرؓ (کی بیعت) پر اتفاق کرنے کے قصہ میں حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو مخاطب کرکے (اپنے عہد خلافت میں) فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کہتا ہے کہ خدا کی قسم اگر عمرؓ مرگئے تو میں فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا (اے لوگو!) تم میں سے کوئی شخص دھوکے میں آکر یہ نہ کہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت (ابتداء میں) دفعۃً [۱] واقع ہوئی اور (اس کے بعد) کامل ہوگئی (سنو) بیشک ایسا ہی ہوا ہے ولیکن اللہ نے اس (قسم کی) بیعت (میں جو شر اور فتنہ ہوتا ہے اُس) کے شر سے (سب کو) محفوظ رکھا اور (اے لوگو!) تم میں ابوبکرؓ کے مثل کوئی نہیں ہے جس کے آگے (لوگوں کی) گردنیں جھکیں اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے جماعتِ مسلمین!) میں تمہارے لئے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک کو پسند کرتا ہوں ان دونوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو پھر حضرت ابوبکرؓ نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کا ہاتھ پکڑا (اور فرمایا کہ یہ دونوں شخص موجود ہیں) اور اُس وقت وہ ہمارے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے

[۱] یہ مضمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بیان فرمایا تھا حضرت صدیقؓ کی بیعت کے دفعۃً ہونیکا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے کوئی رائے انکی خلافت کے متعلق طے نہ ہوئی تھی بلکہ سقیفۂ بنی ساعدہ میں دفعۃً اسکی ضرورت پیش آگئی اور حضرت عمرؓ کی تحریک پر انکی بیعت شروع ہوگئی اور وجہ اسکی یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت تمام صحابہؓ پر نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں ان کو مقدم کرنا اور دوسری نصوص سے انکا مستحق خلافت ہونا ایسا ظاہر تھا کہ حاجت مشورہ اور رائے زنی کی نہیں سمجھی گئی اور چونکہ کوئی دوسرا شخص ان اوصاف میں مثل حضرت ابوبکرؓ کے نہ تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے اس طرح بغیر مشورت تامہ کسی اور کی بیعت سے منع فرمایا چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خلافت مشورہ کامل کے بعد منعقد ہوئی۔

فلم اکرہ مما قال غیرھا کان واللہ ان اُقدَّم فتُضرَبَ عُنُقی لا یُقرِّبُنی ذٰلك من حیث اِثمٍ احب الیّ من ان اتامّر علٰی قوم فیھم ابوبکر اللھم الا ان تسوّل لی نفسی عند الموت شیئًا لا اَجِدُہ الاٰن ومن حدیث انس اخرج البخاری عن انسٍ انہ سمع خطبۃ عمر الاٰخرۃ حین جلس عمر علی المنبر وذٰلك الغَدَ من یومٍ تُوُفّی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتشھد وابوبکر صامتٌ لا یتکلم قال کنتُ اَرجُو ان یعیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یَدبُرَنا یرید بذٰلك ان یکون اٰخرھم فان یك محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد مات فان اللہ قد جعل بین اظھرکم نورًا تہتدون بہ ھَدَی اللہ محمّدًا صلی اللہ علیہ وسلم وان ابابکر صاحبُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وثانی اثنین وانہ اولی المسلمین باموركم فقوموا فبایعوہ وکانت طائفۃ منھم قد بایعوہ قبل ذٰلك فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وکانت بیعۃ العامۃ علی المنبر ومن حدیث شیبۃ اخرج البخاری وعن ابی وائل قال جلستُ

حضرت ابوبکرؓ کی کوئی بات سوا اس فقرہ کے ناپسند نہیں ہوئی خدا کی قسم اگر میں بلاقصور قتل کردیا جاؤں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ ایسی قوم پر جس میں ابوبکرؓ ہوں سردار بنایا جاؤں۔ ہاں (اگر خدانخواستہ) میری موت کے قریب میرا نفس اُس بات کو میری نظر میں اچھا کرکے دکھلائے کہ جسے اس وقت اچھا نہیں جانتا (تو یہ دوسری بات ہے) {ازانجملہ۔ بروایت حضرت انسؓ} امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے حضرت انسؓ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عمرؓ کا دوسرا خطبہ سُنا جبکہ حضرت عمرؓ منبر پر بیٹھے اور یہ خطبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دوسری دن کا ہے۔ سب سے پہلے (حضرت عمرؓ نے) کلمۂ شہادت پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ اُس وقت خاموش بیٹھے تھے پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دن اور زندہ رہتے (اور ہم سب آپؐ کے سامنے راہی ملک عدم ہوتے) آپؐ ہم سب کے بعد (اس عالم سے) تشریف لے جاتے (لیکن ہماری آرزو کے خلاف) اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی (تو بھی دین کا نقصان نہیں ہوا کیونکہ) اللہ تعالےٰ نے تمہارے درمیان اُس نور کو باقی رکھا جس سے کہ تم ہدایت پاؤ اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی نور سے ہدایت دی تھی اور (دوسرا فضل خدا کا یہ ہے کہ) ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یار اور ثانی اثنین ہیں (وہ تم میں موجود ہیں) اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ تمہارے کاموں کے حقدار ہیں لہٰذا اے مسلمانو! اُٹھو اور بیعت کرلو {اس سے قبل سقیفۂ بنی ساعدہ میں بہت سے صحابہؓ آپ سے بیعت کرچکے تھے مگر بیعت عامہ (اُس دن) منبر پر ہوئی۔ ازانجملہ۔ بروایت شیبہ} (امام) بخاریؒ نے ابووائلؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں

مع شَیْبَۃ علی الکرسی فی الکعبۃ فقال لقد جلس ھٰذا المجلس عمر فقال لقد ھَمَمْتُ اَن لااَدَع فیھا صفراء ولا بیضاء الا قسّمت قلتُ اِنَّ صَاحِبَیْکَ لم یَفعلا قال ھما المرءان اَقتدِی بِھما ومن حدیث رجل من بنی زُرَیق فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ قال عمر فبایعوا ابابکر فقال ابوبکر لعمر انتَ اقوی منّی فقال عمرُ انت افضل منّی فقالاھا الثانیۃ فلما کانت الثالثۃ قال لہ عمر ان قوتی لک مَعَ فضلِک قال فبایعوا ابابکر ومن حدیث جابر بن عبد اللہ اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمرؓ لابی بکر یاخیرَ النَّاس بعد رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اما اِنّک ان قلتَ ذاک فلقد سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ماطلعتِ الشمسُ علی رجلٍ خیرٍ من عُمر ومن حدیث علقمۃ بن قیس وقیس بن مروان اخرج ابو یعلی عن علقمۃ و قیس بن مروان کلیھما فی فضائل عبد اللہ بن مسعود عن عمر قال فغدوتُ الیہ لاُبَشِّرَہٗ فوجدتُ ابابکر قد سبقنی الیہ

شیبہ کے ساتھ کعبہ کے اندر کرسی پر بیٹھا تھا تو شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ایک دفعہ) یہاں بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے قصد کیا کہ خانۂ کعبہ میں سونا چاندی بالکل باقی نہ رکھوں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ کے صاحبین (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقؓ) نے تو ایسا نہیں کیا۔ فرمایا وہی دونوں تو ہیں جن کی اقتدا کرتا ہوں (یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ارادہ فسخ کر دیا) (از انجملہ قبیلۂ بنی زریق کے ایک شخص کی روایت جو حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق کے بارے میں ہے) ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (اے لوگو!) حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے قوی ہو (لہٰذا میرے ہاتھ پر نہیں بلکہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیئے) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ پھر دوبارہ دونوں میں اسی قسم کی گفتگو ہوئی پھر جب تیسری مرتبہ نوبت آئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری قوت آپ کی فضیلت کے ساتھ مل جائے گی (یعنے میں آپ کا ہر کام میں شریک اور ہر طرح آپکا مطیع ہوں) راوی کا قول ہے کہ پھر سب نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی (از انجملہ بروایت جابر بن عبد اللہؓ) ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے سب سے بہتر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے! حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم مجھ سے یہ کہتے ہو (سُنو!) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے آفتاب نے عمرؓ سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں کیا۔ (اور از انجملہ بروایتِ علقمہ بن قیس و قیس بن مروان) ابو یعلی نے علقمہ اور قیس بن مروان سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے فضائل میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے میں (ایک روز) علے الصباح ابن مسعودؓ کے پاس انھیں بشارت دینے گیا (وہاں پہنچ کر) میں نے ابوبکرؓ کو پایا کہ مجھ سے پہلے اُن کے پاس پہنچ گئے تھے اور انھیں

فَبَشَّرَہٗ وَلَا وَاللہِ مَا سَابَقْتُہٗ اِلٰی خَیْرٍ قَطُّ اِلَّا سَبَقَنِیْ اِلَیْہِ وَفِی الْمِشْکوٰۃِ عَنْ عُمَرَ ذُکِرَ عِنْدَہٗ اَبُوْبَکْرٍ فَبَکٰی وَقَالَ وَدِدْتُ اَنَّ عَمَلِیْ کُلَّہٗ مِثْلُ عَمَلِہٖ یَوْمًا وَاحِدًا مِنْ اَیَّامِہٖ وَلَیْلَۃً وَاحِدَۃً مِنْ لَیَالِیْہٖ اَمَّا لَیْلَتُہٗ فَلَیْلَۃٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْغَارِ فَلَمَّا انْتَہَیَا اِلَیْہِ قَالَ وَاللہِ لَا تَدْخُلُہٗ حَتّٰی اَدْخُلَ قَبْلَکَ فَاِنْ کَانَ فِیْہِ شَیْءٌ اَصَابَنِیْ دُوْنَکَ فَدَخَلَ فَکَسَحَہٗ وَوَجَدَ فِیْ جَانِبِہٖ ثُقْبًا فَشَقَّ اِزَارَہٗ وَسَدَّ ہَا بِہٖ وَبَقِیَ مِنْہَا اثْنَانِ فَاَلْقَمَہُمَا رِجْلَیْہِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَنَامَ فَلُدِغَ اَبُوْبَکْرٍ رِجْلَہٗ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ یَتَحَرَّکْ

بشارت دے چکے تھے۔ قسم خدا کی میں نے جب کسی نیک کام میں ابوبکرؓ پر سبقت لے جانے کا ارادہ کیا تو (ناکام ہی رہا اور) وہی مجھ سے اس میں سبقت لے گئے۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) اُن کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے سارے اعمالِ خیر اُن کے ایک دن اور اُن کی ایک رات کے اعمال کے مثل ہوتے۔ رات تو وہ جس میں حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کو گئے تھے اور جب دونوں اس غار تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے رسول اللہ! خدا کی قسم آپ اس غار میں نہ تشریف لے جائیں جب تک کہ میں آپ سے پہلے اس میں نہ جاؤں تاکہ اگر کوئی (موذی) چیز ہو تو مجھی کو صدمہ پہنچائے (یہ کہہ کر) حضرت صدیقؓ غار میں داخل ہوئے اور اُسے جھاڑا اور غار کے ایک جانب چند سوراخ پائے تو اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر سوراخوں کو بند کر دیا لیکن دو سوراخ بند ہونے سے رہ گئے جن میں اُنھوں نے اپنے دونوں پیر لگا دیئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب آپ تشریف لائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (غار میں) تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو رہے (آپ ابھی مصروف خواب تھے کہ) حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں کسی زہر دار جانور نے کاٹ لیا (مگر اُنھوں نے

لہ واقعی اس رات کو جیسی جانبازی حضرت صدیقؓ سے ظاہر ہوئی اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس جان نثاری کے واقعہ نے ایسا قبول عام حاصل کیا کہ یار غار کی مثل اس وقت سے قائم ہو گئی، شیعہ مورخوں نے بھی اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے صاحب حملہ حیدری شیعی لکھتا ہے ۔ چنین گفت راوی کہ سالار دین ؛ چو سالم بحفظ جہاں آفرین ؛ ز نزدیک آں قوم پُرمکر رفت ؛ بسوی سرائے ابوبکر رفت ؛ پئے ہجرت او نیز آمادہ بود ؛ کہ سابق رسولش خبر دادہ بود ؛ نبی بر در خانہ اش چوں رسید ؛ بکوشش ندائی سفر در کشید ؛ چو بوبکر زاں حال آگاہ شد ؛ ز خانہ بروں رفت و ہمراہ شد ؛ گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش ؛ نبی کند نعلین از پائے خویش ؛ بسر پنجہ آں راہ رفتن گرفت ؛ پے خود ز دشمن نہفتن گرفت ؛ چو رفتند چندے بہ دامانِ دشت ؛ قدوم فلک سائی مجروح گشت ؛ ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت ؛ ولی زیں حدیث ست جائے شگفت ؛ کہ در کس چناں قوت آید پدید ؛ کہ بار نبوت تواند کشید ؛ برفتند القصہ چندی دگر ؛ چو گردید پیدا نشانِ سحر ؛ بجستند جائیکہ باشد پناہ ؛ ز چشم کساں دور یکسو ز راہ ؛ بدیدند غارے دراں تیرہ شب ؛ کہ خوانندی عرب غار ثورش لقب ؛ گرفتند در جوف آں غار جای ؛ ولے پیش بنہاد بوبکر پائے ؛ بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید ؛ قبا را بدرید آں رخنہ چید ؛ بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا ؛ یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضا ؛ براں رخنہ گویند آں یار غار ؛ کف پای خود را نمود استوار ؛ ۲

مخافۃ ان ینبّہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فسقطت دموعہ علے وجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال مالک یا ابا بکر قال لُدِغتُ فداک ابی وامی فتفل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فذھب ما یجدہ ثم انتقض علیہ وکان سبب موتہ واما یومہ فلما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدی زکوٰۃ فقال لو منعونی عقالا لجاھدتھم علیہ فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ تألّف الناس وارفق بھم فقال لی اجبّار فی الجاھلیۃ وخوّار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتمّ الدین اینقص وانا حیّ رواہ رزین اما استدلال او برخلافت صدیق بتفویض امامت صلوٰۃ باو فقد اخرج الحاکم وابوبکر عن عاصم عن زر عن عبد اللہ قال لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال

ضبط کیا اور) اس خوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہوجائیں اپنے پیر کو حرکت نہ دی (پھر بھی اُس کے کاٹنے کے صدمہ سے بے چین ہوگئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے) اور چند قطرے آنسو کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر گرے آپؐ نے (بیدار ہوکر) فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! تمھیں کیا ہوا (کیوں روتے ہو؟) حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں کسی جانور نے مجھے کاٹ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن ان کے پیر میں لگادیا جس سے وہ کیفیت زائل ہوگئی۔ پھر اُسی زہر نے (آخر میں) عود کیا اور وہی اُن کی وفات کا سبب ہوا (یہ تو حضرت ابوبکرؓ کی رات تھی اب اُن کے دن کی فضیلت سنو) اور اُن کا دن وہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف لے گئے تو عرب (کے بعض قبائل) مُرتد ہوگئے اور کہا کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے (یہ خبر سُن کر) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے (زکوٰۃ کے اونٹ تو بڑی چیز ہیں) اونٹ کے پیر کا بندھن (جو دیا کرتے تھے) نہ دیں تو مَیں اُس کے نہ دینے پر بھی اُن سے ضرور جہاد کروں گا۔ مَیں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ کے (اس وقت موقع تو یہ ہے کہ) آپ لوگوں کی تالیف کیجیے اور اُن کے ساتھ نرمی فرمائیے۔ فرمایا (اے عمرؓ!) تم تو جاہلیت میں بڑے سخت تھے کیا اسلام میں نرم ہوگئے۔ (اے عمرؓ!) وحی منقطع ہوچکی، دین پورا ہوگیا، کیا دین کم ہوجائے اور مَیں زندہ رہوں؟ (یہ نہیں ہوسکتا) اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے {حضرت عمرؓ کا خلافتِ صدیقیہ پر استدلال کرنا اس بات سے کہ امامتِ نماز ان کو تفویض ہوئی}۔ حاکم[۱۸] اور ابوبکر نے عاصم سے انھوں نے زِر سے اُنھوں نے عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار نے کہا ہم (مہاجرین) میں سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو۔ حضرت عمرؓ (اس اختلاف کی خبر

فأتاهم عمر رضي الله عنه فقال يا معشر
الانصار ألستم تعلمون ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قد امر ابابكر يؤمّ
الناس فايكم تطيب نفسه ان يتقدم
ابابكر فقالت الانصار نعوذ بالله ان
نتقدم ابابكر و اخرج احمد عن
رافع الطائي رفيق ابي بكر في غزوة
السلاسل قال وسألته عما قيل
من بيعتهم فقال وهو يحدث عما
تكلمت به الانصار وما كلمهم به عمر
بن الخطاب الانصار وما ذكرهم
به من امامتي ايّاهم بامر رسول الله
صلى الله عليه وسلم في مرضه
فبايعوني لذلك وقبلتها منهم و
تخوّفت ان تكون فتنة تكون بعدها
ردّة و اما استدلال او بر خلافت
صدیقؓ بسوابق اسلامیه اش فقد اخرج
ابوبكر عن ابن عباس في قصة الاتفاق على
ابي بكر ثم قلت يا معشر الانصار يا معشر
المسلمين ان اولى الناس بامر رسول
الله صلى الله عليه وسلم من بعده
ثاني اثنين اذ هما في الغار ابوبكر
السبّاق المبين ثم اخذت بيده
وبادرني رجل من الانصار فضرب
على يده قبل ان اضرب

سُن کر) انصار کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے گروہ انصار!
کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے
مرض وفات میں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں
کی امامت کریں؟ اب تم میں سے کس کا دل اس بات کو گوارا کرے گا
کہ وہ ابوبکرؓ سے مقدم ہو جائے۔ پھر انصار نے جواب دیا کہ ہم خدا
کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ابوبکرؓ پر مقدم ہوں۔ اور امام احمدؒ
نے رافع طائی سے جو غزوۂ سلاسل میں حضرت ابوبکرؓ کے رفیق تھے
روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے مسلمانوں کی
بیعت کے متعلق جو گفتگو پیش آئی تھی دریافت کی تو انھوں نے
مجھ سے وہ تمام گفتگو بیان کی جو انصار نے کی تھی اور جو کچھ حضرت
عمرؓ نے انصار کو ان کی تقریر کا جواب دیا تھا اور (فرمایا) کہ عمرؓ نے
ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپؐ کے مرض (وفات)
میں میرا امام نماز بننا یاد دلایا تھا اسی پر سب نے مجھ سے بیعت کرلی
اور میں نے ان کی بیعت قبول کرلی اور میں اس بات سے ڈرا کہ
(مبادا میرے انکار سے) کوئی فتنہ پیدا ہو کہ جس کا نتیجہ ارتداد تک
پہنچے [حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت حضرت صدیقؓ پر ان کے
سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا] ابوبکر (بن ابی شیبہ) نے حضرت
ابن عباسؓ سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق کرنے کے قصہ
میں روایت کی ہے (کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے) میں نے کہا کہ اے
گروہِ انصار! اے اہلِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد آپؐ کی جانشینی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو (مصداق) ثانی
اثنین اذ هما فی الغار کا ہے یعنی ابوبکرؓ جو سب سے (اسلام میں)
کھلم کھلا سبقت لے جانے والے ہیں پھر (یہ کہہ کر) میں نے (بیعت
کے لئے) حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر انصار میں سے ایک شخص
نے مجھ پر سبقت کی اور قبل اس کے کہ میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں

علیٰ یدہ و تبایع النّاس آما تمہیدن او خلافتِ خاصہ خلفاء را از وقوع خلافتِ ایشاں در ایام ظہور اسلام و قوتِ او فقد اخرج ابویعلیٰ عن علقمۃ بن عبداللہ المزنی عن رجل قال کنت بالمدینۃ فی مجلس فیہ عمر بن الخطاب فقال لبعض جلسائہ کیف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصف الاسلام فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الاسلام بدأ جذعاً ثم ثنیاً ثم رباعیاً ثم سدیساً ثم بازلاً فقال عمر فما بعد البزول الا النقصان و این موافق است بمضمونِ آیۃ اخرج شطأہ فآزرہ الآیۃ آما تمہیدن او خلافتِ خاصہ خلفاء از حدیث قرونِ ثلثہ فقد اخرج الترمذی عن ابن عمر قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال یا ایہا النّاس انی قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا قال اُوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب حتی یحلف الرجل ولا یستحلف و یشہد الشاہد ولا یستشہد۔ آما تمہیدن او خلافت خاصہ خود را از انکہ تا او ہست فتنۂ عامہ نخواہد بود فقد اخرج البخاری

(دل (اور اُن سے بیعت کروں) اُس نے اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر بیعت کرلی تو پھر سب لوگوں نے بیعت کرلی [حضرت عمرؓ کا زمانہ ظہور و قوتِ اسلام میں خلفاء کی خلافت واقع ہونے سے خلفاء راشدین کی خلافت کو خلافتِ خاصہ سمجھنا} ابویعلیٰ نے علقمہ بن عبداللہ مزنیؓ سے اُنھوں نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں مدینہ میں ایک مجلس میں تھا جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے آپ نے اپنے ایک ہمنشین سے پوچھا کہ تم نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی صفت کسطرح سُنی تھی؟ اُنھوں نے کہا میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ اسلام جب شروع ہوا تھا تو جذعؔ[1] تھا پھر ثنی پھر رباعی پھر سدیس پھر بازل ہوا (یہ سُنکر) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بازل ہوجانے کے بعد سوا نقصان کے اور کیا ہوگا۔ حدیث ہٰذا مضمونِ آیتِ کریمہ اخرج شطأہٗ فآزرہٗ فاستغلظ فاستوٰی الآیۃ کے موافق ہے {حضرت عمرؓ کا حدیث قرونِ ثلٰثہ سے خلفاء (راشدین) خلافتِ خاصہ کو سمجھنا} ترمذی نے حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ مقامِ جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! میں تم میں اس طرح کھڑا ہوں جسطرح رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوتے تھے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں تمھیں اپنے صحابہؓ کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں پھر اُن لوگوں کے بارے میں جو اُن کے بعد ہوں (یعنے تابعین اور تبع تابعین) پھر اس زمانہ کے بعد جھوٹ کا رواج ہوجائے گا یہانتک (اس کی کثرت ہوگی) کہ انسان قسم لینے سے پہلے (جھوٹی) قسم کھالے گا اور (خود بخود جھوٹی) گواہی دے گا بدون اس کے کہ اُسے گواہ بنائیں۔ {حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس بات سے کہ جبتک میں زندہ ہوں فتنۂ عامہ واقع نہ ہوگا اپنی (خلافت کو) خلافتِ خاصہ سمجھنا} (امام) بخاری نے

[1] جذع اُس اونٹ کو کہتے ہیں جسکی عمر چار سال ہو۔ ثنی اس اونٹ کو کہتے ہیں جسکو چھٹا سال ہو۔ رباعی اس اونٹ کو کہتے ہیں جسکو ساتواں سال ہو سدیس اس اونٹ کو کہتے ہیں جسکو آٹھواں سال ہو بازل اس اونٹ کو کہتے ہیں جسکی عمر پورے آٹھ سال کی ہو (مجمع بحار الانوار) مطلب یہ کہ اسلام نے رفتہ رفتہ ترقی کی یہانتک کہ معراجِ کمال کو پہنچ گیا جسکے بعد کوئی درجۂ کمال کا باقی نہ رہا۔

عن شقیق قال سمعت حذیفة یقول بینما نحن جلوس عند عمر رضی اللہ عنه اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیه وسلم فی الفتنة قال قلت فتنة الرجل فی اھله وماله وولده وجاره یکفرھا الصلوٰة والصدقة والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال لیس عن ھذا اسألک ولکن التی تموج کموج البحر قال لیس علیک منھا بأس یا امیر المؤمنین ان بینک وبینھا بابا مغلقا قال عمر أیکسر الباب ام یفتح قال لا بل یکسر قال عمر اذا لا یغلق ابدا قلت اجل قلنا لحذیفة اکان عمر یعلم الباب قال نعم کما اعلم ان دون غد اللیلة وذلک انی حدثته حدیثا لیس بالاغالیط فھبنا ان نسأله من الباب فامرنا مسروقا فسأله فقال من الباب قال عمر آمّا استدلالِ او بر خلافتِ خود بمحدثیت وموافقتِ وحی اخرج مسلم عن ابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث

شقیق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مَیں نے حذیفہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تم میں سے کس کو یاد ہے حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا وہ فتنہ جو انسان کو اُس کے اہل[1] اور اس کے مال اور اس کی اولاد اور اس کے ہمسایہ کے متعلق لاحق ہو اس کا کفارہ (تو) نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے (ہوجاتا) ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم سے اس فتنہ کو نہیں پوچھتا بلکہ اُس فتنہ کے متعلق دریافت کرتا ہوں جو دریا کی لہروں کی طرح پھیل جائے گا۔ مَیں نے کہا اے امیر المؤمنینؓ! آپ کو اُس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیئے کیونکہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک مقفل دروازہ (حائل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پُوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا مَیں نے کہا (کھولا نہیں جائے گا) بلکہ توڑا جائیگا حضرت عمرؓ نے فرمایا (جب ٹوٹ گیا) تو پھر کبھی بند نہ ہوگا۔ میں نے کہا ہاں (بیشک ایسا ہی ہے) شقیق کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ کیا عمرؓ اس دروازہ کو جانتے تھے (کہ کون ہے؟) کہا ہاں وہ (اس دروازہ کو) اس طرح (یقین کے ساتھ) جانتے تھے جس طرح میں یقیناً جانتا ہوں کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور یہ (کہنا میرا) اس لئے ہے کہ میں نے جو بات اُن سے کہی وہ پیچیدہ نہ تھی (بلکہ بالکل واضح تھی) پھر ہماری جرأت نہ ہوئی کہ حضرت حذیفہؓ سے پوچھیں کہ دروازہ سے کیا مراد ہے؟ لہٰذا ہم نے مسروقؓ سے کہا کہ تم حضرت حذیفہؓ سے دریافت کرو۔ اُنھوں نے اُن سے پوچھا تو حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے [حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت پر (اپنی) محدثیت سے اور اپنی رائے کے مطابق وحی ہونے سے استدلال کرنا] (امام) مسلم[2] نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تین[3] موقعوں پر میری رائے میرے پروردگار

[1] اہل اور مال کے فتنہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے اعزہ واقربا کے حقوق میں کمی کرنے لگے اور ان میں آپس میں جیسا اتحاد ہونا چاہیئے باقی نہ رہے ۱۲ [2] حضرت عمر کی رائے کا وحی الٰہی سے موافق ہونا انہی تین میں منحصر نہیں ہے بلکہ اور بھی بہت سے مواقع پر انکی رائے مطابق وحی ہوئی چنانچہ منجملہ اُن مقامات کے ممانعتِ نمازِ جنازۂ منافقین وحرمتِ شراب بھی ہے علماء نے متفرق روایتوں کو جمع کرکے لکھا ہے کہ پندرہ مواقع میں انکی رائے کا موافقِ وحی ہونا ثابت ہے۔ (دمجمع بحار الانوار) [3] تین کی تخصیص یا اتفاقی ہے یا جسوقت انھوں نے بیان فرمایا اسوقت یہی تعداد ہو ۱۲

فی مقام ابراھیم وفی الحجاب وفی أساری بدر

اما بیان افضلیت خود در زمان خلافت خود اخرج محمد فی المؤطا عن سالم بن عبد اللہ بن عمر قال عمر بن الخطاب لو علمت ان احدا اقوی علی ھذا الامر منی لکان ان اقدم فتضرب عنقی اھون علی فمن ولی ھذا الامر بعدی فلیعلم ان سیردہ عنہ القریب والبعید وایم اللہ ان کنت اقاتل الناس عن نفسی واخرج مسلم عن سماک عن عمر فی قصۃ الایلاء وقلما تکلمت واحمد اللہ بکلام الا رجوت ان یکون اللہ یصدق قولی الذی اقول الحدیث

واما بیان خلافت من بعد و شوریٰ ساختن او درمیان شش کس اخرج البخاری فی قصۃ مقتل عمر والاتفاق علی عثمان من حدیث عمرو بن میمون عن عمر قالوا اوص یا امیر المؤمنین استخلف قال ما اجد احدا احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر او الرھط الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض فسمی علیا وعثمان والزبیر وطلحۃ وسعدا وعبد الرحمٰن الحدیث

(کی وحی) کے موافق رہی یعنے مقام ابراہیم کے متعلق اور حجاب (ازواج مطہرات) کے متعلق اور قیدیان بدر کے متعلق {حضرت عمرؓ کا اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنی افضلیت کا بیان فرمانا} (امام) محمد مؤطا میں سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ دوسرا شخص مجھ سے زیادہ اس کام (یعنے خلافت کا بار اٹھانے) کی قوت رکھتا ہے تو میرے نزدیک آسان تھا کہ میری گردن ماری جاتے (بہ نسبت اس کے کہ ایسے شخص کے ہوتے ہوتے میں خلیفہ بنا دیا جاؤں) جو شخص میرے بعد[1] منصب خلافت پر فائز ہو اس کو جان لینا چاہیئے کہ قریب و بعید (غرض ہر قسم کے لوگ، اس سے خلافت کو ہٹا دینا چاہیں گے اور اس پر طرح طرح کے بیجا الزام لگائیں گے اور خدا کی قسم میں تو لوگوں کو اپنے نفس سے دفع کرتا رہا (یعنے بیجا تہمت لگانے کا کسی کو موقع نہ دیتا تھا) اور (امام) مسلم نے سماک سے انھوں نے حضرت عمرؓ سے قصۂ ایلاء میں روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا، خدا کا شکر ہے کہ ایسا کم ہوتا ہے کہ میں کوئی بات کہوں اور مجھے یہ امید نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میری بات جو کچھ میں کہوں اس کو پورا کریگا الی آخرہ

{حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بعد خلافت کو چھے شخصوں کے درمیان بطور شوریٰ کے دائر کر دینا} (امام) بخاری نے حضرت عمرؓ کی شہادت کے قصہ میں اور حضرت عثمانؓ پر مسلمانوں کے اتفاق کرنے کے بیان میں بروایت عمرو بن میمون حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب مسلمانوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ! آپ کچھ وصیت فرمائیں کسی کو خلیفہ بنائیں آپ نے فرمایا کہ میں ان لوگوں سے زیادہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور خوش تشریف لے گئے ہیں کسی کو اس امر (خلافت) کا مستحق نہیں سمجھتا۔ پھر آپ نے حضرت علیؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعدؓ اور عبد الرحمٰن (رضی اللہ عنہم) کے

[1] یہ ترجمہ فمن ولی ھذا الامر بعدی الخ کا ہے میری فہم ناقص میں الفاظ روایت سے چسپاں اور مطلب خیز ترجمہ اس سے بہتر نہیں آیا اس ترجمہ کی بناء پر مطلب یہ ہوگا کہ حضرت فاروق اعظمؓ بطور پیشین گوئی کے اپنے جانشین حضرت عثمانؓ کو ان مشکلات سے آگاہ کرتے ہیں جو انپر پیش آئیں گی اور انکو اپنا دستور العمل دکھا کر نصیحت کرتے ہیں کہ مواضع تہمت سے اپنے کو الگ رکھنا مگر تقدیر الٰہی کون مٹا سکتا ہے حضرت عثمانؓ پر یہ مشکلات پیش آہی گئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان مصائب سے حضرت عثمان کو آگاہ فرمایا تھا اسی سنت کو فاروق اعظم نے ان الفاظ میں ادا فرمایا علامہ علی قاری کی عبارت ذیل بھی میری خیال میں اس مطلب کی توضیح کر رہی ہے وھو ہذا قولہ فلیعلم ان سیردہ لاعنہ۔ ای عن نفسہ بالتلطف والعنف القریب والبعید ای اھل بلدہ وغیرھم والاقارب والاجانب وایم اللہ قسم ان کنت ای قد کنت لا قاتل الناس خاصۃ وعامۃ عن نفسی حتی لایکون لاحد الاعتراض فی دینی ودنیائی وعرضی۔ التعلیق الممجد

ومن مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

اما استدلال بر خلافت خاصہ مشائخ ثلثہ بآنکہ از سابقین بودہ اند فقد اخرج الترمذی عن ابی عبد الرحمن السلمی قال لما حصر عثمان اشرف علیهم فوق دارہ ثم قال اذکرکم باللہ هل تعلمون ان حراء حین انتفض قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اثبت حراء فلیس علیك الا نبی او صدیق او شهید قالوا نعم واخرج الترمذی عن ثمامة بن حزن القشیری فی قصة طویلة قال عثمان انشدکم باللہ والاسلام هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کان علی ثبیر مکة ومعه ابوبکر وعمر وانا فتحرك الجبل حتی تساقطت حجارته بالحضیض قال فرکضه برجله فقال اسکن ثبیر فانما علیك نبی وصدیق وشهیدان قالوا اللهم نعم

نام لئے۔ تا آخر حدیث۔

مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۱۷۔ روایت)

{حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا استدلال حضرات مشائخ ثلثہ کی خلافت خاصہ پر بایں طور کہ یہ حضرات منجملہ سابقین (اسلام) کے ہیں} ترمذی نے ابو عبد الرحمن سُلمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان محصور ہوئے تو وہ اپنے مکان (کی چھت) پر چڑھ کر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ جب (کوہ) حرا کو جنبش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ اے حرا! ٹھہر جا (کیوں جنبش کرتا ہے) تیرے اُوپر تو نبی یا صدیق یا شہید ہیں۔ محاصرین نے جواب دیا ہاں (یہ حدیث معلوم ہے) اور ترمذی نے ثمامہ بن حزن قشیری سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (محاصرین کو مخاطب کر کے) فرمایا میں تمھیں خدا کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں (سچ کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے (پہاڑ) ثبیر[1] (نامی) پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے اور میں بھی تھا کہ ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی یہاں تک کہ اُس کے پتھر (اُوپر سے لڑھک کر) نیچے گرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پہاڑ پر اپنا پیر مارا اور فرمایا اے ثبیر! ٹھہر جا کیونکہ تیرے اُوپر (ایک) نبی اور (ایک) صدیق اور دو شہید ہیں۔ محاصرین نے جواب دیا کہ بار خدایا ہاں (یہ حدیث صحیح ہے) حضرت عثمانؓ

[1] ثبیر بفتح ثائے مثلثہ وکسرۂ بائے موحدہ وسکون یائے تحتانیہ مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور بقول بعض یہ پہاڑ مکہ اور منیٰ کے درمیان میں ہے۔ طیبی نے کہا ہے کہ یہ پہاڑ مزدلفہ میں ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مکہ کے ہر پہاڑ کو ثبیر کہتے ہیں (مرقاۃ شرح مشکوۃ) اس واقعہ کی روایات میں دو اختلاف ہیں اوّل یہ کہ کسی روایت میں اس پہاڑ کا نام ثبیر آیا ہے کسی میں حرا یہ دونوں پہاڑ مکہ کے ہیں اور کسی روایت میں اُحُد کا نام ہے جو مدینہ کا پہاڑ ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس اختلاف کے فیصلہ کرنے میں متردد ہیں فتح الباری میں لکھتے ہیں لولا اتحاد المخرج لجوزت تعدد القصة یعنے اگر راوی ایک نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ واقعہ کئی بار ہوا کبھی ثبیر پر کبھی حرا پر کبھی اُحد پر مگر علامہ علی قاریؒ مرقاۃ میں تعدد واقعہ کو جزماً[2] بیان کرتے ہیں اور اختلاف دوم یہ ہے کہ بعض روایات میں صرف خلفائے ثلاثہ کا نام ہے اور بعض میں ہے کہ اس وقت حضرت علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔ اور حضرت سعید بن زیدؓ کی روایت میں ہے کہ سوا حضرت ابو عبیدہؓ کے عشرۂ مبشرہ کے سب لوگ تھے۔ اس اختلاف کے بعد صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں فاختلاف الروایات محمول علی تعدد القضیة فی الاوقات

[2] یعنے اختلاف روایات اس سبب سے ہے کہ یہ واقعہ کئی بار ہوا ۱۲

قال الله اكبر شهدوا لي ورب
الكعبة اني شهيد ثلاثا واخرج
البخاري عن عبيد الله بن عدي
بن الخيار في قصة قال عثمان
اما بعد فان الله بعث محمدا صلى
الله عليه وسلم بالحق فكنت ممن
استجاب لله ولرسوله وامنت بما
بعث به وهاجرت الهجرتين كما
قلته وصحبت رسول الله صلى
الله عليه وسلم وبايعته فوالله
ما عصيته ولا غششته حتى توفاه
الله عزوجل ثم ابوبكر مثله
ثم عمر مثله ثم استخلفت افليس
لي من الحق مثل الذي لهم قلت
بلى قال فما هذه الاحاديث
التي تبلغني عنكم الحديث
ذا آما استدلال بر منع خروج بروے سوابق
اسلامیہ خود پس متواتر است جمعے کثیر آنرا
از ذی النورین روایت کردہ اند فمن
رواية ابي اسحق عن ابي عبدالرحمن
السلمي عنه اخرج الترمذي
عن ابي عبدالرحمن السلمي قال
لما حصر عثمان اشرف عليهم
فوق داره ثم قال اذكركم
بالله هل تعلمون ان حراء

نے (یہ سنکر) تین مرتبہ فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی کہ ان لوگوں نے میرے
شہید ہونے کی تصدیق کردی۔ اور (امام) بخاری نے عبید اللہ بن عدی بن
خیار سے ایک قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ اما بعد اللہ
نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو (دین) حق کے ساتھ بھیجا (اور آپ نے خدا کے
دین کی طرف اس کے سب بندوں کو دعوت کی) پس میں اُن لوگوں میں
ہوں کہ جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ (کی دعوت) کو قبول کیا اور جس
(امرِ حق) کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے تھے اُس پر ایمان لایا اور میں نے دونوں
ہجرتیں کیں (اوّل بجانب حبشہ۔ دوم بجانب مدینۂ منوّرہ) جیسا کہ میں نے
بارہا بیان کیا اور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا
اور آپ کی بیعت کی (پھر بیعت کرکے) خدا کی قسم میں نے (کبھی) آپ کی
نافرمانی نہیں کی اور نہ (کبھی) آپ کی خیانت کی (اور میں اسی اطاعت
اور بیعت پر قائم رہا) یہاں تک کہ اللہ عزّ وجل نے آپ کو اپنے پاس بلالیا
پھر (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد) ابوبکرؓ (خلیفہ ہوئے اور
میں اُن کا بھی مطیع رہا) پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا (اور میں ان کا بھی
فرمانبردار رہا) پھر (ان دونوں کے بعد) میں خلیفہ کیا گیا تو کیا میرا وہ حق نہیں
ہے کہ جو اُن (بزرگوں) کا تھا مخاطبین نے جواب دیا کیوں نہیں (آپ کا
بھی حق ہم پر ویسا ہی ہے) فرمایا پھر کیا باتیں ہیں جو تم لوگوں کی طرف سے
مجھے پہنچتی ہیں الی آخرہ ﴿۲﴾ حضرت عثمانؓ کا اپنی بغاوت کے ممنوع ہونے پر
اپنے سوابقِ اسلامیہ سے استدلال کرنا۔ یہ استدلال متواتر ہے بہت لوگوں
نے اس کو حضرت ذی النورین سے روایت کیا ہے از انجملہ (یہ) ابواسحٰق کی
روایت بواسطۂ ابوعبدالرحمٰن سلمی کے حضرت عثمانؓ سے ہے۔ ترمذی نے
ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ
کیا گیا تو وہ اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے آئے اور
اُن سے فرمایا کہ میں تمھیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو
یا نہیں کہ جب کوہ حرا پر میں اور شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

حين انتقض قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اثبت حراء فليس عليك الا نبيٌّ او
صديقٌ او شهيدٌ قالوا نعم قال ذكركم بالله هل
تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في
جيش العسرة من ينفق نفقةً متقبلةً والناس
مجهدون معسرون فجهزتُ ذلك الجيش
قالوا نعم ثم قال اذكركم بالله هل تعلمون ان
رومة لم تكن يشرب منها احدٌ الا بثمن
فابتعتها فجعلتها للغني والفقير وابن السبيل
قالوا اللهم نعم واشياء عددها ومن
رواية احنف بن قيس اخرج النسائي
عن الاحنف بن قيس قال خرجنا
حجاجا فقدمنا المدينة ونحن نريد
الحج فبينا نحن في منازلنا نضع
رحالنا اذا اتانا آتٍ فقال ان الناس
قد اجتمعوا في المسجد وفزعوا فانطلقنا
فاذا الناس مجتمعون على نفرٍ في
وسط المسجد واذا علي والزبير وطلحة
وسعد بن ابي وقاص فانا كذلك اذا
جاء عثمان بن عفان عليه ملاءةٌ
صفراء قد قنع بها رأسه فقال اههنا
عليٌّ اههنا طلحة اههنا الزبير اههنا
سعدٌ قالوا نعم قال فاني انشدكم
بالله الذي لا اله الا هو اتعلمون ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

ہمراہ گئے تو اُس نے جنبش کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے حرا! ٹھہر جا۔ تیرے اوپر نبی ہیں یا صدیق یا شہید۔ لوگوں نے جواب
دیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمان ؓ نے فرمایا کہ میں تمھیں یاد دلاتا ہوں
اللہ کے واسطے (بتادو) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے جیشِ عُسرت (یعنے غزوۂ تبوک) میں فرمایا تھا کہ کون ہے جو (اس
لشکر کے سامان کے لئے) کچھ قابل قبول خرچ دے اس وقت سب صحابہ
مفلس اور تنگدست تھے میں نے (اپنے پاس سے) اس لشکر کا سامان
کردیا۔ لوگوں نے کہا ہاں (ہمیں یاد ہے) پھر حضرت عثمان ؓ نے فرمایا میں
تمھیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتادو) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رُومہ
(نامی کنوئیں) سے کوئی شخص بغیر قیمت دیئے ہوئے پانی نہ پی سکتا تھا میں
نے اس کو مُول لے کر غنی اور فقیر اور مسافر سب کے لئے وقف کردیا۔ لوگوں
نے کہا بارخدایا ہاں (یاد ہے) اسی طرح کی اور بھی چند باتیں حضرت عثمان ؓ
نے ذکر فرمائیں {ازانجملہ} احنف بن قیس کی روایت ہے۔ نسائی نے احنف
بن قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حج کرنے کے لئے چلے جب مدینہ
پہنچے (تو ہم نے چاہا کہ یہاں دو ایک روز قیام کریں) پس اس حال میں کہ ہم اپنی
منزلوں میں اپنے اسباب رکھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے بیان کیا
کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں اور کچھ گھبرائے ہوئے ہیں (یہ سُنکر) ہم لوگ (مسجد
نبوی میں) گئے دیکھا تو بیچ مسجد میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت سے آدمی ان کو گھیرے ہوئے ہیں وہ لوگ
جو بیٹھے ہوئے تھے علی ؓ اور زبیر ؓ اور طلحہ ؓ اور سعد بن ابی وقاص ؓ تھے ہم کھڑے ہوئے تھے کہ یکایک
حضرت عثمان بن عفان ؓ تشریف لائے ان کے جسم پر ایک زرد رنگ کی چادر تھی اور
اُسی چادر سے اپنا سر بند کئے ہوئے تھے (انھوں نے آتے ہی) پوچھا کہ کیا علی ؓ
یہاں ہیں؟ کیا طلحہ ؓ یہاں ہیں؟ کیا زبیر ؓ یہاں ہیں؟ کیا سعد یہاں ہیں؟ لوگوں
نے کہا ہاں (ہیں) حضرت عثمان ؓ نے (صحابۂ مذکورین سے مخاطب ہوکر) کہا
اے لوگو! میں تمھیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں
(بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

من يبتاع من بيد بني فلان بئر رومة
غفر الله له فابتعته بكذا وكذا فاتيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت
قد ابتعتها بكذا وكذا قال اجعلها سقاية
للمسلمين واجرها لك قالوا اللهم
نعم فانشدكم بالله الذي لا اله
الا هو أتعلمون ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم نظر في وجوه القوم
فقال من جهز هؤلاء غفر الله له
يعني جيش العسرة فجهزتهم حتى
ما تفقدوا عقالا ولا خطاما قالوا
اللهم نعم قال اللهم اشهد اللهم
اشهد ومن رواية ثمامة بن حزن
القشيري عنه اخرج الترمذي
والنسائي وهذا لفظ النسائي عن ثمامة
بن حزن القشيري قال شهدت الدار
حين اشرف عليهم عثمان فقال انشدكم
بالله والاسلام هل تعلمون ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قدم المدينة وليس بها ماء
يستعذب غير بئر رومة فقال من يشتري
بئر رومة فيجعل دلوه فيها مع
دلاء المسلمين بخير له منها في الجنة فاشتريتها
من صلب مالي فجعلت دلوي فيها مع دلاء المسلمين

جو شخص چاہ رومہ کو فلاں شخص سے خرید لے گا اللہ اسے بخش دے گا۔ چنانچہ میں نے
اس کو اس قدر روپیہ دے کر خریدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس کو اس قدر روپیہ میں خرید لیا۔ حضرتؐ
نے فرمایا تم اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کردو ثواب اس کا تمھیں ملے گا۔
ان لوگوں نے کہا بار خدایا ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے کہا میں
تمھیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بتاؤ) تم جانتے ہو
یا نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جیش العسرة[1] (یعنے غزوۂ تبوک)
میں مسلمانوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو کوئی ان کا سامان (جہاد) درست
کردے اللہ اس کو بخش دے گا تو میں نے ان کا سامان درست کردیا (اور
ایسا کامل سامان دیا کہ) اونٹ کے پیر کا بندھن اور نکیل[2] بھی ان کو ڈھونڈھنا
نہ پڑا لوگوں نے کہا بار خدایا ہاں (ہم جانتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے (یہ سنکر)
فرمایا یا اللہ گواہ رہ (یہ میرے فضائل کا اقرار کر رہے ہیں) [اور از انجملہ ثمامہ
بن حزن قشیری کی روایت حضرت عثمانؓ سے ہے] ترمذی اور نسائی نے ثمامہ
بن حزن قشیری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے [اور یہ عبارت (جو ہم نقل
کرتے ہیں) نسائی کی ہے] میں حضرت عثمانؓ کے گھر میں موجود تھا جب کہ
وہ (مکان کی چھت پر چڑھ کر) بلوائیوں کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں
تمھیں اللہ کی اور (دین) اسلام کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ کہنا) کیا
تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں (ہجرت کرکے)
تشریف لائے ہیں اور اس وقت مدینہ میں بجز چاہ رومہ کے میٹھا پانی کہیں
نہ تھا تو آپ نے فرمایا کہ کون ایسا (خدا کا بندہ) ہے کہ چاہ رومہ کو (اس کے
مالک سے) خرید کرے اور بعوض اس کے کہ جنت میں اسے کنویں سے بہتر (معاوضہ)
ملے گا اپنا ڈول اس میں مسلمانوں کے ڈول کے برابر کردے (یعنے اس کو
تمام مسلمانوں کے لئے وقف کردے) پھر میں نے خاص اپنے مال سے اسے خرید
لیا اور اپنا ڈول بھی مسلمانوں کے ڈول کے برابر کردیا اور (یہ بھی کچھ کم

[1] غزوۂ تبوک کو جیش العسرة اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں افلاس و تنگدستی زیادہ تھی ۱۲ [2] مطلب یہ ہے کہ ہر اونٹ کو مع اسکے ساز و سامان کے میں نے دیا تھا ۱۲

وانتم الیوم تمنعونی من الشرب منھا حتی اشرب من ماء البحر قالوا اللھم نعم قال فانشدکم باللّٰہ والاسلام ھل تعلمون انی جھزت جیش العسرۃ من مالی قالوا اللھم نعم قال فانشدکم باللّٰہ والاسلام ھل تعلمون ان المسجد ضاق باھلہ فقال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم من یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی الجنۃ فاشتریتھا من صلب مالی فزدتھا فی المسجد وانتم تمنعونی ان اصلی فیہ رکعتین قالوا اللھم نعم قال فانشدکم باللّٰہ والاسلام ھل تعلمون ان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرک الجبل فرکضہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم برجلہ وقال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشھیدان قالوا اللھم نعم قال اللّٰہ اکبر شھدوا لی ورب الکعبۃ یعنی انی شھید ومن روایۃ ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن بن عوف اخرج النسائی عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن ان عثمان اشرف علیھم حین حصروہ فقال انشد باللّٰہ رجلا سمع رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول یوم الجبل

عجیب بات نہیں ہے کہ) تم لوگ آج مجھے اس کنوئیں کے پانی سے روکتے ہو اور میں (مجبوراً) کھاری پانی پیتا ہوں۔ سب نے جواب دیا کہ ہاں (ہم اسے خوب جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ میں تمھیں اللہ کی اور دینِ (اسلام) کی قسم دیتا ہوں (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے جیش العسرۃ کا سامان درست کردیا تھا انھوں نے جواب دیا ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمھیں اللہ اور دین (اسلام) کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (ذرا انصاف سے کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ مسجدِ (نبوی جماعتِ اسلام کے بڑھ جانے سے) مسلمانوں پر تنگ ہوگئی تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو فلاں گھرانے کی زمین خرید کر کے اس مسجد میں زیادہ کردے بعوض اس کے کہ جنت میں اُسے اُس زمین سے بہتر معاوضہ ملے گا پس میں نے اُس زمین کو خاص اپنے مال سے خریدا اور مسجدِ نبوی میں اضافہ کردیا اور آج تم لوگ مجھی کو اُس (مسجد) میں دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو سب نے کہا ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمھیں خدا کی قسم اور دینِ اسلام کی دیکر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کوہِ) ثبیر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور میں (بھی) کہ ناگاہ پہاڑ نے حرکت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پائے مبارک اس پر مارا اور فرمایا اے ثبیر! ٹھہر جا (کیوں مضطرب ہوتا ہے) تجھ پر تو (صرف) ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ بلوائیوں نے کہا ہاں (ہم یہ بھی خوب جانتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے (یہ سُنکر) فرمایا بربِّ کعبہ یہ لوگ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ میں شہید ہوں [اور از انجملہ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت ہے] نسائی نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ محاصرہ کے زمانہ میں (ایک دن) اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور محاصرین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے یوم الجبل[1] میں رسول اللہ

[1] یوم الجبل سے وہی دن مراد ہے جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

حين اهتز فركله برجله وقال
اسكن فانه ليس عليك الا
نبي او صديق او شهيدان وانا
معه فانتشد له رجال ثم قال
انشد بالله رجلا سمع رسول
الله صلى الله عليه وسلم يوم
بيعة الرضوان يقول هذا يد الله
وهذه يد عثمان فانتشد له رجال
ثم قال انشد بالله رجلا سمع
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يوم جيش العسرة يقول من ينفق
نفقة متقبلة فجهزت نصف
الجيش من مالي فانتشد له
رجال ثم قال انشد بالله رجلا
سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من يزيد في هذا المسجد ببيت
في الجنة فاشتريته من مالي فانتشد
له رجال ثم قال انشد
بالله رجلا شهد رومة تباع
فاشتريتها من مالي فابحتها
لابناء السبيل فانتشد له
رجال۔

اما جوابش از قدح در سوابق اسلامیہ
فقد اخرج احمد عن عاصم عن
شقیق قال لقی عبد الرحمن

صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو جب کہ پہاڑ نے حرکت کی تو آپ نے اپنے پیر
سے اسے مار کر فرمایا کہ (اے پہاڑ!) ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک
صدیق اور دو شہید ہیں اور اس دن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ تھا۔ اس پر چند لوگوں نے جواب دیا (کہ ہم جانتے ہیں) پھر حضرت
عثمان رض نے فرمایا میں خدا کی قسم دے کر اس شخص سے سوال کرتا ہوں اس
نے بیعۃ الرضوان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہو
کہ یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ ہاتھ عثمان رض کا ہے (آپ نے اپنے ہاتھ کو میرا ہاتھ فرمایا)
اس پر چند لوگوں نے جواب دیا (کہ ہاں ہم نے سنا ہے) پھر حضرت عثمان رض
نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم دے کر اس شخص سے سوال کرتا ہوں جس نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو (تیاری) جیش العسرۃ کے دن یہ فرماتے
ہوتے سنا ہو کہ کون ہے جو (راہ خدا میں) قابل قبول خرچ دے بس میں نے
اپنے مال سے نصف لشکر کا سامان درست کر دیا۔ اس پر کچھ لوگوں نے جواب
دیا (کہ ہاں ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ میں اس شخص سے
خدا کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے یہ سنا ہو کہ آپ فرماتے تھے کون ہے جو بعوض ایک گھر کے (جو اسے
جنت میں ملے گا) (ہماری) اس مسجد میں (کچھ زمین لے کر) بڑھا دے بس میں
نے اپنے مال سے زمین خرید کی (اور مسجد میں اضافہ کر دی) اس پر (بھی) چند
اشخاص بول اٹھے (کہ ہاں ہم نے یہ حدیث سنی ہے) پھر حضرت عثمان رض نے
فرمایا میں اس شخص سے خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جو چاہ رومہ فروخت
ہوتے وقت موجود رہا ہو (اور اسے معلوم ہو) کہ میں نے ہی اس کنویں کو خرید
کیا اور مسافروں کے لئے (و نیز سب مسلمانوں کے لئے) وقف کر دیا۔ (کہ وہ
بتادے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں) اس پر (بھی) چند اشخاص نے جواب دیا
(کہ ہاں یہ واقعہ صحیح ہے)۔

[حضرت عثمان رض کا جواب (اپنے) سوابق اسلامیہ کی قدح کے متعلق] احمد نے
عاصم سے انھوں نے شقیق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عبدالرحمن

بنُ عوف الولید بن عقبۃَ فقال لہ الولیدُ مالی اَرَاکَ قد جفوتَ امیرَ المؤمنین عثمان فقال لہ عبد الرحمٰن ابلغہ انی لم اَفِرَّ یومَ عینینَ قال عاصم یقول یومَ اُحُد ولم اتخلَّفْ یومَ بدر ولم اترک سنۃَ عمر قال فانطلقَ فخبّر ذٰلک عثمان فقال اما قولہ انی لم افِرَّ یوم عینین فکیف یُعیّرنی بذنبٍ قد عفا اللہ عنہ فقال اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاَمَّا قولہ انی تخلّفتُ یوم بدر فانی کنتُ اُمَرِّضُ رقیۃَ بنتَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ماتت وقد ضرب لی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسہمہ ومن ضرب لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسہمہ فقد شہد

بن عوف نے ولید بن عقبہ سے ملاقات کی۔ ولید نے اُن سے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے حضرت عثمان رضؓ سے قطع تعلق کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے ولید بن عقبہ کو جواب دیا کہ (وہ اسی قابل ہیں) تم میری طرف سے اُن سے کہدینا کہ میں یومِ عینین میں (جنگِ کفار سے) نہیں بھاگا۔ [عاصم کہتے ہیں کہ یومِ عینین سے یومِ اُحد مراد ہے] اور نہ میں جنگِ بدر سے (اپنے گھر) بیٹھ رہا اور نہ میں نے حضرت عمرؓ کے طریقہ کو چھوڑا (اور آپ میں یہ سب باتیں ہیں لہٰذا میں آپ سے نہیں ملتا) راوی کا بیان ہے کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عثمان کو جا کر (اس تقریر سے) خبر دی حضرت عثمانؓ نے (ان الزاموں کا) یہ جواب دیا۔ عبدالرحمٰن کا یہ کہنا کہ وہ یومِ عینین میں نہیں بھاگے (اور میں بھاگا) تو وہ کس طرح مجھ پر طعن کرتے ہیں اُس گناہ[1] کے متعلق جسے اللہ نے معاف کر دیا اور اُس کے بارے میں فرما دیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ الآیۃ (ترجمہ بیشک جو لوگ اُس دن جب کہ دو جماعتیں (میدانِ جنگ میں) مقابل ہوئیں جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگے (اُن پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ شیطان نے انھیں اُن کے بعض اعمال کے سبب سے (مقامِ استقامت سے) پُھسلا دیا تھا اور بیشک اللہ نے تو (اُن کے قصور سے) درگزر فرمائی۔ اور عبدالرحمٰن کا یہ الزام دینا کہ میں جنگِ بدر کے دن حاضر نہ ہوا (اس کا جواب سُن لو کہ) میں (بحکمِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) رقیہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف رہا (اور مجھے اس کا موقع ہی نہ ملا کہ جنگ میں شریک ہوتا) یہاں تک کہ انھوں نے انتقال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنگِ بدر (کے مالِ غنیمت) کا حصہ عنایت فرمایا اور جسکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ مقرر فرمایا وہ گویا جنگِ بدر میں حاضر ہوا (لہٰذا مجھے جنگِ بدر کے حاضرین

[1] غزوۂ اُحد میں فرار کو حضرت عثمانؓ کے مطاعن میں ذکر کیا جاتا ہے لیکن علاوہ اسکے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسکے عفو کی خبر دیدی ہے اگر خود غور کیا جائے تو وہ ایک عجیب اضطرار کا وقت تھا شیطان نے یہ آواز پکار دی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے اس خبر وحشت اثر سے مسلمانوں کے قدم اُکھڑ چکے تھے کوئی اِدھر کوئی اُدھر جا رہا تھا عقلیں تا تمام نہ تھیں اسی حالت میں حضرت عثمانؓ بھی میدان سے چلے گئے ایسی لغزشیں تو انبیاء علیہم السلام سے ہو گئی ہیں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ مشہور ہے قولہ تعالیٰ وذا النون اذ ذہب مغاضباً فظن ان لن نقدر علیہ تو کیا حضرت یونس علیہ السلام معاذ اللہ موردِ طعن ہو سکتے ہیں۔

و اما قوله انی لم اترك سنة عمر فانی لا أطيقها ولا هو فأته فعرفه بذلك۔ و اما آن که خود را بالقطع سے دانست که از اہل جنت است فقد اخرج احمد عن زید بن اسلم عن ابیه قال شهدت عثمان یوم حوصر فی موضع الجنائز ولو أُلقی حجر لم یقع الا علی رأس رجل فرأیت عثمان اشرف من الخوخة التی تلی مقام جبریل علیه السلام فقال ایها الناس افیكم طلحة فسكتوا ثم قال ایها الناس افیكم طلحة فسكتوا ثم قال ایها الناس افیكم طلحة فسكتوا ثم قال ایها الناس افیكم طلحة فقام طلحة بن عبید الله فقال له عثمان الا أراك ههنا ما كنت أری انك تكون فی جماعة قوم تسمع ندائی اخر ثلاث مرات ثم لا تجیبنی انشدك بالله یا طلحة تذكر یوم كنت انا وانت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی موضع كذا وكذا ولیس معه احد من اصحابه غیری وغیرك قال نعم فقال لك رسول الله صلی الله علیه وسلم یا طلحة انه لیس من نبی الا ومعه من اصحابه رفیق من امته معه فی الجنة

میں شمار نہ کرنا ظلم صریح ہے) اور ان کا یہ الزام دینا کہ انھوں نے سنتِ عمرؓ کو ترک نہیں کیا اور میں نے ان کی سنت (وروش) ترک کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی سنت پر عمل کرنے کی (پوری پوری) طاقت نہ انھیں ہے اور نہ مجھے ہے (اے ولید!) اب تم عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ اور (میری طرف سے یہ جواب) اُن سے بیان کردو۔ [حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے جنتی ہونے کو یقین کے ساتھ جانتے تھے] امام احمدؒ نے زید بن اسلم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اُن کے والد کہتے تھے کہ جس دن حضرت عثمانؓ موضع جنائز میں محصور ہوئے میں موجود تھا (اُس دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ) اگر (اوپر سے) پتھر ڈالا جاتا تو بیشک کسی (نہ کسی) شخص کے سر پر گرتا میں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ نے اس کھڑکی سے سر نکالا جو مقام جبرئیل علیہ السلام کے متصل تھی پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ (اس کا) کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر اُنھوں نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ اس پر بھی سب خاموش رہے۔ پھر اُنھوں نے فرمایا اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ لوگ پھر بھی چُپ رہے (اور کسی نے جواب نہ دیا) پھر اُنھوں نے (چوتھی بار) فرمایا کہ اے لوگو! کیا تم میں طلحہؓ ہیں؟ (اس مرتبہ) حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کھڑے ہوئے حضرت عثمانؓ نے اُن سے فرمایا کیا میں تمھیں یہاں موجود نہیں دیکھتا مجھے یہ خیال نہ تھا کہ تم ایسی قوم میں ہوگے جو میرا پکارنا تین بار سُنے اور ایک بار بھی مجھے جواب نہ دے اے طلحہؓ! میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں (سچ کہنا) کیا تمھیں یاد ہے کہ میں اور تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں مقام میں تھے میرے اور تمھارے سوا اُس وقت کوئی صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تھا۔ حضرت طلحہؓ نے جواب دیا ہاں مجھے یاد ہے (پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اچھا یہ بھی یاد ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہؓ! ہر نبی کے ساتھ اس کی اُمت میں سے کچھ صحابی جنت میں اس کے رفیق ہوتے ہیں (پھر

وان عثمان بن عفان ھذا یعنینی رفیقی معی فی الجنۃ قال اللھم نعم ثم انصرف وآما آنکہ بیقین مے دانست کہ ایں بلوی او را پیش خواہد آمد فقد اخرج الترمذی والحاکم عن اسمٰعیل بن ابی خالد عن قیس عن ابی سھلۃ مولی عثمان قال قال لی عثمان یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد عھد الی عھدا وانا صابر علیہ واخرج الحاکم والترمذی عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لھم وصح من حدیث ابی موسیٰ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرہ بالجنۃ علی بلوی تصیبہ وآما آنکہ بالقطع مے دانست کہ وے برحق است فقد اخرج الترمذی من حدیث مرۃ بن کعب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر الفتن فقربھا فمر رجل مقنع فی ثوب فقال ھذا یومئذ علی الھدی فقمت الیہ فاذا ھو عثمان بن عفان فاقبلت علیہ بوجھہ فقلت ھذا قال نعم واخرج الترمذی عن ابن عمر قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ

میری طرف اشارہ کرکے فرمایا) اور یہ عثمان بن عفان جنت میں میرے ساتھ میرے رفیق ہوں گے۔ حضرت طلحہؓ نے کہا ہاں (مجھے یاد ہے) یہ کہکر (حضرت طلحہؓ اس مجمع سے) چلے گئے[1]۔ حضرت عثمانؓ کا یقینی طور سے جاننا کہ یہ بلوی اُن کو پیش آئے گا۔ ترمذی اور حاکم نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے اُنھوں نے قیس سے اُنھوں نے ابو سہلہ مولی حضرت عثمانؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ محاصرہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک وصیت کی ہے اور میں اُس پر قائم رہوں گا۔ اور حاکم اور ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمانؓ! بیشک اللہ تعالیٰ تمھیں (خلافت کا) کرتا پہنائے گا پس اگر لوگ تم سے وہ کرتا اُتارنا چاہیں تو ہرگز اُنھیں اُتارنے نہ دینا۔ اور بروایت حضرت ابو موسیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا درجۂ صحت کو پہنچ گیا ہے (حضرت عثمانؓ کو جنت کی بشارت دے دو بعوض اُس بلوے کے جو اُن پر ہوگا) حضرت عثمانؓ کا یقین کے ساتھ جاننا کہ میں حق پر ہوں۔ ترمذی نے بروایت مرۃ بن کعب نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور اُن کا زمانہ قریب ہی بیان فرمایا اس اثناء میں ایک شخص کپڑے سے اپنا سر چھپائے اُدھر سے گزرے آپ نے (اُن کی جانب اشارہ کرکے) فرمایا کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا میں نے (آپ سے یہ سُنکر) اس شخص کو اُٹھ کر دیکھا تو یہ (معلوم ہوا کہ) وہ حضرت عثمانؓ بن عفان ہیں۔ پھر میں نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کرکے عرض کیا کہ کیا یہی شخص ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں (یہی ہیں) اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا پھر

[1] معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ کو اس وقت تنبہ ہوا اور حضرت عثمانؓ کی مخالفت سے باز آئے انسان کی عجیب حالت ہے بعض اوقات کسی بات میں اس کو ایسا انہماک ہو جاتا ہے کہ تمام اطراف و جوانب سے بیخبر ہو جاتا ہے پھر کوئی متنبہ کرتا ہے تو اس طرح چونک اُٹھتا ہے جیسے اب تک سو رہا تھا یہی حالت بعض صحابہ کی حضرت عثمان کی اخیر خلافت میں ہوئی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی سیرت کے لوگ خوگر ہو رہے تھے وہ بات حضرت عثمان غنیؓ میں نہ ملی تو لوگ اُن سے بددل ہوئے حالانکہ وہ بات تو فرشتوں میں بھی ملنا دشوار تھی پھر کچھ مفسدوں نے اس اختلاف کو دوسرے رنگ میں رنگ دیا بعض حضرات متنبہ ہوئے کچھ قبل از وقت کچھ بعد از وقت ۱۲

فقال یقتل ھذا فیھا مظلوماً لعثمان واخرج الحاکم عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انھا ستکون فتنۃ واختلاف او اختلاف وفتنۃ قال قلنا یا رسول اللہ فما تامرنا قال علیکم بالامیر واصحابہ واشار الی عثمان واخرج احمد عن کثیر ابن الصلت قال اغفی عثمان فی الیوم الذی قتل فیہ فاستیقظ فقال لولا ان یقول الناس تمنی عثمان الفتنۃ لحدثتکم قال قلنا اصلحک اللہ فحدثنا فلسنا نقول مایقول الناس فقال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی ھذا فقال انک شاھد معنا الجمعۃ واخرج احمد عن نائلۃ بنت الفرافصۃ امرأۃ عثمان بن عفان قالت نعس امیر المؤمنین عثمان فاغفی فاستیقظ فقال لیقتلنی القوم قلت کلا ان شاء اللہ لم یبلغ ذلک ان رعیتک استعتبوک قال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی وابابکر وعمر فقال تفطر عندنا اللیلۃ۔

حضرت عثمانؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ اُس فتنہ میں مظلوم شہید ہوں گے۔ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ عنقریب فتنہ اور اختلاف ہوگا (یا فرمایا) اختلاف اور فتنہ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ اس فتنہ کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم (اُس وقت) اپنے سردار اور اُن کے اصحاب کے ساتھ رہنا اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی جانب اشارہ فرمایا۔ اور (امام) احمدؒ نے کثیر بن صلت سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوئے آپ (کچھ دیر) سو گئے پھر بیدار ہو کر فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عثمانؓ نے خود اس فتنہ کی تمنا کی تو میں ضرور تم سے (ایک بات) بیان کرتا۔ ہم نے کہا اللہ آپ کی حالت درست کرے آپ ہم سے بیان فرمائیں ہم وہ بات نہ کہیں گے جو اور لوگ کہتے ہیں حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں نے ابھی (حالتِ خواب میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ! تم (آج) جمعہ میں ہمارے پاس آجاؤ گے۔ اور (امام) احمدؒ نے نائلہ بنت فرافصہ زوجہ حضرت عثمان بن عفان سے روایت کی ہے وہ کہتی تھیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے جب بیدار ہوئے تو فرمایا بیشک میری قوم مجھے قتل کرے گی میں نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا انشاء اللہ کیونکہ (اب) آپکی رعایا آپ سے خوش ہوگئی۔ آپ نے فرمایا نہیں (یہ تو ضرور ہونا ہے کیونکہ) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابھی خواب میں دیکھا ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ (اے عثمانؓ) آج تم ہمارے پاس روزہ افطار کرو گے۔

ومن مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۳۶۔ روایت)

اما شروط خلافت فقد اخرج احمد عن عبد الملک بن عمیر عن عمارۃ

{شرائط خلافت} (امام) احمدؒ نے عبد الملک بن عمیر سے انہوں نے عمارہ

ابن مردویہ عن علی بن ابی طالب قال سمعت
اذنای ووعاہ قلبی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الناس تبع لقریش صالحہم تبع لصالحہم
وشرارہم تبع لشرارہم واخرج ابو یعلی
عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خطب الناس ذات یوم فقال الا ان الامراء
من قریش الا ان الامراء من قریش الا ان
الامراء من قریش ما اقاموا ثلاث ما حکموا
فعدلوا وما عاھدوا فوفوا وما استرحموا
فرحموا فمن لم یفعل ذلک منہم فعلیہ لعنۃ
اللہ والملائکۃ والناس اجمعین. اما بیان
افضلیت شیخین پس از وے متواتر شدہ مرفوعاً
وموقوفاً ہر چند ایں مسئلہ مذہب جمیع اہل حق است
الّا کسے از صحابہ آں را مصرح تر ومحکم تر چوں علی مرتضیٰ
نیاوردہ اما مرفوعہ فحدیث ابی بکر وعمر
سیدا کہول اہل الجنۃ روی بطرق متعددۃ عنہ
ومن طریق الشعبی عن الحارث عن علی اخرج الترمذی
وابن ماجۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابن مردویہ سے انھوں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے حضرت علیؓ
فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زبان مبارک) سے میرے کانوں
نے سنا اور میرے دل نے یاد کرلیا (آپ فرماتے تھے کہ) سب لوگ قریش کے تابع
ہیں نیک لوگ ان کے نیکوں کے تابع ہیں اور بُرے لوگ ان کے بُروں کے تابع
ہیں۔ اور ابو یعلی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ پڑھا اس میں فرمایا کہ اے لوگو! آگاہ رہو سردار
قریش سے ہونا چاہیئے، آگاہ رہو سردار قریش سے ہونا چاہیئے، آگاہ رہو سردار
قریش سے ہونا چاہیئے جب تک وہ تین (صفتوں) کو قائم رکھیں حاکم بنائے
جائیں تو عدل کریں اور وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں اور ان سے رحم کی
خواہش کی جائے تو رحم کریں اور جو کوئی ان میں ایسا نہ کرے گا تو اس پر
خدا کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ [شیخینؓ کی
افضلیت کا بیان جو حضرت علیؓ سے بتواتر ثابت ہے مرفوعاً بھی اور موقوفاً
بھی اگرچہ یہ مسئلہ (افضلیت شیخینؓ کا) تمام اہل حق کا مذہب ہے مگر صحابہؓ میں
سے کسی نے اس مسئلہ کو حضرت علی مرتضیٰ کی طرح پوری تصریح اور مضبوطی
کے ساتھ بیان نہیں کیا چنانچہ اس مسئلہ میں انکی مرفوع حدیث یہ ہے کہ ابوبکرؓ
اور عمرؓ پیرانِ اہل جنت کے سردار ہیں یہ حدیث متعدد سندوں کے ساتھ حضرت
علیؓ سے مروی ہے چنانچہ] شعبی نے حارث سے انھوں نے حضرت علیؓ سے
نقل کیا ہے جس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

لہ حضرت علی مرتضیٰ نے شیخین کے افضل امت ہونے کو اس قدر تصریح و مضبوطی سے بیان فرمایا کہ شیعہ باوجودیکہ حق پوشی میں بے نظیر مہارت رکھتے ہیں انکی تصریحات کو نہ چھپا سکے چنانچہ حضرت معاویہؓ
کے ایک خط کے جواب میں حضرت ممدوحؓ نے تحریر فرمایا ہے وکان افضلہم فی الاسلام کما زعمت وانصحہم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانہما
فی الاسلام لعظیم وان المصاب بہما لجرح فی الاسلام شدید یرحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا (شرح میثم مطبوعہ طہران ص ۲۱) ترجمہ: تمام صحابہ میں افضل باعتبار اسلام کے جیسا کہ تم
نے بیان کیا اور سب سے زیادہ مخلص اللہ کے اور اسکے رسولؐ کے خلیفہ صدیق اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق تھے اور قسم اپنی جان کی ان دونوں کا مرتبہ اسلام میں بڑا ہے اور بیشک انکی موت سے اسلام کو سخت
زخم پہنچا اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور انکو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے اور نیز حضرت معاویہؓ کے ایک خط کے جواب میں جسمیں انھوں نے خلفائے ثلثہ کو اور شیخینؓ کا افضل ہونا لکھا تھا حضرت ممدوحؓ
نے تحریر فرمایا ہے اما بعد فقد اتانی کتابک تذکر فیہ اصطفاء اللہ محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ لدینہ وتاییدہ ایاہ بمن ایدہ من اصحابہ فلقد خبأ لنا الدہر منک عجباً اذ طفقت تخبرنا
ببلاء اللہ عندنا ونعمتہ علینا فی نبینا فکنت فی ذلک کناقل التمر الی ہجر (نہج البلاغۃ قسم دوم مطبوعہ مصر ص ۳) ترجمہ: اما بعد تمہارا خط مجھے ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ اللہ نے محمد صلے
اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کیلئے برگزیدہ کیا اور ان کے اصحاب سے انکو مدد دی پس یقیناً ایک عجیب بات زمانہ نے تم سے ظاہر کرائی کہ تم خدا کے وہ احسانات جو ہم پر ہیں اور وہ نعمتیں جو ہمارے نبی کے متعلق ہم پر اتریں ہم سے
بیان کرنے لگے تم اس بارے میں ویسے ہی ہوگئے جیسے کوئی شخص چھوہارا مقام ہجر میں لیجائے۔ مطلب یہ ہوا کہ خلفائے ثلثہ کے مناقب ہمارے ہی تو مفید ہیں اور انکے فضائل تو بعینہ ہمارے فضائل ہیں اور انکے
مناقب ہم سے زیادہ تم کیا بیان کرسکوگے ہمارے سامنے ان کے مناقب بیان کرنا "گل باورد بسعدی بہ بوستان" کا مصداق بنتا ہے ۱۲

قال ابوبکر و عمر سیدا کھول اھل الجنۃ من
الاولین والآخرین ما خلا النبیین والمرسلین
لاتخبرھما یا علیّ ومن طریق وُلد الحسن بن علی
اخرج عبد اللہ ابن احمد فی زوائد المسند
عن الحسن بن زید بن حسن قال
حدثنی ابی عن ابیہ عن علی قال کنت
عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل
ابوبکر وعمر فقال یا علی ھذان سیدا
کھول اھل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین و
المرسلین ومن طریق وُلد حسین بن علی
اخرج الترمذی عن الزھری عن علی بن
حسین عن علی ابن ابی طالب قال کنت
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اطلع ابوبکر
وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین و
والآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی
لا تخبرھما وقد وافق علیا رضی اللہ عنہ غیرہ
من الصحابۃ فقد اخرج الترمذی عن
انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم لابی بکر وعمر ھذان سیدا کھول اھل
الجنۃ من الاولین والآخرین لا تخبرھما یا علی
واخرج ابن ماجۃ عن ابی جحیفۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر
سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین
الا النبیین والمرسلین ومن موقوفہا

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ انبیاءؑ اور
مُرسلین کے سوا باقی تمام پیرانِ اہل جنت کے کیا اگلے اور کیا پچھلے سب کے
سردار ہیں۔ اے علیؓ! تم اُن دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ اور اولادِ حضرت حسنؓ
نے بھی اس کو حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے جس کو عبداللہ بن احمد نے
زوائد مسند میں حسن بن زید بن حسن سے نقل کیا ہے کہ زید بن حسن (مثنّٰی)
کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ اپنے والد (حضرت حسنؓ) سے
وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے خطاب کرکے) فرمایا کہ اے علیؓ!
یہ دونوں انبیاءؑ اور مرسلین کے بعد جملہ اہلِ جنت کے بوڑھوں کے اور جوانوں
کے سردار ہیں۔ اور اولادِ حضرت حسینؓ بن علیؓ نے بھی اس کو حضرت علیؓ
سے روایت کیا ہے (جیسے) ترمذی نے زہریؒ سے انھوں نے حضرت علی
بن ابی طالبؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک دفعہ) میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے (تو انھیں
دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں بجز انبیاءؑ
اور مرسلین کے باقی سب اگلے اور پچھلے پیرانِ اہلِ جنت کے سردار
ہیں۔ اے علیؓ! تم ان کو (اس کی) خبر نہ دینا [اور صحابہؓ نے بھی (اس
روایت میں) حضرت علیؓ کی موافقت کی ہے چنانچہ] ترمذی نے حضرت
انسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا ہے کہ یہ دونوں اہل
جنت کے اگلے اور پچھلے لوگوں میں بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علیؓ!
تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ کرنا۔ اور ابنِ ماجہ نے ابوجحیفہ سے روایت
کرکے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا انبیاءؑ و
مُرسلین کے جنت کے اگلے اور پچھلوں میں بوڑھوں کے سردار ابوبکرؓ
اور عمرؓ ہیں۔ اور اس مسئلہ میں حضرت علیؓ کی موقوف حدیث یہ ہے کہ

خیر هذه الامة ابوبکر ثم عمر وآں را
جمع کثیر روایت کردہ اند فمن روایۃ ابنه
محمد بن الحنفیۃ عنه اخرج البخاری وابوداؤد
من طریق سفیان الثوری عن جامع
بن راشد قال حدثنا ابویعلی عن
محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی
ای الناس خیر بعد النبی صلی الله علیه
وسلم قال ابوبکر قلت ثم من قال ثم
عمر فخشیت ان یقول عثمان قلت
ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین
ومن روایۃ عبدالله بن سلمۃ عنه اخرج ابن ماجۃ
عن عبدالله بن سلمۃ قال سمعت علیاً
یقول خیر الناس بعد رسول الله صلی الله
علیه وسلم ابوبکر وخیر الناس بعد ابی بکر عمر
ومن روایۃ علقمۃ بن قیس اخرج احمد
ومن روایۃ عبد الخیر صاحب لواء
علی عنه وفی طرقها العدد فقد روی عنه
حبیب بن ابی ثابت عن عبد خیر قال سمعت
علیاً یقول علی المنبر الا اخبرکم
بخیر هذه الامة بعد نبیها قال فذکر
ابابکر ثم قال الا اخبرکم بالثانی

اس امت کے سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اس حدیث کو
(علی مرتضیٰ سے) بہت زیادہ لوگوں نے روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے حضرت
علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی روایت ہے (جسے امام) [بخاری اور ابوداؤد
بہ روایت سفیان ثوری جامع بن راشد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے
تھے ہم سے ابویعلیٰ نے محمد بن حنفیہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ
کہتے تھے میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے بعد بہتر کون ہے؟ انھوں نے فرمایا ابوبکرؓ۔ پھر میں نے پوچھا کہ
ان کے بعد کون؟ فرمایا عمرؓ۔ پھر میں ڈرا کہ اس کے بعد عثمانؓ کو نہ ذکر
کریں (لہٰذا) میں نے کہا کہ پھر (ان دونوں کے بعد) آپ ہیں فرمایا نہیں
میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں] اور منجملہ ان کے عبداللہ
بن سلمہ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جسے) [ابن ماجہ نے عبداللہ
بن سلمہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سنا کر فرماتے
تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں اور
ابوبکرؓ کے بعد سب سے بہتر عمرؓ ہیں] اور منجملہ ان کے علقمہ بن قیس نے
حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جسے امام) [احمدؒ نے نقل کیا ہے]
اور منجملہ ان کے حضرت علیؓ کے علم بردار عبد خیر نے حضرت علیؓ سے
روایت کی ہے۔ عبد خیر سے متعدد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے (چنانچہ)
[حبیب بن ابی ثابت نے عبد خیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ آپ منبر پر فرماتے تھے (اے لوگو) کیا
میں تمھیں اس شخص کو جو امت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ہے نہ بتادوں
پھر انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کو ذکر کیا پھر فرمایا کیا میں دوسرے شخص کو

قال فذکر عمر ثم قال لو شئت لانبأتکم بالثالث قال وسکت فرأینا انه یعنی نفسه قال سعید فقلت انت سمعت علیًا یقول هذا قال نعم و رب الکعبة و الا صمتا وروی عطاء بن السائب عن عبد خیر عن علی قال الا اخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر وخیرها بعد ابی بکر عمر ثم یجعل الله الخیر حیث احب وروی عن المسیب بن عبد خیر عن ابیه قال قام علی فقال خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر وعمر وانا قد احدثنا بعدهم احداثا یقضی الله فیها ما یشاء وعن ابی اسحق عن عبد خیر عن علی خیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر وعمر ومن روایة ابی جحیفة عنه وفی طرقها العدد عن عاصم بن ابی النجود عن زر یعنی ابن حبیش عن ابی جحیفة قال سمعت علیا یقول الا اخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم قال الا اخبرکم بخیر هذه الامة بعد ابی بکر عمر وعن الشعبی قال حدثنی ابوجحیفة الذی کان علی یسمیه وهب الخیر

بھی نہ بتا دوں (جو اُن کے بعد سب سے بہتر ہیں) پھر حضرت عمرؓ کو ذکر کیا پھر فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمھیں تیسرے شخص کے نام سے بھی آگاہ کردوں یہ فرماکر آپ نے سکوت کیا[1] (آپ کے سکوت کرنے سے) ہم لوگوں نے سمجھا کہ آپ اپنے کو مراد لیتے ہیں (مگر اپنی زبان سے کہنا پسند نہیں کرتے) سعید کہتے ہیں میں نے عبد خیر سے پوچھا کہ کیا خود تم نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے اُنھوں نے کہا ہاں برب کعبہ میں نے سُنا ہے اور اگر نہ سُنا ہو تو (خدا کرے) میرے (یہ) دونوں (کان) بہرے ہوجائیں۔ اور[2] (چنانچہ) عطاء بن سائب نے عبد خیر سے اُنھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین اُمّت سے آگاہ نہ کردوں (سُنو وہ) ابوبکرؓ ہیں اور بہترین امت ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں پھر اللہ بہترین امت جسے چاہے بنائے۔ اور[3] (چنانچہ) مسیب بن عبد خیر سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے کھڑے ہوکر (ہم لوگوں میں) فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور ہم نے تو اُن کے بعد بہت سے نئے کام کئے ہیں اللہ جو چاہے اُن کے متعلق حکم دے اور[4] (چنانچہ) ابو اسحاق نے عبد خیر سے اُنھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ اس امت میں نبیؐ کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں [اور[5] (منجملہ ان کے) ابوجحیفہؓ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے ابوجحیفہؓ سے بھی متعدد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے (چنانچہ) ابن ابی النجود سے مروی ہے وہ زر بن حبیش سے وہ ابوجحیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کیا میں تمھیں اُس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو امّت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ہو (سُنو) وہ ابوبکرؓ ہیں پھر فرمایا کیا میں تمھیں اُس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو ابوبکرؓ کے بعد بہترین امّت ہو (سُنو) وہ عمرؓ ہیں۔ اور[6] (جیساکہ) امام شعبیؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے ابوجحیفہ نے جن کا نام حضرت علیؓ نے وہب خیر رکھا تھا

[1] یہ تیسرے شخص جنکا نام نہ بتایا حضرت عثمانؓ تھے جیساکہ آیندہ روایات میں حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ اگر حضرت علی تیسرے شخص کا نام بتاتے تو حضرت عثمانؓ کا نام بتاتے غالباً نام نہ بتانے کا سبب یہ ہو کہ حضرت علیؓ کے لشکر میں بہت سے وہ بلوائی شریک تھے جو حضرت عثمانؓ پر بغاوت کر چکے تھے حضرت عثمانؓ کے فضائل سنکر وہ کچھ فتنہ برپا کرتے واللہ اعلم ۱۲

قال علی یا ابا جحیفۃ الا اخبرک
بافضل هذه الامۃ بعد
نبیها قال قلت بلیٰ قال
ولم اکن اریٰ احدا افضل
منه قال افضل هذه الامۃ
بعد نبیها ابوبکر وبعد ابی بکر
عمر وبعدهما اٰخر ثالث و
لم یسمّه وعن ابی اسحٰق عن
ابی جحیفۃ قال قال علیّ خیر
هذه الامۃ بعد نبیها ابوبکر
وبعد ابی بکر عمر ولو شئت
اخبرتکم بالثالث وعن عون
بن ابی جحیفۃ قال کان ابی من
شُرَط علیّ وکان تحت المنبر فحدثنی
ابی انه صعد المنبر یعنی علیا
فحمد الله واثنی علیه وصلی علی
النبی صلی الله علیه وسلم وقال
خیر هذه الامۃ بعد نبیها
ابوبکر والثانی عمرؓ وقال یجعل
الله الخیر حیث احب وعن سفیان
الثوری عن الاسود بن قیس عن
رجل عن علیّ انه قال یوم الجمل
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
لم یعهد الینا عهدا ناخذ به
فی امارۃ ولکنه شیء رأیناه من
قبل انفسنا ثم استخلف ابوبکر
رحمۃ الله علی ابی بکر فاقام
واستقام ثم استخلف عمر رحمۃ الله
علی عمر فاقام واستقام حتی ضرب

بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا اے ابو جحیفہ!
کیا میں تمھیں آگاہ نہ کردوں ایسے شخص سے جو اس امت میں نبی
کے بعد سب میں افضل ہو میں نے کہا (ضرور آگاہ کیجئے) ابو جحیفہ
کہتے ہیں مجھے اس کا گمان بھی نہ تھا کہ کوئی شخص حضرت علیؓ
سے افضل ہوگا (مگر میرے گمان کے خلاف) انھوں نے فرمایا کہ نبیؐ
کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں اور ان
دونوں کے بعد ایک تیسرا شخص ہے مگر حضرت علیؓ نے اس تیسرے
کا نام نہ بتایا اور (جیساکہ) ابو اسحاق نے ابو جحیفہ سے روایت کرکے
بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اس امت میں سب سے بہتر
نبی کے بعد ابوبکرؓ اور اُن کے بعد عمرؓ ہیں اور اگر میں چاہوں تمھیں
تیسرے شخص کے نام سے آگاہ کردوں اور (جیساکہ) عون بن
ابی جحیفہ سے روایت ہے عون کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت
علیؓ کے سپاہیوں میں سے تھے اور وہ منبر کے قریب ہی تھے
(وہ بیان کرتے تھے کہ) حضرت علیؓ منبر پر رونق افروز ہوئے
اور انھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ
وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ بہترین امت نبیؐ کے بعد
ابوبکرؓ ہیں اور دوسرے (درجہ میں) عمرؓ ہیں اور فرمایا کہ (ان کے
بعد) اللہ جس کو چاہے گا بہترین امت بنائے گا۔ اور
سفیان ثوری نے اسود بن قیس سے انھوں نے ایک شخص سے
انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ
حضرت علیؓ نے بروزِ جنگ جمل فرمایا کہ دربارۂ امارت (و
خلافت) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کچھ وصیت نہیں
کی کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں بلکہ یہ ایسی بات تھی
کہ ہم سب نے اپنی ذاتی رائے سے اس کو ضروری سمجھا
چنانچہ ابوبکرؓ خلیفہ کئے گئے خدا ان پر رحمت نازل
فرمائے۔ انھوں نے (کماحقہ) اقامتِ (دین) فرمائی اور
خود بھی راہِ مستقیم پر رہے پھر حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے
گئے اللہ ان پر رحم کرے انھوں نے (بھی کماحقہٗ دین کی)
اقامت فرمائی اور خود بھی مستقیم رہے یہاں تک کہ رکھ دیا

الدین بجرانہ اخرج ہٰذہ الروایات کلہا احمد ومن روایۃ مسعر بن کدام عن عبد الملک بن میسرۃ عن النزال بن سبرۃ عن علی قال خیر ہٰذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر وعمر اخرجہ ابوعمر فی الاستیعاب ومن موقوفہ ایضا سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر اخرج الحاکم عن قیس المحاربی قال سمعت علیا یقول سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر ثم خبطتنا فتنۃ ویعفو اللہ عمن یشاء وعن الشعبی عن ابی وائل قال قیل لعلی بن ابی طالب الا تستخلف علینا قال ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخلف ولکن ان یرد اللہ بالناس خیرا فسیجمعہم بعدی علی خیرہم ومن موقوفہ المشتمل علی المرفوع ما اخرج البخاری وغیرہ عن ابن ابی ملیکۃ انہ سمع ابن عباس یقول وضع عمر

دین (اسلام) نے (زمین پر) جران اپنا (یعنے کمال قوت کو پہنچ گیا) ان سب روایتوں کو (امام) احمدؒ نے نقل کیا ہے اور مسعر بن کدام نے عبد الملک بن مَیْسرہ سے انھوں نے نزال بن سبرہ سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا بہترین امت نبیؐ کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اس حدیث کو ابوعمر نے (اپنی کتاب) استیعاب میں روایت کیا ہے۔ [نیز حضرت علی کی موقوف روایتوں سے یہ روایت ہے کہ (حضرت علیؓ فرماتے تھے فضیلت کے میدان میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے آگے بڑھ گئے پھر اُن کے پیچھے حضرت ابوبکرؓ ہوئے پھر تیسرے درجہ میں حضرت عمرؓ چنانچہ] حاکمؒ نے قیس محاربی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے (میدانِ فضیلت میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے آگے رہے پھر اُن کے پیچھے ابوبکرؓ پھر عمرؓ۔ ہمیں فتنہ نے بدحواس کر دیا اور (اس فتنہ میں) جس سے اللہ چاہے درگزر فرمائے (اور جس سے چاہے مواخذہ کرے) اور امام شعبیؒ سے روایت ہے وہ ابو وائل سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے کہا گیا کہ آپ ہم (لوگوں) پر کسی کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا کہ میں (بھی کسی کو) خلیفہ بناؤں ولیکن اگر خدا کو لوگوں کے ساتھ بھلائی منظور ہوگی تو وہ عنقریب میرے بعد سب کو کسی ایسے شخص پر متفق کر دے گا جو سب میں بہتر ہوگا۔ [اور منجملہ ان موقوف روایتوں کے جو مرفوع پر مشتمل ہیں وہ روایت ہے (جسے)] بخاریؒ وغیرہ نے ابن ابی مُلیکہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ

[1] اس قسم کا کلام حضرت علی مرتضےٰ کا حضرت فاروقؓ کی مدح میں کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ نہج البلاغہ قسم دوم صـ۱۲۲ مطبوعہ مصر میں ہے ووليهم وال فاقام واستقام حتى ضرب الدين بجرانه اس عبارت کے پہلے فقرہ کا ترجمہ مُلا فتح اللہ کاشانی نے اسطرح لکھا ہے کہ "والی ایشاں شد والی کہ آں عمر خطاب است" اور دوسرے فقرہ کا ترجمہ اسطرح کیا ہے "تا آنکہ بزد دین پیش سینہ خود بر زمین و این کنایت است از استقرار و تمکین اہل اسلام" ترجمہ اور حاکم ہوا ان کا ایک حاکم یعنے عمر بن خطاب پس انھوں نے قائم کیا دین کو اور خود بھی مستقیم رہے یہاں تک کہ رکھ دیا دین نے جران اپنا جران بکسر جیم اونٹ کے سینہ کے اس کنارہ کو کہتے ہیں جو گردن سے ملا ہوتا ہے اونٹ جب زمین پر بیٹھ کر اپنا سینہ زمین پر رکھ دیتا ہے تو اس کی نہایت اطمینان و راحت کی حالت ہوتی ہے حضرت علی مرتضےٰ نے اپنے اس قول میں دین کو اونٹ کے ساتھ تشبیہ دے کر فرمایا کہ دین نے سینہ رکھ دیا یعنے دین کو کمال اطمینان و راحت حاصل ہوئی جس سے

رضی اللہ عنہ علی سریرہ فتکنفہ
الناس یدعون ویصلون قبل
ان یرفع وانا فیہم فلم یرعنی
الا رجل اخذ منکبی فاذا
علی رضی اللہ عنہ فترحم
علی عمر وقال ما خلفت احدا
احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ
منک وایم اللہ ان کنت لاظن
ان یجعلک اللہ مع صاحبیک
وحسبت انی کنت کثیرا اسمع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ذہبت انا وابوبکر وعمر
ودخلت انا وابوبکر وعمر و
اخرج احمد عن نافع عن ابن
عمر قال وضع عمر بن الخطاب
بین المنبر والقبر فجاء علی
بن ابی طالب حتی قام بین
یدی الصفوف فقال ہو ہذا
ثلاث مرات ثم قال رحمۃ اللہ
علیک ما من خلق اللہ احد
احب الی من ان القاہ بصحیفتہ
بعد صحیفۃ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من ہذا المسجی
علیہ ثوبہ و اخرج احمد
عن عون بن ابی جحیفۃ عن
ابیہ قال کنت عند عمر و
ہو مسجی ثوبہ قد قضی نحبہ فجاء
علی فکشف الثوب عن وجہہ ثم قال
رحمۃ اللہ علیک ابا حفص فو اللہ

رضی اللہ عنہ (غسل وتکفین کے بعد) چارپائی پر رکھے گئے تو قبل
اس کے کہ اُن کا جنازہ اُٹھایا جائے (چاروں طرف سے) لوگوں نے
اُنھیں گھیر لیا سب اُن کے لئے دُعائے رحمت کرتے تھے اور میں
بھی اُن لوگوں میں تھا (اس وقت) یکایک اچانک کسی نے (پیچھے
سے آکر میرے) دونوں شانے پکڑ لئے میں نے دیکھا تو وہ حضرت
علی رضی اللہ عنہ تھے اُنھوں نے حضرت عمرؓ کے لئے دُعا کی اور
(بکمال حسرت وافسوس) فرمایا کہ (اے عمرؓ!) آپ نے اپنے بعد کسی
ایسے شخص کو نہ چھوڑا کہ اُس کے جیسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے
ملنا آپ (کے اعمالنامہ) سے زیادہ مجھے محبوب ہو قسم خدا کی مجھے
یہی خیال تھا کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کردیگا
کیونکہ میں اکثر (اوقات) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا کہ
آپؐ فرماتے تھے میں گیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور میں داخل ہوا
اور ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور میں نکلا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ (غرض کہ
ہر کام میں آپؐ دونوں کو اپنے ساتھ شریک کرلیا کرتے تھے) اور [٢٢]
(امام) احمدؒ نے نافع سے اُنھوں نے (عبداللہ) بن عمرؓ سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب لوگوں نے حضرت عمر بن خطابؓ کے جنازے
کو (نماز پڑھنے کے لئے) منبر اور قبر (نبویؐ) کے درمیان رکھا تو
حضرت علی بن ابی طالب تشریف لائے اور صفوں کے درمیان کھڑے
ہوئے اور فرمایا کہ یہ وہی ہیں، اس کلمہ کو تین بار فرمایا پھر فرمایا
(اے عمرؓ!) آپ پر خدا کی رحمت (نازل) ہو (اے لوگو!) خلق اللہ
میں سے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمالنامہ کے بعد اس
شخص کے اعمالنامہ سے زیادہ جو کپڑوں میں ڈھکا ہوا ہے کسی
دوسرے کے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا محبوب نہ تھا
اور [٢٣] (امام) احمدؒ نے عون بن ابی جحیفہ سے اُنھوں نے اپنے
والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمرؓ کے (جنازے
کے) پاس تھا اُن کو بعد وفات کے چادر اُڑھا دی گئی تھی کہ
اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کے مُنہ پر سے
کپڑا ہٹایا پھر فرمایا کہ اے ابوحفصؓ! آپ پر خدا کی رحمت ہو قسم
خدا کی کہ اس شخص سے زیادہ جو چادر اوڑھے ہوئے لیٹا ہے

ما بقی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم احد احبّ الیّ ان القی اللہ بصحیفتہ
منک واخرج الحاکم عن سفیان بن
عیینہ عن جعفر بن محمد عن
ابیہ عن جابر بن عبد اللہ انّ علیاً
دخل علی عمر وھو مسجی فقال صلی
اللہ علیک ثم قال ما من الناس
احد احبّ الیّ ان القی اللہ بما فی
صحیفتہ من ھذا المسجی واخرج محمد
فی کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ عن
محمد بن علی مرسلا نحوا من ذلک
اما بیان آنکہ ہر کہ مرتضی را تفضیل دہد بر
شیخین مبتدع است ومستحق تعزیر فقد
اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن الحکم
بن جحل قال قال علیؓ لا یفضلنی
احدٌ علی ابی بکر وعمر الا جلدتہ
حدّ المفتری قال ابو القاسم الطلحی
فی کتاب السنۃ له[له] اخبرنا ابو بکر
بن مردویہ قال حدثنا سلیمان بن
احمد حدثنا الحسن بن منصور الرمانی حدثنا
داؤد بن معاذ حدثنا ابو سلمۃ العتکی
عبد اللہ بن عبد الرحمن عن سعید بن ابی عروبۃ
عن منصور بن المعتمر عن علقمۃ قال بلغ علیاً
ان اقواما یفضلونہ علی ابی بکر وعمر
فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ایھا الناس انہ
بلغنی ان قوما یفضلونی علی ابی بکر وعمر ولو کنت
تقدمت فیہ لعاقبت فیہ فمن سمعتہ بعد ھذا الیوم یقول
ھذا فھو مفتر علیہ حدّ المفتری ثم قال

کوئی ایسا نہیں ہے جس کے ایسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا مجھے
محبوب ہو۔ اور حاکمؒ نے سفیان بن عیینہ سے انھوں نے جعفر (صادق)
بن محمد (باقر) سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت جابرؓ
سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے (جنازہ) کے پاس گئے
اس حال میں کہ ان کے جسم پر کپڑا پڑا ہوا تھا حضرت علیؓ نے کہا اللہ
آپ پر رحمت نازل کرے اس کے بعد فرمایا (اے لوگو!) اب کوئی ایسا
نہیں ہے کہ اس کے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ملنا اس چادر پوش کے
اعمالنامہ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور (امام) محمدؒ نے کتاب الآثار
میں (امام) ابو حنیفہؒ سے انھوں نے محمد بن علی (یعنی امام باقرؒ)
سے بطور مرسل مثل روایت گزشتہ کے نقل کیا ہے [جو شخص علی مرتضیٰ
کو شیخینؓ پر فضیلت دے اس کا (بقول علی مرتضیٰ) بدعتی و مستحق
تعزیر ہونا] ابو عمرؒ نے استیعاب میں حکم بن جحل سے روایت کرکے
بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے جو شخص مجھے ابو بکرؓ اور
عمرؓ پر فضیلت دے گا میں اس کو مفتری کی حد (یعنی اسّی دُرّہ)
ماروں گا۔ ابو القاسم طلحی اپنی (کتاب) کتاب السنہ میں کہتے ہیں
کہ ہمیں ابو بکر بن مردویہ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے سلیمان بن
احمد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حسن بن منصور رمّانی نے بیان
کیا وہ کہتے تھے ہم سے داؤد بن معاذ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے
ابو سلمہ عتکی یعنے عبد اللہ بن عبد الرحمن نے سعید بن ابی عروبہ سے
انھوں نے منصور بن معتمر سے انھوں نے علقمہ سے روایت کرکے
بیان کیا کہ حضرت علیؓ کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرت ابو بکرؓ
اور حضرت عمرؓ سے افضل جانتے ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ
کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ بعضے
لوگ مجھے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دیتے ہیں اور
اگر (مجھے پہلے کبھی یہ خبر مل چکی ہوتی اور) میں اس کی ممانعت
کا اعلان دے چکا ہوتا (اس کے بعد آج پھر مجھے یہ خبر ملتی) تو
میں اس پر سزا دیتا لہٰذا آج کے بعد اگر میں یہ بات کسی سے سنوں گا
تو وہ کہنے والا مفتری ہے اس پر مفتری کی حد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ

[له] مرسل اس روایت کو کہتے ہیں جس میں تابعی نے اس صحابی کا نام نہ ذکر کیا ہو جس سے روایت سنی۔

انّ خیر ھٰذہ الامّۃ بعد نبیّھا ابو بکر ثمّ عمر ثمّ اللہ اعلم بالخیر بعدُ قال و فی المجلس الحسنُ بنُ علیّ فقال واللہ لو سمّی الثالث لسمّٰی عثمانَ واخرج ابو القاسم عن عبد خیر صاحب لواء علیّ ان علیًّا قال الا اُخبِرُکم باوّل من یدخل الجنّۃ من ھٰذہ الامّۃ بعد نبیّھا فقیل لہ بلیٰ یا امیر المؤمنین قال ابو بکر ثم عمر قیل فتدخلانھا قبلک یا امیر المؤمنین فقال علی ای والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لیدخلانھا و انی لمع معاویۃ موقوف فی الحساب وَمما یدلّ علیٰ بشارتھما بالجنّۃ من حدیثہ اخرج البخاری من حدیث الحسن بن محمّد بن علی انہ سمع عبید اللہ بن ابی رافع کاتب علیّ عن علیّ انّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال فی قصّۃ حاطب بن ابی بلتعۃ انّہ قد شھد بدرا ومایدریک لعلّ اللہ اطّلع علیٰ اھل بدرٍ فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وَمما یدلّ علیٰ کونھما من السّابقین المقرّبین من حدیثہ اخرج الترمذی عن علیّ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان لکلّ نبیّ سبعۃ نُجَبَاء رُقباء واعطیت اربعۃ عشرَ قلنا من ھو قال انا وابنایَ وجعفر وحمزۃ وابو بکر وعمر ومصعب بن عمیر وبلالٌ

اس امت کے بہترین اشخاص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر پھر عمرؓ ہیں ان کے بعد اللہ جانے بہترین امت کون ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اُس مجلس میں حضرت حسن بن علیؓ تھے وہ فرماتے تھے کہ اگر حضرت علیؓ تیسرے شخص کا نام لیتے تو ضرور حضرت عثمانؓ کا نام لیتے۔ اور[۲۸] ابو القاسمؒ نے حضرت علیؓ کے علمبردار یعنے عبد خیر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمھیں اُس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو اس امت میں نبی کے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ اس پر کسی نے کہا ہاں اے امیر المومنینؓ (ہمیں ضرور آگاہ فرمائیے) حضرت علیؓ نے فرمایا (وہ) ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ۔ کسی نے کہا اے امیر المومنینؓ! کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں قسم اُس ذات کی جس نے دانہ سے درخت نکالا اور روح کو پیدا کیا بیشک یہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے اس حال میں کہ میں معاویہ کے ساتھ (موقف) حساب میں رُکا ہوا ہوں گا۔ [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جو شیخینؓ کے جنتی ہونے کی بشارت پر دلالت کرتی ہے] بخاری[۲۹] نے بروایت حسن بن محمد بن علی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعہ[۱] میں فرمایا کہ وہ (یعنے حاطب) جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ اہل بدر کے انجام سے مطلع ہے اور اُس نے فرمادیا کہ (اے اہل بدر) جو چاہو کرو میں نے تمھیں بخش دیا۔ [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جو شیخینؓ کے سابقین مقربین ہونے پر دلالت کرتی ہے] ترمذی[۳۰] نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے سات نُجباء اور رُقباء ہوتے ہیں مگر مجھے چودہ (نجباء اور رُقباء) عطا ہوئے ہیں۔ ہم لوگوں نے (حضرت علیؓ سے) پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا کہ میں اور میرے دونوں بیٹے (حسنؓ اور حسینؓ) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیر اور بلالؓ

[۱] وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت حاطبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ جہاد مکہ سے اہل مکہ کو مطلع کرنا چاہا ایک خط انھیں لکھا بذریعہ وحی حضرتؐ کو معلوم ہوگیا اور انکا قاصد اثنائے راہ سے گرفتار کرکے واپس کرلیا گیا حضرت عمرؓ کو یہ فعل حضرت حاطبؓ کا بہت ناگوار گزرا اور اُنھوں نے عرض کیا کہ حکم ہو تو اس منافق کی گردن ماردیجائے حضرتؐ نے فرمایا نہیں حاطب اہل بدر سے ہیں انہ

وسلمان وعمار وعبد الله بن مسعود وابوذر والمقداد اما استدلال بر خلافت شیخینؓ از جہت معاملہ منتظر الامارة من حدیثہ اخرج الحاکم عن ابی اسحق عن زید بن یثیع عن علی قال قیل یا رسول الله من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابابکر تجدوہ هادیا امینا زاهدا فی الدنیا راغبا فی الاخرة وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی الله لومة لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ هادیا مهدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم واما استدلال بر خلافت شیخینؓ از جہت تعریض جلی من حدیثہ واخرج الترمذی من حدیث ابی حیان التیمی عن ابیه عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رحم الله ابابکر زوجنی ابنته وحملنی الی دار الهجرة واعتق بلالا من ماله رحم الله عمر یقول الحق وان کان مرا ترکه الحق وماله صدیق رحم الله عثمان تستحییه الملائکة رحم الله علیا اللهم ادر الحق معه حیث دار اما استدلال بر خلافت صدیق از جہت تفویض امامت صلوٰۃ باو فاخرج ابو عمر فی الاستیعاب

اور سلمانؓ (فارسی) اور عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ (رضی اللہ عنہم اجمعین) [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جس سے شیخینؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے (کہ اس میں) شیخینؓ کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ مذکور ہے] حاکم نے ابواسحق سے انھوں نے زید بن یثیع سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپؐ کے بعد کسے سردار بنائیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تم ابوبکرؓ کو سردار بناؤگے تو تم انھیں ہدایت کرنے والا اور امانت دار دنیا سے بے پروا آخرت کی جانب رغبت کرنے والا پاؤگے اور اگر تم عمرؓ کو سردار بنالوگے تو تم انھیں (ایک ایسا) قوی امانت دار پاؤگے (کہ جو اللہ کے حقوق بجالانے) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور اگر تم علیؓ کو سردار بناؤگے اور میں نہیں جانتا کہ تم (ان دونوں کی موجودگی میں) ایسا کروگے تو ان کو (بھی ایک شخص ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ پاؤگے) تم سب کو راہ مستقیم پر چلائیں گے [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جس سے شیخینؓ کی خلافت پر بوجہ تعریض جلی کے استدلال کیا جاتا ہے] ترمذی نے بروایت ابوحیان تیمیؒ اُن کے والد سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے ابوبکرؓ پر (انھوں نے بڑے بڑے کام کئے ہیں) مجھے اپنی بیٹی بیاہ دی اور مجھے دار ہجرت (یعنی مدینہ) تک سوار کرلائے اور بلالؓ کو اپنے مال سے (خرید کرکے) آزاد کیا۔ اللہ رحم فرمائے عمرؓ پر سچ کہتے ہیں اگرچہ وہ تلخ ہو ان کو حق (بات بولنے) نے اس حال پر پہنچادیا کہ حق (بولنے) کے سبب کوئی ان کا دوست نہ رہا۔ اللہ رحم فرمائے عثمانؓ پر (وہ ایسے باحیا ہیں کہ) جن سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے علیؓ پر، خداوندا! جس طرف وہ پھریں ان کے ساتھ حق کو (بھی) اسی جانب پھیر دے۔ [حضرت صدیقؓ کی خلافت پر تفویض امامت نماز سے (حضرت علیؓ کا) استدلال کرنا] ابوعمرؓ نے استیعاب میں

---

۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہوچکا تھا کہ مسلمانوں کا اتفاق شیخینؓ کے ہوتے ہوئے کسی اور کی خلافت پر نہ ہوگا جیسا کہ صحیحین کی ایک دوسری حدیث سے مضمون واضح ہے اس لئے آپؐ نے ایسا فرمایا۔ ۲ بوقت سفر ہجرت سواری کا بندوبست حضرت صدیقؓ ہی کے انتظام و اہتمام سے ہوا تھا۔

عن الحسن البصری عن قیس بن عباد قال قال لی علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض لیالی و ایاما ینادی بالصلوٰۃ فیقول مروا ابابکر یصلی بالناس فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظرت فاذا الصلوٰۃ علم الاسلام وقوام الدین فرضینا للدنیا من رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لدیننا فبایعنا ابابکر و اما ثنائہ علی الصدیق بعد موتہ ذکر ابوعمر فی ترجمۃ أسید بن صفوان انہ ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وروی عن علی حدیثا حسنا فی ثنائہ علی ابی بکر یوم مات رواہ عمر بن ابراھیم بن خالد عن عبد الملک بن عمیر عن أسید بن صفوان وکان قد ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما قبض ابوبکر رحمہ اللہ وسجی بثوب ارتجت المدینۃ بالبکاء ودھش القوم کیوم قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی بن ابی طالب مسرعا باکیا مسترجعا حتی وقف علی باب البیت فقال رحمک اللہ یا ابابکر وذکر الحدیث بطولہ ثم وجدت ھذا الحدیث فی الریاض النضرۃ وھذا لفظہ عن أسید بن صفوان

حسن (بصری) سے روایت کیا ہے وہ قیس بن عبادؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی تھیں کہ جب اذان ہوتی تو آپ فرماتے کہ (اے لوگو) ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے اس امر پر نظر کی کہ نماز اسلام کی علامت ہے اور دین کا ستون ہے لہٰذا (جب ابوبکر اس میں ہمارے امام ہو چکے تو) ہم سب نے اپنے دنیا کے (سردار ہونے کے) لئے اس شخص کو پسند کرلیا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کی (سرداری کے) لئے پسند فرمایا تھا پس (بلا تکلف) ہم سب نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ [حضرت علی مرتضےٰ کا حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد اُن کی تعریف کرنا] ابوعمرؓ نے حضرت اسید بن صفوان کے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت اسیدؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے زمانہ) کو پایا ہے اور ایک حدیث[1] حسن حضرت علیؓ سے حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف میں روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے جس دن حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی ہے وہ حدیث بیان کی تھی (وہ حدیث حسب ذیل ہے) عمر بن ابراہیم بن خالد نے عبد الملک بن عمیرؓ سے اُنھوں نے اسید بن صفوان سے روایت کیا ہے اور اسید نے عہدِ نبوی کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر رحمہ اللہ نے وفات پائی اور اُن پر چادر اُڑھادی گئی تو (اُن کی موت کے سبب) سارا مدینہ رونے (کی آواز) سے گونج اُٹھا اور تمام لوگ (شدتِ غم سے) ایسے مدہوش ہوئے جیسے اُس دن مدہوش ہوئے تھے جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا (اس حادثہ کی خبر پاکر) حضرت علی بن ابی طالب تیز رفتاری سے چلتے ہوئے روتے ہوئے اِنّا للہ کہتے ہوئے تشریف لائے اور دروازہ پر ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا اے ابوبکرؓ! خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے پھر پوری حدیث ذکر کی [پھر میں نے (کتاب) ریاض النضرہ میں یہی حدیث پائی جسکے الفاظ یہ ہیں] اسید بن صفوان

[1] حدیث حسن اصطلاح محدثین میں وہ حدیث ہے جس کی سند حدیث صحیح کی سند سے قوت میں کم مگر ضعیف سے بالاتر ہو۔

وكان قد ادرك النبي صلى الله
عليه وسلم قال لما قبض
ابوبكر سجي عليه وارتجت المدينة
بالبكاء عليه كيوم قبض رسول الله
صلى الله عليه وسلم فجاء علي
مسترجعا وهو يقول اليوم انقطعت
خلافة النبوة حتى وقف على
باب البيت الذي فيه ابوبكر
وهو مسجى فقال يرحمك الله
يا ابابكر كنت الف رسول الله
صلى الله عليه وسلم وانسه
ومسترجعه وثقته وموضع سره
ومشاورته كنت اول القوم
اسلاما واخلصهم ايمانا واشدهم
يقينا واخوفهم لله واعظمهم غناء
في دين الله واحوطهم على رسول
الله صلى الله عليه وسلم واحدبهم
على الاسلام وايمنهم على اصحابه
واحسنهم صحبة واكثرهم مناقب
وافضلهم سوابق وارفعهم درجة
واقربهم وسيلة واشبههم
برسول الله صلى الله عليه وسلم
هديا وسمتا ورحمة وفضلا
واشرفهم منزلة واكرمهم عليه
واوثقهم عنده فجزاك الله
عن الاسلام خيرا وعن رسوله
خيرا كنت عنده بمنزلة السمع
والبصر صدقت رسول الله
صلى الله عليه وسلم حين

سے روایت کی ہے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا وہ
کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رض نے انتقال فرمایا تو ان پر ایک چادر
اُڑھادی گئی اور مدینہ (رونے والوں کی) آواز سے گونج اُٹھا جیسا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن (رونے والوں
کی آواز سے) گونج اُٹھا تھا۔ پھر حضرت علی رض تشریف لائے اس حال
میں کہ آپ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے جاتے تھے اور یہ
کہتے جاتے تھے کہ آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ آپ
اس مکان کے دروازہ پر جس میں حضرت ابوبکر رض رہتے تھے (پہنچ کر)
ٹھہر گئے اور حضرت ابوبکر رض (کے جسمِ اطہر) پر ایک چادر پڑی تھی پھر
حضرت علی رض نے فرمایا کہ اے ابوبکر رض! آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے دوست تھے اور آپ اُن کے مونس تھے اور آپ اُن کے مرجع
و معتمد تھے اور آپ اُن کے رازدار اور مشورہ دینے والے تھے۔ آپ
سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ خالص الایمان تھے اور
سب سے زیادہ مضبوط یقین کے تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے
تھے اور سب سے زیادہ اللہ کے دین کے لئے نافع تھے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت میں سب سے فائق تھے اور سب سے
زیادہ اسلام پر شفقت کرنے والے تھے اور اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت بابرکت تھے اور سب سے زیادہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حقِ رفاقت ادا کرنے والے تھے
اور سب سے زیادہ مناقب میں اور سب سے افضل سوابقِ اسلامیہ میں
اور سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ (بارگاہِ رسالت میں) مقرب
اور سب سے زیادہ روش اور عادت اور مہربانی اور بزرگی میں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور سب میں مرتبہ کے لحاظ
سے اشرف تھے اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک باعزت تھے اور سب سے زیادہ آپ کے نزدیک قابلِ وثوق تھے
اللہ تعالےٰ آپ کو اسلام کی طرف سے اور اپنے رسول کی طرف
سے جزائے خیر عطا فرمائے (اے ابوبکر رض!) آپ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے آپ نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس وقت کی تھی جب تمام لوگ اُنکی

كذّبه الناس فسمّاك الله عزّ و جلّ في تنزيله صديقًا فقال وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ الذي جاء بالصدق محمّدٌ صلى الله عليه وسلم وصدق به ابوبكر واسيته حين بخلوا و قمت به عند المكاره حين عنه قعدوا وصحبته في الشدّة اكرم الصّحابة ثاني اثنين وصاحبه في الغار المنزّل عليه السّكينة والوقار ورفيقه في الهجرة وخليفته في دين الله وامّته احسنت الخلافة حين ارتدّ النّاس وقمت بالامر ما لم يقم به خليفة نبيّ فنهضت حين وهن اصحابك وبرزت حين استكانوا وقويت حين ضعفوا ولزمت منهاج رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ همّوا كنت خليفةً حقًّا لم تنازع و لم تصدع برغم المنافقين وكبت الكافرين وكره الحاسدين وغيظ الباغين وقمت بالامر حين فشلوا وثبتّ اذ تتعتعوا ومضيت بنور الله اذ وقفوا فاتّبعوك فهدوا و كنت اخفضهم صوتًا واعلاهم فوقًا و امثلهم كلامًا واصوبهم منطقًا و اطولهم صمتًا و ابلغهم قولًا

تکذیب کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام صدیق رکھا۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ (ترجمہ:۔ اور وہ شخص جو سچ کو لایا اور وہ شخص جس نے اُس کی تصدیق کی) سچ کو لانے والے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔ (اے ابوبکرؓ!) آپ نے رسولِ خدا کی (اپنے جان و مال سے) غمخواری اُس وقت کی جب کہ اور لوگ (مال سے) بخل کرتے تھے اور آپ نے حضرتؐ کی رفاقت مصائب کے وقت کی جب کہ اور لوگ آپؐ (کی اعانت) سے بیٹھ رہے تھے اور آپ نے سختی کے زمانہ میں اُن کی صحبت اختیار کی آپ صحابہ میں سب سے مکرّم (مصداق) ثانی اثنین۔ اور غار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ساتھی تھے جن پر (خدا کی طرف سے) سکینہ اور وقار اُتارا گیا۔ اور آپ ہجرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور خدا کے دین میں اور اُمت میں اُن کے خلیفہ (تھے) آپ نے فرائض خلافت کو خوب (ادا) کیا اور اُس وقت آپ نے وہ کام کیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہ کیا تھا آپ مستعد رہے جب کہ آپ کے ساتھی سستی ظاہر کرتے تھے اور آپ میدان میں آگئے جب کہ وہ چھپ رہنا چاہتے تھے اور آپ قوی رہے جب کہ وہ ضعف ظاہر کرنے لگے اور آپ نے طریقۂ رسول کو مضبوط پکڑا جب کہ وہ لوگ اِدھر اُدھر بھٹکنے لگے تھے۔ آپ کی خلافت منافقوں کی ذلّت کافروں کی ہلاکت حاسدوں کی ناگواری باغیوں کی ناخوشی کا سبب تھی۔ اور آپ اس وقت امرِ حق کے اجراء میں قائم ہوئے ہیں جب کہ اور لوگوں نے ہمتیں پست کردی تھیں۔ اور آپ ثابت (قدم) رہے جب کہ اور لوگوں میں تردّد پیدا ہوا اور آپ نورِ الٰہی کے ساتھ (خطرناک راستوں سے) گزر گئے جب کہ اور لوگ توقف پذیر ہوئے تھے پھر (آپ کو راہ پر دیکھ کر) سب نے آپ کی پیروی کی اور سب نے راہ پائی اور آپ آواز میں سب سے پست تھے (کسی کو سختی و درشتی کے ساتھ جھڑکتے نہ تھے) اور فوقیت (مراتب) میں سب سے برتر تھے۔ اور آپ کلام کرنے میں سب سے بہتر تھے۔ اور آپ کی گفتگو سب کی (گفتگو) سے زیادہ ٹھیک ہوتی تھی اور آپ کی خاموشی سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور آپ کا قول سب سے

واشجعهم نفساً واعرفهم بالامور
واشرفهم عملاً كنت والله للدين
يعسوباً اولاً حين نفر عنه
الناس واخراً حين اقبلوا كنت
للمؤمنين اباً رحيماً حتى صاروا
عليك عيالاً فحملت اثقال
ماضعفوا ورعيت ما اهملوا و
حفظت ما اضاعوا وعلمت ما
جهلوا وشمرت اذ خفضوا وصبرت
اذ جزعوا فادركت اوتار
ما طلبوا وراجعوا رشدهم برأيك
فظفروا ونالوا بك مالم يحتسبوا
كنت على الكافرين عذاباً صباً ولهباً
وللمؤمنين رحمة وانساً و
حصناً فطرت والله بعبابها و
فزت بحبابها وذهبت بفضائلها
وادركت سوابقها ولم تفلل
حجتك ولم تضعف بصيرتك
ولم تجبن نفسك ولم يزغ
قلبك ولم تخر كنت كالجبل
الذي لا تحركه القواصف
ولا تزيله العواصف و
كنت كما قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم امن
الناس علينا في صحبتك وذات
يدك وكنت كما قال ضعيفاً في بدنك قوياً
في امر الله متواضعاً في نفسك عظيماً عند
الله جليلاً في اعين الناس كبيراً في
انفسهم لم يكن لاحد فيك مغمز ولا

بلیغ ہوتا تھا اور آپ کا دل سب سے زیادہ شجاع تھا۔ اور سب سے زیادہ
امور (دینی و دنیوی) کے پہچاننے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب
میں اشرف تھے (اے صدیق رض) قسم خدا کی آپ دین کے سردار تھے
ابتداء میں بھی جب کہ لوگ دین سے بھاگے تھے اور آخر میں بھی جبکہ
لوگ (دین کی جانب) متوجہ ہوئے آپ مسلمانوں کے مہربان باپ تھے
یہاں تک کہ سب مسلمان آپ کے بال بچے ہو گئے۔ اور جس بار کے اٹھانے
سے وہ ضعیف تھے وہ بار آپ نے (اپنے سر پر) اٹھا لیا اور جو امور اُن سے
فروگزاشت ہوئے تھے آپ نے اُن کی نگہداشت کی اور جس کو انھوں نے
ضائع کیا آپ نے اس کی حفاظت کی اور جس بات سے وہ جاہل رہے آپ نے
اُسے جان لیا اور جس وقت وہ (اجراء امور دین میں) سست ہو گئے تو
آپ (اُن کاموں میں کمر باندھ کر) مستعد ہو گئے اور جب وہ لوگ گھبرائے
تو آپ نے صبر (و استقلال) سے کام لیا پس اُن کے مطالب کے قصور کو
معلوم کر لیا اور وہ آپ کی رائے سے اپنے مقاصد کی طرف راہ یاب ہوئے
تو اُنھوں نے اپنی مراد کو پایا اور آپ کے سبب سے (اُن مدارج علیا کو) پہنچے کہ
جس کا اُنھیں گمان ہی نہ تھا (اے ابوبکر رض) آپ کافروں پر (تو) عذاب
آسمانی اور (غضب الٰہی کی) آگ تھے اور ایمانداروں کے لئے (خدا کی)
رحمت اور اُنس اور (ایک مضبوط) قلعہ تھے پس (ان محامد و کمالات
کے سبب) آپ اس خلافت (کے دریا) میں داخل ہوئے اور انتہا تک
پہنچ گئے اور اُس کے فضائل حاصل کر لئے اور اُس کے سوابق پائے اور
(باوجودیکہ یہ کام مشکل تھا مگر) آپ کی حجت نے کمی نہ کی اور آپ کی بصیرت
ضعیف نہ ہوئی اور آپ کے دل نے بزدلی نہ کی اور آپ کا قلب نہ گھبرایا اور
آپ (خلافت میں آ کر) حیران نہیں ہوئے آپ مثل پہاڑ کے تھے جسے
بادل کا گرجنا اور تیز آندھیاں اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں اور اے
ابوبکر رض درحقیقت) آپ موافق ارشاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے اپنی رفاقت اور مال سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پر احسان کرنے والے تھے اور نیز حسب ارشاد نبوی آپ اپنے
بدن میں ضعیف تھے مگر خدا کے کام میں قوی تھے منکسر النفس تھے مگر خدا
کے نزدیک باعظمت تھے۔ لوگوں کی نظروں میں جلیل (القدر) تھے اُن
کے دلوں میں بزرگ تھے کسی شخص کو آپ پر موقع نہ ملتا تھا اور نہ

لقائل فيك مهمز ولا لأحد
فيك مطمع ولا لمخلوق عندك
هوادة الضعيف الذليل عندك
قوي عزيز حتى تأخذ بحقه
والقوي عندك ضعيف ذليل حتى
تأخذ منه الحق القريب والبعيد
عندك في ذلك سواء اقرب
الناس اليك اطوعهم لله واتقاهم
له شانك الحق والصدق والرفق
قولك حكم وحتم وامرك حلم و
حزم ورأيك علم وعزم فاقلعت
وقد نهج السبيل وسهل العسير
واطفئت النيران واعتدل بك
الدين وقوي بك الايمان وثبت
الاسلام والمسلمون وظهر امر الله
ولو كره الكافرون فسبقت والله
سبقا بعيدا واتعبت من بعدك
اتعابا شديدا وفزت بالخير
فوزا مبينا فجللت عن البكاء
وعظمت رزيتك في السماء و
هدت مصيبتك الانام فانا
لله وانا اليه راجعون رضينا
عن الله قضاءه وسلمنا له امره فوالله
لن يصاب المسلمون بعد رسول
الله صلى الله عليه وسلم بمثلك
ابدا كنت للدين عزا وحرزا و
كهفا وللمؤمنين فئة وحصنا وغيثا و
على المنافقين غلظة وغيظا فالحقك
الله نبيك صلى الله عليه وسلم ولا حرمنا

کوئی گرفت کرنے والا آپ میں عیب نکال سکتا تھا اور نہ کوئی آپ سے
(خلافِ حق) کی طمع کر سکتا تھا اور نہ کسی کی آپ کے یہاں (ناجائز) رعایت
تھی (جو) ضعیف و ذلیل تھا وہ آپ کے نزدیک قوی غالب تھا یہاں
تک کہ اس کا حق دلا دیتے تھے اور قوی (ظالم) آپ کے نزدیک ذلیل
تھا یہاں تک کہ آپ اس سے حقدار کا حق لے لیتے تھے اس بارہ میں
قریب و بعید آپ کے نزدیک یکساں تھے سب سے زیادہ مقرب آپ کے
یہاں وہ تھا جو اللہ کا بڑا مطیع اور اُس سے بڑا ڈرنے والا تھا آپ
کی شان حق (کام کرنا) اور سچ بولنا اور نرمی کرنا تھی۔ آپ کی بات
(لوگوں کے لئے) حکم اور قطعی (حکم) تھی اور آپ کا کام سراسر حلم و
ہوشیاری تھا۔ آپ کی رائے علم اور عزم (مصمم) تھی آپ نے جب
(ہم سے) مفارقت کی تو (ہم کو اس حال میں چھوڑا) کہ راہ صاف
تھی اور دشواریاں آسان ہو گئی تھیں اور (ظلم و تعدی کی)
آگ بجھ گئی تھی اور آپ (کی ذات) سے ایمان قوی ہو گیا تھا اور
اسلام و مسلمان ثابت قدم ہو گئے تھے۔ اور خدا کا حکم ظاہر ہو گیا
تھا اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرا۔ پس خدا کی قسم (اے ابوبکرؓ) آپ
(اوصافِ حسنہ میں سب سے) بڑھ گئے اور بہت دور پہنچے اور آپ نے
اپنے بعد کے لوگوں کو سخت تعب (و تکلیف) میں ڈالا (کیونکہ امورِ
خلافت میں آپ کی جیسی کوئی شخص کوشش نہیں کر سکتا) اور واضح
طور پر خیر تک پہنچے اب آپ نے (اپنی وفات کے صدمہ سے سب کو)
رونے (اور غم کرنے) میں مبتلا کیا۔ آپ کی مصیبتِ (وفات)
آسمان میں بڑی باعظمت ہے اور آپ کے (فراق) کی مصیبت نے
لوگوں کو شکستہ (دل) اور ویران خاطر کر دیا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ
رَاجِعُونَ۔ ہم اللہ سے اس کے حکم پر راضی ہوئے اور اس کا کام
اسی کے سپرد کیا قسم خدا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد کبھی مسلمان آپ کے جیسے شخص (کی وفات) کی مصیبت نہ اٹھائیں گے
آپ دین کی عزت اور دین کی حفاظت اور دین کی پناہ تھے اور
مسلمانوں کے مرجع و ماوی اور ان کے فریادرس تھے اور منافقوں
پر سخت اور (ان کے) غصہ (کا سبب) تھے اللہ آپ کو آپ کے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا دے اور ہمیں آپ کے (غم میں صبر کرنے کے)

اجرك ولا اَضَلَّنَا بعدك فانّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ ط قال وسكت الناس حتى انقضى كلامه ثم بكوا حتى علت اصواتهم وقالوا صدقت ياختن رسول الله صلى الله عليه وسلم اما تبريته على نفسه من قتل عثمان و الشهادة على فضله فقد اخرج الحاكم من طريقين من حديث هارون بن اسمٰعيل الخزاز عن قرة بن خالد عن قيس بن عباد قال سمعت عليًا رضى الله عنه يوم الجمل يقول اللهم انى ابرأ اليك من دم عثمان ولقد طاش عقلى يوم قتل عثمان وانكرت نفسى وجاؤنى للبيعة فقلت والله انى لاستحيى من الله ان ابايع قومًا قتلوا رجلا قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم الا نستحيى ممن يستحيى منه الملئكة و انى لاستحيى من الله ان ابايع وعثمان قتيل الارض لم يدفن بعد فانصرفوا فلما دفن رجع الناس فسألونى البيعة فقلت اللهم انى مشفق مما اقدم عليه ثم جاءت عزيمة فبايعت فلقد قالوا يا امير المؤمنين فكانما صدع قلبى

اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ ط راوی کا بیان ہے کہ سب لوگ (اس تقریر کے وقت) خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے اپنی تقریر ختم کی (اور جب آپ نے یہ تقریر ختم کی تو) پھر سب روئے یہاں تک کہ اُن کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ پھر سب نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد! آپ نے سچ فرمایا۔

[حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے قتل سے اپنی براءت ظاہر فرمانا اور حضرت عثمانؓ کی فضیلت پر شہادت دینا] حاکم نے دو[1] سندوں سے روایت کیا ہے (ایک سند یہ ہے) ہارون بن اسمٰعیل خزاز نے قرہ بن خالد سے انہوں نے قیس بن عباد سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ بروز جنگ جمل فرماتے تھے۔ خداوندا! میں عثمانؓ کے خون سے تیرے سامنے اپنی براءت ظاہر کرتا ہوں اور بیشک جس دن عثمانؓ شہید ہوئے ہیں میری تو عقل زائل ہوگئی تھی اور میں نے اپنے دل کی حالت متغیر پائی میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ خدا کی قسم مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اُس قوم سے بیعت لوں جس نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا جسکے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا ہم اُس شخص سے حیا نہ کریں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور بیشک میں خدا سے شرم کرتا ہوں کہ ئیں (تم سے) بیعت لوں اس حال میں کہ عثمانؓ زمین میں مقتول (پڑے ہوئے) ہیں اور ہنوز دفن نہیں ہوئے (میری اس کہنے سے) وہ لوگ واپس گئے پھر جب حضرت عثمانؓ دفن کردیئے گئے تو وہ لوگ پھر میرے پاس آئے اور مجھ سے بیعت کی درخواست کی میں نے (اپنے دل میں) کہا خدایا میں اس چیز (یعنے خلافت) سے ڈر رہا ہوں جس پر میں (لوگوں کے کہنے سے) جانا چاہتا ہوں (الغرض میں نے بہت پہلو تہی کی) مگر ضرورت درپیش ہوئی اور میں نے (لوگوں سے) بیعت لی پھر لوگوں نے مجھے یا امیر المؤمنینؓ کہا تو گویا میرا دل

[1] اس مضمون کی روایتیں حضرت علیؓ سے کتب شیعہ میں بھی ہیں چنانچہ نہج البلاغۃ قسم دوم صفحہ ۷ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو لکھا تھا کہ ولعمری یا معاویۃ لئن نظرت بعقلك دون هواك لتجدنى ابرأ الناس من دم عثمان ولتعلمن انى كنت فى عزلة منه ترجمہ، قسم اپنی جان کی اے معاویہ! اگر تم اپنی عقل سے غور کرو ہوائے نفسانی کو دخل نہ دو تو تم مجھ کو سب سے زیادہ خونِ عثمانؓ سے بری پاؤ گے اور تم یقین کرلوگے کہ میں اس سے بالکل علیٰحدہ ہوں۔ نیز صفحہ ۱۰۸ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک اعلان تمام ملکوں میں شائع کرایا تھا جس میں اپنے اور اہلِ شام کے جھگڑوں کا نہایت معقول فیصلہ کیا تھا اس اعلان میں ایک مضمون یہ بھی تھا کہ الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ براء یعنے ہمارے اور اہلِ شام کے درمیان میں صرف جھگڑا خونِ عثمانؓ کا تھا مگر ہم اس خون سے بَری ہیں۔

وقلت اللھم خذ منی لعثمان حتی یرضی واخرج الحاکم عن الاوزاعی سمعت میمون بن مھران یذکر ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال ما یسرنی ان اخذت سیفی فی قتل عثمان وان لی الدنیا وما فیھا واخرج الحاکم من حدیث اسماعیل بن ابی خالد عن حصین الحارثی قال جاء علی بن ابی طالب الی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یعودہ وعندہ قوم فقال علی اسکتوا اسکتوا فواللہ لا تسألونی عن شیٔ الا اخبرتکم فقال زید انشدک اللہ انت قتلت عثمان فاطرق علیؓ ساعۃ ثم قال والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ ما قتلتہ ولا امرت بقتلہ واما شھادتہ علی عثمان بانہ من الذین اٰمنوا ثم اتقوا واٰمنوا ثم اتقوا واحسنوا الاٰیۃ وانہ من اھل الجنۃ ممن قال اللہ تعالٰی فیھم ونزعنا ما فی صدورھم من غل الاٰیۃ فقیل اخرج الحاکم من حدیث الحاطبی عبدالرحمن بن محمد عن ابیہ قال لما کان یوم الجمل خرجت انظر فی القتلی قال فقام علیؓ والحسن ابن علی وعمار بن یاسر ومحمد بن ابی بکر و زید بن صوحان یدورون فی القتلی

(اس کلمے کے سُننے سے) پاش پاش ہوتا تھا اور میں نے (بارگاہِ الٰہی میں بکمالِ عجز وزاری) کہا کہ خداوندا! مجھ سے عثمانؓ کا بدلہ لیلے یہاں تک کہ وہ راضی ہوجائیں۔ اور حاکمؒ نے اوزاعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے میمون بن مہران سے سُنا وہ ذکر کرتے تھے کہ (حضرت) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے (کبھی) یہ (امر) گوارا نہ ہوتا کہ میں عثمانؓ کے قتل (کرنے) میں اپنی تلوار (اپنے ہاتھ میں) لینا چاہے مجھے (اس کے عوض میں) دنیا وما فیہا (کی دولت وعزت مل جاتی)۔ اور حاکمؒ نے بروایتِ اسماعیل بن ابی خالد حصین حارثی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بغرضِ عیادت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اُس وقت اُن کے پاس اور لوگ بھی تھے (اور حضرت عثمانؓ کا کچھ ذکر کر رہے تھے) حضرت علیؓ نے فرمایا سب خاموش رہو، سب خاموش رہو خدا کی قسم تم مجھ سے جس چیز کی متعلق سوال کروگے میں تمہیں جواب دوں گا۔ زیدؓ نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں (یہ تو فرمایئے) کیا آپ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے (یہ سُنکر) حضرت علیؓ کچھ دیر تک سر جُھکائے (خاموش) رہے پھر فرمایا قسم اللہ پاک کی جس نے دانہ سے درخت نکالا اور روح کو پیدا کیا کہ میں نے اُن کو قتل نہیں کیا اور نہ کسی کو اُن کے قتل کا حکم دیا (یا اشارہ کیا) {حضرت علیؓ کا اس امر پر شہادت دینا کہ حضرت عثمانؓ (بمصداق آیۂ کریمہ) اُن لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے پھر (خدا سے) ڈرے اور ایمان لائے پھر (خدا سے) ڈرے اور اچھے کام کئے۔ تا آخر آیت اور یہ کہ حضرت عثمانؓ اہلِ جنّت سے ہیں یعنے اُن لوگوں میں سے کہ جن کی شان میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ نزعنا ما فی صدورھم من غل الاٰیۃ (ترجمہ:۔ اور ہم نے نکال لیا اُن کے (یعنے اہلِ جنّت کے) دلوں سے کینہ} حاکمؒ نے بروایتِ حاطبی یعنے عبدالرحمٰن بن محمد اُن کے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب جنگِ جمل ہوچکی تو میں مقتولین کو دیکھنے نکلا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ بن علی اور عمار بن یاسرؓ اور محمد بن ابی بکرؓ اور زید بن صوحان مقتولین کی لاشوں کو دیکھتے پھرتے تھے

قال فابصر الحسنُ بن علی قتیلاً مکبوباً علی وجهه فقلبه علی قفاه ثم صرخ ثم قال اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ فرخ قریش والله فقال له ابوه من هو یا بُنَیَّ قال محمد بن طلحة بن عبید الله فقال اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اما والله لقد کان شاباً صالحاً ثم قعد کئیباً حزیناً فقال الحسن یا ابت قد کنتُ انهاك عن هذا السیر فغلبك علی رأیك فلانٌ و فلانٌ قال قد کان ذلك یا بُنَیَّ ولوددتُ لو انّی متُّ قبل هذا بعشرین سنة قال محمد بن حاطب فقمتُ فقلتُ یا امیر المؤمنین انا قادمون المدینة والناس سائلونا عن عثمان فماذا نقول فیه قال فتکلم عمار بن یاسر ومحمد بن ابی بکر فقالا وقالا فقال لهما علیٌّ یا عمار ویا محمد تقولان ان عثمان استأثر و اساء الامرة وعاقبتم والله فاسأتم العقوبة وستقدمون علی حکم عدلٍ یحکم بینکم ثم قال یا محمد بن حاطب اذا قدمت المدینة وسئلت عن عثمان فقل کان والله من الذین اٰمنوا ثم اتقوا ثم اٰمنوا ثم اتقوا و احسنوا

اتنے میں حضرت حسن بن علیؓ نے ایک مقتول کو دیکھا جو سرنگون پڑا تھا، اُسے سیدھا کرکے دیکھا تو ایک چیخ مار کر کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ قسم خدا کی یہ تو قریش کا بچہ ہے (ان کی یہ آواز سُنکر) اُن کے والد (حضرت علیؓ) نے فرمایا کون ہے اے میرے بیٹے! حضرت حسنؓ نے جواب دیا (اے والد بزرگوار! یہ) محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ قسم خدا کی جوان تھا اور (مرد) صالح تھا یہ فرماکر آپ غمگین اور ملول وہاں بیٹھ گئے حضرت حسنؓ نے فرمایا اے والد بزرگوار میں نے تو پہلے ہی آپ کو اس سفر سے منع کیا تھا مگر آپ پر فلاں اور فلاں کی رائے غالب آئی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا (ہاں بیشک) اے بیٹے ایسا ہی ہوا اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ کاش اس (واقعہ کے پیش آنے) سے بیس برس پہلے مرچکا ہوتا۔ محمد بن حاطبؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ اے امیر المؤمنینؓ! ہم لوگ مدینہ جاتے ہیں اور وہاں ہم سے لوگ حضرت عثمانؓ کی بابت سوال کریں گے (کہ وہ کیسے تھے) تو ہم ان کو (اس کا) کیا جواب دیں گے (میرے اس کہنے سے حضرت) عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر آزردہ خاطر ہوئے اور ان دونوں نے (حضرت عثمانؓ کے خلاف) بہت کچھ کہا اس پر حضرت علیؓ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اے عمار اور اے محمد! (کیا)[1] تم کہتے ہو کہ عثمانؓ نے اپنی رائے سے کام لیا اور حکومت بُری طرح کی اور تم نے اس کا بدلہ (ان سے) لیا تو (سُنو) واللہ تم نے بہت بُرا بدلہ لیا اور عنقریب تم ایک حاکم عادل کے روبرو پیش ہوگے جو تمہارے (اور ان کے) درمیان (ٹھیک) فیصلہ کردے گا۔ پھر (محمد بن حاطب سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ اے محمد بن حاطبؓ! جب تم مدینہ میں جاؤ اور تم سے (حضرت) عثمانؓ کی نسبت پوچھا جائے تو تم کہنا کہ خدا کی قسم (حضرت) عثمانؓ اُن لوگوں میں تھے جو[2] ایمان لائے پھر خدا سے ڈرے اور ایمان لائے پھر خدا سے ڈرتے رہے اور نیک کام

[1] لفظ کیا جو اردو زبان میں حرف استفہام ہے میں نے اس لئے بڑھایا کہ درحقیقت ان دونوں نے ایسا کہا نہ تھا اور نہ وہ دونوں معاذ اللہ حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے والوں یا قتل میں سازش کرنے والوں میں تھے مگر ہاں اعتراض سے ایسا مستنبط ہوتا تھا۔ ایسے مواقع میں حرف استفہام اکثر مقدر ہوتا ہے۔ [2] یہ اشارہ آیۂ قرآنیہ کی طرف ہے اور اس میں جو دوبارہ لفظ ایمان لائے مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ایمان و یقین میں برابر ترقی ہوتی رہی۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

وَاخرج الحاكم من حديث هارون بن عنزة عن ابيه قال رأيت عليًّا رضي الله عنه بالخورنق وهو على سرير وعنده ابان بن عثمان فقال اني لارجوا ان اكون انا وابوك من الذين قال الله عزّ و جلّ ونزعنا ما في صدورهم من غلٍّ اخوانًا على سررٍ متقابلين۔

کرتے رہے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں کو اور چاہیئے کہ اللہ ہی پر توکل کریں توکل کرنے والے۔ اور حاکم نے بروایت ہارون بن عنزہ اُن کے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے خورنق (نامی محل) میں حضرت علیؓ کو ایک تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور ابان بن عثمان بھی اُن کے پاس تھے حضرت علیؓ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ (جنت میں) میں اور تمہارے والد اُن لوگوں میں ہوں گے جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورھم الآیۃ (ترجمہ۔ اور ہم نکال لیں گے اس چیز کو جو اُن کے دلوں میں ہے یعنی کینہ کو (اور وہ) بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے

ومن مسند ابی عبیدۃ بن الجراح ومعاذ بن جبل

مسند ابو عبیدہ بن جراح و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما (۲ روایت)

اما ما يستدل به من حديثهما على خلافتهم الخاصة من جهة وقوع خلافتهم في مرتبة سماها النبي صلى الله عليه وسلم خلافة و رحمة فقد اخرج ابو يعلى من حديث الليث عن عبد الرحمن بن سابط عن ابي ثعلبة الخشني قال كان ابو عبيدة بن الجراح ومعاذ بن جبل يتناجيان بحديث فقلت لهما ما حفظتما وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم لي قال وكان اوصاهما بي قالا ما اردنا ان ننتجي بشيء دونك انما ذكرنا حديثا حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعلا يتذاكرانه قال انه بدأ هذا الامر نبوة و رحمة ثم كائن خلافة

[ان دونوں کی وہ حدیث جس سے خلفاء کی خلافتِ خاصہ پر اس وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اُن کی خلافت اُس درجہ میں واقع ہوگی جس کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت اور رحمت رکھا تھا] ابو یعلیٰ نے بروایت لیث عبد الرحمن بن سابط سے انھوں نے ابو ثعلبہ خشنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ حضرت) ابو عبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ باہم آہستہ آہستہ کوئی بات کر رہے تھے میں نے اُن دونوں سے کہا کہ کیا آپ دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ وصیت جو آپ نے میرے واسطے آپ دونوں سے کی تھی یاد نہیں رکھی ہے (اس لئے آپ مجھ سے علٰحدہ ہو کر مخفی باتیں کر رہے ہیں) عبد الرحمن کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو میرے لئے وصیت فرمائی تھی ان دونوں نے جواب دیا کہ (اس وقت) ہمارا ارادہ یہ نہ تھا کہ تم سے چھپا کر آپس میں کوئی بات کہیں بلکہ ہم کو اس وقت ایک حدیث یاد آئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر وہ دونوں اس حدیث کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ) یہ دین نبوت اور رحمت (کے ساتھ ظاہر ہو کر) شروع ہوا ہے پھر (ایک زمانہ میں) خلافت

ورحمةً ثم كائنٌ ملكًا عضوضًا ثم كائن
عتوًّا وجبريّةً وفسادًا في الامة يستحلّون
الحرير والخمور والفروج والفساد في الامة
ينصرون على ذلك ويرزقون ابدًا حتى
يلقوا الله واما استدلال ابو عبيدة على خلافة
ابي بكر رضي الله عنه بسوابقه الاسلامية
فقد اخرج ابو بكر بن ابي شيبة عن ابن عون عن
محمد يعني ابن سيرين في حديث طويل قال
محمد واتى الناس عند بيعة ابي بكر اباعبيدة
بن الجراح فقال تأتوني وفيكم ثالث ثلثة
يعني ابابكر فقلت لمحمد من الثالث ثلثة
قال فوالله ثاني اثنين اذ هما في الغار

ومن مسند عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه

احاديث في بشارة العشرة بالجنة فقد اخرج
ابو يعلى من حديث قتيبة بن سعيد عن
مالك بن انس عن عبد العزيز بن محمد عن
عبد الرحمن بن حميد عن ابيه عن عبد الرحمن بن
عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
عشرة في الجنة ابوبكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان
في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في
الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن
بن عوف وسعد بن ابي وقاص في الجنة
وسعيد بن زيد بن عمرو في الجنة وابو عبيدة
بن الجراح في الجنة واما رأيه في خلافة
ابي بكر رضي الله عنه فقد اخرج الحاكم

اور رحمت ہوجائے گا پھر (اس کے بعد مثل درندہ کے) کاٹنے والی
بادشاہت ہوگی پھر سرکشی وجبر ہوجائے گا اور امت میں فساد ہوجائیگا
لوگ حریر (پہننے کو) شراب (پینے کو) اور (حرام) شرمگاہوں کو اور
امت (مرحومہ) میں فساد (کرنے کو) حلال سمجھیں گے (اور باوجود اس
کے انکو انعیں) اعمال (قبیحہ) پر فتح دی جائے گی اور رزق پاتے رہیں
یہاں تک کہ (دنیا سے کوچ کرکے) خدا سے مل جائیں [حضرت ابو عبیدہ
بن جراح کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ان کے سوابق
اسلامیہ سے استدلال کرنا] ابوبکر بن شیبہ نے ابن عون سے انھوں
نے محمد یعنے ابن سیرین سے ایک حدیث طویل میں روایت کیا ہے
محمد کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے وقت کچھ لوگ حضرت ابو
عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے (کہ ہم لوگ آپ سے بیعت کرنا چاہتے
ہیں) انھوں نے جواب دیا تم میرے پاس (بیعت کرنے) آئے ہو
حالانکہ تم میں ثالث ثلثہ[1] یعنے ابوبکرؓ موجود ہیں۔ ابن عون کہتے ہیں
کہ میں نے محمد سے پوچھا ثالث ثلثہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا قسم
خدا کی (وہی جن کو ثانی اثنین اذ ھما فی الغار (کہا گیا ہے)۔

مسند عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (۳ روایت)

[ان کی حدیث دس صحابہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت میں] ابو یعلے
نے بروایت قتیبہ بن سعید مالک بن انسؓ سے انھوں نے عبد العزیز
بن محمدؓ سے انھوں نے عبد الرحمن بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے
انھوں نے عبد الرحمن ابن عوفؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس شخص جنتی ہیں ابوبکرؓ
جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور
طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمن بن عوف جنتی ہیں
اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں اور سعید بن زید بن عمرو جنتی ہیں
اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) [حضرت
عبد الرحمنؓ کی رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر] حاکم نے

۱؎ لفظی معنے ثالث ثلثہ کے تیسرا شخص۔ اللہ تعالے نے حضرت صدیقؓ کو قرآن شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثانی فرمایا اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ثانی ہیں یعنے ان کا رتبہ اللہ کے بعد ہے اس لئے حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت صدیقؓ کو ثالث ثلثہ کہا۔

عن موسٰى بن عقبة عن سعد
بن ابراهيم قال حدثني ابراهيم بن
عبد الرحمٰن بن عوف ان عبد الرحمٰن
بن عوف كان مع عمر بن الخطاب
رضي الله عنه وان محمد
بن مسلمة كسر سيف الزبير ثم
قام ابوبكر فخطب الناس واعتذر
اليهم وقال والله ما كنت حريصاً
على الامارة يوماً ولا ليلة
قط ولا كنت فيها راغباً و
لا سألتها الله عز وجل في
سر وعلانية ولكني اشفقت
من الفتنة وما لي في الامارة
من راحة ولكن قلدت امراً
عظيماً ما لي به من طاقة و
لا يدان الا بتقوية الله عز
وجل ولوددت ان اقوى الناس عليها
مكاني اليوم فقبل المهاجرون منه ما
قال الحديث وآما رأيه في خلافة عثمان
فقد اخرج البخاري في قصة مقتل عمر
والاتفاق على عثمان فلما فرغ من دفنه
اجتمع هؤلاء الرهط فقال عبد الرحمٰن
اجعلوا امركم الى ثلاثة منكم
قال الزبير قد جعلت امري
الى علي فقال طلحة قد جعلت
امري الى عثمان وقال سعد قد
جعلت امري الى عبد الرحمٰن فقال عبد الرحمٰن
ايكما تبرأ من هذا الامر فنجعله اليه

موسٰی بن عقبہ سے اُنھوں نے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے
وہ کہتے تھے مجھ سے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا، کہ
کہ عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ
تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار توڑ ڈالی تھی پھر حضرت
ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے خطبہ پڑھا اور یہ معذرت آمیز
تقریر کی کہ خدا کی قسم کبھی تھوڑی دیر کے لئے بھی مجھے حکومت کی
خواہش نہیں ہوئی اور نہ مجھے خلافت کی کچھ رغبت تھی اور نہ میں
نے ظاہر و باطن میں کبھی اللہ عزّ وجلّ سے خلافت کو طلب کیا بلکہ
میں نے فتنہ کا اندیشہ (کرکے خلافت کو قبول) کیا حالانکہ مجھے حکومت
میں کوئی راحت نہیں بلکہ میں نے (اس وقت) ایک (ایسے) بڑے
امر (کے بار) کو (اپنے سر پر) اُٹھالیا کہ بدون اللہ عز وجل کی تائید
کے مجھے کوئی طاقت اس (بار کے اُٹھانے) کی نہیں ہے اور میں
(اب بھی) چاہتا ہوں کہ کوئی شخص جو مجھ سے زیادہ اس کام پر
قدرت رکھتا ہو وہ آج میری جگہ (اس کام پر مقرر) ہو جائے حضرت
ابوبکرؓ کی اس بات کو سب مہاجرین نے تسلیم کرلیا۔ تاآخر حدیث
{حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی رائے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے
متعلق} امام بخاریؒ قصہ شہادت حضرت عمر بن خطاب میں اور
حضرت عثمانؓ پر سب کے اتفاق کرنے میں روایت کرتے ہیں کہ جب
(سب نے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فراغت پائی تو وہ
لوگ (جن کو حضرت عمرؓ نے منتخب کیا تھا) ایک جگہ جمع ہوئے حضرت
عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ تم لوگ (منجملہ چھ آدمیوں کے) تین کو اس
کام کے لئے منتخب کرلو (تاکہ مستحقین کی کمی ہو جائے اور تعیین میں
آسانی ہو) حضرت زبیرؓ نے کہا کہ میں اپنی طرف سے حضرت علیؓ کو
منتخب کرتا ہوں اور حضرت طلحہؓ نے کہا میں حضرت عثمانؓ کو
منتخب کرتا ہوں اور حضرت سعدؓ نے فرمایا میں حضرت عبدالرحمٰنؓ
کو منتخب کرتا ہوں پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے (حضرت علیؓ اور
حضرت عثمانؓ سے) کہا کہ آپ دونوں میں سے جو اپنے لئے خلافت
نہ چاہتا ہو ہم خلیفہ کا انتخاب اُسی کے متعلق کردیں اور ہم اُس کو

لہ یعنے مان لیا کہ بیشک آپ کو خلافت کی خواہش نہ تھی نہ آپ نے اس کے حاصل ہونے کی کوشش کی۔

واللّٰہ علیہ والاسلام لینظرن افضلھم فی نفسہ فاسکت الشیخان فقال عبد الرحمٰن افتجعلونہ الیّ واللّٰہ علیّ ان لا آلو عن افضلکم قالا نعم فاخذ بید احدھما فقال لک قرابۃ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والقدم فی الاسلام ما قد علمت فاللّٰہ علیک لئن امرتک لتعدلن و لئن امرت عثمان لتسمعن ولتطیعن ثم خلا بالاٰخر فقال لہ مثل ذٰلک فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک یا عثمان فبایعہ وبایع لہ علی وولج اھل الدار فبایعوہ۔

ومن مسند الزبیر ابن العوام رضی اللّٰہ عنہ

اما رجوعہ الی القول بخلافۃ ابی بکر بعد توقف ما والقول بفضلہ واستحقاقہ الخلافۃ فقد اخرج الحاکم من حدیث ابراھیم بن عبد الرحمٰن بن عوف فی حدیث طویل فقبل المھاجرون منہ ما قال وما اعتذر بہ قال علی رضی اللّٰہ عنہ والزبیر ما غضبنا الا انا قد اخرنا عن المشاورۃ وانا نری

خدا کی اور اسلام کی قسم دیتے ہیں کہ وہ خلافت کے لئے ایسے کو منتخب کرے جو اس کے نزدیک افضل ہو۔ اس پر وہ دونوں خاموش رہے پھر حضرت عبد الرحمٰن رضؓ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اس انتخاب کو میری رائے پر چھوڑ سکتے ہیں؟ اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سب سے افضل شخص (کے انتخاب کرنے) میں کوتاہی نہ کروں گا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں (آپ کی رائے پر چھوڑتے ہیں) [1] پھر حضرت عبد الرحمٰنؓ نے ان دونوں میں سے ایک کا (یعنی حضرت علیؓ کا) ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ قرابت حاصل ہے اور اسلام لانے میں (دیگر اصحابؓ پر) وہ تقدم (اور سبقت) ہے کہ جسے آپ خوب جانتے ہیں میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں تو آپ (رعایا پر) عدل کریں اور اگر عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں تو آپ ان کا حکم سنیں اور اطاعت کریں۔ پھر دوسرے (یعنے حضرت عثمانؓ) سے بھی اسی طرح کہا۔ پھر جب دونوں سے اقرار کرالیا تو کہا کہ اے عثمانؓ! آپ اپنا ہاتھ (لوگوں سے بیعت لینے کے لئے) اٹھائیے یہ کہہ کر پہلے خود (حضرت عثمانؓ سے) بیعت کرلی اور اُن کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی پھر سب اہلِ مدینہ آتے گئے اور بیعت کرتے گئے۔

مسندِ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (ایک روایت)

{حضرت زبیرؓ کا کسی قدر توقف کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا قائل ہوجانا اور اُن کی فضیلت اور استحقاقِ خلافت کو تسلیم کرلینا} حاکم نے بروایت ابراہیم بن عوف ایک طویل حدیث نقل کی ہے (کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب اپنی بے رغبتی خلافت سے اور بمجبوری اُس پر اپنی رضامندی بیان کی) تو مہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کا فرمانا تسلیم کرلیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کسی امر سے ناخوش نہیں ہوئے مگر صرف اسی بات سے کہ ہم مشورے میں مؤخر رکھے گئے حالانکہ ہم خود بھی اس کو جانتے تھے کہ رسول اللہ

[1] یہاں راوی نے اختصار کردیا ہے اسکے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبد الرحمٰنؓ نے تین روز کی مہلت مانگی اور اس تین روز میں تمام مسلمانوں کا عندیہ لیا حسن اتفاق سے اس وقت بوجہ موسم حج کے اطراف وجوانب کے بھی بہت سے مسلمان جمع تھے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے کسی مسلمان کو ایسا نہ پایا کہ وہ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر ترجیح دیتا۔

ابا بکر احق الناس بہا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ لصاحب الغار وثانی اثنین وانا لنعلم بشرفہ وکبرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ بالناس وھو حی۔

صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور ہم اُن کی شرافت اور بزرگی خوب جانتے ہیں (اور یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں اُنھیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

ومن مسند طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

مسند طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (۳۔ روایت)

اما ثناؤہ علے عمر رضی اللہ عنہ فذکر المحب الطبری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان عمر شاور الناس فی الزحف الی قتال ملوک فارس التی اجتمعت بنہاوند فقام طلحۃ بن عبید اللہ وکان من خطباء الصحابۃ تشہد ثم قال اما بعد یا امیر المؤمنین فقد احکمتک الامور وجنتک البلایا واحتنکتک التجارب فانت وشانک وانت ورأیک الیک ھذا الامر فمر نا نطع وادعنا نجب واحملنا نرکب وقدنا ننقد فانک ولی ھذہ الامور وقد بلوت واختبرت وجربت فلم ینکشف لک عن شیٔ من عواقب قضاء اللہ عزوجل الا عن خیار ثم جلس

{ حضرت طلحہؓ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ثنا (وصفت) بیان کرنا } محب طبری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاہان فارس کی لڑائی کے لئے جو بمقام نہاوند جمع ہوئے تھے لشکر روانہ کرنے کی بابت مسلمانوں سے مشورہ لیا حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہوئے اور وہ اُن اصحاب میں تھے جو خطبہ عمدہ پڑھتے تھے اُنھوں نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ! آپ کو امور (اور واقعات زمانہ) نے پختہ کردیا اور محنت وجفاکشی آپ کے خمیر میں داخل ہوگئی ہے اور (مختلف) تجربوں نے آپ کو مضبوط کردیا ہے آپ خود اپنے کام کو سمجھ سکتے ہیں اور آپ کی رائے اس امر میں کافی ہے اس کام کا مدار بھی آپ (ہی) کی رائے پر ہے آپ ہم سے کیا مشورہ لیتے ہیں) آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ آپ ہمیں (چاہے جس سخت کام کی طرف) بلائیے ہم حاضر ہوں گے اور ہمیں (چاہے جس مہم پر) بھیج دیجیے ہم ابھی (اس مہم کے لئے) آمادہ ہوتے ہیں اور ہمیں (جہاں چاہے) کھینچ لے جائیے ہم آپ کے پیچھے ہیں کیونکہ آپ ان تمام کاموں کا اختیار رکھتے ہیں اور آپ نے تو (بارہا) امتحان کرلیا اور آزمالیا اور تجربہ (سے معلوم) کیا تو آپ کو نتیجہ قضاء الٰہی کا خیر ہی ظاہر ہوتا رہا[1] (یہ کہکر) حضرت طلحہؓ بیٹھ گئے

واما حدیثہ فی فضل عثمان اخرج الحاکم عن زید بن اسلم عن ابیہ قال شہدت عثمان یوم حصر فی موضع الجنائز

{ حضرت طلحہؓ کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں } حاکم نے زید بن اسلمؓ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس دن حضرت عثمانؓ موضع جنائز میں محصور ہوئے ہیں

[1] یعنی جو کام آپ نے کیا تقدیر الٰہی سے اس کا نتیجہ اچھا نکلا کبھی کسی کام میں آپ ناکام و نامراد نہیں ہوئے ہیں لہذا جنگ فارس میں بھی آپ کو ایسی ہی امید رکھنی چاہیئے۔

فقال انشدك الله يا طلحة اتذكر
يوم كنت انا وانت مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم في مكان كذا
وكذا وليس معه من اصحابه غيري
وغيرك فقال لك يا طلحة انه ليس
من نبي الا وله رفيق من امته معه
في الجنة وان عثمان رفيقي معي
في الجنة فقال طلحة اللهم نعم
واخرج ابو يعلى عن طلحة بن
عبيد الله قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لكل نبي
رفيق ورفيقي عثمان.

ومن مسند سعد بن ابى وقاص رضى الله عنه

اما حديث ما لقيك الشيطان الخ فقد
اخرج مسلم من حديث ابن شهاب قال
اخبرني عبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد
ان محمد بن سعد بن ابى وقاص اخبره ان اباه
سعدا قال استاذن عمر على رسول الله صلى
الله عليه وسلم وعنده نساء من قريش يكلمنه
ويستكثرنه عالية اصواتهن فلما استاذن
عمر رضي الله عنه قمن يبتدرن الحجاب فاذن
له رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله
صلى الله عليه وسلم يضحك فقال عمر رضي الله
اضحك الله سنك يا رسول الله فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم عجبت من هؤلاء اللاتي كن عندي
فلما سمعن صوتك ابتدرن الحجاب قال عمر
رضي الله عنه فانت احق يا رسول الله

تو انھوں نے فرمایا کہ اے طلحہؓ! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (سچ
کہنا) کیا تم کو وہ دن یاد ہے کہ میں اور تم دونوں فلاں جگہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اس وقت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بجز میرے اور تمھارے کوئی دوسرا صحابی نہ
تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہؓ!
کوئی نبی ایسا نہیں گزرا ہے کہ اس کی امت میں کوئی رفیق اس کے
ساتھ جنت میں نہ ہو۔ چنانچہ عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہوں گے
حضرت طلحہؓ نے جواب دیا ہاں (مجھے یاد ہے) اور ابو یعلےٰ نے حضرت
طلحہؓ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور
میرے رفیق (جنت میں) عثمانؓ ہوں گے۔

مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۵۔روایت)

[حدیث ما لقیک الشیطان یعنے حضرت عمرؓ سے شیطان کا بھاگنا]
(امام) مسلم نے بروایت ابن شہاب (زہری) نقل کیا ہے کہ وہ کہتے
تھے مجھے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زیدؓ نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ
(ایک مرتبہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی اُس وقت خدمت
نبوی میں قریش کی کچھ عورتیں موجود تھیں اور آپ سے بلند آواز میں کچھ
باتیں کر رہی تھیں جب حضرت عمرؓ نے اپنے حاضر ہونے کی اجازت چاہی
تو وہ عورتیں (خدمت نبوی سے) اُٹھ کر جلدی سے پردہ میں ہو گئیں
پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی
(وہ اندر تشریف لے گئے تو) دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مسکرا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ
(آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟) خدا آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں (کی
گھبراہٹ) سے ہنسی آئی جو (ابھی) میرے پاس تھیں جب تمھاری
آواز سُنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ! آپ اس کے مجھ سے زیادہ مستحق تھے کہ وہ آپ سے

ان یھبن ثم قال عمر رضی اللہ عنہ ای عدوات انفسھن اتھبنني و لا تھبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلن نعم انت افظ و اغلظ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطن قط سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ من حدیث ابی سلمۃ قال قال سعد اما واللہ ماکان باقدمنا اسلاما ولا اقدمنا ھجرۃ ولکن قد عرفت بای شیء فضلنا کان ازھدنا فی الدنیا یعنی عمر بن الخطاب اما منعہ من الخروج علی عثمان فقد اخرج ابو یعلی عن بسر بن سعید ان سعد بن ابی وقاص قال عند فتنۃ عثمان اشھد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انھا ستکون فتنۃ القاعد فیھا خیر من القائم والقائم خیر من الماشی والماشی خیر من الساعی قال ارأیت ان دخل علی بیتی و بسط یدہ لیقتلنی قال کن کابن ادم واخرج ابو یعلی من حدیث عامر بن سعد بن ابی وقاص ان اباہ حین رای اختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفرقھم اشتری لہ ماشیۃ ثم خرج فاعتزل فیھا باھلہ علی ماء قال

خوف کرتیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے (ان عورتوں سے) کہا کہ اے اپنی جانوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ اُن عورتوں نے جواب دیا ہاں (وجہ اس کی یہ ہے کہ) تم بہ نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے تند خو اور سخت گو ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی کہ میری جان اُس کے ہاتھ میں ہے (اے عمرؓ!) جب تمہیں شیطان کسی راستہ میں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ میں چلنے لگتا ہے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے بروایتِ ابوسلمہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت سعدؓ نے کہا قسم خدا کی وہ یعنے حضرت عمرؓ بن خطاب اسلام لانے میں ہم سے پہلے نہیں اور ہجرت کرنے میں (بھی) ہم پر مقدم نہیں مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کس چیز کے سبب سے وہ ہم سے افضل ہیں وہ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے تعلق تھے [حضرت سعدؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے لوگوں کو روکنا] اور ابو یعلے نے بسر بن سعیدؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے (زمانہ) میں لوگوں سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے عنقریب (ایک ایسا) فتنہ (پیدا) ہوگا کہ اُس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ راوی کا قول ہے (کہ حضرت سعدؓ فرماتے تھے یہ سُنکر) میں نے عرض کیا کہ (اے رسول اللہ! مجھے) ارشاد ہو کہ اگر کوئی شخص اس زمانہ میں میرے گھر کے اندر داخل ہو اور اپنا ہاتھ میرے قتل کے لئے بڑھائے (تو میں اُس وقت کیا کروں) حضرتؐ نے فرمایا کہ تم (اس وقت) مثل فرزندِ آدم (علیہ السلام یعنے ہابیل) کے ہوجانا۔ اور ابو یعلے نے بروایتِ عامر بن سعد بن ابی وقاص نقل کیا ہے کہ جب اُن کے والد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا باہمی اختلاف اور افتراق دیکھا تو اُنھوں نے بکریوں کا ایک گلہ خرید کیا اور مع اپنے اہل وعیال کے (مدینہ سے) نکل کر (کسی جنگل میں) ایک چشمہ پر اقامت اختیار کی۔ اُن کے بیٹے کہتے ہیں

وكان سعد من احدّ الناس
بصرًا فرأى ذات يوم شيئًا يزول
فقال لمن معه ترون شيئًا قالوا
نرى شيئًا كالطير قال ارى راكبًا
على بعير ثم جاء بعد قليل
عمر بن سعد على بختي او بختية
ثم قال اللهم انا نعوذ بك
من شر ما جاء به فسلم عمر
ثم قال لابيه أرضيت ان
تتبع اذناب هذه الماشية
بين هذه الجبال واصحابك
يتنازعون في امر الامة
فقال سعد بن ابي وقاص سمعت
رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول انها ستكون
بعدي فتن او قال امور
خير الناس فيها الغني الخفي
التقي فان استطعت يا بني
ان تكون كذلك فكن فقال
له عمر اما عندك غير
هذا فقال سعد لا يا
بني فوثب عمر ليركب ولم يكن حط
عن بعيره فقال له سعد أمهل حتى نغديك
قال لا حاجة لي بغدائكم قال سعد فنحلب
لك فنسقيك قال لا حاجة لي بشرابكم
ثم ركب فانصرف مكانه واما
ما يستأنس به من حديث على ان الخلافة
لقريش فقد اخرج ابو يعلى عن
محمد بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه

حضرت سعدؓ کی نظر بہت تیز تھی چنانچہ ایک روز اُنھوں نے
(بہت دُور سے) ایک چیز آتی ہوئی دیکھی اپنے ہمراہیوں سے (اُس
جانب اشارہ کرکے) فرمایا کہ کیا تم کسی چیز کو دیکھتے ہو اُنھوں نے جواب
دیا کہ (ہاں) ہم کو ایک چیز مثل پرندہ کے نظر آتی ہے آپ نے فرمایا میں
دیکھ رہا ہوں کہ ایک سوار اونٹ پر آرہا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد
(ان کا بیٹا) عمر بن سعد ایک اعرابی اونٹ یا اونٹنی پر (سوار) آیا۔
حضرت سعدؓ نے اُسے دیکھ کر فرمایا خداوندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں
اُس چیز کے شر سے جو اس کو یہاں لائی ہے اس کے بعد عمر (مذکور
پہنچ گئے اور اُنھوں نے) سلام کیا اور اپنے والد سے عرض کیا
کہ کیا آپ نے اسے بہتر سمجھا ہے کہ آپ اپنے مویشیوں کے پیچھے ان
پہاڑوں میں پڑے رہیں اور آپ کے اصحاب (یعنے صحابۂ کرام) امت
کے کاموں میں جھگڑتے رہیں (میری رائے میں تو ایسی حالت میں
آپ کی بادیہ نشینی اچھی نہیں) حضرت بن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے
کہ عنقریب میرے بعد کچھ فتنے ہوں گے یا فرمایا کہ کچھ واقعات پیش
آئیں گے اس زمانہ میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو مالدار ہو اور چھپا
رہے اور پرہیز گار ہو لہٰذا (میں نے جب فتنہ کے آثار دیکھے تو اپنے
کو اس حالت میں رکھنا سب سے بہتر جانا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ) اے
بیٹے اگر تجھ سے ہوسکے تو تو بھی ایسا ہی بن جا۔ عمر نے کہا کہ کیا آپ
کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا نہیں اے
بیٹے (اور کچھ نہیں ہے) یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اونٹ
پر سوار ہونے لگا ہنوز اونٹ کا کجاوہ اُس نے کھولا نہ تھا حضرت
سعدؓ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ ہم تم کو کچھ کھلادیں۔ اُس نے کہا مجھے
آپ کے کھانے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا اچھا
ہم تمھارے لئے کچھ دودھ ہی دوھ دیں اور تم کو پلادیں اُس نے
کہا مجھے آپ کے پلانے کی بھی کچھ حاجت نہیں۔ اس کے بعد وہ سوار
ہوگیا اور اپنے مقام پر لوٹ گیا۔ [حضرت سعدؓ کی وہ حدیث
جس میں خلافت کا قریش کے ساتھ مخصوص ہونا مفہوم ہوتا ہے]
ابو یعلے نے محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے اُنھوں نے اپنے والد سے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد هوان قریش اهانه الله عز وجل۔

ومن مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ

اما احادیثه فی بشارة العشرة بالجنة فقد اخرج ابو یعلی عن عبد الرحمن بن الاخنس قال خطبنا المغیرة بن شعبة فنال من علی فقام سعید بن زید فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النبی فی الجنة وابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة وطلحة فی الجنة والزبیر فی الجنة وعبد الرحمن بن عوف فی الجنة وسعد فی الجنة ولو شئت ان اسمی العاشر لسمیت واخرج الترمذی عن عبد الرحمن بن حمید عن ابیه ان سعید بن زید حدثه فی نفر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عشرة فی الجنة ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة والزبیر وطلحة وعبد الرحمن وابو عبیدة وسعد بن ابی وقاص قال فعد هؤلاء التسعة وسکت عن العاشر فقال القوم ننشدك الله یا ابا الاعور من العاشر قال نشدتمونی بالله ابو الاعور فی الجنة واما بیان ان ابابکر صدیق وسائرهم شهداء فقد اخرج ابو یعلی عن عاصم عن زر عن سعید بن زید قال اختبأنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوق حراء فلما استوینا رجف بنا

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص قریش کے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے اللہ اس کو ذلیل کرے

مسندِ سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۴-روایت)

[ان کی حدیث جو دس صحابیوں کے لئے بشارت جنت کے متعلق ہے] ابو یعلی نے عبد الرحمن بن اخنس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک مرتبہ ہمارے سامنے مغیرہ بن شعبہؓ نے خطبہ پڑھا جس میں انھوں نے حضرت علیؓ کی کچھ برائی بیان کی تو حضرت سعید بن زیدؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ نبی جنتی ہیں اور ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمن بن عوفؓ جنتی ہیں اور سعد (بن ابی وقاصؓ) جنتی ہیں اور اگر میں چاہوں تو دسویں شخص کا نام بھی بتادوں۔ اور ترمذی نے عبد الرحمن بن حمید سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان سے سعید بن زیدؓ نے نیز اور بہت سے اشخاص نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمی جنتی ہیں ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمنؓ جنتی ہیں اور ابو عبیدہؓ جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاصؓ جنتی ہیں (راوی کہتے ہیں کہ) انھوں نے انھیں نو کا نام بتایا اور دسویں کے نام سے سکوت کیا۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دلاتے ہیں کہ اے ابو اعور بتادیجئے دسویں شخص کا کیا نام ہے تو انھوں نے فرمایا کہ تم نے مجھے خدا کی قسم دلائی ہے تو سنو (دسواں شخص) ابو اعور (ہے وہ بھی) جنتی ہے۔ [حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا] ابو یعلی نے عاصمؓ سے انھوں نے زر (بن حبیش) سے انھوں نے حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہ حراء پر چھپنے کے لئے چڑھے جب ہم لوگ پہاڑ پر پہنچ گئے تو پہاڑ ہلنے لگا

فضربہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکفہ ثم قال اسکن حراء فانہ لیس علیک الا نبی و صدیق او شہید وعلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر و علی وطلحۃ والزبیر وسعد و عبد الرحمن وسعید بن زید الذی حدث بالحدیث واخرج البخاری عن قیس قال سمعت سعید بن زید یقول واللہ لقد رأیتنی وان عمر لموثقی علی الاسلام قبل ان یسلم ولو ان احدا ارفض للذی صنعتم بعثمان لکان۔

مسانید المکثرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوّلہا

مسند عبد اللہ بن مسعودؓ

اما بشارۃ الشیخین بالجنۃ فقد اخرج الترمذی عن عبد اللہ بن سلمۃ عن عبیدۃ السلمانی عن عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فاطلع ابوبکر ثم قال یطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فاطلع عمر واما امرہ صلی اللہ علیہ وسلم امتہ بالاقتداء بہما فقد اخرج الترمذی والحاکم من حدیث سلمۃ بن کہیل عن ابی الزعراء عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر وعمر واھتدوا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا اے حِرا! ساکن ہو جا کیونکہ تیرے اُوپر نبی اور صدیق اور شہید ہیں اور (اس وقت) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ و عبد الرحمنؓ و سعید بن زیدؓ {جو اس حدیث کے راوی ہیں} تھے۔ اور امام بخاریؒ نے قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے سعید بن زیدؓ سے سُنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی میں نے اپنے کو اس حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عمرؓ مجھے اسلام پر باندھنے والے تھے[1] قبل اس کے کہ وہ اسلام لائیں اور اگر کوہِ اُحد اپنی جگہ سے ہٹ جاتا بوجہ اس حرکت کے جو تم نے عثمانؓ کے ساتھ کی تو بیشک سزاوار تھا۔

مسانید مکثرین[2] اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

{شیخینؓ کے لئے جنت کی بشارت} ترمذیؒ نے عبد اللہ بن سلمہؓ سے اُنھوں نے عبیدہ سلمانیؒ سے اُنھوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین سے) فرمایا کہ ابھی ایک شخص اہلِ جنت میں سے تمھارے سامنے آنا چاہتا ہے۔ چنانچہ ابوبکرؓ سامنے آئے اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اہلِ جنت میں سے تمھارے سامنے آنا چاہتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ سامنے آئے۔ {آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت کو شیخینؓ کی پیروی کا حکم دینا} ترمذیؒ اور حاکم نے سلمہ بن کہیل سے اُنھوں نے ابوالزعراء سے اُنھوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم لوگوں سے) فرمایا کہ پیروی کرو اُن دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے میرے صحابہؓ میں سے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی اور عمارؓ کی روش

[1] یعنے اسلام پر قائم رہنے میں مدد کرتے تھے مطلب یہ ہوا کہ اس زمانہ میں کافر بھی مسلمانوں کے ساتھ وہ کام نہ کرتے تھے جو تم مسلمانوں نے مسلمانوں کے امام حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا۔ [2] صحابہ کرام باعتبار کثرت و قلت روایتِ حدیث کے تین قسمیں ہیں مکثرین وہ جن سے زیادہ حدیثیں مروی ہوں اور مقلین وہ جن سے کم حدیثیں مروی ہوں اور متوسطین وہ جو درمیانی حالت میں ہوں زیادتی اور کمی کی بھی حد مقرر ہے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگی۔

بھدی عمار و تمسکوا بعھد ابن مسعود
واما جعله قول الخلفاء اذا قضوا و
امضوا في ترتيب الادلة بعد حديث
النبي صلى الله عليه وسلم وقبل القياس
فقد اخرج الدارمي عن سفيان عن
الاعمش عن عمارة بن عمير عن حريث
بن ظهير عن عبد الله بن مسعود قال
اتى علينا زمان لسنا نقضي و لسنا
هنالك وان الله قد قدر من الامر
ان بلغنا ما ترون فمن عرض له
قضاء بعد اليوم فليقض فيه بما في
كتاب الله تعالى فان جاءه ما ليس في
كتاب الله تعالى فليقض بما قضى به
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فان جاءه ما ليس في كتاب الله ولم
يقض به رسول الله صلى الله عليه
وسلم فليقض بما قضى به الصالحون
ولا يقل اني اخاف واني ارى
فان الحلال بين والحرام بين
وبين ذلك امور مشتبهة فدع
ما يريبك الى ما لا يريبك واخرج
الدارمي هذا الحديث من حديث
شعبة بالاسناد المذكور وفيه اذا سئلتم
عن شئ فانظروا في كتاب الله فان
لم تجدوا في كتاب الله انظروا في
سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فان لم تجدوا في سنة رسول الله صلى الله
عليه وسلم فما اجمع عليه المسلمون

اختیار کرو اور ابن مسعودؓ کے اقوال سے تمسک کرو۔ [حضرت
ابن مسعودؓ کا خلفائے راشدین کے قول کو جب کہ وہ کوئی فیصلہ
کریں یا کوئی حکم نافذ کریں ادلۂ شرعیہ کی ترتیب میں حدیث رسول
کے بعد اور قیاس سے مقدم رکھنا] دارمی نے سفیانؓ سے انھوں
نے اعمش سے انھوں نے عمارہ بن عمیرؓ سے انھوں نے حریث بن
ظہیر سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے
کہ وہ فرماتے تھے ایک زمانہ ہم پر وہ تھا کہ ہم کوئی فیصلہ نہ کرتے
تھے اور ہم کو اس کی ضرورت بھی نہ تھی (کیونکہ سرورِ عالم صلے اللہ
علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کا وجود ہم کو اس سے مستغنی
کر رہا تھا) مگر اللہ نے یہ مقدر کیا تھا کہ ہم اس حالت کو پہنچے جو آپ
تم دیکھ رہے ہو (یعنے وہ مقدس سائے ہمارے سر سے اٹھ گئے) لہٰذا
اب (ضرورت فتوای دینے اور فیصلہ کرنے کی لوگوں کو پیش آئی تو
یاد رکھو) جس شخص کو فیصلہ کرنے کی ضرورت پیش آئے اُس کو
چاہیئے کہ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرے اور اگر کوئی ایسا واقعہ
پیش آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو اُس کو چاہیئے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرے اور اگر کوئی
صورت ایسی پیش آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں بھی نہ ہو اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اُس کے متعلق کوئی فیصلہ
نہ کیا ہو تو اُس کو چاہیئے کہ صالحین کے فیصلہ کے موافق فیصلہ کرے
اور (اپنے قیاس سے یہ) نہ کہے کہ مجھے ایسا اندیشہ ہوتا ہے یا میری
رائے یوں ہے کیونکہ حلال چیزیں واضح ہیں اور حرام چیزیں واضح
ہیں ان دونوں کے درمیان میں کچھ مشتبہ چیزیں ہیں پس تم کو چاہیئے
کہ جس چیز میں شبہ ہو اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جس میں
شبہ نہ ہو۔ اور دارمی نے شعبہ سے بسند مذکور روایت کی ہے جس
میں یہ مضمون ہے کہ (حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا) جب تم سے کوئی
مسئلہ پوچھا جائے تو کتاب اللہ میں دیکھو اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو
حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں دیکھو اگر حدیث میں بھی
اس کو نہ پاؤ تو اس صورت کو اختیار کرو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہو

لہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول شریعت کا ان چار چیزوں یعنے قرآن و حدیث و اجماع و قیاس میں منحصر ہونا اور نیز ان چاروں کی باہمی ترتیب زمانہ صحابہ میں قائم ہو چکی تھی۔

فان لم یکن فیما اجمع علیہ المسلمون فاجتھد رأیک ولا تقل انی اخاف واخشی الحدیث واخرج الدارمی من حدیث ابی عوانۃ وجریر کلیھما عن الاعمش نحوًا من ذلک و اخرج الدارمی من طریق الاعمش عن ابراھیم قال قال عبداللہ کان عمر اذا سلک بنا طریقا فوجدناہ سھلا وانہ قال فی زوج وابوین للزوج النصف و للام ثلث ما بقی واخرج الدارمی من ھذا الطریق ایضا قال عبداللہ کان عمر اذا سلک طریقا اتبعناہ فیہ ووجدناہ سھلا وانہ قضی فی امرأۃ وابوین من اربعۃ فاعطی المرأۃ الربع والام ثلث ما بقی و الاب سھمین اما قولہ بافضلیۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ فقد اخرج ابوعمر فی الاستیعاب عن ابن مسعود اجعلوا امامکم افضلکم فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل ابابکر امامھم واما ثناءہ علی عمر وذکرہ سوابقہ فقد اخرج ابوعمر عنہ انہ قال لأن اجلس مع عمر ساعۃ خیر عندی من عبادۃ سنۃ واخرج الحاکم من طریق مجالد عن الشعبی عن مسروق عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب وبابی جھل بن

اگر مسلمانوں کے اجماعیات میں بھی وہ مسئلہ نہ ملے تو اپنی اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور کچھ تردد نہ کرو الیٰ آخرہ۔ نیز دارمی نے بواسطہ ابو عوانہ اور جریر ان دونوں نے اعمش سے اسی کے قریب روایت کیا ہے اور دارمی نے اعمش سے انھوں نے ابراہیم (نخعی) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرمایا کرتے تھے کہ عمرؓ جب ہم کو کسی راستہ میں چلاتے تھے تو ہم اُس کو آسان پاتے تھے (اس لئے میں حضرت عمرؓ کے قول کو ترجیح دیتا ہوں اور) بیشک انھوں نے اس صورت میں کہ کوئی عورت شوہر اور ماں باپ کو چھوڑ کر مرجائے یہ فتویٰ دیا تھا کہ شوہر کو آدھا مال ملے گا اور ماں کو باقی مال کی ایک تہائی (اور باپ کو دو تہائی) اور نیز دارمی نے اسی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرماتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ کسی راستہ کو اختیار کرتے تھے تو ہم بھی اس میں اُن کے پیچھے ہو لیتے تھے اور ہم اُس کو آسان پاتے تھے اور انھوں نے اس صورت میں کہ کوئی شخص ایک زوجہ اور ماں باپ کو چھوڑ کر مرجاتے مال کے چار حصے کرادیئے تھے (ایک حصہ یعنی) چوتھائی زوجہ کو دلایا تھا اور (ایک حصہ یعنی) مابقی کی تہائی ماں کو اور (دو حصے یعنی) دو تہائی باپ کو [حضرت ابن مسعودؓ کا قائل بافضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہونا] ابو عمرؓ نے استیعاب میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ (وہ فرماتے تھے اے لوگو!) اپنا امام (نماز) اس شخص کو بناؤ جو تم سب میں افضل ہو کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا امام (نماز) حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بنایا تھا (جو تمام صحابہؓ سے افضل تھے) [حضرت ابن مسعودؓ کا حضرت عمرؓ کی تعریف کرنا اور اُن کے سوابق اسلامیہ کا ذکر کرنا] ابو عمرؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میرا حضرت عمرؓ کی صحبت میں گھڑی بھر بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور حاکم نے مجالد سے انھوں نے شعبی سے انھوں نے مسروق سے انھوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ یا اللہ! اسلام کو عزت دے عمر بن خطاب یا ابوجہل بن

هشام فجعل الله دعوة رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمر فبنى عليه ملك الاسلام وهدم به الاوثان واخرج الحاكم من طريق المسعودي عن القاسم بن عبد الرحمن عن ابيه عن عبد الله قال والله ما استطعنا ان نصلي عند الكعبة ظاهرين حتى اسلم عمر واخرج الحاكم من طريق سفيان عن اسمعيل بن ابي خالد عن ابي حازم عن ابن مسعود قال ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر واخرج الحاكم عن ابي اسحق عن ابي عبيدة قال قال عبد الله ان افرس الناس ثلثة العزيز حين تفرس في يوسف فقال لامرأته اكرمي مثواه والمرأة التي رأت موسى عليه السلام فقالت لابيها يا ابت استأجره وابو بكر حين استخلف عمر واخرج الحاكم من طريق زهير عن يزيد ابن ابي زياد عن ابي جحيفة عن عبد الله بن مسعود قال ان كان عمر لحصنا حصينا يدخل الاسلام فيه ولا يخرج منه فلما اصيب عمر انثلم الحصن فالاسلام يخرج منه ولا يدخل فيه اذا ذكر الصالحون فحيهلا بعمر واما حكايته دفع الانصار بحديث امامة الصديق

ہشام (کے اسلام) سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول فرمائی اور مملکتِ اسلام کی بناء ان (کی ذاتِ اقدس) پر قائم فرمائی اور اُن کی ذات سے بُتوں (کی پرستش کی بنیاد) منہدم کردی اور حاکم نے مسعودی سے اُنھوں نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ہم کعبہ کے پاس ظاہر ہوکر نماز پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ اسلام لائے۔ اور حاکم نے سفیانؒ سے اُنھوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے اُنھوں نے ابوحازم سے اُنھوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے ہم (سب مسلمان) غالب ہوتے چلے گئے جب سے اسلام لائے عمرؓ۔ اور حاکم نے ابواسحٰق سے اُنھوں نے ابوعبیدہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرماتے تھے تین آدمی فراست میں سب سے بڑھے ہوئے تھے عزیز (مصر) کہ اُس نے اپنی فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال معلوم کرلیا اور اپنی بی بی (زلیخا) سے کہا کہ اس کو عزت سے رکھو۔ وہ عورت (یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی) جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر (اپنی فراست سے اُن کا امین ہونا معلوم کیا اور) اپنے والد سے کہا کہ اے باپ! ان کو مزدوری میں لگا لیجئے (یہ قوی اور امین ہیں)۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہ اُنھوں نے (اپنی فراست سے) حضرت عمرؓ کو (کامل و مکمل جان کر) خلیفہ بنایا۔ اور حاکم نے زہیر سے اُنھوں نے یزید بن ابی زیاد سے اُنھوں نے ابوجحیفہ سے اُنھوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے یقیناً حضرت عمرؓ ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں اسلام داخل ہوتا تھا اور اس سے نکل نہ سکتا تھا مگر جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو اس قلعہ میں رخنہ ہوگیا کہ اب اسلام اُس قلعہ سے خارج ہوتا جاتا ہے اور اُس میں داخل نہیں ہوتا جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ کا نام آنا چاہیئے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا بیان کرنا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کی امامت کی

رضی اللہ عنہ فقد اخرج الحاکم عن عاصم عن زرٍ عن عبد اللہ قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال فاتاھم عمر فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابابکر ان یؤم الناس فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم ابابکر فقالت الانصار نعوذ باللہ ان نتقدم ابابکر واما استدلالہ علی خلافۃ الصدیق بالاجماع فقد اخرج الحاکم من حدیث عاصم عن زرٍ عن عبد اللہ قال ما رأی المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسنٌ وما رأوا سیئًا فھو عند اللہ سیئٌ وقد رأی اصحابہ جمیعا ان یستخلف ابابکر واما استدلالہ بخطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ بخمس لیالٍ بمناقب الصدیق ما ھو تعریض ظاھر علی خلافتہ وعلی ھذہ الطریقۃ اعتمد ابو عمر فی الاستیعاب فقد اخرج مسلم عن ابی الاحوص قال سمعت عبد اللہ بن مسعود یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا واما ما یستدل بہ علی خلافۃ الخلفاء الثلثۃ من بیان مدۃ التی ضربھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لدوران رحی الاسلام ووقوع خلافتھم فی تلک المدۃ فقد اخرج الحاکم

حدیث پیش کر کے انصار کو خلافت سے باز رکھا [حاکم نے زر (بن حبیش) سے اُنھوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پھر حضرت عمرؓ اُن کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ اے گروہِ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ لوگوں کے امام (نماز) بنیں پس تم میں سے کس کا نفس اس بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا بنے۔ سب نے کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا بنیں۔ [حضرت ابن مسعودؓ کا خلافتِ صدیقیہ پر اجماع سے استدلال کرنا] ۔ حاکم نے عاصمؓ سے روایت کی ہے اُنھوں نے زر سے اُنھوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس بات کو سب مسلمان (یعنی صحابہؓ) اچھا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو سب مسلمان بُرا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی بُری ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ خلیفہ بنائے جائیں۔ [حضرت ابن مسعودؓ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس خطبہ سے (خلافتِ صدیقیہ پر) استدلال کرنا جو آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا تھا جس میں حضرت صدیقؓ کے مناقب تھے اور مناقب بھی اس قسم کے جن میں ان کی خلافت پر کھلی تعریض ہے۔ اس استدلال پر ابو عمرؓ نے استیعاب میں اعتماد کیا ہے] مسلم نے ابوالاحوص سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سُنا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو بناتا (لہٰذا ابوبکرؓ میرے خلیل تو نہیں ہیں) مگر وہ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں اور اللہ نے تمھارے صاحب کو (یعنی مجھے اپنا) خلیل بنایا ہے۔ [حضرت ابن مسعودؓ کی وہ حدیث جس سے خلفائے ثلثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ اُس حدیث میں اس مدت کا بیان ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی چکی کے گھومنے کے لیے بیان فرمادی تھی اور خلافت ان خلفاء کی اسی مدت کے اندر واقع ہوئی] حاکم

من طرق عن منصور عن ربعی بن حراش عن البراء بن ناجیة قال قال عبد اللّٰه قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان رحی الاسلام ستزول بعد خمس وثلثین او ست وثلثین او سبع وثلثین سنة فان یهلکوا فسبیل من قد هلك وان یبق لهم دینهم یقم سبعین قال عمر رضی اللّٰه عنه یا رسول اللّٰه مما مضی او مما بقی قال لا بل مما بقی وروی الحاکم باسانید صحیحة من طرق متعددة ان عثمان رضی اللّٰه عنه قتل فی ذی الحجة سنة خمس وثلثین وکانت خلافته ثنتی عشر سنة وأما ما یستدل به علی خلافتهم من حدیث القرون الثلثة فقد اخرج احمد عن ابراهیم عن عبیدة عن عبد اللّٰه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یأتی من بعد ذلك قوم تسبق شهادتهم ایمانهم وایمانهم شهادتهم وبنائے این استدلال بر توجیہ صحیحی است کہ اکثر احادیث شاہد آن است قرنِ اوّل از زمانِ ہجرت آنحضرت است صلی اللّٰہ علیہ وسلم تا زمانِ وفات وے صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقرنِ ثانی از ابتدائے خلافتِ حضرت صدیق تا وفات حضرت فاروق رضی اللّٰہ عنہما

کئی سندوں کے ساتھ منصور سے انھوں نے ربعی بن حراش سے انھوں نے براء بن ناجیہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عبد اللّٰہ بن مسعودؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اسلام کی چکی پینتیس[۳۵] برس کے بعد یا (فرمایا) چھتیس[۳۶] برس کے بعد یا (فرمایا) سینتیس[۳۷] برس کے بعد (اپنی جگہ سے) ہٹ جائے گی اس کے بعد اگر لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو اُن کا وہی راستہ ہے جو اور ہلاک ہونے والوں کا ہے اور اگر اُن کا دین اُن کے لئے باقی رہ گیا تو پھر ستر[۷۰] برس قائم رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللّٰہ! گزشتہ زمانہ ملا کر یا صرف آیندہ کے ستر[۷۰] برس حضرتؐ نے فرمایا نہیں آئندہ کے ستر برس۔ اور[۱] حاکم نے بسند ہائے صحیح متعدد طرق سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے اور اُن کی خلافت بارہ[۱۲] برس رہی۔ [حضرت ابن مسعودؓ کی وہ حدیث جس سے خلفائے ثلثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے یعنی قرونِ ثلثہ کی حدیث]۔ امام[۲] احمدؒ نے ابراہیم سے انھوں نے عبیدہؒ سے انھوں نے حضرت عبد اللّٰہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر اُن لوگوں کا جو میرے قرن والوں کے بعد ہوں پھر اُن لوگوں کا جو اُن کے بعد ہوں پھر اس کے بعد کچھ لوگ (ایسے بے احتیاط) پیدا ہوں گے کہ اُن کی گواہی اُن کی قسم کے آگے اور قسم گواہی سے آگے چلے گی اس (حدیث سے) استدلال کی بناء ایک صحیح توجیہ[۱] پر ہے جس کی شاہد اکثر حدیثیں ہیں (وہ توجیہ یہ ہے کہ) پہلا قرن آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی ہجرت سے آپؐ کی وفات تک لیا جائے اور دوسرا قرن حضرت صدیقؓ کی ابتدائے خلافت سے حضرت فاروقؓ کی وفات تک

[۱] یہ مقام اس کتب عالی نصاب کے اُن مقامات میں سے ہے جہاں حضرت مصنفؒ نے اپنی خداداد ذہانت اور اپنے وہبی علم کی بہار دکھائی ہے۔ اس حدیث کو جمہور نے تبع تابعین کے زمانہ تک منطبق کیا ہے مگر مصنفؒ نے اس کو حضرت عثمانؓ کے زمانہ پر ختم کر دیا اور حق یہی ہے جو مصنفؒ نے لکھا انشاءاللّٰہ تعالےٰ ہم فصل پنجم میں اسی پر مبسوط بحث لکھیں گے جس سے مصنفؒ کی تحقیق کی خوبیاں نیز اس کا حق خالص ہونا اچھی طرح واضح ہوگا۔

وقرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وور ہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بودہ قرن در لغت قوم متقارنین فے السن بعد ازاں قومے کہ در ریاست و خلافت مقترن باشند قرن گفتہ شد چوں خلیفہ دیگر باشد ووزراء حضور دیگر و امرائے دیگر و رؤسار جیوش دیگر و سپاہان دیگر و حربیاں دیگر وذمیان دیگر تفاوت قرون بہم مے رسد

اما قولہ فی خلافۃ عثمان فقد اخرج الحاکم من حدیث الاعمش عن عبداللہ بن بشار قال لما جاءت بیعۃ عثمان قال عبداللہ ما الونا عن اعلانا ذا فوق واما منعہ عن الخروج علی عثمان فقد اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن ابی سعید مولی ابن مسعود قال قال عبداللہ واللہ لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ خلفاً۔

اور تیسرا قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ اور ہر قرن بارہ سال کا ہوا ہے۔ قرن لغت میں اُس قوم کے لوگوں کو کہتے ہیں جو سن میں باہم قریب قریب ہوں (عرفاً) ان لوگوں میں بھی مستعمل ہے جو ریاست و خلافت میں قریب قریب ہوں جب خلیفہ دوسرا ہو اور اُس کے وزیر اور سرداران ملک بھی اور ہوئے اور افسرانِ فوج بھی دوسرے سپاہی بھی دوسرے حربی بھی دوسرے ذمی بھی دوسرے ہوئے تو قرن بدل گیا۔ {حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق} حاکم نے اعمش سے انھوں نے عبداللہ بن بشار سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کی بیعت کی خبر ملی تو حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) نے فرمایا کہ لوگوں نے ہمارے اعلےٰ و افضل کے بنانے میں کوتاہی نہیں کی (یعنے اُسی کو خلیفہ بنایا جو سب میں اعلےٰ و افضل تھا)۔ {حضرت ابن مسعودؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے (لوگوں کو) روکنا} ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابوسعید مولیٰ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا واللہ اگر یہ لوگ عثمانؓ کو شہید کردیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔

ومن مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۲۴- روایت)

اما ان الخلافۃ فی قریش فقد اخرج احمد وابو یعلےٰ وغیرھما من طرق شتی ان عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان واما ان المھاجرین الاولین الذین جاھدوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشا فی اول الاسلام اولی بالخلافۃ فقد اخرج البخاری من طریق معمر عن الزھری عن سالم عن ابیہ حدیثا فیہ فلما تفرق الناس خطب معاویۃ قال من کان یرید ان یتکلم فلیطلع لنا قرنہ۔

{خلافت قریش میں (رکھی گئی) ہے} احمد اور ابویعلےٰ وغیرہما نے مختلف سندوں سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک کہ ان میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں۔ {وہ مہاجرین اوّلین جنھوں نے ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر کفارِ قریش سے جہاد کیا خلافت کے لئے اَولےٰ ہیں}۔ بخاری نے معمر سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد (حضرت عبداللہ ابن عمرؓ) سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ جب لوگ متفرق ہوگئے حضرت معاویہؓ نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جو شخص کچھ کہنا چاہے وہ ہمارے سامنے آئے (پھر حضرت حسنؓ و

فلنحن احقّ به منه ومن ابيه قال حبيب بن مسلمة فهلا اجبته قال عبد الله فحللت حُبُوتي وهممت ان اقول احقّ بهذا الامر منك من قاتلك واباك على الاسلام فخشيت ان اقول كلمة تفرق بين الجمع وتسفك الدم ويُحمل عني غير ذلك فذكرت ما اعد الله في الجنان قال حبيب حُفظت و عُصمت اما افضلية الخلفاء على ترتيب الخلافة فقد اشتهر عن ابن عمر بروايات فيها العدد والثقة فقد اخرج البخاري من طريق يحيٰى بن سعيد عن نافع عن ابن عمر قال كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فنخير ابا بكر ثم عمر ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم واخرج البخاري وابوداؤد عن عبد العزيز بن ابي سلمة الماجشون عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابي بكر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم

علی مرتضٰی پر تعریض کرکے فرمایا) بیشک ہم اُن سے اور اُن کے باپ سے زیادہ مستحق خلافت ہیں حبیب بن مسلمہؓ نے (جو حضرت ابن عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان سے) کہا کہ آپ نے حضرت معاویہ کو جواب کیوں نہ دیا؟ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) نے فرمایا میں مستعد ہوا تھا اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ کہوں آپ سے زیادہ حقدار خلافت کا وہ شخص ہے جس نے آپ سے اور آپ کے والد سے (جب آپ دونوں کافر تھے) اسلام کے لئے قتال کیا (یعنی علی مرتضٰی) مگر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میرے مُنہ سے ایسی بات نہ نکل جائے جو جماعت میں افتراق پیدا کردے اور خونریزی کی نوبت آجائے اور میری بات کسی دوسرے طریقہ سے مشہور کیجائے اس کے ساتھ ہی مجھے وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ نے جنّت میں (نیکوں کے لئے) ہیّا فرمائی ہیں (کہ وہ حضرت علیؓ کے لئے کافی ہیں اگر دنیا میں ان کی کوئی تنقیص کرے تو کیا پروا لہٰذا میں نے اپنی زبان روک لی) حبیب (مذکور) نے کہا آپ (منجانب اللہ فتنہ سے) محفوظ رہے اور بچا لئے گئے۔ [خلفائے راشدین کی افضلیت بترتیب[1] خلافت حضرت ابن عمرؓ سے بروایات صحیحہ و معتبرہ حد شہرت کو پہنچ گئی ہے چنانچہ) بخاری نے یحیٰی بن سعید سے اُنھوں نے نافعؒ سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم۔ اور بخاری اور ابوداؤد نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون سے اُنھوں نے عبیداللہ سے اُنھوں نے نافعؒ سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو (ایسا ہی جانتے تھے) پھر عثمانؓ کو اُس کے بعد

[1] احادیث کے تتبع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کا افضل امت ہونا تو اجماعیات سابقہ قدیمہ سے تھا اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی افضلیت کا عقیدہ قائم ہوا اور حضرت علی مرتضٰی کی افضلیت کا عقیدہ بالکل اخیر زمانہ نبوی یا اسکے بعد ثابت ہوا یہی وجہ ہے کہ اکثر احادیث قدیمہ میں صرف شیخینؓ کا ذکر ہے اور بعض میں حضرت عثمانؓ کا اور حضرت علیؓ کی افضلیت کا تذکرہ متاخرہ میں ہے اور مجتہدین امت میں مختلف فیہ ہے۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کو مفصل بیان کروں گا۔

نازلہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا نفضل بینہم وآخرج ابوداؤد من حدیث یونس عن ابن شہاب قال قال سالم بن عبد اللہ ابن ابن عمر قال کنا نقول ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان وآخرج الترمذی من طریق حارث بن عمیر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال کنا نقول ورسول اللہ حی ابوبکر وعمر وعثمان وفی بعض طرق احمد وابی یعلی ذکر علی رضی اللہ عنہ فاخرج ابو یعلی عن عمر بن اسید عن ابن عمر قال کنا نقول علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم النبی ثم ابوبکر ثم عمر ولقد اعطی علی بن ابی طالب ثلث خصال لان یکون فی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم تزوج فاطمۃ وولدت لہ و غلق الابواب غیر بابہ ودفع الرایۃ الیہ یوم خیبر آمار قیا القلیب التی ہی حجۃ ظاہرۃ فی خلافۃ الشیخین فقد اخرج البخاری من حدیث عبید اللہ عن ابی بکر بن سالم عن سالم عن عبد اللہ بن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی انزع بدلو بکرۃ علی قلیب فجاء ابوبکر فنزع ذنوبا او ذنوبین نزعا ضعیفا واللہ یغفر لہ ثم جاء عمر بن الخطاب فاستحالت غربا فلم ار

اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے تھے اور ابوداؤد نے حضرت یونس سے انھوں نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ (افضلِ امت ہیں) اور امام احمدؒ اور ابویعلےٰ کی بعض روایتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ ابو یعلےٰ نے عمر بن اسید سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ نبیؐ کے بعد ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ اور علیؓ کو تین وصف ایسے ملے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی مجھے مل جائے تو سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہے۔ انھوں نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کیا اور ان کے بطن سے ان کی اولاد ہوئی۔ اور مسجدِ نبوی میں ان کے سوا سب کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ اور خیبر کے دن جھنڈا انھیں دیا گیا۔ [کنوئیں والا خواب جو خلافتِ شیخینؓ پر کھلی ہوئی دلیل ہے] بخاری نے عبید اللہؓ سے انھوں نے ابوبکر بن سالمؓ سے انھوں نے سالم سے انھوں نے (اپنے والد) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر (کھڑا ہوا) ایک بڑا ڈول (بھر بھر کر) نکالتا ہوں۔ پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے (میرے ہاتھ سے لے کر) ایک ڈول یا دو ڈول کچھ کمزوری کے ساتھ نکالے اللہ ان کو معاف کرے اس کے بعد حضرت عمرؓ بن خطاب آئے (اور انھوں نے ابوبکرؓ سے لیا ان کے ہاتھ میں جاتے ہی) وہ ڈول چرس بن گیا میں نے کسی طاقتور کو نہیں دیکھا جو ان کے مثل قوت

لہ اس حدیث سے اگر کوئی بدنصیب حضرت صدیقؓ کی منقصت ثابت کرنا چاہے تو اوّلاً اس کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ دوسری حدیثیں اور نیز وہ آیتیں جن میں فضائل صدیقیہ مذکور ہیں اس حدیث کی معارض ہو جائیں گی۔ ثانیاً اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ کمزوری یعنے ضعف اور مغفرت کوئی تنقیص کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ وہ الفاظ ہیں جو حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے فرمائے سورۂ فتح کی پہلی آیت ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر بلکہ انصاف سے دیکھو تو ذنب کا لفظ ضعف سے بڑھا ہوا ہے اور اصل یہ ہے کہ نہ ذنب کا لفظ منقصت پر دلالت کرتا ہے نہ ضعف نہ مغفرت بے بنیادی آسمانی حوادث جو کبھی کبھی پیش آجاتے تھے حضرت کیلئے ذنب کیساتھ تعبیر کیے گئے اور حضرت صدیقؓ کیلئے ضعف کیساتھ حضرتؐ کے عہد کے حوادث مثل ہزیمت احد و حنین وغیرہ وغیرہ کے اور حضرت صدیقؓ کے عہد کے حوادث مثل قلتِ مدتِ خلافت و ارتداد قبائل عرب کے۔ اب رہی مغفرت اس سے مراد ان حوادث کے ضرر سے محفوظ رکھنا اور قوت و شوکتِ اسلام کا برقرار رکھنا اس حدیث کی شرح اس سے پہلے ہی ہو چکی ہے اور خود مصنف نے بھی کی ہے نیز اور محدثین نے بھی کی ہو گی

لہ یہی روایت ترمذی نے بھی بطریق حارث بیان کی ہے

عَبقَرِیًّا یَفرِی فَرِیَه حتّٰی رَوِیَ النّاس وضَرَبُوا بعَطَنٍ اما التعریض الظاهر علی خلافتهم من جهة ذکر فضائلهم علی الترتیب فقد اخرج ابو یعلی من طریق محمد بن عبد الرحمٰن عن ابیه عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اَرأَفُ اُمّتی بامّتی ابوبکر واشدهم فی الاسلام عمر واصدقهم حیاء عثمان بن عفان واقضاهم علی بن ابی طالب وافرضهم زیدُ بن ثابت واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل واقرأهم اُبیّ بن کعب ولکلّ امّةٍ امینٌ وامین هٰذه الامّة ابو عُبیدة بن الجراح اما بشارة الشیخین بانهما یبعثان مع النبی صلی الله علیه وسلم فقد اخرج الترمذی والحاکم من طریق عاصم بن عُمر العمری عن عبد الله ابن دینار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اوّل من تَنشَقُّ عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم آتی اهل البقیع فیحشرون معی ثم انتظرُ اهل مکّة حتّٰی اُحشَر بین الحرمین واخرج ابن ماجة والحاکم من طریق اسمٰعیل بن امیّة عن نافع عن ابن عمر قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم بین ابی بکر وعمر فقال هٰکذا نُبعَث واما مناقب الصّدیق رضی الله عنه فقد اخرج البخاری من طریق موسے بن عقبة عن سالم عن ابیه قال

کے ساتھ ڈول نکالے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہوگئے اور اُنھوں نے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کر لیا اور پانی کے گرد بٹھلا دیا [خلفاء کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا ان کے فضائل علی الترتیب بیان کرکے] ابو یعلیٰ نے محمد بن عبد الرحمٰن سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میری امّت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت اسلام میں عمرؓ ہیں اور حیا میں سب سے کامل عثمان بن عفانؓ ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں اور فرائض کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابتؓ ہیں اور حلال و حرام کے سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبلؓ ہیں اور قراءت میں سب سے بڑھے ہوئے اُبیّ بن کعبؓ ہیں اور ہر اُمّت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امّت کے امین ابو عبیدہؓ بن جراح ہیں۔ [شیخینؓ کے لئے یہ بشارت کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبر سے اُٹھیں گے] ترمذیؒ اور حاکم نے عاصم بن عمر عمری سے اُنھوں نے عبداللہ بن دینار سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جس کی قبر شق ہوگی (یعنے سب سے پہلے قبر سے میں اُٹھوں گا) پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر میں مدفونانِ جنّت البقیع کے پاس جاؤں گا (اور اُن کو پکاروں گا) تو وہ بھی میرے ساتھ اُٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا الغرض حرمین کے درمیان میں (جسقدر لوگ مدفون ہیں) وہ سب اُٹھائے جائیں گے۔ اور ابن ماجہؒ اور حاکم نے اسمٰعیل بن امیّہ سے اُنھوں نے نافعؒ سے اُنھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں چلے جاتے تھے پس آپؐ نے فرمایا کہ ہم (قیامت کے دن) اسی طرح (ساتھ ساتھ) مبعوث ہوں گے۔ [مناقب صدیق رضی اللہ عنہ] بخاریؒ نے موسیٰ بن عقبہؒ سے اُنھوں نے سالم سے اُنھوں نے اپنے والد (حضرت ابن عمرؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ فقال ابوبکر رضی عنہ ان احد شقی ثوبی یسترخی الا ان اتعاھد ذلک منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست تصنع ذلک خیلاء واخرج الترمذ من حدیث جُمَیع بن عمیر عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار واما مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری ومسلم وغیرھما بطرق متعددۃ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم شربت یعنی اللبن حتی انظر الی الری یجری فی ظفری او فی اظفاری ثم ناولت عمر قالوا فما اولت قال العلم واخرج البخاری من طریق عمر بن محمد ان زید بن اسلم حدثہ عن ابیہ قال سألنی ابن عمر عن بعض شأنہ یعنی عمر فاخبرتہ فقال ما رأیت احدا قط بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حین قبض کان اجد واجود حتی انتہی من عمر بن الخطاب واخرج الترمذی من طریق خارجۃ بن عبد اللہ الانصاری عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام باحب ھذین الرجلین الیک بابی جھل او بعمر بن الخطاب قال فکان احبھما الیہ عمر واخرج الترمذی ایضا من ھذا الطریق عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ قال وقال ابن عمر ما نزل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ازراہِ تکبر نیچا کپڑا پہنے گا اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر (رحمت) نہ فرمائیگا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا کپڑا ایک جانب سے نیچے سرک جایا کرتا ہے مگر یہ کہ اس کی خوب احتیاط کروں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوبکرؓ!) تم ازراہِ تکبر اس کو نہیں کرتے۔ ترمذی نے جمیع بن عمیر سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور تم میرے ساتھی تھے غار میں۔ [مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ] بخاری و مسلم وغیرہما نے متعدد سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی تازگی میرے ناخون میں دوڑنے لگی۔ اس کے بعد (اپنا پس خوردہ) میں نے عمر بن خطاب کو دے دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کی تعبیر آپ نے فرمایا کہ (دودھ کی تعبیر) علم۔ اور بخاری نے عمر بن محمد سے روایت کی ہے کہ زید ابن اسلم نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے کچھ حالات پوچھے چنانچہ میں نے بیان کئے پھر وہ خود کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یعنے جب سے کہ آپ کی وفات ہوئی کسی کو نہیں دیکھا جو عمر بن خطابؓ سے زیادہ نیکی کرنے والا اور سخی ہو۔ اور ترمذی نے خارجہ بن عبد اللہ انصاری سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ابوجہل یا عمر بن خطابؓ میں سے جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے چنانچہ حضرت کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی معلوم ہوا کہ ان دونو میں خدا کو محبوب حضرت عمرؓ تھے۔ اور نیز ترمذی نے اسی سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے عمرؓ کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کیا ہے حضرت ابن عمرؓ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی معاملہ

بالناس امرٌ قط فقالوا فیہ وقال فیہ عمر الا نزل فیہ القرآن بنحو ما قال عمر وأخرج الحاکم من طریق خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد بن عمر عن سالم بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن عمر انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب بیدہ حین اسلم ثلاث مرات وھو یقول اللھم اخرج ما فی صدرہ من غل و ابدلہ ایمانا یقول ذلک ثلثا وأخرج الحاکم من حدیث عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم اید الدین بعمر ابن الخطاب واما بشارۃ اھل بدر فقد اخرج ابو یعلی من طریق عمر بن حمزۃ عن سالم عن ابیہ قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ وفیہ فقال عمر ائذن لی فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کنت قاتلہ قال نعم ان اذنت لی فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک لعل اللہ اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ما شئتم واما ذبہ عن عثمان فقد اخرج البخاری عن عثمان بن موھب قال جاء رجل من اھل مصر وحج البیت فرای قوما جلوسا فقال من ھؤلاء القوم فقالوا ھؤلاء قریش قال فمن الشیخ فیھم قالوا عبد اللہ بن عمر قال یا ابن عمر انی سائلک عن شیء فحدثنی ھل تعلم ان عثمان فر یوم احد

لوگوں پر پیش آتا تھا اور لوگ اُس میں رائے دیتے تھے تو اس معاملہ کے متعلق قرآن حضرت عمرؓ ہی کے رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔ اور حاکم نے خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے اُنھوں نے سالم بن عبد اللہ (ابن عمرؓ) سے اُنھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ان کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور تین مرتبہ دعا مانگی کہ یا اللہ! ان کے سینہ میں جس قدر کینہ تھا اُس کو ایمان سے بدل دے۔ اور حاکم نے عبید اللہؓ سے اُنھوں نے نافعؓ سے اُنھوں نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ یا اللہ! عمر بن خطابؓ سے دین کو قوت دے۔

{اہلِ بدر کو بشارت} ابو یعلیٰ نے بروایت عمر بن حمزہ سالم سے اُنھوں نے اپنے والد سے حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ نقل کیا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) مجھے حاطب کے متعلق اجازت دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم حاطب کو قتل کر دوگے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ہاں بشرطیکہ آپ مجھے اجازت دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ اہلِ بدر (کے انجام کار) سے واقف ہے اور اُس نے فرما دیا ہے کہ (اے اہلِ بدر!) تم جو چاہو کرو (میں نے تمھیں بخش دیا)۔

{حضرت ابن عمرؓ کا حضرت عثمانؓ (کے اوپر) سے اعتراضات کا دفع کرنا} بخاری نے عثمان بن موہب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص اہلِ مصر سے آیا اور اُس نے کعبہ کا طواف کیا اُس کے بعد اُس نے دیکھا کہ کچھ لوگ (کعبہ میں) بیٹھے ہوئے ہیں اُس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ قریش کے لوگ ہیں پھر اُس نے پوچھا کہ یہ بوڑھے جو ان میں بیٹھے ہوئے ہیں کون ہیں؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمرؓ ہیں پھر اُس شخص نے کہا اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ غزوۂ اُحد سے بھاگے تھے؟

قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بدر
ولم يشهدها قال نعم قال تعلم
انه تغيب عن بيعة الرضوان فلم
يشهدها قال نعم قال الله اكبر
قال ابن عمر تعال أبين لك أما فراره
يوم أحد فاشهد ان الله عفا عنه
وغفر له وأما تغيبه عن بدر
فانه كان تحته بنت رسول الله
صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة
فقال له رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان لك أجر رجل
ممن شهد بدرا وسهمه وأما
تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان
ببطن مكة اعز من عثمان لبعثه
مكانه فبعث رسول الله صلى
الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة
الرضوان بعد ماذهب عثمان الى
مكة فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ليده اليمنى هذه يد عثمان
فضرب بها على يده فقال هذه
لعثمان فقال له ابن عمر اذهب
بها الآن معك وأما روايته في
عثمان انه يقتل مظلوما فقد اخرج
الترمذي عن كليب بن وائل عن
ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى
الله عليه وسلم فتنة فقال يقتل
فيها مظلوما لعثمان واخرج الحاكم
عن ايوب عن نافع عن ابن عمر
ان عثمان اصبح فحدث قال

انھوں نے فرمایا کہ ہاں - اس شخص نے کہا کیا آپ جانتے ہیں
کہ وہ بدر میں شریک نہ تھے ؟ اور غزوۂ بدر میں حاضر نہیں ہوئے انھوں
نے فرمایا ہاں - پھر اس شخص نے کہا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعۃ الرضوان
میں بھی شریک نہ تھے انھوں نے فرمایا ہاں تو اس شخص نے (خوش
ہوکر) کہا اللہ اکبر (اور چلنے لگا) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آؤ
میں تم سے بیان کروں احد سے ان کے بھاگنے کے متعلق تو میں
شہادت دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کو معاف کردیا اور بخش دیا
اور بدر میں ان کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح
میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور
وہ بیمار تھیں لہذا ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم (بدر میں نہ شریک ہو بلکہ اپنی زوجہ کی تیمارداری کرو)
تم کو اس شخص کے برابر ثواب اور مال غنیمت ملے گا جو بدر میں
شریک رہا ہو - اور بیعۃ الرضوان میں ان کے شریک نہ ہونے کی
وجہ یہ ہے کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو سفیر بنا کر
مکہ بھیجا تھا) اگر مکہ میں حضرت عثمانؓ سے زیادہ کسی کی عزت ہوتی
تو آپ اسی کو بجائے حضرت عثمانؓ کے بھیجتے اور بیعۃ الرضوان
حضرت عثمانؓ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی ہے (اس بیعۃ الرضوان
میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی نسبت
فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اسی کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر
بیعت کرلی اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی ہے - اس کے بعد
حضرت ابن عمرؓ نے اس شخص سے فرمایا کہ اب ان باتوں کو اپنے
ساتھ لیتے جاؤ -

[حضرت ابن عمرؓ کی حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ روایت کہ وہ مظلومیت کی حالت میں شہید کئے جائیں گے]

ترمذی[21] نے کلیب بن وائل سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایک فتنہ کو ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ کی نسبت فرمایا کہ وہ اس
فتنہ میں مظلومیت کے ساتھ شہید کئے جائیں گے - اور[22] حاکم
نے ایوب سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے
روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک روز صبح کو لوگوں سے بیان کیا کہ

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی المنام اللیلۃ فقال یا عثمان
افطر عندنا فاصبح عثمان
صائما فقتل فی یومہ رضی
اللہ عنہ وامّا تعودہ من
الفتنۃ فاخرج ابو یعلی من
حدیث عمر بن محمد ان اباہ
حدثہ عن عبد اللہ ابن عمر
قال کنا نتحدث فی حجۃ الوداع
ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بین اظہرنا لا ندری ما حجۃ
الوداع فحمد اللہ ـــــ وحدہ
واثنی علیہ ثم ذکر المسیح الدجال
فاطنب فی ذکرہ ثم قال ما بعث
اللہ من نبی الا وانذرہ امتہ
لقد انذرہ نوح والنبیون
من بعدہ وانہ یخرج فیکم
وما خفی علیکم من شانہ فلا
یخفی علیکم انہ اعور عین
الیمنی کانہا عنبۃ طافیۃ
ثم قال ان اللہ حرم علیکم
دماءکم واموالکم کحرمۃ
یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شہرکم
ھذا الا ھل بلغت قالوا نعم
قال اللہم اشہد ثم قال ویلکم او
ویحکم انظروا لا ترجعون بعدی کفارا
یضرب بعضکم رقاب بعض
واخرج ابو یعلی عن ابن فضیل عن
ابیہ عن سالم عن ابن عمر قال سمعت رسول اللہ

میں نے آج شب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ
فرماتے تھے کہ اے عثمانؓ! آج افطار ہمارے ساتھ کرنا۔ چنانچہ حضرت
عثمانؓ نے اس دن روزہ رکھا اور اُسی دن شہید ہوئے رضی اللہ عنہ
{حضرت ابن عمرؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا} ابو یعلے نے بروایت
عمر بن محمد نقل کیا ہے کہ اُن سے اُن کے والد نے حضرت عبد اللہ
بن عمرؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ حجۃ الوداع
میں باہم کچھ باتیں کر رہے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ہمارے درمیان میں موجود تھے ہم اُس وقت یہ بھی نہ جانتے تھے
کہ حجۃ الوداع کیا چیز ہے کہ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم (خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور آپؐ) نے خدائے واحد کی
حمد وثنا بیان کی اس کے بعد آپؐ نے مسیح دجال کا ذکر کیا اور اُس
کے ذکر میں طول دیا اس کے بعد فرمایا کہ اللہ نے جس نبی کو مبعوث
کیا ہے اُس نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ضرور ڈرایا ہی رہتے
کہ) نوحؑ نے اور اُن کے بعد کے نبیوں نے بھی (اپنی امت کو)
اُس سے ڈرایا ہے حالانکہ وہ (اُن کے زمانہ میں نکلنے والا نہ تھا
بلکہ) تمہارے زمانہ میں نکلے گا اور جو حالات اُس کے تم سے
پوشیدہ ہیں وہ پوشیدہ نہ رہنے چاہئیں (سنو) اس کی داہنی
آنکھ پھولی ہوئی (اور اُبھری ہوئی) مثل اس انگور کے ہے جو
اپنے خوشہ میں سب سے اُبھرا ہوا ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ
اللہ نے تمہارے اُوپر اپنے (بھائی مسلمانوں کے) خون اور اپنے
(بھائی مسلمانوں کے) مال (ہمیشہ کے لئے) حرام کر دیئے ہیں جس
طرح تمہارے اس دن میں تمہارے اس شہر میں تمہارے اس
مہینہ میں حرام ہیں آگاہ ہو جاؤ (اور بتاؤ) آیا میں نے احکام خداوندی
پہنچا دیئے (یا نہیں) سب نے عرض کیا ہاں آپؐ نے پہنچا دیئے۔ آپؐ
نے فرمایا اللہ تو گواہ رہ۔ اُس کے بعد فرمایا اے لوگو! تمہاری
خرابی آنے والی ہے دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد کافر
ہو جاؤ ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگو۔ اور ابو یعلے نے
ابن فضیل سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے سالم سے اُنھوں
نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الفتنۃ تجیء من
ھھنا واوماء بیدہ نحو المشرق حیث تطلع قرن
الشیطان وانتم یضرب بعضکم رقاب بعض
وانما قتل موسی الذی قتل من اٰل فرعون خطأ
قال اللہ لہ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ
وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا۔

ومن مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

اما مایستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ
عنہ من خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قبل وفاتہ فقد اخرج البخاری من حدیث
ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت
متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابا بکر
ولکن اخی وصاحبی واخرج احمد من
حدیث جریر عن یعلی بن حکیم عن عکرمۃ
عن ابن عباس قال خرج علینا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی
مات فیہ عاصبا رأسہ فی خرقۃ فقعد
علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال
انہ لیس احد امنّ علیّ فی نفسہ ومالہ
من ابی بکر بن ابی قحافۃ ولو کنت متخذا
من الناس خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن
خلۃ الاسلام سُدّوا عنّی کل خوخۃ
فی ھذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکر واما
مایستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ
من حدیث الامامۃ فقد اخرج احمد

صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے
آئے گا اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں[1] سے شیطان کا
سینگ طلوع ہوتا ہے اور (فرمایا اس فتنہ میں) تم لوگ ایک
دوسرے کی گردن زنی کروگے (کہیں موسیٰؑ کے فعل سے تمسک
نہ کرنا کیونکہ) موسیٰؑ نے جو آلِ فرعون میں سے ایک شخص کو قتل
کیا تھا وہ انھوں نے غلطی سے کیا تھا (چنانچہ) اللہ تعالےٰ نے
(ان سے) فرمایا وقتلت الآیۃ (ترجمہ) قتل کیا تم نے (اے
موسیٰؑ) ایک شخص کو پھر نجات دی ہم نے تم کو غم (قصاص)
سے اور آزمایش کی تمھاری خوب۔

مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۱۲۔ روایت

[نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جس سے صدیق
رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنی
وفات سے پہلے فرمایا تھا] بخاری نے بروایت ایوب عکرمہ سے
انھوں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں کسی کو
خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر رضؓ کو بناتا لیکن ابوبکر رضؓ میرے بھائی اور
میرے ہمنشین ہیں۔ اور امام احمدؒ نے بروایت جریر یعلے ابن
حکیم سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباس رضؓ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اپنے مرض وفات میں (ایک روز) اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹ کر
باہر تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے پھر آپ نے اللہ
کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے
ابوبکر بن ابی قحافہ رضؓ سے زیادہ اپنی جان اور مال سے مجھ پر احسان
کیا ہو اور اگر میں کسی آدمی کو اپنا خلیل بناتا تو بیشک ابوبکر رضؓ
کو خلیل بناتا مگر ابوبکر رضؓ کے ساتھ مجھے اسلامی محبت (سب سے
زیادہ) ہے میری مسجد سے سب کی کھڑکیاں بند کر دو سوا ابوبکر رضؓ
کی کھڑکی کے۔ [امامتِ نماز کی حدیث جس سے حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ نے

[1] شیطان کا سینگ آفتاب کو فرمایا یعنے جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے چونکہ بوقت طلوع و غروب آفتاب کی عبادت ہوتی ہے اس سبب سے اسکو اس لفظ سے تعبیر فرمایا۔

من حدیث ابی اسحٰق عن ارقم بن شُرَحْبِیل عن ابن عباس فی قصة مرضه صلی الله علیه وسلم فجاء بلال یؤذنه بالصلوٰة فقال مُرُوا ابا بکر یصلی بالناس الحدیث وامّا مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقد اخرج ابن ماجة من حدیث عوّام بن حوشب عن مجاهد عن ابن عباس قال لمّا اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمّد لقد استبشر اهل السّماء باسلام عمر واخرج الحاکم عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال اللّٰهم اَعِزّ الاسلام بعمر واخرج الترمذی من حدیث النضر ابی عمر عن عکرمة عن ابن عباس انّ النبی صلی الله علیه وسلم قال اللّٰهمّ اعز الاسلام بابی جهل بن هشام او بعمر قال فاصبح فغدا عمر علیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم فاسلم واخرج البخاری من حدیث ایوب عن ابن ابی ملیکة عن المسور بن مخرمة قال لما طعن عمر جعل یألم فقال له ابن عباس وکانه یجزّعه یا امیر المؤمنین ولا کل ذلك لقد صحبتَ رسول الله صلی الله علیه وسلم فاحسنت صحبتَه ثُمّ فارقته وهو عنك راض ثم صحبت ابا بکر فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض ثمّ صحبتَ صحبتهم فاحسَنْتَ صحبتهم ولئن فارقتهم لتفارقنّهم وهم عنك راضون فقال اما ما ذکرت من صحبة رسول الله صلی الله علیه وسلم

بروایتِ ابو اسحاق ارقم بن شرحبیل سے اُنھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے متعلق روایت کی ہے کہ بلالؓ آپؐ کے حضور میں نماز کی اطلاع کے لئے حاضر ہوئے حضرتؐ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں الیٰ آخرہ

[حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب] ابنِ ماجہ نے بروایت عوام بن حوشب مجاہد سے اُنھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اے محمدؐ! عمرؓ کے اسلام سے آسمان والے خوش ہوئے۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ دعاء فرماتے تھے کہ یا اللہ! اِسلام کو عمرؓ سے عزت دے۔ اور ترمذی نے بروایتِ نضر یعنے ابو عمر عکرمہ سے اُنھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) دعا مانگی کہ یا اللہ! اِسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمرؓ سے۔ چنانچہ اُس کے دوسرے روز صبح کو حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ اور بخاری نے بروایت ایوب ابن ابی ملیکہ سے اُنھوں نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو (خوفِ الٰہی سے) بہت بیچین تھے حضرت ابن عباسؓ نے ان کا خوف دُور کرنے کے لئے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنینؓ! آپ اس قدر کیوں بے چین ہوتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور ان کا حق صحبت ادا کیا پھر جب آپ اُن سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر ابوبکرؓ کی صحبت میں رہے اور ان کا حق صحبت خوب ادا کیا پھر جب آپ اُن سے جُدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے اس کے بعد آپ اصحاب نبی کی صحبت میں رہے اور آپ نے اُن کا حق صحبت خوب ادا کیا اور جس وقت آپ اُن سے جدا ہوں گے تو وہ بھی آپ سے راضی ہوں گے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت

ورضاہ فان ذلک من من اللہ تعالٰی من بہ علی واما ماذکرت من صحبت ابی بکر ورضاہ فانما ذلک من من اللہ تعالٰی من بہ علی واما ماتری من جزعی فھو من اجلک ومن اجل اصحابک واللہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللہ عزوجل قبل ان اراہ واما جعلہ قول الشیخین رضی اللہ عنہما فی ترتیب الادلۃ بعد حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبل القیاس فقد اخرج الدارمی عن عبید اللہ بن یزید قال کان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن اخبر بہ فان لم یکن فی القرآن وکان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن قال برأیہ واما مایستدل بہ علی خلافۃ الخلفاء من حدیث رؤیا الظلۃ فقد اخرج احمد وغیرہ من حدیث سفیان عن الزھری عن عبید اللہ بن عباس قال رای رجل رؤیا فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رأیت کان ظلۃ تنطف عسلا وسمنا وکان الناس یأخذون منھا فبین مستکثر وبین مستقل وبین ذلک وکان سببا متصلا الی السماء فجئت فاخذت بہ فعلوت فعلاک اللہ ثم جاء رجل من بعدک فاخذ بہ فعلا فعلاہ اللہ

اور آپ کی رضامندی کا ذکر کیا تو بیشک یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اُس نے مجھ پر کیا اور جو تم نے ابوبکرؓ کی صحبت اور اُن کی رضامندی کا ذکر کیا یہ بھی اللہ کا احسان ہے جو اُس نے مجھ پر کیا مگر یہ بے چینی جو تم دیکھ رہے ہو محض تمہارے اور تمہارے اصحاب (یعنے کافۂ مسلمین) کے سبب سے ہے (نہیں معلوم کہ اُن کے حقوق میں مجھ سے کیا کیا قصور ہوئے) اگر مجھے زمین بھر کر سونا مل جائے تو میں اُس کو اللہ عزّ وجل کے عذاب کے معاوضہ میں دیدوں قبل اس کے کہ وہ عذاب مجھے دکھایا جائے۔ [حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شیخین رضی اللہ عنہما کے قول کو ادلہ (شرعیہ) کی ترتیب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بعد اور قیاس سے پہلے رکھنا] دارمی نے عبد اللہ بن یزید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن میں ہوتا تھا تو اُس کو (بحوالۂ قرآن) بیان کرتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو (بحوالۂ حدیث رسولؐ) اس کو بیان کر دیتے تھے اگر (حدیث میں بھی) نہ ہوتا تو ابوبکرؓ وعمرؓ کے اقوال میں تلاش کرتے اگر مل جاتا تو اُن کے حوالہ سے (بیان کر دیتے) پھر اگر (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے اقوال میں بھی) نہ ہوتا تو اپنی رائے سے (قیاس کر کے) فتوٰی دیتے۔ [ابر والے خواب کی حدیث جس سے خلافتِ خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے] ۔امام احمدؒ وغیرہ نے بروایتِ سفیان زہری سے اُنھوں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص نے خواب دیکھا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضورؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اور لوگ اس شہد اور گھی کو اٹھا رہے ہیں کسی نے زیادہ اُٹھایا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ میں اور (میں نے دیکھا) کہ ایک رسّی آسمان سے لٹک رہی ہے آپؐ تشریف لائے اور آپؐ اس رسّی کو پکڑ کر اُوپر چڑھے اللہ نے آپؐ کو اُوپر چڑھا لیا پھر آپؐ کے بعد ایک شخص آیا اور اس رسّی کو پکڑ کر اُوپر چڑھا اللہ نے اُسکو بھی اُوپر چڑھا لیا

ثم جاء رجل من بعد کما فاخذ به فعلا فعلاه الله ثم جاء رجل من بعد کم فاخذ به فقطع به ثم وصل له فعلا فعلاه الله قال ابوبکر ائذن لی یارسول الله فاعبرها فاذن له فقال اما الظلة فالاسلام و اما السمن والعسل فحلاوة القرآن فبین مستکثر وبین مستقل وبین ذلك واما السبب فما انت علیه تعلو فیعلیك الله ثم یکون رجل من بعدك علی منهاجك فیعلو ویعلیه الله ثم یکون من بعد کما رجل فیاخذ باخذ کما فیعلو فیعلیه الله ثم یکون من بعدکم رجل یقطع به ثم یوصل له فیعلوا فیعلیه الله قال اصبت یارسول الله ام اخطأت قال اصبت و اخطأت قال اقسمت یارسول الله لتخبرنی قال لا تقسم وآماان النبی صلی الله علیه وسلم لم ینص بالخلافة لعلی خاصة ولا لبنی هاشم عامة فقد اخرج احمد من حدیث ابن المبارك عن یونس عن الزهری عن عبد الله بن کعب عن ابن عباس رض قال خرج علی من عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه فقالوا

پھر آپ دونوں کے بعد ایک شخص اور آیا اور وہ اس رسّی کو پکڑ کر اُوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اُوپر چڑھا لیا۔ پھر آپ تینوں کے بعد ایک اور شخص آیا اور اُس نے اس رسّی کو پکڑا تو وہ رسّی کٹ گئی مگر پھر جوڑی گئی اور وہ اُوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اُوپر چڑھا لیا ابوبکر رض نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی تعبیر کہوں حضرت ؐ نے اُن کو اجازت دی اُنھوں نے بیان کیا کہ ابر (جو اس شخص نے دیکھا وہ) اسلام ہے اور گھی اور شہد (جو اس سے ٹپک رہا ہی) وہ قرآن کی حلاوت ہے قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ میں۔ اور رسّی (جو اس نے دیکھی وہ) دین ہے جس پر آپ ہیں آپ بلند ہوں گے پھر اللہ آپ کو بلند کردے گا پھر ایک اور شخص آپ ؐ کے بعد آپ ہی کے طریقہ پر ہوگا وہ بھی بلند ہوگا اور اللہ اس کو بلند کردے گا پھر آپ دونوں کے بعد ایک اور شخص ہوگا وہ بھی آپ ہی دونوں کے طریقے پر چلے گا اور بلند ہوگا اللہ اس کو بلند کردے گا پھر آپ تینوں کے بعد ایک اور شخص ہوگا کہ وہ رسّی اس کے لئے کٹ[1] جائے گی مگر پھر اس کے لئے جوڑدی جائے گی اور وہ بھی بلند ہوگا اللہ اُس کو بلند کردے گا یارسول اللہ! میں نے صحیح کہا یا غلط۔ حضرت ؐ نے فرمایا کچھ تم نے صحیح کہا اور کچھ غلطی کی۔ حضرت ابوبکر رض نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں قسم دلاتا ہوں کہ آپ ؐ مجھے بتادیجئے۔ حضرت ؐ نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ {نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ علی رض کی خلافت پر بہ تخصیص نص کی نہ بنی ہاشم کی خلافت پر} امام احمد رح نے بروایت ابن مبارک یونس رض سے اُنھوں نے زہری سے اُنھوں نے عبداللہ بن کعب رض سے اُنھوں نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علی رض (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آپ ؐ کے مرض (وفات کے زمانہ) میں آئے تو لوگوں نے (اُن سے)

[1] رسّی کے کٹ جانے سے انتظام کا بگڑ جانا مراد ہے اور پھر جُڑ جانے سے انجام کا بخیر ہونا مقصود ہے حضرت عثمان رض کے آخر زمانے میں ایسا ہی ہوا کہ انتظام بگڑا اور بغاوت کی صورت پیدا ہوئی۔ مگر اللہ نے انجام بخیر کیا کہ رتبۂ خلافت ان سے زائل نہ ہوا۔

کیف اصبح رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یا اباالحسن فقال اصبح بحمد اللّٰہ بارئًا فقال العباس الا ترى انی لأری رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم سیتوفی من وجعہ وانی لاعرف فی وجوہ بنی عبد المطلب الموت فانطلق بنا الی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فلنکلمہ فان کان الامر فینا بیّنہ وان کان فی غیرنا کلمناہ فاوصی بنا فقال علی ان کان الامر فی غیرنا لم یعطناہ الناس ابدًا وانی واللّٰہ لا اکلم رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فی ھذا ابدًا واما ان ابابکر صدیق وسائرھم شہید فقد اخرج ابو یعلٰی باسناد غریب عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کان النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم علی حراء فتزلزل الجبل فقال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اثبت حراء فما علیک الا نبی او صدیق او شہید وعلیہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وعلی وعثمان وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل واما قولہ فی عثمان فقد اخرج ابو عمر فی الاستیعاب ان عبد اللّٰہ بن عباس قال لو اجتمع الناس علی قتل عثمان لرموا بالحجارۃ کما رمی قوم لوط۔

پوچھا کہ یا ابوالحسن رضؓ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ اُنھوں نے کہا بحمد اللہ اچھے ہیں۔ حضرت عباس رضؓ نے کہا تم کو معلوم نہیں میرا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مرض میں وفات پائیں گے کیونکہ میں عبد المطلب کی اولاد کے چہرے دیکھ کر موت کے آثار معلوم کر لیتا ہوں لہٰذا آؤ ہم تم دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپؐ سے کہیں کہ اگر خلافت ہم میں (ہونے والی ہو) تو اس کو بیان کر دیں اور اگر اور لوگوں میں (ہونے والی ہو) ہو تو ہم آپؐ سے کہیں کہ ہماری سفارش کر دیجئے۔ حضرت علی رضؓ نے کہا کہ اگر حضرتؐ نے خلافت اور لوگوں میں بیان کر دی تو پھر لوگ ہم کو کبھی خلافت نہ دیں گے لہٰذا میں اس بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ کہوں گا۔ [ابوبکر رضؓ صدیق ہیں اور باقی خلفاء شہید ہیں] ابو یعلٰی نے بسند غریب عکرمہ سے اُنھوں نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کوہِ حراء پر تھے کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حراء قائم رہ تیرے اوپر ایک نبی ہیں اور صدیق اور شہید حالانکہ اس پہاڑ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ و علی رضؓ و عثمان رضؓ و طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ و عبد الرحمٰن رضؓ بن عوف و سعد رضؓ بن ابی وقاص و سعید رضؓ بن زید بن عمرو بن نفیل۔ [حضرت ابن عباس رضؓ کا قول حضرت عثمان رضؓ کے متعلق] ابو عمر رضؓ نے استیعاب میں روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا اگر سب لوگ حضرت عثمان رضؓ کے قتل پر متفق ہو جاتے تو ان پر آسمان سے پتھر برستے جیسے قوم لوط پر برسائے گئے تھے۔

ومن مسند ابی موسی الاشعری عبد اللّٰہ بن قیس رضی اللّٰہ عنہ

مسند ابوموسیٰ اشعری یعنی عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ

۸ روایت

[خلافت قریش]

اما ان الخلافۃ فی قریش فقد اخرج احمد بن ابی موسی الاشعری عن النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال ان ھذا الامر فی قریش ما داموا اذا استرحموا رحموا واذا

میں (رکھی گئی) ہے] امام احمدؒ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جب تک ان کی یہ حالت رہی کہ جب ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور جب وہ

حُكِّمُوا عدلوا واذا قسموا اقسطوا فمن لم يفعل ذٰلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل واما بشارة الخلفاء بالجنة و التعريض الظاهر على خلافتهم وانذار عثمان بالبلوى فقد اخرج الشيخان وغيرهما بروايات فيه العدد والثقة من ذٰلك ما اخرجه البخاري من حديث سعيد بن المسيّب عن ابي موسى الاشعري انه توضأ في بيته ثم خرج فقلت لالزمن رسول الله صلى الله عليه وسلم و لاكونن معه يومي هذا قال فجاء المسجد فسأل عن النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا خرج وجه ههنا فخرجت على اثره اسأل عنه حتى دخل بئر اريس فجلست عند الباب وبابها من جريد حتى قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجته فتوضأ فقمت اليه فاذا هو جالس على بئر اريس وتوسط قفها وكشف عن ساقيه ودلاهما في البير فسلمت عليه ثم انصرفت فجلست عند الباب فقلت لاكونن بوابا للنبي صلى الله عليه وسلم اليوم فجاء ابو بكر رضي الله عنه فدفع الباب فقلت من هذا فقال ابو بكر فقلت على رسلك ثم ذهبت فقلت يا رسول الله هذا ابو بكر يستأذن فقال

حُکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جب وہ تقسیم کریں تو برابر کریں (قریش میں اس صفت کے ہوتے ہوئے) جو ایسا نہ کرے (یعنے ان کو خلیفہ نہ بنائے) اس پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی اُس سے نہ کوئی پرہیزگاری قبول ہوگی نہ عبادت۔ [خلفاء کے لئے جنّت کی بشارت اور ان کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض اور حضرت عثمانؓ کو بلوے سے ڈرانا] شیخینؒ (یعنے بخاری ومسلم) وغیرہ نے بروایاتِ متعدّدہ صحیحہ (اس مضمون کو) روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے وہ روایت ہے جو بخاری نے سعید بن مسیبؒ سے اُنھوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ (ایک روز) وہ وضو کرکے اپنے گھر سے چلے اور (وہ بیان کرتے تھے کہ) میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہوں گا۔ اس کے بعد وہ مسجد گئے اور اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا لوگوں نے کہا کہ آپ فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں (حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ) میں آپ کے نشانِ قدم پر آپ کو پوچھتا ہوا چلا یہاں تک کہ (یہ معلوم ہوا کہ) آپ بیر اریس (نامی کنویں) پر تشریف لے گئے ہیں میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب قضائے حاجت سے فراغت پائی اور آپ وضو کر چکے تو میں آپ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ بیر اریس پر بیٹھے ہوئے اور اس کی جگت کے بیچ میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے اور دونوں پیر کنویں کے اندر لٹکائے ہوئے ہیں میں نے آپ کو سلام کیا اس کے بعد پھر میں لوٹ آیا اور دروازہ کے پاس بیٹھ گیا اور (اپنے دل میں) کہا کہ آج میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا اسی اثناء میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اُنھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کہ کون شخص؟ اُنھوں نے کہا ابو بکرؓ۔ میں نے کہا اچھا ٹھہرو۔ اس کے بعد میں (حضرتؐ کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ابو بکرؓ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا

ائذن له وبشره بالجنة فاقبلت
حتى قلت لابی بکر ادخل و
رسول الله صلی الله علیه وسلم
یبشرك بالجنة فدخل ابوبکر
فجلس عن یمین رسول الله صلی
الله علیه وسلم معه في القف
ودلی رجلیه فی البئر كما صنع
النبی صلی الله علیه وسلم وکشف
عن ساقیه ثم رجعت فجلست
وقد ترکت اخی یتوضأ ویلحقنی
فقلت ان یرد الله لفلان یرید
اخاه خیرا یأت به فاذا انسان
یحرك الباب فقلت من هذا فقال
عمر بن الخطاب فقلت علی رسلك
ثم جئت الی رسول الله صلی الله
علیه وسلم فسلمت علیه فقلت هذا
عمر بن الخطاب یستأذن فقال
ائذن له وبشره بالجنة فجئت فقلت
ادخل وبشرك رسول الله صلی
الله علیه وسلم بالجنة فجلس
مع رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی القف عن یساره و
دلی رجلیه فی البئر ثم رجعت
فجلست فقلت ان یرد الله لفلان
خیرا یأت به فجاء انسان
یحرك الباب فقلت من هذا
فقال عثمان بن عفان فقلت علی
رسلك وجئت الی النبی صلی الله علیه وسلم
فاخبرته فقال ائذن له وبشره بالجنة

ان کو اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو چنانچہ میں گیا
اور میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اندر آجائیے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ پس ابوبکرؓ آئے
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب آپؐ کے
ساتھ ہی جگت پر بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے پاؤں کنوئیں
میں لٹکائے جس طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی
پنڈلیاں بھی اُنھوں نے کھول دیں اس کے بعد میں جاکر اپنی
جگہ پر بیٹھ گیا میں (گھر میں) اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا
تھا اور وہ بھی میرے پاس آنے کا ارادہ رکھتا تھا پس (اس
وقت) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ اس کے ساتھ نیکی
کرنا چاہے گا تو اُسے بھی یہاں لے آئے گا (میرے دل میں یہ
آرزو پیدا ہو رہی تھی) کہ یکایک شخص (آکر) دروازہ کو ہلانے
لگا میں نے پوچھا کہ کون؟ اس نے کہا عمر بن خطابؓ۔ میں نے
کہا اچھا ٹھہریئے اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس گیا اور میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمرؓ بن
خطاب اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا انکو
اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں (دروازے
کے پاس) گیا اور میں نے کہا اندر آجائیے آپ کو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے پھر وہ بھی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی جگت پر آپؐ کے
بائیں جانب بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے دونوں پیر کنوئیں
میں لٹکائے اس کے بعد پھر میں اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ گیا اور پھر
میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ میرے بھائی کے ساتھ بھلائی
کرنا چاہے تو اس کو (اس وقت یہاں) بھیجدے (دریائے رحمت
اس وقت جوش پر ہے اس کو بھی کچھ حصہ مل جائے) یکایک ایک
شخص (آکر) دروازے کو ہلانے لگا میں نے پوچھا کون؟ اس
نے کہا عثمان بن عفانؓ میں نے کہا اچھا ٹھہریئے اور میں نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپؐ سے بیان کیا
آپؐ نے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو

علٰی بلوی تصیبہ فجئت فقلت له ادخل وبشرك رسول الله صلی الله علیه وسلم بالجنة علی بلوی تصیبك فدخل فوجد القف قد ملئ فجلس وجاهه من الشق الآخر قال شریك قال سعید بن المسیب فاولتها قبورهم واخرج البخاری من حدیث ابی عثمان النهدی عن ابی موسٰی رضی الله عنه قال کنت مع النبی صلی الله علیه وسلم فی حائط من حیطان المدینة فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی الله علیه وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فاذا ابوبکر رضی الله عنه فبشرته بما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فحمد الله ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی الله علیه وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فاذا عمر رضی الله عنه فاخبرته بما قال النبی صلی الله علیه وسلم فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لی افتح له وبشره بالجنة علٰی بلوٰی تصیبه فاذا عثمان رضی الله عنه فاخبرته بما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فحمد الله ثم قال الله المستعان واما ما یستدل به علٰی خلافة الصدیق رضی الله عنه من حدیث الامامة فقد اخرج احمد عن عبد الملك بن عمیر

بعوض اُس بلوے کے جو اُن پر ہوگا۔ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ اندر آجائیے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے بعوض اس بلوے کے جو آپ کو پہنچے گا پس وہ بھی اندر آگئے کنوئیں کی جگت خالی نہ تھی لہٰذا وہ دوسری جانب بیٹھ گئے شریک (راوی حدیث) کہتے تھے کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے تھے کہ میں نے اس حدیث سے ان کی قبروں کی ترتیب بھی سمجھی[1]۔ اور بخاری رحمہ اللہ نے بروایت ابوعثمان نہدی حضرت ابوموسٰی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے ایک باغ میں تھا ایک شخص آیا اور اُس نے دروازہ کھلوایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق بشارت دی اُنھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اُس نے دروازہ کھلوایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ان کو آگاہ کردیا اُنھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو بعوض اس بلوے کے جو ان پر ہوگا (میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے آگاہ کردیا اُنھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد کہا کہ (اس بلوے میں) اللہ ہی مددگار ہے۔ { حدیث امامت نماز جس سے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ پر استدلال کیا جاتا ہے } امام احمد رحمہ اللہ نے عبدالملک بن عمیر سے

[1] یعنے یہ سمجھا کہ جسطرح شیخین رضی اللہ عنہما حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اسی طرح قبریں بھی اُن تینوں کی ایک جگہ ہوں گی اور جسطرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوسری جانب بیٹھے ان کی قبر بھی علیحدہ ہوگی۔

عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد مرضہ فقال مروا ابابکر یصلی بالناس فقالت عائشۃ یا رسول اللہ ان ابابکر رجل رقیق متی یقوم مقامک لا یستطیع ان یصلی بالناس قال مروا ابابکر فلیصل بالناس فانکن صواحب یوسف فاتاہ الرسول فصلی ابوبکر بالناس فی حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما قعودہ من الفتنۃ فقد روی عنہ بروایات فیھا العدد والثقۃ منھا ما اخرج الترمذی عن ھذیل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فی الفتنۃ کسروا فیھا قسیکم وقطعوا فیھا اوتارکم والزموا فیھا اجواف بیوتکم وکونوا کابن ادم واخرج احمد عن ھذیل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعۃ فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح فیھا مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا القاعد فیھا خیر من

اُنھوں نے ابوبردہ سے اُنھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور آپؐ کا مرض بہت بڑھ گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکرؓ ایک نرم دل شخص ہیں جب وہ آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہونگے تو (ان پر ایسی رقت طاری ہوگی کہ) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اور فرمایا) تم[1] لوگ یوسف کی ہمنشین عورتوں کے مثل ہو چنانچہ (حسب ارشاد نبوی) ایک شخص یہ پیغام لے کر صدیقؓ کے پاس گیا اور انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی { حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا فتنہ سے علٰحدہ رہنا جو بروایاتِ متعدّدہ صحیحہ مروی ہے ازانجملہ } ترمذیؒ نے ہذیل بن شرحبیل سے اُنھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فتنہ (کے بیان) میں فرمایا کہ تم لوگ اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور ان کے چلّہ کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھے رہنا اور مثل ابن آدم کے بن جانا۔ اور امام احمدؒ نے ہذیل بن شرحبیل سے اُنھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے فتنہ ہوں گے (تیر و تار) مثل شب تاریک کے ٹکڑوں کے (اُن فتنوں کا اثر یہ ہوگا) کہ صبح کو آدمی مؤمن اُٹھے گا اور شام کو کافر ہوجائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہوجائے گا اس فتنہ میں بیٹھنے والا کھڑے ہونیوالے سے

[1] یہ روایت بطرق متعددہ مروی ہے اور حسبِ عادت رواۃ کوئی حدیث مختصر ہے کوئی مطول چنانچہ اس مقام پر بھی مختصر ہے اور دو مقام پر اختصار ہے پہلا اختصار یہ ہے کہ حضرت حفصہؓ کا ذکر محذوف ہے حالانکہ حضرت عائشہؓ نے پہلے خود کہا جب حضرتؐ نے نہ مانا تو انھوں نے حضرت حفصہؓ سے وہی مضمون کہلوایا اور یہ خطاب حضرتؐ کا کہ تم لوگ یوسف کی ہمنشین عورتوں کے مثل ہو حضرت حفصہؓ ہی سے تھا۔ اختصار دوم یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنے اس قدر اصرار کی وجہ خود ہی بیان فرمادی ہے جیسا کہ صحیح بخاری کے ابواب الجماعۃ میں ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ میں نے اس قدر اصرار اس سبب سے کیا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر حضرت ابوبکر امام نماز ہونگے اور حضرتؐ کی وفات ہوگئی تو لوگ حضرت ابوبکرؓ کو منحوس سمجھیں گے اور اُن سے متنفر ہوجائیں گے۔ اب غالباً یہ بھی واضح ہوگیا کہ یوسف کی ہمنشین عورتوں سے انکو کیوں تشبیہ دی گئی۔ یوسفؑ کی ہمنشین عورتوں سے یا تو صرف زلیخا مراد ہوں جیسا کہ جمہور محدثین نے لکھا ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ جسطرح زلیخا کا مقصود اصلی طعن و تشنیع کا اپنے اوپر سے دفع کرنا تھا۔ مگر زنانِ مصر پر اپنا مقصد اصلی ظاہر نہ کیا بلکہ انکو دعوت کے نام سے بلوایا اسیطرح تم لوگ اپنا مقصد اصلی یعنی یہ کہ ابوبکرؓ سے لوگ متنفر نہ ہوں مجھ سے نہیں بیان کرتی ہو بلکہ ابوبکرؓ کی رقت قلب کا عذر پیش کرتی ہو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ عذر

القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي خير من الساعي فكسّروا قسيّكم وقطّعوا اوتاركم واضربوا بسيوفكم الحجارة فاذا دخل على احدكم بيته فليكن كخير ابني آدم وأخرج احمد من حديث حطان بن عبد الله عن ابي موسىٰ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان بين يدي الساعة الهرج قالوا وما الهرج قال القتل قالوا اكثر مما نقتل في العام الواحد اكثر من سبعين الفا قال انه ليس بقتلكم المشركين ولكن قتل بعضكم بعضاً قال ومعنا عقولنا يومئذٍ قال انه ينزع عقول اكثر اهل ذلك الزمان ويخلق له قوم من الناس يحسب اكثرهم انهم على شيء وليسوا على شيء قال ابو موسىٰ والذي نفسي بيده ما اجد لي ولكم منها مخرجاً ان ادركني واياكم الا ان نخرج منها كما دخلنا لم نصب منها وأخرج احمد من طريق الحسن عن ابي موسىٰ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا تواجه المسلمان بسيفيهما فقتل احدهما الآخر فالقاتل والمقتول في النار قيل هذا القاتل فما بال المقتول قال

بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لہٰذا تم اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور ان کے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواریں پتھر سے کوٹ (کر چور کر) دینا پھر اگر (باوجود اس کے) کوئی شخص تم میں سے کسی کے گھر میں گھس جائے تو اس کو چاہیئے کہ مثل اس ابن آدم کے ہو جائے جو بہتر تھا۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حطّان بن عبداللہ حضرت ابو موسیٰؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا قتل۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس سے زیادہ قتل ہوگا جس قدر ہم (آجکل) کر رہے ہیں ہم تو ایک سال میں ستّر ہزار سے زیادہ (کافروں کو) قتل کر دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ مراد نہیں ہے کہ تم مشرکوں کو قتل کروگے بلکہ (یہ مراد ہے کہ) تم باہم ایک دوسرے کو قتل کروگے صحابہؓ نے (تعجّب کے ساتھ) پوچھا کہ اُس وقت ہماری عقلیں ہمارے پاس ہوں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی عقلیں سلب کر لی جائیں گی اور اس زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا کر دیئے جائیں گے جو یہ سمجھیں گے کہ ہم کسی دین پر ہیں حالانکہ وہ کسی دین پر نہ ہوں گے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے (اس حدیث کو بیان کر کے) کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے لئے اور تمھارے لئے اس فتنہ سے نکلنے کی صورت نہیں دیکھتا جبکہ اس نے مجھے اور نیز تم کو لے لیا سوا اس کے کہ ہم اس سے نکل چلیں جس طرح (اس میں) داخل ہوئے تھے بغیر اس کے کہ اس سے کچھ حصّہ لیں۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حسن (بصری) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ ایک دوسرے سے ملیں (یعنے باہم قتال کریں) پھر ایک ان میں سے دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں[1] کسی نے عرض کیا کہ قاتل تو خیر مگر مقتول کیوں دوزخی ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا

[1] اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی حجت شرعی کے دونوں قتال کریں ورنہ حجت شرعی کے ساتھ قتال کرنے والے دوزخی نہیں کہے جاسکتے۔

انه اراد قتل صاحبه۔

ومن مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

اما بشارة الخلفاء بالجنة فقد اخرج احمد من طريق قتادة عن ابن سيرين عن عبد الله بن عمرو قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء ابو بكر فاستأذن فقال ائذن له وبشره بالجنة ثم جاء عثمان فاستأذن فقال ائذن له وبشره بالجنة قال قلت فاين انا قال انت مع ابيك واما ما يستدل به من حديثه على الخلافة الخاصة من حيث كونها في زمن العافية فقد اخرج احمد عن الاعمش عن زيد بن وهب عن عبد الرحمن بن عبد رب الكعبة قال انتهيت الى عبد الله بن عمرو بن العاص وهو جالس في ظل الكعبة فسمعته يقول بينا نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر اذ نزلنا منزلا فمنا من يضرب خباءه ومنا من هو في جشره ومنا من ينتضل اذ نادى مناديه الصلوة جامعة قال فاجتمعنا قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فخطبنا فقال انه لم يكن نبي قبلي الا دل امته على ما يعلمه خيرا لهم وحذرهم ما يعلمه شرا لهم

(اس وجہ سے کہ) وہ اپنے (مسلمان) حریف کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا

مسند حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

{خلفاء کو جنتی ہونے کی بشارت}

۳- روایت

امام احمدؒ نے بروایت قتادہ ابن سیرین سے انھوں نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھا ہوا)۱ تھا کہ ابوبکرؓ آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ اس کے بعد عثمانؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں کہاں (جاؤں گا جنت میں یا دوزخ میں) حضرتؐ نے فرمایا تم اپنے والد کے ساتھ ہو۔

{حضرت عبداللہ بن عمرو کی وہ حدیث جس سے (خلفائے راشدین کی خلافت کے) خلافتِ خاصہ (ہونے) پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ زمانۂ عافیت میں واقع ہوئی}

امام احمدؒ نے اعمش سے انھوں نے زید بن وہبؒ سے انھوں نے عبدالرحمن بن عبدرب الکعبہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں عبداللہ بن عمرو کے پاس گیا وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے (اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے) میں نے ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے ایک منزل میں ہم لوگوں نے قیام کیا کسی نے خیمہ نصب کر لیا تھا اور کوئی یونہی پڑ رہا تھا اور کچھ لوگ تیر اندازی کی مشق میں مصروف تھے کہ یکایک حضرتؐ کے منادی نے آواز دی کہ الصلوٰۃ جامعۃ۲ چنانچہ ہم سب لوگ یکجا ہوگئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا مجھ سے پہلے جس قدر نبی گزرے ہیں سب نے اپنی امت کو وہ باتیں بتائی ہیں جن کو ان کے لئے مفید سمجھا اور ان باتوں سے ڈرایا ہے جن کو ان کے لئے مضر سمجھا (لہٰذا میں بھی کچھ تم سے

---

۱ حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص کو جو صاف صاف جنت کی بشارت نہ دی بلکہ ایک مجمل جواب عنایت فرمایا اس میں ایک حکمت یہ تھی کہ ان کو اپنے والد کی رفاقت واعانت پر جو قضائے الٰہی میں مقدر ہو چکی تھی ترغیب ہو واللہ اعلم بالصواب۔ ۲ یہ ایک کلمہ ہے جو لوگوں کے جمع کرنے کے واسطے پکارا جاتا تھا۔

وان امتکم ھٰذہ جعلت عافیتھا
فی اوّلھا وان اٰخرھا سیصیبھم
بلاءٌ شدید وامورٌ تنکرونھا
یجیءُ فتنٌ یرقّقُ بعضھا البعض
تجیءُ الفتنۃ فیقول المؤمن
ھٰذہ مُھلکتی ثم تنکشف
ثم تجیءُ الفتنۃ فیقول المؤمن
ھٰذہ ثمّ تنکشف فمن سرّہ
منکم ان یُزحزحَ عن النار
وان یُدخل الجنۃ فلتدرکہ
موتتُہ وھو مؤمن باللہ والیوم
الاٰخر ولیأتِ الی الناس الذی
یُحبّ ان یؤتیٰ الیہ ومن بایَعَ
اماماً فاعطاہ صفقۃَ یدہ وثمرۃَ
قلبہٖ فلیطعہ ما استطاع فان
جاء اٰخرُ ینازعُہ فاضربوا
عنقَ الاٰخر قال فادخلت رأسی من
بین الناس فقلت فانشدُک باللہ
انتَ سمعتَ ھٰذا من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فاشار
بیدہ الی اُذُنیہ فقال سمعتہ
اذنای ووعاہ قلبی قال فقلت
ھٰذا ابن عمک معاویۃ یأمُرنا
باکل اموالنا بیننا بالباطل وان
نقتل انفسنا وقد قال اللہ تعالیٰ
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا
اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ

کہتا ہوں سنو) اس امت کی عافیت دورِ اوّل میں رکھی گئی
ہے اور دور آخر میں لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہونگے
اور ایسی باتیں ہوں گی جن کو تم برا سمجھوگے (اور پے در پے)
ایسے فتنہ آئیں گے کہ ایک فتنہ کے سامنے دوسرا فتنہ حقیر معلوم
ہوگا جب ایک فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کردیگا
پھر وہ دفع ہوجائے گا اور دوسرا فتنہ آئے گا تو مؤمن کہے گا کہ
(خیر پہلے فتنہ سے تو میں بچ گیا مگر) یہ فتنہ (ضرور مجھے ہلاک
کردے گا) پھر وہ بھی دفع ہوجائے گا لہٰذا تم میں سے جس
شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہو کہ وہ دوزخ سے بچا لیا
جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیے کہ (وہ ایسی کوشش
کرے کہ) موت اس کو اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر
اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیئے کہ وہ لوگوں سے ایسا
معاملہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہو اور جو شخص کسی امام
(یعنے خلیفہ) کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور اس کی اطاعت قبول
کرلے تو چاہیئے کہ جہاں تک اس میں طاقت ہو اس کی اطاعت
کرے پھر اگر دوسرا خلیفہ آئے اور پہلے خلیفہ سے جھگڑا کرے تو
تم سب لوگ دوسرے خلیفہ کی گردن ماردینا (عبدالرحمٰن راوی
حدیث) کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کے درمیان سے اپنا سر نکال کر
ان سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دلاکر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہی تو
انھوں نے اپنے کان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرے ان دونو
کانوں نے اس حدیث کو سنا ہے اور میرے دل نے اس کو
یاد رکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے چچا کے بیٹے یعنے معاویہ تو
ہمیں مسلمانوں کا مال ناحق[1] کھاجانے اور مسلمانوں کو مار ڈالنے
کی ترغیب دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماچکا ہے یٰاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ (ترجمہ) اے مسلمانو! اپنے (بھائیوں
کے) مال ناحق نہ کھاؤ (پھر اب بتلایئے کہ معاویہ کی اطاعت کیسے

[1] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت معاویہ صاف صاف ایسا حکم دیتے تھے کہ تم ناحق لوگوں کے مال کھایا کرو بلکہ چونکہ راوی کے نزدیک ان کا وہ حکم ناحق تھا اس لئے اس نے اپنے مفہوم کو ان کی طرف منسوب کیا اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔

قال فجمع يديه فوضعهما على جبهته ثم نكس هنية ثم رفع رأسه فقال اطعه فى طاعة الله واعصه فى معصية الله وأما سوابق ابى بكر الصديق رضى الله عنه فقد اخرج البخارى عن عروة بن الزبير قال سألت عبد الله بن عمرو عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال رأيت عقبة بن ابى معيط جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم وهو يصلى فوضع رداءه فى عنقه فخنقه بها خنقًا شديدًا فجاء ابو بكر رضى الله عنه حتى دفعه عنه فقال اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله وقد جاءكم بالبينٰت من ربكم۔

کریں) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیے اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے اس کے بعد سر اُٹھایا اور فرمایا کہ اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت چھوڑ دو۔ {حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوابق} بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو وہ کیا تھا؟ اُنھوں نے کہا میں نے عُقبہ بن ابی مُعَیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ نماز پڑھ رہے تھے اُس نے اپنی چادر آپؐ کے گلے میں ڈال کر آپؐ کے گلوئے مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ گھونٹنا شروع کیا۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور اُنھوں نے اُس کو آپؐ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کردو گے جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ واضح نشانیاں تمھارے پروردگار کے پاس سے لایا۔

ومن مسند ابى هريرة رضى الله عنه

مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
۲۳۔ روایت

اما ان الخلافة فى قريش فقد اخرج احمد والشيخان وغيرهم عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس تبع لقريش فى هذا الشأن مسلمهم لمسلمهم وكافرهم لكافرهم واخرج احمد من طريق ابن ابى ذئب عن سعيد المقبرى عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لقريش حقا ما حكموا فعدلوا وائتمنوا فادّوا واسترحموا فرحموا۔ واما ما يستدل به على خلافتهم من حديث الظلة فقد اخرج الشيخان وغيرهما بطرق متعددة منها ما اخرج ابو داؤد من طريق الزهرى عن عبيد الله بن عبد الله

امام احمدؒ اور شیخین (یعنے بخاری ومسلم) وغیرہم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس کام میں قریش کے تابع (بنائے گئے) ہیں مسلمان لوگ مسلمان قریش کے اور کافر لوگ کافر قریش کے اور امام احمدؒ نے بروایتِ ابن ابی ذئب کے سعید مقبری سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قریش کو حق (خلافت کا) ہے جبتک (ان میں یہ صفت رہے) کہ اگر وہ حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور (اگر) امین بنائے جائیں تو (حقِ خلافت) ادا کریں اور (اگر) ان سے رحم کی خواستگاری کی جائے تو رحم کریں۔ {ابر والی حدیث جس سے خلافتِ خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے} شیخین وغیرہما نے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے منجملہ ان کے وہ ہے جو ابوداؤد نے بروایتِ زہری عبیداللہ بن عبداللہ سے اُنھوں نے

عن ابن عباس قال كان ابو هريرة
يحدث ان رجلا اتى الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال
انى ارى الليلة ظلة ينطف منها
السمن والعسل فارى الناس يتكففون
بايديهم فالمستكثر والمستقل
وارى سببا واصلا من السماء
الى الارض فاراك يا رسول الله
اخذت به فعلوت ثم اخذ
به رجل اخر فعلا به ثم
اخذ به رجل اخر فعلا به ثم
اخذ به رجل اخر فانقطع ثم
وصل فعلا به قال ابو بكر بابى
انت وامى لتدعنى فلاعبرنها
فقال عبرها فقال اما الظلة
فظلة الاسلام واما ما ينطف من
السمن والعسل فهو القران لينه
وحلاوته واما المستكثر والمستقل
فهو المستكثر من القران والمستقل
منه واما السبب الواصل من
السماء الى الارض فهو الحق الذى
انت عليه تاخذ به فيعليك
الله ثم ياخذ به بعدك رجل
فيعلو به ثم ياخذ رجل
اخر فيعلو به ثم ياخذ به
رجل اخر فينقطع ثم يوصل له فيعلو
به اى رسول الله لتحدثنى اصبت ام
اخطات فقال اصبت بعضا واخطات
بعضا قال اقسمت يا رسول الله

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان
فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
آیا اور اُس نے عرض کیا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا
کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر
میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دونوں دونوں ہاتھوں سے (اس کو)
لے رہے ہیں کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اور میں نے ایک رسّی
دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے پھر میں نے یارسول
اللہ! آپ کو دیکھا کہ آپ نے اُس رسّی کو پکڑا اور اُوپر چڑھ گئے
اُس کے بعد ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا اور اُس کے زور
سے اُوپر چڑھ گیا اُس کے بعد ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا
اور اُس کے زور سے اُوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اُس
رسّی کو پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی مگر پھر جوڑ دی گئی اور وہ بھی اس
کے زور سے اُوپر چڑھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے
باپ اور ماں آپ پر فدا ہوجائیں آپ مجھے اجازت دیجئے تو
میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا بیان کرو انھوں
نے کہا کہ ابر (کی تعبیر) تو اسلام ہے اور جو گھی اور شہد اُس سے
ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے (گھی سے) اس کی نرمی اور (شہد سے)
اس کی حلاوت (کی طرف اشارہ) ہے اور کسی نے زیادہ لیا
کسی نے کم اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا علم کسی نے زیادہ
حاصل کیا اور کسی نے کم اور رسّی جو آسمان سے زمین تک لٹکتی
ہوئی (اس نے دیکھی) ہے وہ دین حق ہے جس پر آپؐ (قائم) ہیں
آپؐ اس کو لئے ہوئے ہیں لہٰذا اللہ آپؐ کو بلند (رتبہ) کردے گا
پھر آپؐ کے بعد ایک اور شخص اس کو لے گا وہ بھی اس کے
سبب سے بلند (رتبہ) ہوجائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس کو لیگا
وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہوجائے گا۔ پھر ایک اور
شخص اس کو لے گا تو وہ منقطع ہوجائے گا مگر پھر اس کے لئے
جوڑ دیا جائے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہوجائیگا۔
یارسول اللہ! آپ فرمائیے کہ میں نے صحیح تعبیر دی یا غلط۔
حضرتؐ نے فرمایا کچھ صحیح تعبیر دی کچھ غلط۔ انھوں نے کہا یارسول اللہ

لتحدثني ما الذي اخطأت فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تقسم

و اما ما يستدل به من حديث القليب فقد اخرج البخاري عن ابن شهاب قال اخبرني سعيد ان ابا هريرة اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينما انا نائم رأيتني على قليب و عليها دلو فنزعت منها ما شاء الله ثم اخذها ابن ابي قحافة فنزع منها ذنوبا او ذنوبين و في نزعه ضعف والله يغفر له ثم استحالت غربا فاخذها عمر بن الخطاب فلم ار عبقريا من الناس ينزع نزع ابن الخطاب حتى ضرب الناس بعطن

و اخرج البخاري من حديث معمر عن همام عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينا انا نائم رأيت اني على حوض اسقي الناس فاتاني ابو بكر فاخذ الدلو من يدي ليريحني فنزع ذنوبين و في نزعه ضعف والله يغفر له فاتى ابن الخطاب فاخذ منه فلم يزل ينزع حتى تولى الناس والحوض ينفجر

و اما ما يستدل به على خلافتهم من العلامة التي ضربها النبي صلى الله عليه وسلم للخلافة الخاصة من انها في المدينة فقد اخرج الحاكم من حديث هشيم عن العوام بن حوشب

میں آپؐ کو قسم دلاتا ہوں آپؐ مجھ سے بیان کر دیجئے جو کچھ میں نے غلطی کی ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔

{کنوئیں والی حدیث جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہے} بخاریؒ نے ابن شہابؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھے سعیدؓ نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوئیں پر (کھڑا ہوا) دیکھا اور اس کنوئیں پر ایک ڈول (رکھا ہوا) تھا میں نے اس سے ڈول (بھر بھر کر) نکالے جس قدر اللہ نے چاہے پھر اس ڈول کو (میرے ہاتھ سے) ابن ابی قحافہ نے لیا اور انھوں نے اس سے ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے پھر وہ ڈول چرس بن گیا اور اس کو (ان کے ہاتھ سے) عمر بن خطابؓ نے لے لیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا کہ وہ عمرؓ کی طرح (زور و قوت کے ساتھ) ڈول نکالتا ہو یہاں تک کہ (لوگ خود تو سیراب ہو ہی گئے) اپنے اونٹوں کو (بھی) انھوں نے (سیراب کر کے) بٹھلایا۔ اور بخاریؒ نے بروایت معمر ہمام سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میں ایک حوض پر ہوں لوگوں کو اس سے (بھر بھر کر) پانی پلا رہا ہوں پھر ابو بکرؓ میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے آرام دینے کے لئے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا پھر انھوں نے دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ معاف کرے اس کے بعد ابن خطابؓ آئے اور انھوں نے (وہ ڈول) ابو بکرؓ سے لے لیا اور (بھر بھر کر) نکالنا شروع کر دیا یہاں تک کہ لوگ (پانی پی پی کر) لوٹ گئے اور حوض بہنے لگا۔

{وہ حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت خاصہ کا مقام بیان کر دیا ہے کہ وہ مدینہ میں ہوگی} حاکمؒ نے بروایت ہشیم عوام بن حوشب سے انھوں نے

عن سليمان بن ابي سليمان عن
ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلي
الله عليه وسلم قال الخلافة بالمدينة
والملك بالشام واما مايستدل به
على خلافتهم الخاصة من حديث القرون
فقد اخرج احمد وغيره من طرق
منها طريق عبد الله بن شقيق عن
ابي هريرة قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم خير امتي القرن الذي
بعثت فيه ثم الذين يلونهم ثم الذين
يلونهم والله اعلم اقال الثالثة ام لا ثم
تجيء قوم يحبون السمانة يشهدون قبل
ان يستشهدوا واما مايستدل به على
خلافة الصديق رضي الله عنه
من الخطبة التي خطبها النبي صلى
الله عليه وسلم قبل وفاته اخرج
الترمذي من طريق داؤد بن يزيد
الاودي عن ابيه عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ماكان لاحد عندنا يد
الا وقد كافيناه ما خلا ابابكر فان
له عندنا يدا يكافيه الله بها
يوم القيامة وما نفعني مال احد
قط ما نفعني مال ابي بكر ولو
كنت متخذا خليلا لاتخذت ابابكر
خليلا الا وان صاحبكم خليل الله
واخرج احمد عن طريق الاعمش عن
ابي صالح عن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم

سلیمان بن ابی سلیمان سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں
نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہوگی اور
سلطنت (ملک) شام میں۔ [قرونِ ثلٰثہ والی حدیث جس
سے (خلفائے راشدین کی خلافت کے) خلافتِ خاصہ (ہونے)
پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ وغیرہ نے بچند طرق
اس کو روایت کیا ہے ازا نجملہ بروایتِ عبداللہ بن شقیق
حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سب سے بہتر وہ قرن
ہے جس میں مَیں مبعوث کیا گیا پھر وہ لوگ جو میرے قرن
کے لوگوں کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو اس قرن کے لوگوں کے
بعد ہوں [راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ تیسرے قرن کی نسبت
بھی آپؐ نے بہتر ہونے کو فرمایا یا نہیں] اس کے بعد کچھ لوگ
ایسے پیدا ہوں گے جو فربہی کو دوست رکھیں گے (یعنے عیش
دنیاوی پر حریص ہوں گے) وہ لوگ (جھوٹی) گواہی دیں گے
قبل اس کے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے۔ [نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کا خطبہ جو آپؐ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا
جس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال
کیا جاتا ہے] ترمذی نے بروایتِ داؤد بن یزید اودی اپنے
والد سے اُنھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
کسی کا کچھ احسان ہمارے اُوپر تھا ہم نے اُس کا بدلہ کر دیا سوا
ابوبکرؓ کے کہ ان کا جو احسان ہم پر ہے اس کا بدلہ اللہ قیامت
میں ان کو دے گا۔ کسی کے مال نے کبھی مجھ کو اس قدر نفع
نہیں دیا جسقدر ابوبکرؓ کے مال نے مجھے نفع دیا اگر میں (سوا
خدا کے) کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو خلیل بناتا آگاہ
رہو تمھارا صاحب (یعنے میں) خلیل اللہ ہے۔ اور امام احمدؒ
نے بروایتِ اعمش ابو صالح سے اُنھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما نفعنی مالٌ قط ما نفعنی مالُ ابی بکر فبکی ابوبکر وقال ہل انا ومالی الا لک یا رسول اللہ ۔ واما مواعید اللہ الظاہرۃ علی ایدی الخلفاء فقد اخرج الشیخان وغیرہما بطرق متعددۃ منہا ما اخرج البخاری عن ایوب عن محمد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت مفاتیح الکلم ونصرت بالرعب وبینما انا نائم البارحۃ اذ اتیت بمفاتیح خزائن الارض حتی وضعت فی یدی قال ابوہریرۃ ذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم تنتقلونہا ۔ واخرج الشیخان وغیرہما بطرق متعددۃ منہا ما اخرج احمد عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ہلک کسری فلا کسری بعدہ واذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ والذی نفس محمد بیدہ لتنفقن کنوزہما فی سبیل اللہ ۔ واما مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری عن الزہری عن حمید بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من انفق زوجین من شیٔ من الاشیاء فی سبیل اللہ دعی من ابواب یعنی الجنۃ یا عبد اللہ ہذا خیرٌ فمن کان من اہل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ

کسی کے مال نے مجھے اس قدر نفع نہیں دیا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے مجھے نفع دیا (یہ سُنکر) حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں اور میرا مال (دونوں) آپؐ ہی کے ہیں۔ {اللہ کے وعدے جو خلفاء کے ہاتھوں پر پورے ہوتے} شیخینؒ وغیرہما نے بچند طرق روایت کیا ہے ازانجملہ بخاری نے ایوب سے اُنھوں نے محمد سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کلام[1] کی کنجیاں دی گئی ہیں اور رعب سے میری مدد کی گئی اور ایک روز میں سو رہا تھا (میں نے خواب میں دیکھا کہ) مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں یہاں تک کہ میرے ہاتھ میں رکھدی گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے (اس حدیث کو بیان کرکے) کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو (دار البقاء کو) تشریف لے گئے اب تم اُن خزانوں کو تصرف کر رہے ہو اور شیخینؒ وغیرہما نے بطرق متعددہ روایت کیا ہے ازانجملہ امام احمدؒ نے زہری سے اُنھوں نے سعید سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا قسم اس کی جسکے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ تم لوگ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔ {ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب} بخاریؒ نے زہری سے اُنھوں نے حُمید بن عبد الرحمن سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑ اللہ کی راہ میں خرچ کریگا وہ جنت کے کئی دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے بندۂ خدا (اس دروازہ سے آؤ) یہ بہت اچھا ہے پھر جو کوئی اہلِ نماز[2] سے ہوگا وہ نماز کے دروازہ سے بلایا جائیگا

[1] کلام کی کنجیاں کنایہ ہے اس امر سے کہ مجھے کلام پر قدرت کاملہ عنایت ہوتی ہے کہ جس مضمون کو جیسے عمدہ الفاظ میں چاہوں ادا کروں۔ [2] اہلِ نماز ہونیکا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ صرف نماز پڑھتا ہے اور باقی فرائض کا تارک ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز کی کثرت کرتا ہے اور دوسری عبادات کی اسقدر کثرت نہیں کرتا یا یہ کہ اسکو روحانی مناسبت نماز سے زیادہ ہے یہی مطلب ہے

ومن کان من اھل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن کان من اھل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ ومن کان من اھل الصیام دعی من باب الصیام باب الریان فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ ما علی ھذا الذی یدعی من تلک الابواب من ضرورۃ وقال ھل یدعی منھا کلھا احد یا رسول اللہ فقال نعم وارجوان تکون منھم یا ابابکر واخرج ابوداؤد من طریق عبد السلام ابن حرب عن ابی خالد الدالانی عن ابی خالد مولی آل جعدۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل فیہ امتی فقال ابوبکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی واما مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری عن ابن شھاب عن سعید بن المسیب ان اباھریرۃ قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال بینا انا نائم رأیتنی فی الجنۃ فاذا امرأۃ تتوضأ الی جانب قصر فقلت لمن ھذا القصر قالوا لعمر فذکرت غیرتہ فولیت مدبرا فبکی عمر وقال اعلیک اغار یا رسول اللہ واخرج البخاری عن ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور جو اہلِ جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہلِ صدقہ سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائیگا اور جو اہلِ صیام سے ہوگا وہ صیام کے دروازہ سے بلایا جائیگا جس کا نام باب الریان ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو شخص ان تمام دروازوں سے بلایا جائے اس کو تو پھر کسی قسم کی ضرورت نہ رہے گی یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی کوئی شخص ہوگا جو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! میں امید رکھتا ہوں کہ تم اُنھیں میں سے ہوگے (جو ان سب دروازوں سے بُلائے جائیں گے)۔ ابوداؤدؒ نے بروایت عبدالسلام بن حرب ابوخالد دالانی سے انھوں نے ابوخالد مولائے آل جعدہ سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور اُنھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنّت کا دروازہ دکھلایا جس میں میری امت کے لوگ داخل ہوں گے ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! کاش میں اس وقت آپؐ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازہ کو میں بھی دیکھ لیتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! سُنو تم میری امت میں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوگے۔ { عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب } بخاریؒ نے ابن شہابؒ سے انھوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو جنّت میں دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے سامنے وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمرؓ کا ہے مجھے ان کی غیرت کا خیال آیا اور (میں محل کے اندر نہیں گیا) پیچھے لوٹ آیا (یہ سُنکر حضرت عمرؓ روئے اور اُنھوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! کیا میں آپؐ پر غیرت کرتا۔ اور بخاریؒ نے ابراہیم بن سعدؒ سے انھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ابوسلمہ سے اُنھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لقد کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر وفی روایۃ لہ لقد کان فیما کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی اُمّتی منہم احد فعمر واخرج البخاری عن ابن شہاب عن سعید وابی سلمۃ قالا سمعنا اباھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بینما راعٍ فی غنمہ عدا الذئب فاخذ منہا شاۃً فطلبہا حتی استنقذھا فالتفت الیہ الذئب فقال لہ من لہا یوم السبع لیس لہا راعٍ غیری فقال الناس سبحان اللہ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فانی اؤمن بہ وابوبکر وعمر وما ثم ابوبکر وعمر وللبخاری فی روایۃ اخری وبینما رجل یسوق بقرۃ قد حمل علیہا فالتفت الیہ فکلمتہ فقالت انی لم اُخلق لہذا لکنی خُلقتُ للحرث فقال الناس سبحان اللہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی اؤمن بذالک وابوبکر وعمر

تم سے پہلے جو امتیں گزر چکی ہیں ان میں بھی کچھ لوگ محدَّث ہوا کرتے تھے میری امت میں اگر کوئی ایسا شخص ہے تو یقیناً وہ عمرؓ ہیں۔ اور بخاری کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جن سے کلام[1] کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ اور بخاری نے ابن شہاب سے اُنھوں نے سعید اور ابو سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے ہم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک چرواہا اپنی بکریوں (کے گلّہ) میں تھا کہ بھیڑیئے نے جست کی اور اُس گلہ میں سے اس نے ایک بکری پکڑ لی وہ چرواہا اس کے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ اُس نے بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے کہا کہ یوم السبع میں بکری کو کون بچائے گا جس دن میرے سوا کوئی ان کا چرواہا نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا سُبحان اللہ (بھیڑیا باتیں کررہا ہے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اس واقعہ کو بیان کرکے) فرمایا کہ اس واقعہ پر ایمان لاتا ہوں میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ۔ حالانکہ ابو بکرؓ و عمرؓ وہاں موجود نہ تھے اور بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) ایک شخص بیل کو ہانک رہا تھا اور اُس نے اُس پر بوجھ لادا تھا یکایک بیل اُس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس سے کہنے لگا کہ میں بوجھ لادنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ میں کھیت جوتنے کے لئے پیدا کیا گیا ہوں لوگ اس واقعہ سے متعجب ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مگر) اس واقعہ پر لاتا ہوں میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ۔ [حضرت

[1] یعنے فرشتے اُنپر نازل ہوتے تھے اور اُن سے کلام کرتے تھے جیسا کہ آیۂ کریمہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون (ترجمہ۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہی پھر اُنھوں نے استقامت حاصل کی اُنپر فرشتے اُترتے رہتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور رنجیدہ نہ ہو اور اُس جنت کی بشارت حاصل کرو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے) میں مومنین با استقامت کیلئے بیان فرمایا گیا ہے۔ کچھ ضروری نہیں کہ فرشتے کے نازل ہونے اور کلام کرنیکا بھی علم اس شخص کو ہو بلکہ جس طرح ابلیس کا آنا اور وسوسہ دلانا ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتا اسی طرح ہر شخص کو فرشتوں کا آنا اور امور خیر کا دل میں القا کرنا معلوم نہیں ہوتا پھر یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالے نے تمام مہاجرین کے حق میں شہادت دی ہے کہ وہ ایمان و استقامت کیساتھ موصوف تھے قولہ تعالیٰ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر الحق الآیۃ

وَاما مناقب عثمان رضی اللہ عنہ
فقد اخرج ابن ماجۃ عن ابی عبدالرحمن
بن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لکلّ نبی رفیق فی الجنّۃ ورفیقی
فیہا عثمان بن عفان واخرج ابن ماجۃ
بھذا الاسناد ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لقی عثمان عند باب المسجد فقال
یا عثمان ھذا جبرئیل اخبرنی ان
اللہ قد زوّجک امّ کلثوم بمثل
صداق رقیّۃ علی مثل صحبتہا واما
ان عثمان یقتل مظلوما وانّہ علی
الحق یوم یُقتل فقد اخرج الحاکم
من طریق موسی ومحمد وابراہیم
بنی عُقبۃ قالوا حدثنا ابو اُمّنا
ابوحسنۃ قال شہدت اباہریرۃ
وعثمان محصور فی الدار فقال
ابوہریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول انہا ستکون فتنۃ واختلافٌ
او اختلاف وفتنۃ قال قلنا یا رسول اللہ
فما تأمرنا قال علیکم بالامیر واصحابہ و
اشار الی عثمان واخرج الحاکم من حدیث
ابی زرعۃ عن ابی ہریرۃ اشتری عثمان
بن عفان الجنّۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مرتین حیث حفر بئر رُومۃ وحیث جہز جیش العسرۃ
وامّا ان ابابکر صدیقٌ وسائرہم شہداء
فقد اخرج الترمذی من حدیث عبدالعزیز
بن محمد عن سہیل عن ابیہ عن ابی ہریرۃ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

{عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} ابنؒ ماجہ نے اپنے والد عبدالرحمن
بن ابی الزناد سے انھوں نے اعرج سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر نبی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہوتا ہے چنانچہ میرا رفیق جنت
میں عثمان بن عفانؓ ہے۔ اور نیز ابن ماجہ نے اسی سند سے روایت
کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازہ پر حضرت عثمانؓ
سے ملے اور فرمایا کہ اے عثمانؓ! یہ جبرئیل (کھڑے ہوئے) ہیں
انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے امّ کلثومؓ کا نکاح تمہارے
ساتھ کردیا بعوض اُسی قدر مہر کے جو رقیہ کا تھا اور بشرط (اسی
حُسن) معاشرت (کے جو) رقیہ کے (ساتھ تم نے کی)۔ {حضرت
عثمانؓ کا ظلماً قتل کیا جانا اور جس روز وہ قتل ہوئے اُن کا حق
پر ہونا} حاکم نے موسےٰ اور محمد اور ابراہیم فرزندانِ عقبہ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہم سے ہمارے نانا ابوحسنہ نے
بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے پاس گیا جب کہ حضرت عثمانؓ
اپنے گھر میں محصور تھے تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ عنقریب
ایک فتنہ اور اختلاف ہوگا یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ ہوگا۔
حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!
پھر آپؐ ہم کو (اس فتنہ میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے
فرمایا تم (اپنے) سردار اور اس کے رفقاء کے ساتھ رہنا اور
آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کیا۔ اور حاکم نے
بروایتِ ابوزرعہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے
تھے حضرت عثمانؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ
جنت خرید کی (ایک مرتبہ) جب کہ انھوں نے چاہِ رُومہ کو
خریدا اور (دوسری مرتبہ) جب کہ انھوں نے جیش العُسرۃ
کا سامان درست کردیا۔ {حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی
خلفاء کا شہید ہونا} ترمذی نے بروایتِ عبدالعزیزؓ
محمد سہیل سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت
ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

كان على حراء هو وابو بكر وعمر وعثمان و
علي بن ابي طالب وطلحة والزبير فتحركت
الصخرة فقال النبي صلى الله عليه وسلم اهدأ
انما عليك نبي او صديق او شهيد واما بشارة
اهل بدر بالجنة فقد اخرج ابو داود عن عاصم
عن ابي صالح عن ابي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اطلع الله عز وجل
على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت
لكم واما قعوده عن الفتنة فقد اخرج
الترمذي من حديث عبد العزيز بن
محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن
ابيه عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال بادروا بالاعمال فتنا كقطع
الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا
ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا يبيع احدهم
دينه بعرض من الدنيا۔

ومن مسند ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها

اما ما يستدل به على خلافتهم من
حديث الاحجار في اساس المسجد فقد
اخرج الحاكم من طريق احمد بن عبد الرحمن
بن وهب عن عمه عن يحيى بن ايوب عن
هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت
اول حجر حمله النبي صلى الله عليه وسلم
لبناء المسجد ثم حمل ابو بكر حجرا آخر ثم حمل
عمر حجرا آخر ثم حمل عثمان حجرا آخر فقلت يا
رسول الله الا ترى الى هؤلاء كيف يسعدونك
فقال يا عائشة هؤلاء الخلفاء من بعدي

اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علی بن ابی طالبؓ و طلحہؓ و زبیرؓ
کوہِ حراء پر تھے یکایک وہ پہاڑ ہلنے لگا نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا (اے پہاڑ!) ٹھہر جا تیرے اُوپر نبی ہیں یا صدیق
یا شہید {اہلِ بدر کے جنتی ہونے کی بشارت} ابوداؤد
نے عاصم سے انھوں نے ابوصالح سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اللہ اہلِ بدر (کے انجام) پر مطلع ہے اس لئے اُس نے
فرمایا کہ (اے اہلِ بدر!) جو چاہو کرو میں نے یقیناً تمھیں بخشدیا۔
{حضرت ابوہریرہؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا} ترمذی نے
بروایتِ عبدالعزیز بن محمد علاء بن عبدالرحمن سے انھوں نے
اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو) کام
(کرنا ہے) اُن فتنوں سے پہلے کرلو جو مثل شب تاریک کے
ٹکڑوں کے ہوں گے جن میں صبح کو آدمی مؤمن ہوگا اور شام
کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر
ہو جائے گا۔ آدمی اپنا دین دنیا کے تھوڑے سے مال پر بیچ
ڈالے گا۔

مسند اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۶۔ روایت

{مسجد (نبوی) کی بنیاد میں پتھر رکھنے
کی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا
ہے} حاکم نے بروایتِ احمد بن عبدالرحمن ابن وہب ان
کے چچا سے انھوں نے یحییٰ بن ایوب سے انھوں نے ہشام
بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے مسجد کی بنیاد کے لئے پتھر اُٹھایا پھر ابوبکرؓ نے ایک
اور پتھر اٹھایا پھر عمرؓ نے ایک اور پتھر اُٹھایا پھر عثمانؓ نے
ایک اور پتھر اُٹھایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دیکھیے
تو یہ لوگ کس طرح آپؐ کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ حضرت
نے فرمایا اے عائشہؓ! یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہونگے (حاکم نے کہا کہ

هٰذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه
وانما اشتهر باسناد واهٍ رواية محمد بن فضيل
بن عطية فلذلك هجر واما ما يستدل به على
خلافتهم من حديث القرون فقد اخرج احمد
بطريق غريب عن عبد الله البهى عن عائشة
قالت سأل رجل رسول الله صلى الله عليه
وسلم اىّ الناس خير قال القرن
الذى انا فيه ثمّ الثانى ثمّ الثالث
اما قولها فى خلافة الشيخين فقد
اخرج مسلم من حديث ابن ابى مليكة
قال سمعت عائشة وسُئلت من كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
مُستخلفا لو استخلفه قالت ابو بكر
فقيل لها ثم من بعد ابى بكر قالت
عمر ثم قيل لها من بعد عمر قالت
ابو عُبيدة بن الجرّاح ثم انتهت الى
هٰذا واخرج الترمذى عن عبد الله
بن شقيق قال قلت لعائشة اىّ
اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم
كان احبّ الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم قالت ابو بكر قلتُ ثم من قالت عمر
قلت ثم من قالت ابو عبيدة بن الجرّاح
قال قلتُ ثم من فسكتت واما ما يستدل
به على خلافة الصدّيق من قول النبى
صلى الله عليه وسلم ادعى لى ابا بكر
فقد اخرج مسلم من حديث الزهرى
عن عروة عن عائشة قالت قال لى رسول الله
صلى الله عليه وسلم فى مرضه ادعى لى
ابا بكر اباكِ واخاكِ حتى اكتب كتابا

یہ حدیث صحیح ہے موافق شرط شیخین کے مگر شیخین نے اس کو نہیں
لکھا یہ حدیث ایک کمزور سند کے ساتھ بروایت محمد بن فضیل بن
عطیہ مشہور تھی اسی وجہ سے چھوڑ دی گئی (اور شیخین نے اس
کو نہ لیا) [قرون ثلثہ والی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر
استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ نے بسند غریب عبداللہ بہی
سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں
ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ
سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا وہ (لوگ جو
اس) قرن (میں ہیں) جس میں میں ہوں اس کے بعد دوسرا
قرن اس کے بعد تیسرا قرن۔ [حضرت عائشہؓ کا قول خلافت
شیخین کے متعلق] امام مسلمؒ نے بروایت ابن ابی ملیکہ نقل
کیا ہے وہ کہتے تھے حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے تو میں
نے سنا کہ انھوں نے یہ جواب دیا کہ ابوبکرؓ کو پوچھا گیا کہ
ابوبکرؓ کے بعد کس کو انھوں نے جواب دیا کہ عمرؓ کو۔ پوچھا
گیا پھر عمرؓ کے بعد کس کو انھوں نے کہا ابو عبیدہ بن جراح
کو بس یہاں تک پہنچ کر انھوں نے پھر کسی کو نہ بتایا۔ اور
ترمذی نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے اصحاب میں سے حضرتؐ کو کون محبوب تر تھا؟ انھوں
نے کہا کہ ابوبکرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ انھوں نے کہا
عمرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ انھوں نے کہا ابو عبیدہ بن
جراحؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ تو انھوں نے سکوت کیا
(اور کچھ جواب نہ دیا)۔ [حدیث ادعی لی ابابکرؓ جس سے حضرت
صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے] مسلم نے بروایت
زہری عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے
کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض
(وفات) میں فرمایا (اے عائشہؓ!) میرے پاس اپنے والد یعنی
ابوبکرؓ کو اور اپنے بھائی (یعنی عبدالرحمٰن) کو بلوا دو میں اندیشہ

فان اخاف ان یتمنی متمن و
یقول قائل انا ولا، یأبی اللہ و
المؤمنون الا ابابکر، واما ما یستدل
بہ من خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قبل وفاتہ فقد اخرج الترمذی
عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر
بسد الابواب الا باب ابی بکر
واما ما یستدل بہ من حدیث
الامامۃ فقد اخرج الترمذی
من حدیث مالک بن انس عن
ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن
عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال مروا ابا بکر فلیصل
بالناس فقالت عائشۃ یا رسول
اللہ ان ابا بکر اذا قام مقامک
لم یسمع الناس من البکاء فمر
عمر فلیصل قالت فقال مروا
ابا بکر فلیصل بالناس قالت
عائشۃ فقلت لحفصۃ قولی لہ
یا رسول اللہ ان ابا بکر اذا قام
مقامک لم یسمع الناس من
البکاء فأمر عمر فلیصل
بالناس ففعلت حفصۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابا بکر
فلیصل بالناس فقالت حفصۃ لعائشۃ ما کنت
لاصیب منک خیرا واخرج الترمذی عن
القاسم بن محمد عن عائشۃ

کرتا ہوں کہ کہیں کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے اور کوئی
کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (مستحق خلافت ہوں) حالانکہ وہ
(مستحق) نہ ہوگا اور (یہ کہہ کر آپؐ نے فرمایا اچھا رہنے دو)
اللہ اور مسلمان سوا ابوبکرؓ کے کسی سے راضی نہ ہوں گے۔

[نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپؐ نے اپنی وفات سے
پہلے فرمایا تھا جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہے]
ترمذی نے زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت
عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوا
ابوبکرؓ کے سب کے دروازوں کو مسجد (نبوی) سے بند کرنیکا
حکم دیا۔ [امامت نماز کی حدیث جس سے (خلافت حضرت
صدیقؓ پر) استدلال کیا جاتا ہے] ترمذی نے بروایت
(امام) مالک بن انس ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد
سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو
وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ
ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب
سے ان کی آواز لوگ نہ سن سکیں گے لہذا آپؐ عمرؓ کو حکم
دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ
آپؐ نے (پھر) فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں
حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حفصہؓ سے کہا کہ تم بھی
حضرتؐ سے عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے
ہوں گے تو رونے کے سبب لوگ ان کی آواز نہ سن سکیں گے
لہذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ
حضرت حفصہؓ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تم تو گویا یوسفؑ کی ہمنشیں عورتیں ہو ابوبکرؓ
سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت حفصہؓ (اپنے
کہنے پر بہت پشیمان ہوئیں اور انھوں) نے حضرت عائشہؓ
سے کہا کہ مجھے کبھی تم سے فائدہ نہ پہنچا۔ اور ترمذی نے قاسم
بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ واما مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج الترمذی من حدیث اسحٰق بن یحییٰ بن طلحۃ عن عمہ اسحٰق بن طلحۃ عن عائشۃ ان ابا بکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا واخرج الحاکم عن عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ ام المؤمنین قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر و اخرج الحاکم من حدیث معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت لما اُسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصیٰ اصبح یتحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان اٰمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر فقالوا ھل لک الی صاحبک یزعم انہ اُسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال اَوَقال ذلک قالوا نعم قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا وتصدقہ انہ ذھب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ فیما ھو ابعد من ذلک اُصدقہ بخبر السماء

وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں ابوبکرؓ (موجود) ہوں اس قوم کے لئے ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کا امام بننا زیبا نہیں ہے۔ [مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ] ترمذی نے بروایت اسحاق بن یحییٰ بن طلحہؓ ان کے چچا اسحاق بن طلحہؓ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تم آتش (دوزخ) سے اللہ کے عتیق (یعنے آزاد کئے ہوئے) ہو۔ اس دن سے ان کا لقب عتیق مشہور ہوا۔ اور حاکم نے عائشہ بنت طلحہؓ سے انھوں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ایسے شخص کے دیکھنے کی خوشی ہو جو (دوزخ کی) آگ سے آزاد ہو تو اسے چاہیئے کہ ابوبکرؓ کو دیکھے۔ اور حاکم نے بروایت معمر زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج میں بیت المقدس تشریف لے گئے اور صبح کو آپؐ نے یہ واقعہ لوگوں سے بیان کیا تو کچھ لوگ جو آپؐ پر ایمان لاچکے تھے اور آپؐ کی تصدیق کرچکے تھے مرتد ہوگئے اور اس واقعہ کو جاکر انھوں نے ابوبکرؓ سے بیان کیا اور کہا کہ اب آپ اپنے صاحب کو دیکھتے وہ کہتے ہیں کہ آج شب کو وہ بیت المقدس گئے تھے حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا وہ درحقیقت ایسا کہتے ہیں؟ اُن لوگوں نے کہا ہاں (وہ ایسا ہی کہتے ہیں) تو ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ اگر انھوں نے ایسا کہا ہے تو سچ کہا ان لوگوں نے کہا کیا آپ ان کی اس بات کو سچ سمجھتے ہیں کہ وہ شب کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں (میں اس بات کو سچ سمجھتا ہوں مگر اس میں تعجب کیا) میں تو ان کی اُن باتوں کو سچ سمجھتا ہوں جو اس سے زیادہ دور از عقل ہیں۔ میں ان کو آسمان کی خبروں میں

فی غلوۃ او روحۃ فلذلک سمی
ابوبکر الصدیق و اما مناقب عمر
بن الخطاب فقد اخرج مسلم من
حدیث ابراھیم بن سعد عن
ابیہ سعد عن ابی سلمۃ عن عائشۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
کان یقول قد کان یکون فی الامم
قبلکم محدثون فان یکن فی امتی
منھم احد فان عمر بن الخطاب
منھم واخرج ابن ماجۃ من حدیث
الزنجی بن خالد عن ھشام بن عروۃ
عن ابیہ عن عائشۃ قالت قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم
اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃ واخرج
الترمذی من حدیث یزید بن رومان عن
عروۃ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فسمعنا
لغطا و صوت صبیان فقام رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبشیۃ
تزفن والصبیان حولھا فقال یا عائشۃ
تعالی فانظری فجئت فوضعت لحیی
علی منکب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فجعلت انظر الیھا
ما بین المنکب و راسہ فقال
لی اما شبعت اما شبعت قالت
اقول لا لانظر منزلتی عندہ اذ طلع عمر
قالت فارفض الناس عنھا قالت
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سچا سمجھتا ہوں (جو) صبح[لہ] یا شام میں (ان کے پاس آجاتی
ہیں) اسی وجہ سے ابوبکرؓ کا لقب صدیق ہوا۔ {مناقب
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ} مسلمؒ نے بروایتِ ابراہیم بن
سعد ان کے والد سے انھوں نے ابو سلمہؓ سے انھوں نے
حضرت عائشہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ آپؐ فرماتے تھے بیشک تم سے پہلے کی امتوں
میں کچھ لوگ محدَّث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی
شخص ایسا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ اور ابن ماجہؒ نے
بروایتِ زنجی بن خالد، ہشام بن عروہ سے انھوں نے
اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یا اللہ! اسلام کو عزت دے خاص کر عمر بن خطابؓ
سے۔ اور ترمذیؒ نے بروایتِ یزید بن رومان عروہ سے
انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز (گھر میں) بیٹھے
ہوئے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز سننے میں
آئی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے
گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت اچھل کود کر رہی ہے
اور بچے اس کے گرد ہیں پس آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ
آؤ دیکھو۔ چنانچہ میں گئی اور میں نے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے شانے پر اپنی ٹھوڑی رکھدی اور
شانہ اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے میں اس
کو دیکھنے لگی حضرتؐ مجھ سے پوچھتے تھے کہ کیا تم
سیر نہیں ہوئیں؟ کیا تم سیر نہیں ہوئیں! میں کہتی
تھی نہیں نہیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ میں دیکھوں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں میری کتنی جگہ
ہے۔ یکایک عمرؓ آگئے تو سب لوگ اس حبشی عورت کو
چھوڑ کر بھاگ گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ

[لہ] یعنے معراج کے واقعہ میں اس قدر دور از عقل بات نہیں ہے جسقدر کہ جبریلؑ کے آنے میں ہو پس جب میں اسکی تصدیق کر چکا تو معراج کی بدرجہ اولیٰ کروں گا۔

انی انظر الی شیاطین الجن والانس
قد فروا من عمر قالت فرجعت
واما مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ فقد اخرج مسلم عن عطاء وسلیمان
ابنی یسار وابی سلمۃ ابن عبدالرحمن
ان عائشۃ قالت کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعا فی بیتہ
کاشفا عن فخذیہ اوساقیہ فاستأذن
ابوبکر فاذن لہ وھو علی تلک الحال
فتحدث ثم استأذن عمر فاذن
لہ وھو کذلک فتحدث ثم استأذن
عثمان فجلس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وسوی ثیابہ فدخل
فتحدث فلما خرج قالت عائشۃ
دخل ابوبکر فلم تھتش لہ و
لم تبالہ ثم دخل عمر فلم
تھتش لہ ولم تبالہ ثم دخل
عثمان فجلست وسویت ثیابک
فقال الا استحیی من رجل تستحیی
منہ الملائکۃ واخرج الترمذی عن
النعمان بن بشیر عن عائشۃ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
یا عثمان انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا
فان ارادوک علی خلعہ

میں شیاطین[1] جن وانس کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمرؓ سے بھاگتے
ہیں حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ پھر میں بھی لوٹ آئی۔ {حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} مسلم نے عطاء وسلیمانؓ
فرزندانِ یسار سے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت
کی ہے کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ایک روز اپنے گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور اپنے زانو
یا (کہاکہ) اپنی پنڈلیاں کھولے ہوئے تھے ابوبکرؓ نے اندر
آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے ان کو اجازت دی اور
اسی طرح لیٹے رہے ابوبکرؓ نے کچھ باتیں کیں (اور چلے گئے)
پھر عمرؓ نے اجازت مانگی آپؐ نے ان کو بھی اجازت دیدی
اور اسی طرح لیٹے رہے انھوں نے بھی کچھ باتیں کیں (اور
چلے گئے) پھر عثمانؓ نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے لباس کو درست
کرلیا (یعنے پنڈلیاں بند کرلیں) حضرت عثمانؓ اندر آئے
(اور کچھ باتیں کرکے چلے گئے) حضرت عائشہؓ (کہتی ہیں کہ
جب وہ باہر چلے گئے تو میں) نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ آئے
اور آپؐ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور کچھ پروا نہ کی عمرؓ آئے
آپؐ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور کچھ پروا نہ کی پھر عثمانؓ آئے
تو آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنا لباس بھی درست کرلیا حضرت
نے فرمایا میں کیوں نہ اُس شخص سے حیا کروں جس
سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ ترمذی نے نعمان بن بشیر
سے اُنھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمانؓ! شاید اللہ
تمھیں قمیص (خلافت) پہنائے گا لوگ اگر اس کو اُتاریں تو

[1] لفظ شیاطین سے تعبیر اس لئے نہیں ہے کہ وہ فعل اس وقت میں ناجائز وحرام تھا اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیوں دیکھتے یا دکھلاتے اصل یہ ہے اصل ان افعال کی قبیح ہے مگر عید وغیرہ کے زمانے میں شریعت نے رخصت دی ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ دن عید کا تھا لہٰذا اباحت عارضی ہے اور قباحت اصلی پس اسی قباحتِ اصلی کے لحاظ سے یہ لفظ وارد ہوا۔ نیز بعض نافہم لوگوں کا یہ شبہ کرنا کہ اگر ان لوگوں کا حضرت عمرؓ سے ڈرنا حضرت عمرؓ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمرؓ کی فضیلت معاذ اللہ ثابت ہوگی نافہمی پر مبنی ہے بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ محتسب سے بدمعاش لوگ جسقدر ڈرتے ہیں بادشاہ سے نہیں ڈرتے۔

فلا تخلعه لهم۔

ومن مسند انس بن مالك رضی اللہ عنہ

اما ان الخلافة فی قریش فقد اخرج احمد عن بکر بن وهب الجریری قال قال لی انس بن مالك احدثك حدیثا ما احدثه كل احد ان رسول الله صلے اللہ علیه وسلم قام علی باب البیت ونحن فیه فقال الائمة من قریش ان لهم علیكم حقا ولكم علیهم حقا مثل ذلك ما ان استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا وان حكموا عدلوا ومن لم یفعل ذلك منهم فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعین واخرج احمد عن انس قال دعا النبی صلے اللہ علیه وسلم الانصار لیقطع لهم البحرین فقالوا لا حتی تقطع لاخواننا من المهاجرین فقال انكم ستلقون من بعدی اثرة فاصبروا حتی تلقونی واما الدلیل علی خلافتهم من جهة تفویض الصدقات الیهم من بعده فقد اخرج الحاكم من طریق علی بن مهر عن المختار بن فلفل عن انس بن مالك

تم ہرگز ان کی وجہ سے نہ اُتارنا۔

مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۳۔ روایت

{خلافت کا قریش میں ہونا} امام احمدؒ نے بکر بن وہب جریری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت انس بن مالکؓ نے کہا میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں ہر شخص سے نہیں بیان کرتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے دروازہ پر کھڑے تھے اور ہم لوگ کعبہ کے اندر تھے پس آپؐ نے فرمایا کہ خلفا قریش سے ہوں گے بیشک ان کا تم پر حق ہے اور تمھارا بھی ان پر ویسا ہی حق ہے جب تک کہ (قریش میں یہ تین صفتیں رہیں) اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور اگر عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور اگر حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جو ان میں سے ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت۔

اور[۱] امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ آپؐ ان کو بحرین معافی میں دیدیں۔ انصار نے عرض کیا کہ ہم نہ لیں گے جب تک کہ آپؐ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی نہ دیں حضرتؐ (اس جواب سے خوش ہوئے اور آپؐ) نے فرمایا عنقریب تم لوگ میرے بعد (اپنے اوپر دوسروں کو) ترجیح[۱] پاتے ہوئے دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا

{حضرتؐ کے بعد خلفا۔ کو تحصیل زکوٰۃ کا اختیار عنایت ہونے سے ان کی خلافت پر استدلال} حاکم[۳] نے بروایت علی بن مہر مختار بن فلفل سے انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے

---

[۱] ترجیح سے مراد یہ ہے کہ خلافت ان کو نہ ملی مہاجرین کو ان پر ترجیح دی گئی اور وہی خلیفہ بنائے گئے۔ صبر کا حکم اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ ترجیح ناحق اور ظلم تھی کیونکہ صبر کے معنے خلاف طبیعت بات کے برداشت کرنے کے ہیں خواہ وہ حق ہو یا ناحق کسی کی موت پر صبر کا حکم دیا جاتا ہے تو کیا وہ موت ناحق یا ظلم ہوتی ہے (معاذ اللہ منہا) چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی معلوم تھا کہ اللہ نے خلافت مہاجرین میں رکھی ہے انصار کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے اس لئے اکثر آپؐ نے انصار کی تسلی کے لئے اس قسم کے کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔ نیز اپنے آخری خطبہ میں انصار کی مدح وثنا اور ان کی حق شناسی کی تاکید بھی اسی مصلحت سے فرمائی ہے۔

قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سل لنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی من ندفع صدقاتنا بعدک قال
فاتیتہ فسالتہ فقال الی ابی بکر فاتیتہم
فاخبرتہم قالوا ارجع الیہ فاسالہ
فان حدث بابی بکر حدث فالی
من فاتیتہ فاخبرتہ فقال الی عمر
فقالوا ارجع الیہ فاسالہ فان حدث
بعمر حدث فالی من فاتیتہ فسالتہ
فقال الی عثمان فاتیتہم فاخبرتہم
فقالوا ارجع فاسالہ فان حدث
بعثمان حدث فالی من فاتیتہ
فسالتہ فقال ان حدث بعثمان
حدث فتباً لکم الدھر فتباً ھذا
حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ
و اما ان ابا بکر صدیق وسائرہم
شہداء فقد اخرج البخاری عن
یحییٰ عن سعید عن قتادۃ
ان انس بن مالک حدثہم
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صعد احداً و ابو بکر و عمر
و عثمان فرجف بہم فقال
اثبت احد فانما علیک نبی
و صدیق و شہیدان و اما افضلیۃ
الشیخین فقد اخرج الترمذی
من حدیث محمد بن کثیر عن الاوزاعی
عن قتادۃ عن انس قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر و عمر

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ قبیلۂ بنی مصطلق کے لوگوں نے
مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا ہماری
طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا کہ آپؐ کے
بعد ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانچہ میں حضرتؐ کی خدمت میں
گیا اور میں نے آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ کو دیں۔
میں نے جاکر (یہی) ان لوگوں سے بیان کردیا انھوں نے کہا
پھر جاؤ اور آپؐ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ پر کوئی حادثہ پیش
آجائے تو کس کو (زکوٰۃ دیں) چنانچہ میں پھر آپؐ کے پاس گیا
اور آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا عمرؓ کو دیں (میں نے جاکر
ان لوگوں سے اس کو بیان کردیا) انھوں نے کہا پھر جاؤ اور
آپؐ سے پوچھو کہ اگر عمرؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو
(دیں)، چنانچہ میں پھر حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور آپؐ
سے پوچھا آپؐ نے فرمایا عثمانؓ کو دیں۔ میں نے جاکر ان لوگوں
سے بیان کردیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپؐ سے پوچھو
کہ اگر عثمانؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو (دیں) چنانچہ
میں پھر گیا اور آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا اگر عثمانؓ پر کوئی
حادثہ پیش آجائے تو پھر ہمیشہ تمھارے لئے ہلاکت رہے گی
(حاکم نے کہا ہے کہ) یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر شیخینؒ نے
نہیں لکھی۔ [حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید
ہونا] بخاری نے یحییٰ سے انھوں نے سعید سے انھوں نے
قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ انس بن مالکؓ نے ان سے بیان
کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کوہِ اُحد پر چڑھے
اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (بھی آپؐ کے ساتھ تھے) پہاڑ ہلنے
لگا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے اُحد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی
ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید۔ [شیخین کا افضل
(امت) ہونا] ترمذی نے بروایت محمد بن کثیر اوزاعی
سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے
حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے (حضرت علیؓ سے مخاطب ہوکر) ابوبکر و عمر کی شان میں فرمایا

عن ان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرہما یا علی واما ثناءہ علیہم مع غیرہم فقد اخرج احمد والترمذی عن معمر عن قتادۃ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدہم فی امر اللہ عمر و اصدقہم حیاءً عثمان بن عفان واعلمہم بالحلال والحرام معاذ بن جبل و افرضہم زید بن ثابت واقرأہم ابی بن کعب ولکل امۃ امین وامین ہذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح قال الترمذی وقد رواہ ابو قلابۃ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ واما حدیث الامامۃ فی الیوم الذی مات فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحضرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخرج البخاری عن ابن شہاب قال حدثنی انس بن مالک ان المسلمین بینا ہم فی صلوٰۃ الفجر من یوم الاثنین وابوبکر یصلی بہم لم یفجأہم الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کشف ستر حجرۃ عائشۃ فنظر الیہم وہم صفوف فی الصلوٰۃ ثم تبسم یضحک فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف وظن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرید ان یخرج الی الصلوٰۃ فقال انس وہم المسلمون ان یفتتنوا فی صلوٰتہم فرحا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشار الیہم بیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتموا صلوٰتکم ثم دخل الحجرۃ

کہ یہ دونوں سوا انبیاء و مرسلین کے تمام پیرانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں کیا اگلے اور کیا پچھلے اے علیؓ! تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ کرنا۔ [رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفاء کی مع چند صحابہؓ کے تعریف کرنا] امام احمدؒ و ترمذی نے معمر سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت خدا کے کام میں عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ کامل حیا میں عثمانؓ بن عفانؓ ہیں اور سب سے زیادہ واقف حلال و حرام سے معاذ بن جبلؓ ہیں اور سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں اور سب سے زیادہ علم قرات کے ماہر اُبیؓ بن کعبؓ ہیں۔ اور ہر اُمت کے لئے ایک امین ہوتا ہے، اس اُمت کے امین ابو عبیدہ بن جراحؓ ہیں۔ ترمذی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ابو قلابہ نے بھی حضرت انسؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔ [رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس روز کہ آپؐ کی وفات ہوئی امامتِ نماز کا واقعہ] بخاریؒ نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ اس حال میں کہ دوشنبہ کے دن مسلمان نماز فجر میں تھے اور ابوبکرؓ ان کو نماز پڑھا رہے تھے یکایک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا پردہ اُٹھایا اور مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ صف باندھے ہوئے نماز میں کھڑے ہیں یہ دیکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مُسکرائے ابوبکرؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ کر صف سے مل جائیں ان کو یہ خیال ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ نماز توڑ دینا چاہتے تھے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے انھیں اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرو۔ اس کے بعد آپؐ حجرہ کے اندر تشریف لے گئے

واُرخی الستر و اما منزلۃ الشیخین عند
صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخرج
الترمذی عن الحکم بن عطیۃ عن ثابت
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یخرج علی اصحابہ من المھاجرین
والانصار وھم جلوس وفیھم ابوبکر
وعمر فلا یرفع الیہ احد منھم بصرہ
الا ابوبکر وعمر فانھما کانا ینظران
الیہ وینظر الیھما ویتبسمان الیہ ویتبسم الیھما
واما مناقب ابی بکر الصدیق فقد
اخرج ابن ماجۃ من طریق معتمر
بن سلیمان عن حمید عن انس قال
قیل یا رسول اللہ ای الناس
احب الیک قال عائشۃ قیل من
الرجال قال ابوھا واخرج احمد
من حدیث جعفر بن سلیمان الضبعی
عن ثابت عن انس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان طیر الجنۃ کامثال البخت ترعی
فی شجر الجنۃ فقال ابوبکر یا رسول
اللہ ان ھذا الطیر ناعمۃ قال
اکلتھا انعم منھا ثلثا وانی لارجو
ان تکون ممن یاکل منھا یا ابابکر
واما مناقب عمر بن الخطاب فقد
اخرج الترمذی من حدیث اسمعیل
بن جعفر عن حمید عن انس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال دخلت
الجنۃ فاذا انا بقصر من ذھب فقلت
لمن ھذا القصر قالوا لشاب من قریش

اور پردہ ڈال دیا [شیخین کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس] ترمذی نے حکم بن عطیہ سے انھوں نے ثابت سے
انھوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب یعنے مہاجرین وانصار کے
پاس تشریف لاتے اور ان میں ابوبکر وعمر بھی ہوتے تو دیر
کیفیت ہوتی) کہ کوئی شخص (ہیبت سے) آپ کی طرف نظر
اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا سوا ابوبکر وعمر کے یہ دونوں آپ کی طرف
دیکھتے تھے اور آپ ان کی طرف دیکھتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر
مسکراتے تھے اور آپ ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ [ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے مناقب] ابن ماجہ نے بروایت معتمر بن سلیمان
حمید سے انھوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ وہ
کہتے تھے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ
آپ کو کس سے محبت ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہ سے۔ پھر
عرض کیا گیا کہ مردوں میں فرمائیے فرمایا کہ ان کے والد سے اور
امام احمد نے بروایت جعفر بن سلیمان ضبعی ثابت سے
انھوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز بیان) فرمایا کہ
جنت میں ایک (قسم کا) پرندہ ہے (قدو قامت میں) مثل
اونٹنی کے وہ جنت کے درختوں میں چرا کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ پرند نہایت نفیس ہوگا حضرت
نے فرمایا اس کے کھانے والے اس سے زیادہ نفیس ہوں گے
تین مرتبہ (آپ نے اس کو فرمایا) اور بیشک میں امید رکھتا ہوں
کہ اے ابوبکر! تم بھی ان لوگوں میں ہو جو اس پرندہ کا
گوشت کھائیں گے۔ [حضرت عمر بن خطاب کے مناقب]
ترمذی نے بروایت اسماعیل بن جعفر حمید سے انھوں نے
حضرت انس سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا
کہ سونے کا ایک محل ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل
کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا قریش کے ایک شخص کا ہے

فظننت انی انا هو فقلت ومن هو فقالوا عمر بن الخطاب وآما تقرب انس من الله تعالی بحب الشیخین فقد اخرج البخاری من حدیث حماد عن ثابت عن انس ان رجلا سأل النبی صلی الله علیه وسلم عن الساعة فقال متی الساعة قال وماذا اعددت لها قال لا شیء الا انی احب الله ورسوله قال انت مع من احببت قال انس فما فرحنا بشیء فرحنا بقول النبی صلی الله علیه وسلم انت مع من احببت قال انس فانا احب النبی صلی الله علیه وسلم وابا بکر وعمر وارجو ان اکون معهم بحبی ایاهم وان لم اعمل بمثل اعمالهم۔

ومن مسند ابی سعید الخدری رضی الله عنه

انّ الخطبة التی خطبها النبی صلی الله علیه وسلم فی مناقب ابی بکر رضی الله عنه قبل موته۔ فقد اخرج البخاری عن بسر بن سعید عن ابی سعید الخدری قال خطب رسول الله صلی الله علیه وسلم الناس وقال ان الله تبارک وتعالی خیّر عبدا بین الدنیا وبین ما عنده

میں نے سمجھا کہ شاید وہ میں ہی ہوں[1] لہٰذا میں نے پوچھا کہ قریش کے کس شخص کا ہے؟ فرشتوں نے کہا عمر بن خطاب کا۔ حضرت انسؓ کا محبت شیخینؓ کو جناب الٰہی میں وسیلہ تقرب بنانا۔[2] بخاری نے براوایت حماد ثابت سے انھوں نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کو پوچھا کہ کب ہوگی؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے قیامت کے لئے کیا سامان کیا ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ کچھ نہیں سوا اس کے کہ میں اللہ کو اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ تم جس سے محبت کرتے ہو (قیامت میں) اُسی کے ساتھ ہوگے۔ حضرت انسؓ نے (یہ حدیث بیان کرکے) کہا کہ ایسی خوشی ہم لوگوں کو کبھی نہیں ہوئی جیسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد سے ہوئی کہ تم اسی شخص کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو کیونکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابوبکرؓ و عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھتا ہوں اور چونکہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں اس لئے امید رکھتا ہوں کہ (قیامت میں) انہی کے ساتھ ہوں گا گو میں نے ان کے جیسے کام نہیں کئے۔

مسند ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (۶) روایت)

{نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپؐ نے اپنی وفات سے (پانچ دن) پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان فرمایا۔ بخاری نے بُسر بن سعید سے انھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبل از وفات) خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر نے (اپنے) ایک بندہ کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا کہ چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس محل کو اپنا سمجھنا حضرت فاروق اعظمؓ کے بے نظیر علو مرتبت پر دلالت کرتا ہی معلوم ہوا کہ وہ محل ایسا عالیشان تھا کہ انبیاء بلکہ امام الانبیاءؐ کے لئے موزوں تھا یہ مضمون ایک شعبہ ہے اس حدیث کا جس میں فرمایا گیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

[2] صحابہ کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے ساتھ شیخین کا ذکر کرنا کچھ کم فضیلت نہیں ہے۔

فاختار ذلك العبد ما عند الله
قال فبكى ابو بكر رضي الله عنه فعجبنا
لبكائه ان يخبر رسول الله صلى
الله عليه وسلم عن عبد خير
فكان رسول الله صلى الله عليه
وسلم هو المخير وكان ابوبكر رضي
الله عنه اعلمنا فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان من
امن الناس على في صحبته وماله
ابوبكر ولو كنت متخذا خليلا
لاتخذت ابابكر ولكن اخوة
الاسلام ومودته لايبقين في
المسجد باب الا سد الا باب
ابي بكر واخرج الترمذي عن
عبيد بن حنين عن ابي سعيد الخدري
ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم جلس على المنبر فقال
ان عبدا خيره الله بين ان يؤتيه
من زهرة الدنيا ما شاء وبين
ما عنده فاختار ما عنده ثم
ذكر نحوا مما تقدم واما مناقب
عمر بن الخطاب فقد اخرج البخاري
عن ابن شهاب عن ابي امامة
بن سهل بن حنيف عن ابي سعيد
الخدري قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول بينا
انا نائم رأيت الناس عرضوا
علي وعليهم قمص فمنها ما يبلغ
الثدي ومنها ما يبلغ دون ذلك

آخرت کی طرف انتقال کرے) اُس بندہ نے آخرت کو اختیار
کرلیا۔ یہ سنکر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے ہم لوگوں نے ان کے
رونے پر تعجب کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بندہ
کی کیفیت بیان فرمارہے ہیں کہ اس کو اختیار دیا گیا (اس
میں رونے کی کیا بات ہے!) مگر (حضرتؐ کی وفات ہونے
کے بعد معلوم ہوا کہ) وہ بندہ جس کو اختیار دیا گیا تھا خود
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور (یہ بات ظاہر ہوگئی کہ)
ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے (اُس
بندہ کی کیفیت بیان کرنے کے بعد) پھر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے
اپنی رفاقت سے اور اپنے مال سے ابوبکرؓ ہیں اور اگر میں (خدا
کے سوا) کسی کو (اپنا) خلیل بناتا تو بیشک ابوبکرؓ کو بناتا لیکن
(ان کے ساتھ) اخوتِ اسلام اور محبتِ اسلام (جو مجھے
ہے وہی کافی ہے دیکھو) مسجد میں کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا
جائے سب بند کردیئے جائیں سوا ابوبکرؓ کے دروازہ کے۔ اور
ترمذی نے عبید بن حنین سے اُنھوں نے حضرت ابوسعید
خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے منبر پر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک بندہ
کو اختیار دیا کہ چاہے تو اس کو مال و متاع دنیا دیدے
جس قدر وہ خواہش کرے اور چاہے تو اُس کو وہ نعمتیں
دی جائیں جو اللہ کے یہاں ہیں اس بندہ نے اللہ کے یہاں
کی نعمتوں کو اختیار کرلیا۔ اس کے بعد ترمذی نے مثل
گزشتہ حدیث کے نقل کیا ہے۔ [حضرت عمرؓ بن خطاب کے
مناقب] بخاری نے ابن شہاب سے اُنھوں نے ابو امامہ بن
سہل بن حُنیف سے اُنھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اس حال میں کہ میں سوتا
تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے اور وہ
سب کُرتہ پہنے ہوئے ہیں کسی کا کرتہ سینہ تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا

وعُرِضَ علیَّ عمر وعلیہ قمیصٌ
یجرّہ قالوا فما اوّلتہ یا رسول
اللہ قال الدین واما بشارۃ الشیخین
بالجنۃ والاشارۃ الی انھما من
السابقین المقرّبین فقد اخرج
الترمذیؒ من طریق سالم بن
ابی حفصۃ والاعمش وجماعۃ
کلھم عن عطیۃ عن ابی سعید قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اھل الدرجات العُلیٰ لیراھم
من تحتھم کما ترون النجم
الطالع فی افق السماء وان ابابکر
وعمر منھم وانعما واما انھما منتظر الامارۃ وان
امر اللہ یتمّ بھما فقد اخرج الترمذی من
حدیث ابی الجحّاف عن عطیۃ عن ابی سعید
الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما من نبیّ الّا ولہ وزیران من اھل
السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای
من اھل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما
وزیرای من اھل الارض فابوبکر وعمر
واما الدلیل علیٰ خلافتھم من جھۃ وقوع
خلافتھم فی مرتبۃ امراء الخیر فقد
اخرج احمد من حدیث عبداللہ البھی
عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال یکون علیکم امراء
یطمئنّ الیھم القلوب وتلین لھم
الجلود ثم یکون علیکم

اور عمر بن خطابؓ جو میرے سامنے لائے گئے تو (میں نے دیکھا کہ
ان کا کرتہ اس قدر نیچا ہے کہ) وہ اپنے کرتہ کو کھینچتے ہوئے لئے
جا رہے ہیں صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ نے اس کی
کیا تعبیر لی۔ حضرتؐ نے فرمایا (کرتہ سے مراد) دین (ہے)۔
{شیخینؓ کے جنتی ہونے کی بشارت اور ان کے سابقین مقربین
میں ہونے کی طرف اشارہ} ترمذیؒ نے بروایت سالم بن
ابی حفصہ اور اعمش اور نیز بہت لوگوں کے نقل کیا ہے یہ سب
لوگ عطیہ سے وہ حضرت ابو سعید (خدریؓ) سے روایت کرتے
ہیں کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
(جنت میں) اوپر کے درجہ والوں کو نیچے کے درجہ والے (ایسا
روشن) دیکھیں گے جیسے تم اس ستارہ کو (روشن) دیکھتے ہو
جو آسمان کے کنارہ پر ہو اور بیشک ابوبکرؓ و عمرؓ بھی انھیں
(اوپر کے درجہ والوں) میں سے ہیں اور (بلکہ ان سے بھی)
اچھے ہیں۔ {شیخینؓ کا ولیعہد ہونا اور دین کے کام کا ان
سے پورا ہونا} ترمذیؒ نے بروایت ابو جحاف عطیہ سے انھوں
نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں
ہوا جس کے دو وزیر[1] آسمان والوں میں سے اور دو وزیر
زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ چنانچہ میرے دو وزیر آسمان
والوں میں سے جبریلؑ و میکائیلؑ ہیں اور میرے دو وزیر
زمین والوں میں سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ {خلفاء کی خلافت
پر یہ دلیل کہ ان کی خلافت امراء خیر کے (موعودہ) زمانہ میں
ہوئی} امام احمدؒ نے بروایت عبداللہ بہی حضرت ابو سعید
(خدریؓ) سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا کہ (میرے بعد) تم پر وہ
لوگ حاکم ہوں گے جن پر دلوں کو اطمینان ہوگا اور (لوگوں
کے) جسم ان کے سامنے جھکیں گے اس کے بعد تم پر

[1] وزیر کے معنے لغت میں مددگار۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص کسی کا کسی کام میں مددگار ہو اس کے بعد اس مددگار سے زیادہ اس کام کا کون مستحق ہو سکتا ہے بس یہی معنے ولیعہد ہونے کے ہے۔

امراء تشمئز منهم القلوب وتقشعر منه الجلود فقال رجل افلا نقاتلهم يا رسول الله قال لا ما اقاموا الصلوٰة۔

ومن مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه

اما ان الخلافة لقريش فقد اخرج احمد من حديث ابن جريج عن ابي الزبير عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الناس تبع لقريش في الخير والشر واما الدليل على خلافة الخلفاء فقد اخرج احمد والحاكم من حديث الزبيدي عن ابن شهاب عن عمرو بن ابان بن عثمان عن جابر بن عبد الله انه كان يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اري الليلة رجل صالح ان ابا بكر رضي الله عنه نيط برسول الله صلى الله عليه وسلم ونيط عمر بابي بكر ونيط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند النبي صلى الله عليه وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه وسلم واما ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم من نوط بعضهم ببعض فهم ولاة هذا الامر الذي بعث به نبيه صلى الله عليه وسلم واما بشارتهم بالجنة فقد اخرج احمد من حديث عبد الله بن محمد بن عقيل بن ابي طالب عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة

ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن سے دل متنفر ہوں گے اور جن (کے نام) سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوں گے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم ایسے (برے) حاکموں سے قتال نہ کریں حضرت ؐ نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔

مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۸ - روایت)

{خلافت کا خاص قریش کے لئے (مخصوص) ہونا} (امام) احمدؒ نے بروایت ابن جریج ابوالزبیر سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ خیر وشر (دونوں) میں قریش کے تابع ہیں۔
{خلفاء (راشدین) کے خلافت کی دلیل} (امام) احمدؒ اور حاکم نے بروایت زبیدی ابن شہاب (زہری) سے انھوں نے عمرو بن میمون سے انھوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کی شب ایک نیک مرد کو خواب میں دکھایا گیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عمرؓ ابوبکرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عثمانؓ عمرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اُٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک مرد تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے (کے دامن) سے لٹکایا جانا ذکر فرمایا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کام (یعنے دین) کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں یہ لوگ (آپ کے بعد) اس کام کے والی (اور حاکم) ہوں گے۔ {خلفاء (راشدین) کے لئے جنتی ہونے کی بشارت} (امام) احمدؒ بروایت عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کے اُس جھنڈ کے نیچے سے (ابھی) ایک جنتی مرد تمھارے پاس آتا ہے

قال فطلع ابوبکر رضی اللہ عنہ فھنأناہ بما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم لبث ھُنَیْعَۃً ثم قال یطلع علیکم من تحت ھٰذا الصور رجل من اھل الجنۃ قال فطلع عمر رضی اللہ عنہ قال فھنأناہ بما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال یطلع علیکم من تحت ھٰذا الصور رجل من اھل الجنۃ قال فطلع عثمان رضی اللہ عنہ قال فھنأناہ بما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال یطلع علیکم من تحت ھٰذا الصور رجل من اھل الجنۃ اللھم ان شئت جعلتہ علیاً ثلث مرار قال فطلع علیؓ رضی اللہ عنہ واما مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج الحاکم عن محمد بن المنکدر عن جابر قال کنا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ وفد عبد القیس فتکلم بعضھم بکلام لَجاد فی الکلام فالتفت النبی صلے اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر وقال یا ابابکر سمعت ما قالوا قال نعم یا رسول اللہ وفھمتہ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ (آپؐ کے فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے (کے بموجب جنّت) کی بشارت دی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنّتی مرد تمھارے پاس آتاہے (اتنے میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے حضرت جابرؓ کہتے ہیں ہم نے ان کو (بھی جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا) اُس کی بشارت دی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمھارے پاس آتا ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اُس کی بشارت اُن کو (بھی) دی۔ پھر فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمھارے پاس آتاہے پھر آپؐ نے تین مرتبہ یہ دعا مانگی یا اللہ! اگر تو چاہے تو آنے والے علیؓ ہوں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ { حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب } حاکم نے محمد بن منکدر سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ آپؐ کے پاس قبیلۂ عبد القیس کے وفد[1] آئے اُن میں سے بعضوں نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکرؓ! جو کچھ اُنھوں نے کہا تم نے سُنا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہاں اے رسول اللہ! میں نے (سب سُنا) سمجھ لیا

[1] وفد کے معنے قاصد سنہ ۹ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اطراف وجوانب سے وفود آئے ہر ہر قبیلے نے اپنی جانب سے کچھ لوگوں کو حضورِ نبوی میں بھیجا تھا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے سے حضرتؐ کو آگاہ کریں اور فرائض اسلامی کی تعلیم آپ سے حاصل کریں۔ قبیلۂ عبد القیس کے وفد میں بقولے چودہ آدمی اور بقولے چوبیس آدمی تھے ان لوگوں نے سب سے پہلے اپنا اشتیاق ظاہر کیا اور اپنا بعید المقام ہونا بیان کرکے باربار حاضری سے اپنی معذوری عرض کی اور اس بات کی درخواست کی کہ آپؐ کوئی ایسی جامع اور مختصر تعلیم ہم کو کر دیجئے کہ لوٹ کر بآسانی اپنی قوم کو بتادیں اور اس پر عمل کرکے جنّت کے مستحق ہوجائیں چنانچہ حضرتؐ نے ان کو ایسی ہی تعلیم فرمائی۔ صحابۂ کرام فرماتے تھے کہ قبیلۂ عبد القیس کا وفد نہایت عمدہ وفد تھا اور اس کے سبب سے ہمیں نہایت مفید علوم حاصل ہوئے۔

قال فاجبہ قال فلجا بھو ابو بکر بجواب واجاد الجواب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر اعطاک اللہ الرضوان الاکبر فقال بعض القوم وما الرضوان الاکبر یارسول اللہ قال یتجلی اللہ لعبادہ فی الاخرۃ عامۃ و یتجلی لابی بکر خاصۃ واما مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری من حدیث عبد العزیز بن الماجشون عن محمد بن المنکدر عن جابر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیتنی دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ فسمعت خشفۃ فقلت من ھذا فقال ھذا بلال ورأیت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا فقال لعمر فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر رضی اللہ عنہ بابی وامی یارسول اللہ اعلیک اغار واما مناقب عثمان فقد اخرج الحاکم عن جابر بن عبد اللہ قال بینما نحن فی بیت فی نفر من المھاجرین منھم ابوبکر و عمر وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینھض کل رجل منکم

پھر آپ نے فرمایا تو تم ان کو (ان کی بات کا) جواب دو۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکرؓ نے وفد عبدالقیس کی بات کا جواب دیا اور اچھا جواب دیا۔ (ان کا جواب سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے) پھر فرمایا اے ابوبکرؓ! اللہ نے تمھیں رضوان اکبر عطا فرمائی۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ! رضوان اکبر کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائیگا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ {حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب} (اَمّا) بخاریؒ بروایت عبدالعزیز بن ماجشون، محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں گیا تو مجھے وہاں رُمیصاء زوجۂ ابو طلحہ ملیں پھر میں نے کسی کے چلنے کی آواز سُنی میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ کسی نے جواب دیا یہ بلالؓ ہیں۔ پھر میں نے (جنت میں) ایک محل دیکھا جس کے صحن میں مجھے ایک جوان عورت نظر آئی۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ عمرؓ کا۔ پھر میں نے اُس محل میں جانا چاہا تاکہ اُس کے اندر سیر کروں تو میں نے (اے عمرؓ!) تمھاری غیرت کو یاد کیا (اور محل کے اندر نہ گیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں آپؐ سے غیرت کرتا۔ {حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} حاکمؒ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) تھے ایک مکان میں بیٹھے تھے (اور اُس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی رونق افروز تھے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص

الی کفوہ فنهض النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی عثمان فاعتنقه وقال انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ

واما بشارۃ اهل الحدیبیۃ بالجنۃ فقد اخرج ابوداؤد من حدیث اللیث عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ وقد اخرج احمد من حدیث سفیان عن عمرو عن جابر قال کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربع مائۃ فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اهل الارض۔

اپنے کفو[1] کے پاس کھڑا ہوجائے (چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا) پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہوگئے اور اُن سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ (اے عثمان رضی اللہ عنہ!) تم دنیا و آخرت میں میرے ولی ہو۔ [اہل حدیبیہ کے لئے جنتی ہونے کی بشارت] ابوداؤد نے بروایت لیث ابو زبیر سے اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے (مجھ سے) بیعت (رضوان) کی ہے اُن میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور (امام) احمد نے بروایت سفیان عمرو سے اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو اشخاص تھے ہم سب کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔

مسانید المهاجرین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مسانید مہاجرین اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

اولها

مسند عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

مسند عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۲۔ روایت)

اما فضل الشیخین وکونهما من السابقین المقربین وان ابابکر افضل من عمر فقد اخرج ابو یعلی من طریق حماد بن ابی سلیمان عن ابراهیم عن علقمۃ عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمار اتانی جبرئیل انفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فی السماء فقال یا محمد لو حدثتك

[شیخین کا (سب سے)] افضل اور سابقین مقربین سے ہونا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا] ابو یعلےٰ نے بروایت حماد بن ابی سلیمان ابراہیم (نخعی) سے اُنھوں نے علقمہ سے اُنھوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمار! ابھی میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے تھے میں نے اُن سے کہا کہ اے جبرئیل! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وہ فضائل جو آسمان میں (فرشتوں کے درمیان مشہور) ہیں بیان کرو۔ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ اے محمد! صلے اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ سے

[1] کفو بمعنے ہمسر اور برابر کے ہیں حضرت علی المرتضےٰ کو اگر آپ نے بھائی فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفو فرمایا یہ ظاہر ہے کہ کفو کا رتبہ مشابہت و مماثلت میں بھائی سے فائق و بالا ہے وہی لفظ ولی ہے کہ حضرت علی مرتضےٰ کی نسبت شیعہ ثابت کرکے اُن کی خلافت بلافصل پر دلیل لاتے ہیں وہی لفظ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت وارد ہوا۔ اصل کے معنے دوست، محبوب، کارساز، مقرب کے ہیں یہاں دوست کے معنے مراد ہیں جیساکہ دوسری حدیث میں آیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں میرے رفیق ہیں۔

بفضائل عمر مثل مالبث نوح فی قومہ الف سنۃ الا خمسین عاما مانفدت فضائل عمر وان عمر لحسنۃ من حسنات ابی بکر، واما سوابق ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری عن ھمام قال سمعت عمارا یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومامعہ الا خمسۃ اعبد وامرأتان وابوبکر۔

ومن مسند حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ

اما مایدل علی خلافتھم من معاملۃ منتظر الامارۃ فقد اخرج الحاکم من حدیث عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ بن الیمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد ھممت ان ابعث الی الآفاق رجالا یعلمون الناس السنن والفرائض کما بعث عیسی بن مریم الحواریین قیل لہ فاین انت عن ابی بکر وعمر قال انہ لاغنی لی عنھما انھما من الدین کالسمع والبصر، واما ان قولھما حجۃ و انہ یجب الاقتداء بھما فقد اخرج الحاکم من حدیث مسعر

عمرؓ کے فضائل اُس مدت تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت میں رہے یعنی ساڑھے نو سو (۹۵۰) برس تک بیان کرتا رہوں پھر بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں گے (باوجود اس کے حضرت ابوبکرؓ کا وہ مرتبہ ہے کہ) حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ {حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوابق اسلامیہ} (امام) بخاریؒ نے ہمام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمارؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت دیکھا ہے کہ آپؐ کے ساتھ پانچ غلام اور دو عورتیں اور (حضرت) ابوبکرؓ تھے۔

مُسند حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

۹ روایت

{خلفاء (راشدین) کی خلافت کی دلیل ان کے ساتھ ولیعہدی کے برتاؤ سے} حاکمؒ[1] نے بروایت عبدالملک بن عمیر نقل کیا ہے وہ ربعی بن حراش سے وہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ اطراف ممالک میں چند اشخاص بھیجدوں جو لوگوں کو (دین کے) فرائض اور سُنتیں سکھلائیں جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے (اپنے) حواری بھیجے تھے (اور وہ ان کے دین کی اشاعت کرتے تھے)، کسی نے کہا کہ آپؐ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو (اس کام کے لئے) کیوں نہیں بھیجدیتے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ان سے تو (ہر وقت) مجھے کام رہتا ہے اور بیشک وہ دونوں دین (اسلام) کے لئے مثل کان اور آنکھ کے ہیں (پھر وہ کس طرح مجھ سے جدا ہوسکتے ہیں)۔ {شیخین کے قول کا حجت ہونا اور ان کی پیروی کا واجب ہونا} حاکمؒ نے بروایت مسعر

[1] یہ حدیث کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ کتاب معانی الاخبار میں امام موسیٰ رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ عن الحسن ابن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد (ترجمہ) حضرت حسن ابن علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بتحقیق ابوبکرؓ مثل میرے کان کے ہیں اور عمرؓ مثل میری آنکھ کے ہیں اور عثمانؓ مثل میرے دل کے ہیں۔

بن کدام عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار و اذا حدثکم ابن ام عبد فصدقوہ وفی روایۃ الترمذی من حدیث سفیان عن عبد الملک بن عمیر عن مولی لربعی عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لا ادری ما قدر بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی واشار الی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ واما الدلالۃ علی خلافۃ عمر وانہ غلق الفتنۃ فقد اخرج البخاری من حدیث الاعمش قال حدثنا شقیق قال سمعت حذیفۃ یقول بینما نحن جلوس عند عمر اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال قلت فتنۃ الرجل فی اھلہ ومالہ وولدہ وجارہ یکفرھا الصلوۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال لیس عن ھذا اسئلک ولکن التی تموج کموج

بن کدام عبد الملک بن عمیر سے اُنھوں نے ربعی بن حراش سے اُنھوں نے حضرت حذیفہ رضؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے یعنے ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کی اور عمار کی سیرت اختیار کرو اور جب تم سے ابن اُمِّ عبد (یعنے حضرت ابن مسعود رضؓ) کوئی بات بیان کریں تو اُس کی تصدیق کرو۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے جسے سُفیان نے عبد الملک بن عُمیر سے اُنھوں نے ربعی کے مولے سے اُنھوں نے ربعی بن حراش سے اُنھوں نے حذیفہ رضؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوتے تھے آپؐ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میں کبتک تمھارے پاس رہوں لہٰذا تم (میرے بعد) ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (میرے جانشین) ہوں گے اور آپؐ نے حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کی جانب اشارہ فرمایا اور (یہ بھی فرمایا کہ) عمار کی سیرت اختیار کرنا اور جو کچھ تم سے ابن مسعود کہیں اُسے سچ جاننا۔ {حضرت عمر رضؓ کے خلافت کی دلیل اور یہ کہ وہ (باب) فتنہ کے قفل تھے} (امامؒ) بخاریؒ نے بروایت اعمش نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے شقیق نے بیان کیا وہ کہتے تھے مَیں نے حضرت حُذیفہ رضؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ہم حضرت عمر رضؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اُنھوں نے فرمایا کہ تم میں سے کِس کو فتنہ کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے حضرت حذیفہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا انسان کا فتنہ اُس کے اہل اور مال[1] اور اولاد اور اُس کے ہمسایہ کے متعلق ان سب کا کفارہ تو نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے فرمایا میں تم سے یہ فتنہ نہیں پُوچھتا بلکہ وہ فتنہ کہ جو دریا کیطرح

[1] اہل اور مال اور اولاد وغیرہ کے فتنہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے حقوق جو خدا کی طرف سے مقرر ہیں ان کے ادا کرنے میں افراط تفریط ہو جائے ایسی معمولی چھوٹی خطاؤں کا کفارہ جو گناہ صغیرہ کی حد میں رہیں نماز روزہ سے ہو جاتا ہے یعنے یہ خطائیں معاف ہو جاتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ ان الحسنات یذھبن السیّات یعنے نیکیاں بدیوں کو دُور کرتی ہیں۔

البحر قال ليس عليك منها
بأس يا امير المؤمنين ان
بينك وبينها بابا مغلقا
قال عمر أيكسر الباب ام يفتح
قال لا بل يكسر قال عمر
اذا لا يغلق ابدا قلت اجل
قلنا لحذيفة اكان عمر
يعلم الباب قال نعم كما
اعلم ان دون غد الليلة و
ذلك اني حدثته حديثا ليس
بالاغاليط فهبنا ان نسأله
من الباب فامرنا مسروقا
فسأله فقال من الباب قال
عمر واخرج الحاكم من حديث
سفيان عن منصور عن
ربعي عن حذيفة قال كان
الاسلام في زمان عمر كالرجل
المقبل لا يزداد الا قربا
فلما قتل عمر كان كالرجل
المدبر لا يزداد الا بعدا
واما الدلالة على خلافة
عثمان رضي الله عنه وانه
اذا قتل لا يستقيم امر الخلافة
ابدا فقد اخرج الترمذي
عن عبد الله بن عبد الرحمن
الانصاري الاشهلي عن حذيفة
بن اليمان ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال
والذي نفسي بيده لا

موج زن ہوگا۔ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے کہا اے
امیر المؤمنینؓ! آپ کو اُس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیئے
کیونکہ آپ کے اور اُس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ
(حائل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا
یا کھولا جائے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا (کھولا نہیں)
بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (ٹوٹ کر) کبھی
بند نہ ہوگا (حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے کہ) مَیں نے کہا ہاں
(بیشک ایسا ہی ہوگا۔ شقیق کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت
حذیفہؓ سے پوچھا کہ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ دروازہ کون
ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا ہاں (خوب جانتے تھے) جیسا
کہ میں جانتا ہوں کہ کل (دن) کے بعد رات ضرور (ہونی) ہے
اور یہ مَیں اس لئے کہتا ہوں کہ مَیں نے اُن سے کوئی پیچیدہ
بات نہیں کہی تھی (بلکہ صاف صاف حدیث بیان کی تھی)
پھر ہماری جرأت نہ ہوئی کہ حضرت حذیفہؓ سے دریافت
کریں کہ دروازہ (سے) کیا (مراد) ہے لہٰذا ہم نے مسروق
سے کہا کہ وہ ان سے دریافت کریں۔ چنانچہ اُنھوں نے حضرت
حذیفہؓ سے پوچھا کہ دروازہ کون تھا؟ اُنھوں نے جواب دیا
حضرت عمرؓ (ہی دروازہ تھے)۔ اور حاکمؒ بروایت سفیان
منصور سے وہ ربعی سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے
ہیں کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام مثل ایک
ایسے شخص کے تھا جو سامنے سے آرہا ہو کہ ہر ساعت اُس کا
قُرب بڑھتا جاتا ہے پھر جب حضرت عمرؓ نے شہادت پائی تو
اسلام مثل اس شخص کے ہوگیا جو (ہماری طرف سے) پیٹھ کر
چل دیا ہو کہ وہ (ہم سے) دُور ہی ہوتا جاتا ہے۔ [حضرت
عثمانؓ کی خلافت کی دلیل اور یہ کہ جب وہ شہید ہوجائینگے
تو پھر امرِ خلافت کبھی مستقیم نہ ہوگا] ترمذیؒ نے عبداللہ
بن عبدالرحمٰن انصاری اشہلی سے روایت کی ہے وہ حضرت
حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان

لا تقوم السّاعة حتى تقتلوا امامكم فتجتلدون باسيافكم ويرث دنياكم شرارُكم اما قوله فى الخارجين على عثمان فقد اخرج الحاكم عن ربعى بن حراش قال انطلقت الى حذيفة بالمدائن ليالى سار النّاس الى عثمان فقال يا ربعىّ ما فعل قومك قلتُ عن اىّ حالهم تسأل قال من خرج منهم الى هٰذا الرجل فسميتُ له رجالا ممّن خرج فقال سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول من فارق الجماعة واستذلّ الامارة لقى الله ولا حجة له عنده واما الدلالة على ان عليًّا حقيق بالخلافة ولكن الامّة لا تجتمع عليه فلذلك لم يستخلفه النبى صلى الله عليه وسلم فقد اخرج الحاكم من طريق شريك بن عبد الله عن عثمان بن عمير عن شقيق بن مسلمة عن حذيفة قال قالوا يا رسول الله لو استخلفتَ علينا قال ان استخلف عليكم خليفةً فتعصوه ينزل العذابُ قالوا لو استخلفت علينا عليًّا قال انكم لا تفعلونَ وان تفعلوا تجدوه هاديًا مهديًّا يسلك بكم الطريق المستقيم واما ما يدل على خلافتهم

کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم لوگ اپنے امام کو قتل کروگے اور باہم شمشیر زنی نہ کروگے اور تمھارے بُرے لوگ تمھاری دنیا کے وارث ہوجائیں گے۔ {حضرت حذیفہؓ کا قول حضرت عثمانؓ سے بغاوت کرنے والوں کے حق میں} حاکم نے ربعی بن حراش سے روایت کی ہے ربعی کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر خروج کیا تھا میں مدائن میں حضرت حذیفہؓ کے پاس گیا اُنھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے بیٹے! تمھاری قوم کے لوگوں نے کیا کیا؛ میں نے کہا آپ اُن کے کس حال کے متعلق مجھ سے دریافت کرتے ہیں؛ حضرت حذیفہؓ نے کہا تم میں سے اس شخص (یعنے حضرت عثمانؓ) پر کس کس شخص نے خروج کیا ہے۔ پھر میں نے اُن لوگوں کے نام لئے جو بغاوت پر نکلے تھے تو حضرت حذیفہؓ نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور اُس نے امارت (اسلام) کو ذلیل کیا وہ (قیامت میں) اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اُس کے پاس اُس کے (بچاؤ کے) لئے کوئی حجت نہ ہوگی۔ {اس امر کی دلیل کہ حضرت علیؓ مستحق خلافت تھے مگر امت اُن پر متفق نہ ہوگی اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں خلیفہ نہیں کیا} حاکم نے بروایت شریک بن عبد اللہ عثمان بن عمیر سے اُنھوں نے شقیق بن مسلمہ سے اُنھوں نے حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کسی کو ہم پر اپنا جانشین بنادیتے (تو اچھا تھا) آپؐ نے فرمایا اگر میں کسی کو تم پر خلیفہ بنادوں پھر تم اُس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب (الٰہی) نازل ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپؐ حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ کرجائیں (تو بہت مناسب ہے) آپؐ نے فرمایا کہ تم (ایسا) نہ کروگے اور اگر (ایسا) کرو تو تم اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو راہِ ہدایت پر چلائیں گے۔ {خلفاء (راشدین) کی خلافت کی دلیل

من الترتيب الذي بيّنه النبي صلى الله عليه وسلم لدولة ملّته فقد اخرج احمد في مسند النعمان بن بشير من حديث حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا عاضًا فتكون ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله ثم تكون ملكا جبريّة فتكون ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت۔

ومن مسند ابي ذر رضي الله عنه

اما التعريض الظاهر على خلافة الثلثة فقد ذكر المحب الطبري بروايات شتى عن سويد بن بريد السلمي قال دخلت المسجد فرأيت اباذر جالسا وحده فاغتنمت ذلك فذكر بعض القوم عثمان فقال لا اقول لعثمان ابدًا الا خيرًا لا اقول لعثمان ابدًا الا خيرًا لا اقول لعثمان ابدًا الا خيرًا بعد شيء رأيته عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اتبع خلوات رسول الله صلى الله عليه وسلم

اُس ترتیب سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دولت ملتِ اسلامیہ کے لئے بیان فرمائی } (امام) احمدؒ نے نعمان بن بشیر کے مسند میں بروایتِ حبیب بن سالم نقل کیا ہے وہ نعمان بن بشیر سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک خدا چاہے گا تم میں نبوت رہیگی پھر اُسے اللہ تعالےٰ اُٹھالے گا اس کے بعد خلافت برمنہاج[1] نبوت ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا یہ خلافت رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر بادشاہی کاٹنے والی ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا یہ بادشاہی رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر جابرانہ سلطنت ہوگی اور جب تک خدا چاہیگا رہے گی پھر اسے (بھی) خدا اُٹھالے گا پھر (اخیر زمانہ میں) خلافت برمنہاج نبوت ہوجائے گی۔ یہ فرماکر آپ نے سکوت کیا

مسندِ ابوذر رضی اللہ عنہ
۲۔روایت

{خلافتِ (خلفاء) ثلثہ پر تعریض ظاہر} محبِّ طبری نے بروایاتِ متعددہ سُوید بن برید سلمی سے نقل کیا ہے۔ سُوید کہتے ہیں کہ میں مسجدِ (نبوی) میں داخل ہوا تو وہاں حضرت ابوذرؓ کو تنہا بیٹھے ہوئے پایا میں نے اس (تنہائی) کو غنیمت جانا (اور اُن کے پاس بیٹھ کر اُن سے باتیں کرنے لگا پھر اور لوگ بھی آگئے اُن میں سے) کسی شخص نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا (اس پر) حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں جب سے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک بات دیکھی (میرا دستور تھا) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں (کے اوقات) کو تلاش کرتا رہتا تھا

[1] خلافت برمنہاج نبوت کا مطلب وہی ہے جو مصنفؒ نے فصل دوم میں خلافتِ خاصہ کا بیان کیا یعنے اس خلافت میں خلیفہ کی طرف سے رعیت کی نگہداشت وتربیت ایسی ہوگی جیسی نبی اپنی امت کی کرتا ہے وہ خلافت خیر محض ہوگی ذرہ برابر اس میں شر کی آمیزش نہ ہوگی۔

اتحلم منه فخرج ذات يوم حتى انتهى الى موضع كذا وكذا فجلس فانتهيت اليه فسلمت عليه وجلست اليه فقال يا اباذر ماجاء بك قلت الله ورسوله اذ جاء ابوبكر فسلم وجلس عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ابابكر ماجاء بك قال الله ورسوله ثم جاء عمر فسلم وجلس عن يمين ابى بكر فقال يا عمر ماجاء بك قال الله ورسوله ثم جاء عثمان فسلم وجلس عن يمين عمر فقال يا عثمان ماجاء بك قال الله ورسوله قال فتناول النبى صلى الله عليه وسلم سبع حصيات او تسع حصيات فوضعهن فى كفه فسبحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فتناولهن النبى صلى الله عليه وسلم فوضعهن فى يد ابى بكر فسبحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فتناولهن النبى صلى الله عليه وسلم فوضعهن فى يد عمر فسبحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم

اور (ان اوقاتِ خلوت میں) آپؐ سے علمِ (دین) سیکھا کرتا تھا (چنانچہ) ایک دن آپؐ (اپنے دولتخانہ سے) برآمد ہوئے (اور ایک جانب روانہ ہوئے) یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام پہنچے اور وہاں بیٹھ گئے میں بھی (آپؐ کے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا بالآخر) آپؐ کی خدمت میں پہنچا اور سلام کرکے آپؐ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تم کو یہاں کون لایا؟[1] میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور سلام کرکے آپؐ کی داہنی طرف بیٹھے۔ آپؐ نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! تم کو یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور سلام کرکے حضرت ابوبکرؓ کی داہنی طرف بیٹھ گئے آپؐ نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے عمرؓ! تمھیں یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے اور سلام کرکے حضرت عمرؓ کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے عثمانؓ! تمھیں یہاں کون لایا؟ اُنھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سات یا نو سنگریزے اُٹھائے اور اُنھیں اپنی مٹھی میں رکھ لیا وہ سنگریزے تسبیح پڑھنے لگے یہاں تک کہ اُن کی (تسبیح کی) آواز مثل شہد کی مکھی کی آواز کے میں نے سُنی پھر آپؐ نے وہ سنگریزے (زمین پر) رکھ دیئے سنگریزے خاموش ہوگئے پھر آپؐ نے اُنھیں اُٹھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سُنی پھر آپؐ نے اُن سنگریزوں کو (حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے) اُٹھا لیا (اور زمین پر رکھ دیا) سنگریزے پھر خاموش ہوگئے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں لے کر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا وہ (یہاں بھی) تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سُنی۔ پھر آپؐ نے (وہ سنگریزے

[1] مطلب یہ تھا کہ تم یہاں کیوں آئے آنیکا سبب کیا ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا اللہ اور اُس کا رسول یعنی یہاں آنیکا مقصد اللہ اور رسول کی محبت کے سوا

وضعهن فخرسن فتناولهن النبي صلى الله عليه وسلم فوضعهن في يد عثمان فسبحن حتى سمعت لهن حنينا كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن واما ان عمر محدث يقتدى به فيما امر وسن فقد اخرج الحاكم من حديث هشام بن الغاز عن ابن عجلان ومحمد بن اسحق عن مكحول عن غضيف بن الحارث عن ابي ذر قال مر فتى على عمر فقال عمر نعم الفتى قال فتبعه ابوذر فقال يا فتى استغفر لي فقال يا اباذر استغفر لك وانت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال استغفر لي قال لا او تخبرني فقال انك مررت على عمر فقال نعم الفتى واني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه.

ومن مسند مقداد رضی ابن الاسود

اما مواعيد الله تعالى الظاهرة على ايدي الخلفاء فقد اخرج احمد من حديث سليم بن عامر قال سمعت المقداد بن الاسود

حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے لے لئے (اور زمین پر رکھ دیئے) سنگریزے خاموش ہوگئے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن (سنگریزوں) کو (زمین سے) لے کر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھا وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سُنی۔ پھر آپؐ نے وہ سنگریزے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اُٹھا لئے سنگریزے خاموش ہوگئے۔

{حضرت عمرؓ محدّث ہیں وہ جو حکم کریں یا کوئی سنّت (یا طریقہ) نکالیں اُس میں اُن کی اقتدا واجب ہے} حاکم نے بروایتِ ہشام بن غاز نقل کیا ہے وہ ابن عجلان اور محمد بن اسحاق سے وہ (دونوں) مکحول سے وہ غضیف بن حارث سے وہ حضرت ابوذرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ایک جوان حضرت عمرؓ کے پاس ہوکر گزرا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کیا اچھا جوان ہے راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ اُس جوان کے پیچھے ہولئے اور اُس سے کہا کہ اے جوان! تم میرے لئے (خدا سے) مغفرت کی دعا کرو۔ اُس نے جواب دیا کہ اے ابوذرؓ! میں آپ کے لئے دعائے مغفرت کروں حالانکہ آپؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں (مجھ سے بدرجہا افضل ہیں) حضرت ابوذرؓ نے (پھر) کہا کہ میرے لئے دُعائے مغفرت کرو۔ اُس جوان نے کہا کہ میں دعا نہ کروں گا یہاں تک کہ آپ (اس اصرار کے سبب سے) مجھے آگاہ فرمائیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ تم (ابھی حضرت) عمرؓ کے پاس ہوکر گزرے تو حضرت عمرؓ نے تمہارے حق میں فرمایا کہ کیا اچھا جوان ہے۔ اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے اللہ تعالےٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور دل پر جاری کردیا ہے (لہذا میں تم سے دعا کا طالب ہوا)۔

مُسند مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{اللہ تعالےٰ کے وعدے جو خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر پورے ہوئے} (امام) احمدؒ نے بروایت سُلیم بن عامر نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود سے سُنا

يقول سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم
يقول لا يبقى على ظهر
الارض بيت مدر و لا
وبر الا ادخله الله كلمة
الاسلام بعز عزيز او ذل
ذليل اما يعزهم الله فيجعلهم
من اهلها او يذلهم فيدينون
لها.

ومن مسند خباب ابن الارت

اما مواعيد الله عز وجل
الظاهرة على ايدي الخلفاء
فقد اخرج ابو يعلى من
حديث اسمعيل عن
قيس عن خباب قال شكونا
الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم وهو متوسد بردة له
في ظل الكعبة فقلنا الا تستنصر
لنا فجلس محمرا وجهه فقال
قد كان من قبلكم يؤخذ
الرجل فيحفر له في الارض
ثم يجاء بالمنشار فيجعل
فوق رأسه ما يصرفه عن
دينه او يمشط بامشاط الحديد ما
دون لحمه من عظم وعصب ما يصرفه
عن دينه وليتمن الله هذا الامر

وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ
فرماتے تھے کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان اور کوئی اون کا
خیمہ[1] (بھی) ایسا باقی نہ رہے گا کہ اللہ تعالےٰ کسی مستحق عزت کو
عزت دے کر یا کسی مستحق ذلت کو ذلیل کر کے کلمۂ اسلام کو
اُس میں داخل نہ کر دے۔ عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
ان کو اہل اسلام میں سے کر دے اور ذلیل کرنے کی صورت
یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم ہو جائیں (یعنے جزیہ دینے لگیں)

مسند خباب بن اَرت رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

[اللہ عز وجل کے وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر پورے ہوئے] ابو یعلےٰ بروایت
اسمٰعیل نقل کرتے ہیں وہ قیس سے وہ حضرت خبابؓ سے روایت
کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم نے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے (کفار کی ایذا رسانی کی) شکایت کی آپ اُس
وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے لیٹے تھے ہم نے
عرض کیا کہ آپ ہماری نصرت کے لئے کیوں نہیں (حق تعالےٰ
سے) دعاء فرماتے (آپ یہ سنکر) اُٹھ بیٹھے اور (فرطِ غضب سے
چہرۂ (مبارک) سُرخ ہو گیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے (اور اُمتوں
میں) یہ حال تھا کہ مرد (مؤمن) پکڑ لیا جاتا تھا پھر اُس کے
لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا (اور وہ اُس میں نصف جسم
تک گاڑ دیا جاتا) پھر اُس پر آرہ چلتا (مگر وہ اُف نہ کرتا
اور یہ ظلم شدید) اُسے اُس کے دین سے منحرف نہ کر سکتا تھا
یا کسی کے جسم میں (تیز دانتوں والا) لوہے کا کنگھا کرتے تھے
جس سے اُس کا تمام پوست اور گوشت اُڑ جاتا اور کنگھے کے
دندانے ہڈی اور پٹھے تک پہنچ جاتے (مگر وہ کچھ پروانہ کرتا
یہ تشدد بھی) اُسے اُسکے دین سے منحرف نہ کر سکتا تھا لہٰذا
تم کو بھی لازم ہے کہ کفار کی ایذا رسانی پر صبر کرو دیکھو ایک
دن وہ ہوگا) کہ بیشک اللہ تعالےٰ اس دین کو پورا کر دیگا (اور
ہر جگہ اسلام ہی اسلام نظر آئے گا اور ہر طرح امن ہو جائیگا)

[1] مٹی کے گھر اور اُن کے خیمہ سے یہ مراد ہے کہ ہر قسم کی آبادی میں ہر طبقہ کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت ہوگی۔

حتى يسير الراكب من صنعاء الى حضرموت لا يخشى الا الله عز وجل والذئب على غنمه ولكنكم تعجلون۔

ومن مسند بريدة الاسلمي رضي الله عنه

اما ان ابا بكر صديق وهما شهيدان فقد اخرج احمد عن الحسين بن واقد عن عبد الله بن بريدة عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان جالسا على حراء ومعه ابو بكر وعمر وعثمان فتحرك الجبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فانما عليك نبي او صديق او شهيدان واما حديث القرون فقد اخرج احمد عن عبد الله بن خولة قال كنت اسير مع بريدة الاسلمي فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خير هذه الامة القرن الذي بعثت انا فيه ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يكون قوم تسبق شهادتهم ايمانهم وايمانهم شهادتهم واما حديث الامامة فقد اخرج احمد عن عبد الملك بن عمير عن ابن بريدة عن ابيه قال مرض رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مروا ابا بكر يصلي بالناس فقالت عائشة يا رسول الله ابي رجل رقيق

یہاں تک کہ سوار (تنہا) صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے اور سوا اللہ عزّ وجل کے (کسی چور یا رہزن وغیرہ کا) خوف کو نہ ہوگا یا (انسان) اپنی بکریوں پر بھیڑیئے سے خوف (باقی اور کسی قسم کا خوف نہ رہے گا ایسا ضرور ہوگا) تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

مسند بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ

۵۔ روایت

{حضرت ابوبکرؓ کا صدیق ہونا اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا شہید ہونا} (امام) احمدؒ نے حسین بن واقد سے روایت کی ہے وہ عبداللہ بن بُریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ایک (مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کوہِ) حرا پر بیٹھے تھے اور آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تھے ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حرا! ٹھہر جا تجھ پر تو نبی یا صدیق یا دو شہید ہیں۔ {حدیث قرون ثلٰثہ} (امام) احمدؒ نے عبداللہ بن خولہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت بریدہ اسلمیؓ کے ساتھ (کہیں) جا رہا تھا انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اس امت میں بہتر لوگ اُس زمانے کے ہیں جس میں مَیں مبعوث ہوا پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ ہوں گے کہ جن کی شہادت اُن کی قسموں سے سبقت کریگی اور ان کی قسمیں ان کی شہادت سے سبقت کرینگی۔ {حدیث امامت (نماز)} (امام) احمدؒ نے عبدالملک بن عُمیر سے روایت کی ہے وہ ابن بُریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (جب) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ (اے لوگو!) ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اس پر) حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے والد (ایک) نرم دل آدمی ہیں (شاید وہ نماز نہ پڑھا سکیں

فقال مروا ابابکر يصلی بالناس فانکن صواحبات يوسف فأمّ ابوبکر الناس واما مناقب عمر رضی الله عنه فقد اخرج احمد عن حسين بن واقد عن عبد الله ابن بريدة قال سمعت ابی يقول اصبح رسول الله صلی الله عليه وسلم فدعا بلالا فقال ائ بلال بم سبقتنی الی الجنة ما دخلت الجنة قط الا سمعت خشخشتك امامی انی دخلت البارحة الجنة فسمعت خشخشتك فاتيت علی قصر من ذهب مرتفع مشرف فقلت لمن هذا القصر قالوا لرجل من العرب قلت انا عربی لمن هذا القصر قالوا لرجل من المسلمين من امة محمد صلی الله عليه وسلم قلت فانا محمد لمن هذا القصر قالوا لعمر بن الخطاب فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم لولا غيرتك لدخلت القصر فقال يا رسول الله ما كنت لاغار عليك وقال لبلال بم سبقتنی الی الجنة فقال ما احدثت الا توضأت وصليت ركعتين فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم بهذا

کسی دوسرے کو حکم دیجئے) پھر آپؐ نے فرمایا (نہیں) ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اے عورتو! تم حجت نہ کرو) تم لوگ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی ہمنشین[1] عورتوں کے مثل ہو۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ {مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ} (امام) احمدؒ نے حسین بن واقد سے روایت کی ہے وہ عبداللہ بن بریدہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سُنا وہ کہتے تھے کہ (ایک دن) صبح کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو طلب فرماکر ان سے دریافت فرمایا کہ اے بلالؓ! کس عمل کے سبب سے تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے (کیونکہ) میں جب کبھی جنت میں گیا ہوں تو میں نے تمہارے جوتے کی آواز اپنے آگے سُنی (چنانچہ) میں شب گزشتہ میں جنت کے اندر داخل ہوا تو (بھی) تمہارے جوتے کی آواز سُنی۔ پھر میں (سیر کرتا ہوا) ایک بڑے بلند محل تک پہنچا جو سونے سے بنا تھا میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا ایک عربی شخص کا ہے۔ میں نے کہا میں (بھی) عربی ہوں (بتاؤ) یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک مسلمان شخص کا محل ہے۔ میں نے کہا محمد تو میں ہوں پھر یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ محل عمر بن خطابؓ کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے عمرؓ!) اگر مجھے تمہاری غیرت کا خیال نہ آتا تو ضرور اس محل میں جاتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپؐ (کے تشریف لیجانے) پر ہرگز غیرت نہ کرتا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (جو) حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا تھا کہ تم کس عمل کے سبب سے مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے (تو اس کے جواب میں) انھوں نے کہا کہ جب میرا وضو نہیں رہتا تو (فوراً) میں وضو کرلیتا ہوں اور (وضو کرکے) دو رکعت (نفل) پڑھتا ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سبب سے

[1] اس حدیث کی شرح صفحہ (۳۰۳) میں گزر چکی ہے۔

وأخرج احمد عن حسين عن عبد الله بن بريدة عن ابيه ان أمةً سوداء اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجع من بعض مغازيه فقالت انى كنت نذرت إن ردك الله صالحا ان اضرب عندك بالدف قال ان كنت فعلت فافعلى وان كنت لم تفعلى فلا تفعلى فضربت ودخل ابوبكر وهى تضرب ودخل غيره وهى تضرب ثم دخل عمر فجعلت دفها خلفها وهى مقنعة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ليفرق منك يا عمر انا جالس ههنا فدخل هؤلاء فلما ان دخلت فعلت ما فعلت

(تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچتے ہو) اور (امام) احمدؒ نے حسین سے اُنھوں نے عبداللہ بن بُریدہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے حضرت بُریدہؓ کہتے تھے کہ ایک حبشن لونڈی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی آپ اُس زمانہ میں کسی جہاد سے واپس آتے تھے اُس لونڈی نے عرض کیا (کہ یا رسول اللہ!) مَیں نے مَنّت مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو خیر سے (مدینہ میں) واپس لائے تو میں آپ کے پاس دَف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تونے مَنّت مانی ہو تو (خیر) دف بجا اور اگر تو نے مَنّت نہیں مانی تو نہ بجا۔ (غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت پاکر لونڈی دَف بجانے لگی (اس درمیان میں) حضرت ابوبکرؓ آئے اور وہ دَف بجاتی رہی اور ان کے سوا اور لوگ بھی آئے وہ لونڈی دَف بجاتی رہی پھر حضرت عمرؓ آئے تو لونڈی نے دَف کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لیا اور وہ چادر سے منہ چھپائے (بیٹھی) تھی (اُس کی یہ حرکت دیکھ کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرؓ! بیشک شیطان تم سے ڈرتا ہے میں یہاں بیٹھا تھا اور یہ لوگ بھی آئے (مگر یہ لونڈی دَف بجاتی رہی) پھر جب تم آئے تو اس نے کیا جو کچھ کیا (یعنے تمھارے ڈر سے دَف کو چھپالیا)۔

ومن مسند عقبة ابن عامرؓ

مسند عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

۳۔ روایت

اما ان عمر محدث يقتدى برأيه فقد اخرج الترمذى عن مشرح بن هاعان عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان نبى بعدى لكان عمر بن الخطاب واما مواعيد الظاهرة على ايدى الخلفاء فقد اخرج احمد عن ابى الخير عن عقبة بن عامر الجهنى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يوما فصلى على اهل احد صلاته على الميت

{حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدّث ہیں ان کی رائے پر عمل کرنا چاہیئے} ترمذی نے مشرح بن ہاعان سے روایت کی ہے وہ عقبہ بن عامرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو بیشک عمر بن خطابؓ ہوتے۔ {(خدا کے) وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے} (امام) احمدؒ نے ابوالخیر سے اُنھوں نے عقبہ بن عامر جُہنی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (دولتخانہ سے) برآمد ہوئے تو آپ نے شہدائے اُحد پر نماز جنازہ پڑھی

ثم خرج الی المنبر فقال انی فرط لکم وانی شھید علیکم وانی واللہ انظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا واخرج احمد من حدیث عمرو بن الحارث عن ابی علی عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستفتح علیکم ارضون ویکفیکم اللہ عز وجل فلا یعجز احدکم ان یلھو باسھمہ۔

پھر آپؐ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ (اے لوگو!) میں (قیامت کے دن) تمھارا فرط[1] ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہونگا اور قسم خدا کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئی ہیں اور قسم خدا کی مجھے تم سے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہوگے بلکہ مجھے یہی اندیشہ ہے کہ دنیا میں رغبت کروگے۔ اور (امام) احمدؒ بروایت عمرو بن حارث نقل کرتے ہیں وہ ابو علی سے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرماتے تھے۔ عنقریب تم پر ممالک و بلاد مفتوح ہوجائیں گے اور اللہ عز وجلّ تمھاری کفایت کرے گا پس کوئی تم میں سے تیراندازی کی مشق میں کوتاہی نہ کرے۔

ومن مسند سفینۃ رضی اللہ عنہ

مسند سفینہ رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت

اما مایدل علی خلافۃ الاربعۃ من ضرب المدۃ الواقعۃ علیھم فقد اخرج الترمذی من حدیث سعید بن جمھان قال حدثنی سفینۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک ثم قال لی سفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر ثم قال وخلافۃ عمر وخلافۃ عثمان ثم قال امسک خلافۃ علی فوجدناھا ثلاثین سنۃ قال سعید فقلت لہ ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ فیھم قال کذبوا بنو الزرقاء بل ھم ملوک شر الملوک واما مایدل علی خلافۃ الثلاثۃ من رؤیا

{خلفائے اربعہ کی خلافت کی دلیل۔ یعنی اس مدت کا بیان جس میں ان کی خلافت ہوگی} ترمذیؒ نے بروایت سعید بن جُمہان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت سفینہؓ نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خلافت میری امت میں تیس۳۰ برس رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ راوی کہتے ہیں مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا کہ زمانۂ خلافت حضرت ابو بکرؓ کو لو پھر کہا کہ زمانۂ خلافت حضرت عمرؓ اور خلافتِ عثمانؓ اس سے ملاؤ پھر کہا کہ خلافت حضرت علیؓ کی اس پر اضافہ کرو چنانچہ ہم نے (ان سب کے زمانہ کو ملاکر) دیکھا تو تیس۳۰ برس ہوتے۔ سعید کہتے ہیں پھر میں نے حضرت سفینہؓ سے کہا کہ بنی امیہ تو دعوا کرتے ہیں کہ خلافت اُن میں ہے اُنھوں نے جواب دیا بنی زرقا جھوٹے ہیں (اُن میں خلافت کہاں) بلکہ وہ بادشاہ اور بُرے بادشاہ ہیں۔ {خلفاء ثلثہ کی خلافت کی دلیل ترازو والے

[1] فرط اُس جماعت کو کہتے ہیں جو قافلے سے پہلے منزل پر پہنچکر قافلہ کی راحت کا سامان مہیا کرکے مطلب یہ ہو کہ میں تم سے پہلے میدانِ محشر میں پہنچکر تمھارے لئے راحت کی تدبیر کروں گا۔

المیزان فقد اخرج الحاکم عن سعید بن جمھان عن سفینۃ مولی ام سلمۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الصبح اقبل علی اصحابہ فقال ایکم رای رؤیا فقال رجل انا یا رسول اللہ کان میزانا نزل بہ من السماء فوضعت فی کفۃ ووضع ابوبکر فی کفۃ اخری فرجحت بابی بکر فرفعت وترک ابوبکر مکانہ فجیء بعمر ابن الخطاب فوضع فی الکفۃ الاخری فرجح ابوبکر ثم رفع ابوبکر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع المیزان قال فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال خلافۃ النبوۃ ثلثون عاما ثم یکون ملک قال سعید بن جمھان فقال لی سفینۃ امسک سنتی ابی بکر وعشرا عمر وثنتی عشرۃ عثمان وستا علی

ومن مسند عرباض بن ساریۃ

اما وجوب اتباع سنن الخلفاء الراشدین فقد اخرج ابن ماجۃ من حدیث عبد الرحمن بن مھدی عن معاویۃ بن صالح عن ضمرۃ بن حبیب عن عبد الرحمن بن عمرو السلمی انہ سمع العرباض بن ساریۃ یقول

خواب سے } حاکمؒ نے سعید بن جمہان سے روایت کی ہے وہ سفینہ مولیٰ حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپؐ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو صحابہؓ کی جانب متوجہ ہو کر اُن سے اِستفسار فرماتے کہ تم میں سے کسی نے شب کو کوئی خواب دیکھا ہے (چنانچہ ایک روز آپؐ کے اِستفسار پر) ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمان سے اُتاری گئی پھر اُس کے ایک پلہ میں آپؐ رکھے گئے اور دوسرے میں حضرت ابوبکرؓ تو آپؐ حضرت ابوبکرؓ سے وزنی نکلے پھر آپؐ پلے سے اُٹھا لئے گئے اور حضرت ابوبکرؓ اسی جگہ رہنے دیئے گئے پھر حضرت عمر بن خطابؓ لائے گئے اور دوسرے پلہ میں رکھ کر تولے گئے تو حضرت ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر حضرت ابوبکرؓ اُٹھا لئے گئے اور حضرت عثمانؓ رکھے گئے (اور حضرت عمرؓ کے ساتھ تولے گئے) تو حضرت عمرؓ اُن سے وزنی رہے بعد ازاں حضرت عمرؓ پلے سے اُٹھا لئے گئے اور وہ ترازو (بھی) اُٹھ گئی۔ (اس خواب کو سُنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا پھر فرمایا کہ خلافتِ نبوت تیس برس رہے گی پھر بادشاہت ہو جائیگی۔ سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دو برس لو اور دس برس حضرت عمرؓ کی خلافت اور بارہ برس حضرت عثمانؓ کی خلافت اور چھ برس حضرت علیؓ کی خلافت (یہ سب تیس برس ہوئے)۔

مسند عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت

{ خلفاء راشدین کے سنتوں کا واجب الاتباع ہونا } ابن ماجہ نے بروایت عبد الرحمن بن مہدی نقل کیا ہے وہ معاویہ بن صالح سے وہ ضمرہ بن حبیب سے وہ عبد الرحمن بن عمرو سلمی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے عرباض بن ساریہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ

وعظنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم موعظة ذرفت منها
العيون ووجلت منها القلوب
فقلنا يا رسول الله ان هذه
لموعظة مودع فماذا تعهد
الينا قال تركتكم على البيضاء
ليلها كنهارها لا يزيغ منها
بعدي الا هالك من
يعش منكم فسيرى اختلافا
كثيرا فعليكم بما عرفتم من
سنتي وسنة الخلفاء الراشدين
المهديين عضوا عليها بالنواجذ
وعليكم بالطاعة وان كان
عبدا حبشيا فانما المؤمن
كالجمل الانف حيث ما قيد
انقاد واما مواعيد الله
الظاهرة على ايدي الخلفاء
فقد اخرج احمد من
طريق اسمعيل بن عياش
عن ضمضم عن شريح بن
عبيد قال العرباض
بن سارية كان النبي صلى
الله عليه وسلم يخرج الينا
وعلينا الحوتكية فيقول لو
تعلمون ما ذخر لكم ما حزنتم
على ما زوي عنكم وليفتحن لكم
فارس والروم۔

(ایک مرتبہ) ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا
وعظ سُنایا کہ اُسے سُنکر آنکھیں روئیں اور دلوں میں خوف
الٰہی پیدا ہوا ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ وعظ تو
رخصت ہونے والی نصیحت معلوم ہوتی ہے آپؐ ہم کو کیا
وصیّت فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایسے صاف
راستہ پر چھوڑا ہے کہ اُس کی رات مثل دن کے (روشن)
ہے اُس راستہ سے میرے بعد کوئی نہ ہٹے گا مگر وہ شخص جو
ہلاک ہونے والا ہے میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا
وہ عنقریب بہت کچھ اختلاف دیکھے گا۔ پس تم اپنے اوپر لازم
سمجھو میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین
کی سنت کو جو تم کو معلوم ہو اُس کو دانت سے مضبوط پکڑ لو
اور اپنے سرداروں کی اطاعت ضروری جانو اگرچہ (تمہارا
سردار ایک حقیر) حبشی غلام ہو کیونکہ مؤمن (احکام شریعت
کے سامنے) نکیل پڑے ہوئے اُونٹ کے مثل ہوتا ہے جس
طرف چاہیں اُسے لے جائیں وہ ہر طرح مطیع ہے۔

{اللہ کے وعدوں کا خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا}

(امام) احمدؒ نے بروایت اسمٰعیل بن عیّاش نقل کیا ہے
وہ ضَمضَم سے وہ شریح بن عُبَید سے روایت کرتے تھے وہ
کہتے تھے کہ عرباض بن ساریہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (اکثر اوقات) تشریف لایا کرتے
تھے (ہم لوگ اُس وقت غریب اور نادار تھے) اور ہم لوگ
حُوتکیہ[1] پہنے ہوتے تھے تو آپؐ فرماتے تھے کہ اگر تم واقف
ہوجاؤ اس سے جو تمہارے لئے (آخرت میں) ذخیرہ رکھا
گیا ہے تو تم کو (دنیا کے عیش نہ ہونے کا اور) جو تمہیں
نہیں دیا گیا ہے اُس کے نہ ملنے کا ہرگز غم نہ ہو (اور دنیا
کی یہ تکالیف بھی سدا نہ رہیں گے بلکہ) تمہارے لئے
فارس اور رُوم (کے بڑے بڑے ملک) فتح ہوجائیں گے۔

[1] حوتکیہ ایک قسم کے کرتہ کہتے ہیں یہ کرتہ بہت چھوٹا اور بہت تنگ اور سستے داموں کا ہوتا تھا مطلب یہ ہے کہ اتنا مقدور بھی نہ تھا کہ ایک کرتہ بھی اچھا پہن سکتے۔

ومن مسند عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ بن غنم الاشعری

اما تصویب رأی الشیخین و ان رأیهما حجة والاشارة الی خلافتهما فقد اخرج احمد من حدیث عبد الحمید بن بهرام عن شهر بن حوشب عن عبد الرحمٰن بن غنم ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما واما ان الخلافة حق المهاجرین الاولین دون الطلقاء فقد اخرج ابو عمر فی الاستیعاب ان عبد الرحمٰن بن غنم عاتب ابا هریرة وابا الدرداء بحمص اذا انصرفا من عند علی رسولین لمعاویة وکان مما قال لهما عجبا منکما کیف جاز علیکما ما جئتما به تدعوان علیا الی ان یجعلها شوری وقد علمتما انه قد بایعه المهاجرون والانصار واهل الحجاز والعراق وان من رضیه خیر ممن کرهه ومن بایعه خیر ممن لم یبایعه وای مدخل لمعاویة فی الشوری وهو من الطلقاء الذین لا یجوز لهم الخلافة وهو وابوه رؤس الاحزاب

مسند عبد الرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ

۱- روایت

{شیخین رضی اللہ عنہ کی رائے کا درست ہونا اور یہ کہ اُن کی رائے حجت (شرعیہ) ہے اور اُن کی خلافت کی جانب اشارہ} (امام) احمدؒ بروایت عبد الحمید بن بہرام نقل کرتے ہیں وہ شہر بن حوشب سے وہ عبد الرحمٰن بن غنم سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ گے تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔ {خلافت مہاجرینِ اوّلین کا حق ہے نہ کہ طُلقاء کا} ابو عمرؒ نے استیعاب میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن غنم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو درداء پر ملامت کی (اور یہ اُس وقت کا واقعہ ہے کہ) جب یہ دونوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاصد بن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (گئے اور وہاں) سے واپس ہو کر حمص میں عبد الرحمٰن کو ملے منجملہ اُس تقریر کے جو (عبد الرحمٰن نے) ان دونوں سے کی تھی یہ بات بھی تھی کہ (مجھے تم پر سخت حیرت اور) تعجب ہے کہ کیونکر تم نے اپنے لئے جائز رکھا کہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا) پیغام لے کر آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کی ترغیب دیتے ہو کہ وہ خلافت کو شوریٰ کر دیں حالانکہ اس امر کو تم خوب جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار اور اہلِ حجاز اور اہلِ عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور بیشک جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راضی ہوا وہ اُس سے بہتر ہے جو ان سے ناراض ہے۔ اور جس نے ان سے بیعت کر لی وہ (یقیناً) اُس شخص سے بہتر ہے کہ جس نے ان سے بیعت نہیں کی۔ اور (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ کو شوریٰ میں کیا دخل ہے وہ تو طُلقاء[۱] میں سے ہیں کہ جن کے لئے (کسی طرح کا حق) خلافت میں نہیں ہے اور (حضرت) معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے باپ (حضرت ابو سفیان) کافروں کی جماعت کے سردار رہے ہیں۔

[۱] طلقاء جمع ہے طلیق کی طلیق آزاد کردہ غلام کو کہتے ہیں جو لوگ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے ان کو طلقاء کہتے ہیں اس سبب سے کہ ان پر مسلمانوں نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا۔

فَقَدِمَا عَلٰى مسيرهما وتابا بين يديه

ومن مُسند ابی أروی الدوسی رضی اللہ عنہ

اما مايدل على خلافتهما وان مواعيد الله لنبيه يظهر على ايديهما فقد اخرج الحاكم من طريق سهيل بن ابى صالح و محمد بن ابراهيم عن ابى سلمة بن عبد الرحمن عن ابى أروى الدوسى قال كنت جالسًا عند النبى صلى الله عليه وسلم فاطلع ابوبكر وعمر رضى الله عنهما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد لله الذى ايدنى بهما.

ومن مُسند ابی أمامة الباهلی رضی اللہ عنہ

اخرج الحاكم من حديث موسى بن عمير قال سمعت مكحولًا يقول وساله رجل عن قول الله عز وجل فان الله هو مولٰه وجبريل وصالح المؤمنين قال حدثنى ابو امامة انه قال الله مولٰه و جبريل وصالح المؤمنين ابوبكر وعمر

ومن مُسند سالم بن عبید الاشجعی رضی اللہ عنہ

حديث فى امامة ابى بكر الصديق اخرج ابن ماجة من حديث نبيط بن شريط عن سالم بن عبيد قال أغمى على رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مرضه فقال أحضرت الصلوٰة قالوا نعم قال

(عبدالرحمٰن کی اس گفتگو نے عتاب سے) یہ دونوں (حضرت علیؓ کے پاس) اپنے جانے پر نادم ہوئے اور (عبدالرحمٰنؓ کے) روبرو دونوں نے توبہ کی۔

مُسند ابو اَروٰی دوسی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{شیخین رضؓ کے خلافت کی دلیل اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے جو نبیؐ سے تھے ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوں گے} حاکم بروایت سہیل بن ابی صالح اور محمد بن ابراہیم نقل کرتے ہیں وہ عبدالرحمٰن سے وہ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ حضرت ابو اَروٰی دوسی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا اتنے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (انھیں دیکھکر) فرمایا کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ان دونوں سے مجھے قوت دی۔

مُسند ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حاکم بروایت موسٰی بن عُمیر نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے میں نے مکحول سے سُنا اُن سے کسی شخص نے آیۂ کریمہ فانّ اللہ ہو مولٰہ الاٰیۃ (ترجمہ:- پس تحقیق اللہ تعالیٰ مَولٰی ہے نبی کا اور جبرئیلؑ اور اچھے ایمان والے) کا مطلب پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو امامہ نے بیان کیا کہ اللہ نبی کا مولیٰ ہے اور جبرئیلؑ (اُن کے مولیٰ ہیں) اور اچھے ایمان والے (یعنے) ابوبکرؓ اور عمرؓ۔

مُسند سالم بن عُبَید اشجعی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیق کی امامت (نماز) کے متعلق} ابنؒ ماجہ نے بروایت نُبیط بن شُریط سالم بن عبید سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) میں بیہوش ہو گئے تو (جب کسی قدر افاقہ ہوا) آپؐ نے پوچھا کہ نماز کا وقت آگیا؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا

مُرُوا بلالاً فلیؤذن ومروا ابابکر
فلیصلّ بالنّاس ثمّ اُغمی علیہ
فافاق فقال احضرتِ الصّلوٰۃ
قالوا نعم قال مُروا بلالاً
فلیؤذن ومُروا ابابکر فلیصلّ
بالنّاس فقالت عائشۃ انّ ابی
رجلٌ اسیفٌ فاذا قام مقامک
یبکی لا یستطیع فلو امرتَ
غیرہٗ ثمّ اغمی علیہ
فافاق فقال مُروا بلالاً
فلیؤذن ومُروا ابابکر فلیصلّ
بالنّاس فاِنّکنّ صواحبُ
یوسف قال فامر بلالٌ
فاذّن وامر ابوبکر فصلّی
بالنّاس ثمّ انّ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجد
خِفّۃً فقال انظروا الی من
اتّکی علیہ فجاءت بریرۃ
ورجل اٰخر فاتّکی علیھما
فلمّا راٰہ ابوبکر ذھب لینکص
فاومأ الیہ ان اثبت مکانک
ثمّ جاء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتّی جلس الی جنب ابی بکر
حتّی قضی ابوبکر صلاتہ ثمّ انّ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض

ومن مسند عرفجۃ الاشجعی رضؓ

اما احادیث الوزن فقد اخرج ابوعمر عن
قُطَیبۃ بن مالک عن عرفجۃ الاشجعی قال

بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (یہ فرماکر) آپؐ پھر بیہوش ہوگئے جب کسی قدر افاقہ ہوا تو (پھر) فرمایا کیا نماز کا وقت آگیا؟ لوگوں نے کہا ہاں (آگیا) آپؐ نے فرمایا بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ!) میرے والد نرم دل ہیں وہ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو ضبط نہ کرسکیں گے اگر آپؐ بجائے اُن کے دوسرے شخص کو حکم دیتے (تو بہتر تھا اس درمیان میں) پھر آپؐ پر غشی طاری ہوئی اس کے بعد جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اور اے عورتو!) تم تو (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی ہمنشین عورتوں (کی طرح) ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت بلالؓ نے حکم نبوی پاکر اذان دی اور (بموجب ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے) حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی (ابھی نماز ہورہی تھی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض میں افاقہ دیکھ کر فرمایا کہ کسی کو بلالو میں اُس کے سہارے سے باہر جاؤں گا۔ چنانچہ بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے اور آپؐ ان دونوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو ارادہ کیا کہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جائیں (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ خالی کردیں) آپؐ نے اُنھیں اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر قائم رہو۔ پھر (یہ فرماکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز ختم کی پھر اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی

مُسند عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ

۱- روایت {حدیث وزن} ابوعمر نے قُطَیبہ بن مالک سے اُنھوں نے عرفجہ اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایکرتبہ)

صلّے بنا النبیُّ صلّی اللہ علیہ وسلّم الفجرَ ثمّ جلس فقال وُزِنَ اصحابی اللیلۃَ وُزِنَ ابوبکر فوُزِنَ ثمّ وُزِنَ عمر فوُزِنَ ثمّ وُزِنَ عثمانُ فخفّ وھو رجلٌ صالحٌ

ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور فرمایا کہ آج رات کو (میں نے خواب دیکھا کہ) میرے صحابہؓ وزن کئے گئے (چنانچہ) ابوبکرؓ وزن کئے گئے وہ (وزن میں دوسروں سے غالب) رہے پھر عمرؓ وزن کئے گئے وہ (بھی) غالب رہے۔ پھر عثمانؓ وزن کئے گئے تو وہ ہلکے رہے اور وہ (ایک) مرد صالح ہیں (اگرچہ وزن میں ہلکے ہیں)۔

ومن مُسند عیّاض بن حمار المجاشعیؓ

مسند عیاض بن حمار مُجاشعی رضی اللہ عنہ

{ان کی یہ حدیث کہ

۱۔ روایت

حدیثہ فی ان اللہ نظر الی اہل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم فقد اخرج مسلم عن عیاض بن حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال ذات یومٍ فی خطبتہ الا انّ ربّی امرنی ان اعلمکم ما جھلتم ممّا علّمنی یومی ھٰذا کلُّ مالٍ نحلتہ عبدًا حلالٌ وانّی خلقتُ عبادی حُنفاء کلّھم وانّھم اتتھم الشیاطین فاجتالتھم عن دینھم وحرّمتْ علیھم ما احللتُ لھم وامرتھم ان یشرکوا بی ما لم اُنزل بہ سلطانًا وان اللہ نظر الی اھل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا من اھل الکتاب وقال بعثتُک لابتلیک وابتلی بک وانزلتُ علیک کتابًا

اللہ نے اہل زمین پر نظر کی عرب و عجم سب کو ناپسند کیا} (امام) مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں سکھا دوں جن سے تم ناواقف ہو اور وہ باتیں مجھے (میرے خدا نے) آج ہی تعلیم فرمائی ہیں (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو مال میں اپنے بندے کو دیتا ہوں وہ حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو شرک سے خالی پیدا کیا ہے (مگر) اُن کے پاس شیاطین آئے اور انھوں نے اُن کو اُن کے دین (حق) سے بہکا دیا اور جو چیز کہ میں نے اُن (بندوں) کے لئے حلال کی تھی شیطانوں نے اُسے اُن پر حرام کر دیا اور (شیاطین نے) اُن (بندوں) کو حکم کیا کہ جس کی کوئی سند میں نے نہیں اُتاری اُسے میرا شریک بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر کی تو اُن کے عرب و عجم کو (یعنے سب کو) ناپسند فرمایا مگر کچھ باقی ماندہ اہل کتاب (ایسے ہیں جو اللہ کو ناپسند نہیں ہیں) اور (یہ بھی اللہ جل شانہٗ نے) فرمایا کہ (اے محمدؐ!) میں نے تم کو اس لئے (دنیا میں) بھیجا ہے کہ تم کو آزماؤں اور تمھارے ذریعہ سے (دوسروں کو) آزماؤں۔ اور میں نے تم پر ایک ایسی کتاب اُتاری ہے کہ

لا یغسله الماءُ تقرأه نائماً و یقظان وان اللّٰہ امرنی ان اُحرّق قریشاً فقلتُ رب اذاً یثلغوا رأسی فیدعوہ خبزۃً قال استخرجهم کما اخرجوك واغزهم نغزك وانفق فسننفق علیك وابعث جیشاً نبعث خمسةً مثله وقاتل بمن اطاعك من عصاك الحدیث

جسے پانی نہیں دھو سکتا تم اُسے سوتے جاگتے پڑھتے رہتے ہو۔ اور اللہ نے مجھے (یہ بھی) حکم فرمایا میں اہلِ قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دوں پھر میں نے عرض کیا کہ خداوندا! (اگر یہ قصد کروں گا) تو وہ لوگ میرا سر کچل ڈالیں گے۔ اللہ نے فرمایا (اچھا تو) جس طرح اُنھوں نے تم کو (مکہ سے) نکال دیا ہے تم بھی اُنھیں نکال دو اور تم اُن سے جہاد کرو ہم (تمھارے جہاد کا) سامان درست کر دیں گے اور تم خرچ کرو ہم تم کو دیں گے۔ اور اُن پر لشکر بھیجو ہم ویسے ویسے پانچ (لشکر) اُن پر بھیجیں گے اور تم اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ اُن لوگوں سے لڑو جو تمھارے نافرمان ہیں تا آخر حدیث۔

ومن مسند ربیعة بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ

مسند ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث اس منزلت کے

۱۔ روایت

حدیثه فی منزلة ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنه عند النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم واصحابه اخرج احمد من حدیث ابی عمران الجونی عن ربیعة الاسلمی فذکر حدیثاً طویلاً اخره ثم قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اعطانی بعد ذلك ارضاً واعطی ابا بکر ارضاً وجاءت الدنیا فاختلفنا فی عذق نخلة فقلتُ انا هی فی حدی و قال ابو بکر هی فی حدی فکان بینی وبین ابی بکر کلامٌ فقال لی ابو بکر کلمةً کرهها وندم فقال لی یا ربیعة ردّ علی مثلها حتی تکون قصاصاً

بیان میں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ کے نزدیک حاصل تھی} (امام) احمدؒ نے بروایت ابو عمران جونی ربیعہ اسلمی سے ایک حدیث طویل نقل کی ہے جس کے اخیر میں یہ ہے کہ (ربیعہ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد مجھے ایک زمین عطا فرمائی اور حضرت ابوبکرؓ کو (بھی) ایک زمین (اسی کے قریب) عطا فرمائی (اس کے بعد) دنیا کی کیفیت پیدا ہوئی اور ہم دونوں میں نخلہ کے ایک کنویں کے متعلق باہم اختلاف ہوا میں نے کہا کہ (وہ کنواں) میری حد میں (واقع) ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا (نہیں) وہ میری حد میں ہے۔ اس پر میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان بحث بڑھ گئی اور حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی کہ جسے خود اُنھوں نے بُرا جانا اور نادم ہوئے پھر مجھ سے کہا کہ اے ربیعہ! تم بھی مجھے ویسی ہی بات کہہ لو تاکہ بدلا ہو جائے

۱۔ پانی کا نہ دھو سکنا کنایہ ہے اس بات سے کہ کوئی آفت ارضی وسماوی اس کتاب کو دنیا سے معدوم نہ کر سکے گی چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اب تک تیرہ سو برس کی مدت میں صدہا انقلابات زمین پر ہو گئے قرآن شریف کے بہت بعد کی کتابیں اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہیں مگر یہ کتاب ربانی اپنے اسی حال پر ہے جس پر اُس کے مبلغ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑا تھا۔

قال قلتُ لا افعل فقال لی ابوبکر لتقولنّ لی او لاَسْتَعْدِیَنَّ علیک رسول الله صلی الله علیہ وسلم فقلتُ ما انا بفاعلٍ قال ورفض الارض وانطلق ابوبکر رضی الله عنہ الی النبی صلی الله علیہ وسلم وانطلقتُ اَتْلوہ فجاء ناس من اسلم فقالوا لی رحم الله ابابکر فی ایّ شئٍ یستعدی علیک رسول الله صلی الله علیہ وسلم وھو قال لک ما قال قال فقلتُ اتدرُونَ من ھذا ھذا ابوبکر الصدیق ھذا ثانی اثنین وھذا ذوشَیْبَۃ المسلمین ایّاکم لا یلتفتُ فیراکم تنصرونّی علیہ فیغضب فیأتی رسولَ الله صلی الله علیہ وسلم فیغضب بغضبہ فیغضب الله عزّ وجلّ بغضبھما فیھلک ربیعۃ قالوا ما تأمرنا قال ارجعوا فانطلق ابوبکر رضی الله عنہ الی رسول الله صلی الله علیہ وسلم فتبعتہ وحدی حتی اتی النبی صلی الله علیہ وسلم فحدّثہ الحدیث کما کان فرفع الی رأسہ فقال یا ربیعۃ ما لک وللصدیق

میں نے کہا کہ میں تو نہ کہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ تمہیں ضرور کہنا ہوگا ورنہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تم پر (اس کی بابت) زور دلاؤں گا۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز (وہ بات) نہ کہوں گا حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی زمین پر ٹھہرا رہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے (اُن کے جانے کے بعد) میں بھی اُن کے پیچھے روانہ ہوا پھر مجھے چند اشخاص قبیلۂ اسلم کے ملے تو انھوں نے مجھ سے کہا حضرت ابوبکرؓ پر خدا رحم فرمائے (ہم حیران ہیں کہ) وہ کس بنا پر تمہاری شکایت کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جارہے ہیں حالانکہ خود انھوں نے تم کو بُرا کہا ہے۔ میں نے اُن کو جواب دیا کہ تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ (سُنو) یہ ابوبکر صدیقؓ ہیں یہ ثانی اثنین ہیں اور یہ مسلمانوں کے بوڑھے (اور بزرگ) ہیں تم لوگ مجھ سے الگ رہو (مبادا وہ پیچھے پھر کر اور ادھر متوجہ ہو کر نظر کریں اور تم کو دیکھیں کہ اُن کے مقابلے پر میری مدد کر رہے ہو اور ان کو غصّہ آجائے اور (اسی حالت سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور آپ (ان کو غضبناک دیکھ کر) ان کے غصّہ کے سبب سے (مجھ پر) غضبناک ہوں اور ان دونوں کے غضب کے سبب سے اللہ عزّ وجلّ غضب فرمائے اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ اُن لوگوں نے (مجھ سے) کہا تو اب تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ میں نے کہا تم لوگ واپس جاؤ (اور میں تنہا خدمتِ نبوی میں جاتا ہوں) حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے جارہے تھے اور میں بھی تنہا اُن کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ خدمتِ نبوی میں پہنچے (اور میں بھی اُن کے ساتھ تھا) پھر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے سامنے سارا قصّہ جو کچھ گزرا تھا بیان کیا پھر آپ نے سر مبارک اُٹھا کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ربیعہ! تمہارے اور صدیقؓ کے درمیان کیا نزاع ہے؟

قلتُ یا رسول اللہ کان کذا قال لی کلمۃً کرھھا فقال لی قُل کما قلتُ حتی یکون قصاصًا فابیتُ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجل فلا تردّ علیہ ولکن قل غفر اللہ لک یا ابابکر فقلتُ غفر اللہ لک یا ابابکر قال الحسن فولّی ابوبکر رضی اللہ عنہ وھو یبکی۔

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (دراصل معاملہ تو) ایسا ہی تھا (انھوں نے) مجھے ایک ایسا کلمہ کہا کہ جسے خود بُرا سمجھے پھر مجھ سے کہاکہ تم بھی وہی کلمہ میرے حق میں کہدو تاکہ بدلا ادا ہوجائے میں نے (ازراہِ ادب اس سے) انکار کیا (اس پر یہ ناخوش ہوکر آپ کے پاس آتے ہیں یہ سُنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (تمھارا کہنا درست ہے) تم اُن کو وہ کلمہ نہ کہو مگر اُن سے یہ کہدو کہ اے ابوبکرؓ! خدا تم کو بخشدے (بموجب ارشاد نبویؐ) میں نے کہا اے ابوبکرؓ! خدا آپؐ کو بخشدے۔ حسنؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (وہاں سے) پھرے اور وہ (فرطِ مسرت سے) روتے تھے۔

ومن مسند ابی برزۃ الاسلمیؓ

مُسند ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {ان کی حدیث اہل قریش کی خلافت میں}

حدیثہ فی امامۃ قریش اخرج احمد عن سیّار بن سلامۃ قال دخلت مع ابی علی ابی برزۃ الاسلمی فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامراء من قریش الامراء من قریش الامراء من قریش لکم علیھم حق ولھم علیکم حق ما فعلوا ثلثا ما حکموا فعدلوا واسترحموا فرحموا وعاھدوا فوفوا فمن لم یفعل ذلک منھم فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین

(امام) احمدؒ نے سیّار بن سلامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابو برزہ اسلمی کے پاس گیا اُنھوں نے کہاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار قریش سے ہیں۔ تمھارا حق اُن پر ہے اور اُن کا حق تم پر ہے تاوقتیکہ وہ تین کام کرتے رہیں۔ جبؔ وہ حاکم بنائے جائیں عدل کریں۔ اور جبؔ اُن سے رحم طلب کیا جائے رحم کریں اور جبؔ وعدے کریں انھیں پورا کریں اور ان میں سے جو ایسا نہ کرے اُس پر خدا کی لعنت اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت۔

ومن مسند عمرو بن عبسۃؓ

مُسند عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت {ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متقدم الاسلام ہونے میں}

حدیثہ فی تقدم ابی بکر الصدیق فی الاسلام اخرج احمد من حدیث سلیم بن عامر وغیرہ عن عمرو بن عبسۃ قال اتیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بعکاظ قلتُ

(امام) احمدؒ نے بروایت سلیم بن عامر وغیرہ نقل کیا ہے وہ عمرو بن عبسہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں بمقام (بازار) عکاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا

من تبعك على هذا الامر فقال حرٌّ وعبدٌ ومعه ابوبكر وبلال فقال لي ارجع حتى يمكّن الله عز وجل لرسوله

واخرج احمد من طريق عبد الرحمن بن ابي عبد الرحمن عن عمرو بن عبسة قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت من تابعك على امرك هذا قال حرٌّ وعبدٌ يعني ابابكر وبلالاً وكان عمرو يقول بعد ذلك فلقد رأيتني واني لربع الاسلام۔

ومن مسند سلمان الفارسیؓ

قوله في فضل عمر رضي الله عنه اخرج الحاكم من طريق عمران بن خالد الخزاعي البناني عن انس بن مالك قال دخل سلمان الفارسي على عمر بن الخطاب رضي الله عنهما وهو متكئ على وسادة فالقاها له فقال سلمان صدق الله ورسوله فقال عمر حدثنا يا ابا عبد الله قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متكئ على وسادة فالقاها الي ثم قال لي يا سلمان ما من مسلم يدخل على اخيه المسلم فيلقي

(یارسول اللہ!) اس امر (حق) پر کون کون آپ کے تابع ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ تھے (یہی دونوں اس وقت تک اسلام لائے تھے) پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ (فی الحال) تم (اپنے گھر) واپس جاؤ (اور اپنے گھر میں رہو) یہاں تک کہ اللہ عز وجل اپنے رسولؐ کو قدرت (اور شوکت) عطا فرمائے۔

(امام) احمدؒ نے بروایت عبدالرحمٰن بن ابی عبدالرحمٰن نقل کیا ہے وہ حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ (یارسول اللہؐ!) آپ کے دین پر کون کون اشخاص آپ کے تابع ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام یعنے ابوبکرؓ اور بلالؓ۔ اس کے بعد حضرت عمروؓ (بن عبسہ) کہا کرتے تھے میں نے اپنے کو دیکھا کہ میں اسلام میں چوتھا شخص تھا۔

مسند سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

[حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ان کا قول} حاکم نے بروایت عمران بن خالد خزاعی بنانی نقل کیا ہے وہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے آپ کے پاس حضرت سلمان فارسیؓ آئے آپ نے اُن کی طرف تکیہ بڑھادیا تو حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اللہ اور اُسکے رسولؐ نے سچ کہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ (یہ جملہ اس وقت آپ نے کیوں کہا) ہم سے بیان کیجئے انھوں نے کہا کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اُس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے (مجھے دیکھ کر) آپ نے میری طرف تکیہ بڑھا دیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ! اگر کوئی مسلمان کسی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے پھر وہ (یعنے صاحب خانہ) اسکی عزت کے لئے

لہ وسادۃً اکرامًا لہ الا غفر اللہ لہ

اُس کی طرف تکیہ بڑھادے تو اللہ تعالیٰ اُسے بخشدیتا ہے۔

ومن مُسند ذی مخمرؓ

مُسند ذی مخمر رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حدیثہ فی خلافۃ قریش اخرج احمد عن ابی حی عن ذی مخمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان ہذا الامر فی حمیر فنزعہ اللہ عزوجل منہم فجعلہ فی قریش وَ سَ يَ عُ وْ دُ اِ لَ يْ هِ مْ

{ان کی حدیث خلافت قریش کے متعلق} (امام) احمدؒ نے ابو حی سے نقل کیا ہے وہ حضرت ذی مخمرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پہلے) یہ امر (یعنے حکومت) حمیر[۱] میں تھا پھر اللہ عزوجل نے اُن سے لے لیا اور اس کو قریش میں کردیا اور عنقریب وہ وقت آئے گا کہ پھر انھیں میں لوٹ جائے گا۔

ومن مُسند عوف بن مالک الاشجعیؓ

مُسند عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

حدیثہ فی صفۃ الخلافۃ الراشدۃ اخرج مسلم عن عوف بن مالک الاشجعی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونہم ویحبونکم وتصلون علیہم ویصلون علیکم وشرار ائمتکم الذین تبغضونہم و یبغضونکم وتلعنونہم ویلعنونکم قال قلنا یا رسول اللہ افلا ننابذہم عند ذلک قال لا ما اقاموا فیکم الصلوۃ لا ما اقاموا فیکم الصلوۃ الا من

{ان کی حدیث خلافت راشدہ کے بیان میں} (امام) مسلمؒ نے عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین امام تمھارے وہ ہیں جن کو تم دوست رکھتے ہو اور وہ (بھی) تم کو دوست رکھتے ہوں اور تم اُن کے لئے دُعائے خیر کرتے رہتے ہو اور وہ تمھارے لئے دُعا کرتے ہوں اور بدترین امام تمھارے وہ ہیں کہ جن کو تم دشمن رکھتے ہو اور وہ تم کو دشمن رکھتے ہوں اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں اور تم اُن پر لعنت کرتے ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے کہا اے رسول اللہ! کیا اس وقت (جب کہ یہ حالت ہو تو) ہم ان کو چھوڑ دیں؟ آپؐ نے فرمایا (خبردار ایسا نہ کرنا تاوقتیکہ وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں (خبردار ایسا نہ کرنا تاوقتیکہ وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں۔ خبردار رہو جس (قوم کے

[۱] حمیر یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ قریش سے پہلے عرب کی حکومت اسی قبیلہ میں تھی اور آخر زمانہ میں قریب قیامت پھر اسی قبیلہ میں حکومت آجائیگی جیسا کہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ اخیر زمانے میں ایک بادشاہ قبیلہ قحطان سے پیدا ہوگا قحطان بھی حمیر کی ایک شاخ ہے۔ [ع] اصل یعنے مسند امام احمدؒ میں بھی یہ الفاظ اسی طرح منقطع لکھے ہوئے ہیں اور اس حدیث کے بعد امام احمدؒ کے بیٹے عبداللہ نے اتنی بات اور لکھدی ہے کہ کذا کان فی کتاب ابی مقطعًا وحیث حدثنا بہ تکلم علی الاستواء۔ مسند امام احمد ج ۴ ص ۹۱ یعنی یہ الفاظ میرے والد کی کتاب میں اسیطرح منقطع لکھے ہوئے تھے لیکن جب وہ اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو تکلم بالکل ٹھیک ہوتا تھا۔ کوئی وجہ ان الفاظ کے منقطع لکھنے کی کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزری اس وقت جو ایک وجہ سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس زمانہ کے بادشاہوں کو یہ بات ناگوار ہوتی تھی کہ خلافت قریش سے نکل جائیگی چنانچہ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب عبداللہ بن عمرو بن عاص نے یہ حدیث بیان کی تھی کہ اخیر زمانہ میں ایک بادشاہ قحطان کا ہوگا تو انکو ناگوار گزرا تھا۔ غالبًا اسی وجہ سے امام احمدؒ نے اس مضمون کے الفاظ کو منقطع لکھدیا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے یا سمجھ لے تو گرفت نہ کرسکے۔ امام احمدؒ کو اپنے زمانہ کے بادشاہ معتصم باللہ سے خلق قرآن کے مسئلہ میں سخت مصیبت پہنچ بھی چکی تھی واللہ اعلم ۱۲

وَلِیَ عَلَیْہِ وَالٍ فَرَاٰہُ یَأتِیْ شَیْئًا مِنْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلْیَکْرَہْ مَا یَأتِیْ مِنْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَا یَنْزِعَنَّ یَدًا مِنْ طَاعَتِہٖ۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْعُمَرَ عَنْ عَبْدِالْمَلِکِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبُرْدَۃَ وَاَخِیْ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ الْاَشْجَعِیِّ اَنَّہٗ رَاٰی فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ النَّاسَ جُمِعُوْا فَاِذَا فِیْھِمْ رَجُلٌ فَرَعَھُمْ فَھُوَ فَوْقَھُمْ ثَلَاثَ اَذْرُعٍ قَالَ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ لِمَ قَالُوْا لِاَنَّ فِیْہِ ثَلَاثَ خِصَالٍ اِنَّہٗ لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَاِنَّہٗ خَلِیْفَۃٌ مُسْتَخْلَفٌ وَشَہِیْدٌ مُسْتَشْہَدٌ قَالَ فَاَتٰی اَبَا بَکْرٍ فَقَصَّھَا عَلَیْہِ فَاَرْسَلَ اِلٰی عُمَرَ فَدَعَاہُ لِیُبَشِّرَہٗ قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ قَالَ فَقَالَ لِیْ اَبُوْبَکْرٍ اُقْصُصْ رُؤْیَاکَ قَالَ فَلَمَّا بَلَغْتُ خَلِیْفَۃٌ مُسْتَخْلَفٌ زَبَرَنِیْ عُمَرُ وَکَھَرَنِیْ وَقَالَ اُسْکُتْ تَقُوْلُ ھٰذَا وَاَبُوْبَکْرٍ حَیٌّ قَالَ فَلَمَّا کَانَ بَعْدُ وَوَلِیَ عُمَرُ مَرَرْتُ بِالشَّامِ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ قَالَ فَدَعَانِیْ وَقَالَ اُقْصُصْ رُؤْیَاکَ فَقَصَصْتُھَا فَلَمَّا قُلْتُ لَا یَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ

کوئی شخص حاکم ہو پس وہ (اپنے) حاکم کو دیکھے کہ کچھ بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اسے لازم ہے کہ جو نافرمانی خدا کی وہ (حاکم) کرتا ہے اُسے بُرا جانے اور اُس کی اطاعت سے اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔

اور ابو عمر نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابو بُردہ نے اور میرے بھائی نے عوف بن مالک اشجعی رضؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ اُنھوں نے (بعہد حضرت صدیق رضؓ) خواب میں دیکھا کہ گویا سب لوگ جمع ہوئے ہیں اور ان میں ایک شخص ہے جوان سب کا سردار ہے وہ ان سب سے تین گز اُونچا ہے کہتے تھے میں نے (خواب ہی میں) پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے کہا یہ عمر رضؓ ہیں۔ میں نے کہا یہ (تین گز اُونچے) کیوں (ہیں)؟ لوگوں نے کہا اس وجہ سے کہ ان میں تین عادتیں (سب سے فائق) ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ وہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔ وہ شہید ہیں اور شہید کئے جائیں گے پھر (صبح کو) عوف بن مالک حضرت ابوبکر رضؓ کی خدمت میں گئے اور یہ خواب ان سے بیان کیا اُنھوں نے حضرت عمر رضؓ کو بلوا بھیجا تاکہ ان کو بشارت دیں۔ عوف بن مالک رضؓ کہتے تھے کہ پھر حضرت عمر رضؓ آئے تو مجھ سے حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو چنانچہ (میں نے بیان کرنا شروع کیا) جب میں اس مقام پر پہنچا کہ وہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو حضرت عمر رضؓ نے مجھ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ چُپ رہو تم ایسی بات کہتے ہو اور ابوبکر رضؓ زندہ ہیں۔ عوف بن مالک رضؓ کہتے تھے کہ پھر جب حضرت عمر رضؓ خلیفہ ہوئے تو میں شام میں گیا اور حضرت عمر رضؓ (سے اس حال میں ملا کہ وہ اُس وقت) منبر پر (خطبہ پڑھ رہے) تھے اُنھوں نے مجھے (دیکھتے ہی اپنے پاس) بلایا اور فرمایا کہ اپنا خواب (جو تم نے دیکھا تھا) بیان کرو۔ چنانچہ میں نے وہ خواب بیان (کرنا شروع) کیا جب میں نے یہ بیان کیا کہ وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے

قال انی لا ارجو ان یجعلنی اللہ منہم قال فلما قلت خلیفۃ مستخلف قال قد استخلفنی اللہ فلہ ان یعیننی علی ما ولانی فلما ان ذکرت شہید مستشہد قال انی لی بالشہادۃ وانا بین اظہرکم تغزون ولا اغزو ثم قال بلی یأتی اللہ بہا ان شاء اللہ۔

تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھے اُن لوگوں میں کرے پھر میں نے کہا کہ وہ خلیفہ اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ بیشک مجھے اللہ نے خلیفہ بنا دیا اور تم خدا سے دعا مانگو کہ اُس نے جس کام پر مجھے والی کیا ہے اُس میں میری تائید کرتا ہے۔ پھر جب میں نے یہ بیان کیا کہ وہ شہید ہیں اور شہید کئے جائیں گے فرمایا مجھے کیسے شہادت (نصیب) ہوگی میں تو تم سب کے درمیان میں رہتا ہوں تم لوگ جہاد (بھی) کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کرتا (پھر شہادت کی امید کس طرح کر سکتا ہوں) پھر فرمایا ہاں! اگر اللہ چاہے تو یہ (نعمت گھر بیٹھے ہی مجھے) عنایت فرمائے۔

ومن مسند عبد اللہ بن مغفل المزنیؓ

مسند عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حدیثہ فی حب الصحابۃ اخرج احمد عن عبد اللہ بن عبد الرحمن عن عبد اللہ بن مغفل المزنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی لا تتخذوہم غرضا بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ اوشک ان یأخذہ۔

{صحابۂ کرام سے محبت رکھنے کے متعلق ان کی حدیث} (امام) احمدؒ نے عبد اللہ بن عبد الرحمن سے انھوں نے عبد اللہ بن مغفل مزنی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) میرے اصحاب کو میرے بعد (ملامت کا) نشانہ نہ بنانا جس نے اُن سے محبت رکھی اُس نے میری (ہی) محبت کی وجہ سے اُن سے محبت رکھی اور جس نے اُن کے ساتھ بغض رکھا اُس نے میرے (ہی) بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا اور جس نے اُن کو (یعنے میرے صحابہؓ کو) ایذا دی اُس نے بیشک مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو عنقریب اُس کو (اللہ اپنے عذاب میں) ماخوذ کرے گا۔

ومن مسند حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسند (ام المومنین حضرت) حفصہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (۲۔ روایت)

حدیثہا فی فضل عثمان اخرج احمد من حدیث ابن جریج عن ابی خالد

{حضرت عثمان کی فضیلت میں ان کی حدیث} (امام) احمدؒ نے بروایت ابن جریج ابو خالد سے

ل یعنے انکی محبت عین میری محبت ہے اور انکی عداوت عین میری عداوت یا یہ کہ انکی محبت میری محبت کی دلیل ہو اور انکی عداوت میری عداوت کی دلیل ہے۔

عن عبد اللہ بن ابی سعید المزنی قال حدثتنی حفصۃ ابنۃ عمر بن الخطاب قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم قد وضع ثوبا بین فخذیہ فجاء ابو بکر فاستأذن فاذن لہ وھو علی ھیئتہ ثم جاء عمر فاستأذن فاذن لہ ثم جاء ناس من اصحابہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ھیئتہ ثم جاء عثمان فاستأذن فاذن لہ فاخذ ثوبہ فتجللہ فتحدثوا ثم خرجوا قلت یا رسول اللہ جاء ابو بکر وعمر وعلی وسائر اصحابك وکنت علی ھیئتك فلما جاء عثمان تجللت بثوبك فقال الا استحیی ممن یستحیی منہ الملائکۃ۔

انھوں نے عبد اللہ بن سعید مزنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے حضرت حفصہ بنت عمرؓ نے بیان کیا وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز دونوں رانوں سے کپڑا اٹھائے (بیٹھے) تھے اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور انھوں نے (اندر آنے کی) اجازت چاہی آپ نے ان کو اجازت دی اور (وہ اندر آئے) آپ اسی طرح (رانوں کو کھولے) بیٹھے رہے پھر حضرت عمرؓ آئے اور اجازت (آنے کی) چاہی آپ نے اُن کو (بھی) اجازت دی پھر دیگر اصحابؓ آئے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اُسی ہیئت سے بیٹھے رہے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کپڑا اُٹھاکر اپنی رانوں پر ڈال لیا اُس کے بعد صحابہؓ سے باتیں کرتے رہے پھر سب چلے گئے (حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور دیگر صحابہؓ آپ کی خدمت میں آئے اور آپ اپنی ہیئت پر بیٹھے رہے (اور اپنی رانوں کو نہیں چھپایا) مگر جب عثمانؓ آئے تو آپ نے (اپنی رانوں پر) کپڑا ڈال لیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں اُس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

وحدیثھا فی بشارۃ اھل بدر والحدیبیۃ آخرج مسلم عن حفصۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان لا یدخل النار ان شاء اللہ احد شھد بدرا والحدیبیۃ قلت یا رسول اللہ الیس قد قال اللہ وان منکم الا واردھا قال

{ان کی حدیث بشارت اہل بدر اور اہل حدیبیہ کے متعلق} (امام) مسلم نے حضرت حفصہؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ جنگ بدر اور (صلح) حدیبیہ میں شریک ہوئے ہیں اُن میں سے ایک بھی انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ میں نے کہا اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا اللہ نے (قرآن میں) یہ نہیں فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اُس پر (یعنے دوزخ پر) نہ وارد ہو آپ نے فرمایا (یہ تو ہے مگر) کیا تم نے (اس کے بعد والی آیت کو)

لہ رانوں کا کھولنا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے وہ اس قسم کی حدیثوں میں کہتے ہیں کہ یہ قبل کے واقعات ہیں اس کے بعد رانوں کے چھپانے کا حکم حضرتؐ نے دیا جیساکہ صحیح احادیث میں ثابت ہے۔

افلم تسمعیه یقول ثم ننجی الذین اتقوا وفی روایة لا یدخل النار ان شاء الله من اصحاب الشجرة احد الذین بایعوا تحتها

مسانید الانصار من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم

من مسند معاذ بن جبل رض

فی المشکوٰة عن ابی عبیدة ومعاذ بن جبل عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان هذا الامر بدأ نبوة ورحمة ثم یکون خلافة ورحمة ثم ملکا عضوضا ثم کائن جبریة وعتوا وفسادا فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون علی ذلک وینصرون حتی یلقوا الله رواه البیهقی فی شعب الایمان

ومن مسند ابی بن کعب رض

فی فضل عمر رضی الله عنه

اخرج الحاکم من حدیث یحیی بن سعید عن سعید ابن المسیب عن ابی بن کعب قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اول من یعانقه الحق یوم القیامة عمر واول من یصافحه الحق یوم القیامة عمر و

نہیں سُنا کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے پھر ہم نجات دیں گے اُن لوگوں کو جو (اپنے پروردگار سے) ڈرتے رہے۔ اور ایک روایت اس طرح ہے۔ اصحابِ شجرہ میں سے یعنی جنھوں نے درخت کے نیچے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) بیعت کی ہے کوئی شخص انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

مسانید انصار اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مسند معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

مشکوٰۃ میں بروایت ابو عُبَیدہ اور معاذ بن جبل رض کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ امر (یعنے دینِ اسلام) نبوّت اور رحمت (ہو کر) شروع ہوا ہے پھر خلافت اور رحمت ہو جائے گا پھر کاٹنے والی بادشاہت ہو جائے گی پھر جبر اور سرکشی اور زمین میں فساد بن جائے گا۔ (اور ایسے لوگ ہوں گے کہ) ریشمی کپڑوں کو اور شرمگاہوں کو اور شرابوں کو حلال کرلیں گے اور اس (شرارت وظلم) پر بھی (خدا کی جانب سے) ان کو رزق دیا جائے گا اور (منجانب اللہ اپنے مخالفوں پر) نصرت پاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملیں گے (پھر وہاں اپنے اعمالِ ناسزا کی سزا پائیں گے) اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

مسند اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں انکی

حدیث} حاکم نے بروایتِ یحییٰ بن سعید اُنھوں نے سعید بن مسیّب سے اُنھوں نے حضرت اُبَیّ بن کعب رض سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالیٰ معانقہ کرے گا وہ عمر رض ہیں اور سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالےٰ مصافحہ کرے گا وہ عمر رض ہیں اور

اول من یؤخذ بیدہ فینطلق بہ الی الجنۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

سب سے پہلے[1] (فرشتے) جس شخص کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

ومن مسند ابی ایوب الانصاری رض

مسند ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

(ملکی فتوحات کے متعلق انکی حدیث)

حدیثہ فی فتوح الامصار اخرج الحاکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی رأیت فی المنام غنما سودا دخلت فیھا غنم عفر یا ابا بکر اعبرھا فقال ابو بکر یا رسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعھا العجم تغمرھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا عبرھا الملک سحرا

حاکم نے عبد الرحمن بن ابی لیلے سے انھوں نے ابو ایوب (انصاری) سے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں سیاہ بکریوں کے (ایک گلہ) کو دیکھا کہ جن میں کچھ گھیرے رنگ کی بکریاں آکر شامل ہوگئیں (پھر آپ نے حضرت ابو بکر رض سے فرمایا) اے ابو بکر رض! تم اس کی تعبیر بیان کرو۔ حضرت ابو بکر رض نے کہا اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) وہ (سیاہ بکریاں) عرب ہیں جو آپ کے تابع ہوں گے پھر ان کے بعد عجم آئیں گے یہاں تک کہ وہ عرب سے بڑھ جائیں گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (یہ تعبیر سنکر) فرمایا ایسی ہی تعبیر صبح کو فرشتے نے دی ہے۔

ومن مسند ابی الدرداء رض

مسند ابو الدرداء رضی اللہ عنہ
۲۔ روایت

(ان کی حدیث تعریض خلافت شیخین رض کے متعلق)

حدیثہ فی التعریض عن خلافۃ الشیخین اخرج الحاکم عن سعید بن جبیر عن ابی الدرداء قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ خفیفۃ فلما فرغ من خطبتہ قال یا ابا بکر قم فاخطب فقام ابو بکر فخطب فقصر دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما فرغ ابو بکر من خطبتہ قال یا عمر

حاکم نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابو الدرداء رض سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطبہ پڑھا جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابو بکر رض سے فرمایا کہ اے ابو بکر رض! (اب) تم خطبہ پڑھو۔ (چنانچہ) حضرت ابو بکر رض کھڑے ہوئے اور انھوں نے خطبہ پڑھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا۔ جب حضرت ابو بکر رض اپنے خطبہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض سے فرمایا اے عمر رض!

[1] صفحہ ۲۱۲ میں ابو داؤد سے ایک روایت منقول ہوئی ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت صدیق رض سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رض کے لئے اولیت حقیقیہ مراد ہے اور حضرت فاروق رض کے لئے اضافیہ یعنے بہ نسبت اپنے مابعد والوں کے دوسرے یہ کہ اولیت کی صفت میں چند لوگ شریک ہو سکتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو اول کہہ سکتے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ایک جماعت کثیرہ کو اولیت کی صفت سے موصوف کیا ہے فرمایا السابقون الاولون من المھاجرین والانصار الآیۃ۔

ثُمَّ فاخطب فقام عمر رضي الله عنه فخطب فقصر دون النبي صلى الله عليه وسلم ودون ابي بكر وحديثه في منزلة ابي بكر الصديق رضي الله عنه عند النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه.

اخرج البخاري عن بسر بن عُبيد الله عن عائذ الله ابي ادريس عن ابي الدرداء قال كنت جالسًا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اقبل ابو بكر آخذًا بطرف ثوبه حتى ابدى عن ركبتيه فقال النبي صلى الله عليه وسلم اما صاحبكم فقد غامر فسلّم وقال اني كان بيني وبين ابن الخطاب شيءٌ فاسرعتُ اليه ثم ندمتُ فسألته ان يغفر لي فابى عليّ فاقبلتُ اليك فقال يغفر الله لك يا ابا بكر ثلاثا ثم ان عُمر ندم فاتى منزل ابي بكر فسأل أثَمَّ ابو بكر قالوا لا فاتى النبي صلى الله عليه وسلم فجعل وجه النبي صلى الله عليه وسلم يتمعّر حتى اشفق ابو بكر فجثا على ركبتيه فقال يا رسول الله والله انا كنتُ اظلم مرتين

(اب) تم (بھی) خطبہ پڑھو حضرت عمرؓ نے بھی خطبہ پڑھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے اور حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا۔

{رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو مرتبہ تھا اُس کے متعلق ان کی حدیث} (امام) بخاریؒ نے بسر بن عبید اللہ سے انہوں نے عائذ اللہ یعنے ابو ادریس سے اُنھوں نے ابو الدرداء سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آتے ہوئے نظر آئے اس حالت سے کہ اپنی چادر کا کونا پکڑے ہوئے تھے اور اپنے گھٹنے کھولے ہوئے (ان کو اس وضع سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنے حضرت ابوبکرؓ) ابھی کسی سے لڑ کر آرہے ہیں (غرضکہ حضرت ابوبکرؓ آگئے) اور سلام کرکے کہا کہ میرے اور ابن خطابؓ (یعنے حضرت عمرؓ) کے درمیان کچھ (رنجش) ہوگئی تھی مجھے جلدی سے اُن پر غصہ آگیا پھر میں نادم ہوا اور اُن سے درخواست کی کہ میرا قصور معاف کردو اُنھوں نے اس سے انکار کیا لہٰذا اب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! خدا تمھیں بخش دے۔ (راوی کا بیان ہے کہ) پھر حضرت عمرؓ (بھی) نادم ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر جاکر دریافت کیا کہ کیا (یہاں) حضرت ابوبکرؓ ہیں؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ (اُن کے مکان سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ (ان کو دیکھتے ہی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر ہوگیا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ ڈرے اور اپنے دونوں زانوؤں کے بل کھڑے ہوگئے اور دو بار کہا اے رسول اللہ میں نے ہی ظلم کیا (اور میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی)

فقال النبي صلى الله عليه وسلم
ان الله بعثني اليكم فقلتم
كذبت وقال ابو بكر صدقت
وواساني بنفسه وماله فهل
انتم تاركون لي صاحبي مرتين
فما اوذي بعدها.

ومن مسند اسيد بن حضير رضي الله عنه

حديثه في منزلة ابي بكر رضي الله
عنه عند الصحابة اخرج البخاري
عن مالك عن عبد الرحمن بن القاسم
عن ابيه عن عائشة في قصة
نزول اية التيمم فقال اسيد بن الحضير
ما هي باول بركتكم يا ال ابي بكر
وقوله ان الاثرة لا تكون الا
بعد عمر اخرج ابو يعلى من طريق
محمود بن لبيد عن ابن شفيع و
كان طبيبا عن اسيد بن حضير
سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول انكم ستلقون اثرة
بعدي فلما كان عمر بن الخطاب
قسم حللا بين الناس فبعث
الي منها بحلة فاستصغرتها
فاعطيتها ابني فبينا انا
اصلي اذ مر بي شاب من قريش
عليه حلة من تلك الحلل غوها

پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں سے مخاطب ہو کر)
فرمایا۔ اللہ نے مجھے تمھاری طرف بھیجا تو تم نے کہا تم جھوٹے ہو
اور ابوبکرؓ نے کہا آپ سچ کہتے ہیں اور اپنے جان و مال کے ساتھ
میری غمخواری (اور مدد) کی کیا تم میرے لئے میرے ساتھی (اور
میرے دوست) (سے تعرض کرنے) کو ترک کرتے ہو (یا نہیں)
یہ کلمہ آپؐ نے دو بار فرمایا۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو
کسی نے کوئی ایذا دینے والی بات نہیں کہی۔

مسند اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ۲۔ روایت {ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں

صحابہ کرام کے نزدیک} (امام) بخاریؒ نے (امام) مالکؒ سے
انھوں نے عبد الرحمٰن بن قاسم سے انھوں نے اپنے والد سے
انھوں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے آیت تیمم کے نازل
ہونے کے قصہ میں روایت کی ہے (جس میں یہ مضمون ہے کہ)
پھر اُسید بن حضیر نے کہا اے آلِ ابوبکرؓ! یہ (یعنے تیمم کا مشروع
ہونا) تمھاری پہلی برکت نہیں ہے (بلکہ اس قسم کی صدہا برکتیں
تمھاری ذات سے ہمیشہ ہوتی رہی ہیں)۔

{ان کا یہ قول کہ مفضول کو افضل پر ترجیح دینا حضرت عمرؓ
کے بعد ہوگا} ابو یعلےٰ نے بروایت محمود بن لبید ابن شفیع
سے نقل کیا ہے اور وہ طبیب تھے وہ اُسید بن حضیر سے روایت
کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے۔ عنقریب تم لوگ میرے بعد
دیکھوگے کہ (تم پر دوسروں کو) ترجیح دی گئی (اُسید بن حضیر
کہتے ہیں کہ) حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں
ایک مرتبہ لوگوں کو حلے تقسیم کئے چنانچہ ایک حلہ میرے پاس (بھی)
بھیجا وہ میرے جسم پر چھوٹا ہوا لہٰذا میں نے اپنے دو بیٹوں کو
دے دیا پھر ایک روز میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے
ایک جوان قریشی گزرا اور اُس کے جسم پر ایک حلہ انہی قسم کے حلوں میں سے تھا

[1] مطلب اس کا یا یہ ہے کہ تم سب لوگ تکذیب کرنے کے بعد اسلام لائے اور ابوبکرؓ نے کبھی میری تکذیب نہیں کی بلکہ میرے دعوائے نبوت کو سنتے ہی مشرف باسلام ہوئے
یا یہ کہ ابوبکرؓ تم سب میں سابق الاسلام ہیں تم لوگ جس وقت میری تکذیب کر رہے تھے اُس وقت وہ مسلمان ہو چکے تھے اور میری تصدیق کرتے تھے۔

فذکرت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم ستلقون اُثرۃً بعدی فقلت صدق اللہ ورسولہ فانطلق رجل الی عمر فاخبرہ فجاء وانا اُصلی فقال صل یا اُسید فلما قضیت صلوتی قال کیف قلت فاخبرتہ فقال تلک حلۃ بعثت بھا الی فلان وھو بدری اُحدی عقبی فاتاہ ھذا الفتی فابتاعھا منہ فلبسھا فظننت ان ذالک یکون فی زمانی قلت قد واللہ یا امیر المؤمنین ظننت ان ذاک لا یکون فی زمانک

جیسا کہ میرے لئے حضرت عمرؓ نے بھیجا تھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا یاد کیا کہ عنقریب تم (اپنے اوپر) ترجیح دیا جانا دیکھو گے پھر میں نے کہا اللہ اور اُس کے رسول نے سچ کہا۔ وہ جوان (مجھ سے یہ سُنکر) حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا اور اُن کو اس حال سے خبر دی (یہ سُنتے ہی) حضرت عمرؓ تشریف لائے میں ابھی نماز پڑھ رہا تھا اُنھوں نے فرمایا اے اُسید نماز پوری کرلو پھر جب میں نماز پڑھ چکا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے (ابھی اس جوان سے) کیا کہا تھا، میں نے اُن سے سارا حال بیان کیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ مَیں نے (یہ حُلّہ جو یہ جوان پہنے ہے اسے نہیں دیا بلکہ) یہ حُلّہ فلاں شخص کو بھیجا تھا جو جنگِ بدر اور اُحد اور بیعتِ عُقبہ[1] میں شریک ہوئے تھے مگر اس جوان نے اس حُلّہ کو اُن سے خرید لیا ہے اور پہنے ہوئے ہے کیا تم نے گمان کیا کہ یہ بات (یعنے مفضول کو افضل پر ترجیح دینا) میرے زمانہ میں ہوگی۔ میں نے کہا قسم خُدا کی اے امیر المؤمنینؓ! مجھے تو یہی خیال تھا کہ یہ (ترجیح) آپ کے زمانہ میں نہ ہوگی (ولیکن اس جوان کو یہ حُلّہ پہنے ہوئے دیکھ کر مجھے تعجب ضرور ہوا)۔

ومن مسند زید بن ثابتؓ

مُسند زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

قولہ ان المھاجرین اولی بالخلافۃ من غیرھم اخرج الحاکم من حدیث وھیب عن داؤد بن ابی ھند عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام خطباء الانصار فجعل الرجل منھم یقول یا معشر المھاجرین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا استعمل رجلاً منکم قرن معہ رجلاً منا

{ان کا یہ قول کہ مہاجرین سب سے زیادہ مستحق خلافت ہیں} حاکم بروایت وُہیب نقل کرتے ہیں وہ داؤد بن ابی ہند سے وہ ابونضرہ سے وہ ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار کے خطیب کھڑے ہوئے اور ایک شخص نے اُن میں سے کہا کہ اے گروہ مہاجرین! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کسی کو عامل بناتے تھے تو اُس کے ساتھ ہم میں سے بھی کسی کو اُس کے ساتھ کر دیا کرتے تھے (تاکہ دونوں مل کر کام کریں) لہٰذا اس وقت بھی ہم

[1] انصار نے قبل از ہجرت مدینہ منورہ سے جاکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی پہلی مرتبہ جو بیعت ہوئی تھی اس کا نام بیعت عُقبۂ اولیٰ ہے اور دوسری مرتبہ کی بیعت کا نام بیعت عُقبۂ ثانیہ ہے۔

فنری ان یلی ھذا الامر رجلان احدھما منکم والاخر منا قال فتتابعت خطباء الانصار علی ذلک فقام زید بن ثابت فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان من المھاجرین فان الامام یکون من المھاجرین ونحن انصارہ کما کنا انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام ابوبکر رضی اللہ عنہ فقال جزاکم اللہ خیرا یا معشر الانصار وثبت قائلکم ثم قال اما لو فعلتم غیر ذلک لما صالحناکم ثم اخذ زید بن ثابت بید ابی بکر فقال ھذا صاحبکم فبایعوہ ثم انطلقوا فلما قعد ابوبکر علی المنبر نظر فی وجوہ القوم فلم یر علیا فسأل عنہ فقام ناس من الانصار فاتوا بہ فقال ابوبکر ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وختنہ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعہ ثم لم یر الزبیر بن العوام

مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کام (یعنے خلافت) کے دو شخص ہوں ایک تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر انصار کے خطیبوں نے بھی اسی بات کو بیان کیا (اور اسی پر زور دیا کہ دو شخص خلیفہ بنائے جائیں) پھر حضرت زید بن ثابتؓ (انصاری خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اس لئے خلیفہ مہاجرین ہی میں سے ہوگا اور ہم سب اس کے انصار (ومددگار) رہیں گے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے گروہ انصار! اللہ تمھیں جزائے خیر دے اور تمھارے (اس قول کے) کہنے والے کو ثابت (قدم) رکھے۔ پھر فرمایا اگر تم اس رائے (اخیر) کے سوا دوسری رائے تجویز کرتے تو ہم ہرگز تم سے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا (کہ اے انصار) یہ تمھارے خلیفہ ہیں ان سے بیعت کرو۔ ان کے کہنے سے سب لوگ (حضرت ابوبکرؓ کی طرف) بڑھے پھر جب حضرت ابوبکرؓ منبر پر بیٹھے تو حاضرین پر (بغور) نظر کی مگر حضرت علیؓ کو نہ پایا اُن کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا پھر کچھ لوگ انصار میں سے اُٹھے اور حضرت علیؓ کو لے آئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابن عم ودامادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالو۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے ملامت نہ کریں (میرا یہ مقصود نہیں ہے) پھر انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لی[1] پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت زبیرؓ کو نہ دیکھا

[1] معلوم ہوا کہ حضرت علی کی بیعت میں ایک دن کا بھی توقف نہیں ہوا یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی منقول ہے اور اسکو علاوہ حاکم کے ابوداؤد طیالسی اور ابن سعد اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور بیہقی اور ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے (کنز العمال مطبوعہ دکن جلد ثالث ص۱۳۱) حاکم کے علاوہ ابن حبان وغیرہ نے بھی اس کی تصحیح کی ہے اور بیہقی نے اسکی نسبت کہا ہے کہ الروایۃ الموصولۃ عن ابی سعید اصح (فتح الباری جلد سابع مطبوعہ مصر ص۳۸۸) مگر بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے بعد وفات حضرت زہرا یعنے چھ ماہ کے بعد حضرت صدیقؓ سے بیعت کی ہے لہذا بعض محدثین نے بخاری کی روایت پر اس روایت کو ترجیح دی وجوہ ترجیح معقول ہیں اور بعض نے دونوں میں اس طرح تطبیق دی کہ حضرت علی کی یہ دوسری بیعت ہے جو بخاری میں ہے اس دوسری بیعت کی وجہ یہ تھی کہ بیعت اول کے بعد واقعۂ فدک پیش آیا جس سے عوام بلکہ بعض خواص کو بھی یہ وہم ہوگیا تھا کہ حضرت زہرا کو اور اُن کی وجہ سے حضرت علی کو خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ رنج ہو گیا ہے ادھر حضرت زہرا کی تیمارداری کے باعث حضرت علی کی آمد و شد کا حضرت صدیقؓ

فسأل عنه حتى جاؤا به فقال ابن عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم وحواريه اردت ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل قوله فبايعاه هٰذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه۔

ومن مسند زيد بن خارجة رضی اللہ عنہ

تكلمه بعد موته بفضائل الثلثة

آخرج ابو عمر من طريق سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد بن المسيّب ان زيد بن خارجة الانصاري ثم من بنى الحارث بن الخزرج توفى فى زمن عثمان ابن عفان فسجّى بثوب ثم انهم سمعوا جلجلة فى صدره ثم تكلم فقال احمد احمد فى الكتاب الاوّل صدق صدق ابوبكر الصّديق الضّعيف فى نفسه القوىّ فى امر الله فى الكتاب الاوّل صدق صدق عمر بن الخطاب القوى الامينُ فى الكتاب الاوّل صدق صدق عثمان بن عفّان على منهاجهم مضت اربعٌ وبقيت سنتان اتت الفتنُ و اكل الشديدُ الضّعيفَ وقامت السّاعة وسيأتيكم خبرُ بير اريس و

ان کے متعلق (بھی) لوگوں سے دریافت کیا یہاں تک کہ کچھ لوگ اُن کو بھی لے آئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابن عم و حواری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالو۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ملامت نہ کریں (میں مسلمانوں میں تفریق ڈالنا نہیں چاہتا یہ کہکر) اُنھوں نے (بھی) حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی (الغرض) دونوں نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ {یہ حدیث حسب شرط (امام) مسلم صحیح ہے مگر امام بخاریؒ اور امام مُسلم نے اس حدیث کو صحیحین میں درج نہیں کیا}۔

مُسند زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{اِن کا اپنی وفات کے بعد خلفائے ثلثہ کے فضائل بیان کرنا} ابوعمرؒ نے بروایت سلیمان بن بلال کے یحیٰی بن سعید بن مسیبؒ سے نقل کیا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری حارثی۔ خزرجی نے عہدِ خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں وفات پائی تو اُن کو ایک چادر اُڑھادی گئی پھر لوگوں نے اُن کے سینہ سے کچھ آواز مثل گھنٹے کی سُنی اس کے بعد وہ بولے اور اُنھوں نے کہا۔ احمد احمد اگلی کتابوں[1] میں (اسی نام سے مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ ابوبکر صدیقؓ وہ اپنے کام میں ضعیف ہیں خدا کے کام میں قوی ہیں۔ اگلی کتاب میں (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطابؓ قوی امانت دار اگلی کتاب میں (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفانؓ اُنہی کے طریقہ پر ہیں۔ چار برس گزر گئے اور (دو برس) باقی ہیں فتنے آپہنچے اور قوی نے ضعیف کو کھالیا۔ اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمھارے پاس چاہِ اَریس کی خبر[2] آئیگی اور

[1] اگلی کتاب سے مراد یا تورات وانجیل جیسا کہ آیۂ کریمہ مثلهم فی التوراة ومثلهم فی الانجیل سے ثابت ہوتا ہے یا لوح محفوظ مراد ہے۔ [2] اَریس ایک کنوئیں کا نام ہے اسکی خبر سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے ان کے آخر خلافت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گر گئی۔ تمام کنواں چھان ڈالا گیا مگر وہ انگوٹھی نہ ملی۔ اس انگوٹھی کے کھو جانے کے بعد ہی سے انتظام خلافت بگڑا اور حضرت عثمانؓ پر بغاوت ہوئی۔ شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی نے جذب القلوب میں کیا خوب لکھا ہے کہ یہ انگوٹھی انگشتری

ما بير اريس قال يحيى بن سعيد قال سعيد بن المسيب ثم هلك رجل من بني خطمة فسجي بثوب فسمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال ان اخا بني الحارث بن الخزرج صدق صدق قال ابو عمر وكانت وفاته في خلافة عثمان وقد عرض مثل قصته لاخي ربعي بن خراش

(تمھیں کیا خبر ہے کہ) کیا ہے چاہ اریس؟ - یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیبؓ نے کہا پھر ایک شخص نے قبیلہ خطمہ سے وفات پائی بعد وفات کے ان کے جسم پر چادر ڈال دی گئی تو لوگوں نے اُن کے سینہ سے آواز مثل گھنٹے کی سُنی پھر اُنھوں نے کلام کیا اور کہا کہ بنی حارث بن خزرج کے بھائی (یعنے زید بن خارجہ) نے سچ کہا سچ کہا۔ ابو عمرؒ کہتے ہیں کہ اُس شخص کی وفات حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی ہے اور ایسا ہی واقعہ ربعی بن خراش کے بھائی کا بھی پیش آیا تھا۔

ومن مسند رفاعة بن رافع الزرقي

مسند رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں}

۱۔ روایت

حديثه في فضل اهل بدر اخرج البخاري عن رفاعة بن رافع قال جاء جبرئيل الى النبي صلى الله عليه وسلم قال ما تعدون اهل بدر فيكم قال من افضل المسلمين او كلمة نحوها قال وكذلك من شهد بدرا من الملائكة

بخاری نے رفاعہ بن رافع سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جبریلؑ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُنھوں نے پوچھا کہ آپؐ اہلِ بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا سب مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی ایسا ہی کلمہ فرمایا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا کہ جس قدر فرشتے بدر میں شریک تھے (ان کو بھی ہم) اسی طرح (اپنے گروہ میں) افضل سمجھتے ہیں۔

ومن مسند رافع بن خديج

مسند رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں}

۱۔ روایت

حديثه في فضل اهل بدر اخرج ابن ماجة من حديث سفيان عن يحيى بن سعيد عن عباية بن رفاعة عن جده رافع بن خديج قال جاء جبرئيل او ملك الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما تعدون من شهد بدرا فيكم قالوا خيارنا قال كذلك هم عندنا خيار الملائكة

ابن ماجہ نے بروایتِ سفیان یحییٰ بن سعید سے اُنھوں نے عبایہ بن رفاعہ سے اُنھوں نے اُن کے دادا رافع بن خدیجؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت جبریلؑ یا کوئی دوسرا فرشتہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (کہا کہ آپؐ اپنے صحابہ سے پوچھیے) کہ تم اُن لوگوں کو جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہو؟ سب نے جواب دیا ہم ان کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ حضرت جبریلؑ یا اس فرشتہ نے کہا اسی طرح (جو فرشتے جنگِ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے) اِن کو ہم لوگ سب فرشتوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔

ومن مسند ابي سعيد بن المعلى

مسند ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث اس خطبہ کے متعلق جو

حديثه في الخطبة التي

خطبہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اخرج الترمذی عن عبد الملک بن عمیر عن ابن المعلیٰ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب یوماً فقال ان رجلا صالحاً خیرہ ربہ بین ان یعیش فی الدنیا ما شاء ان یعیش و یاکل فی الدنیا ما شاء ان یاکل و بین لقاء ربہ فاختار لقاء ربہ قال فبکی ابوبکر فقال اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعجبون من ھذا الشیخ اذ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا صالحاً خیرہ ربہ بین الدنیا وبین لقاء ربہ فاختار لقاء ربہ قال فکان ابوبکر اعلمھم بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر بل نفدیک بآبائنا واموالنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من الناس احد امن الینا فی صحبتہ وذات یدہ من ابن ابی قحافۃ ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابن ابی قحافۃ خلیلا ولکن ود واخاء ایمان مرتین او ثلثا وان صاحبکم خلیل اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں پڑھا تھا } ترمذی نے عبد الملک بن عمیر سے انھوں نے ابن معلیٰ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اس میں فرمایا کہ ایک نیک مرد کو اس کے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ وہ جب تک چاہے دنیا میں رہے اور جو کچھ دنیا (کی نعمتوں) سے چاہے کھالے یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کرے تو اس نیک مرد نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کیا۔ راوی کہتے ہیں (یہ سنکر) حضرت ابوبکرؓ رونے لگے۔ { تو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا تم اس شیخ (یعنی حضرت ابوبکرؓ کے حال) سے تعجب نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہی فرمایا تھا کہ ایک نیک مرد کو اس کے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا میں رہے چاہے اپنے پروردگار سے ملے تو اس نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا (اس میں رونے کی کیا بات ہے) راوی کا بیان ہے کہ پھر (حضرتؐ کی وفات کے بعد سب کو معلوم ہوگیا کہ) ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے } اور انھوں نے کہا ہم لوگ اپنے باپ دادا اور اپنے مال کو آپ پر فدا کرتے ہیں (آپ ایسا قصد نہ فرمائیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صحبت اور اپنے مال میں ابن ابی قحافہ سے زیادہ ہم پر احسان کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا ولیکن محبت اور ایمان کی برادری ان کے ساتھ ہے یہ کلمہ آپ نے دو بار یا تین بار فرمایا اور (فرمایا) تمھارا صاحب (مراد خود ذاتِ اقدس یا حضرت صدیقؓ) اللہ کا خلیل ہے۔

ومن مسند براء بن عازبؓ

مسند براء بن عازب رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حدیثہ فی فتوح الامصار اخرج ابو یعلیٰ عن ابی عبد اللہ میمون عن البراء

ان کی حدیث فتوحِ ممالک کے متعلق }

ابو یعلیٰ نے ابو عبد اللہ یعنی میمون سے انھوں نے براء بن عازبؓ سے

قال امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحفر الخندق قال عرض لنا صخرۃ لا یأخذ فیہ المعاول فشکوا ذالک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فلخذ المعول قال واحسبہ قال ووضع ثوبہ فضرب ضربۃ وقال بسم اللہ فکسر ثلث الصخرۃ ثم قال اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام انی لانظر الی قصورھا الحمر من مکانی ھذا ثم قال بسم اللہ وضرب اخری فکسر ثلثیھا وقال اللہ اکبر اعطیت مفاتیح فارس واللہ انی لانظر الی المدائن وقصورھا الابیض من مکانی ھذا ثم قال بسم اللہ و ضرب اخری وکسر بقیۃ الحجر وقال اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الیمن واللہ لانی انظر الی مفاتیح صنعاء من مکانی ھذا

روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ احزاب میں) مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا (چنانچہ ہم لوگ خندق کھودنے میں مصروف ہوئے ہم خندق کھود رہے تھے کہ) ایک (بڑا) پتھر ایسا سخت نکل آیا کہ جس پر کدال اثر نہ کرتی تھی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے کدال لی میمون کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ براءؓ نے کہا اور آپ نے اپنے کپڑے اتارے پھر بسم اللہ کہہ کر پتھر پر کدال کو مارا جس سے ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے (ملک) شام کی کنجیاں عنایت ہوئیں۔ میں شام کے سرخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر بسم اللہ کہہ کر آپ نے دوسری مرتبہ کدال ماری جس سے دو تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عنایت ہوئیں خدا کی قسم ! میں یہاں سے فارس کے سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ بسم اللہ کہکر کدال ماری اور باقی پتھر ٹوٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عنایت ہوئیں قسم خدا کی میں یہاں سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

لہ یہ مضمون روایات شیعہ میں بھی ہے۔ چنانچہ حملہ حیدری مطبوعہ مطبع سلطانی لکھنؤ ص۱۲۵ میں ہے :-

بداں فاقہ وضعف سالاردین ٭ شدہ تیشہ از دست انصار دین ٭ چو برداشت فولاد خارا شگاف ٭ درآمد بزنہار ازاں کوہ قاف ٭ بنام خدائے جہاں آفریں ٭ بزد تیشہ را سید المرسلین ٭ کہ یک گوشہ سنگ از ہم شکست ٭ دراں وقت برقے ازاں سنگ جست ٭ کہ روشن شد آں دشت وصحرا تمام ٭ برآورد تکبیر خیر الانام ٭ بضرب دوم ضلع دیگر شکست ٭ بداں گونہ برقے ازو باز جست ٭ بفرمود تکبیر بار دوم ٭ بزد پس براں سنگ ضرب سوم ٭ دریں بار ہم جست برقے چناں ٭ نبی شد بتکبیر رطب اللساں ٭ شد ایں بار آں سنگ زیر و زبر ٭ نماند احتیاجش بضرب دگر ٭ دراں دم بدو گفت سلماں چنیں ٭ کہ اے خاک راہت سپہر بریں ٭ ندیدیم ہرگز کہ گردد پدید ٭ بدیں گونہ برقے ز سنگ و حدید ٭ چہ بدایں وباشد چہ تعبیر آں ٭ بتکبیر چوں برکشودے زباں ٭ بپاسخ چنیں گفت خیر البشر ٭ کہ چوں جست برقے نخست از حجر ٭ نمودند ایوان کسریٰ بمن ٭ دوم قصر روم وسوم از یمن ٭ سبب را چنیں گفت روح الامین ٭ کہ بعد از من اعوان وانصار دین ٭ براں مملکتہا مسلط شوند ٭ بہ آئین من اہل آں بگروند ٭ بدیں مژدہ وشکر لطف خدا ٭ بہر بار تکبیر کردم ادا ٭ شنیدند آں مژدہ چوں مومناں ٭ کشیدند تکبیر شادی کناں ٭ اور نیز یہ حدیث روضہ کافی مطبوعہ لکھنؤ ص۱۰۲ میں بایں الفاظ ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما حفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ الخندق مروا بکدیۃ فتناول رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ المعول من ید امیر المؤمنین علیہ السلام او من ید سلمان فضرب بھا ضربۃ فتفرق بثلث فرق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ لقد فتحت علی ضربتی ھذہ کنوز کسریٰ وقیصر۔ ترجمہ :- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ نے خندق کھدوائی تو ایک پتھر سخت نکل آیا حضرت امیر المومنین علیہ السلام یا سلمان کے ہاتھ سے کدال لیکر ایک ضرب ماری جس سے پتھر کے تین ٹکڑے ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ...

ومن مسند اُمّ حرام الانصاریۃ رضی اللہ عنہا

حدیثہا فی الوعد بغزوۃ البحر فکانت فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ اخرج البخاری عن خالد بن معدان ان عمیر بن الاسود العنسی حدثہ انہ اتی عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ وھو نازل فی ساحل حمص وھو بناء لہ ومعہ اُم حرام قال عمیر فحدثتنا اُم حرام رضی اللہ عنہا انہا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت اُم حرام قلت یا رسول اللہ انا فیہم قال انت فیہم قالت ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لہم فقلت انا فیہم یا رسول اللہ قال لا۔

مسند اُمّ حرام انصاریہ رضی اللہ عنہا

۱۔ روایت {ان کی حدیث غزوۂ بحر کے وعدے کے بیان میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا} (امام) بخاریؒ نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ عُمیر بن اسود عنسی نے اُن سے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عُبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ ساحل حمص پر اپنے مکان میں رہتے تھے اور اُن کے ہمراہ اُمّ حرام تھیں عُمیر کہتے ہیں کہ ہم سے اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میری اُمت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا وہ جنت کا مستحق ہوگیا۔ اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! کیا میں اُن میں ہونگی؟ آپ نے فرمایا تم اُن میں ہوگی۔ اُمّ حرامؓ کہتی ہیں پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو کہ قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا وہ سب بخشے گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! میں اُن میں ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں (تم ان میں نہ ہوگی)

ومن مسند سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ

حدیث فی اثبات الصدیقیۃ لابی بکر والشہادۃ لہما اخرج ابو یعلٰی عن عبد الرزاق عن معمر عن ابی حازم عن سہل بن سعد ان احدًا ارتج وعلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر وعثمان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت احد فما علیک الا نبی او صدیق او شہیدان۔

وحدیث فی منزلۃ ابی بکر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج ابو یعلٰی عن حماد بن زید

مسند سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت {ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی صدیقیت اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے اثبات میں} ابو یعلٰی نے عبد الرزاق سے اُنھوں نے معمر سے اُنھوں نے ابو حازم سے اُنھوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ کوہِ اُحد ہلنے لگا اور اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ تھے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُحد ٹھہر جا تیرے اُوپر صرف ایک نبی ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

{ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی منزلت کے بیان میں جو انکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حاصل تھی} ابو یعلٰی نے حماد بن

عن ابی حازم عن سھل بن سعد
قال کان قتال بین بنی عمرو بن
عوف فاتاھم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لیصلح بینھم وقد صلی الظھر
فقال لبلال ان حضرت صلوٰۃ
العصر ولم آت فمر ابابکر فلیصل
بالناس فلما حضرت صلوٰۃ العصر
اذن بلال واقام وقال یا ابابکر
تقدم فتقدم ابوبکر فجاء رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فشق الصفوف
فلما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صفحوا یعنی التصفیق قال
وکان ابوبکر اذا دخل فی صلوٰۃ
لم یلتفت فلما رأی التصفیق لا
یمسک عنہ التفت فرأی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ فاومأ الیہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امض
فلبث ابوبکر ھنیئۃ یحمد اللہ علی قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امض ثم
مشی ابوبکر القھقری یعنی علی عقبہ فلما
رأی ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقدم
فصلی بالقوم صلوٰتھم فلما قضی صلوٰتہ
قال یا ابابکر ما منعک اذ اومأت
الیک الا تکون مضیت قال ابوبکر
لم یکن لابن ابی قحافۃ ان یؤم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال
للناس اذا نابکم فی صلوٰتکم شیء فلیسبح
الرجال ولیصفق النساء

اُنھوں نے ابوحازم سے اُنھوں نے سہل بن سعد سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ قبیلۂ عمرو بن عوف کے درمیان کچھ لڑائی
ہوئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن میں صلح کرانے کے لئے اُنکے
پاس تشریف لے گئے اور آپؐ (مدینہ سے) ظہر پڑھ کر گئے تھے اور
بلالؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر عصر کا وقت آجائے اور میں نہ آؤں
تو ابوبکرؓ سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جب عصر کا وقت آیا بلال
نے اذان دی اور اقامت کہی اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ
اے ابوبکرؓ! آپ امامت کیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے امامت
کی (ابھی نماز ہو رہی تھی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور صفوں کو چیر کر آگے بڑھے۔ جب لوگوں کی
نظر آپؐ پر پڑی تو اُنھوں نے تالی بجانا شروع کی (تاکہ حضرت
ابوبکرؓ کو آپؐ کا تشریف لانا معلوم ہوجائے) اور حضرت ابوبکرؓ
جب نماز میں مصروف ہوتے تو کسی طرف التفات[1] نہ کرتے
جب کہ اُنھوں نے دیکھا کہ تالی بجانا موقوف نہیں ہوتا تو
وہ ملتفت ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے
پیچھے کھڑا ہوا دیکھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اشارے
سے فرمایا کہ نماز پوری کرلو (اور اپنی جگہ سے نہ ہٹو) حضرت
ابوبکرؓ کچھ دیر ٹھہرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے اس فرمانے پر کہ نماز پوری کرو اللہ کی حمد کرتے رہے پھر
حضرت ابوبکرؓ اُلٹے پیروں پیچھے ہٹ آئے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی
پھر نماز پوری کرکے آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! جب کہ میں نے
اشارہ سے تم کو حکم دے دیا تھا کہ نماز پوری کرو تو پھر تم
نے کیوں نہ نماز پوری کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ
ابن ابی قحافہ کو مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کا امام بنے۔ پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب
تمھیں نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو مرد (اپنی جماعت میں)
سبحان اللہ کہیں اور عورتیں (اپنی جماعت میں) تالی بجائیں۔

[1] اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اور لوگ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھتے جاتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ کو استغراقی کیفیت نماز میں سب سے زیادہ ہوتی تھی۔

ومن مسند نعمان بن بشیرؓ

حدیثه فی القرون الثلثة اخرج احمد من حدیث عاصم بن بهدلة عن خیثمة و الشعبی عن النعمان بن بشیر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یأتی قوم تسبق ایمانهم شهادتهم وشهادتهم ایمانهم

مسند نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث قرون ثلثہ کے بیان میں) (امام)

۱۔ روایت

احمدؒ نے بروایت عاصم بن بہدلہ خیثمہ اور شعبی سے اُنھوں نے نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہتر لوگوں میں میرے زمانہ کے (لوگ) ہیں۔ پھر وہ لوگ ہیں جو اُن کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ اُن کی قسمیں اُن کی گواہی سے اور اُن کی گواہی اُن کی قسموں سے سبقت کرے گی۔

ومن مسند عویم بن ساعدة

حدیثه فی النهی عن سب الصحابة وبیان فضیلتهم اخرج الحاکم من حدیث عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عویم بن ساعدة عن ابیه عن جده عن عویم بن ساعدة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله تبارک و تعالی اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین ولا یقبل منه یوم القیمة صرف ولا عدل

مسند عویم بن ساعد رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث صحابہ کو برا کہنے کی ممانعت میں اور صحابہ کی فضیلت کے بیان میں)

۱۔ روایت

حاکم نے بروایت عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عُویم بن ساعدہ اُنکے والد سے اُنھوں نے اُن کے دادا سے اُنھوں نے عُویم بن ساعدہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو منتخب فرمایا پھر اُن میں سے بعض کو (میرا) وزیر اور (بعض کو میرا) انصار اور (بعض کو میرا) سُسرالی رشتہ دار بنادیا۔ لہٰذا جو میرے صحابہؓ کو بُرا کہے اُس پر خُدا کی اور اُس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اُس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا فرض (عبادت) قبول نہ ہوگی۔

ومن مسند شداد بن اوس

حدیثه فی فتوح الامصار اخرج احمد عن عبد الرزاق عن معمر عن ایوب عن ابی الاشعث عن ابی اسماء الرحبی عن شداد بن اوس ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله عز وجل زوی لی الارض حتی

مسند شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث فتح ممالک کے متعلق)

۱۔ روایت

(امام) احمدؒ نے عبد الرزاق سے اُنھوں نے معمر سے اُنھوں نے ایوب سے اُنھوں نے ابو الاشعث سے اُنھوں نے ابو اسماء رحبی سے اُنھوں نے شداد بن اوس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزّ وجل نے میرے لئے ساری زمین لپیٹ[۱] دی یہانتک کہ

[۱] زمین کے لپیٹ دینے سے مراد یہ ہے کہ ... [illegible]

رأيت مشارقها ومغاربها وان ملك امتي سيبلغ ما زوي لي منها واني اعطيت الكنزين الابيض والاحمر واني سألت ربي عز وجل الا يهلك امتي بسنة عامة وان لا يسلط عليهم عدوا من غيرهم فيهلكهم وان لا يلبسهم شيعا ولا يذيق بعضهم بأس بعض قال يا محمد اني اذا قضيت قضاء فانه لا يرد واني قد اعطيت لامتك ان لا اهلكهم بسنة عامة ولا اسلط عليهم عدوا من غيرهم فيهلكوهم بعامة حتى يكون يهلك بعضهم بعضا يقتل بعضهم بعضا ويسبي بعضهم بعضا قال وقال النبي صلى الله عليه وسلم واني لا اخاف على امتي الا الائمة المضلين فاذا وضع السيف في امتي لم يرفع عنهم الى يوم القيمة۔

میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور (اس کی تعبیر میں یہ سمجھتا ہوں کہ) میری امت کی حکومت اس مقام تک پہنچے گی جہاں تک زمین میرے لئے لپیٹی گئی اور مجھے دو خزانے سفید[1] اور سرخ عطا کئے گئے اور میں نے اپنے پروردگار عزوجل سے دعاء کی کہ میری امت کو عام قحط میں (مبتلا کرکے) نہ ہلاک کرے اور یہ (بھی دعاء کی) کہ کسی غیر قوم کے دشمن کو اُن پر مسلّط نہ فرمائے تاکہ وہ ان کو ہلاک کرے اور یہ (بھی دُعاء کی) کہ اُن میں اختلاف پیدا نہ کر۔ اور وہ باہم جنگ و خونریزی نہ کریں اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میں جب کوئی حکم کرتا ہوں تو وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ اور میں نے تمہاری اُمت کے لئے یہ بات تو (تمھاری دُعاء کی برکت سے) عطا کی ہے کہ اُنھیں عام قحط میں (مبتلا کرکے) ہلاک نہ کروں گا اور نہ غیر قوم کے دشمن کو اُن پر مسلط کروں گا کہ وہ ان کو بالکل ہلاک کر دے مگر تمھاری اُمت کے لوگ آپس میں خونریزی کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کرلیں گے۔ (راوی کا بیان ہے) اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت کے حق میں (اُن کے) گمراہ کرنے والے سرداروں کے سوا اور کچھ خوف نہیں پھر جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی (یعنے اُن میں باہم شمشیر بازی شروع ہوجائے گی) تو پھر قیامت تک اُن سے نہ اٹھائی جائے گی۔

ومن مسند حسان بن ثابتؓ

مسند حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

{حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی

شعره في الثناء على ابي بكر رضي الله عنه اخرج الحاكم من حديث غالب بن عبد الله عن ابيه عن جده حبيب بن حبيب قال شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحسان بن ثابت قلت في ابي بكر شيئا قل حتى اسمع قال

تعریف میں ان کے اشعار} حاکم نے بروایت غالب بن عبداللہ اُن کے والد سے اُنھوں نے ان کے دادا حبیب بن حبیب سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا (جب کہ) آپ نے حسّان بن ثابت سے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نے ابوبکرؓ کی تعریف میں کچھ (اشعار) کہے ہیں وہ مجھے بھی سُناؤ۔ حضرت حسانؓ نے جواب دیا

[1] سفید خزانے سے چاندی اور سرخ سے سونا مراد ہے۔

قلتُ ؎

وثانی اثنین فی الغار المُنیف وقد
طاف العدوّ به اذ صعّد الجبلا
وکان حِبّ رسول اللہ قد عَلِموا
من الخلائق لم یَعْدِل به بَدَلا

فتبسّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاخرج الحاکم من حدیث مجالد بن سعید قال سُئل الشعبی من اوّل من اسلم فقال اما سمعتَ قول حسّان ؎

اذا تذکرتَ شجواً من اخی ثقۃ
فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا
خیر البریۃ اتقاھا واعدلہا
بعد النبی واوفاھا بما حملا
الثانی التالی المحمودُ مشہدُہ
واوّلُ الناس منہم صدّق الرُّسلا

وَاخرج ابو عمر من حدیث ابی بکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا شیخ لنا قال حدثنا مجالد عن الشعبی قال سألتُ ابن عباس رضی اللہ عنہ او سُئل ای الناس کان اوّل اسلاماً قال اما سمعتَ قول حسّان بن ثابت ؎

اذا تذکرتَ شجواً من اخی ثقۃ
فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا

(ہاں) میں نے (کچھ اشعار) کہے ہیں (وہ یہ ہیں):-

حضرت صدیق غار شریف میں رسول اللہ کے (ساتھ) ثانی اثنین تھے۔ جب (حضرت صدیقؓ) اور (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں مخفی ہوئے) تو دشمنوں نے غار کو گھیر لیا۔ وہ (یعنے حضرت صدیقؓ) رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے محبوب ہیں (اس بات کو) سب جانتے ہیں اور حضرتؐ نے کسی مخلوق کو ان کے برابر نہیں سمجھا۔

(یہ اشعار سُنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرمایا۔

اور حاکم نے بروایت مجالد بن سعید نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کسی نے شعبی سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا انھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسّانؓ کا قول نہیں سُنا (وہ کہتے ہیں):-

(اے مخاطب) تو کسی ثقہ (یعنے معتبر شخص) کا غم یاد کرے تو اپنے بھائی ابوبکرؓ کو اُن کے کام کے سبب سے یاد کر لیا کر وہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بہتر اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور (بارِ خلافت کے) اُٹھانے میں سب سے کامل تھے (مصداق) ثانی (اثنین) (شریعت کے) تبع تھے ان کی کارگزاری عمدہ ہے اور لوگوں میں سب سے اوّل (خدا کے) رسولوں کی اُنھوں نے تصدیق کی تھی۔

اور ابو عمر نے بروایت ابوبکرؓ بن ابی شیبہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے ہمارے ایک شیخ (اُستاد) نے بیان کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے مجالد شعبی سے روایت کر کے بیان کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا یا کسی اَور شخص نے اُن سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے اوّل کون اسلام لایا تو اُنھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسّان بن ثابت کا قول نہیں سُنا (وہ کہتے ہیں):-

جب تم کسی ثقہ (یعنے معتبر شخص) کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکرؓ کو اُن کے کام کے سبب سے یاد کر لیا کرو (کیونکہ)

خیر البریۃ اتقاہا واعدلہا
بعد النبی واوفاہا بما حملا
الثانی التالی المحمود مشہدہ
واوّل الناس منہم صدق الرسلا

وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد بہترین خلق سب سے زیادہ پرہیزگار سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور بار (خلافت) کے اُٹھانے میں سب سے کامل تھے (وہ مصداق) ثانی (اثنین) (شریعت کے) متبع تھے ان کی کارگزاری عمدہ تھی اور لوگوں میں سب سے پہلے (خدا کے) رسولوں کی تصدیق اُنھوں نے کی تھی۔

قال ابو عمر وروی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لحسان ہل قلت فی ابی بکر شیئا قال نعم وانشدہ ہذہ الابیات وفیہا بیت رابع وہو ؎

ابو عمر کہتے ہیں۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسانؓ سے فرمایا کیا تم نے ابوبکرؓ کی تعریف میں کچھ (اشعار) کہے ہیں؟ اُنھوں نے عرض کیا ہاں۔ اور یہ اشعار (مرقومہ بالا) پڑھے اور اُن میں (ایک) چوتھا شعر (بھی) تھا وہ یہ ہے:۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدو بہ اذ صعدا الجبلا

اور غار شریف میں حضرت صدیقؓ ثانی اثنین تھے اور جب دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں جا کر چھپے) تو غار کو دشمنوں نے گھیر لیا۔

فتبسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک وقال احسنت یا حسان وقد روی فیہا بیت خامس ؎

(یہ اشعار سُنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اے حسانؓ! تم نے اچھے شعر کہے ہیں۔ اور اس روایت میں پانچواں شعر بھی منقول ہے (وہ شعر یہ ہے):۔

وکان حب رسول اللہ قد علموا
خیر البریۃ لم یعدل بہ رجلا

اور (حضرت صدیقؓ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے محبوب تھے اور اسے سب جانتے ہیں کہ وہ بہترین خلق تھے حضرتؐ نے ان کی برابر کسی کو نہیں کیا۔

ومن مسند ابی الہیثم بن التیہانؓ

مسند ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت

قال ابو عمر ومما قیل فی ابی بکر قول الہیثم بن التیہان فیما ذکروا ؎

{ابو عمرؓ کہتے ہیں کہ منجملہ (اشعار) منقبت حضرت ابوبکرؓ کے ابوالہیثم بن تیہان کا یہ قول ہے}:۔

وانی لارجوا ان یقوم بامرنا
ویحفظہ الصدیق والمؤمن الرضی
اولاک خیار الحق فہر ابن مالک
وانصار ہذا الدین من کل معتدی

اور میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صدیقؓ اور ایک شخص قبیلہ عدی سے (یعنے حضرت عمرؓ) ہماری (حکومت کے) کام پر قائم ہوں اور اُس کی حفاظت کریں۔ یہ لوگ خاندان فہر بن مالک میں اشراف (اور معزز) ہیں اور ہر سرکش (حد سے بڑھنے والے (کے ہاتھ) سے اس دین کے مددگار رہیں۔

ومن مسند کعب بن عجرۃؓ

مسند کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ
(۱۔ روایت)

حدیثہ فی ان عثمان علی الحق

{ان کی حدیث اس بارہ میں کہ حضرت عثمانؓ حق پر تھے}

أخرج احمد من حديث مطر الوراق عن ابن سيرين عن كعب بن عجرة قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها وعظمها قال ثم مر رجل مقنع في ملحفة فقال هذا يومئذ على الحق فانطلقت مسرعا او محضرا فاخذت بضبعيه فقلت هذا يا رسول الله قال هذا فاذا هو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

(امام) احمدؒ نے بروایت مطر وراق ابن سیرین سے انھوں نے کعب بن عجرہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا (واقع) ہونا قریب بیان فرمایا اور اُس کا بڑا ہونا ظاہر کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہر ایک شخص چادر سے سر چھپائے (اُدھر سے) نکلے تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اُس دن حق پر ہوگا۔ (کعب بن عجرہ کہتے ہیں) پھر میں جلدی سے یا دَوڑ کر چلا اور اُس جانے والے کے بازو پکڑ کر (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلا کر) عرض کیا اے رسول اللہ! کیا (یہی شخص) ہیں؟ فرمایا (یہی) ہیں پھر (ہم نے دیکھا تو) وہ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔

مسانيد سائر الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين

مسانید دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

اولها

مسند جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ

مُسند جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ
۳۰ روایت

أخرج البخاري وغيره عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الدين قائما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة[1] كلهم من قريش۔

(امام) بخاریؒ وغیرہ نے جابر بن سمُرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔ یہ دین (اسلام) قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ[1] خلیفہ ہوں گے وہ سب قریش سے ہوں گے۔

وأخرج احمد عن عامر بن سعد بن ابي وقاص قال كتبت الى جابر بن سمرة مع غلامي اخبرني بشيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فكتب الي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة عشية رجم الاسلمي

اور (امام) احمدؒ نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے غلام کے ہاتھ جابر بن سمرہ کے پاس ایک خط لکھ کر روانہ کیا اُس میں میں نے لکھا تھا کہ کوئی حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو مجھ سے بیان کیجئے اُنھوں نے مجھے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کے دن یعنے جس دن (ماعزؓ) اسلمی (زنا کی حد میں) سنگسار کئے گئے اسکے دوسرے وقت سُنا کہ

[1] ان بارہ خلفاء کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے جس نے تعیین کی ہے اپنی رائے سے کی ہے کوئی نص شرعی اس بارے میں نہیں ہے بعض لوگوں نے اس حدیث سے منقبت ان خلفاء کی مستنبط نہیں کی اور سب کو علے الاتصال لینا چاہا انھوں نے یزید کا نام بھی ان خلفاء میں شمار کیا ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو ان خلفاء کی مدح پر محمول کیا ہے اُنھوں نے علے الاتصال نہیں لیا بہرکیف یہ حدیث شیعوں کے دوازدہ امام پر منطبق نہیں ہو سکتی کیونکہ سوا حضرت علیؓ کے ان میں سے کسی کو خلافت یعنے ریاست عامہ نہیں ملی نہ ان کے زمانے میں دین کو قوت و شوکت حاصل ہوئی۔ اب رہا یہ کہ شارعؑ نے ان خلفاء کی تعیین کیوں نہ فرمائی اس کی بہت سی حکمتیں ہو سکتی ہیں بہت سے مواقع میں شارعؑ نے یہی طریقہ رکھا ہے مثلاً شب قدر کی تعیین میں ساعت یوم جمعہ کی تعیین میں وغیرہ وغیرہ۔

يقول لا يزال الدين قائما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش قال وسمعته يقول عصبة المسلمين يفتحون البيت الابيض بيت كسرى او آل كسرى واخرج البخاري من حديث عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة يرفعه قال اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده والذي نفس محمد بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله۔

آپ نے فرمایا (یہ) دین (اسلام) ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ اور میں نے آپ سے یہ بھی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت بیت ابیض یعنے بیت کسریٰ یا بیت آل کسریٰ (ملک فارس) کو فتح کرے گی۔ اور امام بخاری نے بروایت عبدالملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہؓ سے نقل کیا ہے۔ جابر اس کو (حدیث) مرفوع کرکے بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب کسریٰ (شاہ فارس) ہلاک ہو جائے گا اُس کے بعد (پھر) کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر (شاہ روم) ہلاک ہوگا تو اسکے بعد (پھر) قیصر نہ ہوگا۔ قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے تم خدا کی راہ میں دونوں کے خزانوں کو خرچ کروگے۔

ومن مسند عدي بن حاتم رضی اللہ عنہ

مسند عدیؓ بن حاتم رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق ہے)

۱۔ روایت

حديثه في فتح الامصار اخرج البخاري من حديث محل بن خليفة عن عدي بن حاتم قال بينا انا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اتاه رجل فشكى اليه الفاقة ثم اتاه فشكى اليه قطع السبيل فقال يا عدي هل رأيت الحيرة قلت لم ارها وقد انبئت عنها قال فان طالت بك حيوة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف احدا الا الله قلت فيما بيني وبين نفسي فاين دعار طيء الذين قد سعروا البلاد ولئن طالت بك حيوة لتفتحن كنوز كسرى قلت كسرى بن هرمز قال كسرى بن هرمز

(امام) بخاریؒ نے بروایت محل بن خلیفہ کے عدی بن حاتمؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا اتنے میں ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور اُس نے آپؐ سے فاقہ (کشی اور محتاجی) کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اُس نے رہزنی کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا اے عدی! کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اُسے نہیں دیکھا مگر مجھے اُس کے متعلق لوگوں سے خبر ملی ہے (اور جانتا ہوں کہ حیرہ کوئی مقام ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھ لوگے کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چل کر (مکہ میں آکر) کعبہ کا طواف کرے گی۔ اور خدا کے سوا (راستہ میں) وہ کسی سے نہ ڈرے گی میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت (قبیلہ) طے کے رہزن جنھوں نے (اپنے ظلم وفساد کی) آگ شہروں میں لگا رکھی ہے کہاں ہوں گے (نیز) آپ نے فرمایا اے عدی! اگر تم زندہ رہے تو تم لوگ ضرور کسریٰ کے خزانوں کو فتح کروگے۔ میں نے عرض کیا کیا کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا (ہاں) کسریٰ بن ہرمز۔

ولئن طالت بك حيوة لترين الرجل يخرج ملأ كفه من ذهب او فضة يطلب من يقبله منه فلا يجد احدا يقبله منه وليلقين الله احدكم يوم يلقاه وليس بينه وبينه ترجمان يترجم فليقولن له الم ابعث اليك رسولا فيبلغك فيقول بلى فيقول الم اعطك مالا وولدا وافضل عليك فيقول بلى فينظر عن يمينه فلا يرى الا جهنم وينظر عن يساره فلا يرى الا جهنم قال عدي سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول اتقوا النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد شق تمرة فبكلمة طيبة قال عدي فرأيت الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف الا الله تعالى وكنت فيمن افتتح كنوز كسرى بن هرمز ولئن طالت بكم حيوة لترون ما قال النبي ابو القاسم صلى الله عليه وسلم يخرج ملأ كفه۔

ومن مسند كرز بن علقمة الخزاعي رضی اللہ عنہ

حديثه في الفتوح اخرج الحاكم من طريق سفيان ومعمر عن الزهري عن عروة

(نیز آپؐ نے فرمایا) اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھ لوگے کہ انسان سونے یا چاندی سے ہتھیلی بھر کر (صدقہ دینے کیلئے) باہر نکلے گا اور خواہش کرے گا کہ کوئی اُسے قبول کرے مگر کسی کو (ایسا محتاج) نہ پائے گا کہ وہ اُس سے (اُس سونے چاندی کو) لے۔ اور انسان ایک دن اپنے خدا سے اس حال میں ضرور ملے گا کہ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے کہے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا؟ وہ جواب دے گا بیشک (خداوندا تو نے رسول بھیجا) پھر اللہ فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال اولاد (دنیا) میں نہیں دیا؟ اور کیا میں نے تجھ پر اپنا فضل (وکرم) نہیں کیا؟ وہ عرض کرے گا بیشک (خداوندا! تو نے سب کچھ دیا) پھر وہ شخص اپنے داہنی جانب نظر کرے گا تو اُسے دوزخ ہی نظر آئے گی اور اپنے بائیں جانب نظر کرے گا (پھر بھی) دوزخ ہی نظر آئے گی۔ عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے (صدقہ دے کر) آگ سے بچو اگرچہ ایک ٹکڑا کھجور کا ہی پس جسے (صدقہ دینے کے لئے) ایک ٹکڑا کھجور بھی نہ ملے تو وہ اچھی بات کہکر (سائل کو خوش کردے)۔ عدی کہتے ہیں۔ پھر میں نے (وہ زمانہ پایا اور بچشم خود) دیکھ لیا کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چلتی ہے اور (خانہ) کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اپنے گھر واپس جاتی ہی اور (اس سفر میں) وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی ہے اور میں (بھی) اُن لوگوں میں تھا کہ جنہوں نے کسرٰی بن ہرمز کے خزانے فتح کئے اگر تم لوگ (کچھ دنوں اور) زندہ رہے تو جو نبی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان ہاتھ بھر کر سونا چاندی لئے لئے پھرے گا (اور کسی قبول کرنے والے کو نہ پائے گا) اسے بھی دیکھ لوگے۔

مسند کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

کرزؓ ان کی حدیث فتوحات (ملکی) کے متعلق ہے حاکم بروایت سفیان اور معمر کے زہری سے انھوں نے عروہ سے نقل کیا ہے

قال سمعتُ کرز بن علقمۃ یقول سأل رجل النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ هل للاسلام من منتهی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم ایما اهل بیتٍ من العرب و العجم اراد اللہ بهم خیرا ادخل علیهم الاسلام ثم یقع الفتن کانها الظلل هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ قال الحاکم سمعتُ علی بن عمر الحافظ یقول مما یلزم مُسلماً والبخاریّ اخراج حدیث کرز بن علقمۃ هل للاسلام من منتهی

ومن مسند عبد اللہ بن حوالۃ رضی اللہ عنہ

حدیثه فی خلافۃ عثمان رضی اللہ عنہ

اخرج الحاکم عن عبد اللہ بن شقیق عن عبد اللہ بن حوالۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یومٍ تهجمون علی رجل معتجر ببردۃ یبایع الناس من اهل الجنۃ فهجمت علی عثمان رضی اللہ عنہ وهو معتجرٍ ببردۃ حبیرۃ یبایع الناس وحدیثه فی التحذیر من الخروج علیه۔

اخرج الحاکم من حدیث اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ربیعۃ بن لقیط التجیبی عن عبد اللہ بن حوالۃ الاسدی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من نجا من ثلث فقد نجا قالوا ماذا یا رسول اللہ

وہ کہتے تھے کہ میں نے کُرز بن علقمہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے رسول اللہ! کیا اسلام (کی ترقی) کی کوئی انتہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ عرب ہوں خواہ عجم جن گھر والوں کے لئے خداوند تعالےٰ بھلائی چاہے گا تو اُن پر اسلام داخل ہوگا۔ اس کے بعد فتنے (آسمان سے) بارش کی طرح برسیں گے۔ یہ حدیث موافق شرط شیخینؒ کے صحیح ہے مگر اُنھوں نے اس کو روایت نہیں کیا۔ حاکم کہتے ہیں میں نے حافظ علی بن عمر سے سُنا وہ کہتے تھے منجملہ ان امور کے جو امام بخاریؒ اور امام مُسلمؒ پر لازم تھے۔ کُرز بن علقمہ کی اس حدیث {یعنے اسلام (کی ترقی) کے لئے کوئی انتہا ہے} کا روایت[1] کرنا بھی ہے۔

مُسند عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ

{اُن کی حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق}

۲۔ روایت

حاکم نے عبد اللہ بن شقیق سے اُنھوں نے عبد اللہ بن حوالہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ایک روز (بیعت کرنے کے لئے) اس شخص پر ہجوم کروگے جو چادر کا عمامہ باندھے ہوگا اور لوگوں سے بیعت لے رہا ہوگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) ہم لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گرد ہجوم کئے ہوئے تھے اور وہ اُس وقت حبیرہ کی چادر اپنے سر سے لپیٹے ہوئے تھے اور لوگوں سے بیعت لے رہے تھے {اُن کی حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی ممانعت میں}۔

حاکم نے بروایت لیث یزید بن ابی حبیب سے اُنھوں نے ربیعہ بن لقیط تجیبی سے اُنھوں نے عبد اللہ بن حوالہ اسدی سے نقل کیا ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے تین چیزوں سے نجات[2] پائی اُس نے نجات پائی۔ لوگوں نے عرض کیا اے رسول اللہ!

[1] یعنے ان پر لازم تھا کہ اس حدیث کو بھی اپنی کتاب میں لکھتے کیونکہ یہ حدیث ان کے شرائط کے موافق ہے۔ [2] ان چیزوں سے نجات پانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ان تینوں حوادث کے وقوع سے پہلے مرجائے دوسرے یہ کہ ان تینوں حوادث کے واقع ہونے کے وقت راہِ راست پر قائم رہے۔

قال موتی وقتل خلیفۃ مصطبر بالحق یعطیہ ومن الدجال۔

ومن مسند ھاشم بن عتبۃ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی الفتوح اخرج الحاکم من حدیث عبد الملک بن عمیر عن جابر بن سمرۃ عن ھاشم بن عتبۃ بن ابی وقاص قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یظھر المسلمون علی جزیرۃ العرب ویظھر المسلمون علی فارس ویظھر المسلمون علی الروم ویظھر المسلمون علی الاعور الدجال۔

ومن مسند نافع بن عتبۃ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی الفتوح اخرج الحاکم من حدیث موسی بن عبد الملک بن عمیر عن ابیہ عن جابر بن سمرۃ عن نافع بن عتبۃ قال قدم ناس من العرب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسلمون علیہ وعلیہم الصوف فقمت فقلت لاحولن بین ھؤلاء وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قلت فی نفسی ھو نجی القوم ثم ابت نفسی الا ان اقوم الیہ قال فسمعتہ یقول تغزون جزیرۃ العرب فیفتحھا اللہ ثم تغزون فارس فیفتحھا اللہ ثم تغزون الروم فیفتحھا اللہ

ومن مسند عبد اللہ بن ھشام بن زھرۃ القرشی رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی فضل عمر اخرج البخاری من حدیث ابن وھب قال

وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا میری موت اور اس خلیفہ کا قتل جو حق پر صبر کرنے والا ہوگا اور حق پر عمل کرتا ہوگا اور دجال

مُسند ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۱. روایت

{اُن کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق} حاکم نے بروایتِ موسیٰ بن عبدالملک بن عُمیر بن جابر بن سمرہ سے اُنھوں نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے مسلمان جزیرۂ عرب پر غالب ہونگے اور مسلمان فارس پر غالب ہوں گے اور مسلمان رُوم پر غالب ہوں گے اور مسلمان کانے دجّال پر غالب ہوں گے۔

مُسند نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۱- روایت

{اُنکی حدیث فتوحات کے متعلق} حاکم نے بروایتِ موسیٰ بن عبدالملک بن عُمیر اُن کے والد سے اُنھوں نے جابر بن سمرہ سے اُنھوں نے نافع بن عُتبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ لوگ قوم عرب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اُنھوں نے آپؐ کو سلام کیا وہ لوگ اُونی لباس پہنے تھے میں اُٹھا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں انکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں بیٹھوں گا (تاکہ باتیں اچھی طرح سُن سکوں) پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو لوگ سرگوشی کیا کرتے ہیں (مجھے علیحدہ رہنا چاہیئے شاید یہ لوگ بھی کوئی مخفی بات کہیں) پھر میرے دل نے انکار کیا اور میں آپؐ کے پاس کھڑا ہی ہوگیا۔ میں نے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے تم لوگ جزیرۂ عرب میں جہاد کروگے اور اُسے اللہ تعالیٰ (تمھارے ہاتھوں پر) فتح کردے گا۔ پھر تم فارس پر جہاد کروگے اور اللہ اس کو فتح کردیگا پھر تم رُوم پر جہاد کروگے اُسے (بھی اللہ تعالیٰ فتح کردیگا۔

مُسند عبداللہ بن ہشام بن زہرہ قریشی رضی اللہ عنہ (۲- روایت)

{ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں} (امام) بخاریؒ نے بروایت ابن وہب نقل کیا ہے وہ کہتے تھے

اخبرنی حیوۃ قال حدثنی ابوعقیل زہرۃ بن معبد انہ سمع عبداللہ بن ھشام قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو اٰخذ بید عمر بن الخطاب وھذا حدیث لم یطولہ البخاری۔

واخرج الحاکم من حدیث رشید بن سعدٍ وابن لھیعۃ عن زہرۃ بن معبد عن جدہ عبداللہ بن ھشام قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اٰخذ بید عمر بن الخطاب فقال عمر واللہ یا رسول اللہ انک لاحبّ الیّ من کل شیٔ الا نفسی التی بین جنبی فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکونُ مؤمناً حتی اکون احبّ الیک من نفسک فقال عمر والذی انزل علیک الکتٰبَ لانتَ احبّ الیّ من نفسی التی بین جنبی فقال النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم الاٰن یا عمر

مجھے حیوۃ نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھ سے ابوعقیل یعنے زہرہ بن مَعبَد نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن ہشام سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپؐ اس وقت حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوتے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اس سے زیادہ روایت نہیں کیا۔

اور حاکم نے بروایت رشید بن سعد اور ابن لہیعہ کے زہرہ بن معبد سے اُنھوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپؐ اس وقت حضرت عمر بن خطابؓ کا ہاتھ پکڑے ہوتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) آپؐ مجھے میری جان کے سوا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے باقی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں (یہ سُنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے عمرؓ!) تم ہرگز مؤمن (کامل) نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ میں تمھارے نزدیک تمھاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ پھر حضرت[1] عمرؓ نے فرمایا کہ قسم اُس کی جس نے آپؐ پر کتاب نازل فرمائی آپؐ بیشک میری جان سے زیادہ جو کہ میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے مجھے محبوب ہیں۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ! اب (تم مؤمن کامل ہوئے)۔

ومن مسند عمران بن حُصَین الخُزاعیؓ

مسند عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حدیثہ فی القرون الثلٰثۃ من طرق کثیرۃ منھا ما اخرج الحاکم من حدیث الاعمش عن ھلال بن یساف قال انطلقتُ الی البصرۃ فدخلتُ المسجدَ فاذا شیخٌ مستنِدٌ الی اسطوانۃٍ یحدّث یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرالناس قرنی

{اُن کی حدیث بروایاتِ متعددہ قرونِ ثلٰثہ کے ذکر میں ازانجملہ وہ روایت جسے} حاکم نے بروایت اعمش ہلال بن یساف سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں بصرہ میں گیا تو ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں ایک شیخ ستون سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور حدیث بیان کر رہے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں

[1] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام کی باطنی حالتیں کس قدر سُرعت کے ساتھ ترقی کرتی تھیں اور اُن کی قوتِ یقین میں آناً فاناً کیسا اضافہ ہوتا تھا۔

ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يأتي اقوامٌ يعطون الشهادة قبل ان يسألوها

پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ گواہ بنائے جانے سے پہلے گواہی دیں گے۔

ومن مسند عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ

حديثه في الدليل على خلافة ابي بكر أخرج الحاكم من حديث ابن ابي مُليكة عن عبد الرحمٰن بن ابي بكر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ائتوني بدواة و كتف أكتب لكم كتابًا لا تضلوا بعده ابدًا ثم ولّانا قفاه ثم اقبل علينا فقال يأبى الله والمؤمنون الا ابا بكر

مُسند عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

(اُن کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی دلیل میں) ۱۔ روایت حاکم نے بروایت ابن ابی مُلیکہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرضِ وفات میں) فرمایا میرے پاس (تم) دوات اور شانہ کی ہڈی لاؤ کہ میں تمھیں ایسی تحریر لکھ دوں کہ پھر تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ اس کے بعد آپؐ نے ہماری طرف پیٹھ پھیر لی پھر ہماری طرف مُنہ کرکے فرمایا نہ مانیں گے اللہ اور مسلمان کسی کو سوا ابوبکرؓ کے۔

ومن مسند عثمان بن ارقم بن ابی الارقم المخزومی[1]

حديثه في سوابق عمر رضي الله عنه أخرج الحاكم عن عثمان بن الارقم انه كان يقول انا ابن سُبع الاسلام أسلم ابي سابع سبعة وكانت داره على الصفا وهي الدار التي كان النبي صلى الله عليه وسلم يكون فيها في الاسلام وفيها دعا الناس الى الاسلام فاسلم فيها قوم كثير وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الاثنين فيها اللّٰهم أعِزّ الاسلام باحب الرجلين اليك عمر بن الخطاب او عمرو بن هشام فجاء عُمر بن الخطاب من الغد بكرة

مسند عثمان بن ارقم بن ابی ارقم مخزومی رضی اللہ عنہ

(اُن کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوابقِ اسلامیہ کے متعلق) ۱۔ روایت حاکم نے عثمان بن ارقم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں اسلام کے ساتویں شخص کا بیٹا ہوں میرے والد اسلام لانے والوں میں ساتویں شخص تھے اور اُن کا مکان (کوہ) صفا پر تھا یہ وہی مکان ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابتداءِ اسلام میں (مخفی ہوکر چند روز) بیٹھے تھے۔ اور اسی مکان میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور اسی مکان میں بہت سے لوگ اسلام لائے اور اسی مکان میں شبِ دوشنبہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے اللہ عمر بن خطابؓ یا عمرو بن ہشام (یعنے ابوجہل) ان دونوں شخصوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اُس (کے اسلام لانے) سے اسلام کو عزت دے (چنانچہ آپؐ کی دعا کی برکت سے) عمر بن خطابؓ دوسرے ہی دن علے الصباح (خدمتِ نبوی میں) آئے اور

[1] یہ واقعہ ابتدائے نبوت کا ہے اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان کے ساتھ تبلیغ کا حکم نہ تھا مسلمان مخفی طور پر نماز پڑھا کرتے تھے ایک مرتبہ کچھ کافروں نے حضرت سعدؓ کو نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان سے مزاحمت کی آپس میں لڑائی کی نوبت آگئی اسوقت حضرتؐ مع اپنے اصحاب کے ان کے گھر میں مخفی ہوگئے اور جب تک مسلمانوں کی تعداد چالیس نہ ہوئی انہی کے گھر میں رہے چالیس کا عدد حضرت فاروقؓ سے پورا ہوا۔

فاسلم في دار الارقم وخرجوا منها وكبّروا وطافوا بالبيت ظاهرين ودعيت دار الارقم دار الاسلام

دارارقم (یعنے میرے گھر) میں اسلام لائے (اور حضرت عمرؓ کے اسلام لاتے ہی) سب مسلمان دارارقم سے نکلے اور ان کی تعداد بھی (اس وقت) زیادہ ہو چکی تھی اور علانیہ سب نے کعبہ کا طواف کیا اور دارِ ارقم (یعنے میرا گھر) دار الاسلام کے نام سے مشہور ہوا۔

ومن مسند الاسود بن سريع رضی

حديثه في فضل عمر رضي الله عنه

اخرج الحاكم من حديث ابراهيم بن سعد عن الزهري عن عبد الرحمن بن ابي بكرة عن الاسود بن سريع التميمي قال قدمت على نبي الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا نبي الله قد قلت شعرا اثنيت فيه على الله تبارك وتعالى ومدحتك فقال اما ما اثنيت على الله تعالى فهاته وما مدحتني به فدعه فجعلت انشد فدخل رجل طوال اقنى فقال امسك فلما خرج قال هات فقلت من هذا يا نبي الله الذي اذا دخل قلت امسك واذا خرج قلت هات قال هذا عمر بن الخطاب وليس من الباطل في شیء

مسند اسود بن سریع رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

[اُن کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں] حاکم نے بروایتِ ابراہیم بن سعد زہری سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے اُنھوں نے اسود بن سریع تمیمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نے کچھ اشعار کہے ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا اور آپ کی تعریف بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جن اشعار میں تم نے اللہ کی ثنا بیان کی ہے وہ سناؤ اور جن میں میری تعریف کی ہے اُنھیں جانے دو۔ میں (آپ کی اجازت پاکر) شعر پڑھنے لگا اتنے میں ایک شخص دراز قد بلند بینی آئے آپ نے اُن کو آتا ہوا دیکھ کر مجھ سے فرمایا ٹھیرو۔ پھر جب وہ چلے گئے تو آپ نے فرمایا پڑھو۔ میں نے عرض کیا اے نبی اللہ! یہ کون تھے کہ جن کے آنے سے آپ نے مجھے شعر پڑھنے سے روک دیا اور جب وہ چلے گئے تو آپ نے مجھے پھر اجازت دی۔ آپ نے فرمایا یہ عمر بن خطابؓ تھے یہ کسی بیکار[1] کام میں متوجہ نہیں ہوتے۔

ومن مسند ابي جحيفة السوائي رضی

حديثه في خلافة قريش اخرج الحاكم عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه قال كنت مع عمي عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال لا يزال امر امتي صالحا

مسند ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

[اُن کی حدیث قریش کی خلافت میں] حاکم نے عون بن ابی جحیفہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اپنے چچا کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا آپ نے فرمایا میری امت کا کام برابر درست رہیگا

[1] اس سے حضرت فاروقؓ کی کوئی فوقیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر معاذاللہ ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ ایک کام ایک شخص کے لئے بیکار ہو تو سب کے لئے بیکار ہونا ضروری نہیں۔

حتی یمضی اثنا عشر خلیفۃ ثم قال کلمۃ وخفض بہا صوتہ فقلت لعمی وکان امامی ما قال یاعم قال یابنی کلھم من قریش۔

یہاں تک کہ ان میں بارہ خلیفہ ہوں گے پھر آپ نے کچھ آہستہ سے فرمایا جسے میں نہ سمجھا تو میں نے اپنے چچا سے جو میرے آگے تھے پوچھا کہ اے چچا! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ اُنھوں نے کہا اے بیٹے! آپ نے یہ فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

وحدیثہ فی فضل الشیخین اخرج ابن ماجۃ من حدیث مالک بن مغول عن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین۔

{اُن کی حدیث فضیلت شیخین میں} ابن ماجہ نے بروایت مالک بن مغول عون بن ابی جحیفہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علاوہ انبیاء ومرسلین کے سب اگلے اور پچھلے لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ پیران اہل جنت کے سردار ہوں گے۔

ومن مسند عبد اللہ بن زمعۃ بن الاسودؓ

مسند عبد اللہ بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ {اُن کی حدیث ۳۔ روایت}

حدیثہ فی امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اخرج ابوداؤد والحاکم من حدیث ابن اسحٰق عن الزھری عن عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن عن ابیہ عن عبد اللہ بن زمعۃ بن الاسود قال لما استعز برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا عندہ فی نفر من المسلمین دعاہ بلال الی الصلوٰۃ فقال مروا من یصلی الناس فخرج عبد اللہ بن زمعۃ فاذا عمر فی الناس وکان ابوبکر غائبا فقلت یاعمر قم فصل بالناس فتقدم فکبر فلما سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صوتہ وکان عمر رجلا مجھرا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاین ابوبکر یابی اللہ ذلک والمسلمون یابی اللہ ذلک

{ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق} ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن اسحٰق زہری سے انھوں نے عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے عبد اللہ بن زمعہ بن اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں اُس وقت آپ کے پاس چند مسلمانوں کے ساتھ (بیٹھا ہوا) تھا آپ کو حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے بُلایا تو آپ نے فرمایا کہ کسی شخص سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھادے (راوی کا بیان ہے کہ) پس عبد اللہ بن زمعہ باہر نکل آئے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ موجود ہیں اور حضرت ابوبکرؓ نہیں ہیں (عبد اللہ بن زمعہ کہتے ہیں) میں نے کہا اے عمرؓ! اُٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھادیجیے۔ چنانچہ وہ آگے کھڑے ہوگئے اور اُنھوں نے تکبیر (تحریمہ) کہی جیسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سُنی اور وہ ایک بلند آواز آدمی تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہیں اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے اور مسلمان (بھی اس کو نامنظور کرتے ہیں) اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے

والمسلمون فبعث الی ابی بکر فجاء بعد ان
صلّی عمر تلك الصلوٰة فصلّی بالناس۔
زاد الحاکم قال عبد اللہ بن زمعة
فقال عمر ویحك ماذا صنعت بی یا ابن
زمعة واللہ ما ظننت حین امرتنی الا ان
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم امر بذالك
ولولا ذالك ما صلیت بالناس قلت
واللہ ما امرنی رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم ولکن حین لم ار ابا بکر رأیتك
احق من حضر بالصلوٰة بالناس۔
وفی روایة لابی داؤد من طریق
ابن شهاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ
عن عبد اللہ بن زمعة فی هذا الخبر قال
لما سمع النبی صلی اللہ علیه وسلم صوت عمر
خرج النبی صلی اللہ علیه وسلم حتی اطلع
رأسه من حجرته ثم قال لا لا لا لیصل
بالناس ابن ابی قحافة یقول ذلك مغضبا

اور مسلمان (بھی اس کو نامنظور کرتے ہیں) پھر آپؐ نے حضرت
ابوبکرؓ کو بلوایا مگر وہ اس کے بعد آئے کہ حضرت عمرؓ اس نماز
کو ختم کر چکے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔
{حاکم نے اس قدر مضمون اور روایت کیا ہے} عبد اللہ
بن زمعہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابن زمعہ تمہاری
خرابی ہو تم نے یہ کیا کیا جب تم نے مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا
تو واللہ میں یہی سمجھا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس کا حکم دیا ہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز لوگوں
کو نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا کہ واللہ مجھے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے حضرت
ابوبکرؓ کو نہ دیکھا تو تمام حاضرین سے زیادہ آپ کو نماز پڑھانے
کا مستحق سمجھا (اسی واسطے میں نے آپ کو نماز پڑھانے کے لئے کہا)
اور ابوداؤد کی ایک روایت میں بسند ابن شہاب عبید اللہ
بن عبد اللہ سے مروی ہے وہ عبد اللہ بن زمعہ سے اس قصہ
میں روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو آپ اٹھے اور اپنا سر حجری
سے نکال کر فرمایا نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز
پڑھائیں۔ یہ جملہ آپ نہایت غصہ کی حالت میں فرماتے تھے۔

ومن مسند ابی بکرة الثقفی رض

حدیثه فی الوزن اخرج ابو داؤد عن
الحسن عن ابی بکرة ان النبی صلی اللہ
علیه وسلم قال ذات یوم من رأی
منکم رؤیا فقال رجل انا رأیت
کان میزانا نزل من السماء فوزنت
انت وابوبکر فرجحت انت بابی بکر و
وزن عمر وابوبکر فرجح ابوبکر ووزن عمر
وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فرأینا الکراهیة
فی وجه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم۔
وفی روایة له من طریق عبد الرحمٰن بن ابی بکرة

مسند ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ

ان کی حدیث وزن کے متعلق ۲- روایت

ابوداؤد نے حسن (بصری)
سے انھوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پوچھا کہ کسی نے تم میں سے کوئی خواب
دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں نے دیکھا ہے۔ کہ گویا ایک
ترازو آسمان سے اتری پھر آپؐ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ
ابوبکرؓ سے وزنی نکلے پھر عمرؓ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ
وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے اسکے
بعد ترازو اٹھالی گئی۔ پس ہم نے کراہیت کے آثار رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں دیکھے۔
اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں بسند عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ

عن ابیہ بمعناہ ولم یذکر الکراھیۃ قال فاستاء لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء۔

ومن مسند سمرۃ بن جندب رض

حدیثہ فی رؤیا دلو دلی من السماء آخرج ابوداؤد عن اشعث بن عبدالرحمن عن ابیہ عن سمرۃ بن جندب ان رجلا قال یا رسول اللہ رأیت کان دلوا دلی من السماء فجاء ابوبکر فأخذ بعراقیھا فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیھا فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیھا فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیھا فانتشطت وانتضح علیہ شیء

ومن مسند عباس بن عبد المطلب رض

حدیثہ فی امامۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ آخرج ابو یعلی عن ابن شرحبیل عن ابن عباس عن العباس قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ نساءہ فاستترن منی الا میمونۃ فدق لہ سعطہ

ان کے والد سے اسی مضمون کی حدیث منقول ہے مگر اس میں کراہیت کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ عبارت ہے کہ اس خواب کو سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ خلافتِ نبوت (ختم ہوگئی) اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا سلطنت دے گا۔

مسند سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت {ان کی حدیث اس خواب کے متعلق جس میں ایک ڈول آسمان سے لٹکتا ہوا دیکھا گیا} ابوداؤد نے اشعث بن عبدالرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے رسول اللہ! میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹک رہا ہے پھر (دیکھا کہ) ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اُس ڈول کی دونوں عرقوہ[1] پکڑلیں اور اُس سے پانی پیا مگر کمزور طریقہ سے پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں اور پانی پینا شروع کیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور انھوں نے اُس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں اور پانی پینا شروع کیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی دونوں عرقوہ پکڑلیں تو وہ ڈول پھٹ گیا اور کچھ چھینٹیں پانی کی اُن کے جسم پر پڑیں۔

مسند عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ
۱۔ روایت {ان کی حدیث حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق} ابو یعلی نے ابن شرحبیل سے انھوں نے ابن عباسؓ سے انھوں نے حضرت عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں (زمانۂ مرض وفات میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور آپ کے پاس آپ کی ازواج بیٹھی ہوتی تھیں وہ مجھ سے چھپ گئیں سوا میمونہ[2] کے پھر حضرت کے واسطے دوا بنائی گئی اور (آپ اس وقت بیہوش تھے)

[1] لفظ عرقوہ کی شرح خود مصنف نے صفحہ ۱۰۹ سطر ۷ میں کی ہے۔ [2] حضرت میمونہؓ کے پردہ نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عباسؓ کی زوجہ محترمہ کی سگی بہن تھیں۔

فلما قال لا يبقين فی البيت احد الا لد الا العباس فانه لم تصبه يمينى ثم قال مروا ابابكر يصلى بالناس فقالت عائشة لحفصة قولی له ان ابابكر اذا قام ذلك المقام بكى فقالت له فقال مروا ابابكر يصلی بالناس فصلى ابوبكر ثم وجد رسول الله صلى الله عليه وسلم خفة فخرج فلما رآه ابوبكر تاخر فاومأ اليه بيده ای مكانك فجاء فجلس الى جنبه فقرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم من حيث انتهى ابوبكر

آپ کے مُنہ میں ڈالی گئی (ہوش میں آنے کے بعد) آپ نے فرمایا کہ گھر میں جس قدر لوگ ہیں سب کے مُنہ میں دوا ڈالی جائے سوا عباسؓ کے کہ اُن کو میری قسمؔ نہیں پہنچی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ تم (حضرتؐ سے) کہو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو (بہت) روئیں گے۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ نے آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت ابوبکرؓ (سے کہا گیا اور انھوں نے) نماز شروع کردی اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ خفت معلوم ہوئی تو آپ باہر تشریف لاتے جب حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرتؐ نے ان کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو۔ پھر حضرتؐ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جہاں تک حضرت ابوبکرؓ پڑھ چکے تھے اُس سے آگے آپ نے پڑھنا شروع کیا۔

ومن مسند ابی الطفيلؓ

مسند ابوالطفیل رضی اللہ عنہ

۱. روایت [اُن کی حدیث اس خواب کے بیان میں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق دیکھا تھا]

حديثه فی رؤيا النبی صلى الله عليه وسلم فی ابی بكر وعمر اخرج ابو يعلى من حديث حماد عن علی بن زيد عن ابی الطفيل عن النبی صلى الله عليه وسلم وعن حبيب وحميد عن الحسن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينما انا انزع الليلة اذ وردت على غنم سود وغنم عفر فجاء ابوبكر

ابو یعلےٰ نے بروایت حماد علی بن زید سے اُنھوں نے ابوالطفیل سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نیز ابو یعلےٰ نے حبیب اور حمید سے اُنھوں نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ شب کو میں (خواب میں) ڈول (کھینچ کر کنوئیں سے) نکال رہا تھا کہ میرے پاس کچھ بکریاں سیاہ رنگ کی اور کچھ بکریاں کھیرے رنگ کی آئیں پھر ابوبکرؓ آئے اور اُنھوں نے (میرے ہاتھ سے

۱؎ قسم سے مراد یہاں بھی حکم دوا ڈالنے کا ہی بعض روایات میں یہ حکم لفظ واللہ کے ساتھ مذکور ہے حضرت عباسؓ کو مستثنےٰ کرنیکی وجہ خود دوسری احادیث میں موجود ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے فانہ لم یشہدکم یعنے وہ دوا ڈالنے کی بات میں شریک نہ تھے بات یہ تھی کہ ازواج مطہرات کو یہ خیال ہوا کہ حضرتؐ کو ذات الجنب ہے لہٰذا قسط کو روغن زیتون میں پکا کر حضرتؐ کے مُنہ میں ڈالا حضرتؐ منع فرماتے رہے مگر ان لوگوں نے خیال کیا کہ چونکہ مریض کو دوا سے کراہیت ہوتی ہے اس وجہ سے آپ منع فرماتے ہیں لہٰذا خلاف ورزی حکم کی سزا میں حضرتؐ نے حکم دیا کہ سب کے مُنہ میں دوا ڈالی جائے چنانچہ سب کے مُنہ میں دوا ڈالی گئی حتےٰ کہ حضرت میمونہؓ اس دن روزہ سے تھیں ان کے منہ میں بھی دوا ڈالی گئی یہ سزا الدلود انتقام

فنزع ذَنُوبًا او ذَنوبين فيهما ضعف والله يغفر له ثم جاء عُمر فاستحالت غربًا فملأ الحياض وارورى الواردة فلو اَرَ عبقريًا من الناس احسن نزعا منه فاولت ان الغنم السّود العرب والعفر العجم

ڈول لے کر) ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے اس کے بعد عمرؓ آئے اور (اُنھوں نے ابوبکرؓ کے ہاتھ سے ڈول لیا) وہ ڈول چرس بن گیا (اُنھوں نے ڈول بھرنا شروع کئے) یہاں تک کہ حوضوں کو اُنھوں نے پُر کر دیا اور جس قدر (آدمی اور مویشی پانی پینے) آتے تھے سب کو سیراب کردیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا جو عمرؓ سے زیادہ عمدہ ڈول نکالتا ہو (اس خواب کی) تعبیر میں نے یہ لی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور کھیری بکریاں عجم ہیں۔

ومن مُسند مُرّة بن كعب ۴۷

مُسند مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ ۲۔روایت

حديثه فى ان عثمان على هدى فى الفتنه اخرج الترمذى عن ابى قلابة عن ابى الاشعث الصّنعانى ان خطباء قامت بالشام وفيهم رجال من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم فقام آخرهم رجل يقال له مُرّة بن كعب فقال لولا حديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ماقمت وذكر الفتن فقربها فمر رجل مقنع فى ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت اليه فاذا هو عثمان بن عفان فاقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم۔

{ان کی حدیث اس بارہ میں کہ عثمانؓ (زمانۂ) فتنہ میں ہدایت پر ہوں گے} ترمذی نے ابوقلابہ سے اُنھوں نے ابوالاشعث صنعانی سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) شام میں کچھ لوگ وعظ کہنے کھڑے ہوئے جن میں چند اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے سب سے آخر میں ایک شخص جن کا نام مرہ بن کعب تھا کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اگر میں نے ایک حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سُنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا۔ حضرتؐ نے فتنوں کا ذکر کیا اور اُن کو بہت قریب بتایا اسی اثنا میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے اس طرف سے نکلا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص اُس دن ہدایت پر ہوگا۔ میں نے اُٹھ کر اس شخص کو دیکھا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے ان کا مُنہ حضرتؐ کے سامنے کرکے پوچھا کہ یہی شخص ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔

واخرج احمد من حديث جبير بن نفير قال كنا معسكرين مع معاوية بعد قتل عثمان رضى الله عنه فقام كعب بن مرة او مرة بن كعب فقال لولا انى سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ماقمت المقام فلما سمع بذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور امام احمدؒ نے بروایت جبیر بن نفیر نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہؓ کے ہمراہ لشکر میں تھے کہ کعب بن مُرہ یا مُرہ بن کعب کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سُنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا جب لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سُنا تو

جلس الناس فقال بينما نحن عند
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ مر
عثمان بن عفان مرجلا فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لتخرجن فتنة
من تحت قدمى او من بين رجلى
هذا يومئذ ومن اتبعه على الهدى
قال فقام ابن حوالة الازدى من
عند المنبر فقال انك لصاحب هذا
قال نعم قال والله انى لحاضر ذلك
المجلس ولو علمت ان لى فى الجيش
مصدقا كنت اول من تكلم به

ومن مسند ابى رمثة رض

حديثه فى منزلة الشيخين عند النبى
صلى الله عليه وسلم اخرج الحاكم من
حديث ازرق بن قيس قال صلى بنا
امام لنا يكنى ابا رمثة قال صليت هذه الصلوة
او مثل هذه الصلوة مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال وكان ابو بكر وعمر رضى الله
عنهما يقومان فى الصف المقدم عن يمينه وكان
رجل قد شهد التكبيرة الاولى من الصلوة
فصلى نبى الله صلى الله عليه وسلم ثم
سلم عن يمينه وعن يساره حتى رأينا
بياض خده ثم انفتل كانفتال ابى رمثة
يعنى نفسه فقام الرجل الذى ادرك معه
التكبيرة الاولى من الصلوة يشفع فوثب
اليه عمر فاخذ بمنكبه فهزه ثم
قال اجلس فانه لم يهلك اهل الكتب
الا انه لم يكن بين صلوتهم

سب بیٹھ گئے (اور متوجہ ہو کر سننے لگے) پس اُنھوں نے بیان
کیا کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
بیٹھے کہ عثمان بن عفان رض اپنے بال کھولے ہوئے اس طرف تشریف
لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ایک
فتنہ میرے پیروں کے نیچے یا (فرمایا کہ) میرے پیروں کے درمیان
سے (یعنے اسی مقام مدینۂ منورہ سے) پیدا ہوگا یہ شخص اور
جو اس کے ساتھ ہوں گے اس دن ہدایت پر ہوں گے۔ پس
ابن حوالہ ازدی منبر کے پاس سے اُٹھے اور اُنھوں نے کہا کہ (اے
مُرّہ بن کعب!) یہ واقعہ تمھارے سامنے کا ہے؟ تو اُنھوں
نے کہا ہاں۔ تو ابن حوالہ نے کہا اللہ کی قسم میں بھی وہاں
موجود تھا اگر میں سمجھتا کہ لشکر میں کوئی شخص میری تصدیق
کرے گا تو سب سے پہلے اس حدیث کو میں بیان کرتا۔

مسند ابی رمثہ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

ان کی حدیث شیخین رض کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں
مقرب ہونے کے متعلق } حاکم نے بروایت ازرق بن قیس
نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم کو ہمارے امام (مسجد) نے نماز
پڑھائی جن کی کنیت ابو رمثہ تھی اس کے بعد اُنھوں نے
بیان کیا کہ میں نے یہی نماز یا (کہا کہ) ایسی ہی نماز رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی۔ اُنھوں نے یہ بھی
بیان کیا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پہلی صف میں آپ کی
داہنی جانب کھڑے ہوا کرتے تھے (ایک روز) ایک شخص جو
نماز کی تکبیر اُولے میں شریک تھا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نماز پڑھ چکے اور دونوں جانب سلام پھیر چکے یہاں تک کہ
ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی اس کے بعد آپ
اسی طرح (مقتدیوں کی طرف) پھر کر بیٹھ گئے جس طرح میں
(تمھاری طرف) پھر کر بیٹھا تو وہ شخص جو تکبیر اُولے میں آپ
کے ساتھ شریک تھا اُٹھا اور دو رکعت نماز پڑھنے لگا حضرت
عمر رض نے اُٹھ کر اُس کے شانے پکڑ لئے اور اُس کو ہلایا اور کہا کہ
بیٹھ جا اہل کتاب اسی سبب سے تو ہلاک ہوئے کہ انکی نمازوں کے

فصلٌ فرفع النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم بصرہٗ فقال اصاب اللہ بک یا ابن الخطابؓ۔

درمیان میں فصل نہ ہوتا تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا کہ اللہ تمھارا بھلا کرے اے ابن خطابؓ ۱ھ

ومن مسند نافع بن عبد الحارثؓ

مسند نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

حدیثہ فی بشارۃ ابی بکر و عمر و عثمان بالجنۃ مثل حدیث ابی موسٰی اخرج احمد من طریق وُھَیب عن موسٰی بن عقبۃ قال سمعت اباسلمۃ یحدث ولا اعلمہ الا عن نافع بن عبد الحارث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطا من حوائط المدینۃ فجلس علی قف البئر فجاء ابوبکر یستأذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عمر یستأذن فاذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عثمان یستأذن فقال ایذن لہ وبشرہ بالجنۃ وسیلقی بلاءً۔

{ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے جنتی ہونے کے متعلق (مثل حدیث حضرت ابو موسٰیؓ کے)} امام احمدؒ نے بروایت وُہیب موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے ابو سلمہؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے اور میرے خیال میں نافع بن عبد الحارث سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے کسی باغ میں تشریف لے گئے اور کنوئیں کی جگت پر بیٹھ گئے پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضرتؐ نے فرمایا انکو اجازت دو اور جنّت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عثمانؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپؐ نے فرمایا اُن کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور عنقریب وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔

واخرج احمد عن یزید بن ھارون عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ قال قال نافع بن عبد الحارث فذکر نحوہ۔

اور نیز امام احمدؒ نے یزید بن ہارون سے انھوں نے محمد بن عمرو سے انھوں نے ابو سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نافع بن عبد الحارث نے بیان کیا اور ویسی ہی حدیث انھوں نے ذکر کی۔

ومن مسند جُبَیر بن مطعمؓ

مسند جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

حدیثہ فی الدلیل علی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ اخرج البخاری عن ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال اتت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارأیت ان جئت ولم اجدک کانھا تقول الموت قال ان لم تجدینی

{ان کی وہ حدیث جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلیل ہے} بخاریؒ نے ابراہیم بن سعدؓ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ نے اُس کو حکم دیا کہ پھر آنا اس عورت نے کہا کہ بتائیے اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں اسکا اشارہ موت کی طرف تھا حضرتؐ نے فرمایا اگر مجھکو نہ پانا

فأتى ابى بكر۔

تو ابو بکرؓ کے پاس جانا۔

ومن مسند عبد الله بن الزبير

مسند عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

۳۔ روایت

حديثه فى فضل ابى بكر الصديق اخرج البخارى من طريق حماد بن زيد عن ايوب عن عبد الله بن ابى مليكة قال كتب اهل الكوفة الى ابن الزبير فى الجد فقال اما الذى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا من هذه الامة خليلا لاتخذته انزله ابا يعنى ابا بكر رضى الله عنه۔

[ان کی حدیث حضرت ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت میں] بخاریؒ نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھوں نے عبد اللہ بن ابی مُلیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اہلِ کوفہ نے حضرت ابنِ زبیرؓ کو دادا (کی میراث) کے متعلق (استفتاء) لکھ کر بھیجا تو انھوں نے یہ جواب لکھا کہ اس شخص نے جس کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو انھیں کو بناتا یعنے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دادا کا وہی حصہ قائم کیا ہے جو باپ کا ہے۔

وحديثه فى فضل عمر رضى الله عنه اخرج البخارى من حديث نافع بن عمر عن ابن ابى مليكة قال كاد الخيران يهلكان ابو بكر وعمر رفعا اصواتهما عند النبى صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه ركب بنى تميم فاشار احدهما بالاقرع بن حابس اخى بنى مجاشع واشار الأخر برجل أخر قال نافع لا احفظ اسمه فقال ابو بكر لعمر ما اردت الا خلافى قال ما اردت خلافك فارتفعت اصواتهما فى ذلك فانزل الله يايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم الأية قال ابن الزبير فما كان عمر يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هذه الأية

[ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں] بخاریؒ نے بروایتِ نافع بن عمر ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) دونوں خیر (مجسم) یعنے ابو بکرؓ وعمرؓ قریب تھا کہ (باہم نزاع کر کے ہلاک ہو جائیں) دونوں نے اپنی آواز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند کی جبکہ آپؐ کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا تو (حضرتؐ نے شیخینؓ سے مشورہ لیا کہ ان پر کس شخص کو حاکم بنایا جائے) ایک نے (یعنے حضرت عمرؓ نے) اقرع بن حابس برادر بنی مجاشع کی بابت مشورہ دیا اور دوسرے (یعنے حضرت صدیقؓ) نے ایک دوسرے شخص کی بابت مشورہ دیا[1] نافعؓ کہتے تھے کہ مجھے اس دوسری شخص کا نام یاد نہیں رہا} پس حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم نے ہمیشہ میری مخالفت ہی کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ نے کہا میں نے آپؐ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اسی کے متعلق دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی یایها الذین امنوا الایة (ترجمہ) اے مسلمانو! نہ بلند کرو آوازیں اپنی (نبی کی آواز پر) ابن زبیرؓ نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

[1] اس دوسرے شخص کا نام قعقاع بن معبد تھا جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے۔

حتے یستفہمہ و لم یذکر ذلک عن ابیہ یعنے ابا بکر۔

واخرج البخاری من طریق ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ ان عبد اللہ بن الزبیر اخبرھم انہ قدم رکب من بنی تمیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر نحوا من الحدیث المتقدم

کے سامنے اس قدر آہستہ بولتے تھے کہ آپ ؐ کے کان تک اپنی آواز نہ پہنچاتے تھے یہاں تک کہ حضرت ؐ کو پھر اُن سے پوچھنا پڑتا تھا یہ کیفیت ابن زبیرؓ نے اپنے باپ یعنے حضرت ابوبکرؓ سے نقل نہیں کی۔[1]

اور بخاریؒ نے بروایتِ ابن جریج ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن زبیرؓ نے لوگوں سے بیان کیا کہ کچھ سوار قبیلۂ بنی تمیم کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئے پھر گزشتہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

ومن مسند عبد الرحمن بن خباب السلمی رضی اللہ عنہ

مسند عبد الرحمن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت { ان کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں }

حدیثہ فی فضل عثمان اخرج احمد من حدیث الولید بن ابی ھشام عن فرقد بن طلحۃ عن عبد الرحمن بن خباب السلمی قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحض علی جیش العسرۃ فقال عثمان بن عفان علیّ مائۃ بعیر باحلاسھا و اقتابھا قال ثم حض فقال عثمان علیّ مائۃ اخری باحلاسھا و اقتابھا ثم نزل مرقاۃ من المنبر ثم حض فقال عثمان علیّ مائۃ اخری باحلاسھا واقتابھا قال فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بیدہ ھکذا و یحرکھا واخرج عبد الصمد یدہ کالمتعجب ما علی عثمان ما عمل بعد ھذا۔

امام احمدؒ نے بروایت ولید بن ابی ہشام فرقد بن طلحہؓ سے انھوں نے عبد الرحمن بن خباب سلمیؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت) خطبہ پڑھا اور جیش العسرۃ (کے سامان کی تیاری) کے لئے (مسلمانوں کو) ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے عرض کیا کہ میرے ذمہ سو اونٹ ہیں مع ان کے خوگیر اور کجاوے کے۔ عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ؐ نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے پھر کہا میرے ذمہ سو اونٹ ہیں مع اُن کے خوگیر اور کجاوے کے اس کے بعد حضرت ؐ منبر کے نیچے والے زینہ پر اُتر آئے اور آپ ؐ نے پھر ترغیب دی پھر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع اُن کے خوگیر اور کجاوے کے۔ عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ؐ نے اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دے کر { اس حرکت کی کیفیت عبد الصمد (راوی حدیث) نے بیان کی جس طرح متعجب آدمی اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا ہے } فرمایا کہ عثمانؓ پر کچھ نہیں ہے اب اس کے بعد جو چاہیں کریں۔

[1] یعنے یہ نہیں بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی آہستہ بولنے کی کیا کیفیت تھی حضرت ابوبکرؓ کو ابن زبیر کا باپ اس وجہ سے کہا گیا کہ وہ اُنکے نواسے تھے یعنے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے بیٹے تھے یہاں سے ان لوگوں کے قول کا ضعف بھی معلوم ہو گیا جو دختری اولاد کا والد دختر کی طرف منسوب ہونا خصائص نبوی ؐ سے سمجھتے ہیں۔

ومن مسند عبد الرحمٰن بن سمرة القرشی رضی اللہ عنہ

حدیثه فی فضل عثمان اخرج الحاکم من طریق ابن شوذب عن عبد اللہ بن القاسم عن کثیر مولی عبد الرحمٰن بن سمرة عن عبد الرحمٰن بن سمرة قال جاء عثمان رضی اللہ عنه الی النبی صلی اللہ علیه وسلم بالف دینار حین جهز جیش العسرة ففرغها عثمان فی حجر النبی صلی اللہ علیه وسلم قال فجعل النبی صلی اللہ علیه وسلم یقلبها ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد هذا الیوم قالها مرارا

ومن مسند معاویة بن ابی سفیان

حدیثه فی خلافة قریش اخرج البخاری من حدیث شعیب عن الزهری قال کان محمد بن جبیر بن مطعم یحدث انه بلغ معاویة وهو عنده فی وفد من قریش ان عبد اللہ بن عمرو یحدث انه سیکون ملک من قحطان فغضب فقام فاثنی علی اللہ بما هو اهله ثم قال اما بعد فانه بلغنی ان رجالا منکم یحدثون احادیث لیست فی کتاب اللہ ولا تؤثر عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واولئک جهالکم فایاکم والامانی التی تضل اهلها فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ان هذا الامر فی قریش لا یعادیهم احد الا کبه اللہ علی وجهه ما اقاموا الدین

مسند عبد الرحمٰن بن سمرہ قریشی رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

ان کی حدیث حضرت عثمان کی فضیلت کے متعلق } حاکم نے بروایت ابن شوذب عبد اللہ بن قاسم سے اُنھوں نے کثیر سے جو عبد الرحمٰن بن سمرہ کے غلام تھے اُنھوں نے عبد الرحمٰن بن سمرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہزار اشرفیاں لائے جب کہ آپ جیش العسرۃ کی تیاری کر رہے تھے اور لاکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیں عبد الرحمٰن بیان کرتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن اشرفیوں کو اُلٹتے پلٹتے تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ آج کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ جو چاہیں کریں اُن کو مضر نہ ہوگا۔

مسند معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

اُن کی حدیث خلافت قریش کے متعلق } بخاری نے بروایت شعیب زُہری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ قریش کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی حال میں اُن کے پاس یہ خبر آئی کہ عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلہ قحطان سے ہوگا۔ یہ سُنکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور وہ کھڑے ہوگئے اور اُنھوں نے اللہ کی تعریف بیان کی جیسی کہ اُس کے لائق ہے اس کے بعد کہا امابعد۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو کتاب خدا میں نہیں ہیں اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں یہ لوگ جاہل ہیں لہٰذا خبردار ایسی باتیں مُنہ سے نہ نکالو جو لوگوں کو گمراہ کریں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اُس کو مُنہ کے بل اُوندھا گرا دے گا جب تک قریش دین کو قائم رکھیں۔

وحديثه في فضل الاحاديث التي كانت
في زمن عمر اخرج احمد عن عبد الرحمن
بن مهدي عن معاوية بن صالح
عن ربيعة بن يزيد عن عبد الله بن
عامر اليحصبي قال سمعت معاوية
يحدث وهو يقول اياكم واحاديث
رسول الله صلى الله عليه وسلم الا
حديثا كان على عهد عمر وان عمر رضي
الله عنه اخاف الناس في الله عز وجل
سمعت رسول الله يقول من يرد
الله به خيرا يفقهه في الدين وسمعته
يقول انما انا قاسم وانما يعطي الله عز
وجل فمن اعطيته عطاءً بطيب
نفس فقمنٌ ان يبارك لاحدكم و
من اعطيته بكراهية نفس فهو
كالذي يأكل ولا يشبع وسمعته
يقول لا تزال امة من امتي ظاهرين
على الحق لا يضرهم من خالفهم حتى
يأتي امر الله وهم ظاهرون على
الناس۔

ومن مسند عمرو بن العاص رض

حديثه في فضل ابي بكر وعمر رضي الله عنهما اخرج
البخاري من حديث ابي عثمان قال حدثنا
عمرو بن العاص ان النبي صلى الله عليه
وسلم بعثه على جيش ذات السلاسل قال
فاتيته فقلت اي الناس احب اليك قال
عائشة فقلت من الرجال
فقال ابوها فقلت

{حضرت معاویہ رض کا بیان اُن احادیث کی فضیلت میں
جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رائج تھیں} امام احمدؒ نے عبدالرحمن
بن مہدی سے انہوں نے حضرت معاویہ بن صالحؒ سے انہوں
نے ربیعہ بن یزید سے انہوں نے عبداللہ بن عامر یحصبی سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت معاویہؓ کو یہ کہتے
ہوئے سُنا کہ خبردار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں
نہ بیان کرو سوا اُن حدیثوں کے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
عہد میں رائج تھیں کیونکہ انہوں نے خدا کی راہ میں لوگوں
کو خوف دلایا تھا (اور حدیثوں کے بیان کرنے میں بہت کچھ
احتیاط کرائی تھی)، میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی
کرنا چاہتا ہے اُس کو دین کی سمجھ عنایت کرتا ہے اور میں نے
آپ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں تو صرف بانٹنے والا ہوں اور
دینے والا اللہ عزوجل ہے لہٰذا میں جس کو کوئی چیز خوشی
دل سے دوں تو سزاوار ہے کہ اُس میں اُسے برکت دیجائے
اور جس کو میں ناگواری سے کچھ دوں تو وہ مثل اُس شخص کے
ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے
سُنا کہ ہمیشہ میری اُمت میں سے کچھ لوگ غالب رہیں گے
اور وہ حق پر ہوں گے جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اُن کو
نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت)
آجائے اور وہ اُس وقت بھی لوگوں پر غالب ہوں گے۔

مسند عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما
کی فضیلت میں} بخاری نے بروایتِ ابو عثمان نقل کیا ہے
کہ وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے اُن کو غزوۂ ذات السلاسل میں سردار لشکر
بنا کر بھیجا کہتے تھے کہ میں حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور میں نے
آپ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا
عائشہؓ۔ میں نے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے والد میں نے پوچھا

ثم من قال ثم عمر بن الخطاب فعد رجالا

پھر کون؟ آپ نے فرمایا پھر عمر بن خطابؓ۔ اس کے بعد آپ نے اور چند آدمیوں کا نام لیا۔

ومن مسند رجل من الصحابة

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ ا۔ روایت

اخرج ابو یعلی من حدیث قتادۃ عن محمد بن سیرین ان رجلا بالکوفۃ شھد ان عثمان رضی اللہ عنہ قتل شہیدا فأخذہ الزبانیۃ فرفعوہ الی علی رضی اللہ عنہ وقالوا لولا ان نھانا اونھیتنا ان لا نقتل احدا لقتلناہ ھذا زعم انہ یشھد ان عثمان قتل شہیدا فقال الرجل لعلی وانت تشھد اتذکر انی اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألتہ فاعطانی واتیت ابابکر فسألتہ فاعطانی واتیت عمر فسألتہ فاعطانی واتیت عثمان فسألتہ فاعطانی قال فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یبارک لی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف لا یبارک لک واعطاک نبی وصدیق وشھیدان واعطاک نبی وصدیق وشھیدان واعطاک نبی وصدیق وشھیدان۔

ابو یعلی نے بروایت قتادہ بن محمد سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کوفہ میں لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس کو سپاہی نے گرفتار کرلیا اور لوگ اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ اگر آپ نے ہم کو یہ ممانعت نہ کی ہوتی کہ کسی کو قتل نہ کرنا تو ہم اس شخص کو قتل کردیتے۔ یہ کہتا ہے کہ عثمانؓ شہید ہوئے تو اس شخص نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ خود اس کی گواہی دیجئے آپ کو یاد ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے سوال کیا آپ نے مجھے دیا اس کے بعد میں ابوبکرؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے سوال کیا انھوں نے بھی مجھے دیا پھر میں عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے میں نے سوال کیا انھوں نے بھی مجھے دیا پھر میں عثمانؓ کے پاس گیا اور ان سے بھی میں نے سوال کیا انھوں نے بھی دیا۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے برکت دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں برکت کیوں نہ دی جائے گی تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، تم کو ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے۔

ومن مسند رجل من الصحابة

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ ا۔ روایت

ان کی حدیث خواب وزن کے متعلق

حدیثہ فی رؤیا الوزن اخرج احمد من اسود بن ھلال عن رجل من قومہ کان یقول فی خلافۃ عمر بن الخطاب لا یموت عثمان حتی یستخلف قلنا من این تعلم ذلک

امام احمدؒ نے بروایت اسود بن ہلال ان کی قوم کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت میں کہا کرتے تھے کہ عثمانؓ بغیر خلیفہ ہوئے نہ مریں گے۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟

قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول رأیت اللیلۃ فی المنام کانّ ثلاثۃً من اصحابی وُزنوا فوُزن ابوبکر ثمّ وُزن عمر ثمّ وُزن عثمانُ فنقص صاحبُنا وھو صالحٌ۔

اُنھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا کہ میرے تین صحابی وزن کئے گئے یعنے ابوبکرؓ وزن کئے گئے پھر عمرؓ وزن کئے گئے پھر عثمانؓ وزن کئے گئے۔ عثمانؓ (ان دونو سے) کم نکلے مگر وہ نیک مرد ہیں۔

ومن مسند عبد اللہ بن جعفرؓ

مسند عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت {ان کی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی الثناء علی ابی بکرالصدیق رضی اللہ عنہ اخرج الحاکم من طریق یحیٰی بن سلیم عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما قال ولینا ابوبکر فکان خیرخلیقۃ اللہ وارحمہ بنا واحناہ علینا۔

کی تعریف میں} حاکم نے بروایت یحییٰ بن سلیم جعفر بن محمد سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکرؓ ہم پر حاکم ہوئے تو وہ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر اور سب سے زیادہ ہم پر مہربان اور شفیق تھے۔

ومن مسند جریر بن عبد اللہ البجلیؓ

مسند جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت {ان کی حدیث ابوبکر وعمر رضی اللہ

حدیثہ فی سبقۃ ابی بکر وعمر الی الخیر اخرج احمد من حدیث شعبۃ عن عون بن ابی جحیفۃ عن المنذر بن جریر عن ابیہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صدر النہار قال فجاءہ قوم حفاۃ عراۃ مجتابی النمار او العباء متقلدی السیوف عامتہم من مضر بل کلہم من مضر فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما رای بہم من الفاقۃ قال فدخل ثم خرج فامر بلالا فاذن واقام فصلی ثم خطب فقال یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الآیۃ وقرأ التی فی الحشر ولتنظر نفس ما قدمت لغد

عنہما کے سابق الی الخیر ہونے میں} امام احمدؒ نے بروایت شعبہ، عون بن ابی جحیفہ سے اُنھوں نے منذر بن جریر سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ایک دن اوّل وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپؐ کے پاس کچھ لوگ آئے جو برہنہ پا اور برہنہ جسم تھے صرف ایک چادر صوف کی یا ایک عبا پہنے ہوئے تھے تلواریں حائل کئے ہوئے تھے اکثر لوگ ان میں سے بلکہ سب قبیلۂ مضر کے تھے اُن کے فقر و فاقہ کی حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپؐ اندر تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور بلالؓ کو حکم دیا تو اُنھوں نے اذان کہی اور اقامت کہی پھر حضرتؐ نے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ پڑھا جس میں یہ آیت پڑھی یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا الآیۃ (ترجمہ) اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تم سب کو ایک شخص سے اور وہ آیت جو سورۂ حشر میں ہے پڑھی کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ الآیۃ (ترجمہ) چاہیئے کہ ہر شخص دیکھے کہ اُس نے کل کے لئے کیا کام کیا ہے؟ (اس کے بعد فرمایا کہ

تصدق رجل من دینارہ من درھمہ من ثوبہ من صاع برہ ومن صاع تمرہ حتی قال ولو بشق تمرۃ قال فجاء رجل من الانصار بصرۃ کادت کفہ ان تعجز عنھا بل قد عجزت ثم تتابع الناس حتی رأیت کومین من طعام وثیاب حتی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتھلل وجھہ حتی کانہ مذھبۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا بعدہ من غیر ان ینتقص من اجورھم شیئ ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا بعدہ من غیر ان ینتقص من اوزارھم شیئ واخرج احمد فی ھذہ القصۃ من طریق عبد الرزاق عن معمر عن قتادۃ عن حمید بن ھلال عن جریر بن عبد اللہ ان رجلا من الانصار جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصرۃ من ذھب تملأ ما بین اصابعہ فقال ھذہ فی سبیل اللہ ثم قام ابوبکر فاعطی ثم قام عمر فاعطی ثم قام المھاجرون فاعطوا فاشرق وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی رأیت الاشراق فی وجنتیہ ثم قال من سن سنۃ صالحۃ فی الاسلام الحدیث۔

ان لوگوں کو صدقہ دو) کوئی اشرفی دے اور کوئی روپیہ کوئی کپڑے کوئی گیہوں کوئی چھوہارے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا جس سے ایک ٹکڑا چھوہارے کا ہوسکے وہ وہی دے پس انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لے آیا جو اُس کے ہاتھ سے اُٹھتی نہ تھی پھر اور لوگوں نے لانا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر غلّہ کے اور کپڑے کے دیکھے اور میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے) چمکنے لگا بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ سونے کا رنگ آپ کے چہرۂ مبارک پر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی عمدہ کام کی بنیاد ڈالی اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور جس قدر لوگ اس کے بعد اس کام کو کریں گے اس کا بھی ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ اُن کے ثواب سے کچھ کم کیا جائے اور امام احمدؒ نے اسی قصہ میں بروایت عبد الرزاق معمر سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے حمید بن ہلال سے انھوں نے جریر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلی سونے کی لایا جو اسکے ہاتھوں کو بھرے ہوئے تھی اور اُس نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ میں نذر ہے پھر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے دیا پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے دیا اس کے بعد مہاجرین کھڑے ہوئے اور انھوں نے دیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے) چمکنے لگا اور میں نے آپ کے رخساروں پر اس چمک کو محسوس کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جس نے اچھا طریقہ اسلام میں جاری کیا الخ۔

وقولہ لذی عمرو انھم لا یزالوا بخیر اذا کانت الخلافۃ بالاجماع دون السیف اخرج احمد من طریق اسمٰعیل بن ابی خالد عن قیس بن ابی حازم عن جریر فی قصۃ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ الی الیمن

{حضرت جریرؓ کا ذو عمرو سے یہ قول نقل کرنا کہ مسلمان ہمیشہ بہتری پر رہیں گے جب تک کہ خلافت کا انعقاد اجماع سے ہوتا رہے گا نہ کہ تلوار سے} امام احمدؒ نے بروایت اسمٰعیل بن ابی خالد قیس بن ابی حازم سے انھوں نے جریر سے اس واقعہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو یمن بھیجا تھا

فذکر القصة حتی قال ثم لقیت ذا عمرو فقال لی یا جریر انکم لن تزالوا بخیر ما اذا هلك امیر تامرتم فی اٰخر واذا کانت بالسیف غضبتم غضب الملوك ورضیتم رضی الملوك

وحدیثه ان الطلقاء من قریش لیسوا اکفاء للمهاجرین فی الدین۔

اٰخرج احمد من طریق عاصم عن ابی وائل عن جریر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم المهاجرون والانصار اولیاء بعضهم ببعض الطلقاء من قریش العتقاء من ثقیف بعضهم اولیاء بعض الی یوم القیٰمة۔

ومن مسند جندب بن عبد اللّٰه

حدیثه فی خطبة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بمناقب ابی بکر الصدیق

اٰخرج مسلم عن جندب بن عبد اللّٰه قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قبل ان یموت بخمس وهو یقول انی ابرأ الی اللّٰه ان یکون لی منکم خلیل وان اللّٰه قد اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلا ولو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائهم وصالحیهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انهاکم عن ذٰلك

بیان کیا ہے کہ میں ذو عمروؓ[1] سے ملا تو انھوں نے مجھ سے کہا اے جریر! تم لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہو گے (جب تک تم میں یہ دستور رہے گا کہ) جب ایک خلیفہ مرجائے تو دوسرے کو تم (اجماع سے) منتخب کرلو اور جب (تقرر خلیفہ کا) تلوار سے ہوگا تو تم بھی بادشاہوں کا سا غصہ کرنے لگو گے اور بادشاہوں کی سی خوشی کرنے لگو گے۔

{ان کی یہ حدیث کہ قریش کے طلقاء دین میں مہاجرین کے برابر نہیں ہیں} امام احمدؒ نے بروایت عاصم ابو وائل سے انھوں نے حضرت جریرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجرین وانصار باہم ایک دوسرے کے دوست اور ہمسر ہیں اور قریش کے طلقاء اور قبیلۂ ثقیف کے عتقاء باہم ایک دوسرے کے دوست وہمسر ہیں قیامت تک (یہی حال رہے گا)۔

مسند جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کے متعلق جس میں ابوبکر صدیقؓ کے فضائل ہیں} مسلم نے جندب بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات کے پانچ دن پہلے سنا آپ فرماتے تھے میں خدا کے سامنے اس بات سے برات ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے تم میں سے کسی کو خلیل بنایا ہو اور بیشک اللہ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا آگاہ رہو جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے میں تمھیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔

[1] ذو عمرو بھی صحابی ہیں یمن کے رئیسوں میں سے ہیں رؤسائے یمن کے نام اکثر ذو پر ہوتے تھے جیسے ذوالکلاع ذو مین ذویزن۔ یہ ذو عمرو حضرتؐ کی اخیر عمر میں حاضر خدمت ہو کر مشرف باسلام ہوئے جب انکو حضرتؐ کی وفات اور حضرت صدیقؓ کی خلافت کے باجماع منعقد ہونے کی خبر ملی تو انھوں نے

ومن مسند محجن او ابی محجن رضی اللہ عنہ

حدیثہ فی الثناء علی جماعۃ من الصحابۃ منھم الاربعۃ اخرج ابو عمر من حدیث عبد الحمید بن عبد الرحمن ابی یحییٰ الحمانی عن ابی سعد مولی الحذیفۃ عن شیخ من الصحابۃ یقال لہ ابو محجن او محجن بن فلان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ارأف امتی بامتی ابوبکر واقواھا فی امر اللہ عمر رضی اللہ عنہ واصدقھا حیاءً عثمان واقضاھا علی واقرأھا ابی وافرضھا زید واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح۔

وقال ابو عمر فی ترجمۃ ابی بکر الصدیق وقال فیہ ابو محجن الثقفی ؎

وسمیت صدیقا وکل مھاجر
سواک یسمیٰ باسمہ غیر منکر
سبقت الی الاسلام واللہ شاھد
وکنت جلیسا بالعریش المشھر
وبالغار اذ سمیت بالغار صاحبا
وکنت رفیقا للنبی المطھر

مسند محجن یا ابو محجن رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

{ان کی حدیث چند صحابہ کی تعریف میں جن میں خلفاء اربعہ بھی ہیں} ابو عمر نے بروایت عبد الحمید بن عبد الرحمن یعنے ابی یحییٰ حمانی ابو سعید سے جو حضرت حذیفہ کے غلام تھے انھوں نے ایک شخص سے جو صحابی تھے ان کو لوگ ابو محجن یا محجن بن فلان کہتے تھے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ قوی خدا کے کام میں عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ کامل الحیاء عثمانؓ ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں اور سب سے زیادہ قراءۃ کے ماہر اُبیؓ ہیں اور سب سے زیادہ علم فرائض کے جاننے والے زید ہیں اور سب سے زیادہ حلال وحرام کا علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین عبیدہ بن جراح ہیں اور ابو عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ان کے متعلق ابو محجن ثقفی نے یہ اشعار کہے تھے۔

آپ کا نام صدیق رکھا گیا اور دوسرے مہاجرین ✤ آپ کے علاوہ اپنے اپنے اچھے ناموں سے پکارے جاتے ہیں ✤ خدا گواہ ہے آپ نے اسلام کی طرف سبقت کی ✤ اور آپ عریش میں آشکارا (نبی کے) ہمنشین تھے ✤ اور غار میں (بھی آپ نبی کے ہمنشین تھے) اسی وجہ سے آپ کا نام یار غار رکھا گیا ✤ آپ نبیٔ مطہر کے رفیق تھے ✤

ومن مسند زرارۃ بن عمرو النخعی والد عمرو بن زرارۃ

حدیثہ فی رؤیا تدل علی ان عثمان علی الحق قال ابو عمر تعلیقا قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی وفد النخع فقال یا رسول اللہ انی رأیت فی طریقی رؤیا ھالتنی قال وما ھی

مسند زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ رضی اللہ عنہ

(۱۔ روایت)

{ان کی حدیث اس خواب کے متعلق} جو حضرت عثمانؓ کے برسر حق ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ابو عمر نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ زرارہ بن عمرو قبیلہ نخع کے وفد کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اثنائے راہ میں ایک خواب دیکھا جس سے مجھے خوف طاری ہوا۔ حضرتؐ نے پوچھا وہ خواب کیا ہے؟

قال رأيتُ أتانًا خلّفتها في اهلي وَلَدَتْ جَدْيًا أسفع احوى ورأيتُ نارًا خرجَتْ من الارض فحالت بيني وبين ابن لي يقال له عمرو وهي تقول لظى لظى بصيرٌ واعمى فقال النبيّ صلّى الله عليه وسلم اخلفْتَ في اهلك امةً مُسِرّةً حملًا قال نعم قال فانها قد ولدتْ غلامًا وهو ابنك قال فأنّى له اسفع واحوى قال ادنُ منّي ابك برص تكتمه قال والذي بعثك بالحق ما علمه احدٌ قبلك قال فهو ذاك واما النار فهي فتنة تكون بعدي قال وما الفتنة يا رسول الله قال يقتل الناس امامهم ويشتجرون اشتجار اطباق الرأس وخالف بين اصابعه دمُ المؤمن عند المؤمن احلى من الماء يحسبُ المسيءُ انه محسن ان متَّ ادركتْ ابنكَ وان مات ابنك ادركتك قال فادعُ الله ان لا تدركني فدعا له۔

ومن مُسند سعيد بن المسيّبؓ مُرسلًا

حديثه في فضل ابي بكر الصديق رضي الله عنه

اخرج الحاكم من حديث ربيعة بن ابي عبد الرحمن

یہ کہتے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک گدھی جس کو میں گھر میں چھوڑ آیا ہوں اس نے ایک بچہ ابلق سیاہ رنگ کا جنا اور میں نے دیکھا کہ ایک آگ زمین سے نکلی وہ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان میں حائل ہوگئی اور وہ آگ کہتی تھی لظی لظی بصیر واعمیٰ۔[1] نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اپنے گھر میں کوئی لونڈی چھوڑ آتے ہو جو حاملہ تھی اور اپنا حمل چھپاتی تھی انھوں نے عرض کیا کہ ہاں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ تمہارا بیٹا ہے پھر انھوں نے پوچھا کہ اس کے ابلق اور سیاہ ہونے کا کیا مطلب؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ کیا تم کو برص (کی شکایت) ہے جس کو تم چھپاتے ہو؟ انھوں نے کہا قسم اس کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ کوئی شخص آپؐ سے پہلے اس کو نہ جانتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تو اس کے ابلق اور سیاہ ہونے کا یہی مطلب ہے اور وہ آگ (جو تم نے دیکھی) ایک فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا۔ انھوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! فتنہ کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے[2] اور آپس میں خونریزیاں کریں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کے درمیان میں فرق (کر کے اس لڑائی کی کیفیت کو بیان) کیا اور (فرمایا کہ) ایک مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگا۔ بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھے گا اگر تم (اس فتنہ سے پہلے) مر گئے تو یہ فتنہ تمہارے بیٹے پر آئے گا اور اگر تمہارا بیٹا مر گیا تو یہ فتنہ تم پر آئے گا۔ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ سے دعاء فرمائیے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے چنانچہ آپؐ نے ان کے لئے دعاء کی۔

مسند سعید بن مسیّب رحمہ اللہ مرسلاً

۲- روایت {ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں} حاکم نے بروایت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن

[1] اسکے معنے یہ ہیں شعلہ شعلہ بینا اور نابینا مطلب یہ کہ اس آگ سے شعلے نکل رہے تھے اور بینا و نابینا سب کو اپنے اندر گھسیٹ رہی تھی۔ [2] امام سے مراد حضرت عثمانؓ اور آپس میں خونریزیاں اور لڑائیاں جن کو بہت قریب العہد فرمایا جمل و صفین کی لڑائیاں ہیں۔

عن سعید بن المسیب قال کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا۔

سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکر صدیقؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں بجائے وزیر کے تھے اور ان سے آپؐ اپنے تمام کاموں میں مشورہ کرتے تھے اور وہ آپؐ کے ثانی تھے اسلام میں اور آپؐ کے ثانی تھے غار میں اور آپؐ کے ثانی تھے عریش بدر میں اور آپؐ کے ثانی ہیں قبر میں اور حضرت انؐ کے اوپر کسی کو مقدم نہ کرتے تھے۔

قال ابو عمر فی ترجمۃ ابی بکر الصدیق تعلیقا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض من لم یشہد بدرا وقد راٰہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من ھو خیر منک۔

اور ابو عمرؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تذکرہ میں تعلیقاً لکھاہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو اہلِ بدر میں سے نہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے آگے چل رہا تھا فرمایا کہ تم اُس شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔

ومن مسند عبد اللہ بن حنطب مرسلاً

مسند عبد اللہ بن حنطب رحمہ اللہ مرسلاً

ا۔ روایت

حدیثہ فی فضیلۃ الشیخین رضی اللہ عنہما اخرج الترمذی والحاکم من حدیث عبد العزیز بن عبد المطلب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای ابابکر وعمر فقال ھذان السمع والبصر۔

{ان کی حدیث فضیلتِ شیخینؓ رضی اللہ عنہما کے متعلق} ترمذی اور حاکم نے بروایت عبد العزیز بن عبد المطلب ان کے والد سے انھوں نے ان کے دادا عبد اللہ بن حنطب سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونوں (جسم دین کے) کان اور آنکھ ہیں۔

قول محمد بن سیرینؒ

اخرج الترمذی من طریق حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین قال ما اظن رجلا ینتقص ابابکر وعمر یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

قول محمد بن سیرین رحمہ اللہ

ترمذی نے بروایتِ حماد بن زید ایوب سے انھوں نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نہیں خیال کرسکتا کہ جو شخص ابوبکرؓ وعمرؓ کی تنقیص کرتا ہو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

ذکر شیء من اقوال السادۃ الاشراف

ساداتِ[1] اشراف کے چند اقوال

قول الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

اخرج ابو یعلی من طریق ابی مریم

قول حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

۴۔ روایت

ابو یعلیٰ نے بروایت ابو مریم

---

[1] سادات جمع ہے سید کی سید کے معنے سردار چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا تھا کہ ابنی ھذا سید یعنے یہ میرا بیٹا سید ہے کہ اس کے ذریعہ سے اللہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا اسی وجہ سے حضرت حسنؓ کی اولاد کو اور بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت حسینؓ کی اولاد کو بھی سید کہتے ہیں۔

رضیع الجارود قال کنت بالکوفة فقام الحسن بن علی خطیباً فقال یا ایھا الناس رأیت البارحة فی منامی عجباً رأیت الرب تعالیٰ فوق عرشه فجاء رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء ابوبکر فوضع یدہ علی منکب رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ علی منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیدہ رأسه فقال رب سل عبادك فیم قتلونی قال فانثعب من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلیّ الا تری ما یحدّث به الحسن قال یحدث بما رأی۔

واخرج ابویعلیٰ من طریق اٰخر عن الحسن بن علی قال لا اُقاتل بعد رؤیا رأیتھا رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم واضعاً یدہ علی العرش ورأیت ابابکر واضعاً یدہ علی النبی صلی الله علیه وسلم ورأیت عمر واضعاً یدہ علی ابی بکر ورأیت عثمان واضعاً یدہ علی عمر ورأیت دماءً دونھم فقلت ما ھذہ الدماء فقیل دماء عثمان یطلب الله به۔

وذکر المحب الطبری عن ابن السمان انه اخرج فی کتابه عن الحسن بن علی

جو جارود کے رضاعی بھائی تھے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں کوفہ میں تھا کہ حضرت حسن بن علی خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے آج شب کو ایک عجیب خواب دیکھا میں نے اللہ تعالیٰ کو عرش کے اُوپر دیکھا پھر (دیکھا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر ابوبکرؓ آئے اور اُنھوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ لیا پھر عمرؓ آئے اور اُنھوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے شانہ پر رکھ لیا پھر عثمانؓ آئے اور (اس ہیئت سے آئے کہ) اُن کے ہاتھ میں اُن کا سر تھا اور اُنھوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھ کہ اُنھوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا؟ پس آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین کی طرف جاری کردیئے گئے۔ کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حسنؓ کیا بیان کررہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو کچھ اُنھوں نے دیکھا ہے وہ بیان کررہے ہیں۔

اور ابویعلےٰ نے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ میں تو اب نہ لڑوں گا اس خواب کے بعد جو میں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ عرش پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑے ہیں اور ابوبکرؓ کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ابوبکرؓ (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور اُن کے پیچھے میں نے دیکھا کہ بہت (آدمیوں کے) خون بہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ خون کیسے ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ خون وہ ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ عثمانؓ کا قصاص لینا چاہتا ہے۔

اور محب طبری نے ابن السمان سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے ایک تحریر حضرت حسن بن علیؓ کی نکالی (جس میں

قال لا اعلم علیاً خالف عمر ولا غیر شیئاً مما صنع حين قدم الكوفة.

وذكر ايضاً عنه في كتاب الموافقة انه اخرج عن ابی جعفر قال بينما عمر يمشی في طريق من طرق المدينة اذ لقيه علی ومعه الحسن والحسين رضی الله عنهم فسلم عليه علی واخذ بيده فاكتنفاهما الحسن والحسين عن يمينهما وشمالهما قال فعرض له من البكاء ما كان يعرض فقال له علی ما يبكيك يا امير المؤمنين قال عمر ومن احق منی بالبكاء يا علی وقد وليت امر هذه الامة احكم فيها ولا ادری امسیء انا ام محسن فقال له علی والله انك لتعدل في كذا وتعدل في كذا قال فما منعه ذلك من البكاء ثم تكلم الحسن بما شاء الله فذكر من ولايته وعدله فلم يمنعه ذلك فتكلم الحسين بمثل كلام الحسن فانقطع بكاؤه عند انقطاع كلام الحسين فقال اتشهدان بذلك يا ابنی اخی فسكتا

لکھا ہوا تھا) کہ میرے علم میں حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کبھی نہیں کی نہ کوفہ میں آکر اُن باتوں میں کچھ تغیر کیا[1] جو حضرت عمرؓ نے رائج کی تھیں۔

اور نیز محب طبری سے کتاب الموافقۃ میں منقول ہے کہ انھوں نے ابو جعفر (یعنے حضرت باقرؒ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز حضرت عمرؓ مدینہ کی کسی گلی میں جارہے تھے کہ ان کو حضرت علیؓ ملے اور حضرت علیؓ کے ہمراہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے حضرت علیؓ نے انھیں سلام کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا حسنینؓ نے داہنی اور بائیں جانب سے دونوں کو گھیر لیا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت عمرؓ پر رونے کی حالت طاری ہوئی جیسا کہ اکثر ہوا کرتی تھی حضرت علیؓ نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنینؓ! آپ کیوں روتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہیئے اے علیؓ! میں اس امت کے کاموں کا والی ہوا اور اس کے متعلق احکام نافذ کیا کرتا ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں بُرا کرتا ہوں یا اچھا۔ حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم آپ ایسا انصاف کرتے ہیں ایسا انصاف کرتے ہیں۔ مگر اُن کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسنؓ نے کچھ گفتگو کی جو اللہ کو منظور تھی اور انھوں نے بھی ان کی حکومت اور عدل کی تعریف کی مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسینؓ نے ویسی ہی گفتگو کی تو حضرت حسینؓ کا کلام ختم ہوتے ہی ان کا رونا موقوف ہوگیا اور انھوں نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجو! کیا تم اس (میرے عدل و انصاف) کی گواہی (خدا کے سامنے) دوگے تو دونوں چپ ہوگئے

[1] شیعوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ حضرت علی مرتضٰے نے حضرت فاروقِ اعظم کی جاری کی ہوئی کسی بات میں کچھ تغیر نہیں کیا اُن کی معتبر روایات اس مضمون کو صاف صاف بتارہی ہیں مگر شیعہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جناب امیرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی شیخین کی مخالفت کرنے پر قادر نہ تھے کیونکہ جمہور اسلام شیخینؓ کے اس درجہ معتقد تھے کہ اگر جناب امیر کے مُنہ سے انکے خلاف کوئی بات سُنتے تو فوراً جناب امیر کو قتل کردیتے۔ یہ تاویل قاضی نور اللہ شوستری نے احقاق الحق میں اور سلطان العلماء سید محمد مجتہد نے بوارق میں اور نیز ان کے بہت سے علماء نے کی ہے ان سب کی عبارتیں مناظرۂ حصہ دوم میں ہیں اور روضہ کافی مطبوعہ لکھنؤ کے صـ ۲۹ میں ہے کہ خود جناب امیرؓ نے فرمایا کہ اگر میں خلفائے سابقین کے احکام کی مخالفت کروں تو لتتفرق عنی جندی یعنے میرا لشکر مجھ سے جدا ہو جائے یہ سب کچھ اگر مان لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ اس قدر حُسن عقیدت شیخینؓ کے ساتھ اس زمانے کے مسلمانوں کو کیوں تھی؟ اس کا کوئی جواب کسی شیعہ کے پاس نہیں ہے۔

فنظر الی ابیہما فقال علیؓ اشہدا انا معکم شہید۔

قول اولاد حسن بن علیؓ

اخرج عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند عن الحسن بن زید بن حسن قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علیؓ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابوبکر وعمر فقال یا علی ہذان سیدا اکہول اہل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین۔

وذکر المحب الطبری عن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علیؓ بن ابی طالب وقد سئل عن ابی بکر وعمر فقال افضلہما واستغفر لہما فقیل لہ لعل ہذا تقیۃ وفی نفسک خلافہ قال لا نالتنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت اقول خلاف ما فی نفسی۔

وعنہ وقد سئل عنہما فقال صلی اللہ علیہما وسلم ولا صلی اللہ علی من لم یصل علیہما۔

وروی عن الحسن المثلث اخی عبد اللہ المذکور انہ قال لرجل ممن یغلو فیہم ویحکم احبونا باللہ فان اطعنا اللہ فاحبونا

اور اپنے والد کی طرف دیکھنے لگے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم بھی اس کے گواہ بنو اور میں بھی تمہارے ساتھ (اس کا) گواہ ہوں۔

قول اولاد حسن بن علی رضی اللہ عنہ

۴۔ روایت

عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند میں حسن بن زید بن حسن سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سامنے سے آ گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؓ! یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے بعد جنّت کے بوڑھوں اور جوانوں سب کے سردار ہیں۔

اور محب طبری نے عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو (تمام صحابہؓ سے) افضل سمجھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہوں کسی نے ان سے کہا کہ شاید یہ تقیہ[1] ہے آپ کے دل میں اس کے خلاف ہے انھوں نے فرمایا مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اپنے دل کے خلاف کہتا ہوں۔

اور نیز ان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ صلے اللہ علیہما وسلم (اللہ صلوٰۃ وسلام نازل کرے ان پر) اور جو شخص ان کے لئے طلب رحمت نہ کرے اس پر اللہ رحم نہ کرے۔

اور حضرت حسن مثلث برادر حضرت عبد اللہؓ مذکور سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص سے جو بنی فاطمہ کی محبت میں غلو رکھتا تھا فرمایا کہ تمہاری خرابی ہو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرو (یعنی) اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو

---

[1] شیعہ بزرگان اہل بیت کے تمام اقوال کو جو خلاف مذہب شیعہ ہیں تقیہ پر محمول کرتے ہیں یعنے کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے دل ان کا کچھ اور تھا زبان کچھ اور تھی اور کہتے ہیں کہ وہ اپنا اصل مذہب ہم سے تنہائی میں بیان کرتے تھے مگر اس شدید قسم کے بعد جو حضرت عبد اللہؓ نے کھائی اہل سنت کی جرأت تو نہیں ہے کہ ان کو جھوٹا کہیں۔

وان عصينا الله فابغضونا فقال له رجل انكم ذو قرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم و اهل بيته فقال ويحكم لو كان الله نافعا بقرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم بغير عمل بطاعته لنفع بذلك من هو اقرب اليه منا اباه و امه والله انى اخاف ان يضاعف الله للعاصى منا العذاب ضعفين والله انى لارجوان يؤتى المحسن منا اجره مرتين ثم قال لقد اساء بنا اباءنا و امهاتنا ان كان ما تقولون من دين الله ثم لم يخبرونا به و لم يطلعونا عليه و لم يرغبونا فيه و نحن كنا اقرب منهم قرابة منكم واوجب عليهم واحق ان يرغبونا فيه منكم و لو كان الامر كما تقولون ان الله جل و علا و رسوله صلى الله عليه وسلم اختار عليا لهذا الامر والقيام على الناس بعده فان عليا اعظم الناس خطيئة وجرما اذ ترك امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقوم فيه كما امره و يعذر الى الناس فقال الرافضى الم يقل النبى صلى الله عليه وسلم لعلى

اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض رکھو تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار اور آپکے اہل بیت ہیں (ہم آپ سے بغض کیسے رکھ سکتے ہیں) اُنھوں نے فرمایا تمھارا خرابی ہو اگر اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بغیر اپنی عبادت کے کسی کو نفع دیتا تو جو ہم سب سے زیادہ حضرتؐ کے قرابت دار ہیں یعنے حضرتؐ کے والدین اُن کو ضرور نفع دیتا۔ واللہ میں اس بات کا خوف رکھتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے نافرمانی کرے گا اللہ اُس کو دُگنا عذاب دے گا اور واللہ میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے نیک کام کرے گا اللہ اُس کو دُگنا ثواب دے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ (اے لوگو) ہمارے باپ اور ماں نے ہمارے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا اگر جو کچھ تم بیان کرتے ہو وہ دینِ خدا ہو کہ اُنھوں نے ہم کو اس کی خبر نہ دی اور ہم کو اس سے مطلع نہ کیا اور ہم کو اس کی ترغیب نہ دی حالانکہ ہم تم سے زیادہ ان کے قریب تھے اور تم سے زیادہ ہمارا حق ان پر تھا کہ وہ ہم کو دین کی تعلیم دیتے اور اگر بقول تمھارے اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ کو رسولؐ کے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا ہوتا تو علی رضؓ سب سے زیادہ خطا کار اور سب سے زیادہ مجرم ہوئے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ترک کر دیا (اُن کو) چاہیے تھا کہ خلافت اپنے متعلق کر لیتے جیسا کہ اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور لوگوں کے سامنے (یہی) عذر کر دیتے (کہ میں مجبور ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے) تو رافضی نے اُن سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ

ؔ۱ اس قسم کا کلام ائمہ اہل بیت سے کتب شیعہ میں بھی مروی ہے چنانچہ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۱۱۴ میں ہے کہ حضرت امام زید شہید سے احول (شیعہ) نے ایک مرتبہ یہ ذکر کیا کہ خدا کی طرف سے ایک امام منصوص واجب الطاعۃ ہوتا ہے جیسے تمھارے باپ یعنی امام زین العابدین تھے یا تمھارے بھائی امام باقر ہیں تو حضرت زید شہید نے فرمایا کنت اجلس مع ابی على الخوان فيلقمنى البضعة السمينة و يبرد لى اللقمة الحارة حتى تبرد شفقة على و لم يشفق على من حر النار اذ اخبرك بالدين و لم يخبرنى به یعنے میں اپنے والد کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتا تو چکنی چکنی بوٹیاں مجھے کھلاتے اور گرم نوالہ میرے لئے ٹھنڈا کرتے اس قدر مجھ پر شفقت کرتے مگر دوزخ کی آگ کا میرے لئے کچھ خیال نہ کیا کہ دین کی باتیں تجھے بتائیں مجھے نہ بتائیں۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال اما واللہ لو یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بذلک الامر والسلطان والقیام علی الناس لافصح بہ کما افصح بالصلوٰۃ والزکوٰۃ والصیام والحج ولقال ایھا الناس ان ھذا الولی بعدی فاسمعوا واطیعوا۔

من کنت مولاہ یعنے میں جس کا مولی ہوں علی رض بھی اس کے مولی ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ آگاہ رہو اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے خلافت اور سلطنت اور لوگوں کی حکومت مراد لیتے تو صاف صاف بیان فرما دیتے جس طرح نماز کو اور زکوٰۃ کو اور روزے کو اور حج کو صاف صاف بیان فرمادیا اور یقیناً اس طرح فرماتے کہ اے لوگو! یہ میرے بعد ولی ہے تم لوگ (اس کا حکم) سنو اور مانو۔

ومن قول اولاد الحسین رضی اللہ عنھم

قول اولاد حسین رضی اللہ عنہ

۸۔ روایت

اما مرفوعاً فقد اخرج الترمذی عن الزھری عن علی بن الحسین عن علی بن ابی طالب قال کنت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاٰخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرھما

{مرفوع حدیثیں} ترمذی نے زہری سے انھوں نے علی بن حسین رض (زین العابدین) سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سامنے سے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں پیران اہل جنت کے سردار ہیں اگلوں کے بھی اور پچھلوں کے بھی سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اے علی رض! تم (اس کی) خبر اُن دونوں کو نہ دینا۔

واما موقوفاً فقد اخرج احمد فی مسند ذی الیدین عن ابی حازم قال جاء رجل الی علی بن الحسین فقال ماکان منزلۃ ابی بکر وعمر من النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال منزلتھما الساعۃ۔

{موقوف حدیثیں} امام احمد رح نے حضرت ذوالیدین رض کے مسند میں ابو حازم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص علی بن حسین (زین العابدین) کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں کس قدر تھا؟ فرمایا جس قدر اب ہے۔

واخرج الحاکم من طریق عبداللہ بن عمر بن ابان قال حدثنا سفیان بن عیینۃ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبداللہ ان علیاً دخل علی عمر وھو مسجی فقال صلے اللہ علیک ثم قال مامن الناس احد احب الی ان القی اللہ بما فی صحیفتہ من ھذا المسجی۔

اور حاکم نے بروایت عبداللہ بن عمر بن ابان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے سفیان بن عیینہ نے جعفر (صادق) ابن محمد (باقر) سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت جابر رض بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رض حضرت عمر رض کے جنازے پر گئے اُن کے جسم پر چادر پڑی ہوئی تھی تو حضرت علی رض نے کہا کہ (اے عمر رض!) اللہ آپ پر رحمت نازل کرے اس کے بعد کہا کہ اس چادر پوش سے زیادہ کوئی شخص نہیں ہے کہ اس کے جیسے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنے کی میں آرزو کروں۔

واخرج محمد بن الحسن عن ابی حنیفة قال حدثنا ابوجعفر محمد بن علی قال جاء علی بن ابی طالب الی عمر بن الخطاب حین طعن فقال رحمك الله فوالله ما فی الارض احدًا كنت القی الله بصحيفته احبُّ الیَّ منك۔

وروی عن ابن ابی حفصة قال سألتُ محمد بن علی وجعفر بن محمد عن ابی بكر وعمر فقالا اماما عدل نتولاهما ونتبرأ من عدوهما ثم التفت الی جعفر بن محمد فقال یا سالم أیسبُّ الرجلُ جدَّه ابوبكر الصدیق جدی لا تنالنی شفاعة جدی محمد صلی الله علیه وسلم ان لم اكن اتولاهما واتبرأ من عدوهما۔

وعن ابی جعفر انه قال من جهل ابی بكر وعمر جهل السنة وقیل له ما تری فی ابی بكر وعمر فقال انی اتولاهما واستغفر لهما فما رأیت احدًا من اهل بیتی الا وهو یتولاهما۔

اور (امام) محمد بن حسن نے (امام اعظم) ابوحنیفہؒ[1] سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم سے ابوجعفر یعنے محمد بن علی (باقر) نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس گئے جب کہ وہ زخمی ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے اللہ کی قسم زمین میں آپ کے بعد اب کوئی نہیں ہے کہ اس کے ایسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملنے کی میں آرزو کروں۔

اور نیز (امام) محمدؒ نے ابن ابی حفصہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے محمد بن علی (باقر) اور جعفر بن محمد (صادق) سے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کی بابت پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ وہ دونوں امام تھے عادل تھے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کے دشمن سے بیزار ہیں۔ اس کے بعد جعفر بن محمد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سالم! کیا کوئی شخص اپنے نانا کو بُرا کہے گا۔ ابوبکر صدیقؓ میرے نانا[2] ہیں مجھے میرے جد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں اور اُن کے دشمن سے بیزار نہ ہوں۔

اور ابوجعفر (باقر) سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا جس نے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت (رسولؐ) سے جاہل رہا اور اُن سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کی نسبت کیا کہتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا میں ان سے محبّت رکھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبّت کرتے تھے۔

[1] امام ابوحنیفہؒ نے امام باقر سے بعض بعض روایتیں نقل کی ہیں اس بنا پر شیعوں کے امام اعظم شیخ حلی نے منہاج الکرامۃ میں لکھ دیا کہ امام ابوحنیفہؒ نے امام جعفر صادق سے پڑھا ہے حالانکہ ان کی روایت امام باقر سے ہے نہ کہ امام صادق سے اور قطع نظر اس سے روایت تو اکابر اصاغر سے بھی کرتے ہیں اس سے پڑھنا لازم نہیں آتا شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں لکھتے ہیں کہ رافضی کا یہ کہنا کہ ابوحنیفہؒ نے صادق سے پڑھا بالکل جھوٹ ہے ابوحنیفہؒ تو ان کے ہمسر لوگوں میں ہیں ابوحنیفہ صادق کے والد امام باقر کی زندگی میں فتوی دیا کرتے تھے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ ابوحنیفہؒ نے ایک مسئلہ بھی صادق یا اُن کے والد سے سیکھا ہو بلکہ ابوحنیفہؒ نے اُن لوگوں سے علم حاصل کیا ہے جو ان سے زیادہ عمر رکھتے تھے مثل عطا بن ابی رباح اور حماد وغیرہ کے۔ اس مقام پر ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفہ میں جو امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد حضرت جعفر صادق ہونا لکھا تو شیعوں نے انکی تکذیب کر دی حالانکہ خود انہی کا امام شیخ حلی لکھتا ہے کہ اہلسنت کو نہ اسکا دعوی ہے نہ وہ حضرت صادق کی شاگردی امام ابوحنیفہ کے لئے باعثِ مفاخرت سمجھتے ہیں۔ [2] امام جعفر صادق حضرت صدیقؓ کے پوتے کے نواسے ہیں انکی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ہیں۔

وسئل عن قوم یسبّون ابابکر
وعمر فقال اولئک المرّاق
وعنه قال من شك فیهما
کمن شك فی السنّة وبغض
ابی بکر وعمر نفاق وبغض
الانصار نفاق انه کان بین
بنی هاشم وبین بنی عدی
وبنی تیم شحناء فی الجاهلیّة
فلما اسلموا تحابّوا ونزع الله
ذلک من قلوبهم حتی
ان ابابکر اشتکی خاصرته
فکان علیؓ یسخن یده
بالنار ویضمد بها خاصرة
ابی بکر ونزلت فیهم هذه
الآیة ونزعنا ما فی صدورهم
من غلّ اخوانا علی سرر
متقابلین۔

فذلکۃ الفصل

وآں موقوف است بر تمهید مقدمه
شرائع ملت محمدیه علی صاحبها
الصلوٰة والسلام دو قسم
است قسمے آنست که پرده ازروئے
حقیقت دراں قسم برانداخته شد
وتکلیف ناس بآں متحقق گشت اگر کسے
بشبهه ضعیف متمسک شده بخلاف
آں قائل شود معذور نه گردد

اور نیز ان سے پوچھا گیا کہ جو لوگ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ
کو برا کہتے ہیں (وہ کیسے ہیں؟) انھوں نے فرمایا وہ بے دین ہیں۔
اور نیز ان سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جس نے حضرت
ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ (کی افضلیت) میں شک کیا وہ مثل اس کے
ہے جس نے سنّت (رسولؐ کی حقیقت) میں شک کیا۔ حضرت
ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کا بغض علامتِ نفاق ہے اور انصار کا
بغض دلیل نفاق ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بنی ہاشم اور
بنی عدی اور بنی تیم کے درمیان میں کچھ کینہ تھا مگر جب یہ لوگ
اسلام لائے تو باہم دوست بن گئے اور اللہ نے اُن کے
دلوں سے کینہ نکال دیا یہاں تک کہ ایک روز حضرت ابوبکرؓ
کے کولہے میں درد تھا تو علیؓ اپنے ہاتھ کو گرم کر کے حضرت
ابوبکرؓ کے کولہے کو سینکتے تھے۔ انھیں لوگوں کے متعلق یہ
آیت نازل ہوئی ونزعنا الآیة (ترجمہ) ہم نے نکال دیا
جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ وہ بھائی بھائی (بنے ہوئے)
تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (جنت میں) بیٹھے ہوں گے۔

فذلکہ[1] فصل (چہارم)

وہ (مضمون جو ہم اب بیان کرنا چاہتے ہیں) ایک مقدمہ
کی تمہید پر موقوف ہے۔

مقدّمہ

ملّتِ محمدیہ {علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام} کے احکام
دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم وہ ہیں کہ اُن میں اصل حقیقت سے
پردہ اٹھا دیا گیا (اور شریعت نے اُن کو صاف کھول کر
بیان کر دیا) اور لوگوں کا اُن احکام کے ساتھ مکلف ہونا ثابت
ہو چکا اب اگر کوئی شخص کسی کمزور شبہ کو دستاویز بنا کر ان
احکام کی مخالفت کرے تو وہ (عند اللہ) معذور نہ ہوگا

[1] فذلکہ خلاصہ کو کہتے ہیں یہ لفظ زیادہ تر اہل حساب کی تحریرات میں استعمال ہوتا ہے۔ فذلکۃ الحساب خلاصۂ حساب کو کہتے ہیں۔

ومقلد آں قائل نیز معذور نباشد فی الحقیقۃ
مدار شریعت ہماں احکام است و تسنن و
ابتداع بقبول و ردّ آں منوط و عندکم
من اللہ فیہ برہان برآں صادق
وآں ماخوذ است از صریح کتاب یا صریح
سُنّتِ مشہورہ یا اجماع طبقۂ اولے یا
قیاس جلی بر کتاب و سنت چوں حکمے باین
وجہ ثابت شود مجال خلاف نماند و مخالف
معذور نباشد مثل انکارِ زکوٰۃ بعد
وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ
رضوان اللہ علیہم دراں باب مذاکرہ کردند
آخرہا بقول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
رجوع نمودہ ہمہ باجمعہم قتال آں جماعہ
پیش گرفتند قدریہ و مُرجیہ و خوارج
و روافض درہمین منزلت اند و در
احادیث صحیحہ ذم و تشنیع ایں ہر چہار
مذکور است۔

قسم دیگر آنست کہ پردہ از روئے کار برانداختہ نشد
و تکلیف ناس بآں جہرۂ متحقق نگشت بلکہ اختلاف ادلہ
یا عدم شیوع احادیث دراں مسئلہ حجاب چہرۂ مقصود
آمد یا دلیلے صریح دراں باب یافتہ نشد استنباطات
و اقیسہ شذر و مذر رفتند و ایں قسم مجتہد فیہ است
جمعے گویند کل مجتہد مصیبٌ و طائفہ
المصیبُ واحدٌ والآخر معذورٌ گویند
و تحقیق نزدیک بندۂ ضعیف عفی عنہ تفصیل
است اگر خبرِ واحد صادق بیکے رسید
و بدیگرے نرسید اوّل مصیب است و آخر
معذور و اگر منشأ اختلاف تعدد طرق جمع
بین الدلیلین است یا قیاس خفی

اور نہ اس مخالف کا مقلد معذور ہوگا در حقیقت شریعت کی
بنا الٰہی احکام پر ہے اور سُنّی اور بدعتی ہونا الٰہی احکام کے
قبول اور رد سے وابستہ ہے (اگر قبول کیا تو سُنّی۔ رد کیا تو بدعتی)
اور عندکم من اللہ فیہ برہان اسی قسم (کے احکام)
پر صادق ہے اور یہ احکام (وہ ہیں جو) صریح قرآن یا صریح حدیث
مشہور سے یا طبقۂ اولے کے اجماع سے یا قرآن و حدیث پر قیاس
جلی کر کے نکالے گئے ہیں۔ جب کوئی حکم (شریعت کا) اس طریقہ
سے ثابت ہوجائے تو اُس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہتی اور
مخالف (ایسے حکم کا) معذور نہیں ہوتا جیسے انکار زکوٰۃ کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابۂ رضوان اللہ علیہم
نے اس بارہ میں مباحثہ کیا آخر سب نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
کے قول کی طرف رجوع کیا (کہ منکرِ زکوٰۃ معذور نہ سمجھا جائے)
اور سب نے بالاتفاق منکرینِ زکوٰۃ سے قتال شروع کردیا۔
قدریہ اور مرجیہ اور خوارج اور روافض اسی درجہ میں ہیں
(جس میں منکرینِ زکوٰۃ تھے) صحیح حدیثوں میں ان چاروں
(فرقوں) کی مذمت و تشنیع مذکور ہے۔

دوسری قسم وہ ہیں کہ ان میں اصل حقیقت سے پردہ
نہیں اٹھایا گیا اور لوگوں کا ان احکام کے ساتھ مکلف ہونا واضح
طور پر ثابت نہ ہوا بلکہ دلائل کا اختلاف یا حدیثوں کا شائع
نہ ہونا اس مسئلہ میں چہرۂ مقصود کا حجاب بن گیا یا کوئی صریح
دلیل اس مسئلہ میں ملی ہی نہیں استنباطات اور قیاسات
مختلف جانب گئے اس قسم کے احکام میں اجتہاد کیا جاتا ہے۔
ایک جماعت کا قول ہے کہ ہر مجتہد صواب پر ہے اور بعض لوگوں
کا قول ہے کہ صواب پر صرف ایک مجتہد ہے اور دوسرے مجتہد
معذور ہیں مگر اس بندۂ ضعیف کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ
یوں تفصیل کی جائے کہ اگر حدیث واحد ثقہ ایک مجتہد کو پہنچی
اور دوسرے کو نہ پہنچی تو جس کو پہنچی وہ صواب پر ہے جس کو
نہ پہنچی وہ معذور ہے اور اگر منشاء اختلاف کا جمع بین الدلیلین
کی صورتوں کا متعدد ہونا یا کوئی قیاس خفی ہے تو (ایسی حالت

ہر دو مصیب اند زیرا کہ مراد حالتِ شدّ موافقت
شارع است و گردن نہادن بحکم او ہر یکے آں موافقت
را بجا آورد و مذاہب فقہاء اہلسنت باہم ہمیں قسم
در ترددمات افتادہ اند و ہمہ مقبول اند۔

غرض دریں فصل بلکہ دریں فصول بیان آنست
کہ ثبوت قرشیت و سوابق اسلامیہ و بشارت بجنّت
و غیر آں خلفائے راشدین را از قسم اوّل ست
حجۃ اللہ بر منکران آنہا قائم است و شبہات
رکیکۂ ایشاں عند اللہ معذور نہ ساخت
ایشاں را و منکر ایشاں مبتدع است دور
از حق برہان اللہ او را از بساطِ محمدین علی
متبوعھم افضل الصلوات وایمن التحیات
مطرود و مہجور گردانیدہ بل علیٰ مُکَفِّرَۃ عند
البعض و مُفَسِّقَۃ اشدّ الفسق عند
الآخرین باز اشتراط قرشیت و سائر
خصال سبعۂ مذکورہ در خلافتِ خاصہ بآیات
و احادیثِ صحیحہ و آثار صحابہ ثابت است
باز خلافت خلفاء در شریعت ثابت است
صحابہ و تابعین در اثباتِ آں مسالک متعددہ سلوک
نمودہ اند و ہر مسلکے دلالت دارد اما قطعیۃً و اما ظنیۃً
چوں ہمہ را با جمعہا تأمل کنیم متواتر بالمعنے گردد و
عموماتِ آیات و اشارات و قرائن آں چوں باں
یار شود افادہ قطع فرماید۔

چوں ایں مقدمہ مہید شد می گوئیم آں بودنِ خلفاء
از قریش و بودن ایشاں از سابقین در
اسلام و بودنِ ایشاں از مہاجرین اوّلین
و شہود ایشاں در بدر و حدیبیۃ و سائر
مشاہد خیر مقطوع بہ است مخالف را
مجال انکار نیست و اطالتِ کلام دراں

میں) دونوں مجتہد صواب پر ہیں کیونکہ مقصد (اصلی) ایسی
حالت میں شارع کی موافقت کرنا اور اس کے حکم پر گردن رکھ دینا
ہے اور (صورت مذکورہ میں) ہر مجتہد اس موافقت کو بجالایا
فقہائے اہلِ سنّت کے مذاہب میں باہم اسی قسم کا اختلاف
ہے اور سب مقبول ہیں۔

(ہماری) غرض اس فصل میں بلکہ ان تمام فصول میں
اس بات کا بیان کرنا ہے کہ خلفاء راشدین کے لئے قرشیت
اور سوابقِ اسلامیہ کا اور جنتی ہونے کا اور نیز دوسرے
فضائل کا ثبوت قسم اوّل میں (داخل ہے) اور حجتِ الٰہی
اُن کے منکروں پر قائم ہے اور اُن کے کمزور شبہات نے
اُن کو عند اللہ معذور نہیں بنایا جو شخص ان کا منکر ہے وہ
بدعتی ہے، حق سے دور ہے برہانِ الٰہی نے اُس کو محمدین (علی
متبوعھم افضل الصلوٰۃ وایمن التحیات) کے مسند سے
نکال دیا ہے (یہ) بدعت (ان کی) بعض (علماء) کے نزدیک
کافر بنانے والی اور بعض کے نزدیک سخت فاسق بنا دینے
والی ہے۔ پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) قرشیت اور باقی صفات
ہفت گانہ مذکورہ کا خلافت خاصہ میں شرط ہونا آیات اور
احادیثِ صحیحہ اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے پھر (یہ بھی واضح
رہے) کہ خلفاء کی خلافت شریعت میں ثابت ہے۔ صحابہ و
تابعین نے اس کے ثابت کرنے میں متعدد طریقے اختیار کئے
ہیں اور ہر طریقہ (حقیقتِ خلافت پر) دلالت کرتا ہے خواہ
وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جب ہم ان سب استدلالوں
کو جمع کرتے ہیں تو وہ متواتر بالمعنے ہو جاتے ہیں اور جب
آیتوں کے عموم اور اشارے اور اُن کے قرینے ان استدلالوں
کے ساتھ مل جاتے ہیں تو وہ استدلال قطعی ہو جاتے ہیں۔

جب یہ مقدمہ بیان ہو چکا تو اب ہم کہتے ہیں کہ خلفاء کا
قریشی ہونا اور سابقین اسلام سے ہونا اور مہاجرین اوّلین
سے ہونا اور بدر و حدیبیہ اور دوسرے مشاہد خیر میں شریک ہونا
قطعی ہے کسی مخالف کو انکار کی گنجائش نہیں ہے اس میں زیادہ

شبیہ بلغوے نماید مع ہذا فصلے ازاں در
آثار ایشاں بالبلغ وجوہ مذکور خواہد شد غیر آن
آنکہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ در بدر و بیعۃ الرضوان
و مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ در تبوک حاضر نبودند
لیکن حکم حاضرین داشتند چنانکہ بیاید
اما آنکہ قرشیت شرط خلافت اختیاریہ
است ولیس الکلام فی الخلافۃ
الضروریۃ پس باحادیث بسیار
ثابت است۔
از انجملہ حدیث صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ مرفوعاً الایمۃ من قریش
وموقوفا لم یعرف ھذا الامر
الا لھذا الحی من قریش ھم
اوسط العرب دارا وحدیث حضرت
ذی النورین رضی اللہ عنہ وسعد بن
ابی وقاص مرفوعاً من اراد ھوان
قریش اھانہ اللہ وحدیث
حضرت مرتضیٰ مرفوعاً الا ان
الامراء من قریش ما قاموا
بثلاث ما حکموا فعدلوا و
ما عاھدوا فوفوا وما استرحموا
فرحموا وحدیث ابن عمر رض مرفوعاً
لا یزال ھذا الامر فی قریش
ما بقی فی الناس اثنان و
حدیث ابن عباس مرفوعاً
اللھم اذقت اول قریش نکالا
فاذق آخرھم نوالا اخرجہ
الترمذی وحدیث ابی موسیٰ
مرفوعاً ان ھذا الامر فی قریش

گفتگو کرنا مثل لغو (کام) کے معلوم ہوتا ہے تاہم کچھ حصہ
ان مباحث کا خلفاء کے مآثر میں عمدہ طریقہ سے مذکور ہوگا (شیخین رض
کے متعلق تو کوئی بات نکلتی ہی نہیں) سوا اس کے کہ ذوالنورین
رضی اللہ عنہ بدر اور بیعۃ الرضوان میں اور حضرت مرتضیٰ کرم
اللہ وجہہ تبوک میں حاضر نہ تھے مگر وہ بھی حاضرین کا حکم رکھتے
تھے جیسا کہ آیندہ بیان ہوگا (اب اس وقت اُن صفات کا
شرط خلافت ہونا اور خلفاء میں پایا جانا نہایت اختصار کے
ساتھ بیان کیا جاتا ہے)۔
قریشی ہونا یہ اس خلافت کی شرط ہے جو اپنے اختیار سے
قائم کی جائے ہماری گفتگو اس خلافت میں نہیں ہے جو
بضرورت قائم ہوتی ہو پس (اس کا شرط ہونا) بہت حدیثوں
سے ثابت ہے۔
از انجملہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی (روایت کی
ہوئی) مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے ہیں اور نیز اُن کی
موقوف حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) معلوم نہیں ہے تھا
مگر اسی قبیلہ قریش کے لئے جو باعتبار خاندان کے تمام
عرب سے بہتر ہے۔ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور
سعد بن ابی وقاص کی مرفوع حدیث ہے کہ جو شخص قریش
کو ذلیل کرنا چاہے اللہ اُس کو ذلیل کرے اور حضرت مرتضیٰ
کی مرفوع حدیث ہے کہ آگاہ رہو خلفاء قریش میں سے ہونے
چاہئیں جب تک کہ ان میں یہ تین[3] صفتیں قائم رہیں۔ اگر[1]
حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور[2] وعدہ کریں تو پورا
کریں اور[3] اگر اُن سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں۔
اور حضرت ابن عمر رض کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں
رہے گا جب تک کہ دو[2] قریشی بھی باقی رہیں اور حضرت ابن
عباس رض کی مرفوع حدیث ہے کہ (حضرت ص نے دعا مانگی) یا اللہ
جس طرح تو نے پہلے قریش کو بلا میں مبتلا کیا اسی طرح اخیر
میں ان پر انعام کر ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور
حضرت ابو موسیٰ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں رہے گا

ما داموا اذا استرحموا فرحموا الخ
وحديث ابی هريرة مرفوعًا الناس
تبعٌ لقريش فی هٰذا الشان مسلمهم
لمسلمهم وكافرهم لكافرهم وايضاً
حديث ابی هريرة مرفوعًا ان لقريش
حقًا ما حكموا فعدلوا وائتمنوا
فأدّوا واسترحموا فرحموا۔
وايضاً حديث ابی هريرة مرفوعًا
الملك فی قريش والقضاء فی الانصار
والاذان فی الحبشة والامانة
فی الازد وحديث جابر مرفوعًا
الناس تبعٌ لقريش فی الخير
والشر وحديث انس مرفوعًا الائمة
من قريش ان لهم عليكم حقا ولكم
عليهم حقا مثل ذلك ما ان
استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا
وان حكموا عدلوا فمن لم يفعل ذلك
منهم فعليه لعنة الله والملائكة
والناس اجمعين وحديث ابی برزة
الاسلمی مرفوعًا الامراء من قريش لكم
عليهم حقٌ ولهم عليكم حقٌ ما فعلوا
ثلاثًا كمثل حديث انس وحديث
ذی مخمر كان هٰذا الامر فی حمير فنزعه
الله منهم فجعله فی قريش الخ وحديث
معٰوية بن ابی سفيان مرفوعًا ان هٰذا الامر
فی قريش لا يعاديهم احدٌ الا كبّه الله
علی وجهه ما اقاموا الدين وحديث جابر
بن سمرة وابی جحيفة مرفوعًا لا يزال
الاسلام عزيزًا الی اثنی عشر خليفة

جب تک کہ (اُن میں یہ صفتیں قائم رہیں کہ) اگر ان سے رحم کی
خواہش کی جائے تو رحم کریں الخ۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع
حدیث ہے کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں۔ مسلمان
لوگ مسلمان قریشیوں کے اور کافر لوگ کافر قریشیوں کے اور
نیز حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ قریش کا حق ہے
جب تک (کہ اُن میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر) حکم بنائے جائیں تو
انصاف کریں۔ امین بنائے جائیں (حق امانت) ادا کریں اور
اُن سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں۔ اور نیز حضرت
ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ منصب خلافت قریش میں
ہے اور عہدۂ قضا انصار میں اور عہدۂ اذان حبشیوں
میں اور صفتِ امانت قبیلۂ ازد میں۔ اور حضرت جابرؓ کی
مرفوع حدیث ہے کہ لوگ قریش کے تابع ہیں نیکی میں بھی
بدی میں بھی۔ اور حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء
قریش سے ہیں بیشک (اے لوگو!) قریش کا تم پر حق ہے
اور اسی طرح تمہارا حق بھی قریش پر ہے جب تک (کہ قریش
میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر) اُن سے رحم کی خواہش کی جائے تو
رحم کریں اور وعدہ کریں تو اُس کو پورا کریں اور حاکم بنائے
جائیں تو انصاف کریں۔ جو شخص ان میں سے ایسا نہ کرے
اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت
اور ابو برزہ اسلمی کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے
ہیں (اے لوگو!) تمہارا حق قریش پر اور قریش کا حق تم پر
ہے جب تک کہ ان میں تینوں صفتیں باقی رہیں۔ اس کے بعد
حضرت انسؓ کی حدیث کے مثل ہے۔ اور حضرت ذی مخمرؓ کی
حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قبیلۂ حمیر میں تھا مگر اب
اللہ نے ان سے نکال کر اس کو قریش میں رکھا۔ اور حضرت معاذؓ
بن ابی سفیان کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش
میں ہے جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو سرنگون
کردے گا جب تک کہ قریش دین کو قائم رکھیں۔ اور حضرت
جابر بن سمرہ اور ابو جحیفہ کی حدیث ہے کہ بارہ خلفاء کے وقت تک اسلام غالب رہیگا

كلهم من قريش وحديث عمرو بن العاص مرفوعاً قريش ولاة الناس فى الخير والشر الى يوم القيمة اخرجه الترمذى واخرج الشافعى عن ابن ابى فديك عن ابن ابى ذيب عن مشايخه احاديث منها عن ابن شهاب انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قدموا قريشاً ولا تقدموها وتعلموا من قريش ولا تعالموها او تعلموها شك ابن ابى فديك ومنها عن حكيم بن ابى حكيم انه سمع عمر بن عبد العزيز وابن شهاب يقولان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهان قريشاً اهانه الله ومنها عن الحارث بن عبد الرحمن انه قال بلغنا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لولا ان يبطر قريش لاخبرتها بالذى لها عند الله عز وجل ومنها عن شريك بن ابى نمر عن عطاء بن يسار ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لقريش انتم اولى الناس بهذا الامر ما كنتم مع الحق الا ان تعدلوا عنه فتلحون كما تلحى هذه الجريدة يشير الى جريدة فى يده واخرج الشافعى عن يحيى ابن سليم عن عبد الله بن عثمان بن خيثم عن اسمعيل بن عبيد بن رفاعة الانصارى عن ابيه عن جده رفاعة ان النبى صلى الله عليه وسلم نادى ايها الناس ان قريشاً اهل امانة من بغاها العواثر كبه الله لمنخريه يقولها ثلثاً واخرج الشافعى عن عبد العزيز بن محمد عن يزيد بن الهاد ان محمد بن ابراهيم حدثه ان قتادة بن النعمان وقع بقريش فكانه نال منهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ سب خلفاء قریش سے ہوں گے۔ اور حضرت عمرو بن عاص رضؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ قریش قیامت تک سب لوگوں کے سردار ہیں نیکی میں بھی اور بدی میں بھی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور امام شافعیؒ نے ابن ابی فدیک سے انھوں نے ابن ابی ذیب سے انھوں نے اپنے مشائخ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ از انجملہ ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ اُن کو یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کو مقدم کرو تم خود ان سے مقدم نہ بنو قریش سے علم حاصل کرو تم خود ان کے معلم نہ بنو۔ اور از انجملہ حکیم بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ انھوں نے عمر بن عبد العزیزؒ اور ابن شہابؒ سے سُنا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو قریش کی توہین کرے اس کو اللہ ذلیل کرے۔ اور از انجملہ حارث بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے ہم کو خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر قریش میں فخر نہ پیدا ہو جاتا تو میں ان کو اس نعمت سے آگاہ کر دیتا جو اُن کے لئے اللہ عزوجل کے یہاں ہے۔ اور از انجملہ شریک بن ابی نمر سے روایت ہے کہ وہ عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فرمایا تم اس کام کے سب سے زیادہ حقدار ہو جب تک تم حق کے ساتھ رہو۔ ہاں جب تم حق سے ہٹ جاؤ گے تو اس طرح چھیل کر پھینک دیئے جاؤ گے جس طرح یہ شاخ خرما [ایک شاخ خرما آپؐ کے ہاتھ میں تھی اس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا] چھیلی جاتی ہے۔ اور امام شافعیؒ نے یحییٰ بن سلیم سے انھوں نے عبد اللہ بن عثمان بن خیثم سے انھوں نے اسمٰعیل بن عبید بن رفاعہ انصاری سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ان کے دادا رفاعہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) بلند آواز سے پکار کر فرمایا کہ اے لوگو! قریش اہلِ امانت ہیں جو شخص ان پر کوئی حادثہ لانا چاہے گا اللہ اس کو ناک کے بل گرا دے گا (یہی جملہ آپ نے تین مرتبہ (فرمایا) اور امام شافعیؒ نے عبد العزیز بن محمد سے انھوں نے یزید بن ہادی سے روایت کی ہے کہ محمد بن ابراہیم نے ان سے بیان کیا کہ قتادہ بن نعمان قریش کا ذکر کرنے لگے اور اُنکی برائی بیان کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مهلاً یا قتادة لا تشتم قریشاً فانك لعلك
ترى فیها رجالاً او یأتی منهم رجال
تحقر عملك مع اعمالهم وتغبطهم اذا
رأیتهم لولا ان تطغی قریش لاخبرتها
بالذی لها عند الله واخرج الشافعی
عن سفیان بن عیینة عن ابن ابی نجیح
عن مجاهد فی قوله تعالیٰ وانه لذکر
لك ولقومك قال یقال ممن
الرجل فیقال من العرب فیقال من
ای العرب فیقال من قریش وذکر
الشافعی متن الحدیث تعلیقا ثم وصله
البیهقی باسناده عن جبیر بن مطعم
قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم للقرشی مثل قوة الرجلین من
غیرهم فقیل للزهری بم ذلك قال
من نُبل الرأی ذکر هذه الاحادیث
کلها البیهقی فی اوائل سننه الصغری۔

بالجملہ جمعے کثیر از صحابہ وتابعین این مدعا را
روایت کردہ اند بالفاظ مختلفہ وطرق متغایرہ
بعض ازاں صریح است در خلافت قریش
وبعض اشارہ است بآں وبعض قرینہ
است کہ ذہن را بآں نزدیک میگرداند
بعد ازاں نزدیک وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم انصار گفتند منا
امیر ومنکم امیر ومہاجرین بہمیں حدیث
ایشاں را از خلافت باز داشتند وبرہمیں
معنے اجماع منعقد شد ومخالف
ساکت گشت وایں قصہ را طرق بسیار
است بعض روایات آں

اے قتادہ! چُپ رہو۔ قریش کو بُرا نہ کہو کیونکہ امید ہے کہ
تم ان میں کچھ لوگ ایسے دیکھوگے یا (فرمایا) کہ ان میں کچھ لوگ
ایسے ہوں گے جن کے اعمال کے سامنے تم اپنے اعمال کو حقیر
سمجھوگے اور جب تم ان کو دیکھوگے تو ان پر غبطہ کروگے اگر
قریش کے مغرور ہوجانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو بیشک میں اُن کو
آگاہ کردیتا اُس نعمت سے جو اُن کے لئے اللہ کے یہاں ہے۔
اور امام شافعیؒ نے سفیان بن عُیینہ سے اُنھوں نے ابن ابی نجیح
سے اُنھوں نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے قول وانہ لذکر
لک ولقومك کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ (قریش کا اس قدر
نام ہوگا کہ) پوچھا جائے گا فلاں شخص کس قوم کا ہے؟
کہا جائے گا عرب کا ہے تو پوچھا جائے گا کہ عرب کے کس خاندان
سے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ خاندانِ قریش سے (یہ سنکر پوچھنے والا
چُپ ہوجائے گا کہ جب قریشی ہے تو اس کا کیا کہنا) اور امام
شافعیؒ نے تعلیقاً مگر بیہقی نے موصولاً اپنی سند کے ساتھ
حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایک قریشی دو غیر قریشیوں کے برابر ہے۔ زُہری
سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ بوجہ ان کی
عقلمندی کے۔ ان تمام حدیثوں کو (جو امام شافعیؒ سے نقل کی
گئیں) بیہقی نے اپنی سُنن صغریٰ کے شروع میں لکھا ہے۔

المختصر صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے اس مضمون
کو بالفاظ مختلفہ واسانید متعددہ روایت کیا ہے جن میں
بعض خلافت قریش پر صراحۃً اور بعض اشارۃً دلالت کرتی
اور بعض میں کوئی قرینہ ایسا موجود ہے کہ ذہن خلافت کی
طرف جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے بعد (یہ دیکھو کہ) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار نے (مہاجرین سے)
کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ مہاجرین
نے اسی حدیث (خلافتِ قریش) کے ذریعہ سے ان کو خلافت
سے روک دیا اور اسی پر اجماع ہوگیا اور مخالف چُپ ہوگئے
اس واقعہ کی بہت سندیں ہیں جن میں سے چند روایتیں ہم

در قصہ انعقاد خلافت حضرت صدیق بیان خواہیم کرد بالجملہ بعد آں مناظرہا اجماع منعقد شد ومجلس بر ہماں اتفاق گزشت

اما آنکہ از مہاجرین اوّلین بودن شرط خلافت خاصہ است پس بقول خدائے تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ الآیۃ وبقول وے عزوجل اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الآیۃ وقول حضرت فاروق در خطبہ آخرہ چوں خلافت را شوریٰ ساخت در میان شش کس وانی قد علمت ان اقواماً سیطعنون فی ھذا الامر انا ضربتھم بیدی ھذا علی الاسلام فان فعلوا فاولئك اعداء اللہ الکفار الضلال وقول ابن عمرؓ احق بھذا الامر من قاتلك و قاتل اباك علی الاسلام وقول زید بن ثابت روز انعقاد خلافت حضرت صدیقؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان من المہاجرین فان الامام یکون من المھاجرین ونحن انصارہ کما کنا انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقول رفاعۃ بن رافع زرقی بدری در قصہ خروج طلحۃ والزبیر علی علی وبلوغ الخبر الی علی

حضرت صدیقؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان میں ذکر کریں گے حاصل یہ کہ بعد ان مناظروں کے اجماع ہو گیا (کہ خلافت غیر قریش کو نہیں مل سکتی) اور (وہ) مجلس اسی اجماع پر ختم ہو گئی۔

مہاجرین اوّلین میں سے ہونا خلافتِ خاصہ کے لئے شرط ہے بدلیل قول حق تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ الآیۃ (ترجمہ) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے (راہِ خدا میں) خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا (ان لوگوں کے جنھوں نے بعد فتح خرچ وقتال کیا) قبل از فتح خرچ وقتال کرنے والے بہت زیادہ ہیں رتبہ میں اُن لوگوں سے جنھوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور قتال کیا اور بدلیل قول حق تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ الآیۃ[1]۔ اور حضرت فاروقؓ نے اپنے آخری خطبہ میں جب کہ انھوں نے خلافت کو بطور مشورہ کے چھ آدمیوں کے درمیان میں دائر کیا فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ اس بارہ میں طعن کریں گے (مگر ان کے طعن کا کچھ اعتبار نہیں وہ تو مسلم ہیں) میں نے اپنے اسی ہاتھ سے انھیں اسلام پر مارا ہے اگر وہ لوگ ایسا کریں تو وہ خدا کے دشمن اور کافر اور گمراہ ہیں۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے (حضرت معاویہؓ کی نسبت) فرمایا کہ خلافت کا تم سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمہارے والد سے اسلام پر قتال کیا۔ اور حضرت زید بن ثابتؓ نے بروزِ انعقاد خلافتِ صدیقیہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین (کے گروہ) سے تھے لہٰذا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہئے اور ہم اس خلیفہ کے مددگار رہیں گے جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے۔ اور رفاعہ بن رافع زرقی بدری نے اس وقت جب کہ طلحہ وزبیر (رضی اللہ عنہما) نے حضرت علیؓ پر خروج کیا اور حضرت علیؓ کو اسکی خبر ملی تو فرمایا

[1] اس آیت سے استدلال اسطرح ہے کہ اس آیت میں مہاجرین اوّلین کی نسبت یہ اطمینان دلایا ہے کہ جب انکو حکومت ملیگی تو ان سے افعالِ پسندیدہ کا ظہور ہوگا پس خلیفہ اگر مہاجرین میں سے ہوگا تو از روئے اس آیت کے اس کی خیریت پر اطمینان ہوگا ورنہ نہیں۔

فی الاستیعاب فقال رفاعة بن رافع الزرقی ان الله لما قبض رسوله صلى الله علیه وسلم ظننا انا احق الناس بهذا الامر لنصرتنا الرسول ومكاننا من الدين فقلتم نحن المهاجرون الاوّلون واولياء رسول الله صلى الله علیه وسلم الاقربون انا نذكركم الله ان لا تنازعونا مقامه فی الناس فخلينا كم والامر فانتم اعلم وما كان بينكم غيرانا لما رأينا الحق معمولا به والكتاب متبعا والسنة قائمة رضينا ولم يكن الا ذلك فلما رأينا الاثرة انكرنا الى آخر ما قال و قول عبد الرحمن بن غنم الاشعری لابی هريرة وابی الدرداء وای مدخل لمعاوية فی الشوری وهو من الطلقاء الذين لا تجوز لهم الخلافة وهو وابوه رؤس الاحزاب فندما على مسيرهما وتابا بين يديه

و از ینجا معلوم شد که ابو درداء و ابوہریرہ آخراً بقول عبد الرحمٰن بن غنم رجوع کردند۔

و حدیث جریر بن عبد اللہ مرفوعاً المهاجرون والانصار اولياء بعضهم لبعض والطلقاء من قريش والعتقاء من ثقيف بعضهم اولياء بعض

جیسا کہ استیعاب میں مذکور ہے کہ اللہ نے جب اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُٹھا لیا تو ہم نے سمجھا تھا کہ اس کام کا استحقاق سب سے زیادہ ہم کو ہے کیونکہ ہم نے رسول کی مدد کی ہے اور دین میں ہماری یہ منزلت ہے مگر آپ لوگوں نے کہا کہ ہم مہاجرین اوّلین ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب حقدار ہیں ہم تمھیں اللہ کو یاد دلاتے ہیں کہ حضرت ؐ کی جانشینی کے متعلق ہم سے نزاع نہ کرو پھر ہم نے خلافت کے متعلق آپ لوگوں سے کچھ نہ کہا کیونکہ آپ لوگ اپنی حالت کو خوب جانتے ہیں ہم نے تو جب یہ دیکھا کہ حق پر عمل ہو رہا ہے اور قرآن کی پیروی کی جا رہی ہے اور سنّت (نبوی) قائم ہے تو ہم راضی ہو گئے اور ہم کو اس کے سوا اور کچھ چاہیے بھی نہ تھا مگر جب ہم نے دیکھا کہ (ہم پر) دوسروں کو ترجیح (دی جاتی) ہے تو ہم نے اختلاف کیا الیٰ آخرہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن غنم اشعری رضؓ نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ سے کہا تھا کہ (آپ لوگ حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت علیؓ کو شوریٰ کا پیغام دینے کیوں آئے ؟) معاویہؓ کو شوریٰ میں کیا دخل ہے ؟ معاویہؓ تو طلقاء میں سے ہیں جن کے لئے خلافت ہو ہی نہیں سکتی وہ اور اُن کے والد دونوں سردارانِ احزاب[1] میں میں تھے۔ یہ سُنکر حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ اپنے آنے پر نادم ہوئے اور دونوں نے حضرت عبد الرحمٰن کے سامنے توبہ کی۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو الدرداءؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے بالآخر حضرت عبد الرحمٰنؓ کے قول کی طرف رجوع کیا۔ اور جریر بن عبد اللہ کی مرفوع حدیث ہے کہ مہاجرین و انصار باہم ایک دوسرے کے ولی (دوست اور مددگار ہیں) اور قریش کے طُلقاء اور ثقیف کے عتقاء باہم ایک دوسرے کے ولی ہیں۔

[1] یعنے غزوۂ احزاب میں جو کافر لڑنے کے لئے آئے اُن کے سرداروں میں سے تھے۔

الیٰ یوم القیٰمۃ وازاَدِل دلائل مدعا قول حضرت مرتضیٰ است کہ چندیں مرہ بطرف اہل شام نوشت کہ امر خلافت منفوّض است بمہاجرین وانصار دیگری را برادرحل وعقدآں مدخل نہ چوں ایشاں بیعت کردند دیگراں را مجال خلاف نماند۔

واز قرائنِ ایں مدعا حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احق بامامتِ صلوٰۃ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنْ کَانُوا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً وآیتِ کریمہ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الیٰ ان قال اللّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ وام ہانی بسبب قید ہجرت از شرفِ تزوّج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محروم ماند واز قرائنِ ایں معنیٰ آن است کہ حضرت عباس رضؓ را باوجود عمومت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم ومقدم بنی ہاشم بودن در امرِ خطیر خلافت دخل نبود وباو اعتدادے نہ وبعض ولدِ او بایں معنیٰ اشارہ کردہ است اخرج الحاکم عن ابی اسحٰق قال سألت قُثَمَ بن العباس کیف ورث عَلِیٌّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قیامت تک (یونہی رہے گا) اور اس بات کی ایک عمدہ دلیل حضرت مرتضیٰ کا یہ قول ہے جو اُنھوں نے کئی بار اہلِ شام کو لکھا[1] کہ خلافت کا معاملہ مہاجرین وانصار کے اختیار میں ہے کسی دوسرے کو منعقد کرنے نہ کرنے میں کچھ دخل نہیں جب مہاجرین وانصار نے (کسی کے ہاتھ پر) بیعت کرلی (تو وہ خلیفہ ہوگیا) دوسروں کو مخالفت کی گنجائش نہیں رہی۔

اور اس مقصد کے قرائن میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جو اس بارہ میں ہے کہ امامت نماز کا حقدار کون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بہت سے لوگ اتباعِ سُنّت میں مساوی ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامتِ نماز کا مستحق ہے۔ اور یہ آیت (بھی اس مقصد کا قرینہ بن سکتی ہے) اِنَّآ اَحْلَلْنَا الآیۃ (ترجمہ) اے نبی! بیشک ہم نے حلال کیں واسطے آپؐ کے بیبیاں آپ کی یہاں تک کہ فرمایا جنھوں نے ہجرت کی ہو آپؐ کے ساتھ۔ اُمّ ہانی اسی قیدِ ہجرت کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے محروم ہوگئیں۔ اور اس مدعا کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ حضرت عباس رضؓ کو باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہونے اور بنی ہاشم کے سردار ہونے کے خلافت کے معاملہ میں کچھ دخل نہ تھا اور اُن کا ذکر ہی نہ آتا تھا۔ اُن کی اولاد میں بعض لوگوں نے اس کا سبب بیان کیا ہے چنانچہ حاکم نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے قُثَم بن عباس سے پوچھا کہ علی رضؓ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث (یعنی جانشین) ہوئے اور

[1] اس قسم کی تحریر حضرت علی مرتضیٰ کی کتبِ شیعہ میں بھی ہے۔ چنانچہ نہج البلاغت مطبوعہ مصر قسم دوم صـ۷ میں ایک خط علی مرتضیٰ کا بنام حضرت معاویہ رضؓ ہے جس کی عبارت یہ ہے انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علیٰ رجل وسموہ اماما کان ذٰلک رضیً یعنی مجھ سے اُن لوگوں نے بیعت کی ہے جنھوں نے ابوبکر رضؓ وعمر رضؓ وعثمان رضؓ سے بیعت کی تھی انہی شرائط کے ساتھ جن شرائط کے ساتھ ان سے بیعت کی تھی لہٰذا کسی حاضر کو حق نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کو اختیار کرے اور نہ کسی غائب کو اختیار ہے کہ وہ رد کرے سوا اس کے نہیں کہ مشورہ کا اختیار مہاجرین وانصار کو ہے جس پر وہ لوگ اتفاق کرلیں اور اس کو امام کہدیں وہی پسندیدہ ہے۔

دون کم قال لانہ کان اوّلنا بہ لحوقاً واشدّنا بہ لزوقاً بالجملہ این مدعا کہ از مہاجرینِ اوّلین بودن اعظم شرف است در اسلام ومطلوب است در خلافت بمآخذ بسیار ثابت است و در مجلس انعقادِ اجماع بر خلافتِ صدیقِ اکبر مذکور شدہ است۔

قرشیت و ہجرت اولیت باہم عموم و خصوص من وجہ دارند و صدیقِ اکبرؓ و نظرا او مادۂ اجتماع بودند لہٰذا صرف انصار بہردو وصف واقع شد و در مناظرۂ حضرت مرتضیٰ ومعاویہ بن ابی سفیان صفت ہجرت مدار فرق گشت وآنجا بحثے است شریف اخرج البخاری عن عاصم عن ابی عثمان النہدی عن مجاشع بن مسعود قال انطلقتُ بابی معبد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیبایعہ علی الہجرۃ فقال مضت الہجرۃ لاھلھا ابایعہ علی الاسلام والجہاد فلقیتُ ابا معبد فسألتہ فقال صدق مجاشعُ

اور آپ لوگ نہ ہوتے۔ تم نے کہا (علیؓ چچا کے بیٹے ہونے کی وجہ سے جانشین نہیں ہوتے بلکہ اس سبب سے) کہ وہ ہم سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل گئے تھے اور ہم سب سے زیادہ آپؐ کی ملازمت میں رہتے تھے۔

الغرض یہ بات کہ مہاجرینِ اوّلین میں سے ہونا (شریعت) اسلام میں ایک بہت بڑی بزرگی ہے اور خلافت میں اس کی حاجت ہے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت صدیقِ اکبرؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان میں ان دلائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

شرفِ ہجرت کی تحصیل کا دروازہ کب بند ہوا؟ اور بعض صحابہؓ کا اختلاف

قرشیت اور اوّلیت ہجرت میں باہم عموم وخصوص من وجہ (کی نسبت) ہے صدیقِ اکبرؓ اور اُن کے مثل دوسری حضرات (خصوصاً باقی تین خلفاء) مادۂ اجتماع تھے لہٰذا انصار کو ان دونوں صفتوں کے ذریعہ سے روک دیا گیا اور حضرت مرتضیٰ و حضرت معاویہؓ کے مناظرہ میں صرف یہی صفت مدار فرق ٹھہری (کیونکہ دوسری صفت قرشیت کی مشترک تھی) اس مقام پر ایک بہت عمدہ بحث ہے (کہ آیا ہجرت تاقیامت باقی ہے یا کسی زمانہ خاص کے لئے تھی۔ قول صحیح یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی)۔ بخاری نے عاصم سے انھوں نے ابو عثمان نہدی سے انھوں نے مجاشع بن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں ابو معبد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے گیا تاکہ وہ آپ سے ہجرت پر بیعت کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہجرت تو اب مہاجرین پر ختم ہو چکی ہاں اسلام پر اور جہاد پر میں ان سے بیعت لے لوں گا۔ (ابو عثمان راوی حدیث) کہتے تھے کہ پھر مجھ سے ابو معبد کی ملاقات ہوگئی تو میں نے اُن سے اس حدیث کو پوچھا انھوں نے کہا مجاشع نے صحیح بیان کیا۔

واخرج البخاری عن ابن عمر لا ھجرۃ اليوم اوبعد رسول الله صلى الله عليه وسلم واخرج عن مجاهد كان ابن عمر يقول لا هجرة بعد الفتح واخرج عن عائشة قالت لا هجرة اليوم كان المؤمن يفر احدهم بدينه الى الله و الى رسوله مخافة ان يفتن عليه فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام فالمؤمن يعبد ربه حيث شاء ولكن جهاد ونية واخرج الطبرانی فی الصغير من حديث ابی هند يحيى بن عبدالله بن حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر الحضرمی الكوفی بالكوفة قال حدثنا عمی محمد بن حجر بن عبد الجبار قال حدثنی سعيد بن عبد الجبار عن ابيه عبد الجبار عن امه ام يحيى عن وائل بن حجر حديثا طويلا فی قصة وفوده على النبی صلى الله عليه وسلم ثم رجوعه الى وطنه ثم اعتزال الناس فی فتنة عثمان ثم قدومه على معوية فقال له معاوية فما منعك من نصرنا وقد اتخذك عثمان ثقة وصهرا قلت انك قاتلت رجلا هو احق بعثمان منك قال وكيف يكون احق بعثمان منی وانا اقرب الى عثمان فی النسب قلت ان النبی صلى الله عليه وسلم كان اخا بين علی وعثمان

اور بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا اب یا (فرمایا کہ) بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ فتح کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں اب ہجرت باقی نہیں رہی (ہجرت اس زمانہ میں تھی جب) مؤمن اپنا دین بچاکر اللہ اور رسول کی طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائے مگر اب اللہ نے اسلام کو غالب کردیا ہے مؤمن جہاں چاہے اپنے پروردگار کی عبادت کرسکتا ہے (لہٰذا اب ہجرت نہیں رہی) بلکہ جہاد اور نیتِ نیک کا ثواب رہ گیا ہے (ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت فتح مکہ سے ختم ہوگئی)۔ اور طبرانی نے (معجم) صغیر میں بروایت ابوہند یحییٰ بن عبداللہ بن حجر بن عبدالجبار بن حجر حضرمی کوفی نقل کیا ہے کہ وہ کوفہ میں بیان کرتے تھے کہ مجھ سے میرے چچا محمد بن حجر بن عبدالجبار نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے سعید بن عبدالجبار نے اپنے والد عبدالجبار سے اُنھوں نے اپنی والدہ اُمّ یحییٰ سے اُنھوں نے وائل بن حجر سے ایک طویل حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُن کی حاضری اور پھر وطن کی واپسی اور حضرت عثمانؓ کے فتنہ میں ان کی گوشہ نشینی پھر حضرت معاویہؓ کے پاس ان کے جانے کی کیفیت کے متعلق روایت کی ہے (اسی روایت میں ہے) کہ حضرت وائل بن حجرؓ سے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ آپ ہماری مدد سے کیوں باز رہے حالانکہ حضرت عثمانؓ نے آپ کو معتمد اور اپنا داماد بنایا تھا (وائل بن حجرؓ کہتے ہیں) میں نے جواب دیا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ نے ایسے شخص سے قتال (شروع) کیا جو آپ سے زیادہ حضرت عثمانؓ کا حقدار تھا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ کیونکر مجھ سے زیادہ عثمانؓ کے حقدار ہوسکتے ہیں حالانکہ میں بہ نسبت ان کے عثمانؓ سے قریب النسب ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور عثمانؓ کے درمیان میں مواخاۃ کرائی تھی (لہٰذا

فالاخ اولى من ابن العم ولستُ
اُقاتِل المهاجرين قال اَوَلسْنَا
مُهاجرين قلتُ اَوَلسْنَا
قد اعتزلناكُما جميعا و
حجة اخرى حضرتُ رسول
الله صلى الله عليه وسلم وقد
رفع رأسه نحوَ المشرقِ وقد
حضره جمع كثير ثم ردّ اليه
بصره فقال اَتَتْكم الفتن
كقطع الليل المظلم فشدد
امرها وعجّله وقبحه فقلتُ
له من بين القوم يا رسول
الله وما الفتن فقال يا وائل
اذا اختلف سيفان في الاسلام
فاعتزلهما فقال اصبحتَ
شيعيا فقلت لا ولكني اصبحتُ
ناصحا للمسلمين فقال معاوية
ولو سمعتُ ذا وعلمته ما اقدمتك
قلتُ اوليس قد رأيتَ
ما صنع محمد بن سلمة
عند مقتل عثمان انتهى
بسيفه الى الصخرة فضرب به حتى
انكسر فقال اولئك قوم يحملون علينا
قلت فكيف تصنع بقول رسول الله
صلى الله عليه وسلم من احبّ
الانصار فبحبّي ومن ابغض الانصار فببغضي
واخرج ابو يعلى عن معاوية بن ابي سفيان
قال سمعتُ رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول لا تنقطع الهجرة

علیؓ ان کے بھائی ہوتے اور آپ ان کے چچا کے بیٹے ہیں) اور
بھائی چچا کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ اور (ایک وجہ میرے
شریک نہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ) میں مہاجرین سے لڑنا نہیں
چاہتا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کیا ہم لوگ مہاجر نہیں ہیں!
میں نے جواب دیا اسی وجہ سے تو ہم آپ سے اور اُن سے دونوں
سے الگ رہے۔ اور ایک وجہ (میرے شریک نہ ہونے کی)
یہ بھی ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں (ایک روز) حاضر تھا اور اور بھی بہت سے لوگ حاضر
تھے حضرتؐ نے سر مبارک مشرق کی طرف بلند فرمایا اور پھر
جھکا لیا اس کے بعد فرمایا کہ ایسے (تاریک) فتنے تم پر آرہے
ہیں جیسے شبِ تاریک کے ٹکڑے اور آپؐ نے اُن فتنوں کی حالت
بہت سخت بیان فرمائی اور اُن کا زمانہ قریب بتایا اور اُن کی
بُرائی بیان کی۔ منجملہ حاضرین کے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ!
فتنے کیا ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا اے وائل! جب اسلام میں
دو تلواریں باہم مختلف ہو جائیں تو تم دونوں سے علیحدہ رہنا
حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ (اے وائل!) آپ تو شیعی ہو گئے
میں نے کہا نہیں بلکہ میں مسلمانوں کا خیر خواہ ہوں۔ پھر
حضرت معاویہؓ نے کہا اگر میں پہلے سے سن چکا ہوتا اور مجھے
(آپ کا یہ قول) معلوم ہو جاتا تو میں آپ کو نہ بلاتا میں نے
کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد بن سلمہ نے حضرت عثمانؓ
کی شہادت کے وقت کیا کیا۔ وہ اپنی تلوار ایک پتھر کے پاس
لے گئے اور اس پتھر سے کوٹ کر اُسے چور کر دیا۔ حضرت معاویہ
نے کہا یہ سب لوگ ہمارے مخالف ہیں۔ میں نے کہا اچھا
آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کیا جواب
دیں گے؟ کہ انصار سے جو محبت رکھے گا وہ میری محبت کے
سبب سے اور جو اُن سے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کے
سبب سے اور ابو یعلےٰ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہجرت اس وقت تک ختم نہ ہوگی

حتے تنقطع التوبۃ" قالھا ثلث مرّاتٍ ولا تنقطع التوبۃ حتے تطلع الشمس من مغربھا و وجہ تطبیق درمیانِ ایں دو حدیث مختلف آنست کہ ہجرت در لغت انتقال است از وطنِ مالوف خود و فرد اکمل آں ہجرت مسلمان است در وقت غربتِ اسلام و غلبۂ کفار بجانب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ نیتِ آنکہ بشرف ملازمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مشرف شود در اعلاءِ کلمۃ اللہ تحت رایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مساعی جمیلہ بکار برد و از سلطان کفار کہ مانع اقامت ارکانِ اسلام است خلاص یابد و ایں فرد اکمل حقیقت شرعیہ لفظ ہجرت است کہ بغیر توسط قرینہ در عرف شرع فہمیدہ میشود و آں معنے بفتح مکہ منقضی شد لا ھجرۃ بعد الفتح و بمعنے دیگر انتقال از وطن خود برائے طلب فضیلتِ دینیہ از طلبِ علم و زیارتِ صالحین و فرار از فتن و ایں نیز از رغائب ہجرت است ہر چند بہ نسبت معنے اوّل مفضول است ؎ آسمان نسبت بعرش آمد فرود ٭ ورنہ بس عالی است پیش خاک تود ٭ و ایں معنے تا قیامت منقرض نیست و افضل اصنافِ ایں ہجرت انتقال است بجناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے تحصیلِ علم و تادب بآدابِ او علیہ الصلوٰۃ والسلام و تہیا برائے جہاد بر معویہ بن ابی سفیان تفریق بین المعنیین مشتبہ شد۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

وامّا اشتراط خصالِ دیگر در خلافت

جب تک توبہ (کا دروازہ بند نہ ہو یہی آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا اور فرمایا کہ) توبہ (کا دروازہ) بند نہ ہوگا جب تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے (ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت تا قیامت باقی ہے) ان دونوں مختلف حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ہجرت لغت میں اپنے وطنِ مالوف سے چلے جانے کو کہتے ہیں۔ مگر فرد کامل ہجرت کا یہ ہے کہ مسلمان بوقتِ غربت اسلام و غلبۂ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے اس نیت سے کہ آپؐ کی ملازمت کا شرف حاصل کرے اور کلمۃ الٰہی کے بلند کرنے میں آپؐ کے جھنڈے کے نیچے عمدہ عمدہ کوششیں عمل میں لائے اور غلبۂ کفار سے کہ جو ارکانِ اسلام کے قائم کرنے سے مانع تھا نجات پائے۔ ہجرت کے معنی حقیقی شرعی یہی فرد کامل ہیں جو عرف شرع میں بغیر کسی قرینہ کے (لفظِ ہجرت سے) سمجھے جاتے ہیں یہ معنے (ہجرت کے) فتح مکہ سے ختم ہوگئے (جیساکہ حدیث میں آیا ہے کہ بعد فتح کے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور دوسرے معنے ہجرت کے یہ ہیں کہ (مسلمان) اپنے وطن سے دینی فضائل حاصل کرنے کے لئے مثلاً طلبِ علم کے لئے یا بزرگوں کی زیارت کے لئے یا فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے (کسی مقام پر) چلا جائے ہجرت کی یہ قسم بھی نہایت عمدہ ہے گو باعتبار قسمِ اوّل کے کم رتبہ کی ہے ؎ (ترجمۂ شعر) آسمان عرش سے نیچا ہے ٭ مگر خاک کے ٹیلے کے سامنے پھر بھی بلند ہے ٭ ہجرت کی یہ قسم ختم نہیں ہوئی (نہ ہوگی) اور اس ہجرت میں اعلےٰ درجہ کی ہجرت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں علم حاصل کرنے کے لئے اور آپؐ کے اخلاقِ حسنہ سیکھنے کے لئے اور جہاد کے سامان کے لئے حاضر ہو۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو ہجرت کے ان دونوں معانی میں فرق نہیں معلوم ہوسکا اسی وجہ سے انھوں نے علی الاطلاق کہدیا کہ ہجرت تا قیامت باقی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(قریشیت و ہجرت کے علاوہ) اور اوصاف کے شرط خلافت ہونے کا

پس سر دراں آنست کہ خلافت خاصہ
یا خلافت کاملہ ہرچہ گوئی چوں تنقیح
معنے آں کنیم راجع شود بآنکہ خلیفہ متصف
بصفاتے باشد کہ مخصوص بکاملان و مقربان
است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بآں صفات متصف بودہ اند من حیث
انہ نبی مبعوث من اللہ تعالیٰ و مصدر
افعالے گردد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
آں را میکردند من حیث انہ نبی
مبعوث من اللہ تعالے و تحقیق
ایں خلیفہ بدیں افعال و صفات
بوجہے تاکد از شریعت معلوم باشد
وچوں استقرارِ کلی بکار بریم ایں افعال
را بر سہ قسم یابیم قسم اول حسن عبادات
بینہ و بین اللہ و حسن معاملات با خلق اللہ۔
قسم دوم اعانت حضرت پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم در جہاد اعداء اللہ و اعلاء کلمۃ اللہ
قسم سوم افعالے کہ بعد آنجناب
صلے اللہ علیہ وسلم بظہور آید از
قبیل تتمیم افعال جناب نبوی
علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل برہم زدن
ملتِ کسرٰے و قیصر و فتح بلدان
و نشر علم و مانند آں۔

و ہمچناں صفاتِ نفسانیہ ہم سہ
قسم باشد قسم اول بودن شخص از سابقین
و مقربین۔ خدائے تعالے مسلمین را
سہ قسم ساخت وقال عز
وجل ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ
الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

اصل سبب یہ ہے کہ خلافتِ خاصہ یا خلافتِ کاملہ جو کچھ بھی
کہو جب ہم اس کے معنے کو تنقیح کرتے ہیں تو اس کا مآل یہ نکلتا
ہے کہ خلیفہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو جو کاملوں اور
مقربوں کے ساتھ مخصوص ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم بحیثیتِ اس کے کہ نبی تھے اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے
بھیجے گئے تھے ان صفات کے ساتھ موصوف ہوں اور خلیفہ
سے ایسے افعال صادر ہوں جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم بحیثیتِ نبی مبعوث من اللہ ہونے کے کرتے تھے۔ اور
خلیفہ کا ان افعال و صفات کے ساتھ موصوف ہونا یقینی
طور پر شریعت سے معلوم ہو گیا ہو پھر جب پورا استقراء
کرتے ہیں تو ان افعال کی تین قسمیں پاتے ہیں پہلی قسم یہ
ہے کہ جو معاملات اس کے اور اللہ کے درمیان میں اور جو
معاملات اس کے اور مخلوقِ الٰہی کے درمیان میں ہیں اچھے
ہوں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت
دشمنانِ خدا سے جہاد کرنے میں اور کلمۂ الٰہی کے بلند کرنے میں
کی ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے بعد اس سے وہ افعال صادر ہوں جو جنابِ نبوی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے افعال کا تتمہ ہوں اور جو وعدے (منجانب اللہ)
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوتے تھے وہ وعدے اُن
افعال سے پورے ہوں۔ مثلاً ملتِ کسرٰے و قیصر کے برہم
کر دینے کا اور ممالک کے فتح ہو جانے کا اور علمِ دین کے شائع
ہونے کا اور اسی کے مثل دوسری چیزوں کا وعدہ (آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا یہ وعدے اُس خلیفہ کے ہاتھ سے
پورے ہوں۔

اسیطرح صفاتِ نفسانیہ کی بھی تین قسمیں ہیں قسمِ اول
یہ کہ سابقین اور مقربین میں سے ہونا دیکھو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں
کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا
الْكِتٰبَ الآیۃ (ترجمہ) پھر ہم نے وارث بنایا کتاب (آسمانی)
کا اُن لوگوں کو جنھیں برگزیدہ کیا ہم نے اپنے بندوں سے

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّ
مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ وقال تعالیٰ وَ
كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ
مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ
مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ
اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ وقال تعالیٰ وَمَآ
اَدْرٰكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ اخبرنا شیخنا ابوطاهر محمد
بن ابراهيم الكردي المدني بداره بظاهر
المدينة المشرفة سنة ۱۱۴۴ قراءة عليه
وانا اسمع قال اخبرني ابي الشيخ ابراهيم
الكردي قال اخبرني الشيخ احمد
القشاشي قال انبانا الشمس الرملي اجازة
عن الزين زكريا عن ابن الفرات عن عمر
بن حسن المراغي عن الفخر بن البخاري عن
فضل الله بن سعد النوقاني عن محي السنة
ابي محمد الحسين بن مسعود البغوي
قال في تفسيره انا ابوسعيد احمد بن ابراهيم
الشريحي انا ابواسحق احمد بن محمد بن
ابراهيم الثعلبي انا ابوعبدالله الحسين بن
محمد بن فنجويه يعني الثقفي الدينوري حدثنا
محمد بن علي بن الحسين بن الفافا
القاضي حدثنا بكر بن محمد المروزي حدثنا
ابوقلابة حدثنا عمرو بن الحسين
عن الفضل بن عميرة عن ميمون
الكردي عن ابي عثمان النهدي قال سمعت
عمر بن الخطاب رضي الله عنه قرأ على المنبر
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا الاية فقال

توان میں بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور
بعض لوگ درمیانی حالت میں ہیں اور بعض لوگ نیکیوں کی
طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا
ثَلٰثَةً الآیۃ (ترجمہ) تم لوگوں کے تین حصے ہوجائیں گے
تو داہنے ہاتھ والے کیا ہیں داہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے
کیا ہیں بائیں ہاتھ والے اور سبقت کرنے والے (سب سے) آگے
بڑھنے والے وہی لوگ مقرب ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَمَآ اَدْرٰكَ
مَا عِلِّيُّوْنَ الآیۃ (ترجمہ) اے نبیؐ! تم کو کس نے بتایا کہ
علیون کیا چیز ہے؟ وہ ایک کتاب ہے جس کو دیکھیں گے مقرب
لوگ۔ اور ہمیں ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی نے
اپنے گھر میں جو مدینہ منورہ کی بلندی پر تھا ۱۱۴۴ھ میں خبر
دی یہ روایت ان کے سامنے پڑھی جارہی تھی اور میں سن رہا
تھا شیخ مذکور نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد شیخ ابراہیم کردی
نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے شیخ احمد قشاشی نے خبر دی وہ کہتے
تھے ہمیں شمس رملی نے اجازۃً زین زکریا سے انھوں نے ابن فرا
سے انھوں نے عمر بن حسن مراغی سے انھوں نے فخر بن بخاری سے
انھوں نے فضل اللہ بن سعد نوقانی سے انھوں نے محی السنۃ
ابومحمد حسین بن مسعود بغوی سے روایت کرکے خبر دی کہ انھوں
نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابوسعید یعنے احمد بن
ابراہیم شریحی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابواسحاق یعنے احمد
بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوعبداللہ
حسین بن محمد بن فنجویہ ثقفی دینوری نے خبر دی وہ کہتے
تھے ہم سے قاضی محمد بن علی بن حسین بن فافا نے بیان کیا وہ
کہتے تھے ہم سے بکر بن محمد مروزی نے بیان کیا وہ کہتے تھے
ہم سے ابوقلابہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن حسین نے
فضل بن عمیرہ سے انھوں نے میمون کردی سے انھوں نے
ابوعثمان نہدی سے روایت کرکے خبر دی کہ وہ کہتے تھے میں
نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے منبر
پر آیت ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ الآیۃ کو پڑھا اور کہا کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور لہ قال ابو قلابۃ فحدثت بہ یحیی بن معین فجعل یتعجب منہ۔

پس خلیفہ مے باید کہ از قسم اول باشد واز شریعت قطعاً معلوم شود کہ وے از سابقین مقربین است از صدیقین یا شہداء یا صالحین ودر قسم دوم علم بحکمت وباحکام اللہ بوجہے کہ نائب پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در تبلیغ شرائع وحکم تواند شد ودر قسم سوم اتصاف بحزم وامورے کہ ریاست عالم بآں میسر آید از شجاعت وکفایت ومرتبہ شناسی رعیت ورفق وتدبیر وغیر آں۔

باز تحقق تشبہ بانبیاء من حیث النبوۃ بسہ چیز است اول دادن بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجنت از جہت وحی دوم بیان فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قولاً و فعلاً استحقاق او وامر خلافت را سوم تلویح و تصریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآنکہ افضل امت است بموجب وحی اما عبادات پس لازم مقربین است وحسن معاملہ با خلق اللہ لازم رعیت پروری وایں ہر دو صفت مندرج شد دراں دو قسم واما اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در اعلای کلمۃ اللہ بحضور آنحضرت وایام حیات او صلی اللہ علیہ وسلم پس مسمی ست بسوابق اسلامیہ وآیت لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اشارہ باوست وہجرت نیز ازیں باب است اما اشتراط سوابق اسلامیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری امت کے سابق لوگ تو سبقت لے جانے والے ہیں اور متوسط لوگ بھی ناجی ہیں اور ظالم لوگ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث یحیٰی بن معین سے بیان کی تو وہ اس حدیث کو سنکر تعجب کرنے لگے پس خلیفہ کو چاہیئے کہ قسم اول سے ہو اور شریعت سے یقین کے ساتھ معلوم ہوچکا ہو کہ وہ سابقین مقربین سے ہے یعنی صدیقین سے یا شہداء وصالحین سے (صفات نفسانیہ کی) قسم دوم حکمت اور احکام الٰہی کا اسطور پر جاننا کہ شریعت وحکمت کی تبلیغ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بن سکے۔ قسم سوم حزم کی صفت اور نیز اُن تمام اوصاف کے ساتھ موصوف ہونا جن سے سرداری عالم کی حاصل ہوتی ہے مثل شجاعت وکفایت ومردم شناسی وخوش تدبیری وغیرہ کے۔

پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشابہت بحیثیت نبوت تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے اول اس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذریعۂ وحی کے اُس کے جنتی ہونے کی بشارت دیں۔ دوسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول وفعل سے اس کا مستحق خلافت ہونا بیان کردیں تیسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذریعۂ وحی کے اس کے افضل امت ہونے کی طرف اشارہ فرمائیں۔ باقی رہیں عبادتیں تو وہ مقرب ہونے کو لازم ہیں اور خلق اللہ کے ساتھ خوش معاملگی رعیت پروری کو لازم لہٰذا یہ دونوں صفتیں اُن دونوں قسموں میں مندرج ہوگئیں۔ باقی رہی اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلمۂ خدا کے بلند کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یعنی آپ کی حیات میں اسی کا نام سوابق اسلامیہ ہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اسی طرف اشارہ ہے اور ہجرت بھی انہی سوابق اسلامیہ میں سے ہے (اب دیکھو) سوابق اسلامیہ کا شرط (خلافت) ہونا

پس ثابت است بوجوہ بسیار از شریعت
مطہرہ بالقطع معلوم است کہ مدار فضیلت
عند اللہ و مدار شرف در اسلام سوابق
اسلامیہ بودہ است چندیں آیت
دریں باب نازل شد لا یستوی
منکم من انفق من قبل الفتح و
قاتل و در وقت انعقاد خلافت صدیق
اکبر چیزہا گزشت کہ بالقطع دلالت
میکند بر اعتنا بسوابق اسلامیہ قال ابوبکر
رضی اللہ عنہ الست احق الناس
بہا الست اول من اسلم الست
صاحب کذا الست صاحب کذا وقال
عمر رضی اللہ عنہ ان ابابکر صاحب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی
اثنین وانہ اولی المسلمین بامورکم
فقوموا فبایعوہ وعد عثمان رضی اللہ
عنہ سوابقہ الاسلامیۃ حین
قدحوا فی خلافتہ واعترضوا علیہ وباح علی
بسوابقہ فی ایام خلافتہ باصرح ما یکون
حین اراد اثبات خلافتہ وترجیح نفسہ
علی غیرہ وروی عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اہل
بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت
لکم وقال ابو عبیدۃ تأتونی وفیکم
ثالث ثلثۃ وروی ابن عمر مایدریک لعل
اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم
وروی ابوہریرۃ اطلع اللہ علی اہل
بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم وروت حفصۃ

بہت دلائل سے ثابت ہے شریعت مطہرہ سے یقین کے ساتھ
معلوم ہو چکا ہے کہ عند اللہ فضیلت کا مدار اور اسلامی بزرگیوں
کا مدار سوابق اسلامیہ ہیں بہت سی آیتیں اس بارہ میں نازل
ہوئی ہیں چنانچہ آیہ لا یستوی الخ بھی اسی کے متعلق ہے
اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے انعقاد کے وقت
بہت سی باتیں پیش ہوئیں جو قطعًا سوابق اسلامیہ کے قابل
لحاظ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے
فرمایا تھا کہ کیا میں سب سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہوں؟
کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا مجھے فلاں اور فلاں
فضیلت نہیں ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا
کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور
ثانی اثنین تھے اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ مستحق خلافت
ہیں اٹھو اور اُن سے بیعت کرلو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے بھی اپنے سوابق اسلامیہ کو بتایا تھا جب کہ لوگوں نے
ان کی خلافت میں قدح کیا تھا اور اُن پر اعتراض کیا تھا
اور حضرت علیؓ نے بھی اپنے سوابق اسلامیہ اپنے زمانۂ
خلافت میں نہایت تصریح کے ساتھ بیان فرماتے تھے جب کہ
اُنھوں نے اپنی خلافت کے ثابت کرنے اور اپنے کو دوسروں پر
مرجح ثابت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع
ہے اُس نے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمھیں
بخش دیا اور حضرت ابو عبیدہؓ نے (لوگوں سے) کہا تھا کہ تم لوگ
ثالث ثلثہ (یعنے ابوبکر صدیقؓ) کے ہوتے ہوتے میرے پاس کیوں
آئے؟ اور حضرت ابن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ (حضرتؐ نے
فرمایا) تمھیں کیا معلوم اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع ہے
اُس نے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو (میں نے تمھیں بخش دیا)
اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ اللہ اہل بدر کی حالت
سے مطلع ہے (اسی لئے) اس نے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو
کرو میں نے تمھیں بخش دیا۔ اور حضرت حفصہؓ نے روایت کی ہے کہ

انی لارجو ان لا یدخل النار احد شهد بدرا والحدیبیة وروی جابرؓ لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرة وروی انه قال لنا النبی صلی الله علیه وسلم انتم الیوم خیر اهل الارض وروی رفاعة بن رافع جاء جبریل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ما تعدون اهل بدر فیکم قال من افضل المسلمین او کلمة نحوها فقال کذلک من شهد بدرا من الملئکة وروی رافع ابن خدیج نحوا من ذلک وقال سعید بن المسیب کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی الله علیه وسلم مکان الوزیر فکان یشاوره فی جمیع اموره وکان ثانیه فی الاسلام وکان ثانیه فی الغار وکان ثانیه فی العریش یوم بدر وکان ثانیه فی القبر ولم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم یقدم علیه احدا واخرج ابوعمر تعلیقا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لبعض من لم یشهد بدرا وقد رآه یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من هو خیر منک قال العارف السهروردی فی باب الخامس والخمسین من العوارف روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان جالسا فی صفة ضیقة فجاءه قوم من البدریین فلم یجدوا موضعا یجلسون فیه فاقام رسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یکن من اهل بدر فجلسوا مکانهم فاشتد ذلک علیهم

(حضرتؐ نے فرمایا) بیشک میں اُمید کرتا ہوں کہ جو لوگ بدر و حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہ ہوگا۔ اور حضرت جابرؓ نے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعۃ الرضوان کی تھی ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائیگا اور یہ بھی انھیں نے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے (صلح حدیبیہ کے دن) فرمایا کہ آج تم لوگ روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔ اور رفاعہ بن رافع نے روایت کی ہے کہ حضرت جبریلؑ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا کہ (یا رسول اللہؐ!) آپ اہلِ بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی بات اسی قسم کی فرمائی تو جبریلؑ نے کہا کہ اسی طرح جو فرشتے بدر میں شریک تھے (ان کو ہم لوگ تمام فرشتوں سے افضل سمجھتے ہیں)۔ اور رافع بن خدیج نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے۔ اور سعید بن مسیبؓ کہتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بجائے وزیر کے تھے۔ حضرتؐ اُن سے اپنے تمام امور میں مشورہ لیا کرتے تھے اور وہ حضرتؐ کے ثانی تھے اسلام میں اور ثانی تھے غار میں اور ثانی تھے عریش میں بروزِ بدر اور قبر میں بھی ثانی ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن پر کسی کو مقدم نہ رکھتے تھے۔ اور ابوعمرؓ نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو جو بدر میں شریک نہ تھا حضرت ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ تم اُس شخص کے آگے چلتے ہو جو تم سے بہتر ہے۔ اور عارف سہروردی نے عوارف کے باب ۵۵ میں یہ روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک روز) تنگ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ لوگ اہلِ بدر میں سے آئے تو اُن کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو جو اہلِ بدر میں سے نہ تھے (اپنے پاس سے) اُٹھا دیا۔ اور اُن کی جگہ پر اہلِ بدر بیٹھ گئے یہ بات ان لوگوں کو ناگوار گزری

فانزل اللہ تعالیٰ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا
فَانْشُزُوْا الآیۃ باز حضرت عمر رضی
اللہ عنہ اہل بدر را بعد ازاں اہل
حدیبیہ را مقدم ساخت بر سائر
صحابہ چہ باعتبار اثبات در دفتر
غزاۃ وچہ باعتبار اعطاء عطیات
وچہ باعتبار تقدم در محافل ومجالس
وچہ در امور استحقاق خلافت وچہ در
طلب دعا از ایشان وتبرک بایشان
بعد ازاں امت مرحومہ در تعظیم
وتوقیر ایشان گزشت الی الیوم
واخرج الواقدی عن ابی بکر الصدیق
رضی اللہ عنہ فی وصیتہ عمرو
بن العاص اتق اللہ فی سر امرک
وعلانیتہ فانہ یراک ویری
عملک فقد رأیت تقدمی لک علی من
ھو اقدم منک سابقۃ واعلم یا عمرو
ان معک المھاجرین والانصار من اھل
بدر فاکرمھم واعرف لھم حقھم ولا تطاول
علیھم بسلطانک ولا تداخلک نخوۃ
الشیطان فتقول انما ولانی ابوبکر
لانی خیر منکم وایاک وخداع النفس فکن
کاحدھم وشاورھم فیما ترید من امرک واخرج
البخاری عن قیس بن ابی حازم قال
کان عطاء البدریین خمسۃ آلاف
خمسۃ آلاف وقال عمر لافضلنھم
علی من بعدھم۔

اما بشارت خلفا بہشت پس ثابت است بطرق بسیار
اول عمومات قرآن درباب مہاجرین ومجاہدین

اسی پر یہ آیت اُتری اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (ترجمہ
جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو) پھر حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد میں) اہل بدر کو اور اُن کے بعد
اہل حدیبیہ کو تمام صحابہ پر مقدّم رکھا کیا دفتر مجاہدین
میں نام لکھنے کے اعتبار سے اور کیا وظائف کے اعتبار سے
اور کیا محفلوں اور مجلسوں میں نشست کے اعتبار سے اور کیا
معاملات استحقاق خلافت کے اعتبار سے اور کیا ان سے دعا
کرانے اور برکت حاصل کرنے کے اعتبار سے حضرت فاروقؓ کے
بعد تمام امّت مرحومہ آج تک ان کی تعظیم و توقیر کرتی رہی
واقدی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ
اُنھوں نے عمرو بن عاصؓ کو یہ بھی وصیّت کی تھی کہ اللہ سے
ظاہر اور پوشیدہ (ہر حال میں) ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تم کو دیکھتا
ہے اور تمھارے کام کو بھی دیکھتا ہے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ میں
نے تم کو اُن لوگوں پر مقدّم کیا ہے جو تم سے بہت آگے ہیں
اے عمرو! تمھارے ساتھ مہاجرین و انصار ہیں جو اہل بدر
میں سے ہیں تم اُن کی عزّت کرنا اور ان کا حق سمجھتے رہنا
ان پر اپنی حکومت کی وجہ سے دست درازی نہ کرنا دیکھو کہیں
شیطانی نخوت نہ تم میں پیدا ہوجائے اور تم کہو کہ مجھے
ابوبکرؓ نے اس سبب سے حاکم بنایا کہ میں تم سب سے بہتر ہوں،
خبردار نفس کے فریب سے بچتے رہنا تم مثل انھیں میں کے ایک
شخص کے رہنا اور جو کام کرنا چاہو اُس میں ان سے مشورہ
لیا کرنا۔ اور بخاری نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ اہل بدر کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار روپیہ تھا اور
حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کو ان کے بعد والے مسلمانوں
سے زیادہ دوں گا (یہاں تک تو ان صفات کا بیان تھا جو
خلافت خاصہ کے لئے ضروری ہیں اب دیکھو یہ صفات خلفائے
راشدین میں کیسے کامل تھے)۔

خلفاء کے جنتی ہونے کی بشارت بسند ہائے بسیار ثابت ہے۔
اوّل تو قرآن کی وہ عام آیتیں ہیں جو مہاجرین اور مجاہدین (قبل فتح)

وحاضران مشہدِ حدیبیہ وتبوک وغیرہما
ثانی احادیث وارده در فضل اہلِ بدر
حدیث لعل الله اطلع علی اہل
بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد
غفرت لکم از مسند عمرؓ و علیؓ و ابن عمرؓ
و ابن عباسؓ و ابو ہریرہؓ و حدیث
جاء جبرئیل فقال ما تعدون
اہل بدر فیکم قال من افضل
المسلمین از مسند رفاعہ بن رافع و
رافع بن خدیج وحدیث حفصہؓ و
جابر انی لارجو ان لا یدخل النار
احد شهد البدر والحدیبیۃ
ثالث احادیث وارده در فضل اہلِ
حدیبیہ مانند حدیث لا یدخل
النار احد ممن بایع تحت الشجرة
وحدیث انتم خیر اہل الارض
از مسند جابر رابع احادیث وارده در
بشارتِ عشرہ از مسند عبد الرحمن وسعید
بن زید خامس احادیث وارده در
بشارتِ اربعہ از انجملہ حدیث جابر
بن عبد اللہ سادس احادیث وارده
در بشارتِ ثلثہ مثل حدیث ابی موسے
ونافع بن عبد الحارث سابع احادیث وارده
در بشارتِ شیخین از حدیث ابو سعید
خدری ان اہل الدرجات العلی
یراہم من تحتہم کما ترون
النجم الطالع فی افق
السماء وان ابا بکرؓ و عمرؓ
منہم و انعما و حدیث

اور حاضرینِ مشہد حدیبیہ و تبوک وغیرہ کے متعلق ہیں دوسرے
وہ حدیثیں جو اہلِ بدر کے فضائل میں ہیں مثل اس حدیث کے
اللہ اہلِ بدر کے حال سے آگاہ ہے اور اس نے فرمادیا ہے کہ
(اے اہلِ بدر!) تم جو چاہو کرو میں نے تمھیں بخش دیا جس کو
حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور
ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے اور مثل اس حدیث کے کہ جبرئیلؑ
آئے اور انھوں نے کہا کہ (یارسول اللہؐ) آپ اہل بدر کو اپنے
گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ سب مسلمانوں سے
افضل۔ جس کو رفاعہ بن رافع اور رافع بن خدیج نے روایت
کیا ہے اور مثل حدیث حضرت حفصہؓ و حضرت جابرؓ کے کہ میں
اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ جو لوگ بدر اور حدیبیہ میں
شریک ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائے گا۔
تیسرے وہ حدیثیں ہیں جو اہلِ حدیبیہ کے فضائل میں ہیں
مثل اس حدیث کے کہ دوزخ میں اُن لوگوں میں سے کوئی نہ
داخل ہوگا جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور مثل اس
حدیث کے کہ (اے اہلِ حدیبیہ!) تم تمام روئے زمین کے لوگوں
سے افضل ہو اس حدیث کو حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے
چوتھے وہ حدیثیں ہیں جو دسؔ صحابہؓ کے جنتی ہونے کے
متعلق حضرت عبد الرحمٰن اور سعید بن زید سے مروی ہیں
پانچویں وہ حدیثیں ہیں جو خلفائے اربعہ کے جنتی ہونے کے
متعلق وارد ہیں جیسے حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیث۔
چھٹے وہ حدیثیں جو خلفائے ثلثہ کے جنتی ہونے کے متعلق ہیں
مثل حدیث حضرت ابوموسےٰ و نافع بن عبد الحارث کے۔
ساتویں وہ حدیثیں جو شیخینؓ کے متعلق ہیں مثل حدیث
حضرت ابو سعید خدریؓ کے کہ (جنت میں) اُوپر کے درجہ والوں
کو نیچے والے ایسا (روشن اور چمکتا ہوا) دیکھیں گے جیسے تم
ستارے کو جو آسمان کے کنارہ میں طلوع کر رہا ہو (چمکتا ہوا)
دیکھتے ہو۔ اور بیشک ابوبکرؓ و عمرؓ انھیں (اُوپر کے درجہ والوں)
میں سے ہیں اور (بلکہ ان سے بھی) اچھے ہیں اور مثل حدیث

مرتضٰی وانس رضی اللہ عنہ هذان سید اکھول اھل الجنۃ و حدیث ابن مسعود سیطلع علیکم رجل من اھل الجنۃ فیھما جمیعًا۔ ثامن احادیث واردہ در بشارت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از انجملہ حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ یدعی من ابواب الجنۃ کلھا وحدیث انس فی وصف طیر الجنۃ فی اٰخرہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر وانی لارجو ان تکون ممن یاکل منھا تاسع احادیث واردہ در بشارت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ از انجملہ حدیث رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قصرًا من ذھب من حدیث جابر وانس وابی ھریرۃ وبریدۃ الاسلمی عاشر احادیث واردہ در بشارت ذی النورین از انجملہ حدیث عبداللہ بن حوالۃ تھجمون علٰی رجل یبایع الناس و ھو معتجر ببرد من اھل الجنۃ فکان عثمانُ۔ حادی عشر احادیث واردہ در بشارت مرتضٰی از انجملہ حدیث علیٍّ لک فی الجنۃ خیر منھا۔

اما بودن خلفا از سابقین مقربین پس ثابت است باحادیث بسیار از انجملہ حدیث تحرک الجبل وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت فانما علیک نبیٌّ وصدیقٌ وشھیدٌ من طرقٍ کثیرۃ جدًا

حضرت مرتضٰی و حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کہ یہ دونوں پیرانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور مثل حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دونوں کی نسبت حضرت ؐ نے فرمایا عنقریب تم پر ایک شخص اہلِ جنت میں سے طلوع کرنا چاہتا ہے۔ آٹھویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بشارت کے متعلق ہیں مثل حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ وہ جنت کے سب دروازوں سے بُلائے جائیں گے اور مثل حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جو جنت کے پرندہ کی صفت میں ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم بھی اُن لوگوں میں سے ہو جو اس پرندہ کو کھائیں گے۔ نویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بشارت کے متعلق ہیں مثل اس حدیث کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کا ایک محل خواب میں دیکھا جس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ وانس رضی اللہ عنہ وابوہریرہ رضی اللہ عنہ وبریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ دسویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت ذوالنورین کی بشارت کے متعلق ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن حوالہ کی حدیث کہ تم لوگ ایک ایسے شخص پر ہجوم[1] کرو گے جو چادر کا عمامہ باندھے ہوئے ہوگا۔ وہ اہلِ جنت میں سے ہوگا چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ گیارھویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت مرتضٰی کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں از انجملہ یہ حدیث کہ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہارے لئے جنت میں اس سے بہتر گھر ہے۔

خلفاء کا سابقین مقربین میں ہونا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ از انجملہ کوہِ اُحُد کے جُنبش کرنے کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے اُحُد! ٹھہر جا تیرے اُوپر ایک نبیؐ اور ایک صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک شہید ہیں۔ یہ حدیث بکثرت سندوں سے مروی ہے۔

[1] یعنے بیعت خلافت کرنے کے لئے ہجوم کرو گے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جس وقت بیعت خلافت ہوئی اُس وقت وہ ایک چادر اپنے سر پر باندھے ہوئے تھے۔

من مسند عثمان وسعید بن زید و
ابی هریرة وابن عباس وانس وبریدة
وسهل بن سعد وحدیث ان الشیخین
من النجباء من مسند علی وحدیث ان اهل
الدرجات العلیٰ یراهم من تحتهم الخ من مسند
ابی سعید وحدیث تحدیث جابرئیل بفضائلهما
من مسند عمار وحدیث رؤیا رجحانهم فی
المیزان من مسند ابی بکرة وعرفجة
وغیرهما وحدیث تشبیه الشیخین بملکین
مقربین من حدیث ابن مسعود وغیره وحدیث
هما سیدا کهول اهل الجنة من مسند علی
وانس وحدیث یدعی من ابواب الجنة کلها
فی مناقب ابی بکر وحدیث لقد کان فیما
کان قبلکم ناس محدثون من غیر ان یکونوا
انبیاء فان یکن فی امتی احد فانه عمر وحدیث
فرار الشیطان من ظل عمر وحدیث رفیقی فی
الجنة عثمان

واما آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با خلفا معاملہ
منتظر الامارۃ مے کردند پس ثابت است بطریق
بسیار حدیث سہل بن سعد کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم برائے صلح بقبیلۂ بنی عمرو بن عوف
رفتند و صدیق اکبرؓ را امامتِ صلوات تفویض
نمودند ودر وقت مرضِ موت امامتِ صلوات
بتاکید فرمودند وایں قصہ متواتر المعنے است
وحدیث امارتِ حج از مشاہیر است ودر حدیث
ابو درداء فرمودند فهل انتم تارکون لی صاحبی
فما اوذی بعدها ودر حدیث ابو سعید
خدریؓ ہر دو را وزیر گفتہ شد وقال علی
لعمر حین توفی ان کنت

منجملہ ان کے حضرت عثمانؓ اور سعید بن زیدؓ اور ابو ہریرہؓ اور
ابن عباسؓ اور انسؓ اور بُریدہؓ اور سہل بن سعدؓ کی روایت ہے۔
اور ازانجملہ جبرئیلؑ کے فضائل شیخینؓ بیان کرنے کی حدیث ہے
جو حضرت عمارؓ نے روایت کی ہے۔ اور ازانجملہ خواب میں خلفائے
ثلاثہؓ کے پلّے کو بھاری دیکھنے کی حدیث ہے جو حضرت ابوبکرہؓ
اور عرفجہؓ وغیرہما نے روایت کی ہے۔ اور ازانجملہ شیخینؓ کے
دو مقرّب فرشتوں کے مشابہ ہونے کی حدیث ہے جو حضرت ابن
مسعودؓ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور ازانجملہ شیخینؓ کے
پیرانِ اہل جنّت کے سردار ہونے کی حدیث جو حضرت علیؓ اور
انسؓ نے روایت کی ہے۔ اور ازانجملہ حضرت ابوبکرؓ کے مناقب
میں یہ حدیث کہ وہ جنّت کے سب دروازوں سے بلائے جائیں گے۔
اور ازانجملہ یہ حدیث ہے کہ تم سے پہلے کچھ لوگ محدّث ہوتے
تھے بغیر اس کے کہ نبی ہوں میری امت میں اگر کوئی ایسا
ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ اور ازانجملہ شیطان کے حضرت عمرؓ کے
سایہ سے بھاگنے کی حدیث ہے۔ اور ازانجملہ یہ حدیث ہے کہ
عثمانؓ جنّت میں میرے رفیق ہیں۔

خلفاء کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ برتاؤ
کرنا جو ولیعہد کے ساتھ کیا جاتا ہے بہت سندوں سے ثابت ہے
چنانچہ حضرت سہل بن سعدؓ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم قبیلۂ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے
تشریف لے گئے اور امامتِ نماز حضرت صدیق اکبرؓ کے متعلق
کر گئے اور مرض وفات میں بتاکید ان کو امام نماز بنایا۔ یہ واقعہ
متواتر بالمعنے ہے۔ اور امیرِ حج بنانے کی حدیث بھی مشہور
ہے اور حضرت ابو الدرداءؓ کی حدیث میں فرمایا ہے کہ کیا تم لوگ میرے
لئے میرے رفیق (یعنے ابوبکر صدیقؓ) کو نہ چھوڑوگے چنانچہ
اس کے بعد حضرت صدیقؓ کو پھر کسی نے نہیں ستایا۔ اور
حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں شیخینؓ کا وزیر (حضرت
رسالتؐ) ہونا بیان کیا گیا۔ اور حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ
سے مخاطب ہوکر ان کی وفات کے بعد کہا تھا کہ مجھے (پہلے ہی

لا ارجوا ان یجعلک اللہ معہما لانی
کنت ما اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول جئت انا وابوبکر وعمر
ودخلت انا وابوبکر وعمر وخرجت
انا وابوبکر وعمر وسئل علی بن الحسین
عن منزلۃ ابی بکر وعمر من النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقال کمنزلتہما الیوم
وھما ضجیعاہ ودرچندیں حدیث حضرت
صدیق رض را اراف امت وحضرت عمر فاروق
را اشدھم فی امراللہ وذی النورین را
اصدقہم حیاءً ومرتضیٰ را اقضاھم
گفتہ شد وہریکے ازیں خصال اشارہ جلیہ
است بآنکہ ایشان استحقاق ریاست عظمیٰ
مسلمین دارند ودرحدیث حذیفہ ومرتضیٰ
ثابت شد ان تؤمروا ابابکر الحدیث
ودرحدیث حذیفہ وابن مسعودؓ اقتدوا
باللذین من بعدی ابی بکر وعمر ودرحدیث
حذیفہ ومرتضیٰ ثابت شد ان تؤمروا ابابکر
الحدیث ودرحدیث حذیفہ وابن مسعودؓ
اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر
وعمر ودرحدیث مطلب بن ابی وداعہ
الحمد للہ الذی ایدنی بہما ودرحدیث
حذیفہ نزدیک حاکم لا غنی لی عنہما انہما
من الدین کالرأس من الجسد ودرحدیث
عبدالرحمن بن غنم اشعری لواجتمعتما فی
مشورۃ ما خالفتکما ودرحدیث انس
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل
المسجد لم یرفع احد منا رأسہ غیر ابی بکر وعمر
فانہما کانا یتبسمان الیہ ویتبسم الیہما۔

سے) یہ امید تھی کہ اللہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت صدیق رض کے ساتھ کردے گا کیونکہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آیا میں اور ابوبکر رض
اور عمر رض اور داخل ہوا میں اور ابوبکر رض وعمر رض اور نکلا میں اور
ابوبکر رض وعمر رض (غرض ہر کام میں آپ دونوں کو اپنے ساتھ
شریک کرتے تھے)۔ اور حضرت علی بن حسین (زین العابدین)
سے پوچھا گیا کہ ابوبکر رض وعمر رض کا تقرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے یہاں کس قدر تھا؟ انھوں نے کہا جس قدر اب ہے اور
وہ دونوں اس وقت حضرتؐ کے پاس ہی (قبر میں) لیٹے
ہوئے ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں میں حضرت صدیق رض کو
امت پر سب سے زیادہ مہربان اور حضرت عمر فاروق رض کو خدا
کے کام میں سب سے زیادہ سخت اور حضرت ذوالنورین رض کو سب سے
زیادہ کامل الحیاء اور حضرت مرتضیٰ کو سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ
کرنے والا فرمایا ان میں سے ہر صفت اس بات کی طرف اشارہ
کررہی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے سردار اعظم بن سکتے
ہیں اور حضرت حذیفہ رض اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں وارد
ہوا ہے کہ تم لوگ میرے بعد ابوبکر رض وعمر رض کی اقتدا کرو۔ اور
مطلب بن ابی وداعہ کی حدیث میں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا)
اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکر رض وعمر رض سے میری تائید کی۔ اور
حضرت حذیفہ رض کی حدیث میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا
ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) مجھے ابوبکر رض وعمر رض سے (کسی وقت)
بے نیازی نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں
جو بدن میں سر کا رتبہ ہے۔ اور عبدالرحمن بن غنم اشعری کی
روایت میں ہے کہ (حضرتؐ نے شیخین رض سے فرمایا) اگر تم دونوں کسی
مشورہ میں متفق ہوجاؤگے تو میں اس کے خلاف نہ کروں گا۔
اور حضرت انس رض کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تھے تو ہم میں سے کوئی
شخص (ادب سے) اپنا سر نہ اٹھاتا تھا سوا ابوبکر رض وعمر رض کے کہ وہ
دونوں آپؐ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے

و اما آنکہ موعود خدائے تعالیٰ برائی این امتِ مرحومہ بردستِ خلفاء ظاہر شد پس متضمن سہ مطلب ست مطلب اول آنکہ ایں معنے یکے از لوازم خلافت خاصہ است و آں از اجلیٰ معلومات است زیراکہ خلافت بمعنے جانشینی است و آں در عرف شرع راجع است بتصدی اقامت اموری کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم برائے اقامتِ آں مبعوث بود و خلافتِ خاصہ وقتے متحقق شود کہ باخلافت بمعنے اوّل زیادۃ مشابہت بسیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل گردد و از جملہ سیر و افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ عمدۂ آنہا فتح بلاد کفرہ بودہ است مطلب ثانی آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ فرمودہ است امتِ خود راکہ بلادِ شام وعراق فتح خواہند کرد و ایں معنے ثابت است باحادیث متواترۃ المعنے از حدیث ابی ہریرہ رضؓ وعقبہ بن عامر و عدی بن حاتم و خباب وغیرہم ممن لا یحصے عدادھم مطلب سوم آنکہ آں موعود بردست خلفاء ظاہر شد و نقل متواتر از جماہیر مسلمین از فقہاء و محدثین و مؤرخین و در اثبات ایں مطلب کافی است مع ہذا حدیث الحمد للہ الذی ایّدنی بھما و حدیث استبشار اہلِ سمٰوات باسلام عمر رضؓ وغیر آں بریں معنے دلالت می کند۔

و اما آنکہ قول خلیفہ حجت است چوں آں را امضا کنند و آں قول ممکّن شود در مسلمین و آں بالاتر از قیاس است و ایں خصلت ثابت است دریں بزرگواراں پس ثابت است بطرق بسیار قال اللہ تعالےٰ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وقال عزّ و جلّ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ

خلفاء کے ہاتھ پر خدائے تعالےٰ کے اُن وعدوں کا پورا ہونا جو امتِ مرحومہ سے تھے اس مقام میں تین بحثیں ہیں پہلی بحث یہ ہے کہ یہ بات خلافتِ خاصہ کے لوازم سے ہے اور یہ بہت واضح ہے۔ کیونکہ خلافت بمعنے جانشینی ہے اور عرفِ شرع میں اُن امور کے قائم کرنے کی کوشش کرنا جن کے قائم کرنے کے لئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور خلافت خاصہ اُسی وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب جانشینی کے ساتھ یہ بات بھی حاصل ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مشابہت بھی پائی جائے اور منجملہ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بلکہ سب میں عمدہ بلاد کفار کا فتح کرنا تھا۔ دوسری بحث یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے وعدہ فرمایا تھا کہ تم لوگ بلادِ شام وعراق کو فتح کروگے یہ بات متواتر المعنے حدیثوں میں وارد ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ اور عقبہ بن عامر اور عدی ابن حاتم اور خبّاب وغیرہ بیشمار صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ تیسری بحث یہ ہے کہ یہ سب وعدے خلفاء کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جمہور اہل اسلام یعنے فقہاء و محدّثین و مؤرّخین کے اقوال اس مقصد کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں مع ہٰذا یہ حدیث کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ سے میری تائید کی۔ اور یہ حدیث کہ آسمان والے حضرت عمر رضؓ کے اسلام سے خوش ہوئے۔ اور اس کے علاوہ اور حدیثیں بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

خلفاء کے قول کا حجت ہونا کہ جب خلفاء کوئی حکم نافذ کریں اور وہ مسلمانوں میں نافذ ہوجائے تو وہ حکم قیاس سے بالاتر ہے اس کا ثبوت بھی ان بزرگوں کے لئے باسانید بسیار ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے[1] لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ۔ اور نیز فرمایا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ

[1] ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر فصل سوم میں بخوبی ہوچکی ہے۔

فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ و در حدیث عرباض بن ساریة علیکم بسنتی وسنة الخلفاء من بعدی و در حدیث ابن مسعود وحذیفة اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر و در حدیث عبد الرحمٰن بن غنم الاشعری لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما۔ و از ادل دلائل ایں معنے احادیث متواترہ بالمعنے السکینة تنطق علیٰ لسان عمر من طریق علی و ابی ذر و ابن عمر وغیرهم و احادیث متواترہ بالمعنے در موافقات عمر فاروق با وحی الٰہی و از ادل دلائل ایں معنے مشورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مصالح جہاد و اوضاع شریعت با شیخین و قبول مشاورت ایشاں و حدیث متواتر بالمعنے علیکم بالسواد الاعظم باکثرت طرق خویش کہ امام شافعیؒ آں را

فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے کہ تم لوگ اپنے اوپر میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت لازم سمجھو۔ اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ تم لوگ اقتدا کرو اُن دونو کی جو میرے بعد ہوں گے یعنے ابو بکرؓ وعمرؓ کی۔ اور حضرت عبد الرحمٰن بن غنم اشعریؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرتؐ نے (شیخینؓ سے) فرمایا تم دونوں جس مشورہ میں متفق ہو جاؤ میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔ اور اس بات کی واضح دلیلیں وہ حدیثیں ہیں جو متواتر المعنے ہیں (مثلاً یہ حدیث) سکینہ عمر کی زبان بولتا ہے جو حضرت علیؓ وابوذر وابن عمرؓ وغیرہم سے مروی ہے اور نیز وہ متواتر المعنے حدیثیں جو حضرت عمر فاروقؓ کی رائے کے موافق وحی ہونے کے متعلق ہیں۔ اور نیز بہت بڑی دلیل اس بات کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مصالح اور احکام شرعیہ میں شیخینؓ سے مشورہ کرتے تھے اور اُن کے مشورہ کو قبول کرتے تھے اور یہ متواتر المعنے حدیث کہ (اے لوگو!) سوادِ اعظم کی پیروی تم پر لازم ہے۔ یہ حدیث[1] بہت سندوں سے مروی ہے جن کو امام شافعیؒ نے

[1] یہ حدیث اس حد تواتر کو پہنچ گئی کہ شیعہ بھی اس کے چھپا ڈالنے پر قادر نہ ہوئے اور ان کو بھی اپنی کتابوں میں روایت کرنی پڑی چنانچہ نہج البلاغۃ قسم اول مطبوعہ مصر صفحہ (۲۶۱) میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا سیهلك فیّ صنفان محب مفرط یذهب به الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذهب به البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموه والزموا السواد الاعظم فان ید الله علی الجماعة وایاکم والفرقة فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من دعا الی هذا الشعار فاقتلوه ولو کان تحت عمامتی هذه۔ ترجمہ میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے ایک وہ جو محبت میں زیادتی کرنے والا ہو کہ اس کو محبت خلاف حق کی طرف لے جائیگی (جیسے شیعہ) دوسرے بغض میں زیادتی کرنے والا کہ اس کو بغض خلاف حق کی طرف لے جائیگی (جیسے خوارج) اور سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے متعلق درمیانی حالت رکھتے ہوں (نہ حب مفرط نہ بغض جیسے اہلِ سنت) پس تم اسی درمیانی حالت کو لازم پکڑلو۔ سوادِ اعظم یعنے بڑی جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ خبردار جدائی سے بچتے رہنا کیونکہ جماعت سے الگ ہونے والا آدمی شیطان کے قبضہ میں آجاتا ہے جس طرح گلہ سے الگ ہو جانے والی بکری بھیڑیئے کا حصہ ہو جاتی ہے۔ دیکھو جو شخص تم کو سوادِ اعظم سے علیحدگی کی طرف بلائے اس کو قتل کر دینا چاہیئے وہ میرے اس عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو یعنے چاہے میں ہی کیوں نہ ہوں۔ ف اس حدیث میں حضرت علیؓ نے اپنے ساتھ زیادہ محبت رکھنے کی ممانعت فرمائی اور سوادِ اعظم کی پیروی کی تاکید اس درجہ فرمائی کہ جو شخص اس کے خلاف کہے خواہ میں ہی کیوں نہ ہوں تم اس کو قتل کر دینا یہ ظاہر ہے اور بدیہی ہے کہ بڑی جماعت تمام اسلامی فرقوں میں ہمیشہ سے اہلِ سنت کی رہی اور اب بھی ہے مگر شیعوں نے جس طرح ائمہ کی دوسری ہدایات کو پس پشت ڈال دیا ہے اسی طرح اس ہدایت کو بھی فراموش کر دیا ہے۔

در اثبات اجماع روایت کرد و علماء در فقہ ایں احادیث مختلف اند جمعے بر وجوب طاعت خلیفہ اذا لم یکن فی معصیۃ حمل نمودہ اند و طائفہ بر وجوب قول باجماع۔

وفقیر مے گوید عفی عنہ مراد آنست کہ قول خلیفہ حجت ست چوں ممکن شود در مسلمین پس معنے طاعت خلیفہ و قول باجماع ہر دو مجموع است تفصیل ایں اجمال آنکہ خدائے تعالےٰ در نفوس ایں عزیزان ملکہ نہادہ است وبعد ازاں تائید از نزدیک خویش دادہ است کہ بسبب آں در فہم حکم و احکام و مصالح سیاست ملک غالباً اصابت کنند و ہمچناں در حق ایں امت فضلے خواست کہ مجتمع نشوند بر باطل و تائیدے دریں باب نازل کردہ پس چوں ہر دو فضیلت جمع شود آں رائے حجت باشد در دین نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ اخرج الحاکم حدیث عمرؓ فی خطبتہ بالجابیۃ من طرق منہا طریق عبد اللہ بن دینار عن ابن عمرؓ قال خطبنا عمرؓ بالجابیۃ فقال انی قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال اُوْصِیْکُمْ باصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشوا الکذب حتی یحلف الرجل ولا یستحلف ویشھد الرجل

اجماع کے ثابت کرنے میں روایت کیا ہے علماء ان احادیث کے مطلب میں مختلف ہیں کچھ لوگ یہ مطلب لیتے ہیں کہ خلیفہ کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور کچھ لوگ اس سے اجماع کا حجت ہونا نکالتے ہیں۔

مگر یہ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ مطلب (ان احادیث کا) یہ ہے کہ خلیفہ کا قول حجت ہے جب کہ وہ مسلمانوں میں نافذ ہو جائے لہٰذا خلیفہ کی اطاعت اور اجماع کی حجیت دونوں باتیں اس حدیث سے نکل رہی ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے ان بزرگوں کے نفس میں ایک ملکہ پیدا کیا ہے اور اس کے بعد اپنی تائید اُن کے شامل حال کی ہے جس کی وجہ سے یہ حضرات حکمتوں کے اور احکام کے سمجھنے میں اور سیاست ملکی کے مصالح معلوم کرنے میں اکثر و بیشتر صواب پر رہتے ہیں اور اسی طرح حق تعالےٰ نے اس امت میں یہ بزرگی رکھی کہ اس کا اتفاق باطل پر نہ ہو سکے اور اُس کی تائید بھی (اپنی شریعت میں) نازل کر دی۔ پس جب یہ دونوں فضیلتیں جمع ہو جائیں (یعنے خلیفہ کا حکم بھی ہو اور اس حکم کو امت کے لوگ مان بھی لیں) تو بلا شبہ وہ قول دین میں حجت ہوگا اور نورٌ علےٰ نور (کا مصداق ہوگا) اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور حاکم نے حضرت عمرؓ کا وہ خطبہ جو اُنھوں نے مقام جابیہ میں پڑھا تھا بہت سندوں سے روایت کیا ہے۔ از انجملہ بسند عبد اللہ بن دینار حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے مقام جابیہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں (آج) تم میں اُسی طرح (خطبہ پڑھنے) کھڑا ہوا ہوں جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں کھڑے ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو! میں تمھیں اپنے اصحاب (کے بزرگ داشت) کی وصیت کرتا ہوں پھر اُن لوگوں کی جو اُن کے بعد ہوں پھر اُن لوگوں کی جو اُن کے بعد ہوں اس کے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہوگا کہ آدمی بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیجائے حلف لیگا اور بغیر اس کے کہ

ولا یستشھد فمن اراد منکم بحبوحۃ الجنۃ فیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد الا لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثھما الشیطان قالھا ثلثا وعلیکم بالجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد الا ومن سرتہ حسنتہ وساءتہ سیئتہ فھو مؤمن ومنھا طریق عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال وقف عمر بن الخطاب بالجابیۃ فقال رحم اللہ رجلا سمع مقالتی فوعاھا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقف فینا کمقامی فیکم ثم قال احفظونی فی اصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یکثر الھرج ویظھر الکذب ویشھد الرجل ولا یستشھد ویحلف ولا یستحلف من احب منکم بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد لا یخلون رجل بامرأۃ فان الشیطان ثالثھما من سرتہ حسنتہ وساءتہ سیئتہ فھو مؤمن واخرج البیھقی من طریق الشافعی عن ابن عیینۃ عن عبد اللہ بن ابی لبید عن ابن سلیمان بن یسار عن ابیہ ان عمر بن الخطاب قام بالجابیۃ للناس خطیبا

اُس سے گواہی طلب کی جائے گواہی دے گا۔ پس جو شخص تم میں سے جنت کی خواہش رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ جماعت کے ساتھ رہے کیونکہ شیطان تنہا آدمی پر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے۔ آگاہ رہو جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھتا ہے تو تیسرا شخص وہاں شیطان ہوتا ہے۔ اس کو آپ نے تین بار فرمایا اور (فرمایا) کہ تم جماعت کو اپنے اُوپر لازم سمجھو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت بھاگتا ہے۔ سنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی ہوتی ہو اور بُرا کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مؤمن ہے۔ اور از انجملہ بسند عامر بن سعد بن ابی وقاص ان کے والد سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ مقام جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو میری بات سُنے اور اُس کو یاد رکھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (ایک روز) ہم لوگوں کے درمیان میں کھڑے ہوئے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ میرے (حق کی) حفاظت میرے اصحابؓ کے بارے میں کرو ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو اُن کے پیچھے آئیں اُن کے بعد وہ لوگ ہیں جو اُن کے پیچھے آئیں پھر فتنہ بہت ہو جائے گا اور جھوٹ کا رواج ہو جائے گا بغیر اس کے کہ اس سے گواہی مانگی جائے گواہی دے گا۔ اور بغیر اس کے کہ اُس سے حلف لیا جائے حلف کرے گا۔ پس جو شخص تم میں سے جنّت کی آرزو رکھتا ہو وہ جماعت کے ساتھ رہنا لازم سمجھے کیونکہ شیطان ایک شخص پر قابو پاتا ہے اور دو سے بہت دُور رہتا ہے سُنو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے ورنہ تیسرا شخص وہاں شیطان ہوگا۔ سُنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور بُرا کام کرنے سے رنج ہوتا ہے وہ مؤمن ہے۔ اور بیہقی نے بسندِ امام شافعیؒ ابن عیینہ سے اُنھوں نے عبد اللہ بن ابی لبید سے اُنھوں نے ابن سلیمان بن یسار سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ مقام جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے

فقال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قام فینا کمقامی فیکم فقال اکرموا اصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشھد ولا یستشھد الا فمن سرّہ بحبوحۃ الجنۃ فیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وھو من الاثنین ابعد ولا یخلون رجل بامرأۃ فان الشیطان ثالثھما ومن سرتہ حسنتہ وسائتہ سیئتہ فھو مؤمن قال الشافعی فی اثناء کلامہ فلم یکن للزوم جماعتھم معنًی الا ما علیہ جماعتھم من التحلیل والتحریم والطاعۃ فیھما من قال بما تقول جماعۃ المسلمین فقد لزم جماعتھم وانما تکون الغفلۃ فی الفرقۃ فاما الجماعۃ فلا تمکن فیھا کافۃ غفلۃ عن معنی کتاب اللہ ولا سنۃ ولا قیاس ان شاء اللہ واخرج الحاکم من حدیث معتمر بن سلیمان عن رجل عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجمع اللہ ھذہ الامۃ علی الضلالۃ ابدًا وقال ید اللہ علی الجماعۃ فاتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار واختلف الرواۃ علی معتمر بن سلیمان فی تسمیۃ الرجل الواقع بینہ وبین عبد اللہ بن دینار بین الحاکم کل ذلک واخرج الحاکم من حدیث عبد اللہ

اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہم لوگوں کے درمیان میں (ایک روز) اسی طرح (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں تمھارے درمیان میں کھڑا ہوا ہوں اور آپ نے فرمایا تھا کہ میرے صحابہؓ کی تعظیم کرو پھر اُن لوگوں کی جو صحابہ کے بعد ہوں پھر اُن لوگوں کی جو ان کے بعد ہوں اس کے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہو جائے گا کہ آدمی بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف کرلے گا اور بغیر اس کے کہ اس سے گواہی لی جائے گواہی دے گا۔ پس جس کو جنت کی خواہش ہو وہ جماعت کو لازم سمجھے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے اُوپر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے اور (یاد رکھو) جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شخص شیطان ہو گا دُسنو) جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور بُرے کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مؤمن ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنے اثنائے کلام میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جماعت کو لازم سمجھنے کا کوئی مطلب سوا اس کے نہیں ہو سکتا کہ جس طریقہ پر جماعت کے لوگ ہوں اور حلال و حرام کے متعلق جو اُن کا مذہب ہو (اس مذہب کی پیروی کی جائے) جو شخص اس قول کا قائل ہو جو جماعتِ اہل اسلام کا قول ہو وہ شخص جماعتِ اہل اسلام کے ساتھ ہے (خدا و رسول کے احکام سے) غفلت کا اندیشہ تنہائی کی حالت میں ہوتا ہے مگر تمام سب تو انشاء اللہ قرآن و حدیث و قیاس کے معنے سے غفلت ناممکن ہے۔ اور حاکم نے بسند معتمر بن سلیمان ایک شخص سے اس نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور فرمایا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے لہذا بڑی جماعت کی پیروی کرو جو شخص جماعت سے نکل جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا معتمر بن سلیمان کے شاگردوں نے اس راوی کے نام میں جو معتمر بن سلیمان کے اور عبد اللہ بن دینار کے درمیان میں ہے اختلاف کیا ہے حاکم نے ان تمام اختلافات کو ذکر کیا ہے۔ اور حاکم نے بروایت عبد اللہ

بن طاؤس عن ابیه عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال
لا یجمع اللہ امتی او قال هذه الامة
علی الضلالة ابدًا و ید اللہ علی
الجماعة واخرج الحاکم عن انس
عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فی
حدیث طویل وسال ربه ان لا یجتمعوا
علی ضلالة فاعطی ذلک واخرج الحاکم
عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیه وسلم من فارق الجماعة
قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام
من عنقه واخرج الحاکم من حدیث نافع
عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم قال من خرج من
الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة
الاسلام من عنقه حتی یراجعه وقال
من مات ولیس علیه امام جماعة فان
موتته میتة جاهلیة واخرج الحاکم
من حدیث الحارث الاشعری حدیثا
طویلا فی آخره قال رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم امرکم بخمس
کلمات امرنی اللہ بهن الجماعة
والسمع والطاعة والهجرة والجهاد
فی سبیل اللہ فمن خرج من الجماعة
قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من
رأسه الا ان یرجع واخرج الحاکم
عن معاویة قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم من فارق الجماعة شبرا دخل
النار واخرج الحاکم عن ابن عمر قال سمعت

بن طاؤس ان کے والد سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میری امت
کو یا (فرمایا کہ) اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور اللہ
کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور حاکم نے حضرت انسؓ سے انھوں نے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے
جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ آپؐ نے خدا سے دعا کی کہ میری
امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہو چنانچہ یہ دعا قبول ہو گئی۔
اور حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص جماعت
سے ایک بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا رشتہ اپنی
گردن سے نکال دیا۔ اور حاکم نے بروایت نافع عبد اللہ بن
عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا اس نے
اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال ڈالا یہاں تک کہ وہ پھر
جماعت کی طرف رجوع کرے اور فرمایا کہ جو شخص اس
حال میں مر جائے کہ وہ امام جماعت کی ماتحتی میں نہ ہو تو وہ
جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور حاکم نے بروایت حارث اشعری
ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ جس کے آخر میں یہ مضمون
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں پانچ
باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کے ساتھ اللہ نے مجھے مامور فرمایا
ہے۔ جماعت کا اتباع لازم سمجھو اور (خلیفہ کا حکم) سنو
اور طاعت کرو اور (دار الحرب سے) ہجرت کرو اور اللہ کی
راہ میں جہاد کرو پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت کے
برابر جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا
مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت کی طرف) رجوع کرے۔ اور حاکم
نے حضرت معاویہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر
بھی علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اور حاکم نے حضرت
ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من فارق امتہ او عاد
اعرابیاً بعد ھجرتہ فلاحجۃ
لہ واخرج الحاکم من حدیث حذیفۃ
عن ربعی بن حراش قال اتیت
حذیفۃ ابن الیمان لیالی
سار الناس الی عثمان فقال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من فارق الجماعۃ و
استذل الامارۃ لقی اللہ و
لاحجۃ لہ واخرج الحاکم
عن فضالۃ بن عبید عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال ثلثۃ لایسأل عنھم
رجل فارق الجماعۃ وعصی
امامہ فمات عاصیاً امامہ
وعبد ابق من سیدہ فمات
وامرأۃ غاب عنھا زوجھا
وقد کفاھا مؤنۃ الدنیا
فتبرجت بعدہ فلایسأل
عنھم واخرج الحاکم عن ابی ھریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الصلوۃ المکتوبۃ الی الصلوۃ المکتوبۃ التی
بعدھا کفارۃ لما بینھما والجمعۃ الی الجمعۃ
وشھر رمضان الی شھر رمضان کفارۃ لما
بینھما ثم قال بعد ذلک الا من ثلث الا من
الاشراک باللہ ونکث الصفقۃ وترک السنۃ قلنا

آپؐ فرماتے تھے جو شخص اپنی جماعت سے الگ ہوا یا ہجرت
کے بعد پھر اعرابی بن گیا[1] تو (خدا کے سامنے) اس کا کوئی عذر
قبول نہ ہوگا۔ اور حاکم نے بروایتِ حذیفہؓ، ربعی بن حراش
سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں حذیفہ بن یمان کے پاس
گیا اُس زمانہ میں جب کہ لوگ حضرت عثمانؓ پر خروج کر رہے
تھے تو حضرت حذیفہؓ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک
بالشت برابر بھی علٰحدہ ہوا اور (اپنے) سردار کو اُس نے ذلیل
کیا وہ خدا سے اس حال میں ملے گا کہ کوئی حجت اس کے پاس
نہ ہوگی۔ اور حاکم نے فضالہ بن عبید سے اُنھوں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا
تینؔ آدمی ایسے ہیں کہ ان سے کچھ پوچھا نہ جائے گا (اور دوزخ
میں بھیج دیئے جائیں گے) ایکؔ وہ شخص جو جماعت سے
علٰحدہ ہو اور اپنے حاکم کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت
میں مرجائے۔ دوؔسرے وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو
اور (اسی حال میں) مرجائے۔ تیسری وہ عورت جس کا شوہر
باہر گیا ہو اور وہ اس عورت کے تمام دنیاوی مصارف کا
سامان کر گیا ہو پھر وہ عورت اس کے چلے جانے کے بعد گھر
سے باہر نکل جائے۔ لہٰذا اُن لوگوں سے کچھ سوال نہ ہوگا۔ اور
حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر فرض نماز دوسری
فرض نماز کے وقت تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور
ایک نماز جمعہ دوسری نماز جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے
اور ایک ماہ رمضان دوسرے ماہ رمضان تک کے گناہوں کا
کفارہ ہے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا مگر تینؔ باتوں کا کچھ کفارہ
نہیں۔ ایکؔ تو اللہ کے ساتھ شرک کرنا، دوؔسرے بیعت کو
توڑنا، تیسرےؔ سنت کو ترک کرنا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ

[1] مطلب یہ ہے کہ وہ ہجرت سے پہلے اعرابی تھا اب ہجرت کے بعد پھر اعرابی ہوگیا یعنی اپنے وطن واپس گیا مہاجرین کے لئے منع ہے کہ وہ اپنے وطن واپس جائیں اسی
وجہ سے حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات جب مکہ میں ہوئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔

یارسول اللہ اما الاشراک باللہ فقد
عرفناہ فما نکث الصفقۃ وترک
السنۃ قال اما نکث الصفقۃ ان
تبایع رجلا بیمینک ثم تخالف
الیہ فتقاتلہ بسیفک واما ترک
السنۃ فالخروج من الجماعۃ واخرج
الحاکم فی حدیث حذیفۃ الطویل
حین ذکر قوما یھدون بغیر ھدیہ
وقوما یدعون الی ابواب جھنم قلت
فما تامرنی ان ادرکت ذلک قال
تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم
قلت فان لم تکن لھم امام ولا جماعۃ
قال فاعتزل تلک الفرق کلھا
واخرج الشیخان من حدیث عمر
بطرق مختلفۃ انتم شہداء اللہ فی
الارض واخرج الحاکم من حدیث
ابی زھیر الثقفی قال سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
یوشک ان تعرفوا اھل الجنۃ من
اھل النار او قال خیارکم من شرارکم
قیل یارسول اللہ بماذا قال بالثناء
الحسن والثناء السیئ وانتم شہداء
بعضکم علی بعض واخرج مسلم من
حدیث ثوبان والمغیرۃ وجابر بن
سمرۃ وجابر بن عبداللہ ومعویۃ بن ابی سفیان
والفاظھم متقاربۃ لا تزال طائفۃ
من امتی قائمۃ بامر اللہ لا یضرھم من
خذلھم او خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم
ظاھرون علی الناس محتمل است کہ

یارسول اللہ! شرک باللہ کو تو ہم جانتے ہیں مگر بیعت توڑنا
اور سنت کو ترک کرنا (ہم نہیں جانتے آپ بتادیجئے کہ) کیا
چیز ہے؟ حضرت ؐ نے فرمایا بیعت توڑنے کا مطلب یہ ہے
کہ تم کسی شخص سے بیعت کرو پھر اس کی مخالفت کرو اور اس
سے تلوار لے کر قتال کرو اور سنت کے ترک کرنے کا یہ مطلب
ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور حاکم نے حضرت حذیفہؓ
کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ؐ نے کچھ لوگوں کا
ذکر کیا جو آپ ؐ کے روش کے خلاف روش پر چلیں گے اور کچھ
لوگ ایسے ہوں گے جو جہنم کی طرف لوگوں کو بلائیں گے میں نے
عرض کیا یارسول اللہ! اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو آپ مجھے
کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت ؐ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور
ان کے امام کو لازم پکڑنا میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کا کوئی
امام اور ان کی کوئی جماعت نہ ہو۔ حضرت ؐ نے فرمایا تو تم
تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا۔ اور شیخین رضؓ نے بروایت
حضرت عمرؓ باسانید متعددہ روایت کیا ہے کہ حضرت ؐ نے
(صحابہ کرامؓ سے) فرمایا تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔
اور حاکم نے بروایت ابوزہیر ثقفی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ؐ فرماتے
تھے عنقریب تم لوگ اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچان لوگے۔
عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! کیونکر؟ آپ ؐ نے فرمایا تعریف و
مذمت سے (جس کی پیٹھ پیچھے مسلمان تعریف کریں وہ اچھا
جس کی مذمت کریں وہ برا) تم لوگ باہم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔
اور مسلم نے بروایت حضرت ثوبانؓ و مغیرہؓ و جابر بن سمرہ
و جابر بن عبداللہ و معاویہ بن ابی سفیان نقل کیا ہے الفاظ
سب کے قریب قریب ہیں کہ (حضرت ؐ نے فرمایا) میری امت میں
سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم کے ساتھ قائم رہے گا جو شخص
ان کی رفاقت چھوڑ دے گا یا (فرمایا کہ) ان کی مخالفت کرے گا
وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی
قیامت) آجائے اور وہ سب لوگوں پر غالب رہیں گے۔ ممکن ہے کہ

حدیث لا یجتمع امتی علی الضلالۃ بر موافقت
ہمیں حدیث محمول باشد بر آنکہ طائفہ بر حق
باشد آخذ بسنت و قائم بواجبات ملت
نہ بمعنے حجیت اجماع لکن المعنی الاول
ھو المشھور الذی حمل علیہ جماھیر
الفقھاء واللہ اعلم. و از یں طرق کثیرہ
معلوم مے شود کہ احادیث نہی از مفارقت
جماعت و امر اتباع سواد اعظم چوں در
الفاظ آں تامل کنیم ہر دو علت از بیان آنہا
مے تراود و ہر دو مصلحت از اشارات آں
می شود یکے اقامت خلافت کہ متبع چندیں
فوائد است و دیگر حفظ ملت از اختلاف اہل
آں پس متبادر بفہم آنست کہ صریح حکم در ہماں
محل است کہ خلیفہ راشد حکمے فرماید بعد مشاورت
اہل علم کل ایشاں یا جمہور ایشاں و آں حکم ممکن شود
در مسلمین اما اتفاقیات جمہور فقہاء چوں صولت
خلافت باآں یار نباشد و ہمچنیں مذہب خلیفہ
چوں در فصلے مجتہد فیہ قضا کند واجب الاتباع
است ملحق باں اصل منصوص از جہت مشارکت
در احد شطری العلۃ و ایں قصہ بہماں میماند
کہ امام شافعیؒ در آیت وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی
الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ
تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ
اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الخ گفتہ است کہ منطوق
آیت اباحت قصر است در صورت
اجتماع سفر و خوف ہر دو و سنت و اجماع
امت ملحق کردہ است با و قصر فی السفر
من غیر خوف و سر دریں مسئلہ آنست کہ
سفر و خوف ہر یکے از انہا مناسب تخفیف است

جس حدیث میں امت کا گمراہی پر متفق نہ ہونا بیان کیا گیا ہو
اس کا مطلب موافق اس حدیث کے یہ لیا جائے کہ امت کا
ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا سنت پر عمل کرے گا اور واجبات
ملت کو قائم رکھے گا۔ اجماع کی حجیت کا مفہوم نہ نکالا جائے
مگر پہلے ہی معنے زیادہ مشہور ہیں اور اسی پر جمہور فقہاء
نے اس حدیث کو محمول کیا ہے۔ ان احادیث کثیرہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ مفارقت جماعت کی حدیثیں اور سواد اعظم کی
پیروی کا حکم (جن جن الفاظ میں ہے) ان الفاظ میں جب
ہم غور کرتے ہیں تو دو علتیں ان سے ظاہر ہوتی ہیں اور دو
مصلحتیں ان کے اشارات سے مفہوم ہوتی ہیں ایک اقامت[1]
خلافت جس میں اس قدر فوائد ہیں۔ دوسرے شریعت کا
باہمی اختلاف سے محفوظ رکھنا پس یہ بات سمجھ میں آتی ہے
کہ صریح حکم تو اسی مقام کے لئے ہے جہاں خلیفہ راشد کوئی
حکم دے بعد مشورہ اہل علم کے خواہ سب سے مشورہ لے یا
بعض سے اور وہ حکم مسلمانوں میں نافذ ہو جائے۔ باقی رہے
جمہور فقہاء کے اجماعی مسائل جب کہ صولت خلافت ان کے
ساتھ نہ ہو اسی طرح خلیفہ کا حکم کسی ایسے مسئلہ میں جو اجتہادی ہو
ان کا اتباع بھی واجب ہے اور اسی اصل منصوص کے ساتھ
اس کا بھی الحاق کیا گیا ہے کیونکہ یہاں دو علتوں میں سے
ایک علت پائی جاتی ہے یہ قصہ اسی کے مشابہ ہے کہ امام
شافعیؒ نے آیہ {وَاِذَا ضَرَبْتُمْ الآیۃ (ترجمہ) جب تم
سفر کرو زمین میں تو نہیں ہے تم پر کچھ گناہ کہ کم کردو نماز سے
اگر خوف کرو تم کہ فتنہ میں ڈالیں گے تم کو کافر} میں کہا
ہے کہ منطوق آیت سے تو صرف اس صورت میں قصر کی اجازت
نکلتی ہے جس میں سفر اور خوف دونوں ہوں مگر احادیث
و اجماع امت نے اس کے ساتھ ہر سفر میں گو بغیر خوف کے ہو
قصر کرنے کو الحاق کر دیا ہے۔ اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ سفر
اور خوف دونوں میں سے ہر ایک سبب تخفیف بن سکتا ہے۔

[1] یعنے کسی کو خلیفہ مقرر کر لینا۔

و در احکام خلفائے راشدین ظنّ اصابت رائے ایشاں بایں دو مصلحت جمع شد و امر متاکّد گشت۔ غایۃ الوکادۃ در ظنّ اصابت عبد اللہ بن مسعود در سنت و قراءۃ و اُبَی بن کعب در قراءت و علی مرتضٰے در قضا و زید بن ثابت در فرائض با خلفاء ہم عنان اند از جہت ثنائے جمیل ایشان کہ بر زبان غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گزشت و باعتبار دو مصلحت دیگر متخلف و اتفاقیات فقہائے امصار بے حکم خلیفہ باعتبار مصلحت کہ امام شافعیؒ بآں اشارہ کردہ حیث قال انما الغفلۃ فی الفرقۃ فاما الجماعۃ فلا یمکن فیہا کافۃ غفلۃ عن معنٰی کتاب ولا سنۃ ولا قیاس مظنۃ اصابت است قال عمر رضی اللہ عنہ فاقض بما قضی بہ الصالحون و ایں نیز معلوم بالقطع است کہ اگر در فصل مجتہد فیہ حکم خلیفہ را قبول نہ کنند و ہر یکے بر رائے خود رود حکم خلافت مضبوط نگردد و مصلحت اقامت خلافت متحقق نشود بملاحظۂ ہمیں مراتب امام شافعیؒ گفتہ و لذا رجعنا الی التقلید فقول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان قال فی القدیم و علی احب الینا

(لہٰذا جہاں صرف سفر پایا جائے خوف نہ ہو وہاں بھی قصر ہونا چاہیئے) اسی طرح خلفائے راشدین کے احکام میں ان کی رائے کے صائب ہونے کا علم ان دو مصلحتوں[1] (یعنے اقامتِ خلافت وحفاظت شریعت) کے ساتھ جمع ہوا اور یہ علم نہایت مضبوط ہوگیا (مگر جس مقام میں صرف ایک ہی مصلحت پائی جائے وہاں بھی صائب الرائے ہونے کا علم حاصل ہو جائے گا اور اتباع ضروری ہوگا) صائب الرائے ہونے کے خیال میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حدیث و قرارت میں اور حضرت اُبی بن کعب قرارت میں اور حضرت علی مرتضٰے قضا میں۔ اور حضرت زید بن ثابتؓ فرائض میں خلفائے راشدین کے ہم پلہ ہیں اس لئے کہ ان امور کے متعلق) ان کی عمدہ تعریف زبانِ غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر گزر چکی ہے مگر باعتبار دوسری دو مصلحتوں کے (جن کا ذکر ابھی ہوا خلفائے راشدین سے) پیچھے ہیں۔ اور فقہائے بلاد (اسلامیہ) کا جن امور پر اتفاق ہو جائے بغیر حکم خلیفہ کے ان میں بھی صائب الرائے ہونے کا خیال ہے باعتبار اس مصلحت کے جو امام شافعیؒ نے بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ غفلت تو تنہائی میں ممکن ہے مگر ایک پوری جماعت سے قرآن و حدیث و قیاس کے معنے سے غفلت ہو جانا ناممکن ہے (اسی وجہ سے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے کہ جو فیصلہ اگلے نیک لوگ کر گئے ہیں اسی کے موافق فیصلہ کرو۔ اور یہ بھی یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ اگر اجتہادی مسئلہ میں خلیفہ کے حکم کو نہ مانیں اور ہر شخص اپنی رائے پر عمل کرے تو حکم خلافت کا مضبوط نہ ہوگا اور اقامت خلافت کی مصلحت فوت ہو جائے گی انہی مراتب کے لحاظ سے امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اگر ہم تقلید کریں تو ائمہ یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کا قول ہمیں زیادہ محبوب ہے اور مذہب قدیم میں انھوں نے حضرت علیؓ کے قول کو بھی خلفائے ثلاثہ کے ساتھ شامل کیا تھا۔

[1] یعنے صرف اقامتِ خلیفہ یا صرف حفاظتِ شریعت۔

و توقف در قولِ مرتضیٰ بمذہب جدید از جہتِ عدم تمکین است و عدم اجماع امت بر قولِ او یکے از اوصاف مؤثرہ است۔

اما آنکہ ہریکے از خلفاء در وقتِ خلافتِ خویش افضل امت بودہ است از حدیث ابنِ عمرؓ كنا نخير فى زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فنقول ابوبكر خير هذه الامة ثم عمر ثم عثمان و حدیث مرتضیٰ هذان سيدا كهول اهل الجنة و حدیث وزن و ظہور رجحان ابوبکرؓ بروایتِ ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ و غیر ایشاں۔ و عمر فاروق افضلیت ابوبکر صدیقؓ را بیان کردہ آں متواتر است ازو و صدیق گفت اللهم استخلفت عليهم خير خلقك و عبد الرحمٰن بن عوفؓ در وقت عقدِ خلافت برائے ذی النورین گفتہ والله عليه ان لا يألو عن افضلهم فى نفسه و مرتضیٰ بر سرِ منبر کوفہ فرمود خير هذه الامة ابوبكر ثم عمر سفیان ثوری بملاحظہ ہمیں اجماعیات گفتہ است من زعم ان عليا كان احق بالولاية منهما فقد خطأ ابابكر و عمر والمهاجرين والانصار وما اراه يرتفع مع هذا

مذہب جدید میں حضرت مرتضیٰ کے قول میں تردد کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے قول کو تمکین[1] نہیں ملی اور امت ان کے قول پر متفق نہیں ہوئی اور واجب الاتباع ہونے کے لئے یہ بھی ایک ضروری چیز ہے۔

خلفاء کا اپنے اپنے وقت میں تمام امت سے افضل ہونا (بھی بدلائل قطعیہ ثابت ہے) چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمان۔ اور حضرت مرتضیٰ کی حدیث ہے کہ شیخینؓ پیران اہلِ جنت کے سردار ہیں اور وزن کی حدیث اور حضرت ابوبکرؓ کے وزنی ہونے کی جو بروایتِ ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ وغیرہ ثابت ہے۔ اور عمر فاروقؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت کو بیان کیا ہے جو ان سے بتواتر منقول ہے۔ اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب سے بہتر تھا (یعنے عمرؓ کو) اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بوقت عقدِ خلافتِ حضرت ذوالنورینؓ فرمایا تھا کہ جس شخص کو انتخابِ خلیفہ کا اختیار دیا جائے اس کو اللہ کی قسم ہے کہ وہ اپنی طرف سے افضل کے انتخاب کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے کوفہ میں بر سرِ منبر فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں ان کے بعد عمرؓ۔ سفیان ثوری نے انھیں اجماعیات کے لحاظ سے کہا ہے کہ جس نے گمان کیا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھا اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سب کو خطا پر سمجھنے کے بعد

[1] حضرت علی مرتضیٰ کے قول کو تمکین نہ ملنا بالکل ظاہر ہے۔ ایک مرتبہ انھوں نے بیع امہات الاولاد کے بارے میں حضرت عمرؓ کے قول کے خلاف بیان فرمایا اور کہا کہ پہلے میرا بھی وہی قول تھا مگر اب میں نے رجوع کیا اسی مجمع میں قاضی شریح نے کہدیا کہ قولك فى الجماعة احب الينا من قولك وحدك یعنے آپ کا وہ قول جو جماعت کے ساتھ تھا ہمیں زیادہ محبوب ہے بہ نسبت آپ کے اس قول کے جس میں آپ تنہا ہیں۔ علاوہ اس کے حضرت مرتضیٰ کے قول میں توقف کی یہ وجہ بھی ہوئی کہ ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا بوجہ اس کے کہ شیعوں نے انپر افترا پردازی بیحد کی دشوار ہو گیا تھا۔

لہ عمل الی السماء و شافعی گفتہ اضطر الناس بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر فلو یجدوا تحت ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوہ رقابھم۔ و چندیں صحابہ و تابعین گفتہ اند کہ صدیق اکبر در قتال مرتدین بچیزے قائم شد کہ کار انبیاء بود۔

و اما اثبات خلافت خلفاء پس طرق بسیار دارد از انجملہ اجماع صحابہ بر خلافت صدیق اکبرؓ و ایں مسلک را عبد اللہ بن مسعودؓ اختیار نمودہ است قال عبد اللہ مارأی المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن وما رأوا سیئًا فھو عند اللہ سیئ و قد رأی الصحابۃ جمیعًا ان یستخلفوا ابابکر و استخلاف صدیق اکبر در خلافت فاروق اعظم قال عبد اللہ بن مسعودؓ افرس الناس ثلثۃ ابوبکر حین استخلف عمر الحدیث و اتفاق ناس بر خلافت عمر فاروق بوجہے کہ ہیچکس را دراں اشکالے نماند اظہر است ازانکہ احتیاج بیان داشتہ باشد پس معنے اجماع اینجاہم متحقق شد لیکن بعد از استخلاف و تسلط و ہمچنیں قصہ اتفاق بر ذی النورین معلوم و مشہور است متاخرین اشاعرہ ہمیں مسلک را اختیار نمودند و بر ہماں مسلک اکتفا کردہ و از انجملہ تفویض امامت صلوٰۃ بصدیق اکبرؓ در ایام مرض

اس کا کوئی نیک کام آسمان تک جا سکے۔ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ مجبور ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے تو انھوں نے آسمان کے نیچے ابوبکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا لہٰذا ان کو اپنی گردنوں کا مالک بنالیا۔ اور بہت سے صحابہ و تابعین نے کہا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے قتالِ مرتدین میں وہ کام کیا جو انبیاء کے کرنے کا تھا۔

خلفاء کی خلافت کا اثبات بہت طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ از انجملہ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت پر صحابہؓ کا اجماع کرنا اس مسلک کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے اختیار کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مسلمان جس کام کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور مسلمان جس کام کو برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ اور تمام صحابہ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ کو خلیفہ بنائیں۔ اور از انجملہ حضرت صدیق اکبرؓ کا فاروق اعظمؓ کو خلیفہ بنانا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل الفراست تین آدمی تھے ایک ابوبکرؓ کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اور مسلمانوں کا حضرت فاروقؓ کی خلافت پر متفق ہو جانا اس طرح کہ کسی کو اس میں کوئی اعتراض نہ رہا اس قدر ظاہر ہے کہ بیان کرنے کی حاجت نہیں پس اجماع کی صورت یہاں بھی پائی گئی لیکن بعد خلیفہ بن جانے اور تسلط حاصل ہو جانے کے۔ اسی طرح حضرت ذوالنورینؓ کے اوپر لوگوں کا متفق ہونا وہ بھی مشہور ہے۔ متاخرین اشاعرہ نے (خلافتِ خلفاء کے ثبوت میں) اسی مسلک کو اختیار کیا ہے اور انھوں نے اسی مسلک پر قناعت کی ہے۔ از انجملہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے) زمانۂ مرض میں حضرت صدیق اکبر کو امامتِ نماز

لہ حضرت سفیان ثوریؒ نے بڑی پختہ بات فرمائی کیونکہ جب کوئی شخص مہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھے گا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین نہیں حاصل کر سکتا اس لئے کہ یہی حضرات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوی نبوت کرنے اور معجزات دکھلانے کے راوی اور ناقل ہیں۔ اور جب حضرتؐ کی نبوت کا یقین نہ ہوا تو عمل صالح کا مقبول نہ ہونا ظاہر ہے۔ واقعی جو شخص باوجود دعوائے اسلام کے حضرات مہاجرین و انصار کی تنقیص کرتا ہے وہ سعدی علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کا مصداق ہے۔ یکے بر سر شاخ و بن می برید ٭ خداوند بستاں نگہ کرد و دید ٭ بگفتا گر ایں مرد بد میکند ٭ نہ با من کہ با نفس خود میکند

در عین وقتِ استخلاف بریں دلیل اعتماد
نمودند و جماعۂ مہاجرین و انصار اذعان آں
کردند اصل قصۂ امامتِ صدیق از متواترات
است و استدلال با مامت بر خلافت مستفیض
از اکابر فقہائے صحابہ مثل عمر فاروق و علی مرتضےٰ
و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و قصۂ ذکر امامت
در وقت انعقاد خلافت صدیق اکبر و اذعان
مخالف و باز ماندن انصار بسببِ ہمیں حدیث
صحیح شدہ است از حدیث ابوبکر صدیق رض و
عمر فاروق و عبداللہ بن مسعود و وجہ استدلال
امّا اجمالاً پس از انجہت کہ اکابر صحابہ باں استدلال
فرمودند و جمیع امت آں استدلال را
تلقی بقبول نمودند و سبب الزام مخالف
ہماں دلیل آمد پس اجماع بر صحتِ استدلال
منعقد گشت امّا تفصیلاً پس باید دانست کہ
اقامتِ شخصے شخصِ آخر را بر مقام خود
گاہے بقول می باشد و گاہے بفعل و میباید
کہ فعل مُفہم باشد و افہام در ہر طبقہ و
در ہر زمان مختلف مے باشد محترف خلیفہ
خود را بر دکان مے نشاند و مدرس در حلقۂ
درس و بادشاہانِ عجم بر تخت می نشاندند
چوں در اسلام اشد طاعات صلوٰۃ آمد
و ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امامت
مے فرمودند تفویض امامتِ صلوٰۃ بصدیق
اکبر رض دلیل جلی بر استخلاف او آمد و از انجملہ
حدیث عائشہ و عبدالرحمٰن لقد ھممت
ان ادعو ابابکر فاعھد الیہ و از انجملہ خطبۂ
آخرہ کہ قبل از وفات بہ پنج شب بودہ است
رواھا جماعۃ من الصحابۃ منہم ابن مسعود

تفویض کرنا۔ اس دلیل کو صحابہ نے عین وقتِ استخلاف میں
پیش کیا اور مہاجرین و انصار کی جماعت نے اس دلیل کا یقین
کیا اصل واقعہ حضرت صدیق رض کی امامتِ نماز کا متواتر ہے۔
امامتِ نماز کو خلافت کی دلیل قرار دینا اکابر فقہائے صحابہ رض
سے بسندِ مستفیض منقول ہے۔ مثل حضرت عمر فاروق رض و علی
مرتضےٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے اور صدیق اکبر رض کی
خلافت کے منعقد ہوتے وقت امامت کو ذکر کرنا اور مخالفین
کا مان لینا اور انصار کا مخالفت سے باز آنا اسی امامتِ
نماز کی حدیث سے بروایتِ صحیحہ ثابت ہے جس کے ناقل حضرت
ابوبکر صدیق رض و عمر فاروق و عبداللہ بن مسعود رض ہیں۔
(امامتِ نماز سے خلافت پر) استدلال کی تقریر (ایک اجمالی
ہے ایک تفصیلی) اجمالی یہ ہے کہ اکابر صحابہ رض نے اس سے استدلال
کیا اور تمام امت نے اس استدلال کو مان لیا اور مخالفین
پر اسی دلیل سے الزام بھی قائم ہو گیا پس اس استدلال
کی صحت پر بھی اجماع ہو گیا۔ اور تفصیلی یہ ہے کہ کسی شخص کا
دوسرے کو اپنا قائم مقام بنانا کبھی تو قول سے ہوتا ہے
اور کبھی فعل سے مگر فعل ایسا ہونا چاہیئے کہ لوگ سمجھ جائیں
لوگوں کا سمجھنا ہر طبقہ اور ہر زمانے میں مختلف رہتا ہے مثلاً
پیشہ ور اپنے خلیفہ کو (اپنی) دکان پر بٹھا دیتا ہے۔ مدرس
حلقۂ درس میں بٹھا دیتا ہے۔ عجم کے بادشاہ (اپنے) تخت پر
بٹھا دیا کرتے تھے اسلام میں چونکہ سب سے بڑی عبادت نماز
ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امامت فرمایا
کرتے تھے لہٰذا صدیقِ اکبر رض کو امامتِ نماز سپرد کرنا روشن
دلیل ان کے خلیفہ بنانے پر ہے۔ از انجملہ حضرت عائشہ رض اور
عبدالرحمٰن رض کی حدیث ہے کہ (حضرت نے فرمایا) میں نے
ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر رض کو بلاؤں اور ان کو کچھ وصیت کروں الخ
اور از انجملہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا) آخری خطبہ
جو آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے بیان فرمایا تھا
جس کو صحابہ رض کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت ابن مسعود رض

و ابو سعید و جندب بن عبد اللہ و ابوہریرۃ وغیرہم ابو عمر صاحب استیعاب ایں طریقہ اختیار نمودہ است و براں اعتماد کردہ و از انجملہ رؤیا ہائے بسیار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیدہ اند یا صحابہ بحضور آنحضرت عرض کردہ اند و تعبیر جملۂ آنہا خلافتِ خلفاء بودہ است و آں ہمہ تفسیر آیتِ استخلاف است و آیتِ تمکین فی الارض یکے رؤیائے قلیب رواہا ابوہریرۃ و ابن عمر و دیگر رؤیا وزن در حدیث ابوبکرہ ثقفی شخصے دیدہ است و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر فرمودہ اند بخلافت و عرفجہ و جماعت روایت کردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود دیدہ دور نیست کہ ہر دو صورت واقع شدہ باشد سوم حدیث نوط بعضہم ببعض من حدیث جابر چہارم رؤیا دلو من حدیث سمرۃ بن جندب پنجم رؤیا ظلہ و حبل کہ از آسمان فرود آمد من حدیث ابی ہریرۃ و ابن عباس ششم مرسل حسن بصری و از انجملہ تعریض جلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافتِ خلفائے ثلثہ بحوالۂ امورے کہ تعلق بہ بیت المال دارد بایں بزرگان حدیث جبیر بن مطعم ان امرأۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ الشیخان قال الشافعی وفیہ دلیل علی خلافۃ ابی بکر

اور ابو سعید اور جندب بن عبد اللہ اور ابو ہریرہ وغیرہم بھی ہیں۔ ابو عمرؓ مصنف کتاب استیعاب نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اور از انجملہ بہت سے خواب[1] جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے یا صحابہؓ نے (دیکھے اور) آپؐ سے عرض کئے اور ان سب کی تعبیر خلفاء کی خلافت ہوئی یہ سب خواب آیتِ استخلاف اور آیتِ تمکین کی تفسیر ہیں (یہ خواب کئی قسم کے ہیں) اوّل کنوئیں والا خواب جسکو حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔ دوسرے وزن کا خواب جو بروایتِ ابوبکرہؓ ثقفی کسی اور شخص نے دیکھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر خلافت کے ساتھ فرمائی۔ اور عرفجہ اور نیز بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ یہ خواب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا کچھ بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتیں واقع ہوئی ہیں تیسرے بعض خلفاء کا بعض (کے دامن) سے لٹکنا جس کو حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے۔ چوتھے ڈول کا خواب جس کو حضرت سمرہ بن جندبؓ نے روایت کیا ہے۔ پانچویں ابر والا خواب اور رسّی کا خواب کہ آسمان سے لٹک رہی ہے جس کو حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے۔ چھٹے وہ خواب جو حسن بصریؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور از انجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلثہ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا ان کاموں کو ان کے متعلق کرکے جو بیت المال سے علاقہ رکھتے ہیں چنانچہ حضرت جبیر بن مطعمؓ کی حدیث ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی الخ جس کو شیخینؒ نے روایت کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی دلیل ہے۔

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کا حجت ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوا کرتے ہیں باقی رہے صحابہ کرامؓ کے خواب تو وہ بھی جب حضرتؐ کے سامنے مذکور ہوگئے اور انکی تعبیر زبان وحی ترجمان سے حاصل ہوگئی یا آپؐ کے سامنے انکی تعبیر بیان کی گئی تو بوجہ تقریر نبویؐ کے وہ بھی حجت ہیں انبیاء علیہم السلام کے خوابوں کا حجتِ قطعی ہونا حضرت ابراہیمؑ کے خواب سے جو انھوں نے ذبح فرزند کے متعلق دیکھا تھا ظاہر ہے کہ جس کا تذکرہ قرآن شریف میں ہے قولہ تعالیٰ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک الآیہ نیز انکی تعبیر کا حجت ہونا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے قولہ تعالیٰ قضی الامر الذی فیہ تستفتیان الآیۃ۔

وحدیث انس بعثنی بنو المصطلق وحدیث
سہل بن ابی حثمۃ بایع اعرابی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وحدیث ابی ہریرۃ
قریبًا من معناہ وازانجملہ تعریض جلی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفائے
ثلثہ ببعض خواص خلافت خاصہ درحق
ایں بزرگان حدیث ابی ذر قصہ تسبیح
الحصیات فی ایدی الخلفاء الثلاثۃ
علی الترتیب وحدیث انس نحوا من
ذلک وحدیث ابی الدرداء فی امرہ
صلی اللہ علیہ وسلم للصدیق بالخطبۃ
ثم امرہ لعمر بالخطبۃ وحدیث
ابی موسی الاشعری فی قصۃ الحائط
وازانجملہ فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خلفائے ثلثہ را کہ ھم الخلفاء فی
قصۃ تاسیس المسجد من حدیث
عائشۃ وسفینۃ وازانجملہ احادیث
دالہ بر معاملہ منتظر الامارۃ وقتیکہ خلافت
برائے ایشان منعقد شد دلالت نمود
بر صحت خلافت ایشان حدیث علی مرتضی
وحذیفہ ان تؤمروا ابابکر الحدیث
وحدیث حذیفہ وغیرہ لا غنی لی عنھما
ھما من الدین بمنزلۃ السمع و
البصر وفی لفظ بمنزلۃ الراس من
الجسد وحدیث ابی سعید خدری واما
وزیرای فی الارض فابوبکر وعمر
وازانجملہ احادیث دالہ برآنکہ ترتیب
دولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدیں
طریق خواہد بود کہ نبوۃ ورحمۃ

اور حضرت انس رضؓ کی حدیث کہ مجھے بنی المصطلق نے بھیجا الخ۔
اور حضرت سہل بن ابی حثمہ رضؓ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ معاملہ قرض کا کیا اور حضرت
ابوہریرہ رضؓ نے اسی کے قریب المعنے حدیث روایت کی ہے۔ اور
ازانجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلاثہ کی
خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا خلافت خاصہ کے بعض
خصوصیات کو ان بزرگوں میں بیان کرکے مثل حضرت ابوذر رضؓ
کی اس حدیث کے کہ علی الترتیب خلفائے ثلثہ کے ہاتھ
میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی اور حضرت انس رضؓ کی حدیث
بھی اسی کے قریب ہے۔ اور حضرت ابوالدرداء رضؓ کی حدیث
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضؓ کو خطبہ
پڑھنے کا حکم دیا ان کے بعد حضرت عمر رضؓ کو خطبہ پڑھنے کا حکم
دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کی حدیث باغ کے قصہ[1] کے
متعلق اور ازانجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد
کی بنیاد رکھتے وقت خلفائے ثلثہ کی نسبت فرمانا کہ یہ لوگ
خلفاء ہیں جس کو حضرت عائشہ رضؓ اور سفینہ رضؓ نے روایت
کیا ہے۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں جو خلفاء کے ساتھ ولیعہدی
کے برتاؤ پر دلالت کرتی ہیں۔ جب خلافت ان کی منعقد
ہوگئی تو ان حدیثوں نے ان کی صحت خلافت پر دلالت کی
مثل حدیث حضرت مرتضیٰ و حضرت حذیفہ رضؓ کے کہ اگر تم لوگ
ابوبکر رضؓ کو خلیفہ بناؤ الخ اور حدیث حضرت حذیفہ رضؓ کے کہ مجھے
ان دونوں سے بے نیازی نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں دین میں
وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو (جسم انسان میں) کان اور آنکھ کا رتبہ
ہے اور ایک روایت میں (بجائے کان اور آنکھ کے) یہ ہی
کہ جو رتبہ سر کو جسم میں ہے اور مثل حدیث ابوسعید خدری
کے کہ زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ ہیں۔ اور ازانجملہ
وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی دولت اس ترتیب سے ہوگی پہلے نبوت و رحمت

[1] جس میں دس صحابہ کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

ثم خلافۃ ورحمۃ وفی لفظ خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ثم یکون ملک عضوض و در خارج بعد زمانِ نبوت خلافتِ خلفاء حاصل شد و بعد ازاں ملک عضوض پس دانستہ شد کہ خلافت ایشان خلافت علیٰ منہاج النبوۃ است وخلافت ورحمت است از حدیث ابوعبیدۃ ومعاذ بن جبل وحذیفہ وغیر ایشان۔

واز انجملہ اخبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بآنکہ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم ینشأ قوم تسبق ایمانھم شہاداتھم وشہاداتھم ایمانھم بروایۃ جماعۃ عظیمۃ منہم عمر وابن مسعود وعمران وحذیفۃ وغیرھم قرن اوّل زمانِ آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم از ہجرت تا وفات وقرن ثانی زمانِ شیخین وقرن ثالث زمان ذی النورین بعد ازاں اختلافہا پدید آمد وفتنہا ظاہر گردید ند تفصیل ایں اجمال آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ کہ بعد مقتل حضرت عثمانؓ بظہور پیوست در احادیث متواترہ متکثرۃ الطرق بیان فرمودند چنانچہ عنقریب مذکور مے گردد وما قبل آں را بوجوہ متعددہ از صفات مدح مخصوص گردانیدند

اس کے بعد خلافت اور رحمت اور ایک روایت میں خلافت بر منہاج نبوت اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت۔ اور خارج میں بعد زمانۂ نبوت کے خلفاء کی خلافت حاصل ہوئی اور اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت ہوئی۔ پس معلوم ہوا کہ خلافت اُن بزرگوں کی منہاج نبوت پر تھی اور خلافت ورحمت تھی۔ اس مضمون کی حدیثیں حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ وحضرت حذیفہؓ وغیرہ سے منقول ہیں۔

شرح حدیث خیر القرون

اور از انجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس بات کو بیان فرمانا کہ سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد ہوں اس کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کی قسمیں ان کی شہادت سے آگے چلیں گی اور ان کی شہادت ان کی قسم سے آگے چلے گی اس حدیث کو بہت بڑی جماعت صحابہؓ نے روایت کیا ہے جن میں حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور عمرانؓ اور حذیفہؓ وغیرہم ہیں۔ قرن اوّل[1] تو زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے بعد ہجرت کے وفات تک۔ اور قرن دوم زمانہ شیخین کا ہے۔ اور قرن سوم زمانہ حضرت ذوالنورینؓ کا ہے۔ اس کے بعد اختلاف پیدا ہوئے اور فتنے ظاہر ہوئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کو جو بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے ظاہر ہوا بہت سی حدیثوں میں جو بہت سندوں کے ساتھ مروی ہیں بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ عنقریب (فصل آئندہ میں) بیان ہوگا اور اس فتنہ سے پیشتر کے زمانہ کو کئی طرح سے عمدہ صفات کے ساتھ مخصوص کیا۔

---

[1] حدیث خیر القرون کے متعلق مصنفؒ نے جو کچھ لکھا ہے غالباً یہ ایک جدید تحقیق حضرت مصنفؒ کی ہے یہ تحقیق از روئے لغت نہایت صحیح ہے جیسا کہ صفحہ ۲۸۶ میں خود مصنفؒ نے لکھا ہے اس تحقیق کی رو سے جن حدیثوں میں زمانہ صحابہ تابعین کے فتنوں کی خبر دی گئی ہے ان کی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی مگر جنہوں نے اس حدیث میں قرن اوّل سے زمانۂ صحابہ اور قرن دوم سے زمانۂ تابعین اور قرن سوم سے زمانہ تبع تابعین مراد لیا ہے ان کو تمام اُن احادیث کی تاویل کرنی پڑتی ہے جن میں صحابہ وتابعین کے زمانہ کے فتنوں کی پیشین گوئی ہے فصل پنجم میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اور توضیح آئے گی۔

وما بعد آنرا بانواع بسیار از صفاتِ ذم نکوہیدند چوں
ملاحظہ آں ہمہ طرق می نمائیم کہ مختلف اند در تعبیر و
متحد اند در اصل مقصود حدس قوی بہم رسید کہ مراد
از قرونِ ثلثہ تفصیل ہماں مدت است و تقسیم
بقرونِ ثلثہ و مدح آں قرون نیست الا باعتبار
کمال مدبران آں قرون وقائمان بالامر در انہا
و باعتبار شیوع اعمال خیر و ظہور دولتِ اسلامیہ
و انجاز موعود اللہ عزّ وجل در ظہور دینِ حق و
از انجملہ احادیث دالّہ بر آنکہ ملتِ اسلامیہ را
نشو و نمائے خواہد بود تا غایتے بعد ازاں متناقص
شدن گیرد مثل حدیث علقمہ بن کرز و حدیث
یکون ثنیًّا ثم رباعیًا ثم سدیسًا
ثم بازلاً الٰی غیر ذلک و ہمچنیں
مشاہدہ افتاد در خارج کہ از زمان حضرت
عثمانؓ اسلام متزاید بود بعد ازاں متناقص
(دیدہ شد) دانستہ شد کہ خلافتِ ایشاں
خلافتِ راشدہ مبشر بہا است و از انجملہ
حدیث ابن مسعود تدور رحی الاسلام
لستّ و ثلثین سنۃً بعد ازاں بظہور فتنۂ
عظیمہ انذار نمودند کہ فان یہلکوا فسبیل
من قد ہلک پس دوران رحی الاسلام
دلالت می کند بر استقامت امور و غلبۂ او بر
سائر ادیان و کثرتِ فتوح و آں معنے خلافتِ راشدہ
است پس خلافتِ ایں عزیزان خلافتِ راشدہ
آمد و از انجملہ حدیث ابی ہریرۃ الخلافۃ
بالمدینۃ والملک بالشام

اور اس فتنہ کے بعد کے زمانہ کو بہت برائیوں سے یاد فرمایا جب ہم
ان تمام روایتوں کو جو عبارت میں مختلف اور اصل مقصود میں
متحد ہیں لحاظ کرتے ہیں تو حدث قوی حاصل ہو جاتا ہے کہ قرون
ثلثہ سے مراد اسی مدت کی تفصیل ہے اور اس مدت کو تین قرون
پر تقسیم کرنا اور ان قرنوں کی تعریف کرنا نہیں ہے مگر اس سبب
سے کہ ان قرنوں کے مدبر اور صاحبانِ حکومت نہایت کامل تھے
اور اعمالِ خیر کی اشاعت اور دولتِ اسلامیہ کا غلبہ اور
غلبۂ دین کے متعلق اللہ عزّ وجل کے وعدوں کا پورا ہونا ان قرنوں
میں خوب تھا۔ اور از انجملہ وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر
دلالت کرتی ہیں کہ ملتِ اسلامیہ کو ایک حد تک نشو و نما
ہوگا اس کے بعد پھر تنزل شروع ہوگا مثل حدیث حضرت
علقمہ بن کرز کے اور اس حدیث کے کہ اسلام پہلے ثنی[1] ہوگا پھر
رباعی پھر سدیس پھر بازل وغیر ذلک اور خارج میں بھی
ایسا ہی دیکھا گیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک اسلام ترقی
پر رہا اس کے بعد کم ہوتا ہوا دیکھا گیا۔ معلوم ہوا کہ ان تینوں
خلفاء کی خلافت خلافتِ راشدہ ہے جس کی بشارت (آیات
واحادیث میں) دی گئی ہے۔ اور از انجملہ حضرت ابن مسعودؓ
کی حدیث کہ اسلام کی چکی چھتیس سال چلتی رہے گی اس
بعد آپ نے ایک فتنۂ عظیمہ سے ڈرایا اور فرمایا کہ اگر (اس
فتنہ میں) لوگ ہلاک ہوگئے تو ان کی وہی راہ ہے جو اور
ہلاک ہونے والوں کی راہ تھی۔ اسلام کی چکی کا چلنا دلالت
کرتا ہے اس بات پر کہ اسلامی کام بہت ٹھیک رہیں گے
اور تمام دینوں پر اس کو غلبہ رہے گا اور فتوحات کی کثرت
ہوگی۔ اور خلافتِ راشدہ کے یہی معنے ہیں پس ان بزرگوں
کی خلافت خلافتِ راشدہ ہوگئی۔ اور از انجملہ حضرت ابوہریرہؓ
کی حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔

[1] ثنی اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کو چھٹا سال شروع ہوا ہو اور رباعی جس کو ساتواں سال شروع ہوا ہو اور سدیس جس کو آٹھواں سال شروع ہوا ہو اور بازل جس کی عمر پورے آٹھ سال کی ہو یہ عمر اونٹ کے کمال قوت و شباب کی عمر ہے مطلب یہ ہے کہ اسلام کی ترقی بتدریج ہوگی آہستہ آہستہ وہ اپنے منتہائے کمال پر پہنچ جائیگا۔ حضرت عمرؓ اس حدیث کو بیان کرکے فرمایا کرتے تھے کہ پھر اس کے بعد انحطاط شروع ہو جائے گا ۱۲ مجمع بحار الانوار۔

وازینجا دانستہ شد کہ خلافتِ راشدہ بمدینہ خواہد بود و در خارج غیر خلفائے ثلثہ در مدینہ اقامت نہ نمودند و ازانجملہ احادیث دالّہ برآنکہ عمر بن الخطاب غلق فتنہ است و نگاہبانِ امت از فتن مثل حدیث حذیفہ وآں اصحِ ایں باب است وحدیث عبداللہ بن سلام وابی ذر وغیر ایشان و در خارج ہمچناں واقع شد کہ در زمان حضرت عمرؓ ہیچ فتنہ برنخاست وایں بشارت است بخلافتِ راشدہ عمر بن الخطاب و ازانجملہ احادیث دالّہ برآنکہ حضرت عثمانؓ در وقت فتنہ برحق باشد ومخالفانِ او بر باطل و در طرقِ ایں احادیث کثرت است از مسند ابن عمر و عبداللہ بن حوالہ ومُرّہ بن کعب وکعب بن عجرہ و ابوہریرہ و حذیفہ و عائشہ وغیر ایشان وحضرت عثمانؓ ہنگام فتنہ خلیفہ بود و مخالف او نزع خلافت او می خواستند پس خلافتِ او عنداللہ وعند رسولہ ثابت بود و ازانجملہ احادیثِ دالّہ بر لوازم خلافتِ خاصہ باکثرت آں وتشعب طرق آں واستدلال بایں لوازم دو صورت دارد یکے آنکہ معنے خلافت خاصہ منقح کنیم ومعانی کہ خلافتِ خاصہ بآں از خلافت عامہ صحیحہ وخلافتِ جابرہ متمیز شود بشناسیم باز ہر یکے را ازاں معانی بادلّہ متکاثرہ در خلفاء اثبات نمائیم وایں صورت بالقطع دلالت مے کند بر مقصود۔ صورت دیگر آنکہ بر بعض لوازم اکتفا نمائیم وآں را بادلّہ او در خلفاء اثبات کنیم وہر لازمے را دلیلے علٰحدہ تقریر نمائیم

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خلافتِ راشدہ مدینہ میں ہوگی اور خارج میں سوا خلفائے ثلثہ کے مدینہ میں کسی خلیفہ نے قیام نہیں کیا۔ **اور ازانجملہ** وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ فتنہ کے (دروازہ کے) لئے قفل تھے اور فتنوں سے امت کے بچانے والے تھے مثل حدیث حضرت حذیفہؓ کے جو اس باب کی تمام حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے اور مثل حدیث عبداللہ بن سلامؓ اور ابوذر وغیرہ کے اور خارج میں بھی ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا اس سے حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت کے خلافتِ راشدہ ہونے کی بشارت نکلتی ہے۔ **اور ازانجملہ** وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ فتنہ کے وقت حق پر ہوں گے اور اُن کے مخالف باطل پر ہونگے ان حدیثوں کی سندیں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ اور عبداللہ بن حوالہ اور مُرّہ بن کعب اور کعب بن عجرہ اور ابوہریرہ اور حذیفہ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ ان حدیثوں کے راوی ہیں اور حضرت عثمانؓ فتنہ کے وقت بھی خلیفہ تھے اور اُن کے مخالف ان سے خلافت کو نکال لینا چاہتے تھے پس معلوم ہوا کہ خلافت اُن کی اللہ و رسول کے نزدیک ثابت تھی۔ **اور ازانجملہ** وہ حدیثیں ہیں جو خلافتِ خاصہ کے لوازم پر دلالت کرتی ہیں یہ حدیثیں بھی بہت ہیں اور بہت سندوں سے مروی ہیں ان لوازم سے استدلال کرنے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے ہم خلافتِ خاصہ کے معنے کی تنقیح کریں اور وہ اوصاف جن کی وجہ سے خلافتِ خاصہ اور خلافتِ عامہ صحیحہ اور خلافتِ جابرہ میں باہم امتیاز پیدا ہوتا ہے معلوم کرلیں پھر ہم خلافتِ خاصہ کے اوصاف کو دلائل کے ساتھ خلفاء میں ثابت کریں یہ صورت بھی یقیناً مقصود پر دلالت کرتی ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ صرف بعض لوازم کو بیان کریں اور اُن کو دلائل کے ساتھ خلفاء میں ثابت کریں اور ہر لازم کو جُداگانہ دلیل سے ثابت کریں۔

واکثر صحابہ وتابعین بایں نوع سلوک کردہ اند وحقیقت خلافت خلفاء بایں مسلک شناختہ وایں آثار محتمل دو وجہ است یکے آنکہ بعض را ذکر کردند وبعض آخر را حذف نمودند اعتماداً علیٰ ما ہو معلوم عندہم چنانکہ در بعض اوقات از مقدمتے الدلیل یکے را ذکر کنند واز دیگرے سکوت ورزند وحینئذ اصل استدلال تمام باشد ودر تقریر مسامحتے بکار بردہ باشند وجہ دیگر آنکہ غرض ایشان استدلال بیک لازم فقط چوں ہر یکے مناسب است باصل غرض ومظنۂ مطلوب وحینئذ دلیل ظنی باشد یا خطابی پس جمعے از صحابہ بسوابق اسلامیہ فقط استدلال کردند جمعے بہ بشارت بالجنۃ فقط وجمعے بآنکہ باحضرت صدیق وفاروق معاملہ منتظر الامارۃ مے فرمودند وازیں قبیل است استدلال بقول حضرت عائشہ لو کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفا لاستخلف ابابکر ثم عمر وجمعے بآنکہ خلفاء را در شرع وصف سابقین مقربین اثبات نمودہ اند وازیں قبیل است استدلال شیخ محی الدین بن عربی بر خلافت راشدۂ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بایں مضمون کہ حقیقت نبوت وحی وعصمت است وحقیقت خلافت نبوت وجود نمونہ از ہر یکے در خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوں فرمودند کہ فاروق رضی اللہ عنہ محدث است وسکینہ بر زبان او نطق مینماید فرمودند کہ شیطان از ظل فاروق رضی اللہ عنہ مے گریزد اثبات کردند خلافت نبوت او را

(یہ صورت بھی کافی ہے) اکثر صحابہ وتابعین نے اسی صورت کو اختیار کیا ہے اور خلافت خلفاء کی حقیقت کو اسی طریقہ سے پہچانا ہے (صحابہ وتابعین کے) ان آثار میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے بعض لوازم کو ذکر کیا اور بعض کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ اوروں کو معلوم ہیں جیسا کہ بعض اوقات دلیل کے دو مقدموں میں سے ایک کو ذکر کرتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں اصل استدلال پورا ہوتا ہے مگر تقریر میں کچھ مسامحہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ غرض ان کی صرف اسی ایک لازم سے استدلال کرنا ہو کیونکہ ہر لازم اصل غرض اور اصل مقصد کے لئے مفید ہے۔ اس وقت میں دلیل ظنی یا خطابی ہو جائے گی۔ پس ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے صرف سوابق اسلامیہ سے استدلال کیا اور ایک جماعت نے جنتی ہونے کی بشارت سے۔ اور ایک جماعت نے اس بات سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وحضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ اور اسی قسم میں داخل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول سے استدلال کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو۔ اور ایک جماعت نے اس بات سے (استدلال کیا) کہ خلفاء کے لئے شریعت میں سابقین مقربین کی صفت ثابت کی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ محی الدین بن عربی کا استدلال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ پر بایں مضمون کہ نبوت کی حقیقت وحی اور عصمت ہے اور خلافت نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا نمونہ خلیفہ میں موجود ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ فاروق محدث ہیں اور سکینہ ان کی زبان پر بولتا ہے اور فرمایا کہ شیطان فاروق رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھاگتا ہے تو آپ نے (اس بیان سے) انکی خلافت نبوت کو ثابت کر دیا۔

وجہ با فضلیت ہر یکے کہ ماخوذ از حدیث وزن است و از حدیث کنا نخیر و دیں مسلک کثرتے ست کہ در احصا نیاید و متفطن لبیب مے تواند از کلام ما طرق بسیار راست کردن فلا نطول الکلام۔

اور ایک جماعت نے خلفائے راشدین کی فضیلت سے جو حدیث وزن اور حدیث خیر الناس سے ثابت ہے استدلال کیا (اختصار) اس (استدلال) کے بہت طریقے ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے۔ ذہین عقلمند ہمارے کلام سے بہت طریقے نکال سکتا ہے لہٰذا ہم ان کو ذکر کر کے کلام کو طول دینا نہیں چاہتے۔

(چوتھی فصل ختم ہوگئی)

والحمد للہ رب العالمین۔

ضمیمہ متعلق فصل چہارم از مترجم عافاہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا ومصلیًا

چونکہ مصنفؒ نے فصل چہارم میں صحابہ کرام اور چند تابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مسانید متعلق خلافت جمع فرمائے ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس فصل کے آخر میں بطور ضمیمہ کے اُن حضرات کے مختصر حالات لکھدیے جائیں تاکہ اس فصل کے پڑھنے والے کے لئے موجب مزید بصیرت ہو۔ صحابہ کرام کے حالات اسد الغابہ واکمال سے لئے گئے ہیں اور تابعین وتبع تابعین کے تہذیب التہذیب سے۔

وہ صحابہ کرام جنکے نام مسانید ازالۃ الخفاء فصل چہارم میں ہیں مع مختصر حالات و تعدادِ احادیث

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۱	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۹	نام عبداللہ لقب صدیق اور عتیق۔ کنیت ابوبکر۔ والد کا نام ابوقحافہ۔ قریشی تیمی ہیں۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ خود بھی صحابی والدین بھی صحابی اولاد بھی صحابی۔ اسلام لاتے ہی اشاعتِ اسلام میں کوشش شروع کی اور اکابر صحابہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ دین کے لئے جسقدر مصائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچے سب میں شریک رہے۔ اور جیسی جان نثاری اُنھوں نے کی کسی سے ظاہر نہ ہوئی۔ سفر ہجرت میں یہی رفیق تھے جس کا ذکر قرآن شریف میں وارد ہوا۔ تمام مشاہدِ خیر میں حصہ وافر لیا۔ ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ امّ المؤمنین تھیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے نظیر فضائل وارد ہوئے ہیں خصوصًا وہ خطبہ جو وفات سے پانچ دن پہلے

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			آپ نے فرمایا۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور نبی کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ مرض وفات میں حضرتؐ نے ان کو اپنی جگہ پر امام کردیا تھا۔ حضرتؐ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین ہوئے اور فتنۂ ردت میں وہ کام کیا جو ایک نبی اولوالعزم کرتا۔ جمع قرآن کا کام بھی انہی کے عہد میں ہوا۔ دو برس تین مہینے نو دن سریر خلافت پر جلوہ افروز رہ کر ترسٹھ برس کی عمر میں بروز جمعہ تاریخ ۲۱ جمادی الآخر سنہ ۱۳ ہجری وفات پائی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خاص اُسی قبۂ خضرا کے اندر مدفون ہوئے۔
۲	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۲۷	لقب فاروق۔ کنیت ابو حفص۔ قریشی عدوی ہیں۔ نویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے انتالیس ۳۹ آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے اسلام کے لئے حضرتؐ نے دعا مانگی تھی۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی اسلام کی قوت و شوکت روز بروز بڑھنے لگی۔ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ امّ المؤمنین تھیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں حضرت صدیقؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے مثل فضائل وارد ہوئے ہیں خصوصاً یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔ اور یہ کہ شیطان ان کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ تمام مشاہد میں بہرہ وافی لیا۔ حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد خلیفہ ہوئے خلافت کا کام جس خوبی سے کیا محتاج بیان نہیں۔ جسقدر فتوحات ہوئیں اور کسریٰ و قیصر کے ملکوں میں نعرۂ توحید بلند ہوا سب انہی کی کوشش تھی۔ جمع قرآن کا ارادہ سب سے پہلے انہی کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ دس برس چھ مہینے پانچ دن خلافت کرکے ابو لؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور یکم محرم ۲۴ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی اور اسی قبۂ خضرا میں اپنے صاحبین کے ساتھ مدفون ہوئے۔
۳	عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۱۷	کنیت ابو عبداللہ۔ لقب ذوالنورین۔ قریشی اُموی ہیں۔ پانچویں پشت میں ان کا نسب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور جمہور امت کے نزدیک حضرت فاروقؓ کے بعد تمام اُمت سے افضل ہیں۔ دو مرتبہ ہجرت کی۔ اوّل بجانب حبش دوم بجانب مدینۂ منورہ۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہؓ اور اُمّ کلثومؓ یکے بعد دیگرے انکے

[۱] عشرۂ مبشرہ اُن دس صحابہ کو کہتے ہیں جن کو حضرت نے جنت کی بشارت دی ان دس کا ذکر ایک ہی حدیث میں ہے ان کے علاوہ متفرق طور پر اوروں کو بھی بشارت ملی ہے۔ [۲] شیخین کی افضلیت تمام امت سے ان اجماعیات قطعیہ میں ہے جس کی بابت قرون اُولیٰ میں ذرہ برابر اختلاف نہ تھا۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			نکاح میں آئیں اسی سبب سے ان کو ذوالنورین کا لقب ملا۔ تمام مشاہد خیر میں کامل حصہ پایا۔ حضرتؐ نے ان کی حیا کی بہت تعریف کی اور جنت میں اپنی رفاقت کا مژدہ سنایا۔ بیر رومہ (کنواں) کا خریدنا، غزوۂ تبوک کا سامان کرنا کئی کام ان سے ایسے ہوئے کہ حضرتؐ نے بار بار ان کو جنت کی بشارت دی۔ ان کی شہادت کی خبر مستفیض حدیثوں میں ہے۔ حضرت فاروقؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ اپنی خلافت میں فتوحاتِ اسلامی کو بڑھایا اور شیخینؓ کے جمع کئے ہوئے قرآن کو شائع کیا اور دوسرے مصاحف کو جن سے اختلاف پھیلنے کا اندیشہ تھا معدوم کر دیا۔ بارہ دن کم بارہ برس خلافت کے بعد بروز جمعہ ۱۸۔ یا ۱۷ ذیحجہ ۳۵ھ میں ظلماً باغیوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے اس وقت آپ کی عمر بیاسی سال تھی۔
۴	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۳۶	کنیت ابوتراب اور ابوالحسن۔ لقب اسد اللہ۔ قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں۔ نابالغ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور اہل حق کے نزدیک حضرت ذوالنورینؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں سیدۃ النساء فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد سب انہی کی نسل سے چلی۔ تمام مشاہد خیر میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ احادیث میں بہت فضائل وارد ہوئے۔ حضرتؐ نے ان کو شہادت کی بشارت دی۔ اور ان کے قاتل کو اشقیٰ فرمایا۔ حضرت ذوالنورینؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ زمانۂ خلافت میں فتنوں اور فسادوں سے مقابلہ رہا۔ ترسٹھ برس کی عمر میں تین دن کم پانچ سال خلافت کر کے ۱۸ رمضان ۴۰ھ میں بمقام کوفہ عبدالرحمن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔
۵	ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ	۲	نام عامر۔ کنیت ابوعبیدہ۔ لقب امین الامۃ۔ قریشی فہری۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ ہے۔ جراح دادا کا نام ہے یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ دو مرتبہ ہجرت کی اول بجانب حبش اور دوسری مرتبہ بجانب مدینہ منورہ۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ حضرت فاروقؓ کی خلافت میں افواج شامی کے سپہ سالار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر بہت فتوحات دیں۔ حضرت فاروقؓ اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ ابوعبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں ان کو خلیفہ بنا دیتا

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			اب میں کسی کو نہ بناؤں گا تم لوگ فلاں فلاں چھ آدمیوں میں سے کسی کو منتخب کرلو۔ اٹھاون برس کی عمر میں بمرض طاعون عمواس ۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اور مقام بیسان علاقہ شام میں مدفون ہوئے۔
۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۲	انصاری خزرجی۔ ان سات انصار میں سے ہیں جو بیعت عقبہ اولیٰ میں تھے۔ کل غزوات میں ہم رکاب نبوت رہے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ ابن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، سالم مولائے ابوحذیفہ۔ اور ان کو حلال وحرام کا اعلم بھی فرمایا۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرتؐ کے سامنے فتوی دیا کرتے تھے۔ حضرتؐ نے ان کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ۱۸ھ ہجری میں بمرض طاعون عمواس بعد وفات حضرت عبیدہؓ کے وفات پائی۔
۷	عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	۳	قریشی زہری۔ کنیت ابو محمد۔ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ منجملہ ان پانچ آدمیوں کے ہیں جو جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعہ سے ایمان لائے تھے پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور ان چھ شخصوں میں سے ہیں جن کو حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا۔ ایک مرتبہ سفر میں حضرتؐ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ بڑے مالدار تاجر تھے۔ جب انتقال ہوا تو اس قدر سونا چھوڑا کہ کلہاڑیوں سے کاٹ کر ورثہ میں تقسیم ہوا۔ ۳۱ھ ہجری میں بعمر ۷۵ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
۸	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوعبداللہ۔ لقب حواری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قریشی اسدی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ان کے والد عوام اور ام المومنین خدیجہ سگے بھائی بہن تھے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ان سے پہلے صرف تین چار آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ بوقت اسلام ان کی عمر ۱۵ سال تھی۔ دونوں ہجرتیں حبش اور مدینہ کی طرف کی تھیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ فرماتے تھے میرے جسم میں کوئی عضو ایسا نہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ زخمی نہ ہوا ہو۔ اسلام لانے کی وجہ سے ان کے چچا نے ان کو دھوئیں کے مقام میں بند کر دیا بہت ستایا مگر ثابت قدم رہے۔ حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے جن چھ آدمیوں کو

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			منتخب کیا تھا ان میں ان کا نام بھی تھا۔ جنگِ جمل میں حضرت علی مرتضیٰ سے قتال کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا تھا کہ ابنِ صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خبر دینا چنانچہ ابن جرموز نے جس وقت جاکر حضرت علیؓ کو یہ خبر دی کہ میں نے آپ کے دشمن زبیر کو قتل کر دیا اور یہ ان کی تلوار ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ یہ وہی تلوار ہے جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مصائب کو دفع کیا ہے اور تو دوزخی ہے۔ حضرت زبیرؓ کی شہادت بروز پنجشنبہ ۱۰ر جمادی الاولےٰ ۳۶ھ ہجری میں بعمر ۷۷ سال واقعہ جمل میں ہوئی۔
۹	طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۳۸	کنیت ابو محمد۔ لقب طلحۃ الخیر۔ قریشی تیمی۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت صدیقؓ کی ترغیب سے مشرف باسلام ہوئے۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے خصوصاً اُحد میں خوب کام کئے اپنے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سپر بنا دیا تھا۔ تیر کو اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اس کے سبب سے اس ہاتھ کی انگلی بیکار ہوگئی تھی۔ اُحد کے دن چوبیس ۲۴ زخم ان کے لگے تھے۔ حضرت فاروقؓ نے جن چھ ۶ آدمیوں کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ جنگِ جمل میں اُنھوں نے بھی حضرت علیؓ سے قتال کیا تھا اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ جب مقتولوں کی لاشیں دیکھ رہے تھے ان کی طرف سے گزرے تو بیٹھ گئے اور ان کے چہرہ سے مٹی پونچھی اور روئے فرمایا کہ اے ابو محمد! مجھ پر بہت شاق ہے کہ تم کو اس حالت میں دیکھوں کاش میں آج سے بیس ۲۰ برس پہلے مرچکا ہوتا۔ بروز پنجشنبہ ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۳۶ھ بعمر ۶۰ سال واقعۂ جمل میں شہید ہوئے۔
۱۰	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۵	قریشی زہری۔ والد کا نام مالک اور کنیت ابو وقاص۔ پانچویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ کلاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کے دادا کے دادا ہیں۔ اور ان کے دادا کے دادا کے والد۔ حضرت آمنہؓ سے بہت قریب کا رشتہ ہے۔ حضرت آمنہؓ اور اُن کے والد چچیرے بھائی بہن ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے فی سبیل اللہ کافروں کا خون بہایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے بڑے مستجابُ الدعوۃ ہوگئے تھے جو دعا مانگتے تھے پوری ہوتی تھی۔ بڑے تیر انداز تھے۔ حضرت فاروقؓ کے زمانہ میں افواجِ عراق کے سپہ سالار تھے۔ ایران کو انہی نے فتح کیا اور

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			شہر کوفہ کو انہی نے آباد کیا۔ حضرت فاروق رضؓ نے جن چھ اصحاب کو اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کے بعد خانہ نشین ہوگئے تھے اور کسی لڑائی میں کسی کی طرف شرکت نہ کی۔ حضرت معاویہؓ نے جب اُن کو اپنی مدد کے لئے بُلایا تو صاف کہدیا کہ جب میں نے علیؓ کا کہنا نہ مانا جو تم سے بدرجہا افضل ہیں تو تم کو مجھ سے کچھ امید نہ رکھنی چاہیئے۔ بوقتِ وفات اُنھوں نے ایک پُرانا اُونی جُبّہ منگایا اور کہا کہ مجھے اسی میں کفنانا یہ وہ جُبّہ ہے جس کو پہن کر میں بدر کے دن مشرکوں سے لڑا تھا۔ حضرت سعدؓ نے ستر برس سے زائد عمر پاکر ۵۵ھ ہجری میں اپنے مکان واقع عقیق میں مدینہ منورہ کے قریب وفات پائی وہاں سے اُن کی نعش مبارک لوگوں کے کندھوں پر آئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ عشرۂ مبشرہ میں سب سے اخیر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۱۱	سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۴	کنیت ابوالاعور، قریشی عدوی۔ حضرت فاروقؓ کے چچیرے بھائی ہیں اور اُن کے بہنوئی بھی فاطمہ بنتِ خطاب کے شوہر ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں مستجاب الدعوۃ تھے۔ انکی زوجہ فاطمہ بنتِ خطاب ہی حضرت عمرؓ کے اسلام کا سبب ہوئیں۔ ستر برس سے زائد عمر پاکر مقام عقیق میں ۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ نعش مدینہ منورہ آئی۔ اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۱۲	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۲۲	کنیت ابوعبدالرحمٰن۔ لقب صاحب السواک والنعلین۔ یہ لقب اس سبب سے ہوا کہ سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور نعلین وغیرہ انہی کے پاس رہتی تھیں۔ ان کی والدہ کی کنیت اُمّ عبد تھی اس لئے بعض احادیث میں ان کو ابن ام عبد فرمایا گیا۔ قدیم الاسلام ہیں۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف پانچ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی آمد ورفت حضرتؐ کے یہاں اس قدر تھی کہ لوگ ان کو بھی آپؐ ہی کے گھر کا ایک آدمی سمجھتے تھے۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اُمّت کا مقتدا بنایا تھا فرمایا کہ جو کچھ ابنِ اُمّ عبد تم کو حکم دیں اُس کو مانو۔ حضرت فاروقؓ نے اپنے عہد میں ان کو کوفہ بھیجا تھا اور اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں نے عمار بن یاسر کو حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو معلّم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے تم لوگ ان کی پیروی کرو یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب میں سے ہیں۔ بدری ہیں۔ میں تمہارے لئے عبداللہ بن مسعود کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ نیز حضرت فاروقؓ ان کو کہا

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			کرتے تھے کہ ایک ظرف ہے علم سے بھرا ہوا۔ سیرت اور روش میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت ؐ نے ان کو بھی جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ انھوں نے اپنے طور پر قرآن شریف کو بھی جمع کیا تھا جس میں بعض تفسیری الفاظ بھی لکھ لیے تھے۔ اور بعض منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی۔ حضرت عثمانؓ نے جب اپنی خلافت میں یہ انتظام کیا کہ شیخینؓ کا جمع کیا ہوا مصحف شائع کیا جاتے اور دوسرے مصاحف جن سے آیندہ نسلوں کے اشتباہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے معدوم کر دیئے جائیں تو حضرت ابن مسعودؓ نے اس سے اختلاف کیا اور اپنا مصحف کسی طرح نہ دیتے تھے اسی کے متعلق حضرت عثمانؓ کے غلاموں سے کوئی حرکت خلاف ان کی شان کے ظہور میں آئی اور ان کو حضرت عثمانؓ سے تکدر ہو گیا تھا جو آخر میں رفع ہو گیا۔ ۳۲ھ میں بمقام مدینہ منورہ ساٹھ برس سے زائد عمر میں وفات پائی۔ جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔
۱۳	عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۲۴	امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں مسلمان ہو گئے تھے۔ بدر اور اُحد میں بوجہ کم سنی کے شریک نہیں کیے گئے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق ہے اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگ یرموک اور فتح مصر میں بھی شریک تھے۔ اتباع سنت اور زہد و تقویٰ میں ضرب المثل تھے۔ تمام فتنوں سے علیحدہ رہے۔ حضرت علیؓ مرتضےٰ نے جب اُن کو اپنے ہمراہ لڑنے کے لئے بلایا تو انھوں نے کہا اے ابو الحسن! اگر آپ مجھے اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیں تو میں بے تامل ڈال دوں گا مگر مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ کسی مسلمان پر تلوار اٹھاؤں۔ حضرت عثمانؓ کے بعد اہل شام نے بہت چاہا کہ یہ خلافت قبول کر لیں مگر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ ۷۳ھ ہجری میں ابن زبیرؓ کی شہادت کے تین ماہ بعد چوراسی برس کی عمر میں حجاج کے اشارہ سے ایک شخص نے زہر آلودہ نیزہ ان کے پیر میں مارا۔ اسی سے وفات پائی۔ مقام ذی طُویٰ میں مدفون ہوئے۔
۱۴	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۲	کنیت ابو العباس۔ قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں۔ لقب حبر الامۃ۔ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ انھوں نے دو مرتبہ حضرت جبرئیلؑ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا تھا۔ حضرتؐ نے ان کو دعا دی تھی کہ یا اللہ! ان کو کتاب اور حکمت کا علم عنایت کر۔ چنانچہ تفسیر قرآن کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ باوجود اس حذاقت و مہارت کے اکثر

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			سائل میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کو دفن کر کے محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ واللہ آج اس امت کا عالم مر گیا۔ ستر برس کی عمر میں بمقام طائف ۶۸ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۵	ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۸	نام عبداللہ بن قیس۔ یمن کے رہنے والے ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ قبل از ہجرت مکہ میں جا کر مسلمان ہوتے تھے۔ پھر اپنے وطن لوٹ گئے۔ ہجرت کی خبر سنکر اپنے قبیلہ کے پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر بقصد مدینہ منورہ چلے مگر ہوا کی ناموافقت سے ان کی کشتی حبش میں پہنچی۔ اُن دنوں حضرت جعفر طیار حبش ہی میں تھے۔ اُن کے ساتھ یہ بھی وہاں ٹھیر گئے۔ پھر انہی کے ساتھ مدینہ آئے جس وقت یہ سب لوگ مدینہ پہنچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے غنیمت میں سے ان سب کو بھی حصہ ملا۔ حضرت ابو موسیٰ رض مقام زبید اور عدن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاکم رہے۔ اور حضرت فاروق رض نے ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا پھر حضرت عثمان رض نے ان کو معزول کیا اور چند روز بعد کوفہ کی حکومت دی۔ پھر حضرت علی رض نے اپنے عہد میں ان کو معزول کیا۔ ۲۳ھ ہجری میں اُنھوں نے اصفہان کو فتح کیا۔ اور اس سے پہلے اہواز فتح کر چکے تھے۔ جنگِ صفین میں جب لڑائی کو طول ہوا تو حضرت علی رض نے اپنی طرف سے ان کو اور حضرت معاویہ رض نے اپنی طرف سے عمرو بن عاص رض کو حکم مقرر کیا اسی کو واقعہ تحکیم کہتے ہیں۔ تحکیم میں اُنھوں نے حضرت علی رض کو معزول کر دیا مگر حضرت عمرو بن عاص رض نے حضرت معاویہ رض کو معزول نہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰ رض نے تریسٹھ ۶۳ برس کی عمر میں بمقام کوفہ ۴۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۶	عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو محمد۔ ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ مگر یہ اپنے والد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ احادیث کے لکھنے کی اجازت اُنھوں نے لے لی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ احادیث کا کوئی حافظ نہ تھا سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے مگر وہ لکھ کر یاد کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ جنگِ صفین میں اپنے والد کے اصرار سے شریک ہوئے مگر لڑے نہیں۔ ان کے والد حضرت معاویہ رض کے وزیر تھے۔ جنگِ صفین کے بعد حضرت حسین بن علی رض نے ان سے ترکِ کلام کر دیا تھا۔ یہ بات ان پر بہت شاق تھی بالآخر اُنھوں نے جب اپنی مجبوری بیان کی تو باہم صفائی ہو گئی۔ بہتر ۷۲ سال کی عمر میں ۶۳ھ ہجری میں بمقام مصر وفات پائی۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۱۷	ابوہریرہ	۵۳۷۴	نام ونسب میں بڑا اختلاف ہی مگر سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ قبل از اسلام ان کا نام عبد شمس یا عبد عمرو تھا اور بعد اسلام کے عبداللہ یا عبدالرحمٰن نام ہوا۔ قبیلۂ دوس کے ہیں۔ ابوہریرہؓ ان کی کنیت ہے اور یہی زیادہ مشہور رہے۔ یہ کنیت اس سبب سے ہوئی کہ ہریرہ عربی زبان میں چھوٹی بلّی کو کہتے ہیں۔ اور اُنھوں نے ایک بلّی کا بچہ پالا تھا ہر وقت اس کو ساتھ رکھتے تھے۔ غزوۂ خیبر کے زمانہ میں اسلام لائے اور غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے اور برابر حضرت ﷺ کی خدمت میں رہے۔ حضر وسفر میں کہیں ساتھ نہیں چھوڑا نہ کسی دوسرے کام میں سوا حفظ احادیث کے مشغول ہوئے۔ جسقدر حدیثیں ان سے مروی ہیں کسی صحابی سے مروی نہیں۔ خود کہتے تھے کہ جسقدر حدیثیں مجھے یاد ہیں کسی کو یاد نہیں سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے مگر ان میں اور مجھ میں فرق یہ ہے کہ وہ لکھ کر یاد کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ اٹھتر ۷۸ برس کی عمر میں بمقام مدینۂ منورہ ۵۷ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۸	ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۶	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین ۳ برس پہلے مکّہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ ۶ برس کی تھی اور مدینۂ منوّرہ میں جب کہ ان کی عمر نو ۹ برس کی ہوئی خلوت فرمائی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ ۱۸ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد تمام ازواجِ مطہّرات سے محبوب تر تھیں۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۱۷ ررمضان ۵۸ھ میں بمقامِ مدینۂ منوّرہ وفات پائی اور جنّۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ نماز جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی۔
۱۹	انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۲	انصاری خزرجی۔ دس ۱۰ برس تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ ان کی والدہ اُمّ سلیمؓ بارگاہِ نبوّت میں بہت تقرّب رکھتی تھیں۔ حضرت انسؓ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی تھی۔ چنانچہ ان کا باغ سال میں دو ۲ مرتبہ پھلتا تھا اور اُن کی اولاد لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے ملا کر سب ایک سو بیس ۱۲۰ تھے۔ نوّے ۹۰ برس سے زائد عمر پا کر ۹۲ھ ہجری میں بصرہ کے قریب مقامِ طف میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ بصرہ میں جسقدر صحابہ تھے سب سے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔
۲۰	ابوسعید خُدری	۶	نام سعد بن مالک ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق تھا

نمبرشمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
	رضی اللہ عنہ		ان کے والد اُحد میں شہید ہوئے تھے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں ۷۴ھ ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۲۱	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۸	انصاری خزرجی۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں بحالتِ صغر سنی اپنے والد کے ہمراہ شریک ہوئے تھے غزوۂ بدر و اُحد میں ان کی شرکت مختلف فیہ ہے۔ بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق محمدؒ بن علی بن حسین (یعنے امام باقر) کی تعلیم و تربیت انھیں نے کی۔ احادیث کے حافظ تھے۔ چورانوے برس کی عمر پاکر ۷۴ھ ہجری میں بمقامِ مدینہ منورہ وفات پائی۔ شرکائے بیعتِ عقبہ میں سب سے آخر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۲۲	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ابوالیقظان۔ یہ اور اُن کے والد یاسر اور اُن کی والدہ سُمَیَّہؓ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ حضرت عمارؓ سے پہلے صرف تیسؓ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ سمیہ چونکہ لونڈی تھیں اس وجہ سے ان کے مالک نے عمار کو بھی غلام بنالیا تھا۔ یہ تینوں راہِ خدا میں بہت ستائے جاتے تھے کبھی ان کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا تو آپؐ کو بڑا ملال ہوتا اور فرماتے صبرًا یا آل یاسر اے آلِ یاسر! صبر کرو۔ حضرت عمارؓ کو ایک مرتبہ کلماتِ کفر کہنے پر ان لوگوں نے مجبور کیا اور اُن کو کہنا پڑے۔ ان کی والدہ کو ستاتے ستاتے مار ڈالا۔ ان کی شرمگاہ میں نیزہ مارا گیا جس سے وہ شہید ہوگئیں۔ حضرت عمارؓ بارگاہِ نبوت میں بہت مقرب تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تم کو گروہِ باغی قتل کرے گا حضرت فاروقؓ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا اور اہلِ کوفہ کو لکھا کہ میں نے عمار کو تم پر حاکم اور عبداللہ بن مسعودؓ کو ان کا وزیر اور تمہارا معلم بناکر بھیجا ہے یہ دونوں برگزیدہ اصحابِ نبی میں سے ہیں تم لوگ ان کی پیروی کرو۔ پھر حضرت فاروقؓ نے جب ان کو معزول کیا تو پوچھا کہ تم معزولی سے ناخوش تو نہیں ہوئے۔ انھوں نے کہا معزولی سے تو ناخوش نہیں ہوا ہاں البتہ تقرری سے ناخوش ہوا تھا۔ جنگِ جمل و صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگِ صفین میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہلوایا کہ عمار کو تم لوگوں نے شہید کیا اور حضرتؐ فرما چکے ہیں کہ عمار کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ باغی ہو۔ حضرت معاویہؓ نے اس کی تاویل کی۔ حضرت عمار کی شہادت ۳۷ھ ہجری میں بعمر ۹۴ سال ہوئی۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۴۳	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	۹	ان کے والد کا نام حسل یا حُسیل ہے۔ یمان لقب ہے۔ جب ہجرت کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان کو اختیار دیا چاہے مہاجرین میں رہیں چاہیں انصار میں شامل ہو جائیں۔ ان کے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے اسرار اور حالات ان کو بتلائے تھے۔ حضرت عمرؓ ان سے منافقوں کے اور فتن کے حالات اکثر پوچھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پوچھا کہ میرے عمال میں تو کوئی منافق نہیں ہے۔ اُنھوں نے ایک شخص کو بتایا۔ حضرت فاروقؓ نے فوراً اُس کو موقوف کر دیا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور ان سے بہت راضی رہے[1]۔
۴۴	ابوذر غِفاری رضی اللہ عنہ	۲	نام جندب بن جنادہ۔ کنیت ابوذر۔ غفار اس قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ہجرت سے پہلے مکہ جا کر اسلام لائے اور پھر لوٹ کر اپنے وطن میں مقیم رہے یہاں تک کہ ہجرت کے بعد جب غزوۂ بدر و اُحد و خندق ہو چکے یہ مدینہ منورہ میں گئے اور برابر وہیں رہے۔ حضرت نے ان کی نسبت فرمایا کہ ان سے زیادہ سچ بولنے والا روئے زمین پر کوئی نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے بعد شام چلے گئے اور وہاں رہنے لگے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت معاویہؓ نے جو اس وقت شام کے حاکم تھے انکی شکایت کی۔ بات یہ تھی کہ حضرت ابوذرؓ کے مزاج میں زہد غالب تھا اور بعض احادیث سے ان کو ایسا سمجھ میں آیا تھا کہ مال جمع کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ اُنھوں نے اسی کا وعظ ملکِ شام میں کہا اور حضرت معاویہؓ پر اعتراض کیا کہ وہ مال جمع کرتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو شکایت لکھی۔ حضرت عثمانؓ نے اُن کو وہاں سے بُلا کر مقام ربذہ میں بھیجدیا[2] باقی عمر ان کی وہیں گزری۔ ربذہ ایک جنگل کا نام تھا نہ وہاں کوئی آبادی تھی نہ کوئی چیز ملتی تھی۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بی بی رونے لگیں کہ اس جنگل میں تجہیز و تکفین کیسے ہوگی۔ کفن کے لئے کپڑا بھی نہ تھا تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک شخص کی وفات جنگل میں ہوگی اور اس کی تجہیز و تکفین میں مؤمنوں کی ایک جماعت شریک ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ

[1] مدائن ہی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا واقعہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیسؓ روز بعد ۳۶ھ میں پیش آیا۔ مصحح [2] صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے حضرت عثمانؓ سے ناراض ہو کر از خود ربذہ میں اقامت اختیار کر لی تھی جو مدینہ سے تین روز کی مسافت پر ایک بستی ہے۔ اس بستی کا حال "معجم البلدان" میں مذکور ہے۔ مصحح۔

نمبرشمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			اور نیز اور چند لوگ آئے اور انھوں نے تجہیز وتکفین کی۔ ۳۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۲۵	مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ	۱	ان کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ اسود ان کے والد نہ تھے بلکہ اسود نے ان کو متبنّیٰ کیا تھا۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف چھ آدمی مشرف باسلام ہوئے تھے۔ حبش کی طرف بھی انھوں نے ہجرت کی تھی۔ پھر حبش سے لوٹ کر مکّہ آئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کی تو یہ ہجرت نہ کر سکے چند روز بعد ہجرت کی۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور اس غزوہ میں ان سے کار نمایاں ظاہر ہوئے۔ بہت صاحب مناقب ہیں۔ ۳۳ھ ہجری میں بعمر ۷۰ سال مقام جرف میں جو مدینۂ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے وفات پائی اور وہاں سے ان کی نعش مدینۂ منورہ میں آئی اور جنّۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔
۲۶	خبّاب بن ارت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو محمد ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں نے ان کو گرفتار کر کے اہلِ مکّہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن پر راہِ خدا میں سخت مظالم کئے گئے۔ آگ کے انگاروں پر لٹائے جاتے تھے اور سر پر گرم لوہا رکھا جاتا تھا۔ اُن کی پیٹھ میں داغ پڑ گئے تھے جو اخیر عمر تک رہے۔ تمام مشاہد خیر میں شریک ہوئے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اخیر عمر میں ایک سخت اور طویل مرض میں مبتلا ہوئے جس میں ایسی سخت تکلیف ان کو تھی کہ کہتے تھے اگر موت کی دعاء مانگنا منع نہ ہوتا تو میں موت کی دعاء مانگتا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام نے ان سے کہا کہ آپ خوش ہوں کہ وہ وقت آگیا کہ آپ اپنے بھائیوں کے پاس حوضِ کوثر پر جائیں۔ اُنھوں نے کہا آپ لوگ میرے اُن بھائیوں کا ذکر کرتے ہیں جو گزر چکے جنھوں نے دنیا میں کچھ آرام نہیں پایا۔ میں نے تو بہت نعمتیں پائیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے اعمال کا بدلہ دنیا میں نہ مل گیا ہو۔ شدّتِ مرض کی وجہ سے جنگِ صفین میں شریک نہیں ہو سکے۔ اور ۳۷ھ ہجری میں بعمر ۷۳ سال وفات پائی۔ اور یہ پہلے صحابی ہیں جو کوفہ میں مدفون ہوئے۔
۲۷	بُریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۵	کنیت ابو عبداللہ ہے۔ سفرِ ہجرت کے وقت جب حضرتؐ ان کے یہاں پہنچے ان کا وطن اثنائے راہ میں تھا تو یہ سب لوگ جو قریب اسّی گھر کے تھے اسلام لائے۔ پھر غزوۂ اُحد کے بعد حاضرِ خدمت ہوئے اور حدیبیہ اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کی۔ حضرتؐ کے بعد اُنھوں نے بصرہ

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			کی سکونت اختیار کی پھر وہاں سے جہاد کے لئے خراسان گئے۔ اس کے بعد مرو میں قیام کیا اور وہیں ۶۲؁ ہجری میں بعہد یزید بن معاویہ وفات پائی۔
۲۸ ۲۱	عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ	۳	اس نام کے دو صحابی ہیں دونوں کے باپ کا نام بھی ایک ہے دادا کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک کے دادا کا نام عبس ہے اور دوسرے جن کے دادا کا نام نابی ہے وہ مرتبہ میں افضل واشرف ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبہ اُولےٰ اور بدر و اُحد میں شریک تھے۔ جنگِ یمامہ میں بعہد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ عقبہ جن کے دادا کا نام عبس ہے جُہنی نسبت کے ساتھ مشہور ہیں۔ وہ ہجرت کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ مصر کے والی بنائے گئے تھے اور وہیں رہتے تھے وہیں ۵۸؁ ہجری میں وفات پائی۔ مصنف نے جو روایتیں نقل کی ہیں وہ عُقبہ بن عامر بن عبس جُہنی کی ہیں جیساکہ ایک سند میں اسکی تصریح ہے۔
۳۰	سفینہ رضی اللہ عنہ	۲	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کا نام پہلے اور کچھ تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سفینہ رکھا بوجہ اس کے کہ یہ بوجھ زیادہ اُٹھاتے تھے جب ان سے کوئی ان کا پہلا نام پوچھتا تو نہ بتاتے اور کہتے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نام کو دوست رکھتا ہوں۔ ایک مرتبہ ان کو سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ کشتی پر سوار تھے کشتی ٹوٹ گئی اس کے ایک تختہ پر یہ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تختہ نہ ڈوبا اور کنارے آ لگا یہ اُترے تو دیکھا کہ ایک شیر کھڑا ہے ایک مصیبت سے بچے تو دوسری سامنے ہے پس اُنھوں نے اس وقت کہا کہ اے شیر! میں سفینہ ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام یہ سُنتے ہی شیر دُم ہلانے لگا اور اُن کو راستہ پر پہنچا گیا۔
۳۱	عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ابو نجیح ہے۔ اصحابِ صفہ میں سے ہیں۔ اخیر عمر میں ملکِ شام چلے گئے تھے وہیں رہتے تھے اور وہیں ۷۵؁ ہجری میں وفات پائی۔
۳۲	عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ	۲	اشعری۔ صحابی نہیں ہیں۔ مُخضرَم[1] ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہوگئے تھے مگر شرفِ زیارت سے مشرف نہ ہوسکے جب سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا یہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے بہت بڑے فقیہ تھے۔ اکابر صحابہ سے مثل حضرت فاروق رضی اللہ عنہ و حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے روایت کرتے ہیں ۷۸؁ ہجری میں وفات پائی۔

[1] مخضرم اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشرف باسلام ہوچکے ہیں مگر مشرف بزیارت نہیں ہوتے جیسے اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۳۳	ابو اروی دوسی رضی اللہ عنہ	۱	حجازی ہیں۔ نام ان کا معلوم نہیں ہوسکا۔ ذوالحلیفہ میں رہتے تھے۔ بڑے تیز رفتار تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتا تھا پھر وہاں سے روانہ ہوکر غروبِ آفتاب سے پہلے اپنے مقام پر پہنچ جاتا تھا۔
۳۴	ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ	۱	نام صدی بن عجلان ہے۔ مگر کنیت زیادہ مشہور ہے۔ باہلہ ایک قبیلہ ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں احادیث نبویہ انھوں نے بہت روایت کی ہیں۔ مقام حمص میں جو ملک شام کا ایک شہر ہے رہتے تھے اور وہیں اکیانوے برس کی عمر میں ۸۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ملک شام میں یہ سب کے بعد وفات پانے والے صحابی ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ شام میں سب کے بعد وفات پانے والے صحابی عبداللہ بن بُسر ہیں۔
۳۵	سالم بن عبید اشجعی رض	۱	اشجع قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ ان کا شمار اہلِ صُفّہ میں ہے۔ آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کرلی تھی۔
۳۶	عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ	۱	ان کے والد کا نام شریح ہے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی۔
۳۷	عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ	۱	مجاشع قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پرانے سچے محب ہیں۔
۳۸	ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ان کی ابو فراس ہے۔ قدیم الصحبۃ ہیں۔ اصحابِ صفّہ میں سے ہیں۔ شب کو حجرۂ مقدس کے دروازہ پر رہتے تھے اور تہجد کے وقت وضو کے لیے پانی دیا کرتے تھے واقعۂ حرّہ کے بعد ۶۳ ہجری میں وفات پائی۔
۳۹	ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	نام فضلہ بن عبید۔ قدیم الاسلام ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے ہے۔ حضرتؐ کی وفات کے بعد بصرہ چلے گئے پھر خراسان میں جہاد کیا اور مقام مرو میں ۶۰ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۰	عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو نجیح۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ میں اسلام لانے کے بعد اپنے وطن چلے گئے اور خبرِ ہجرت کے منتظر رہے۔ جس وقت یہ مدینہ منورہ پہنچے غزوۂ بدر و اُحد و خندق ہوچکا تھا۔ اخیر میں شام چلے گئے تھے اور وہیں رہے۔
۴۱	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ ملک فارس کے رہنے والے تھے پہلے آتش پرست تھے۔ یکایک اُن کو اس مذہب سے نفرت پیدا ہوئی۔ اور دینِ حق کی تلاش دل میں جاگزین ہوئی۔ چنانچہ یہ نصرانی ہوگئے اور مذہبِ نصرانیت کا علم خوب حاصل کیلئے بعد دیگرے کئی نصرانی علما کی خدمت میں رہے۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			آخری عالم نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا زمانہ قریب آجانے کی بشارت دی اور آپ کے ہجرت گاہ کی علامتیں بتائیں۔ اور کہا تم وہیں چلے جاؤ اور ان پر ایمان لاؤ۔ چنانچہ انھوں نے عرب کا قصد کیا۔ اتنے میں ان کو ایک قافلہ عرب کا ملا یہ اس قافلہ کے ساتھ ہو گئے قافلہ والوں نے ان کو غلام بنا کر مکہ میں بیچ ڈالا۔ مکہ والوں سے ان کو مدینہ کے یہودیوں نے مول لے لیا۔ چنانچہ یہ مدینہ میں رہے یہاں تک کہ حضرت ہجرت کر کے تشریف لائے اور یہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ ان کے فضائل بہت ہیں۔ ان کی عمر بہت طویل تھی۔ ڈھائی سو برس میں تو کچھ شک نہیں۔ اور بعض لوگوں نے ساڑھے تین سو برس بیان کئے ہیں۔ بمقام مدائن ۳۵ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۲	ذی مخمر رضی اللہ عنہ	۱	بعض لوگ ان کا نام ذی مجبر کہتے ہیں۔ نجاشی بادشاہ حبش کے بھتیجے ہیں۔ حبش سے بہت آدمیوں کے ساتھ آئے تھے۔ حضرت کی خدمت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے بعض لوگ ان کو حضرت کا غلام سمجھتے تھے۔ اخیر میں ملک شام چلے گئے تھے۔
۴۳	عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو عبدالرحمن۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خیبر تھا۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ بمقام دمشق ۷۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۴	عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوسعید۔ اصحاب بیعۃ الرضوان میں سے ہیں۔ ان کو حضرت عمرؓ نے تعلیم دین کے لئے بصرہ بھیجا تھا۔ جب شہر تستر فتح ہوا تو سب سے پہلے اُس کے دروازہ میں یہی داخل ہوئے۔ بمقام بصرہ ۵۹ھ ہجری میں وفات پائی اور حضرت ابو برزہؓ نے اُن کے جنازے کی نماز پڑھائی۔
۴۵	ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا	۲	حضرت فاروق اعظمؓ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شعبان ۳ھ ہجری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا حضرت جبریلؑ نے ان کے متعلق کہا تھا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں دنیا و آخرت میں۔ بڑی عبادت گزار تھیں۔ ساٹھ برس کی عمر میں شعبان ۴۵ھ میں وفات پائی۔
۴۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ انصاری خزرجی۔ یہ اُن ستر آدمیوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ بدر و احد اور نیز تمام مشاہد خیر میں شریک ہوئے۔ حضرت نے ان کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان کو حضرت ابو عبیدہؓ کے بعد شام کا عامل مقرر

نمبرشمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			کیا تھا۔ اسی سال ۱۸ھ میں بعمر ۳۸ سال طاعون عمواس میں وفات پائی۔
۴۷	اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی۔ سید القراء۔ کنیت ابوالمنذر۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو سید الانصار اور حضرت فاروق اعظم سید المسلمین فرماتے تھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن حفظ کرلیا تھا۔ اور حضرت کے سامنے فتوٰی دیتے تھے۔ کتابتِ وحی کی خدمت سے بھی ممتاز ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت نے ان سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو سورۂ لم یکن سُناؤں۔ ۳۲ھ ہجری میں بعہد حضرت عثمانؓ وفات پائی۔
۴۸	ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ	۱	نام خالد بن زید ہے۔ انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبہ اور بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوتے۔ جب حضرتؐ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لاتے تو ان کے یہاں اُترے۔ اور جب تک مسجد اقدس اور حجرۂ شریفہ تیار نہیں ہوتے انہی کے یہاں رہے یہ شرف و عزت ان کی بہت نمایاں ہے۔ حضرت علی مرتضےٰ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے ۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور موافق وصیت قسطنطنیہ کے قریب دفن کیے گئے۔ ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔ لوگ وہاں پانی برسنے کی دعاء مانگتے ہیں۔
۴۹	ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	۲	نام عویمر بن عامر۔ درداء ان کی صاحبزادی کا نام تھا۔ انصاری خزرجی ہیں۔ غزوۂ بدر کے بعد اسلام لاتے تھے۔ اُحد اور اُس کے بعد تمام مشاہد میں شریک رہے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ بوقتِ وفات بہت روتے تھے۔ بڑے خائف تھے۔ کلمۂ طیبہ پڑھتے پڑھتے رُوح قبض ہوگئی۔ اخیر عمر میں شام کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے دو برس پہلے یعنے ۳۳ھ ہجری میں بمقام دمشق وفات پائی۔
۵۰	اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ان کی ابو یحیےٰ ہے۔ انصاری اوسی ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبۂ ثانیہ میں شریک تھے۔ شرکتِ بدر میں اختلاف ہے۔ مگر اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو نعم الرجل یعنے "کیا اچھا آدمی" فرمایا تھا انکا واقعہ ہے کہ سورۂ بقرہ شب کو اپنے گھر میں پڑھ رہے تھے کہ اُنھوں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک چیز مثل سائبان کے اُتر رہی ہے اس میں شمعیں روشن ہیں۔ گھوڑا ان کا قریب تھا وہ بھڑکنے لگا اُنھوں نے تلاوت موقوف کردی۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ فرشتے تھے فتح بیت المقدس

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			میں حضرت فاروقؓ کے ہمراہ تھے۔ شعبان سنہ ۲۰ھ ہجری میں بعہدِ حضرت فاروقؓ وفات پائی۔ جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۵۱	زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو سعید۔ انصاری خزرجی۔ بوقتِ ہجرت ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ بدر میں کم سنی کے سبب سے شریک نہ ہو سکے اور اُحد میں اختلاف ہے مگر خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں بالاتفاق شریک رہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف سے خط کتابت کا کام کرتے تھے۔ حضرتؐ کے پاس بعض بعض خطوط سریانی زبان میں آتے تھے لہٰذا ان کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم ہوا تھا۔ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کتابت مصحف کی عظیم الشان خدمت انہی سے لی گئی۔ علمِ فرائض کے خاص کر بہت بڑے ماہر تھے جب انکی وفات ہوئی تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا واللہ آج اس اُمت کا بہت بڑا عالم مر گیا۔ سنہ ۴۵ھ ہجری میں بعمر ۵۶ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
۵۲	زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کا بعد وفات کلام کرنا مروی ہے۔ ان کے والد حضرت خارجہؓ بھی صحابی ہیں وہ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت زیدؓ بوجہ صغر سنی کے غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے۔
۵۳	رفاعہ بن رافعؓ	۱	انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور اُحد اور تمام مشاہد میں شریک رہے۔ جنگِ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضٰے کے ہمراہ تھے۔
۵۴	رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ کنیت ابو عبداللہ۔ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہ ہو سکے۔ اُحد اور خندق اور اکثر مشاہد میں شریک رہے۔ اُحد کے دن ان کی گردن میں تیر لگ گیا تھا تیر تو اُنھوں نے نکال لیا مگر گانسی اس کی رہ گئی وہ تمام عمر نہ نکلی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں تمھارے لئے شہادت دونگا۔ ان کا وہ زخم عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کھل گیا۔ اور چھیاسی (۸۶) برس کی عمر میں سنہ ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۵	ابو سعید بن معلےؓ	۱	نام حارث ہے۔ انصاری ہیں۔ جس سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اسی سال ان کی ولادت ہوئی۔ سنہ ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۶	برا بن عازب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ کنیت ابو عمارہ۔ غزوۂ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہ ہو سکے۔ اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ سنہ ۲۴ھ میں اُنھوں نے رَے کو فتح کیا اور تستر کی لڑائی میں بھی حضرت

نمبرشمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			ابو موسیٰؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ جمل وصفین ونہروان میں شریک ہوئے اور بالآخر کوفہ ہی میں رہ گئے وہیں بعہد مصعب بن زبیر وفات پائی۔
۵۷	ام حرام رضی اللہ عنہا	۱	انصاریہ ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ کی سگی خالہ ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے گھر میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں اپنے شوہر کے ہمراہ جہاد روم میں وفات پائی۔ اور قبرص میں ان کی قبر ہے۔
۵۸	سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ	۲	پہلے ان کا نام حزن تھا حضرتؐ نے اس کو بدل کر سہل رکھا۔ کنیت ابوالعباس۔ انصاری ہیں۔ بوقت وفات نبویؐ پندرہ ۱۵ برس کے تھے۔ بڑی عمر پائی یہاں تک کہ انہوں نے حجاج بن یوسف کا زمانہ پایا۔ حجاج نے سنہ ۷۴ھ میں ان کو خط لکھا کہ تم نے امیر المومنین عثمان کی مدد کیوں نہ کی؟ انھوں نے لکھا میں نے مدد کی تھی۔ حجاج نے لکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور حاکم مدینہ کو لکھا کہ ان کی گردن میں مہر لگادی جائے اس قسم کی مہر حضرت انسؓ کی گردن میں اور حضرت جابرؓ کے ہاتھ میں بھی لگائی گئی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ان کی تذلیل ہو۔ مدینہ منورہ میں سب صحابہؓ کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ چنانچہ یہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے مرجانے کے بعد پھر تم لوگ کسی کو قال رسول اللہ کہتے ہوئے نہ سنوگے۔ چھیانوے ۹۶ برس کی عمر پاکر ۸۸ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۹	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوعبداللہ۔ انصاری ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جو ہجرت کے بعد انصار کے یہاں پیدا ہوئے۔ بوقت وفات نبویؐ ان کی عمر اٹھارہ ۱۸ برس تھی۔ ان کے والدین بھی صحابی ہیں۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں وہاں کے حاکم بھی تھے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے نہاوند کے لشکر کے سردار تھے اور اسی جہاد میں ۲۱ سنہ ہجری میں شہید ہوئے۔
۶۰	عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ اور بدر واحد وغیرہ تمام مشاہد خیر میں ہمرکاب نبوت رہے۔ بقول بعض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بقول بعض حضرت فاروقؓ کی خلافت میں بعمر ۶۵ سال وفات پائی۔
۶۱	شداد بن اوس رضی اللہ عنہ	۱	دو صحابی اس نام کے ہیں۔ دادا کے نام میں اختلاف ہے ان کے دادا کا نام ثابت ہے یہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھتیجے ہیں۔ آخر میں بیت المقدس کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابوالدرداء ان کی نسبت فرماتے تھے کہ یہ اہل علم وفضل سے ہیں۔ ملک شام میں

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			بعمر ۷۵ سال ۵۸ھ میں وفات پائی۔
۶۲	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابوالولید۔ انصاری خزرجی۔ لقب شاعر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اعلےٰ درجہ کے شاعروں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کفار کی ہجو میں ان کے بہت اشعار ہیں۔ حضرتؐ فرماتے تھے کہ ان کا شعر کافروں پر تیر سے بھی زیادہ کارگر ہے۔ حضرتؐ مسجد شریف میں ان کے لئے منبر رکھوا دیتے تھے یہ اس پر کھڑے ہو کر نعتیہ اشعار پڑھتے تھے۔ ۴۰ھ ہجری سے پہلے حضرت علی مرتضٰے کی خلافت میں وفات پائی۔
۶۳	ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ	۱	نام مالک ہے۔ انصاری ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعتِ عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور اُحد میں اور تمام مشاہد میں ہمرکاب نبوت رہے ہیں۔ ۲۰ھ ہجری میں بعہد خلافت حضرت فاروقؓ وفات پائی۔
۶۴	کعب بن عجرہؓ	۱	انصار کے حلیف تھے۔ متاخر الاسلام ہیں۔ اسلام لانے کے بعد تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ بمقام مدینہ منورہ ۵۱ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔
۶۵	جابر بن سمرہؓ	۲	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بہن کے بیٹے ہیں۔ بالآخر کوفہ میں رہتے تھے اور وہیں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۶۶	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۲	ان کے والد حاتم طائی سخاوت میں ضرب المثل ہیں۔ شعبان ۹ھ ہجری میں حضورِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ پہلے عیسائی تھے۔ زمانۂ ارتداد میں ثابت قدم رہے۔ جنگِ جمل وصفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگِ جمل میں ان کی ایک آنکھ شہید ہوگئی۔ ۶۷ھ ہجری میں وفات پائی۔
۶۷	کُرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ	۱	فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ اور بڑی عمر پائی تھی۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں نشاناتِ حرم کی تجدید انہی نے کی تھی۔ یہ کُرز وہی شخص ہیں جنھوں نے شبِ غار میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تھا مگر جب غار کے مُنہ پر اُنھوں نے مکڑی کا جالا دیکھا تو کہا کہ یہیں سے نشان گم ہوگیا ہے۔ اعلیٰ درجے کے قدم شناس تھے۔ اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیر کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ قدم اسی قدم کی نسل سے ہے جس کا نشان مقام ابراہیم میں ہے۔
۶۸	عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ	۲	ملک شام کے مقام اردن میں رہتے تھے۔ اُنھوں نے حضرتؐ سے پوچھا تھا کہ آپؐ فتنہ کے زمانہ میں مجھے کہاں رہنے کا حکم دیتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا ملک شام کا۔ انھوں نے ملک شام میں ۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۶۹	ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ		کنیت ابو عمرو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے۔ بڑے بہادر تھے۔ یرموک کے واقعہ میں ان کی ایک آنکھ شہید ہوگئی تھی۔ ملک فارس کا صوبہ جلولا انہی نے فتح کیا تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علی مرتضٰے کے ساتھ تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔
۷۰	نافع بن عتبہ رض	۱	حضرت سعد بن ابی وقاص رض کے بھتیجے ہیں فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔
۷۱	عبداللہ بن ہشام رضی اللہ	۱	قریشی تیمی۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید صغر سنی میں ان کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تھیں حضرت ؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور ان کو برکت کی دعا دی تھی مگر بوجہ صغر سن کے ان سے بیعت نہیں لی۔
۷۲	عمران بن حصین رض	۱	فتح خیبر کے سال اسلام لائے تھے۔ فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ ان کے والد بھی مسلمان ہوگئے تھے۔ اخیر میں بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی۔ اور وہیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔
۷۳	عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	۱	حضرت صدیق رض کے صاحبزادے اور ام المومنین حضرت عائشہ رض کے سگے بھائی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے۔ حضرت صدیق رض کی اولاد میں سب سے بڑے یہی تھے۔ ۵۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۷۴	عثمان رض بن ارقم	۱	ان کے والد وہی ارقم بن ارقم ہیں جن کے گھر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت رہے تھے۔ یہ عثمان اہل بدر میں سے ہیں۔
۷۵	اسود بن سریع رض	۱	تمیمی اسدی ہیں۔ کنیت ابو عبداللہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہادوں میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے بصرہ کی جامع مسجد میں وعظ کہا۔
۷۶	ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ	۳	ان کا نام وہب بن عبداللہ ہے۔ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ جب حضرت ؐ کی وفات ہوئی تو یہ سن بلوغ کو نہ پہنچے تھے مگر آپ سے احادیث سنی تھیں۔ اور ان کی روایت کرتے تھے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۷۷	عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ	۳	قریشی اسدی ہیں۔ ان کی والدہ ام المومنین ام سلمہ رض کی بہن تھیں۔ کچھ دنوں حضرت ؐ کی دربانی کی خدمت پر مقرر رہے ہیں۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔ یہ عبداللہ حضرت عثمان رض کے ساتھ ان کے محاصرہ کے زمانہ میں شہید ہوئے۔
۷۸	ابوبکرہ ثقفی رض	۲	ان کا نام نفیع بن حارث ہے۔ غزوۂ طائف میں اسلام لائے تھے۔ ان کی کنیت ابوبکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۴۹ھ میں وفات پائی۔
۷۹	سمرہ بن جندب رض	۱	کنیت ابو سعید۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی والدہ ان کو لیکر مدینہ

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			میں آئیں۔ اُحد کی لڑائی میں شریک تھے۔ حضرتؐ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا "آخرکم موتاً فی النار" کہ تم میں سے سب کے بعد جو شخص مرے گا وہ آگ میں ہوگا۔ اس مجلس میں آٹھ (دس) آدمی تھے جن میں ایک یہ تھے اور ایک حضرت ابوہریرہؓ۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد ہے۔ چنانچہ اس مجلس کے سب لوگوں کا انتقال ہوگیا صرف یہ اور حضرت ابوہریرہؓ باقی رہ گئے حضرت ابوہریرہؓ کو بڑی فکر تھی کہ کہیں وہ شخص میں تو نہیں ہوں۔ چنانچہ اکثر سمرہ کی حالت پوچھا کرتے تھے اگر کوئی کہدیتا کہ ان کا انتقال ہوگیا تو ان کو غش آجاتا اس خوف سے کہ سب کے بعد مرنے والا میں ہی ہوں۔ مگر حضرت ابوہریرہؓ کا ان سے پہلے انتقال ہوگیا اور ۵۹ھ ہجری میں بمقام بصرہ ان کو مرض کزاز لاحق ہوا۔ سردی کی شدت سے یہ گرم پانی دیگوں میں بھروا کر ان پر بیٹھتے تھے ایک مرتبہ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دیگ میں گر گئے دیگ کا پانی خوب گرم تھا اسی سے وفات پائی۔ اور حضرتؐ کی پیشین گوئی کا مطلب کھل گیا کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد نہ تھی۔
۸۰	عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ عمر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے۔ کنیت ابوالفضل تھی۔ زمانۂ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے۔ کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو آبِ زمزم پلانا انہی کے متعلق تھا۔ غزوۂ بدر میں کافروں کی طرف تھے اور مثل اور کافروں کے یہ بھی قید ہوکر آئے تھے۔ بندش ان کی سخت تھی جس سے یہ کراہتے تھے اور اُن کے کراہنے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بے چینی تھی۔ ایک صحابی نے اس کیفیت کو محسوس کرکے ان کی بندش ڈھیلی کردی۔ اس قید سے فدیہ دے کر چھوٹے اور اس کے بعد اسلام لائے۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ قدیم الاسلام ہیں مگر اپنا اسلام مخفی رکھتے تھے۔ بدر میں کافروں کے ساتھ بخوشی نہیں آئے تھے۔ زمانۂ قحط سالی میں حضرت فاروقؓ نے انہی کا واسطہ دلاکر پانی برسنے کی دعا مانگی تھی اور خوب پانی برسا تھا۔ علاوہ بیٹیوں کے ان کے دس بیٹے تھے اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ بمقام مدینہ منورہ ۱۲ رجب ۳۲ھ ہجری کو جمعہ کے دن ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنۃ البقیع میں دفن کیا اس وقت ان کی عمر اٹھاسی (۸۸) برس کی تھی۔
۸۱	ابوالطفیل رضی اللہ عنہ	۱	ان کا نام عامر بن واثلہ ہے۔ جس سال غزوۂ اُحد ہوا اسی سال ان کی ولادت ہے۔ بوقتِ وفات نبویؐ آٹھ برس کے تھے۔ پہلے کوفہ میں رہتے تھے پھر مکہ میں چلے آئے تھے۔ حضرتؐ کا حلیہ مبارک

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			ان کو یاد تھا سنہ ۱۰۰ھ ہجری میں اور بقولے سنہ ۱۱۰ھ ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی۔ تمام صحابہ میں سب کے بعد انہی کی وفات ہوئی تھی۔
۸۲	مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ	۲	پہلے بصرہ میں رہتے تھے پھر شام چلے گئے۔ ان کا شمار اہلِ شام میں ہے۔ بمقام اردن ملک شام سنہ ۵۷ھ میں وفات پائی۔
۸۳	ابو رِمثہ رضی اللہ عنہ	۱	ان کے نام میں اختلاف ہے مگر مشہور رفاعہ ہے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔ یہ اپنے والد کے ہمراہ خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوتے تھے اور حضرتؐ کی زیارت سے مشرّف ہوتے تھے۔
۸۴	نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ	۲	فضلائے صحابہ میں سے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے اور مکہ ہی میں مقیم رہے، ہجرت نہیں کی حضرت فاروقِ اعظم رضؓ نے ان کو مکہ اور طائف کا حاکم بنایا تھا۔
۸۵	جُبیر بن مُطعم رضی اللہ عنہ	۱	قریشی نوفلی۔ کنیت ابو محمد۔ فتح مکّہ سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ کی سکونت اختیار کی اور وہیں سنہ ۵۴ھ ہجری میں وفات پائی۔ قریش کے نسب ناموں کے بڑے ماہر تھے۔
۸۶	عبد اللہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابوبکر۔ حضرت زبیر بن عوّامؓ کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر صدّیق ہیں۔ سنہ ۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ مہاجرین کے یہاں سب سے پہلے ولادت انہی کی ہے بڑی عبادت گزار تھے کئی کئی دن متواتر روزے رکھتے تھے شب کو بھی افطار نہ کرتے تھے۔ آٹھ برس کی عمر میں انھوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ کوسج تھے یعنی ان کے داڑھی مونچھ نہ تھی۔ یزید کی بیعت سے انھوں نے انکار کیا اور خود اپنی خلافت کی طرف لوگوں کو بلایا چنانچہ سنہ ۶۴ھ ہجری میں ان کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت ہوئی۔ اور حجاز اور یمن اور عراق و خراسان وغیرہ پر ان کا قبضہ ہوگیا۔ بالآخر یزید کے ساتھ ان کو لڑنا پڑا۔ یزید کے لشکر نے ان کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ حجاج بن یوسف نے یوم سہ شنبہ جمادی الاخریٰ سنہ ۷۳ھ ہجری میں مکہ کے اندر ان کو شہید کیا۔
۸۷	عبد الرحمٰن بن خبّاب رضی اللہ عنہ	۱	ان کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ مگر ترمذی کی روایت میں ہے کہ اُنھوں نے کہا میں غزوہ تبوک میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔
۸۸	عبد الرحمٰن بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو سعید۔ فتح مکّہ کے دن اِسلام لاتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں ان کا نام عبد الکعبہ تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد الرحمٰن رکھا۔ شہر سجستان کو اُنھوں نے فتح کیا تھا۔ بالآخر بصرہ میں رہتے تھے اور وہیں سنہ ۵۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
۸۹	معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	۲	قریشی اُموی۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے اور ان کے والد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں ان کا اسلام اچھا ہوگیا۔ غزوۂ حنین میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور کچھ دنوں کتابت وحی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دمشق کے حاکم مقرر ہوئے اور برابر اس عہدہ پر رہے یہاں تک کہ حضرت علی مرتضےٰ کا زمانہ آیا تو پھر انھوں نے مستقل خلافت اپنے لئے چاہی اور حضرت علی مرتضےٰ سے قتال کیا جس کا نام جنگ صفین ہے۔ پھر سنہ ۴۱ھ ہجری میں حضرت علی مرتضےٰ کے بعد حضرت حسن بن علیؓ نے خلافت ان کے حوالہ کر دی۔ انھوں نے دمشق میں بعمر ۷۸ سال سنہ ۶۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی قمیص اور آپؐ کے کچھ ناخن اور موئے مبارک تھے بوقتِ انتقال وصیت کی تھی کہ اسی قمیص کا مجھے کفن دینا اور ناخن اور موئے مبارک میری آنکھوں میں اور منہ میں رکھ دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے حوالہ کر دینا۔
۹۰	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۱	قریشی سہمی۔ سنہ ۸ھ ہجری میں اسلام لائے۔ ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عمان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مصر کو انھوں نے فتح کیا پھر حضرت معاویہؓ نے ان کو اپنا وزیر بنایا۔ مصر میں بعمر ۹۰ سال سنہ ۴۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۹۱	عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی۔ حضرت جعفر طیار کے بیٹے ہیں۔ حضرت علی مرتضےٰ کے سگے بھتیجے تھے۔ جب حضرت جعفرؓ حبش ہجرت کر کے گئے تھے تو یہ وہیں پیدا ہوئے۔ حبش میں مسلمانوں کے یہاں سب سے پہلی ولادت انہی کی ہے بڑے سخی تھے۔ مدینۂ منورہ میں بعمر ۹۰ سال سنہ ۸۰ھ میں وفات پائی۔
۹۲	جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۴	کنیت ابوعمرو۔ جس سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اُسی سال مشرف باسلام ہوئے۔ اور آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کی۔ پھر ایک مدت کے بعد وہاں سے شام چلے گئے اور مقام قرقیسیا میں سنہ ۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔
۹۳	جُندُب بن عبداللہ رضؓ	۱	صحابی ہیں۔ مگر قدیم الاسلام نہیں ہیں۔ کوفہ میں رہتے تھے۔ اس کے بعد بصرہ چلے گئے۔ فتنۂ ابن زبیر کے چار برس بعد وفات پائی۔
۹۴	محجن یا ابومحجن رضی اللہ عنہ	۲	ثقفی۔ نام ان کا عمرو بن حبیب ہے۔ رمضان سنہ ۹ھ ہجری میں اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ شاعر تھے اور بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ (اعلیٰ شہسوار تھے مگر) شراب پینے کی عادت تھی کسی طرح ترک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ فاروقِ اعظمؓ نے ان کو کئی مرتبہ حد لگائی پھر ان کو جلاوطن کیا

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			یہ بھاگ کر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس چلے گئے اُنھوں نے ان کو قید کر دیا یہاں تک کہ ایران میں جب جنگ قادسیہ شروع ہوئی تو اُنھوں نے حضرت سعدؓ کی بیوی سلمیٰ کی خوشامد کی کہ مجھے چھوڑ دو میں میدان میں جاکر لڑوں گا اور زندہ بچ گیا تو پھر اپنے کو اسی قید میں داخل کر دوں گا۔ چنانچہ اُنھوں نے منظور کیا یہ میدان میں گئے اور خوب لڑے حضرت سعدؓ ان کی لڑائی دیکھ کر خوش ہوتے اور ان کو قید سے آزاد کر دیا اور کہا اب شراب نوشی پر تمھیں سزا نہ دوں گا۔ اُسی روز سے اُنھوں نے شراب نوشی ترک کر دی اور کہا اب تک میں نے اس سبب سے ترک نہ کیا تھا کہ لوگ کہتے حد سے ڈر گیا اب بخوفِ خدا اس کو ترک کرتا ہوں۔ وفات ان کی آذربائیجان میں بزمانۂ خلافتِ فاروقیؓ ہوئی۔
۹۵	زرارہ بن عمروؓ	۱	قبیلۂ نخع کے وفد کے ساتھ رجب ۹ھ ہجری میں حضورِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔
	نام تابعی		
۹۶	سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ	۲	کبارِ تابعین میں سے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ قریشی مخزومی مدنی ہیں۔ حضرت فاروقؓ کی خلافت کے دوؔ سال گزرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ فقہ اور حدیث دونوں کے جامع تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی احادیث اور فاروقِ اعظمؓ کے فیصلوں کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ صحابۂ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت کو اُنھوں نے دیکھا تھا۔ مکحول کا بیان ہے کہ میں نے طلبِ علم میں تمام دنیا دیکھ ڈالی مگر سعید بن مسیب سے زیادہ عالم کسی کو نہ پایا۔ ۹۳ھ میں وفات پائی۔
۹۷	عبداللہ بن حنطبؓ	۱	مخزومی۔ تابعی ہیں جیساکہ ترمذی نے تصریح کی ہے۔ اور بعض لوگوں نے ان کو صحابی بھی کہا ہے۔
۹۸	محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوبکر۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ حضرت انسؓ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ مشاہیر تابعین میں سے ہیں۔ اور تمام علوم شرعیہ کے ماہر تھے۔ زاہد عابد تھے۔ مورق عجلی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کسی کو فقیہ اور صاحبِ ورع نہیں دیکھا۔ ۷۷ برس کی عمر میں ۱۱۰ھ ہجری میں وفات پائی۔
۹۹	حسن بن علی رضی اللہ	۴	قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت علی مرتضٰے اور حضرت فاطمہ زہرا کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جوانانِ جنت کا

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
			سردار فرمایا۔ رمضان ۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ صورت اور سیرت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ بڑے کریم اور بڑے صائب الرائے تھے اپنے والد حضرت علی مرتضٰے کی شہادت کے بعد ۴۱ھ ہجری میں حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اور خلافت ان کے حوالہ کردی۔ یہ واقعہ ان کے کرم اور سیادت کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ۵۰ھ ہجری میں زہر دیکر شہید کئے گئے اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت حسینؓ نے ہر چند ان سے پوچھا کہ آپ کو کس نے زہر دیا مگر انھوں نے بمقتضائے کرم طبعی نہ بتایا۔
۱۰۰	حسن بن زید ابن حسن رضی اللہ عنہ	۱	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت علی مرتضٰے کے پروتے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ ابن اسحٰق اور امام مالکؒ نے ان سے احادیث کی روایت کی ہے۔ خلیفہ منصور عباسی نے انکو مدینہ کا حاکم بنادیا تھا۔ پانچ برس تک برسر حکومت رہے۔ اس کے بعد خلیفہ ان سے ناخوش ہوا اور قید کردیا۔ پھر منصور کے بیٹے مہدی نے اپنے عہد میں ان کو قید خانہ سے نکالا مدینہ منورہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر ۱۶۸ھ ہجری میں بعمر ۸۵ سال وفات پائی۔
۱۰۱	عبداللہ ابن حسن ابن حسن رضی اللہ عنہ	۲	یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ان کی بھی ابو محمد ہے۔ والدہ ان کی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے امام مالکؒ نے اور سفیان ثوری نے احادیث کی روایت کی ہے۔ مغیرہ جب ان کی روایت کی ہوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے کہ یہ بڑی سچی روایت ہے۔ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ میں نے اپنے علماء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عبداللہؓ کے برابر کسی کی بزرگی کرتے ہوں۔ ابن معین جو فن جرح و تعدیل کے امام ہیں ان کی نسبت کہتے ہیں ثقۃ مامون۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے یہاں ان کی بڑی عزت تھی خلیفہ ابو جعفر منصور کے قید خانہ میں بعمر ۷۰ سال اپنے صاحبزادہ کی شہادت سے چند ماہ پہلے وفات پائی۔ ان کے صاحبزادہ کی شہادت رمضان ۱۴۵ھ ہجری میں ہوئی۔
۱۰۲	حسن مثلث رضی اللہ عنہ	۱	ان کو حسن مثلث اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کے نسب میں تینؔ مرتبہ پے در پے حسن کا نام آیا۔ ان کا نام بھی حسن ہے اور ان کے والد کا نام بھی اور ان کے دادا کا نام بھی حسن ہے۔ ان کے والد کو حسن مثنٰی کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت عبداللہ مذکور کے حقیقی بھائی ہیں۔ حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنت حسین سے جب ہشام نے ان کی اولاد کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا کہ حسن ہم لوگوں کی زبان ہیں۔

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
			۶۸ سال کی عمر میں خلیفہ منصور کے قید خانہ میں ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔
۱۴۳	علی بن حسین رضی اللہ عنہ		لقب زین العابدین۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ شہید کربلا کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابوالحسن ہے۔ اپنے زمانہ میں اکابر اہلِ بیت اور اجلۂ تابعین اور علمائے دین میں سے تھے۔ زہری نے کہا ہے کہ میں نے خاندانِ قریش میں ان سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی والدہ شہربانو تھیں جو یزدگرد شاہِ ایران کی بیٹی تھیں۔ اور حضرت فاروقِ اعظمؓ کے زمانہ میں قید ہو کر مالِ غنیمت کے ساتھ آئی تھیں۔ اس مضمون کو ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے وان غلاماً بین کسریٰ وھاشم لافضل من نیطت علیہ التمائم ترجمہ:۔ ایک لڑکا ہے کسرےٰ اور ہاشم کے درمیان میں۔ وہ تمام اُن بچوں سے افضل ہے جن کی گردن میں تعویذ ڈالے گئے ہوں۔ ۹۴ ہجری میں بعمر ۵۸ سال وفات پائی اور جنۃ البقیع میں اپنے چچا حضرت حسنؓ کی قبر کے پاس دفن کیے گئے۔
۱۴۴	جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ		حضرت محمد بن علی باقر کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابو عبداللہ اور لقب صادق ہے۔ مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ ان کی والدہ اُمّ فروہ ہیں جو حضرت صدیقؓ کی پوتی بھی ہیں نواسی بھی ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں اجلۂ تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ جیسے اکابر نے روایت کی ہے۔ چونکہ ان کے عہد میں ذریت ابن سبا کی قوت کچھ بڑھی ہوئی تھی اور کچھ ایسی صورتیں پیش آئیں کہ ان کو ممدوح پر افترا کرنے کا زیادہ موقع ملا اور ان میں سے بعض بعض لوگ بطور تقیہ کے ان کے یہاں آمد و رفت بھی زیادہ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ اپنے کو جعفری کہتے ہیں اور اپنے مذہب باطل کا شائع کرنے والا ان کو بیان کرتے ہیں اور کتبِ شیعہ میں جس قدر روایتیں حضرت صادقؓ سے منقول ہیں۔ اس قدر کسی سے منقول نہیں لہٰذا اس زمانے میں بعض اکابر اہلِ سنّت کو جعفر صادق سے سوءِ ظن ہو گیا تھا وہ لوگ یہ سمجھے کہ شاید یہ بھی بد مذہب ہو گئے اور اپنے آبائے کرام کے طریقہ سے جدا ہو کر شیعہ ہو گئے چنانچہ کتب اسماء الرجال میں مذکور ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان سے جو امام جرح و تعدیل ہیں اور امام بخاریؒ کے شیخ ہیں جعفر صادقؓ کے متعلق پوچھا گیا تو

لہ بعض شیعہ مثل صاحب استقصاء وغیرہ کے ائمہ اہلِ سنّت پر بوجہ اسکے کہ انھوں نے حضرت صادقؓ پر جرح کی طعن کرتے ہیں حالانکہ اگر ان ائمہ کا رجوع کرنا ثابت نہ ہو تو بھی اس سے کوئی طعن ان پر قائم نہیں ہو سکتا۔ جرح و تعدیل میں اکثر ایسا ہو گیا ہے کہ فی الواقع کوئی شخص ثقہ ہے مگر کسی محدث نے اپنے اجتہاد کی غلطی سے اس کو مجروح سمجھا یا مجروح کو ثقہ سمجھا اجتہادیات میں مجتہدین سے اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور حضرت صادقؒ کو اہلِ سنّت مثل شیعوں کے امام معصوم مفترض الطاعۃ نہیں مانتے کہ انکی جلالت وعظمت کا اعتقاد واجبات دینیہ میں شمار کیا جائے بلکہ انکو ایک عالم نیکوکار جانتے ہیں جیسے کہ اس زمانہ میں خاندانِ اہلبیت میں اور غیر اہل بیت میں اور علماء صالحین انکے مثل اور

مختصر حالات	تعداد احادیث		نام	نمبر شمار

انھوں نے کہا فی نفسی منہ شیئ ومجالد احب الی منہ یعنے میرا دل اُن کی طرف سے صاف نہیں ہے اور مجالد مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں۔ اور امام ابن سعدؒ نے کہا کہ جعفر کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ اور مصعب زبیری نے کہا ہے کہ امام مالک جعفر کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب ان کی طرف محض ایک بے بنیاد افترا ہے اور وہ ٹھیک اپنے آبائے کرام کی طرح پابند طریقۂ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سوء ظن دفع ہو گیا اور ائمہ نے اُن سے روایتیں لیں ان کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا ثقۃ لا یسأل عن مثلہ یعنے جعفر معتبر شخص ہیں ان جیسے شخص کا حال پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ابن عدی اور ابن معین نے کہا ھو من ثقات الناس یعنے وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین یعنے جب میں جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں۔ ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ان کی روایت کو جانچا تو جس قدر حدیثیں ان سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں ان میں ایک بات بھی خلاف نہ پائی۔ اور یہ محال ہے کہ دوسروں کے گناہ کا بار ان پر رکھا جائے یعنے افترا پردازی شیعوں نے کی اس میں اُن کا کچھ قصور نہیں۔ ساجی نے کہا کان صدوقاً مامونًا اذا حدث عنہ الثقات فحدیثہ مستقیم یعنے جعفر سچ بولنے والے اور قابل اطمینان تھے۔ جب معتبر لوگ ان سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ہے ثقۃ یعنے وہ معتبر شخص ہیں۔ حتے کہ جن ائمہ جرح و تعدیل نے ان پر جرح کی تھی ان میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قول سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحیےٰ بن سعید قطان نے ان سے روایت کی۔ اور امام مالکؒ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفرؓ کے پاس جاتا آتا رہا۔ میں نے ان کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ حضرت صادق ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
۱۰۵	محمد بن علی رضی اللہ عنہ		حضرت زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ابوجعفر اور لقب باقر ہے۔ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے بڑے بڑے اکابر ائمہ نے روایت کی ہے۔ ۱۱۷ھ ہجری میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی۔ اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔

ضمیمہ ختم ہوا

فصل پنجم

اُن فتنوں کا بیان جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ زمانہ خلافتِ خاصہ کے بعد ظاہر ہوں گے

فصلِ پنجم در تقریر فتنے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ اند کہ بعد انقضائی ایامِ خلافتِ خاصہ بظہور رسید وآں مشتمل ست بر دو مقصد یکے بیان فتنہ کہ متصل بانقضائے خلافتِ خاصہ پیش آمد دوم بیان فتن دیگر کہ تا قیامِ قیامت پیدا شود۔

مقصد اوّل باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث متواترہ بالمعنی افادہ فرمودند کہ حضرت عثمان مقتول خواہد شد ونزدیک بقتلِ او فتنہ عظیم خواہد برخاست کہ تغیر اوضاع ورسوم مردم کند وبلائے آں مستطیر باشد

یہ فصل دو مقصد پر شامل ہے۔ پہلا مقصد اُس فتنہ کے بیان میں جو خلافتِ خاصہ کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ پیش آیا۔ دوسرا مقصد اُن فتنوں کے بیان میں جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔

(فصلِ پنجم کا) مقصدِ اوّل۔ جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن حدیثوں میں جو تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں بیان فرمایا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید[1] ہوں گے۔ اور ان کی شہادت کے قریب ایک فتنۂ عظیم برپا ہوگا۔ جو لوگوں کی وضع اور رسموں کو بدل دیگا۔ اور اُسکی آفت عالمگیر ہوگی۔

[1] حضرت عثمان کی شہادت کی روایتیں اس درجہ ناقابل اخفا ہیں کہ کتبِ شیعہ میں بھی ہیں۔ چنانچہ نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم اوّل ص۲۲۳ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک طویل کلام کے ذیل میں جو انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا (جس میں بہت کچھ فضائل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بہت سی باتیں مذہبِ شیعہ کی بیخ کنی کرنیوالی مذکور ہیں) منقول ہے کہ حضرت علی نے فرمایا: وانی انشدک اللہ ان لاتکون امام ہذہ الامۃ المقتول فانہ کان یقال یقتل فی ہذہ الامۃ امام یفتح علیہا القتل والقتال الی یوم القیمۃ ویلبس امورہا علیہا ویثبت الفتن علیہا فلا یبصرون الحق من الباطل یموجون فیہا موجا ویمرجون فیہا مرجا۔ یعنے اے عثمان! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اس امت کے امامِ مقتول نہ بنیں کیونکہ (عہد رسول سے) یہ چرچا ہو رہا ہے کہ اس امت میں ایک امام قتل کیا جائے گا جس سے امت پر قتل و قتال کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھل جائے گا اور تمام معاملات مشتبہ ہو جائیں گے اور فتنے قائم کردیئے جائیں گے پس لوگ حق کو باطل سے تمیز نہ کرسکیں گے اور انہی فتنوں میں غوطہ لگا رہے گئے اور ایک دوسرے سے مختلط ہوں گے۔ پھر بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت علی مرتضےٰ نے ایک خط اہل کوفہ کو لکھا جو نہج البلاغہ قسم دوم ص۲ میں ہے کہ واعلموا ان دار الہجرۃ قد قلعت باہلہا وقلعوا بہا وجاشت المرجل وقامت الفتنۃ علی القطب یعنے جان لو تم کہ دار الہجرۃ یعنے مدینہ منورہ نے اب اپنے رہنے والوں کو نکال دیا اور رہنے والوں نے اس کو چھوڑ دیا اور (فتنہ کی) دیگ جوش کر رہی ہے اور فتنہ قطب پر قائم ہو گیا

زمانے کہ پیش ازاں فتنہ است آں را باوصاف
مدح ستودند وما بعد آں را باصناف ذم نکوہیدند و
استقصا نمودند در بیان آں فتنہ تا آنکہ مطابقت
موصوف برآنچہ واقع شد برہیچ فردے مخفی نماند
وبابلغ بیان واضح ساختند کہ انتظام خلافتِ خاصہ
بآں فتنہ منقطع خواہد شد وبقیہ برکات ایام نبوت
رُوی باختفا خواہد آورد وایں معنے را تا بحدے ایضاح
کردند کہ پردہ از رُوئے کار برخاست وحجۃ اللہ
بہ ثبوت آں قائم شد وآں خبر در خارج متحقق گشت
بآں وجہ کہ حضرت مرتضےٰ باوجود رسوخ قدم در سوابقِ
اسلامیہ ووفور اوصاف خلافتِ خاصہ وانعقاد بیعت
برائے او و وجوب انقیاد رعیت فی حکم اللہ بہ نسبتِ
او متمکن نشد در خلافت ودر اقطار ارض حکمِ او نافذ نگشت
وتمامہ مسلمین تحت حکمِ او سر فرود نیاوردند
وجہاد در زمانِ وے رضی اللہ عنہ بالکلیہ
منقطع شد وافتراق کلمۂ مسلمین بظہور پیوست
وایتلاف ایشاں رخت بعدم کشید و مردم
بحروبِ عظیمہ باو پیش آمدند ودستِ اورا از
تصرف ملک کوتاہ ساختند و ہر روز
دائرہ سلطنت او لاسیّما بعد تحکیم تنگ تر
شدن گرفت تا آنکہ در آخر بجز کوفہ و ماحول
آں برائے ایشاں صافی نماند و ہرچند ایں خللہا
در صفاتِ کاملۂ نفسانیۂ ایشان

جو زمانہ کہ اُس فتنہ سے پہلے کا ہے اُس کو آپ نے طرح طرح کی
خوبیوں کے ساتھ موصوف کیا اور جو زمانہ اُس کے بعد کا ہے اس کو
انواع واقسام کی بُرائیوں سے یاد فرمایا۔ اور اُس فتنہ کے بیان
میں آپ نے انتہا درجہ کی توضیح کی یہاں تک کہ اُس بیان کا اُس
(فتنہ) پر منطبق ہونا جو واقع ہوا کسی شخص پر پوشیدہ نہ رہا۔
اور حضرت نے نہایت واضح عبارت میں بیان فرمایا کہ اُس
فتنہ سے خلافتِ خاصہ کا انتظام ٹوٹ جائے گا اور زمانۂ نبوت
کی جو برکتیں باقی ہوں گی وہ چھپ جائیں گی اُس بات کو بھی آپ
نے ایسا کھول کر بیان فرمایا کہ اصل حقیقت کے اُوپر سے پردہ اُٹھ گیا
اور حجتِ الٰہی اُس کے ثبوت سے قائم ہوگئی۔ اس خبر کا ظہور خارج
میں اس طرح ہوا کہ حضرت مرتضےٰ باوجود سوابقِ اسلامیہ میں راسخ
القدم ہونے اور باوصف کثرت اوصافِ خلافتِ خاصہ کے
(ان کی ذات میں پائے جانے کے) اور باوجود اس کے کہ ان کے
لئے بیعت کا انعقاد ہوا اور رعیت کا احکام الٰہی میں ان کے لئے
مطیع ہونا ثابت ہوگیا خلافت میں متمکن نہ ہوئے اور اطرافِ ملک
میں ان کا حکم نافذ نہ ہوا اور تمام مسلمانوں نے ان کے حکم کے
آگے سر نہ جھکایا اور جہاد ان کے زمانے میں بالکل بند ہوگیا اور
مسلمانوں کی یکجہتی میں فرق آگیا اور ان کا باہمی اتفاق معدوم
ہوگیا اور لوگوں نے بڑی بڑی لڑائیاں ان کے ساتھ کیں اور
ان کے ہاتھ کو ملک میں تصرّف کرنے سے کوتاہ کر دیا۔ ہر روز
ان کی سلطنت کا دائرہ خصوصًا واقعۂ تحکیم[1] کے بعد تنگ ہوتا گیا
یہاں تک کہ آخر میں سوا کوفہ اور اُس کے مضافات کے ان کے
لئے صاف نہ رہا۔ ہرچند ان خرابیوں نے آنجناب رضی اللہ عنہ کے صفاتِ کاملۂ نفسانیہ میں

[1] جنگِ صفین میں بالآخر حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں نے اپنی اپنی طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیا کہ دونوں جو کچھ فیصلے کر دیں وہی فریقین مان لیں اسی واقعہ کو واقعہ تحکیم کہتے ہیں۔

خللے نینداخت لیکن مقاصد خلافت علی وجہا متحقق نگشت وبعد حضرت مرتضےٰ چوں معاویہ بن ابی سفیان متمکن شد واتفاق ناس بروی بحصول پیوست وفرقت جماعۂ مسلمین ازمیان برخاست وی سوابق اسلامیہ نداشت ولوازم خلافت خاصہ دروے متحقق نبود بعدازان بادشاہان دیگر از مرکزِ حق دور تر افتادند کما لایخفے پس خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بانقطاع خلافت خاصہ منتظمہ نافذہ ازین جہت متحقق گشت۔

اما آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخبار فرمودند بمقتول شدن حضرت عثمان وآنکہ او برحق خواہد بود پس ثابت است بطرقِ بسیار عن ابن عمر ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃً فقال یقتل ھذا فیہا مظلوماً اخرجہ الترمذی وعن عائشۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان لعل اللہ یُقمِّصُک قمیصاً فان ارادوک علے خلعہ فلا تخلع لھم اخرجہ الترمذی وعن مرۃ بن کعب وعبد اللہ بن حوالۃ وکعب بن عجرۃ و الفاظھم متقاربۃٌ ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃً فقربہا فمر رجل مُقنّع رأسہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھذا یومئذ علے الھدے

کوئی خلل نہیں پیدا کیا مگر مقاصدِ خلافت جیسا کہ چاہیئے حاصل نہ ہوئے۔ اور حضرت مرتضےٰ کے بعد جب (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان متمکن ہوئے اور لوگوں کا اتفاق اُن (کی خلافت) پر حاصل ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت سے باہمی نااتفاقیاں اُٹھ گئیں (تو گو اُن کو خلافت میں تمکین حاصل ہوگئی مگر اُن کی خلافت خلافت خاصہ نہ تھی کیونکہ) وہ سوابقِ اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافتِ خاصہ کے لوازم ان میں نہ پائے جاتے تھے۔ اس کے بعد اور بادشاہ تو مرکزِ حق سے بہت دُور رہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خلافتِ خاصّہ منتظمہ کے ختم ہوجانے کی خبر دی تھی وہ اس طرح ظاہر ہوئی۔ (اب دیکھو اس فتنہ کا بیان کس کس تفصیل کے ساتھ احادیث میں وارد ہوا ہے)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو نگے اور وہ حق پر ہوں گے بہت سندوں سے ثابت ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ شخص اس میں ظلماً شہید کیا جائے گا۔ اس روایت کو ترمذی نے لکھا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمانؓ! امید ہے کہ اللہ تم کو ایک قمیص پہنائے گا اگر لوگ اس کے اُتارنے کا ارادہ کریں تو اس کو تم نہ اُتارنا۔ اس روایت کو بھی ترمذی نے لکھا ہے۔ اور مُرّہ بن کعب اور عبد اللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے ان سب کے الفاظ قریب قریب ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کو بہت قریب بتایا اسی اثناء میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ہوئے ادھر سے نکلا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔

فوثبت فاخذت بضبعی عثمان فاستقبلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ھذا قال ھذا وھذا لفظ ابن ماجۃ من حدیث کعب بن عجرۃ واخرجہ الترمذی والحاکم عن اٰخرین قریباً منہ وفی حدیث ابی ھریرۃ ستکون فتنۃ واختلاف او اختلاف وفتنۃ قالوا فما تأمرنا قال علیکم بالامیر واصحابہ واشار الی عثمان ومن حدیث عثمان یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد عھد الی عھداً وانا صابر علیہ وفی حدیث ابی موسیٰ لعثمان وبشرہ بالجنۃ علی بلوی تصیبہ.

راوی کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور میں نے دونوں شانے حضرت عثمان رضؓ کے پکڑے اور ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا اور میں نے پوچھا کہ وہ یہی شخص ہیں۔ حضرت ؐ نے فرمایا ہاں یہی ہیں۔ یہ روایت ابن ماجہ کی ہے جو انھوں نے کعب بن عجرہ سے نقل کی ہے۔ اور ترمذی اور حاکم نے اس روایت کو دوسرے صحابہ سے اسی کے قریب الفاظ میں روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت میں ہے کہ (حضرت ؐ نے فرمایا) عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف یا (فرمایا) اختلاف اور فتنہ پیدا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں! حضرت ؐ نے فرمایا تم امیر اور اُس کے اصحاب کے ساتھ رہنا۔ اور آپ نے حضرت عثمان رضؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور حضرت عثمان رضؓ نے اپنے زمانۂ محاصرہ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک وصیت فرمائی تھی اور میں اس پر قائم ہوں۔ اور حضرت ابوموسیٰ رضؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کی نسبت (حضرت ؐ نے فرمایا) ان کو جنت کی بشارت دو بعوض اس مصیبت کے جو ان کو پہنچے گی۔

اما تعیین زمان این فتنہ پس در حدیث ابن مسعود آمدہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رحی الاسلام ستزول بعد خمس وثلثین اوست وثلثین او سبع وثلثین سنۃ فان یھلکوا فسبیل من قد ھلک وان یقوم لھم دینھم یقم سبعین سنۃ قال عمر رضی اللہ عنہ یا نبی اللہ بما مضی او بما بقی قال بل بما بقی ومضمون این حدیث در خارج ظہور یافت زیراکہ در سن خمس وثلثین حضرت عثمان رضؓ مقتول شد

اس فتنہ کے زمانہ کی تعیین، حضرت ابن مسعود رضؓ کی حدیث میں آئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی چکی پینتیس یا (فرمایا) چھتیس یا (فرمایا) سینتیس برس[1] کے بعد بند ہوجائے گی۔ پھر اگر لوگ ہلاک ہوگئے تو ان کا وہی راستہ ہے جو اور ہلاک ہونے والوں کا ہے اور اگر ان کا دین ان کے لئے قائم رہ گیا تو ستر برس تک قائم رہیگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا نبی اللہ! گزشتہ زمانہ ملاکر (ستر برس) یا صرف آئندہ کے۔ حضرت ؐ نے فرمایا صرف آئندہ کے۔ اس حدیث کا مضمون خارج میں ظاہر ہوا کیونکہ ۳۵ سنہ ہجری میں حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے

---

[1] یہ شک راوی کی طرف سے ہے کہ حضرت ؐ نے پینتیس فرمایا یا چھتیس یا سینتیس۔ زیادہ روایات میں پینتیس بغیر شک کے ہے۔ اور بعض روایات میں تینتیس اور چونتیس بھی مروی ہے۔ اسکے دو معنے ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ اس مدت کا آغاز ہجرت سے رکھاجائے اور ۳۵ سنہ ہجری مراد لیا جائے جیساکہ مصنفؒ نے کہا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس وقت حضرت ؐ نے یہ حدیث فرمائی ہے اس وقت سے اس مدت کا آغاز رکھا جائے اور حضرت علی مرتضےٰ کی خلافت بھی داخل کرلی جائے مگر دوسری حدیثیں جن میں فتنہ کا آغاز حضرت عثمان رضؓ کی شہادت کو فرمایا ہے اس دوسرے مطلب کے منافی ہیں۔

واہر جہاد برہم خورد و باز در زمان معاویہ بن ابی سفیان امر
جہاد قائم گشت و ازاں تاریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی امیہ
متلاشی شد۔

اما تعیین جہتے کہ ایں فتنہ آنجا خواہد بود پس در حدیث ابن عمرو
جماعۃ من الصحابۃ وھذا حدیث مستفیض ألا ان الفتنۃ
ھٰہنا حیث تطلع قرن الشیطان و در خارج ہمچناں
واقع شد فتنہائے کہ بعد مقتل حضرت عثمانؓ پیدا شد ہمہ در عراق
بودہ است وآں شرقی مدینہ است۔

واما تعیین صورت وصفت فتنہ اخرج الترمذی
عن حذیفۃ بن الیمان ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ
حتی تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث دنیاکم
شرارکم ھذا حدیث حسن واخرج احمد عن ابن
عون الانصاری ان عثمان قال لابن مسعود
ویحك انی قد سمعت وحفظت و
لیس کما سمعت ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال سیقتل
امیر وینتزی منتز وانی انا
المقتول ولیس عمر انما قتل عمر
واحد وانہ یجتمع علیّ وذکر ابو عمر ان زرارۃ
بن عمرو قص علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رؤیاہ
فقال رأیت نارا خرجت من الارض فحالت
بینی وبین ابن لی یقال لہ عمرو

اور جہاد کا انتظام بگڑ گیا۔ پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں
جہاد کا انتظام قائم ہوا اس تاریخ سے ستر برس کے بعد بنی امیہ کی
سلطنت زائل ہو گئی۔

اس سمت کی تعیین جہاں سے یہ فتنہ پیدا ہوگا حضرت ابن عمرؓ اور
صحابہ کی ایک جماعت کی روایت میں ہے یہ روایت مستفیض ہے (الفاظ
اس کے حسب ذیل ہیں) آگاہ رہو فتنہ یہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا
سینگ (یعنے آفتاب) نکلتا ہے خارج میں بھی ایسا ہی واقع ہوا جو فتنے
کہ حضرت عثمانؓ کے شہادت کے بعد پیدا ہوئے سب عراق میں تھے اور
عراق مدینے سے شرقی جانب میں ہے۔

اس فتنہ کی صورت وصفت کی تعیین ترمذی نے حضرت حذیفہ
بن یمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی
یہاں تک کہ تم قتل کروگے اپنے امام کو اور باہم شمشیر بازی کروگے اور
تمھاری دنیا کے حاکم تمھارے بدتر لوگ ہوں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اور
امام احمدؒ نے ابن عون انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ
نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ ویحک[1] میں نے سنا ہے اور مجھے
یاد ہے جیسا تم نے سنا وہ صحیح نہیں ہے[2] (میں نے سنا ہے) رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک امیر قتل کیا جائے گا اور کوئی
حملہ کرنے والا حملہ کرے گا یہ امیر مقتول میں ہی ہوں حضرت عمرؓ نہیں
ہیں حضرت عمرؓ کو تو صرف ایک شخص نے قتل کیا تھا اور میرے اوپر
مجمع ہوگا۔ اور ابو عمرؒ نے بیان کیا ہے کہ زرارہ بن عمرو نے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی جو زمین
سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان میں جس کا نام عمرو ہے حائل ہو گئی

[1] یہ ایک کلمہ ہے جو بغیر حقیقی معنے مراد لئے ہوئے عادۃً اہل عرب بولتے تھے جیسا کہ ہر زبان میں اس قسم کے بعض کلمات رائج ہوتے ہیں۔ لفظی معنے اس کلمہ کے یہ ہیں تیری خرابی تیری۔ [2] مطلب یہ نہیں ہے کہ تم نے سننے میں غلطی کی بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم نے جو مطلب اس کا سمجھا اور اسکا مصداق حضرت عمرؓ کو قرار دیا یہ غلط ہے بلکہ اس کا مصداق میں ہوں۔

ھی تقول لظی لظی بصیرٌ واعمی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعبیرہا اما النار فھی فتنۃ تکون بعدی قال وما الفتنۃ یا رسول اللہ قال یقتل الناس امامھم ویشتجرون اشتجار اطباق الرأس وخالف بین اصابعہ دم المؤمن علی المؤمن احلی من الماء یحسب المسیئ انہ محسن ان مت ادرکت ابنک وان مات ابنک ادرکتک قال فادع اللہ ان لا تدرکنی فدعا لہ۔

اما تعیین جمعے کہ تہیج ایں فتنہ خواہند کرد فقد اخرج الحاکم من حدیث ابن مسعود رفعہ احذرکم سبع فتن تکون من بعدی وعدّا ولھا فتنۃ تقبل من المدینۃ قال الراوی فکانت فتنۃ المدینۃ من قبل طلحۃ والزبیر باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودند کہ جمعے کہ خلافت ایشان منتظم شود بعد از ایشان منقطع گردد چند شخص خواہند بود واسامی ایشان چیست فی حدیث ابی ھریرۃ وابن عباس فی رؤیا رجل رأی فیھا ظلۃ تنطف سمنا وعسلا وسببا واصلا من السماء

اس آگ سے یہ آواز نکل رہی ہے لظی لظی بصیر واعمیٰ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی یہ تعبیر بیان کی کہ آگ سے مراد فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا۔ زرارہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! فتنہ کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کردیں گے اور باہم سر پھٹول کریں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کے درمیان فرق کرکے بتایا (کہ اس طرح ایک دوسرے سے جُدا ہوجائیں گے) ایک مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ شیریں ہوگا (اس فتنہ میں) گنہگار سمجھے گا کہ میں اچھا کام کررہا ہوں (اے زرارہ!) اگر تم مرگئے تو وہ فتنہ تمھارے بیٹے پر آئے گا اور اگر تمھارا بیٹا مرگیا تو تم پر آئے گا۔ زرارہ بن عمرو نے عرض کیا کہ آپؐ دعاء فرمایئے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے۔ پس حضرتؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

اس جماعت کی تعیین جو اس فتنہ کو برپا کریں گے۔ حاکم نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ اس کو مرفوع کرکے بیان کرتے تھے (کہ حضرتؐ نے فرمایا) میں تم کو سات فتنوں سے خوف دلاتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے اور آپؐ نے ان فتنوں کو شمار کرکے بتایا سب سے پہلے وہ فتنہ ہے جو مدینے سے شروع ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ مدینہ کا فتنہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی طرف سے ہوا[1]۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمادیا کہ جن خلفاء کی خلافت منتظم ہوگی اور ان کے بعد خلافت ختم ہوجائے گی وہ کتنے شخص ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ ایک ٹکڑا ابر کا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور ایک رسی آسمان سے

[1] کیونکہ یہی دونوں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مکہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئے جو اس زمانہ میں حج کے لئے گئی ہوئی تھیں اور اُن سے جاکر فتنہ وفساد کی حالت بیان کی اور اُنکو بصرہ جانے پر آمادہ کیا بصرہ جانا ہی جنگِ جمل کا مقدمہ بن گیا لیکن حضرت طلحہ وزبیر نے یہ کام بدنیتی سے نہ کیا تھا اس لئے ان پر کوئی الزام نہیں۔

الی الارض فاخذ به النبی صلی الله علیه وسلم وعلا ثم رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع بالثالث ثم وصل له فعبرة الصدیق بما یدل علی ابتلاء الثالث واخرج ابوداؤد عن الحسن عن ابی بکرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ذات یوم من رأی منکم رؤیا فقال رجل انا رأیت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت بابی بکر ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فرأینا الکراهیة فی وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم واخرج ابوداؤد عن سمرة بن جندب ان رجلا قال یا رسول الله کان دلوا دلی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ بعراقیها فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیها فانتشطت وانتضح علیه منها شیء وعن سهل بن ابی حثمة قال بایع اعرابی النبی صلی الله علیه وسلم فقال علیٌ للاعرابی

زمین تک لٹک رہی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) اس کے بعد ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) پھر تیسرے شخص کی باری میں وہ رسی کٹ گئی پھر اس کے لئے جوڑی گئی۔ اس خواب کی تعبیر حضرت صدیقؓ نے (آنحضرتؐ کے سامنے) ایسی دی جس سے تیسرے خلیفہ کا مبتلا (ئے مصیبت) ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اور ابوداؤد نے حسن (بصری) سے انھوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز (صحابہؓ سے) فرمایا کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے (تو بیان کرے) ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری (اس میں) آپؐ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپؐ ابوبکرؓ سے وزنی نکلے۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے۔ اس کے بعد ترازو اٹھالی گئی تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں کراہیت[1] کے آثار دیکھے۔ اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! (میں نے خواب میں دیکھا کہ) گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر (دیکھا کہ) ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پانی پیا مگر کمزور طریقہ سے پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پانی پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے۔ پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پانی پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی مگر وہ کھل گئی اور پانی کی کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں۔ اور حضرت سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (اونٹ بطور قرض کے) فروخت کیا حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا کہ

[1] کراہیت کی وجہ یہ تھی کہ اس خواب سے حضرتؐ کو معلوم ہوگیا کہ خلافت خاصہ کی مدت بہت کم ہوگی۔ حضرت عثمانؓ پر اس کا خاتمہ ہوجائے گا۔

اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاسألہ ان اتی علیہ اجلہ
من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ
فقال یقضیک ابوبکر فخرج
الی علی واخبرہ فقال ارجع
فاسألہ ان اتی علی ابی بکر اجلہ
من یقضیہ فاتی الاعرابی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ فقال
یقضیک عمر فقال علی للاعرابی
سلہ من بعد عمر فقال یقضیک
عثمان فقال علی للاعرابی ایت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فسلہ ان
اتی علی عثمان اجلہ من یقضیہ
فقال صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ
وعثمان اجلہ فان استطعت ان تموت
فمت واخرج الحاکم عن انس قال
بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سل
لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی
من ندفع صدقاتنا بعدک قال
فاتیتہ فسألتہ فقال الی ابی بکر فاتیتہم
فاخبرتہم قالوا ارجع الیہ فسألہ فان
حدث بابی بکر حدث فالی من

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر آپ کو موت
آجائے تو یہ قرض کون دے گا؛ چنانچہ اعرابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ تجھے دیں گے۔
پس وہ اعرابی حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے یہی بیان کر دیا۔ انھوں
نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو یہ
قرض کون ادا کرے گا؛ چنانچہ وہ اعرابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں گیا اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا عمرؓ ادا کریں گے۔
(اعرابی نے یہی جا کر حضرت علیؓ سے بیان کر دیا) حضرت علیؓ نے (اس سے)
کہا جاؤ آپ سے پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کون دے گا؛ (چنانچہ وہ اعرابی)
پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گیا اور (آپ سے پوچھا)
آپ نے فرمایا عثمانؓ ادا کریں گے (اعرابی نے یہی جا کر حضرت علیؓ
سے بیان کیا) پھر حضرت علیؓ نے اس سے کہا تم (پھر) نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو
موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کرے گا (وہ اعرابی پھر خدمت
نبوی میں لوٹ آیا اور آپ سے پوچھا) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب ابوبکرؓ کو موت آجائے اور عمرؓ کو موت آجائے اور
عثمانؓ کو (بھی) موت آجائے تو اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی مرجانا۔
اور حاکم نے (حضرت) انسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے
(قبیلہ) بنی مصطلق نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
یہ بات دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ ہم لوگ آپ کے بعد اپنے زکوٰۃ کا
مال کس کو دیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا
میرے بعد ابوبکرؓ کو دینا۔ پھر میں بنی مصطلق کے پاس گیا اور انھیں
(آنحضرتؐ کے فرمانے سے) خبر دی۔ انھوں نے کہا تم پھر جاؤ اور
آپ سے یہ پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو پھر کس کو دیں؟

فاتیته فاخبرته فقال الی عمر فقالوا ارجع الیه فسله فان حدث بعمر حدث فالی من فاتیته فسألته فقال الی عثمان فاتیتهم فاخبرتهم فقالوا ارجع فسله فان حدث بعثمان حدث فالی من فاتیته فسألته فقال ان حدث بعثمان حدث فتبًا لکم الدهر فتبًا.

باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ امت بر حضرت مرتضٰے جمع نہ شود وتألم خاطر مبارک خود تقریر فرمودند

اخرج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال ان مما عهد الی النبی صلی اللہ علیه وسلم ان الامة ستغدر بی بعده واخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لعلی اما انک ستلقی بعدی جهدا قال فی سلامة من دینی قال فی سلامة من دینک واخرج ابو یعلی عن علی بن ابی طالب قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سکک المدینة

میں پھر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور آپؐ سے پوچھا آپؐ نے فرمایا تو عمرؓ کو (دینا) یہ حکم پاکر میں بنی مصطلق کے پاس گیا اور اُن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے (ارشاد سے خبر دی) اُنھوں نے (پھر مجھ سے کہا کہ) تم پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپؐ سے پوچھو کہ اگر عمرؓ کو موت آجائے تو پھر کِسے دیں۔ میں (پھر) خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور آپؐ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا پھر عثمانؓ کو (دینا) میں نے (خدمتِ نبویؐ سے واپس ہوکر) اُن لوگوں کو خبر دی اُنھوں نے پھر مجھ سے کہا کہ تم پھر خدمتِ نبوی میں جاؤ اور آپؐ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو (بھی) موت آجائے تو پھر کس کو دیں۔ پھر آپؐ کی خدمت میں آیا اور آپؐ سے پوچھا تو آپؐ نے جواب دیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی موت آجائے تو پھر تمھارے لئے ہمیشہ خرابی ہی خرابی ہے۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (یہ بھی خبر دی کہ آپکی) امت حضرت مرتضٰے پر اتفاق نہ کرے گی اور اس سے آپؐ نے اپنی خاطر مبارک کی آزردگی ظاہر فرمائی۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے منجملہ اُن چیزوں کے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمائیں یہ ہے کہ آپؐ کے بعد (آپکی) امت مجھ سے نفرت کرے گی۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) علیؓ سے فرمایا (اے علیؓ!) تم میرے بعد تکلیف پاؤ گے۔ (حضرت علیؓ) نے کہا (یہ تکلیف) میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا (ہاں) تمھارے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی۔ اور ابو یعلے نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایکمرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم (دونوں) مدینہ کے کسی کوچہ سے گزر رہے تھے (چنانچہ بستی سے نکل کر)

لعلی انک مؤمّر مستخلف وانک مقتول وان ھذہ مخضوبۃ من ھذہ یعنی لحیتہ من رأسہ۔

باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے تعوداز آں فتنہ فرمودند ودریں باب تاکید تمام نمودند وفرمودند کہ شمشیرہارا دراں فتنہ بشکنید وزِہ کمانہا قطع کنید من حدیث سعد بن ابی وقاص قال عند فتنۃ عثمان بن عفان اشھد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہا ستکون فتنۃ القاعد فیہا خیر من القائم والقائم خیر من الماشی والماشی خیر من الساعی قال قلت افرأیت ان دخل علیّ بیتی وبسط یدہ علیّ لیقتلنی قال کن کابن اٰدم ومن حدیث ابی موسیٰ انہ قال فی الفتنۃ کسّروا فیہا قسیّکم وقطّعوا فیہا اوتارکم والزموا فیہا اجواف بیوتکم وکونوا کابن اٰدم ومن حدیث ام مالک البھزیۃ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقرّبھا قالت قلت یارسول اللہ من خیر الناس فیہا قال رجل فی ماشیتہ یؤدی حقھا ویعبد ربہ ورجل اٰخذ برأس فرسہ یخوف العدو

(حضرت) علیؓ سے فرمایا (اے علیؓ!) تم سردار اور خلیفہ بنائے جاؤ گے اور تم قتل (بھی) کیے جاؤ گے۔ اور یہ یعنی تمھاری داڑھی اس کے یعنے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو) اس فتنہ سے بیٹھ رہنے کا حکم دیا اور اس باب میں تاکید تمام کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ ڈالنا اور کمانوں کے چلّے کاٹ دینا۔ چنانچہ بروایتِ سعد بن ابی وقاصؓ منقول ہے کہ انھوں نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے زمانہ میں کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب (ایک ایسا) فتنہ ہوگا کہ اُس (فتنہ) میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا (اے رسول اللہ) یہ تو فرمایئے کہ اگر کوئی شخص میرے گھر میں داخل ہوکر میرے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ اُٹھائے (تو میں کیا کروں) آپؐ نے فرمایا تم (اُس وقت) مثل آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (یعنے ہابیل) کے ہو جانا۔ اور بروایت ابو موسےٰ (اشعری) منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کے متعلق فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور ان کے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں میں (چھپے ہوئے) بیٹھے رہنا۔ اور مثل فرزند آدمؑ کے ہو جانا۔ اور بروایتِ اُم مالک (منقول ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اُس کا قریب ہونا بیان فرمایا۔ اُمّ مالک کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (اس فتنہ کے زمانہ میں) سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا (ایک تو) وہ شخص جو اپنے مویشیوں کو لے کر جنگل میں رہے اور ان کی خدمت کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہے اور (دوسرا) وہ شخص کہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اپنے دشمن کو ڈراتا ہو

اذ أتينا على حديقة فقلت يا رسول الله ما أحسنها من حديقة قال لك في الجنة أحسن منها ثم مررنا بأخرى فقلت يا رسول الله ما أحسنها من حديقة قال لك في الجنة أحسن منها حتى مررنا بسبع حدائق كل ذلك أقول ما أحسنها ويقول لك في الجنة أحسن منها فلما خلا له الطريق اعتنقني ثم أجهش باكيا قال قلت يا رسول الله ما يبكيك قال ضغائن في صدور أقوام لا يبدونها لك إلا من بعدي قلت يا رسول الله في سلامة من ديني قال في سلامة من دينك وأخرج أحمد عن علي حديثا في آخره وإن تؤمروا عليا ولا أراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا يأخذ بكم الطريق المستقيم وأخرج الطبراني عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمھارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمھارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم (دونوں) دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمھارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ (حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس دن) ہم سات باغوں میں گئے اور ہر ایک باغ کو دیکھ کر میں کہتا تھا کہ کیا اچھا باغ ہے اور آپ یہی فرماتے تھے کہ تمھارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر جب راستہ میں میں اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور زار و زار رونے لگے۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کینوں کے سبب سے جو بعض لوگوں کے دلوں میں ہیں اور وہ لوگ کینوں کو میرے بعد تم سے ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں میری دین کی سلامتی ہے۔ آپ نے فرمایا (ہاں) تمھارے دین کی سلامتی رہیگی۔ اور (امام) احمدؒ نے حضرت علیؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے (کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ اگر تم علیؓ کو اپنا سردار بناؤ گے اور میں نہیں جانتا کہ تم ان کو اپنا سردار بناؤ گے تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیں گے۔ اور طبرانی نے (حضرت) جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ـــــــــــــــــــ

لـه اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت علی مرتضے کی طرف سے لوگوں کے دل میں کینہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے اس کینہ کو ظاہر نہ کرتے تھے آپ کے بعد ظاہر کیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ عہد نبوی میں اگر کسی کو حضرت علی مرتضے کی طرف سے ملال پیدا ہوتا تھا تو وہ آپ کے ارشاد سے دفع ہو جاتا تھا اور آپ کے بعد اسکے دفعیہ کی صورت نہ رہی۔ اور یہ ملال جو بعض اوقات بعض صحابہ کو حضرت علی سے پیدا ہو جاتا تھا اس کا سبب محض کوئی دینی امر ہوتا تھا نہ کہ نفسانیت، جیسا کہ واقعات سے بھی ظاہر ہے۔

ويخوفونه ومن حديث اهبان بن صيفي
حين دعاه علي الى الخروج معه ان خليلي
وابن عمك عهد الي اذا اختلف الناس
ان اتخذ سيفا من خشب ومن حديث
خباب بن الارت عن رسول الله صلى
الله عليه وسلم انه ذكر فتنة القاعد
فيها خير من القائم والقائم فيها
خير من الماشي والماشي فيها
خير من الساعي فان ادركك
ذلك فكن عبد الله المقتول ولا تكن
عبد الله القاتل ومن حديث
عبد الله بن مسعود عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم تكون فتنة المضطجع
فيها خير من القاعد والقاعد فيها خير
من القائم والقائم خير من الماشي
والماشي خير من الراكب والراكب
خير من المجري قلت يا رسول الله
ومتى ذلك قال ذلك ايام الهرج
حين لا يأمن الرجل جليسه قلت
فبم تأمرني ان ادركت ذلك الزمان
قال اكفف نفسك ويدك وادخل
دارك الحديث ومن حديث
ابي هريرة قال ايها الناس اظلتكم
فتن كانها قطع الليل المظلم

اور وہ اُسے ڈراتے ہوں۔ اور بروایتِ اُہبان بن صیفی منقول ہے کہ
جب حضرت علیؓ نے اُن کو اپنے ساتھ (جنگِ صفین) میں چلنے کو
فرمایا تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ میرے خلیل اور آپ کے ابن عم (یعنی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ
جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو تو تم اُس وقت (اپنے لئے) لکڑی[1]
کی تلوار بنا لینا۔ اور بروایتِ خبّاب بن ارت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فتنہ کو ذکر کیا اور فرمایا کہ
اُس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور اُس میں
کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور اس میں چلنے والا دوڑنے
والے سے بہتر ہے۔ پس اگر تم اس زمانے کو پانا تو تم اللہ کے مقتول
بندہ بننا قاتل بندہ نہ بننا اور بروایتِ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (آپؐ نے فرمایا
ایک ایسا) فتنہ ہوگا کہ اس فتنہ میں لیٹ رہنے والا بیٹھنے والے
سے بہتر ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور
کھڑا ہونے والا پیدل چلنے والے سے بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا
سوار سے بہتر ہوگا اور سوار گھوڑا دوڑانے والے سے بہتر ہوگا۔
میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ (فتنہ) کب ہوگا؟ آپؐ نے
فرمایا زمانۂ کشت وخون میں جب کہ انسان کو اپنے ہمنشین سے امن
نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ آپؐ مجھے (ایسے وقت میں) کیا ارشاد
فرماتے ہیں؟ اگر میں اُس زمانہ کو پاؤں (تو کیا کروں) آپؐ نے
فرمایا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو روک کر اپنے گھر بیٹھ رہو۔ الی آخرہٖ
اور بروایتِ حضرت ابوہریرہؓ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے منقول ہے کہ آپؐ نے) فرمایا اے لوگو! تم پر عنقریب وہ فتنے
آنے والے ہیں، جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح (تاریک ہیں)

[1] لکڑی کی تلوار بنانا کنایہ ہے اس بات سے کہ ہتھیاروں کو بے کار کر دینا تاکہ اگر کسی وقت لڑنے کا خیال بھی پیدا ہو تو ہتھیار نہ ہونے کے سبب سے اس خیال پر کاربند نہ ہو سکو۔

خیر الناس فیها صاحب شاءٍ یأکل
من رأس غنمه ورجل من
وراء الدرب آخذ بعنان فرسه
یأکل من سیفه ومن حدیث
ابی بکرة قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم الا انها ستکون
فتن الا ثم تکون فتنة القاعد
فیها خیر من القائم والقائم
فیها خیر من الماشی والماشی
فیها خیر من الساعی فاذا نزلت
الا من کان له ابل فلیلحق بابله
ومن کان له غنم فلیلحق بغنمه
ومن کانت له ارض فلیلحق بارضه
فقال له رجل یا رسول الله
ارأیت ان لم یکن له ابل
ولا غنم ولا ارض قال فلیأخذ حجرا
فلیدق به علی سیفه ثم لینج ان
استطاع النجا ثم قال هل بلغت ثلاثا
ومن حدیث محمد بن مسلمة قلت یا
رسول الله کیف اصنع اذا اختلف المصلون
قال تخرج بسیفك الی الحرة فتضربها به ثم
تدخل بیتك حتی تأتیك منیة
قاضیة او ید خاطئة ومن
حدیث وائل بن حجر حضرت
رسول الله صلی الله علیه وسلم

اُن فتنوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنی بکریوں (کو لئے ہوئے
جنگل) میں پڑا ہے اور ان میں محنت کر کے کھاتا ہے اور وہ شخص کہ
سرحد کفار پر اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اپنے تلوار کے زور
سے کھاتا ہے۔ اور بروایتِ ابوبکرہ (منقول ہے کہ) رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ عنقریب فتنے ہوں گے
آگاہ رہو کہ پھر فتنے ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے
والے سے بہتر ہوگا اور اس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر
ہوگا۔ اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور جب
فتنہ نازل ہو تو آگاہ رہو کہ جس کے اونٹ (کسی جنگل میں
چرتے) ہوں تو وہ (شہر چھوڑ کر) اپنے اونٹوں (کے ساتھ جنگل)
میں مل جائے (اور وہاں کا قیام اختیار کرے) اور جس کی بکریاں
(کسی جنگل میں چرتی) ہوں تو وہ (شہر چھوڑ کر) اپنی بکریوں کے
ساتھ جنگل) میں مل جائے۔ اور جس کی کوئی زمین ہو تو وہ اپنی
زمین میں جا کر رہے۔ اس پر کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ
اگر کسی کے اونٹ اور بکریاں اور زمین نہ ہو تو کیا کرے۔ آپ نے فرمایا
پتھر لے کر اپنی تلوار کچل ڈالے اور اگر بچ سکے تو (فتنہ سے) بچا رہے
پھر آپ نے تین بار فرمایا کیا میں نے (حکمِ خدا) پہنچا دیا؟ اور بروایت
محمد بن مسلمہ (منقول ہے وہ کہتے تھے کہ) میں نے کہا اے رسول اللہ
جب مسلمانوں کے درمیان اختلاف واقع ہو تو میں کیا کروں؟
آپ نے فرمایا۔ تم اپنی تلوار لے کر مقام حرہ میں چلے جانا اور اسکو
پتھروں سے کچل ڈالنا پھر اپنے گھر میں (چھپ کر) بیٹھ رہنا یہاں
تک کہ تم کو موت آجائے اور تمام جھگڑوں کو ختم کر دے یا کوئی
خطاکار ہاتھ تم تک آئے (اور تم کو قتل کر دے) اور بروایت وائل
بن حجر (منقول ہے وہ کہتے تھے کہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت بہت سے لوگ آپکی خدمت میں تھے

وقد رفع رأسه نحو المشرق وقد حضره جمع كثير ثم رد اليه بصره فقال اتتكم الفتن كقطع الليل المظلم فشدد امرها وعجله وقبحه فقلت له من بين القوم يا رسول الله وما الفتن فقال يا وائل اذا اختلف سيفان في الاسلام فاعتزلهما۔

باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیریت حال مسلمین پیش از فتنہ و شریت حال ایشان بعد فتنہ بافصح بیان افادہ فرمودند و دریں باب استقصا نمودند بوجوہ بسیار

یکے آنکہ فرمودند تزول رحی الاسلام لخمس وثلثین سنۃ فان یھلکوا فسبیل من قد ھلک پس دوران رحی اسلام عبارت است از وجود جہاد و غلبہ دینِ حق بر ادیان کلہا بایتلاف نفوس و اجتماع جموع بر خیر و ہلاک لفظی است جامع جمیع انواع شرور کہ عمدۂ آن انقطاع جہاد و وقوع فرقت است درمیانِ مسلمین۔

دوم درحدیث ابی ہریرۃؓ الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام وفی المشکوٰۃ عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت عمودا من نور خرج من تحت رأسی ساطعا حتی استقر بالشام پس ریاست را

آپ نے مشرق کی جانب سر اُٹھا کر نظر فرمائی پھر اُدھر سے نگاہ ہٹائی (اور صحابہ کی جانب مخاطب ہوکر) فرمایا۔ تاریک رات کی طرح تم پر فتنے آپہنچے پھر آپ نے اُن فتنوں کی شدّت بیان فرمائی اور اُن کا جلد آنا اور بُرا ہونا ظاہر کیا۔ اُس مجمع میں سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتنوں سے کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا جب اسلام (کے دو گروہوں) میں (باہم) تلواریں چلیں تو (اُس وقت) تم دونوں (گروہوں) سے علیحدہ رہنا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے حال کا فتنہ سے پہلے اچھا ہونا اور ان کے حال کا فتنہ کے بعد بُرا ہونا واضح بیان کے ساتھ ارشاد فرمایا اور اس بارے میں پوری تفصیل کی اور بہت صورتیں بیان فرمائیں۔

اوّل یہ کہ آپ نے فرمایا۔ اِسلام کی چکی پینتیس سال کے بعد بند ہوجائے گی پس اگر وہ ہلاک ہوئے تو اُس شخص کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا [اسلام کی چکی چلنے کا مطلب یہ ہے کہ (اس مدت تک) جہاد ہوتا رہے گا اور مسلمانوں کے اتفاق واجتماع کے سبب سے دینِ حق تمام دینوں پر غالب رہے گا۔ اور ہلاک ایک لفظ ہے جو تمامی اقسام شر کو شامل ہے۔ اور اقسام شر میں سب سے سخت جہاد کا بند ہوجانا اور مسلمانوں کے درمیان نااتفاقی کا واقع ہونا ہے]۔

دوسرے یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے سر کے نیچے سے ایک ستون نور کا نکلا اور وہ بڑھنے لگا یہاں تک کہ شام میں پہنچ کر اس نے قرار لیا۔ پس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث میں) ریاست کو

بدو قسم تقسیم نمودن ویکے را بخلافت مسمے کردن
و دیگرے را بملک مع ما تقدم من حدیث
ان ھذا الامر بدأ نبوۃً ورحمۃً ثم یکون
خلافۃً ورحمۃً ثم یکون ملکاً عضوضاً
ومع قوله تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ادل دلیل است
بر تباین حالتین و تغایر منزلتین و در خارج
چناں واقع شد کہ خلفائے ثلثہ بمدینہ
اقامت نمودند و من بعد ہیچ بادشاہے
بمدینہ متوطن نگشت واگر حال ملک شام
را واضح ترے خواہی حدیثے دیگر بشنو
عن عبد الله بن حوالة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يا ابن حوالة اذا رأيت الخلافة
قد نزلت الارض المقدسة فقد
دنت الزلازل والبلابل والامور
العظام والساعة يومئذ اقرب من الناس
من يدي هذه الى رأسك۔

سوم نزع امانت از صدور رجال۔
اخرج البغوی من حدیث حذیفة
قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه
وسلم حديثين قد رأيت احدهما وانا
انتظر الآخر حدثنا ان الامانة نزلت فی
جذر قلوب الرجال ونزل القرآن

دوؔ (مختلف) حصّوں پر تقسیم کرنا ایک کا نام خلافت اور دوسرے کا نام ملک (وسلطنت) رکھنا مع اس حدیث کے جو اوپر ہو چکی کہ یہ امر (اسلام) نبوّت اور رحمت ہو کر شروع ہوا پھر خلافت و رحمت ہوجائیگا پھر کاٹنے والی سلطنت ہوجائے گا} اور مع اس آیۂ کریمہ کے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ)۔ ترجمہ:۔ وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور اُنھوں نے اچھے کام کئے کہ اُن کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا} بہت بڑی دلیل اس بات کی ہے کہ دونوں حالتوں (یعنے خلافت و سلطنت) میں فرق ہے اور دونوں مرتبوں میں مغایرت ہے اور خارج میں (بھی) ایسا ہی واقع ہوا کہ خلفائے ثلثہ نے مدینہ میں سکونت اختیار فرمائی اور ان کے بعد کسی بادشاہ نے مدینہ کو اپنا وطن نہیں بنایا۔ اور اگر تم سلطنتِ شام کا حال اس سے بھی زیادہ واضح (سننا) چاہتے ہو تو سنو۔ عبداللہ بن حوالہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت (یعنے حکومت) ارضِ مقدّس (یعنے شام) میں پہنچ گئی تو سمجھ لو کہ اب غم اور مصیبتیں اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے اور قیامت اُس وقت لوگوں سے اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوجائے گی جسقدر میرا یہ ہاتھ تمھارے[1] سر سے۔

تیسرے لوگوں سے امانت کا نکل جانا۔ بغوی نے بروایت حذیفہ رض نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوؔ باتیں بیان فرمائی تھیں جن میں سے ایک تو میں نے (بچشمِ خود) دیکھ لی، اور اب دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ نے ہم سے یہ بیان فرمایا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں (فطرۃً) اُتری ہے (یعنے خلقی چیز ہے کسب سے یہ صفت پیدا نہیں ہوتی) اور قرآن اترا تو

[1] اسی روایت کے اوپر والے ٹکڑے میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے بیان فرمانے کے وقت حضرت ابن حوالہ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ لیا تھا۔

فقرؤوا من القرآن و علموا من السنة ثم حدثنا عن رفعها قال ثم ترفع الامانة فينام الرجل ثم يستيقظ وقد رفعت الامانة من قلبه ويبقى اثرها كالوكت او كالمجل كجمر دحرجته على رجلك فهو يرى ان فيه شيئا وليس فيه شئ ثم ترفع حتى يقال ان في بني فلان رجلا امينا ولقد رأيتني وما أبالي ايكم ابايع لئن كان مسلما ليردنه على اسلامه ولئن كان معاهدا ليردنه على ساعيه فاما اليوم لم اكن ابايع منكم الا فلانا و فلانا شک نیست کہ مشاہدہ کردن حذیفہ اختلال امانت را بعد ہمیں فتنہ مستطیرہ بودہ است۔

چہارم ظہور کذب خصوصاً در حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و آثار سلف صالح فی خطبۃ عمر رضی اللہ عنہ بالجابیۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم باصحابی ثم الذین

لوگوں نے (امانت کی فضیلت کو) قرآن سے پڑھا اور حدیث سے (اس کا مرتبہ) جانا۔ پھر آپؐ نے اس امانت کا اُٹھ جانا بیان فرمایا کہ امانت اُٹھ جائے گی (اس طرح) کہ آدمی سوئے گا (تو اُس وقت اُس کے دل میں امانت ہوگی) پھر سو کر اُٹھے گا تو یہ حال ہوگا کہ امانت اُس کے دل سے اُٹھ گئی ہوگی اور امانت کا اثر (اُس کے دل میں) مثل ایک نقطہ کے باقی رہ گیا ہوگا مانند گٹے کے (جو کام کرنے سے پڑ جاتا ہے) یا جیسے تمہارے پیر پر آگ کی چنگاری گرنے سے (آبلہ) پڑ جائے اور ایسا معلوم ہو کہ اُس میں کوئی چیز ہے حالانکہ درحقیقت اُس میں (پانی کے سوا) کچھ نہیں ہوتا۔ اور (امانت اس طرح) اُٹھالی جائے گی (اور دُنیا سے ایسی کم ہو جائے گی) کہ (لوگوں میں یہ) کہا جائے گا کہ فلاں خاندان میں ایک شخص امانت دار ہے (حضرت حذیفہؓ کا قول ہے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ) میں نے اپنے کو دیکھا کہ مجھے کوئی پروا نہ ہوتی تھی بے تامل تم میں سے جس کے ساتھ چاہتا معاملہ بیع وشراء کا کر لیتا تھا اور (یہ سمجھتا تھا کہ اس وقت تو امانت لوگوں میں ہے) اگر یہ شخص مسلمان ہے تو اسکا اسلام میرے پاس اسے پھیر لائے گا۔ اور اگر ذمّی کافر ہے تو اسکا ساعی اس کو میرے پاس پھیر لائے گا مگر آج کے دن تو میں بس فلاں اور فلاں کے ساتھ معاملہ بیع وشراء کا کرتا ہوں۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت حذیفہؓ کا امانت کو خلل پذیر مشاہدہ کرنا اس عالمگیر فتنہ کے بعد ہوا ہے۔

چوتھے (عالم میں) جھوٹ کا ظاہر ہو (کر پھیل جا) نا بالخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آثار سلف صالح (کے روایت کرنے) میں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بمقام) جابیہ خطبہ پڑھا (اُس میں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی کہ (اے لوگو!) میں تم کو اپنے صحابہ کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں پھر اُن لوگوں کیلئے

یلونھم ثم الذین یلونھم ثم
یفشوا الکذب حتی یحلف الرجل
ولا یستحلف ویشھد الرجل ولا یستشھد
اخرج مسلم عن ابی ھریرۃ عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
سیکون فی اخر امتی اناس یحدثونکم
بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم
وایاھم و اخرج مسلم عن مجاھد
قال جاء بشیر بن کعب العدوی
الی ابن عباس فجعل یحدث ویقول
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال فجعل ابن عباس لا یأذن
بحدیثہ ولا ینظر الیہ فقال یا ابن
عباس مالی لا اراک تسمع لحدیثی
احدثک عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ولا تسمع فقال
ابن عباس انا کنا مرۃ اذا سمعنا رجلا
یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ابتدرتہ ابصارنا واصغینا الیہ باٰذاننا
فلما رکب الناس الصعبۃ والذلول لم ناخذ
من الناس الا ما نعرف و شک نیست
کہ اول عصر ابن عباس کہ بامانت و صدق
وصف نمودہ است پیش ازیں فتنہ بودہ
است و آخر آں کہ بوصف رکبوا الصعب و
الذلول بیان کردہ است

جو صحابہ کے بعد ہوں گے پھر اُن کے لئے جو اُن کے بعد ہوں گے پھر
(زمانہ میں) جھوٹ پھیل جائے گا یہاں تک کہ انسان (جھوٹی) قسم
کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہ لی جائے گی اور (جھوٹی) گواہی دیگا
حالانکہ وہ گواہ نہ بنایا جائے گا۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے
اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے
فرمایا عنقریب میری اخیر امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ تم
سے وہ حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سُنا ہوگا اور نہ تمھارے
باپ دادا نے سُنا ہوگا لہٰذا ایسے لوگوں سے تم بچے رہنا اور اُن کو اپنے
سے بچانا۔ اور امام مسلم نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ
بشیر بن کعب عدوی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور اُن سے
باتیں کرنے لگے اور (ہر بات میں) کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجاہد کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ انکی
کوئی بات نہ سُنتے تھے اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے بالآخر
اُنھوں نے کہا اے ابن عباسؓ! کیا وجہ ہے کہ آپ میری باتیں نہیں
سُنتے میں تو آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں
بیان کرتا ہوں مگر آپ کچھ نہیں سُنتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے
جواب دیا (پہلے زمانہ میں تو یہ حال تھا) کہ جب ہم ایک مرتبہ (بھی)
کسی شخص (کی زبان) سے سُن لیتے تھے کہ وہ کہہ رہا ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہماری نظریں اُسی طرف متوجہ
ہو جاتیں اور ہمارے کان اُسی کی بات پر لگ جاتے تھے پھر جب
لوگوں کی حالت مختلف ہو گئی (سچے اور جھوٹے ہر قسم کے لوگ پیدا
ہونے لگے) تو اب ہم لوگوں کی وہی روایت لیتے ہیں جس کو ہم پہچانتے
ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اول زمانہ جس کی حضرت ابن عباسؓ
نے امانت اور صدق کے ساتھ تعریف کی وہ اس فتنہ سے پہلے ہو چکا
ہے اور اخیر زمانہ جس کی بابت یہ فرمایا کہ لوگوں کی حالت مختلف ہو گئی

بعد وقوع این فتنہ است واکثر این کذب
در عراق شیوع یافت در احادیث حضرت
مرتضیٰ مرفوعہا وموقوفہا آخرج مسلم
عن ابی اسحٰق قال لما احدثوا
تلک الاشیاء بعد علی قال رجل
من اصحاب علی قاتلہم اللہ ای علم
افسدوا واخرج مسلم عن ابی بکر
بن عباس قال سمعت المغیرۃ یقول
لم یکن یُصدَّق علی علی فی الحدیث
عنہ الا من اصحاب عبد اللہ
بن مسعود واخرج مسلم عن ابن
ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن
عباس اسألہ ان یکتب لی
کتابا ویخفی عنی فقال
ولد ناصح انا اختار لہ
الامور اختیارا واخفی عنہ
قال فدعا بقضاء علی
رضی اللہ عنہ فجعل یکتب
منہ اشیاء ویمر بہ
الشیء فیقول واللہ ما قضی
بہذا علی الا ان یکون ضل
واخرج مسلم عن طاؤس قال
اُتی ابن عباس بکتاب فیہ
قضاء علی فمحاہ الا قدر و
اشار سفیان بن عیینۃ بذراعہ

فتنہ واقع ہونے کے بعد کا ہے اور اس قسم کا جھوٹ اُن روایتوں
میں جو حضرت علی مرتضیٰ کے نام سے بمقام عراق روایت کی گئیں
زیادہ شائع ہوا کیا مرفوع روایتیں اور کیا موقوف (چنانچہ اسی
بارے میں) امام مسلمؒ نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؓ کے بعد یہ چند باتیں ایجاد کیں
(یعنے خرافاتِ ابن سبا کو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کیا)
تو اصحابِ علی میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کو خدا ہلاک کرے کہ
کیسے (نفیس) علم کو اُنھوں نے خراب کردیا۔ اور امام مسلمؒ نے
ابوبکر بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے
حضرت مغیرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ سے روایت کرنے
میں بجز اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ کے کسی دوسرے کا قول صحیح نہ
سمجھا جاتا تھا۔ اور (امام) مسلم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عباسؓ کو (خط) لکھا اُس
میں اُن سے یہ درخواست کی کہ مجھے ایک کتاب لکھ دیں مگر اور لوگوں
پر میرا نام ظاہر نہ کریں۔ حضرت ابن عباسؓ نے (میرا یہ
خط پڑھ کر) فرمایا۔ وہ فرزند سعادت مند ہیں میں اُن کے لئے مسائل
انتخاب کروں گا اور ان کا نام ظاہر نہ کروں گا۔ راوی کا بیان
ہے کہ پھر حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے فیصلے اور احکام
منگوائے اور اُن میں سے انتخاب کرنا شروع کیا بعضے احکام دیکھکر
کہتے تھے قسم خدا کی حضرت علیؓ نے (کبھی) ایسا حکم نہ کیا ہوگا
اور اگر کیا تو اُنھوں نے غلطی کی۔ اور (امام) مسلمؒ نے طاؤس سے
روایت کی وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے ایک کتاب
پیش ہوئی جس میں حضرت علیؓ کے فیصلے لکھے تھے تو انھوں نے سب
فیصلے قلم زد کردیئے صرف بقدر اس کے باقی رکھے۔ سفیان بن عیینہ
نے اپنے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا (یعنے تھوڑے فیصلے قائم رکھے

و اخرج مسلم عن سالم ابن عبد الله بن عمر قال یا اھل العراق ما اسئلکم عن الصغیرۃ واسکبکم الکبیرۃ سمعت ابی عبد اللہ بن عمر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الفتنۃ تجیئ من ھھنا و اومی بیدہ نحو المشرق من حیث یطلع قرنا الشیطان وانتم یضرب بعضکم رقاب بعض وانما قتل موسے الذی قتل من ال فرعون خطأ فقال عزوجل قتلت نفسا فنجیناک من الغم وفتناک فتونا ولہذا ابو اسحٰق سبیعی و امثال او از علمائے کوفہ کہ در حفظ احادیث حضرت مرتضٰی جد بلیغ دارند اخذ حدیث نمے کردند از لشکریان حضرت مرتضٰی بلکہ از اصحاب عبد اللہ بن مسعود و لہذا بسبب بعینہ اہل مدینہ از اہل عراق اخذ نمے نمودند قال مالک لم یأخذ عنھم اولنا فلا یأخذ عنھم اخرنا و این ہمہ بجہت آنست کہ قبل جمع احادیث بلاد میسر نہ شد

باقی سب کاٹ دیئے) اور (امام) مسلم نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے اہلِ عراق! میں تم سے چھوٹے چھوٹے گناہوں کے متعلق کیا باز پرس کروں تم نے تو اپنے اوپر بڑے بڑے گناہوں کو سوار کر لیا (کیونکہ) میں نے اپنے والد یعنے عبد اللہ بن عمرؓ سے سُنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرتے تھے یعنے جس جگہ سے شیطان کے دو سینگ (آفتاب کے ساتھ) طلوع کرتے ہیں اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ (اور حضرت موسٰی علیہ السلام کے قصہ سے تم دھوکا نہ کھانا کیونکہ) حضرت موسٰی علیہ السلام نے جو فرعون کے خاندان سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ غلطی سے قتل کیا تھا اُس پر اللہ عزوجل نے فرمایا قَتَلْتَ نَفْسًا الآیۃ (ترجمہ:۔ اور قتل کیا تم نے ایک شخص کو پھر ہم نے تم کو غم سے نجات دی اور تمھاری خوب آزمایش کی) چونکہ اہلِ عراق کے کذب اور اُن کی افترا پردازی حضرت علیؓ پر مشہور ہو گئی تھی اسی واسطے ابو اسحٰق سبیعی اور ان کے ہمعصر علمائے کوفہ جو حضرت مرتضٰی کی حدیثیں یاد کرنے میں کوشش بلیغ کرتے تھے حضرت مرتضٰی کے اہلِ لشکر سے آپ کی حدیثیں قبول نہ کرتے تھے بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے (مرویاتِ حضرت علیؓ) لیتے تھے اور خاص اسی سبب سے اہلِ مدینہ اہلِ عراق سے روایت نہ کرتے تھے (امام) مالکؒ فرماتے ہیں (ان سے یعنے اہلِ عراق سے) ہمارے پہلے لوگوں نے حدیث نہیں لی اسی لئے ہمارے پچھلے لوگ (بھی) ان سے حدیث نہیں لیتے۔ اور یہ سارا اہتمام اس سبب سے تھا کہ مختلف شہروں کی حدیثوں کے جمع ہونے سے پہلے راویانِ حدیث کے درمیان تمیز کرنا اور اُن کے احوال کا ضبط کرنا پوری طرح میسر نہ تھا

تمیز رجال وضبط احوال رواۃ علیٰ ما ینبغی
پس راہ احتیاط گرفتند و ترک آں
احادیث نمودند بالمرہ وبحدیث اہلِ مدینہ
وفتواہائے ایشاں اکتفا کردند چوں امام
شافعی وامام احمد پیدا شدند احادیثِ
بلاد مجموع گشت و در بحث احوال رُواۃ
متمکن شدند پس حدیث ثقات ضابطین
اخذ نمودند بشرط اتصال و تسمیہ رواۃ
واحادیث مرسل واخبار متہمین و مبہمین
ترک کردند وجمیع اہلِ حدیث ہماں راہ
اختیار نمودند وبہمیں سبب اہل حدیث
واہل رای از ہم ممتاز شدند۔

پنجم تعمق مردم در تجوید قرآن زیادہ از انچہ
برزبانِ عرب جاری بود واکتفاء بر قرارت و
عدم تفقہ دراں آخرج ابوداؤد عن جابر
بن عبد اللہ قال خرج علینا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن
نقرأ القرآن وفینا الاعرابی والعجمی
فقال اقرأوا فکلٌّ حسن وسیجیٔ
اقوامٌ یقیمونہ کما یقام القدح یتعجّلونہ
ولا یتأجّلونہ واخرج ابوداؤد عن
سھل بن سعد الساعدی قال خرج
علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ونحن نقترئ فقال الحمد
للہ کتاب اللہ واحدٌ

پس (ائمۂ حدیث نے) راہ احتیاط کی اختیار کی اور اہلِ عراق کی
حدیثیں بالکل ترک کیں اور صرف اہلِ مدینہ کی حدیثوں اور ان کے
فتووں پر کفایت کی۔ جب امام شافعیؒ اور امام احمدؒ پیدا ہوئے تو
اس وقت مختلف شہروں کی حدیثیں جمع ہوگئیں اور راویوں کے
حالات دریافت کرنے پر ان کو پوری پوری قدرت حاصل ہوئی
لہٰذا ان لوگوں نے ثقہ اور قوی الحافظہ راویوں کی حدیثیں لیں
مگر اس میں بھی یہ شرط تھی کہ سند متصل ہو اور راویوں کے نام
مذکور ہوں اور جو احادیث مرسل تھیں یا اُن کے راوی متہم یا مبہم
تھے ان کی حدیث ترک کی اور تمام اہلِ حدیث نے اسی راہ وروش
کو اختیار کیا اور اسی سبب سے اہلِ حدیث اور اہلِ رائے ایک دوسرے
سے ممتاز ہوگئے۔

پانچویں شق: تجوید قرآن کے متعلق جس قدر کہ (اس وقت) زبان
عرب پر جاری تھا اس سے زیادہ لوگوں کا اس میں غور وخوض کرنا
اور قرارت پر قناعت کرکے معنئ قرآن کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ ابوداؤد
نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے (ایک
مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے
ہم لوگ اس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے مجمع میں اعرابی
اور عجمی دونوں قسم کے لوگ تھے آپ نے فرمایا تم سب پڑھو تم
سب اچھا پڑھتے ہو اور عنقریب (تمہارے بعد) کچھ ایسے لوگ آئیں گے
کہ قرآن کو تیر کی طرح (قواعد تجوید کے ساتھ) سیدھا کریں گے اور
اسے جلد جلد پڑھیں گے اور اس کے معنے میں کچھ غور وفکر نہ کریں گے
اور ابوداؤد نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ (ایک مرتبہ) ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے اور ہم لوگ قرآن پڑھ رہے تھے آپ نے (ہم کو قرآن پڑھتے
دیکھ کر) فرمایا الحمد للہ! اللہ کی کتاب ایک ہے (اور پڑھنے والوں کا

وفيكم الاحمر وفيكم الا بيض وفيكم
الاسود اقرءوه قبل ان يقرأه
اقوامٌ يقيمونه كما يُقَوَّمُ السهمُ
يَتَعَجَّلُوْنَهٗ وَلَا يَتَاَجَّلُوْنَهٗ واخرج
البغوى عن عبد الله بن
مسعود انه قال لانسان
انك في زمانٍ قليلٍ قُرَّاءُهٗ
كثيرٌ فقهاءه يُحفظ فيه
حدودُ القرآن ويُضيع حروفُه
قليلٌ من يسأل كثيرٌ من يُعطى
يُطيلون فيه الصلوة ويُقصرون
فيه الخطبة يبدءون فيه
باعمالهم قبلَ اهوائهم وسيأتى
على الناس زمان كثيرٌ قُرّاءه
قليل فقهاءه ويُحفظ فيه حروف
القرآن ويضيع حدودُه كثير من
يسأل قليل من يعطى يطيلون فيه
الخطبة ويقصرون الصلوة يبدءون
باهوائهم قبل اعمالهم۔

ششم تعمق مردم در تاویلات متشابہ
قرآن اخرج الدارمی عن عائشة
رضی الله عنها قالت تلا
رسولُ الله صلى الله عليه وسلم
هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ
مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ

لہجہ مختلف ہے جس طرح تم سب بنی آدم ایک نوع ہو) اور تم میں بعضے
سُرخ ہیں اور بعضے سفید ہیں اور بعضے کالے ہیں۔ تم اسے پڑھو
قبل اس کے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں جو اسے سیدھا تو خوب کریں گے
جیسا کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے (یعنے ظاہری قواعد تجوید کے ساتھ
اور خوش آوازی سے پڑھیں گے) وہ لوگ اسے جلد جلد پڑھیں گے
اور اس کے معنے میں بالکل غور نہ کریں گے۔ اور بغوی نے حضرت
عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے ایک شخص
سے کہا۔ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اُس میں قرآن کے پڑھنے والے
کم ہیں اور فقیہ (سمجھدار) بکثرت ہیں اور اس (زمانہ) میں قرآن
کے حدود (وآداب) کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کے حروف
(والفاظ) کا چنداں اہتمام نہیں کیا جاتا۔ سائل (اس وقت)
کم ہیں اور دینے والے بہت ہیں۔ اس زمانہ میں نمازیں (خوب)
دیر تک پڑھتے ہیں اور خطبے مختصر پڑھتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں
خواہشوں سے پہلے اعمال کرتے ہیں اور عنقریب وہ زمانہ آجائیگا
کہ (اس زمانہ کے برعکس معاملہ ہوگا) اُس میں قرآن کے پڑھنے
والے بکثرت اور فقیہ قلّت کے ساتھ ہوں گے۔ اُس وقت قرآن
کے حروف یاد کئے جائیں گے اور اُس کے حدود (وآداب) ضائع
کر دیئے جائیں گے۔ سائل بہت ہوں گے اور دینے والے کم۔ بڑے
بڑے خطبے پڑھیں گے مگر نماز کو مختصر کریں گے اپنے اعمال سے پہلے
اپنی خواہشیں ظاہر کریں گے۔

چھٹے آیاتِ متشابہاتِ قرآنی کی تاویل میں لوگوں کا غور و
خوض کرنا۔ دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
ہے وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت
پڑھی هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ الآیۃ (ترجمہ۔ اللہ وہ
ہے جس نے (اے محمدؐ!) تم پر کتاب اُتاری کہ جس میں بعض آیتیں تو محکم ہیں

هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا رأيتم الذين يتبعون ما تشابه
منه فاحذروهم واخرج الدارمي
عن سليمان بن يسار ان رجلا يقال له
صُبَيغ قدم المدينة فجعل يسأل عن
متشابه القرآن فارسل اليه عمر وقد
اعدّ له عراجين النخل فقال من انت
قال انا عبد الله صُبَيغ فاخذ عمر عرجونا
من تلك العراجين فضربه فقال انا عبد الله
عمر فجعل له ضربا حتى دمّى رأسه فقال
يا امير المؤمنين حسبك قد ذهب الذي
كنت اجد في رأسي واخرج الدارمي عن
عمرو بن الاشج ان عمر بن الخطاب
رضي الله عنه قال انه سيأتي ناس يجادلونكم
بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن
فان اصحاب السنن اعلم
بكتاب الله۔

هفتم تعمق مردم در مسائل فقهیه وتکلم بر صور
مفروضه که هنوز واقع نشده است وسابق این معنی را
جائز نمی داشتند واختراع فقهاء در فتوے بغیر
مبالات وسابق از فتوے هیبت بسیار
میخوردند اخرج الدارمي عن وهب بن
عمرو الجمحي ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال لا تعجلوا بالبلية قبل نزولها

وہ اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ) پھر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم اُن لوگوں کو دیکھو جو آیاتِ متشابہات
میں بحث کرتے ہیں تو تم اُن سے پرہیز کرو۔ اور دارمی نے سلیمان
بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص جس کا نام صُبَیغ تھا
(حضرت عمرؓ کے زمانے میں) مدینہ میں آیا اور لوگوں سے آیاتِ متشابہات
کے معنے پوچھنے لگا حضرت عمرؓ (کو معلوم ہوا تو آپنے) اُسے اپنے
پاس بُلایا اور اُس کو سزا دینے کے لئے آپنے کھجور کی شاخیں منگا رکھی
تھیں۔ پھر اُنھوں نے اُس سے پوچھا کہ تُو کون ہے ؟ اُس نے جواب
دیا میں خدا کا بندہ صُبَیغ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کھجور کی شاخ لے کر
اُسے مارا اور فرمایا کہ میں خدا کا بندہ عمرؓ ہوں۔ پھر اُسے اتنا مارا کہ
اُس کے سر کو خون سے رنگ دیا۔ پھر اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین
اب بس کیجئے میرے سر سے وہ خیال دفع ہو گیا جسے میں محسوس
کر رہا تھا۔ اور دارمی نے عمرو بن اشج سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب ایسے
لوگ آئیں گے کہ تمھارے ساتھ بذریعۂ متشابہاتِ قرآنی کے بحث
کریں گے لہٰذا تم کو مناسب ہو کہ اُن کو سُنّتِ رسول اللہ کے ساتھ
(جواب دے کر) پکڑنا کیونکہ سنّتِ رسول اللہ کے جاننے والے کتاب اللہ
کو خوب جانتے ہیں۔

ساتویں لوگوں کا مسائلِ فقہیہ میں غور و خوض کرنا اور فرضی
صورتیں مسئلوں کی جو کہ ابھی واقع نہیں ہوئیں (اپنے ذہن سے
تراش کر لوگوں کے سامنے) بیان کرنا۔ اگلے لوگ اسے جائز نہ
رکھتے تھے۔ اور فقہاء کا بلا تأمل فتوے دینے میں جلدی کرنا اگلے
لوگ فتوے دینے سے بہت ڈرتے تھے۔ دارمی نے وہب بن عمرو جمحی
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
قبل واقع ہونے کسی واقعہ کے اس (کے احکام معلوم کرنے) میں جلدی نہ کرو

فانکم ان لا تعجلوها قبل نزولها لا ینفک المسلمون وفیھم اذا ھی نزلت من اذا قال وُفِّقَ و سُدِّدَ وانکم ان تعجلوها تختلف بکم الاھواء فتاخذوا ھکذا وھکذا واشار بین یدیہ وعن یمینہ وعن شمالہ اخرج الدارمی عن طاؤس قال قال عمر علی المنبر اُحَرِّجُ باللّٰہ علی رجل سأل عما لم یکن فان اللّٰہ قد بیّن ما ھو کائن و اخرج الدارمی عن ابن عمر سالہ رجلٌ عن شیء فقال لا تسأل عما لم یکن فانی سمعت عمر بن الخطاب یلعن من سأل عما لم یکن واخرج الدارمی عن الزھری قال بلغنا ان زید بن ثابت الانصاری کان یقول اذا سئل عن الامر اکان ھذا فان قالوا نعم قد کان حدّث فیہ بالذی یعلم والذی یریٰ وان قالوا لم یکن قال ذروہ حتی یکون واخرج الدارمی عن عامر الشعبی قال سُئِل عمار بن یاسر عن مسئلۃ فقال ھل کان ھذا بعدُ قالوا لا قال

کیونکہ اگر تم قبل اس کے واقع ہونے کے اس میں جلدی نہ کروگے تو مسلمان ہمیشہ اس حالت میں رہیں گے کہ جب وہ واقعہ پیش آئیگا تو کوئی نہ کوئی ایسا موجود ہوگا کہ جب وہ جواب دیگا تو اسے توفیق ملے گی اور اچھی بات اس کی زبان سے نکلے گی اور اگر جلدی کروگے تو نفسانیت سے تم میں اختلاف پیدا ہوجائے گا اور اِدھر اُدھر بھٹک جاؤگے اور آپ نے اپنے سامنے اور اپنے داہیں بائیں جانب اشارہ فرمایا۔ اور دارمی نے طاؤس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے برسرِ منبر فرمایا۔ میں اُس شخص کو جو ایسا مسئلہ دریافت کرے کہ ابھی تک پیش نہیں آیا خدا کی قسم دلاکر (اس حرکت سے) روکتا ہوں کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے ذتی لسے بیان کردیا ہے۔ (لہٰذا اطمینان رکھو جب کوئی واقعہ پیش آئے گا اُس کا حکم شریعت میں تمھیں ملے گا) اور دارمی نے حضرت (عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے کسی شخص نے کوئی مسئلہ پوچھا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے وہ بات نہ پوچھو جو (ابھی) نہیں ہوئی کیونکہ میں نے (اپنے والد) حضرت عمر بن خطاب سے سُنا ہے کہ وہ اُس شخص پر لعنت کرتے تھے جو ایسی بات کے متعلق سوال کرے جو ابھی نہیں ہوئی۔ اور دارمی نے زُہری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت زید بن ثابت انصاری سے کسی امر کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے تھے کیا یہ امر (واقع) ہوچکا ہے؟ اگر لوگ کہتے کہ ہاں (ہوچکا ہے) تو اُس کے متعلق جو اُن کو معلوم ہوتا یا اُن کی رائے ہوتی بیان کردیتے اور اگر لوگ کہتے کہ نہیں ہوا تو فرماتے کہ ابھی اس کو چھوڑدو یہاں تک کہ واقع ہو۔ اور دارمی نے عامر شعبی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کسی شخص نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کوئی مسئلہ پوچھا اُنھوں نے کہا کیا یہ صورت پیش آئی ہے لوگوں نے کہا نہیں۔ اُنھوں نے کہا تو

دعونا حتے یکون فاذا کانت تجشمناها
لکم واخرج الدارمی عن مسروق قال کنت امشے
مع أبی بن کعب فقال فتًی یا عماه ما تقول فی کذا
وکذا قال یا ابن اخی کان هذا قال لا قال
فاعفنا حتے یکون واخرج الدارمی عن سعید
بن جبیر قال ما رأیت قوما کانوا خیرا
من اصحاب رسول الله صلے الله علیه
وسلم ما سألوه الا عن ثلث عشرة
مسئلة حتی قبض کلهن فی القرآن
منهن یسئلونك عن الشهر الحرام
ویسئلونك عن المحیض قال ما کانوا
یسألون الا عما ینفعهم واخرج الدارمی
عن عبادة بن نسی وسئل عن امرأة
ماتت مع قوم لیس لها ولی فقال
ادرکت اقواما ما کانوا یشددون
تشدیدکم ولا یسألون مسائلکم
واخرج الدارمی عن عطاء بن السائب
قال سمعت عبد الرحمن بن ابی لیلے
یقول ادرکت فی هذا المسجد
عشرین ومائة من الانصار ما منهم
من احد یحدث بحدیث الا ود ان
اخاه کفاه الحدیث ولا
یسأل عن فتیا الا ود ان اخاه
کفاه الفتیا واخرج الدارمی عن
داود قال سألت الشعبی

(ہم کو ابھی) چھوڑ دو یہاں تک کہ پیش آئے اور جب ایسی صورت
ہوگی تو اس وقت ہم تمھیں اس کا جواب تلاش کر دیں گے۔ اور دارمی
نے مسروق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں اُبیّ بن کعب کے
ساتھ (کسی جگہ) جا رہا تھا ایک جوان نے اُن سے پوچھا کہ اے چچا!
آپ فلاں فلاں صورت میں کیا حکم دیتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا اے
بھتیجے! کیا یہ بات ہوئی ہے؟ اُس جوان نے کہا نہیں (ابھی ہوئی تو
نہیں ہے) اُبیّ بن کعب نے کہا تو (ابھی ہم کو اس کے جواب دینے سے)
معاف رکھو یہاں تک کہ وہ ہو جائے۔ اور دارمی نے سعید بن
جبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے کسی قوم کو اصحابِ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ دیکھا۔ اصحابِ رسول اللہ
نے آپ سے آپ کی مدتِ حیات میں صرف تیرہ ۱۳ مسئلوں کے متعلق
سوال کیا وہ سب مسئلے قرآن میں مذکور ہیں یسئلونك عن الشهر
الحرام اور یسئلونك عن المحیض وغیرہ وغیرہ۔ صحابہ وہی بات
پوچھتے تھے جو انھیں فائدہ پہنچائے۔ اور دارمی نے عبادہ بن نسی
سے روایت کی ہے کہ عبادہ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت ایسے لوگوں
کے یہاں مری جن میں اُس کا کوئی ولی نہیں ہے (اُس کو غسل کون
دے؟) عبادہؓ نے جواب دیا کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ
وہ تمھاری طرح سختی نہ کرتے اور نہ تمھارے ایسے مسئلے پوچھتے تھے۔
اور دارمی نے عطاء بن سائب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں
اسی مسجد میں ایک سو بیس ۱۲۰ انصار سے ملا اُن میں سے جو شخص حدیث
بیان کرتا تھا وہ (پہلے) یہی چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا اس کام کو کرے
(مگر جب کوئی دوسرا نہ ملتا تو مجبور ہو کر بیان کرتا) اور اُن میں سے جس
شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اُس کی یہی خواہش ہوتی
تھی کہ کوئی دوسرا شخص اس مسئلہ کا جواب دیدے۔ اور دارمی
نے داؤد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ

كيف كنتم تصنعون اذا سئلتم قال
على الخبير وقعت كان اذا سئل
الرجل قال لصاحبه افتهم فلا
يزال حتى يرجع الى الاول واخرج
الدارمي عن ابن المنكدر قال
ان العالم يدخل فيما بين الله تع
وبين عباده فليطلب لنفسه المخرج
واخرج الدارمي عن مسعر قال
اخرج الي معن بن عبد الرحمن
كتابا فحلف لي بالله انه خط ابيه
فاذا فيه قال عبد الله والذي لا اله
الا هو ما رأيت احدا كان اشد
على المتنطعين من رسول الله صلى
الله عليه وسلم ولا رأيت احدا كان
اشد عليهم من ابي بكر رضي الله عنه
واني لارى عمر رضي الله عنه كان
اشد خوفا عليهم او لهم ع

هشتم فاش شدن سوالات
مردم در الهيات تا آنكه گويند من
خلق الله و آں معنے در زمان ابوہريره
متحقق شد اخرج مسلم من حديث
محمد بن سيرين عن ابي هريرة عن
النبي صلى الله عليه وسلم قال لا
يزال الناس يسئلونكم عن
العلم حتى يقولوا

جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو تم کیا کرتے تھے؟ انھوں نے
کہا تم نے خبردار شخص سے اس بات کو پوچھا (سنو ہم یہ کرتے
تھے کہ) جب کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے
پاس والے (عالم) سے کہتا کہ تم اس کو فتوےٰ دیدو (پھر وہ بھی
اپنے ساتھی پر حوالہ کرتے تھے) اسی طرح برابر ہوتا رہتا یہانتک
کہ سائل پھر پہلے ہی شخص کی طرف رجوع کرتا اور بمجبوری وہی
جواب دیتا۔ اور دارمی نے ابن منکدر سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے عالم اللہ تعالےٰ اور اُس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا
ہے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے بچاؤ کی کوئی راہ ڈھونڈھ لے (یعنے
اپنے فرائض کو خوب ادا کرے)۔ اور دارمی نے مسعر سے روایت
کی ہے وہ کہتے تھے کہ معن بن عبدالرحمن نے ایک کتاب نکال کر
مجھے دکھلائی اور اُنھوں نے خدا کی قسم کھاکر مجھ سے کہا کہ وہ
اُن کے والد کی لکھی ہوئی ہے اس میں یہ مضمون تھا۔ عبداللہ
(بن مسعودؓ) نے فرمایا قسم اُس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں
میں نے بہت باتیں کہنے والوں کے حق میں رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا اور (آنحضرتؐ
کے بعد) ان لوگوں کے حق میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ
سخت کسی کو نہیں دیکھا اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے حق میں بہت خوفناک تھے۔

آٹھویں (مسائل) الٰہیات میں (یعنے ذات وصفات حق
سبحانہ کے متعلق) لوگوں کے سوالات کا بکثرت ہونا یہانتک
کہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ بات حضرت ابوہریرہؓ
کے زمانہ میں پائی گئی۔ (امام) مسلم نے بروایت محمد بن سیرین ابوہریرہؓ
سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے
فرمایا۔ تم سے ہمیشہ لوگ علم کے متعلق پوچھتے رہیں گے یہانتک کہ کہیں گے

ع یہ راوی کا اختلاف ہے کہ یہاں لفظ علیہم تھا یا لہم مطلب دونوں کا ایک ہے۔

هٰذا الله فمن خلق الله قال وهو
آخذ بيد رجل فقال صدق الله و
رسوله قد سألني اثنان وهذا
الثالث او قال سألني واحد وهذا
الثاني و اخرج مسلم من حديث
ابی سلمة عن ابی هريرة قال قال
رسول الله صلی الله عليه وسلم لا
يزالون يسئلونك يا ابا هريرة حتى
يقولوا هذا الله فمن خلق الله قال
فبينا انا فی المسجد اذ جاء ناس من
الاعراب فقالوا يا ابا هريرة هذا الله
فمن خلق الله قال فاخذ حصى بكفه
فرماهم ثم قال قوموا صدق خليلي۔

نہم فاش شدن اخبار بنی اسرائیل
و روایت آں از اہل کتاب وآں اول علم
بیگانہ است کہ با علوم دینیہ مخلط شد
اخرج الدارمی عن جابر ان عمر
بن الخطاب رضی الله عنه اتی رسول
الله صلی الله عليه وسلم بنسخة من
التوراة فقال يا رسول الله هذه
نسخة من التوراة فسكت فجعل
يقرأ و وجه رسول الله صلی الله عليه
وسلم يتغير فقال ابوبكر رضی الله
عنه ثكلتك الثواكل ما ترى بوجه
رسول الله صلی الله عليه وسلم

یہ اللہ ہے پس کس نے اللہ کو پیدا کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ حدیث
بیان کرتے وقت حضرت ابوہریرہؓ ایک شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے
تھے پھر انھوں نے (حدیث ختم کرکے) کہا اللہ اور اُس کے رسول
نے سچ کہا مجھ سے دو شخص یہ سوال کرچکے ہیں اور اب یہ تیسرا
شخص ہے یا یہ کہا ایک شخص سوال کرچکا ہے اور اب یہ دوسرا شخص
ہے۔ اور (امام) مسلم نے بروایت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے
روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے ابوہریرہؓ تم سے لوگ (یہی) سوال کرتے رہیں گے (کہ فلاں
چیز کو کس نے پیدا کیا فلاں چیز کو کس نے) یہاں تک کہ کہیں گے
اچھا اس کو تو خدا نے پیدا کیا تو خدا کو کس نے پیدا کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ
کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) مسجد (نبوی) میں تھا کہ کچھ دیہاتی
لوگ آئے اور مجھ سے کہا اے ابوہریرہؓ! (یہ تو ہم کو معلوم ہو کر)
یہ خدا ہے پھر خدا کو کس نے پیدا کیا؟ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک
مٹھی بھر سنگریزے (زمین سے) اُٹھائے اور اُن پر مارے اور کہا
تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ میرے خلیلؐ نے مجھ سے سچ فرمایا۔

نویں اخبار بنی اسرائیل کا (لوگوں میں) شائع ہونا اور انکو
اہل کتاب سے روایت کرنا یہ پہلا بیگانہ علم ہے جو علوم دینیہ
کے ساتھ ملا۔ دارمی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ توریت کا ایک نسخہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ!
یہ توریت کا نسخہ ہے۔ آپؐ یہ سنکر خاموش ہوگئے۔ پھر حضرت عمرؓ
نے اُسے پڑھنا شروع کیا اُن کے پڑھنے سے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) کہا (اے عمرؓ!) تم پر رونے والیاں
روئیں تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک نہیں دیکھتے

فنظر عمر الی وجه رسول الله صلے الله علیه وسلم فقال اعوذ بالله من غضب الله و من غضب رسوله رضینا بالله ربًا و بالاسلام دینًا و بمحمد صلے الله علیه وسلم نبیًا فقال رسول الله صلے الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لو بدا لکم موسی فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیًا و ادرک نبوتی لاتبعنی

(کہ تمہارا پڑھنا حضرت ؐ کو کیسا ناگوار گزر رہا ہے) حضرت عمرؓ نے رسول اللہ کے چہرۂ مبارک پر نظر کی تو کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اُس کے غضب سے اور اُس کے رسول کے غضب سے۔ ہم نے اللہ کو (اپنا) پروردگار اور اسلام کو (اپنا دین) اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو (اپنا نبی) پسند کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر موسیٰؑ تمہارے سامنے آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو بھی یقیناً تم سیدھے راستے سے بہک جاؤ گے اور اگر موسےٰؑ زندہ ہوتے اور میری نبوّت کو پاتے تو یقیناً وہ میری پیروی کرتے۔

و اخرج البخاری عن عبد الله بن عباس انه قال یا معشر المسلمین کیف تسالون اهل الکتاب عن شیٔ وکتابکم الذی انزل الله علی نبیکم صلے الله علیه وسلم احدث الاخبار بالله محضًا لم یشب وقد حدثکم الله ان اهل الکتب قد بدلوا من کتب الله و غیروا و کتبوا بایدیهم الکتب قالوا هو من عند الله لیشتروا بذالك ثمنًا قلیلًا ولا ینهاکم ماجاءکم من العلم من مسائلتهم فلا والله ما رأینا رجلا منهم یسئلکم عن الذی انزل علیکم۔

اور امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے مسلمانو! (مجھے تعجب ہے کہ) تم اہلِ کتاب سے کیوں باتیں پوچھا کرتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اُتاری ہے وہ بہ نسبت اور کتب سماویہ کے اللہ کے ساتھ قریب العہد ہے (یعنے ابھی نازل ہوئی ہے) اور خالص ہے اس میں (کسی اور کے کلام کی) آمیزش نہیں ہوئی اور تم سے اللہ نے یہ بیان فرمادیا ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کی کتابوں کو بدل دیا اور ان میں تغیر کردیا اور اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور (اُن کی نسبت) کہا کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان کی غرض اس (تبدیل و تغیر) سے یہ تھی کہ اس کے بدلت تھوڑے سے دام حاصل کریں اور (کیا کم جائے تعجب ہے کہ) جو علم تم کو ملا ہے وہ تم کو ان سے سوال کرنے سے باز نہیں رکھتا حالانکہ قسم خدا کی ہم تو اہلِ کتاب میں سے کسی کو نہیں دیکھتے کہ وہ تم سے اُس علم کی کوئی بات پوچھتے ہوں جو تم پر اُتارا گیا ہے۔

دہم اوراد و احزاب بہ نیت تقرب الی اللہ عزوجل

دسویں سنّتِ ماثورہ میں جو اوراد و وظائف آگئے ہیں ان کے علاوہ اپنی طرف سے اوراد اور وظائف کا بہ نیت تقرب الی اللہ عزوجل

زیادہ بر سُنّتِ ماثورہ و التزام مستحبات مانند التزام واجبات و ظہور دواعی نفس در دعوتِ مردمان بآں۔

آخرج الدّارمی عن الحکم بن المُبارك انا عمرو بن یحییٰ قال سمعتُ ابی یحدّث عن ابیہ قال کنّا نجلس علیٰ باب عبد اللّٰہ بن مسعود قبل صلوٰۃ الغداۃ فاذا خرج مشینا معہ الی المسجد فجاءنا ابو موسیٰ الاشعری فقال اخرج الیکم ابو عبد الرحمٰن بعد قلنا لا فجلس معنا حتی خرج فلما خرج قمنا الیہ جمیعًا فقال لہ ابو موسیٰ یا ابا عبد الرحمٰن انی رأیت فی المسجد آنفًا امرًا انکرتہ ولم ار والحمدُ للّٰہ الا خیرًا قال فما ھو قال ان عشت فتراہ قال رأیتُ فی المسجد قومًا حِلقًا جلوسًا ینتظرون الصّلوٰۃ فی کل حلقۃ رجل و فی ایدیھم حصًا فیقول کبّروا مائۃً فیکبّرون مائۃً و یقول ھلّلوا مائۃً فیھلّلون مائۃً و یقول سبّحوا مائۃً فیسبّحون مائۃ

(یعنے ثواب پانے کی غرض سے) اختراع کرنا اور امورِ مستحبہ کو مثل واجبات کے اپنے ذمہ لازم کرلینا۔ اور لوگوں میں اُن وظائف کے پھیلانے کی رغبت کا دلوں میں پیدا ہونا۔ دارمی نے حکم بن مبارک سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں عمرو بن یحییٰ نے خبر دی وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سُنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم نمازِ فجر سے پہلے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے دروازہ پر جاکر بیٹھ رہتے تھے جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو ہم اُن کے ساتھ ساتھ مسجد میں جاتے تھے (ایک روز حضرت ابن مسعودؓ کے مکان پر بوقت معہود) حضرت ابو موسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے اور ہم سے پوچھا کہ کیا ابو عبد الرحمٰن (یعنے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ) گھر سے نکلے ہم نے جواب دیا کہ (ابھی) نہیں نکلے (یہ سُنکر) وہ ہمارے پاس بیٹھ گئے یہانتک کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ گھر سے برآمد ہوئے اور ہم لوگ ان کے ساتھ اُٹھ کر چلے پھر اُن سے حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن میں نے ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھی مگر الحمد للہ میں نے اچھی بات دیکھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اگر (مسجد پہنچنے تک) آپ زندہ رہے تو آپ بھی اس کو دیکھ لیں گے۔ پھر کہا کہ میں نے مسجد میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ (جُدا جُدا) حلقے کرکے بیٹھے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں اور ہر حلقہ میں ایک ایک شخص ہے ان کے ہاتھ میں سنگریزے ہیں وہ کہتا ہے سَو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو سب لوگ سَو بار اللہ اکبر پڑھتے ہیں (اور ان سنگریزوں پر گنتے جاتے ہیں) پھر وہ کہتا ہے سَو بار لا الٰہ الا اللہ پڑھو سب لوگ سَو بار لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں پھر وہ کہتا ہے سَو بار سبحان اللہ پڑھو سب لوگ سَو بار سبحان اللہ پڑھتے ہیں (یہ سُنکر) حضرت عبد اللہ

قال فماذا قلت لهم قال ما قلت لهم شيئا انتظار رأيك وانتظار امرك قال افلا امرتهم ان يعدوا سيئاتهم وضمنت لهم ان لا يضيع من حسناتهم ثم مضى ومضينا معه حتى اتى حلقة من تلك الحلق فوقف عليهم فقال ما هذا الذى اراكم تصنعون قالوا يا ابا عبد الرحمن حصًى نعد به التكبير والتهليل والتسبيح قال فعدوا سيئاتكم فانا ضامن ان لا يضيع من حسناتكم شئ ويحكم يا امة محمد صلى الله عليه وسلم ما اسرع هلكتكم هؤلاء صحابة نبيكم صلى الله عليه وسلم متوافرون وهذه ثيابه لم تبل وآنيته لم تكسر والذى نفسى فى يده انكم لعلى ملة هى اهدى من ملة محمد صلى الله عليه وسلم او مفتتح باب ضلالة قالوا والله يا ابا عبد الرحمن ما اردنا الا الخير قال وكم من مريد للخير لن يصيبه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

بن مسعود نے پوچھا کہ پھر تم نے ان سے کیا کہا؟ حضرت ابوموسیٰ نے جواب دیا آپ کی رائے اور آپ کے حکم کے انتظار میں میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا۔ اُنھوں نے کہا تم نے اُن کو کیوں نہ یہ حکم کیا کہ (اُن سنگریزوں پر بجائے تکبیر و تہلیل و تسبیح کے) وہ لوگ اپنے اپنے گناہ گنیں اور تم نے ان سے اس بات کی ذمہ داری کیوں نہ کی کہ اُن کی نیکیوں میں کچھ ضائع نہ ہوگا (گننا بیکار ہے۔ یہ کہکر) حضرت ابن مسعودؓ چلے اور ہم سب اُن کے ساتھ ساتھ چلے۔ یہاں تک کہ وہ اُن حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس پہنچ کر ٹھہر گئے اور اُن لوگوں سے پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا اے ابوعبدالرحمٰن! ہم ان سنگریزوں سے تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کو شمار کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا (بجائے اس کے) تم لوگ اپنے اپنے گناہ شمار کرو اور میں ضامن ہوتا ہوں کہ تمھاری نیکیوں میں سے کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ اے امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ویحکم[1] تمھاری ہلاکت کس قدر جلد آگئی ابھی یہ اصحاب تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بکثرت (موجود) ہیں اور تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور اُن کے برتن نہیں ٹوٹے (مگر تم ابھی سے بدعتیں ایجاد کرنے لگے) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یا تو تم ایک ایسے دین پر ہو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ راہِ راست پر ہے یا تم گمراہی کے دروازہ پر پہنچ گئے ہو اور وہ دروازہ کھلنے والا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا اے ابوعبدالرحمٰن! قسم خدا کی کہ ہم (اس فعل سے) نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا بہت سے نیکی کا ارادہ کرنے والے ایسے ہیں کہ اُنھیں نیکی نہیں ملتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] ترجمہ اس لفظ کا ہی خرابی تمھاری مگر یہ منجلہ ان الفاظ کے ہے جو اصل معنے مراد لئے بغیر عادۃً مستعمل ہوا کرتے ہیں۔

حدثنا ان قوما يقرءون القرآن
لا يجاوز تراقيهم وايم الله
ما ادري لعل اكثرهم منكم
ثم تولى عنهم فقال عمرو بن
سلمة رأينا عامة اولئك الخلق
يطاعنونا يوم النهروان مع
الخوارج وفي مصنف ابي بكر
بن ابي شيبة قيل لابن عمر
تصلي الضحى قال لا قيل صلاها
عمر قال لا قيل صلاها ابوبكر
قال لا قيل صلاها رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال
لا إخال وفي شرح السنة
كان ابن عمر اذا سئل عن
سبحة الضحى فقال لا آمر
بها ولا انهى عنها ولقد اصيب
عثمان وما ادري احدا يصليها وانها
لمن احب ما احدث الناس الي واخرج
الدارمي عن ربيعة بن يزيد قال
قال معاذ بن جبل رضي الله عنه
يفتح القرآن على الناس حتى
يقرأه المرأة والصبي والرجل
فيقول الرجل قد قرأت القرآن
فلم أتبع والله لاقومن به فيهم
لعلي اتبع فيقوم به فيهم

ہم سے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن اُن کے
گلے سے تجاوز نہ کرے گا قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ شاید ایسے
اکثر لوگ تم میں ہوں۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ ان لوگوں کے پاس سے
چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں (ان لوگوں کا انجام) ہم نے یہ
دیکھا کہ جنگِ نہروان میں خوارج کے ساتھ ہو کر یہ لوگ ہم پر برچھے
مار رہے تھے۔ اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے کہ کسی شخص نے
حضرت (عبداللہ) بن عمرؓ سے سوال کیا کیا آپ چاشت کی نماز
پڑھتے ہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ نہیں (پڑھتا) پھر سائل نے
پوچھا کیا حضرت عمرؓ (یہ نماز) پڑھتے تھے؟ اُنھوں نے جواب
دیا نہیں۔ پھر اُن سے پوچھا کیا ابوبکرؓ (یہ نماز) پڑھتے تھے؟
اُنھوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر اُس نے دریافت کیا کیا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے (یہ نماز) پڑھی تھی۔ اُنھوں نے جواب
دیا میرے خیال میں نہیں پڑھتے تھے۔ اور شرح السنہ میں ہے کہ
حضرت (عبداللہ) بن عمرؓ سے جب کوئی شخص نماز چاشت کے
بارے میں سوال کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ میں نہ اس نماز کے پڑھنے
کا حکم دیتا ہوں اور نہ کسی کو اس کے پڑھنے سے منع کرتا ہوں۔
اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص
اس نماز کو پڑھتا ہو مگر جو امور کہ لوگوں نے اب ایجاد کر لئے ہیں
اُن سب میں یہ نماز مجھے محبوب ہے۔ اور دارمی نے ربیعہ بن یزید سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا قرآن
آسان کر دیا جائے گا یہاں تک کہ عورتیں اور لڑکے اور مرد (سب کے
سب) قرآن پڑھنے لگیں گے پھر ایک شخص کہے گا میں نے قرآن
پڑھا مگر میں (لوگوں کا) مقتدا نہ بنا (اور میری کچھ قدر و منزلت
نہ ہوئی) قسم خدا کی اب میں لوگوں میں قرآن کو قائم کروں گا
تاکہ میں مقتدا بنوں۔ پھر وہ لوگوں میں قرآن کو قائم کرے گا مگر

فلا یتبع فیقول قد قرأتُ القرآنَ فلم اتبع وقد قمتُ به فلم اتبع وقد احتظرت فی بیتی مسجدا فلم اتبع واللہ لاٰتینّھم بحدیث لایجدوہ فی کتاب اللہ ولم یسمعوہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اتبع قال معاذ فایاکم فانّ ماجاء به ضلالۃ۔

(اس پر بھی) مقتدا نہ بنے گا پھر وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور لوگوں میں قرآن کو قائم کیا مگر میں مقتدا نہ بنا اب میں گھر میں مسجد بناؤں گا (اور سب سے علیحدہ رہ کر اُس میں عبادت کرونگا) تاکہ میں (لوگوں کا) مقتدا بنوں۔ پھر وہ اپنے گھر میں مسجد بنائیگا (اور اُس میں عبادت کرے گا) مگر (اس پر بھی) مقتدا نہ بنے گا۔ پھر تو وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور مقتدا نہ بنا اور میں نے لوگوں میں قرآن کو قائم کیا پھر بھی مقتدا نہ بنا اور میں نے اپنے گھر میں مسجد بنائی (اور سب سے علیحدہ رہ کر عبادت کرتا رہا) (اس پر بھی) مقتدا نہ بنا۔ قسم خدا کی اب میں لوگوں کے سامنے ایک ایسی نئی بات پیش کرونگا کہ جس کو وہ کتاب اللہ میں نہ پائیں گے اور نہ انھوں نے اُس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ پھر میں مقتدا بن جاؤں گا۔ حضرت معاذ نے (یہ بیان کر کے) فرمایا (اے لوگو!) تم ایسے شخص سے بچتے رہنا کیونکہ جو کچھ وہ ظاہر کرے گا (سراسر) گمراہی ہوگی۔

یازدہم سابق وعظ و فتوے موقوف بود برائے خلیفہ بدون امر خلیفہ وعظ نے گفتند و فتوی نے دادند و آخراً بغیر توقف بر رائے خلیفہ وعظ مے گفتند و فتوے مے دادند و دریں وقت مشاورۃ جماعۃ صالحین در فتوے موقوف ماند۔ آخرج ابوداؤد عن عوف بن مالک الاشجعی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقصّ الّا امیرٌ اومامورٌ او مختالٌ وَ اخرج الدارمی عن عون ابن عون عن محمد قال قال عمر لابن مسعود الم اُنبأ او اُنبئتُ انّك تفتی ولستَ بامیرٍ

گیارھویں اگلے زمانہ میں وعظ گوئی اور فتوٰی دینا خلیفہ کی رائے پر موقوف تھا بدون حکم خلیفہ کے لوگ وعظ نہ کہتے تھے اور نہ فتوے دیتے تھے اور اخیر زمانہ میں بغیر حکم خلیفہ کے وعظ کہنے اور فتوے دینے لگے (البتہ) اس وقت فتوی نیک لوگوں کے مشورہ پر موقوف رہا۔ ابوداؤد نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وعظ نہ بیان کرے مگر خلیفہ یا وہ شخص جو (وعظ گوئی پر) مامور ہو یا وہ شخص جو متکبر اور ریاکار ہے۔ اور دارمی نے ابن عون سے انھوں نے محمد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم فتوے دیتے ہو حالانکہ تم خلیفہ نہیں ہو (فتوے نہ دیا کرو) خلافت کی مشقت اور

وَلِّ حارّها من تولّٰی قارّها واخرج
الدارمی عن المسیب بن رافع قال
کانوا اذا نزلت فیهم قضیة لیس فیها
عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم
اثرٌ اجتمعوا لها و اجمعوا فالحق
فیما رأوا فالحق فیما رأوا وتحقیق آن
است کہ تا زمانِ حضرت عثمان رضؓ اختلافِ مسائل
فقہیہ واقع نمی شد و در محل اختلاف بخلیفہ رجوع
می کردند و خلیفہ بعد مشاورہ امری اختیار مے
کرد و ہماں امر مجمع علیہ می شد و بعد وجود
فتنہ ہر عالمے برأس خود فتوٰے می داد و
دریں زمانہ اختلاف واقع شد وآنچہ شہرستانی
در کتابِ ملل و نحل گفتہ کہ بمجرد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف
پدید آمد خطاست اختلاف آں نیست کہ در
اثنائے مشاورت اقوال متغایرہ گویند
وبآخر امرے منقح شود و بر ہماں امر اجماع کنند
اختلاف آنست کہ ہر دو قول مستقر پیدا
شود ہر یکے بجانبِ خود کشد و ہدم وضع مخالف
خواہد بالجملہ ہمیں ہفت نوع تغیر در
بہترین امت کہ علماء و عباد و
قراء اند پیدا شد و مفسدۂ عظیمہ کہ براں
مترتب گشت آنست کہ طبقاتِ متاخر
ایں تغیر را بہیئتہا و صفتہا سنت خیال کردند
ازیں جہت کہ اصل و ماخوذ از سنت

(زحمت) کا بار اُسی کے اوپر ڈالدو جو اُس کی راحت کا مالک ہوا
ہے۔ اور دارمی نے مسیب بن رافع سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی واقعہ ان کو پیش آتا
اور اس واقعہ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی
حدیث نہ ملتی تو سب یکجا ہو کر اُس کے حکم پر اجماع کر لیتے تھے
پس حق وہی ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا پس حق وہی
ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا اور اس باب میں تحقیق یہ
ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ تک مسائل فقہیہ میں اختلاف
واقع نہ ہوتا تھا (اس وقت) موقع اختلاف میں لوگ خلیفہ
کی جانب رجوع کرتے تھے اور خلیفہ مشورہ کے بعد کوئی بات تجویز
کر دیتا تھا اور اسی بات پر اجماع ہو جاتا تھا۔ اور فتنہ کے بعد
بذاتِ خود ہر عالم فتوے دینے لگا اور اسی زمانہ میں (مسائل کے
اندر) اختلاف واقع ہوا اور جو کہ شہرستانی نے (اپنی) کتاب ملل و نحل
میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے
ہی اختلاف پیدا ہو گیا (ان کا یہ کہنا) غلط ہے۔ اختلاف اس کا
نام نہیں ہے کہ اثنائے مشورہ میں (چند اشخاص) ایک دوسرے
کے مخالف اقوال کہیں اور بالآخر ایک امر منقح ہو کر اسی پر سب
اتفاق کر لیں (بلکہ) اختلاف یہ ہے کہ دو (مختلف) قول جو
رائج ہو جائیں پیدا ہوں اور ہر شخص (لوگوں کو) اپنی جانب
کھینچے اور جو (دعوی) اُس کے مخالف نے وضع کیا ہے اُس کو
باطل کرنا چاہے، الحاصل یہی سات قسم کا تغیر (یعنے اختلاف
مسائل فقہیہ) اس امت کے بہترین اشخاص میں جو کہ عالم اور
عابد اور قاری ہیں پیدا ہوا اور اس تغیر پر جو فسادِ عظیم کہ مرتب
ہوا یہ ہے کہ طبقاتِ متاخرین نے اس تغیر کو بایں ہیئت و صفت
سنت خیال کر لیا اس وجہ سے کہ اس اختلاف کی اصل سنتِ (رسول) سے

بود ولائمہ قائم نمودند برتارک آں یا مقصر
دراں آخرج الدارمی عن ابراھیم عن
علقمۃ عن عبد اللّٰہ قال کیف
انتم اذا لبستم فتنۃ یھرم فیھا
الکبیر ویربو فیھا الصغیر اذا ترک
منھا شیٔ قیل ترکت السنۃ قالوا
ومتی ذٰلک قال اذا ذھبت علماؤکم
وکثرت جھلاءکم وکثرت قراؤکم
وقلت فقھاؤکم وکثرت امراؤکم
وقلت امناءکم والتمست الدنیا
بعمل الاٰخرۃ وتفقہ لغیر الدین۔

دوازدہم وقوع قتال درمیان مسلمین
آخرج ابن ماجۃ من حدیث اسید
بن المتشمس قال حدثنا ابوموسیٰ
حدثنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم ان بین یدی الساعۃ لھرجا
قال قلت یا رسول اللّٰہ ماالھرج
قال القتل فقال بعض المسلمین
یا رسول اللّٰہ انا نقتل الاٰن فی
العام الواحد من المشرکین کذا
وکذا فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم لیس بقتل المشرکین
ولکن یقتل بعضکم بعضا حتی
یقتل الرجل جارہ وابن عمہ
وذا قرابتہ فقال بعض القوم

ماخوذ تھی اور (اسی بنا پر) متاخرین نے اپنے اپنے مذہب کے تارک و
مقصر کو ملامت جانا۔ دارمی نے ابراہیم سے اُنھوں نے علقمہ سے
اُنھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ
کہتے تھے کہ تمھارا کیا حال ہوگا جب تم کو وہ فتنہ پامال کر ڈالیگا کہ
جس میں جوان شخص بوڑھا ہوجائے گا۔ جب اُس (فتنہ) کی رائج
کی ہوئی باتوں سے) کوئی چیز متروک ہوجائے گی تو کہا جائیگا
کہ سُنت متروک ہوئی۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ کب ہوگا
اُنھوں نے جواب دیا کہ جب تمھارے علماء (دنیا سے) چلے جائیں
اور تم میں جاہل کثرت سے (پیدا) ہوجائیں اور تم میں قاری بکثرت
ہوں مگر لوگوں میں دین کے سمجھنے والے کم رہیں اور تمھارے سرداروں
کی کثرت ہو اور تم میں امانت دار اشخاص کم رہ جائیں اور بذریعہ
عمل آخرت کے دنیا طلب کی جائے اور دین کے سوا اور کچھ
حاصل کرنے کی غرض سے علوم دینی سیکھے جائیں (تو اُس وقت
سمجھ لینا کہ یہ فتنہ آگیا)۔

بارھویں مسلمانوں کے درمیان قتل (وخونریزی) کا
واقع ہونا۔ ابن ماجہ نے بروایت اسید بن متشمس روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ ہم سے ابوموسےٰ (اشعری) نے بیان کیا وہ کہتے تھے
ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے
قریب بیشک ہرج واقع ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!
ہرج کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا قتل۔ کسی شخص نے عرض کیا اے
رسول اللہ! ہم (اب بھی تو) ایک برس میں اتنے اتنے مشرکوں
کو قتل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں
کو قتل کرنا (ہرج) نہیں ہے بلکہ مسلمان ایک دوسرے کو قتل
کریں گے یہاں تک کہ آدمی اپنے ہمسایہ کو اور اپنے چچا زاد بھائی کو اور
اپنے قرابت دار کو قتل کر ڈالے گا اس پر کسی نے عرض کیا

یارسول اللہ ومعنا عقولنا ذلک الیوم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تنزع عقول اکثر ذلک الزمان
ویخلف لہ ھباء من الناس لا
عقول لھم ثم قال ابو موسی الاشعری
وایم اللہ لاظنھا مدرکتی وایاکم
وایم اللہ مالی ولکم منھا مخرج ان
ادرکتنا فیما عھد الینا نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم الا ان نخرج
منھا کما دخلنا فیھا واخرج ماجۃ
من حدیث عبد اللہ بن شداد
بن الھاد عن معاذ بن جبل قال
صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوما صلوۃ فاطال فیھا فلما انصرف
قلنا او قالوا یا رسول اللہ اطلت
الیوم الصلوۃ قال انی صلیت
صلوۃ رغبۃ ورھبۃ سألت
اللہ عزوجل لامتی ثلثا فاعطانی
اثنتین ورد علی واحدۃ سألتہ
ان لا یسلط علیھم عدوا من غیرھم فاعطانیھا
وسألتہ ان لا یھلکھم غرقا فاعطانیھا و
سألتہ ان لا یجعل بأسھم بینھم فردھا علی
واخرج ابن ماجۃ من حدیث ابی قلابۃ
الجرمی عن ابی اسماء الرحبی عن ثوبان مولی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن

یا رسول اللہ! (کیا) اُس دن ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہونگی۔ (یا ہماری عقلیں ہم سے سلب کر لی جائیں گی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر اشخاص کی عقلیں تو نہ سلب کر لی جائیں گی (مگر یہ ضرور ہوگا کہ) کمینے لوگ جن کو عقلیں نہ ہوں گی (اُس وقت اہل عقل کے) جانشین ہوں گے (اور حکومت کی باگ ایسے ہی اشخاص کے ہاتھ میں ہوگی) پھر (ابوموسیٰ) اشعری نے کہا۔ قسم خدا کی میں گمان کرتا ہوں کہ وہ فتنہ مجھ کو اور تم کو ضرور پانے والا ہے۔ قسم خدا کی اگر فتنہ نے ہم کو پالیا تو میرے اور تمہارے لئے حسب ارشاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں مگر یہ کہ ہم اُس سے (بچ کر) نکل جائیں جس طرح کہ اُس میں داخل ہوئے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ بن شداد بن الہاد حضرت معاذ بن جبل رض سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی اور دیر تک پڑھی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ہم نے یا اور لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ نے (خلاف معمول) نماز دیر تک پڑھی۔ آپ نے فرمایا میں نے (آج) رغبت اور خوف کی نماز پڑھی اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کیا کہ میری امت کو تین چیزیں عطا فرمائے اُس نے مجھے دو چیزیں تو عطا کیں اور تیسری چیز نہیں عطا کی۔ میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت کے غیر کو ان پر دشمن کر کے مسلط نہ کرے یہ تو اللہ نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ اُن کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے یہ بھی اُس نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اُس سے سوال کیا تھا کہ وہ آپس میں نہ لڑیں اُسے اللہ نے قبول نہیں کیا۔ اور ابن ماجہ نے بروایت ابو قلابہ جرمی، ابو اسماء رحبی سے اُنھوں نے ثوبان سے جو مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اُنھوں نے

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال زویت لی الارض حتی رأیت
مشارقہا ومغاربہا واعطیت
الکنزین الاصفر والاحمر والابیض
یعنی الذھب والفضۃ وقیل از ملکک
الی حیث زوی لک وانی سألت
اللہ عزوجل ثلاثا ان لا یسلط علی امتی
جوعا فیھلکھم بہ عامۃ وان لا یلبسھم
شیعا ویذیق بعضھم باس بعض
وانہ قیل لی اذا قضیت قضاء
فلا مرد لہ وانی لن اسلط علی
امتک جوعا فیھلکھم ولن اجمع علیھم من
بین اقطارھا حتی یفنی بعضھم بعضا و
یقتل بعضھم بعضا واذا وضع السیف
فلن یرفع عنھم الی یوم القیامۃ وان مما اتخوف
علی امتی ائمۃ مضلین وستعبد
قبائل من امتی الاوثان وستلحق
قبائل من امتی بالمشرکین وان
بین یدی الساعۃ دجالین کذابین
قریبا من ثلاثین کلھم یزعم انہ
نبی ولا تزال طائفۃ من امتی
علی الحق منصورین لا یضرھم
من خالفھم حتی یأتی امر
اللہ عزوجل ووقوع قتال و
شدت آں بعد مقتل حضرت ذی النورین رضؓ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے
میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق
اور مغرب کو دیکھ لیا۔ اور مجھے دونوں قسم کے خزانے زرد اور سرخ
اور سفید یعنی سونے اور چاندی کے عطا ہوئے اور مجھ سے کہا گیا کہ تمھاری
حکومت اُس مقام تک پہنچ جائے گی جو تمھارے لئے لپیٹا گیا
ہے۔ اور میں نے خدا سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت پر
بھوک (اور فاقہ) کو (اس طرح مسلط نہ کرے کہ وہ سب کے سب
اس کے سبب سے ہلاک ہوں اور ان میں باہم اختلاف پیدا نہ کر کہ
ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں تو مجھ سے (اس کے جواب میں)
یہ کہا گیا کہ جب میں حکم کر کے بات مقدر کر دیتا ہوں تو وہ ٹل
نہیں سکتی اور میں تمھاری امت پر بھوک مسلط نہ کرونگا
کہ ان کو ہلاک کر دے اور میں اُن پر زمین کے اطراف سے (اُنکے
غیر کو) جمع نہ کروں گا (تاکہ وہ اُن کو ہلاک کر دیں) بلکہ وہ خود
آپس میں ایک دوسرے کو فنا کر دیں گے اور ایک دوسرے کو
قتل کریں گے اور جب (اُن میں) تلوار رکھ دی جائے گی تو قیامت
تک اُن سے نہ اُٹھائی جائے گی اور (فرمایا) مجھے اپنی امت
کے حق میں جن امور کا خوف ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ گمراہ
کرنے والے حاکم ان پر مسلط ہوں گے اور عنقریب میری امت
کے کچھ قبیلے بُتوں کی پرستش کریں گے اور عنقریب میری
امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں گے اور قیامت کے
قریب تقریباً تیس دجال کذاب ہوں گے اُن میں سے ہر ایک دعوٰے
کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ اور (فرمایا) میری امت کی ایک
جماعت ہمیشہ حق پر اور فتحمند رہیگی ان کا مخالف ان کو کوئی
ضرر نہ پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل کا حکم آجائے تو اور
جنگ قتال اور اُس کی شدت کا حضرت ذوالنورین رضؓ کی شہادت کے بعد

ظاہر است ازانکہ بہ بیان محتاج باشد۔
سیزدہم شیوع سب سلف صالح فی الترمذی
فی تعداد علامات القیٰمۃ وان یسبّ آخر ھٰذہ
الامۃ اوّلہا و اخرج ابن ماجۃ من حدیث محمد
بن المنکدر عن جابر قال قال رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم اذا لعن اٰخر ھٰذہ الامۃ اولہا
فمن کتم حدیثاً فقد کتم ما انزل اللّٰہ عزّ وجلّ
وظاہر است کہ بعد مقتل حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ
اہل شام مبتلا شدند بسبِّ حضرت مرتضیٰ و در
مستدرک مذکور است کہ در لشکر حضرت مرتضیٰ
سب شیخین ظاہر شد و حضرت مرتضیٰ چندیں کس را بہمیں
گناہ از لشکر اخراج کردند و ہمچنیں سب حضرت عثمان
شیوع تمام پیدا کرد۔

چہاردہم افتراق مسلمین اخرج ابن ماجۃ
من حدیث ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال
قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تفرقت
الیہود علی احدی وسبعین فرقۃً وتفرقت امتی
علی ثلث وسبعین فرقۃً واخرج ابن ماجۃ
من حدیث راشد بن سعد عن عوف بن
مالک قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم افترقت الیہود علی احدی و
سبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وسبعون
فی النار وافترقت النصاری علی ثنتین و
سبعین فرقۃً فاحدی وسبعون فی النار
وواحدۃ فی الجنۃ والذی نفس محمد بیدہ

واقع ہونا ظاہر ہے محتاجِ بیان نہیں}۔

تیرھویں[۱۳] سلف صالحین کی بدگوئی کا رواج ہونا علاماتِ قیامت
کی تعداد میں (جامع) ترمذی میں ہے اور یہ کہ اس امت کے پچھلے
لوگ اگلوں کو برا کہیں۔ اور ابن ماجہ نے بروایتِ محمد بن منکدر حضرت
جابرؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت کریں تو
(اس وقت) جس کسی نے کوئی حدیث چھپائی (اور اگلوں کی
فضیلت نہ ظاہر کی) تو اُس نے (گویا) اُس (پوری) شریعت کو
چھپایا جس کو اللہ عزّ وجل نے اُتارا ہے {اور (یہ بھی) ظاہر
ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہلِ شام
حضرت مرتضےٰ (رضی اللہ عنہ) کے برا کہنے میں مبتلا ہوئے اور
مستدرک میں ہے کہ حضرت مرتضےٰ کے لشکر میں شیخین کی بدگوئی
ظاہر ہوئی اور حضرت مرتضےٰ نے بہت سے لوگوں کو اسی قصور
پر اپنے لشکر سے نکال دیا اور اسی طرح حضرت عثمانؓ کی بدگوئی (بھی)
خوب شائع ہوئی}۔

چودھویں[۱۴] مسلمانوں کا افتراق (اور ان کا مختلف فرقے
ہوجانا) ابن ماجہ نے بروایت ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا
ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود
میں اکہتّر فرقے ہوئے تھے اور میری امت میں تہتّر فرقے ہوجائینگے
اور ابن ماجہ نے بروایتِ راشد بن سعد عوف بن مالک سے نقل
کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود
اکہتّر فرقے ہوئے تھے ان میں سے ایک فرقہ تو جنّت میں جائے گا
(باقی) ستّر (فرقے) دوزخ میں پڑیں گے اور نصاریٰ کے بہتّر
فرقے ہوگئے تھے (جن میں سے) اکہتّر فرقے دوزخ میں جائیں گے
اور ایک جنّت میں قسم اُس کی جسکے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے

لتفترقن امتی علی ثلث وسبعین
فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وثنتان
وسبعون فی النار قیل یا رسول
اللہ من ھم قال الجماعۃ واخرج ابن ماجۃ
من حدیث قتادۃ عن انس بن مالک
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
بنی اسرائیل افترقت علی احدی وسبعین فرقۃ
وان امتی ستفترق علی ثنتین وسبعین
فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ۔

پانزدہم ظہور خوارج اخرج الحفاظ ذکر الخوارج
من حدیث جماعۃ عظیمۃ من الصحابۃ وھذا حدیث
متواتر بالمعنی اخرج ابن ماجۃ من حدیث
زر عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی اخر الزمان قوم
احداث الاسنان سفھاء الاحلام یقولون
من قول خیر الناس یقرءون القرآن
لا یجاوز تراقیھم یمرقون
من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ
فمن لقیھم فلیقتلھم فان قتلھم
اجر عند اللہ لمن قتلھم
واخرج ابن ماجۃ من حدیث
ابی سلمۃ قال قلت لابی سعید الخدری
ھل سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یذکر فی الحروریۃ
شیئا فقال سمعتہ یذکر قوما

میری امت تہتّر فرقے ہوجائے گی (اُن میں سے) ایک (فرقہ)
جنّت میں جائے گا اور (باقی) بہتّر فرقے دوزخ میں۔ کسی نے
پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے
فرمایا۔ جماعت (یعنے اہلِ سنّت وجماعت ہیں)۔ اور ابنِ ماجہ
نے بروایتِ قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل
اکہتّر فرقے ہوگئے تھے اور میری امت میں عنقریب تہتّر
فرقے ہوجائیں گے کُل فرقے دوزخ میں جائیں گے سوا ایک کے
اور وہ (فرقہ اہلِ) جماعت ہے۔

پندرھویں خوارج کا ظاہر ہونا۔ حفّاظِ (حدیث) کی ایک
بڑی جماعت نے صحابہ کی روایت سے خوارج کا ذکر نقل کیا
ہے اور یہ حدیث متواتر بالمعنے ہے۔ ابن ماجہ نے بروایتِ زِرّ
(بن جیش) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے
تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں
کچھ لوگ ہوں گے نوعمر جن کی عقلیں کم ہوں گی باتیں وہ
کریں گے جو لوگوں کی بہترین باتوں میں سے ہوں گی قرآن
پڑھیں گے (مگر) قرآن اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کریگا اسلام
سے ایسے صاف نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل
جاتا ہے (تم میں سے) جو کوئی اُن سے ملے تو اُسے چاہیئے کہ اُنکو
قتل کرڈالے کیونکہ اُن کے قتل کرنے میں اُن کے قاتل کیلئے
اللہ کے نزدیک (بڑا) اجر ہے۔ اور ابن ماجہ نے بروایتِ ابوسلمہ
نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوسعید خدری سے پوچھا
کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ
خوارج کے بارے میں کچھ ارشاد فرماتے تھے۔ ابوسعیدؓ نے جواب دیا
(ہاں) میں نے آپؐ سے سُنا ہے کہ آپؐ کچھ لوگوں کا ذکر کرتے تھے کہ

يتعبدون يحقر احدكم صلوته مع
صلوتهم وصومه مع صومهم يمرقون
من الدين كما يمرق السهم من الرمية
اخذ سهمه فنظر في نصله فلم ير
شيئا فنظر في رصافه فلم ير شيئا
فنظر في قدحه فلم ير شيئا فنظر
في القذذ فتمارى هل يرى شيئا
ام لا واخرج ابن ماجة عن
عبد الله بن الصامت عن
ابي ذر قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان بعدي
من امتي او سيكون بعدي من امتي
قوما يقرءون القرآن لا يجاوز حلوقهم
يمرقون من الدين كما يمرق
السهم من الرمية ثم لا يعودون
فيه هم شرار الخلق والخليقة
قال عبد الله بن الصامت فذكرت
ذلك لرافع بن عمرو اخي الحكم
الغفاري فقال انا ايضا قد سمعته
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
واخرج ابن ماجة عن ابي الزبير عن
جابر بن عبد الله قال كان رسول
الله صلى الله عليه وسلم بالجعرانة
وهو يقسم التبر والغنائم وهو
في حجر بلال فقال رجل اعدل يا محمد

وہ ایسی عبادتیں کریں گے کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے
سامنے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھوگے
(مگر باوجود اس ریاضت کے وہ لوگ) دین سے ایسے نکل جائیں گے
کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (شکاری) اپنے تیر کو لے کر
اُس کی گانسی میں نظر کرتا ہے تو کچھ (نشان خون کا) نہیں دیکھتا
پھر اس کے پھنے کو دیکھتا ہے اُس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا) نہیں
پاتا پھر تیر کی لکڑی میں نظر کرتا ہے اُس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا)
نہیں پاتا۔ پھر لکڑی کے سرے کو دیکھتا ہے تو شک کرتا ہے کہ
کیا (اُس میں) کچھ (اثر خون کا) دیکھا یا نہیں (دیکھا۔ اسی طرح
خوارج بھی دین سے بالکل نکل جائیں گے ان کے دلوں میں کوئی اثر
اسلام کا نہ رہے گا)۔ اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن صامت سے
انھوں نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد میری اُمت سے یا یہ فرمایا
کہ عنقریب میرے بعد میری امت سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ قرآن
پڑھیں گے (مگر) وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا وہ دین سے
اس طرح نکل جائیں گے جیسے کہ تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے
پھر وہ دین میں لوٹ کر نہ آئیں گے وہ تمام مخلوق میں سب سے بدتر
ہوں گے۔ عبداللہ بن صامتؓ کہتے کہ پھر میں نے یہ حدیث رافع
بن عمرو یعنے حکم غفاری کے بھائی سے بیان کی تو انھوں نے کہا
میں نے بھی اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور
ابن ماجہ نے ابوالزبیر سے انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مقام)
جعرانہ میں (مقیم) تھے اور آپ سونا اور دیگر اموالِ غنیمت تقسیم
کر رہے تھے مال حضرت بلالؓ کی گود میں تھا (اسی اثناء میں) ایک
شخص نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انصاف کے ساتھ تقسیم کیجیے

فانك لم تعدل فقال ويلك ومن يعدل بعدي اذا لم اعدل فقال عمر دعني يا رسول الله حتى اضرب عنق هذا المنافق فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا في اصحاب او اصيحاب له يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية واخرج ابن ماجة من حديث نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ينشأ نشؤ يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم كلما خرج قرن قطع قال ابن عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كلما خرج قرن قطع اكثر من عشرين مرة حتى يخرج في عراضهم الدجال واخرج ابن ماجة من حديث قتادة عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج قوم في آخر الزمان او في هذه الامة يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم او حلوقهم سيماهم التحليق اذا رأيتموهم او اذا لقيتموهم فاقتلوهم

(۱۶) شانزدہم و (۱۷) ہفتدہم قدریہ و مرجیہ پیدا شدند اخرج ابن ماجة من حديث جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان مجوس هذه الامة

کیونکہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا (اس شخص کی گستاخی پر) حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص (تنہا نہیں ہے بلکہ) اس کے بہت سے ساتھی ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں (مگر) وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (تم کس کس کو مارو گے) اور ابن ماجہ نے بروایتِ نافع حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے (مگر) اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کریگا جب کوئی جماعت ان کی نکلے گی وہ ہلاک کردی جائے گی۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے جب ان کی (یعنے خوارج کی) کوئی جماعت نکلیگی تو وہ ہلاک کردی جائے گی ایسا واقعہ بیس مرتبہ سے زیادہ ہوگا یہاں تک کہ اسی اثناء میں دجّال نکل آئے گا۔ اور ابن ماجہ نے بروایتِ قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ آخر زمانہ میں یا فرمایا اس امت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کا سر مُنڈا ہوا ہوگا جب تم اُن کو دیکھو یا فرمایا جب تم اُن سے ملو تو اُن کو قتل کرو۔

(۱۶) سولھویں اور (۱۷) سترھویں قدریہ اور مرجیہ پیدا ہوئے۔

ابن ماجہ نے بروایتِ حضرت جابر بن عبد اللہؓ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے مجوس لوگ

المکذبون باقدار اللہ ان مرضوا فلا تعودوھم
وان ماتوا فلا تشھدوھم وان لقیتموھم
فلا تسلموا علیھم واخرج ابن ماجۃ من
حدیث عکرمۃ عن ابن عباس قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان
من ھذہ الامۃ لیس لھما فی الاسلام
نصیب المرجئۃ والقدریۃ۔

ہیژدہم روافض پیدا شدند اخرج
الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال
دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا علی ان فیک من عیسی
علیہ السلام مثلا ابغضتہ الیھود حتی
بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی
انزلوہ بالمنزلۃ التی لیس لہ قال
وقال علی الا وانہ یھلک فی محب
مطر بما لیس فی ومبغض مفتر یحملہ
شنانی علی ان یبھتنی الا وانی لست
بنبی ولا یوحی الی ولکنی اعمل بکتاب
اللہ وسنۃ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم
بما استطعت فما امرتکم بہ من
طاعۃ اللہ فحق علیکم طاعتی مما
احببتم او کرھتم وما امرتکم بمعصیۃ
انا وغیری فلا طاعۃ لاحد فی معصیۃ
اللہ عزوجل انما الطاعۃ فی المعروف
و این چہار مذہب باطل

جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو تم
ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر وہ مرجائیں تو تم ان کے جنازہ کے
ساتھ نہ جاؤ اور اگر تم اُن کو (راستہ میں) ملو تو اُن کو سلام
نہ کرو۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل
کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں
دو گروہ ایسے ہیں کہ ان کو اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے وہ مرجیہ
اور قدریہ ہیں۔

اٹھارھویں رافضی پیدا ہوگئے۔ حاکم نے حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاکر فرمایا اے علیؓ! تم میں حضرت عیسٰے
علیہ السلام کی ایک مثال ہے اُن سے یہود نے بغض رکھا یہاں تک کہ
اُن کی والدہ کو بہتان لگایا اور اُن کو نصاریٰ نے دوست رکھا
یہاں تک کہ اُن کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا جو اُن کے لائق نہ تھا راوی
کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میرے متعلق بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے
ایک وہ جو میرے ساتھ محبت رکھے اور مجھ میں اُس بات کا قائل ہو جائے
جو مجھ میں نہیں ہے۔ اور (دوسرا) وہ جو مجھ سے بغض رکھے اور (میرے
اوپر) افترا کرے میری عداوت اُس کو اس امر پر برانگیختہ کرے کہ
وہ مجھ پر بہتان باندھے۔ آگاہ رہو میں نہ نبی ہوں اور نہ مجھ پر وحی
نازل ہوتی ہے بلکہ میں کتاب اللہ پر اور اُس کے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کی سنت پر بقدر طاقت خود عمل کرتا ہوں اگر میں طاعت
الٰہی کے متعلق تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت فرض ہے
وہ حکم تمہارے موافق ہو یا مخالف اگر تم کو خدا کی نافرمانی کا حکم دیا
جائے خواہ میں دوں یا کوئی اور دے تو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں
کسی (بندہ) کی اطاعت نہ کرنا چاہیئے۔ اطاعت دین (ہی کے
کاموں) میں ہے۔ یہی چاروں مذاہب باطلہ (یعنے مذہب قدریہ،

منشار۔ تولد سائر مذاہب باطلہ شد بمنزلہ چہار خلط نسبت تولد امراض شتّٰی۔

نوزدہم[19] استحلال فروج بتاویل آنکہ متعہ است و استحلال خمور بتاویل آنکہ نبیذ است و استحلال معازف دریں زمانہ پیدا شد اخرج البخاری عن ابی عامر او ابی مالک الاشعری قال سمعتُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لیکونن فی اُمّتی اقوام یستحلّون الحِرَّ والحریر والخمر والمعازف ولینزلنّ اقوامٌ الٰی جَنْبِ علمٍ تروح علیہم سارحۃ لھم فیأتیھم رجل لحاجتہ فیقول ارجع الینا غداً فیبیتھم اللّٰہ ویضع العَلَم ویَمسخ اٰخرین قردۃً وخنازیر الٰی یوم القیامۃ اخرج ابن ماجۃ من حدیث خالد بن معدان عن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتذھب اللیالی والایام حتی تشرب طائفۃ من اُمّتی الخمر یسمّونھا بغیر اسمھا واخرج ابن ماجۃ من حدیث ثابت بن السمط عن عبادۃ بن الصامت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یشرب ناس من اُمّتی الخمر باسم یسمّونھا ایاہ وجدت فی کتب تخریج احادیث

مذہب مرجیہ ۔ مذہب خوارج ۔ مذہب روافض) باقی مذاہبِ باطلہ کے پیدا ہونے کے سبب ہیں جیسا کہ چار خلط (خون ۔ صفرا ۔ بلغم ۔ سودا) امراضِ مختلفہ کے پیدا ہونے کے سبب ہوتے ہیں۔

انیسویں[19] (عورتوں کی) شرمگاہوں کو متعہ کی تاویل سے حلال کر لینا اور شراب کو نبیذ کی تاویل کے ساتھ حلال کر لینا اور راگ کے باجوں کا حلال کر لینا اس زمانہ (فتنہ) میں پیدا ہوا۔ امام بخاریؒ نے ابو عامر یا ابو مالک اشعری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو شرمگاہوں کو اور ریشمی لباس کو اور شراب کو اور باجوں کو حلال کر لیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے نیچے فروکش ہوں گے اور شام کے وقت اُن کے مویشی (چراگاہ سے) اُن کے پاس آتے ہوں گے۔ پھر ایک شخص (مویشیوں کی موجودگی میں) اپنی حاجت لے کر ان کے پاس آئے گا (اور اُن سے سوال کرے گا)، اُن میں سے کوئی شخص اُس کو جواب دے گا کہ کل آنا پس رات میں اللہ تعالٰے اُن کا یہ حال کر دے گا کہ پہاڑ کچھ لوگوں پر گرا دے گا اور کچھ لوگوں کو مسخ کر کے بندر اور سُور بنا دے گا۔ اور وہ قیامت تک اسی عذاب میں مُبتلا رہیں گے ۔ اور ابنِ ماجہ نے بروایتِ خالد بن معدان ابو امامہ باہلی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا۔ یہ رات دن نہ جائیں گے یہاں تک کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے۔ اور ابن ماجہ نے بروایتِ ثابت ابن سمط عبادہ بن صامت سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے کچھ لوگ شراب پییں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے۔ اور میں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی

الرافعی للحافظ ابن حجر العسقلانی قال روی عبد الرزاق عن معمر لو ان رجلاً اخذ بقول اھل المدینۃ فی استماع الغناء واتیان النساء فی ادبارھن وبقول اھل مکۃ فی المتعۃ والصرف وبقول اھل الکوفۃ فی المسکر کان شر عباد اللہ۔

بستم ارتفاع امن از مسلمانان درمیان خود بسبب آنکہ یکے پدرے کشتہ بود ویکے برادرے تا آنکہ مختفی شدند از یک دیگر ونماز در مسجد نتوانستند خواند۔

اخرج مسلم من حدیث شقیق عن حذیفۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احصوا لی کم یلفظ الاسلام قال فقلنا یا رسول اللہ اتخاف علینا ونحن ما بین الست مائۃ الی السبع مائۃ قال انکم لا تدرون لعلکم ان تبتلوا قال فابتلینا حتی جعل الرجل منا لا یصلی الا سرا۔

بست ویکم ریاست جمعے کہ استحقاق ریاست نداشتند یا مفضول بودند بہ نسبت مستحقین خلافت

کتاب تخریج احادیث رافعی میں یہ دیکھا کہ اُنھوں نے لکھا ہے کہ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غنا سُننے کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہلِ مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صَرف کے متعلق اہلِ مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلت) میں اہلِ کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے بُرا ہوگا (کہ ہر مذہب کی بُری باتوں کو اس نے چُن چُن کر لے لیا)۔[1]

بیسویں مسلمانوں میں ایک دوسرے سے امن اُٹھ جانا بسبب اس کے کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے باپ کو مار ڈالا تھا اور ایک نے دوسرے کے بھائی کو قتل کیا تھا یہاں تک کہ ایک دوسرے سے (خوف رکھ کر) اپنے گھروں میں چُھپ رہے اور مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (امام) مسلمؒ نے بروایتِ شقیق حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپؐ نے فرمایا شمار کرو کہ کس قدر لوگ (کلمہ) اسلام کے پڑھنے والے ہیں۔ ہم نے کہا اے رسول اللہ کیا آپؐ کو ہم پر کچھ خوف ہے؟ حالانکہ (اس وقت) ہم لوگ (کلمہ گو) چھ سو اور سات سو کے درمیان میں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم کو خبر نہیں شاید کہ تم مبتلا ہو جاؤ۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ پھر ہم مبتلا ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص چُھپ کر نماز پڑھتا تھا۔

اکیسویں اُن لوگوں کا ریاست پانا جن کو ریاست کا بالکل استحقاق ہی نہ تھا یا بہ نسبت اور مستحقین خلافت کے کم درجہ کے تھے (اور

[1] معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر یا تو راوی سے وہم ہوا یا معمر ہی کو غلط خبر ملی کیونکہ عورتوں کے ساتھ لواطت نہ اہلِ مدینہ کے یہاں جائز ہے نہ کسی اور امام اہلِ سنت کے نزدیک اسیطرح نشہ کی چیز نہ اہلِ کوفہ کے نزدیک جائز ہے نہ کسی دوسرے امام اہلِ سنت کے نزدیک۔ اس قسم کی غلطی دوسروں کے مذاہب بیان کرنے میں اکثر ہو گئی ہے۔ جیسے صاحبِ ہدایہ سے یہ غلطی ہو گئی کہ اُنھوں نے لکھا کہ امام مالکؒ کے نزدیک متعہ حلال ہے۔

مرّ من حدیث حذیفۃ ویرث دنیاکم اشرارکم اخرج البخاری وغیرہ من حدیث ابی ھریرۃ قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مجلس یحدث القوم جاءہ اعرابی قال متی الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال کیف اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ واخرج البغوی من حدیث عبد اللہ ابن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشت امتی المطیطاء وخدمتھم ابناء الملوک ابناء فارس والروم سلط اللہ شرارھا علی خیارھا و این معنے در زمان حضرت عثمانؓ متحقق شد۔

بست و دوم فتور عظیم افتاد در اقامت ارکان اسلام اخرج ابن ماجۃ من حدیث عثمان بن خثیم عن القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سیلی امورکم بعدی رجال یطفئون من السنۃ ویعملون بالبدعۃ ویؤخرون الصلوٰۃ عن مواقیتھا قلت یا رسول اللہ ان ادرکتھم کیف افعل قال تسألنی یا ابن ام عبد کیف تفعل لا طاعۃ لمن عصی اللہ

خلیفہ بنا دیئے گئے) یہ مضمون حذیفہ کی اس حدیث میں گزرا کہ تم لوگوں کے بُرے اشخاص تمہاری دُنیا کے وارث ہو جائیں گے۔ امام بخاری وغیرہ نے بروایتِ ابوہریرہؓ نقل کیا ہے کہ ابوہریرہؓ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں لوگوں سے کچھ فرما رہے تھے اسی اثناء میں ایک اعرابی آیا اور آپؐ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا جب امانت ضائع کردی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پھر اس اعرابی نے پوچھا امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا۔ جب امرِ حکومت نااہل کے سپرد ہو تو تم قیامت (کے آنے) کا انتظار کرو۔ اور بغوی نے بروایتِ عبد اللہ بن دینار حضرت (عبد اللہ) بن عمرؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت تکبر کی چال چلے اور شاہانِ فارس و روم کی اولاد (ملکی فتوحات کے سبب غلام بن کر) اُن کی خدمت کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کے بُرے لوگوں کو اُن کے اچھے لوگوں پر مسلّط کردے گا۔ {یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پائی گئی}۔

بائیسویں ارکانِ اسلام کے قائم رکھنے میں فتورِ عظیم واقع ہوا۔ ابن ماجہ نے بروایتِ عثمان بن خُثیم کے قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ان کے دادا حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے کام ایسے لوگوں کے اختیار میں چلے جائیں گے جو سنت (کے نور) کو بجھا دیں گے اور بدعت پر عمل کریں گے اور نمازوں کو اُن کے وقتوں سے ہٹا کر پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا اے ابنِ اُمِّ عبد تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا کروں (سُنو) جو خدا کی نافرمانی کرے اُس کی اطاعت (جائز نہیں)

وَ اخرج البخاری وغیرہ وھٰذا لفظ
البغوی عن ثابت عن انس قال ما اعرف
منکم شیئًا کنت اعھدہ علٰی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیس قولکم لا الٰہ الا اللہ
قلنا یا ابا حمزۃ الصلوۃ فقال قد صلیتم
حین تغرب الشمس افکانت تلک صلوٰۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم
قال علی انی لم اَرَ زمانا خیرا للعامل
من زمانکم ھٰذا الا ان یکون زمان مع
نبی وقد مرّ حدیث انس وغیرہ اذا
مات ابوبکر وعمر وعثمان فتبًا لکم و
فی لفظ فان استطعت ان تموت فمت
ومعلوم است از تاریخ کہ اقامتِ حج بعد حضرت
عثمانؓ ہیچ خلیفہ بذاتِ خود نہ کردہ است بلکہ
نائبے را مقرر کردند وحضرت مرتضٰی برائے آں
اقامتِ حج بذاتِ خود نتوانست نمود بلکہ در
بعض سنین نائب ہم نتوانست فرستاد
کما ھو مذکور فی المستدرک ومعاویہ
بن ابی سفیان ابان بن عثمان را
امیر الحج ساختہ بود در ایامِ خلافتِ
خود حال آنکہ خلفائے سابق اقامت
حج بنفسِ خود مے کردند الا بعذر
و اقامتِ حج ضمیمۂ خلافت
بود بلکہ از خواص خلیفہ چنانکہ
بر تخت نشستن

اور (امام) بخاریؒ وغیرہ نے ثابتؓ سے انھوں نے حضرت انسؓ
سے روایت کی ہے اور یہ الفاظ بغوی کے ہیں کہ حضرت انسؓ کہتے
تھے میں تم میں اب وہ کوئی بات نہیں دیکھتا جو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیکھتا تھا سوا اس کے کہ تم لا الٰہ الا اللہ
کہتے ہو ہم نے کہا اے ابو حمزہ نماز (تو ہم پڑھا کرتے ہیں) انھوں
نے کہا (ہاں نماز پڑھا کرتے ہو مگر یہ نماز بھی کس کام کی)
جب آفتاب غروب ہونے لگا (تم اُٹھے اور عصر کی نماز پڑھ لی)
کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی (ہرگز نہیں)
پھر انھوں نے کہا باوجودیکہ میں عبادت کرنے والے کے لئے تمہارے
اس زمانہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں دیکھتا سوا اس زمانہ کے جو
نبی کے ساتھ ہو (اس حالت پر تمھاری سُستی اور زیادہ جائے
تعجب ہے) حضرت انسؓ وغیرہ کی یہ حدیث (اوپر) گذری کہ
جب ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ مرجائیں تو پھر تمھارے لئے ہلاکت
ہے۔ اور ایک روایت میں اس قدر اور زیادہ ہے۔ پس اگر تم
سے ہو سکے تو تم مرجانا۔ اور (واقعاتِ) تاریخ سے یہ (امر بھی)
بخوبی معلوم (ہوچکا) ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد کوئی خلیفہ
بذاتِ خود حج کو قائم نہ کرسکا بلکہ خلفاء (حج قائم کرنے کے لئے)
اپنا نائب مقرر کرلیتے تھے (بنفسِ خود اقامتِ حج میں معذور تھے)
اور حضرت مرتضٰے بھی اسی وجہ سے بذاتِ خود حج کو قائم نہ کرسکے
بلکہ بعض بعض سال (اپنا) نائب بھی نہ بھیج سکے جیساکہ مستدرک
میں مذکور ہے۔ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی خلافت
کے زمانہ میں ابان بن عثمان کو امیر حج کردیا تھا حالانکہ خلفائے
سابقین بذاتِ خود حج کو قائم کرلیتے تھے مگر کسی عذر سے (نہ
جاسکتے تو وہ دوسری بات ہے) اور حج کو قائم کرنا خلافت کا
ضمیمہ تھا بلکہ خلیفہ کی خصوصیات میں سے تھا جس طرح تخت پر بیٹھنا

وتاج بر سر نہادن یا در کوشک بادشاہان
پیشین اقامت نمودن در اکاسرہ وقیاصرہ
علامت بادشاہی بود۔

بست وسوم اختیار تشدّد درعبادات وراضی
برخص شرعیہ لشدن فی المصابیح قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین یُسْرٌ ولن
یُشادَّ الدین احدٌ الا غلبہ فسددوا وقاربوا
وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیء
من الدلجۃ ذکر البغوی عن عُمیر قال من
ادرکتُ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اکثر من سبعین فما رأیتُ قوماً اھون
سیرۃً ولا اقلّ تشدیداً منہم قال ابراھیم
اذا بلغک فی الاسلام امران فخذ ایسرھما
وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی
امرین فخذ ایسرھما وقال الشعبی اذا
اختلف علیک فی امرین فخذ
ایسرھما فان ایسرھما اقربہما من
الحق لان اللہ سبحانہ وتعالیٰ یقول یُرِیْدُ
اللہ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔
وازیں آثار مفہوم می شود کہ تلقط رُخص از
مذاہب اربعہ بعد ازانکہ نص قرآن و حدیث
مشہور و اجماع سلف وقیاس جلی و
حدیث صحیح ازاں باز نداشتہ باشد حسن
است خلافاً للفقہاء المتاخرین بل
نسبہ بعضہم الی الفسق۔

اور سر پر رکھنا یا اگلے بادشاہوں کے محل میں رہنا شاہانِ فارس
قدیم میں بادشاہی کی علامات سے تھا۔

تیئیسویں (۲۳) عبادات میں تشدد (اور سختی) اختیار کرنا
اور رخصتِ شرعی کے ساتھ راضی نہ ہونا۔ مصابیح میں ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک دین (سر تاپا)
آسانی ہے اور ہرگز کوئی شخص دین میں تشدد نہ کرے گا مگر یہ کہ
دین اس پر غالب آئے گا (اور وہ نیک اعمال کرنے سے عاجز ہوگا)
لہٰذا تم سیدھے رہو اور (عمل کے) قریب ہو جاؤ اور بشارت پاؤ
اور صبح و شام اور کچھ رات (کی عبادت) سے مدد چاہو۔ اور
بغوی نے عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں جن صحابہ سے
ملا ہوں وہ ستّر سے زیادہ تھے۔ میں نے کسی قوم کو سیرت (وعادت)
میں آسان (اور امور دین میں) کم تشدد کرنے والا ان سے بڑھ کر
نہ دیکھا۔ ابراہیم (نخعی) کہتے ہیں جب تم کو اسلام میں دو
کام معلوم ہوں (اور ایک ان میں آسان ہو اور دوسرا مشکل ہو)
تو ان دو میں جو آسان ہو اُسے اختیار کرو۔ اور (امام) شعبی
کہتے ہیں کہ جب دو کام تم کو پیش آئیں تو اُن میں سے جو آسان ہو
اُسے اختیار کرو کیونکہ جو اُن دونوں میں آسان ہے وہی حق سے
قریب تر ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے یرید اللہ بکم
الیسر تا آخر (ترجمہ:۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور
تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا) ان آثار سے مفہوم ہوتا ہے
کہ مذاہب اربعہ میں سے رخصت کے مسائل کو چُن چُن کر اختیار
کر لینا بعد اس کے کہ نص قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع
سلف اور قیاس جلی اور حدیث صحیح اُن سے نہ روکے مستحسن ہے
مگر فقہاء متأخرین کا اس میں اختلاف ہے بلکہ بعض فقہاء نے
اس فعل کو فسق کی طرف منسوب کیا ہے۔

بست وچہارم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوٌ فتنہ را ذکر فرمودند آخرج البغوے من حدیث حذیفۃ قال قلتُ یا رسول اللہ ایکون بعد ھٰذا الخیر شرٌ کما کان قبلہ شرٌ قال نعم قلت فما العصمۃ یارسول اللہ قال السیف قلت وھل بعد السّیف بقیۃ قال نعم یکون امارۃٌ علیٰ اقذاءٍ وَھُدْنَۃٌ علیٰ دَخَنٍ قال قلتُ ثم ماذا قال ثم ینشأ دعاۃُ الضلالۃ فان کان للہ فی الارض خلیفۃٌ جلدَ ظھرکَ واخذ مالکَ فالزمہ والا فمُتْ وانتَ عاضٌ علیٰ جِذْلِ شجرۃٍ وفی لفظ قلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ وشر فجاءنا اللہ بھٰذا الخیر فھل بعد ھٰذا الخیر من شرٍ قال نعم قلتُ وھل بعد ذٰلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دَخَنٌ قال قلتُ وما دخنہ قال قوم یھدون بغیر ھَدْیِی تعرفُ منھم وتُنکر قلت فھل بعد ذٰلک الخیر من شرٍ قال نعم دُعاۃٌ علیٰ ابواب جھنم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلتُ

چوبیسویں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دوٌ فتنے ذکر فرمائے۔ بغوی نے بروایتِ حذیفہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے (خدمتِ نبوی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس خیر (و برکت کے زمانہ) کے بعد شر (و فساد) بھی ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے شر تھا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! پھر (اُس سے) بچاؤ (کی) کیا (صورت) ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ تلوار۔ میں نے عرض کیا۔ کیا تلوار کے بعد بھی کچھ فتنہ باقی رہ جائیگا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں امارت ہوگی کدورت کے ساتھ اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا گمراہی کی طرف بُلانے والے پیدا ہوں گے۔ پس (اس وقت) اگر زمین پر اللہ کا (کوئی) خلیفہ ہو گو وہ تم کو مارے اور تمہارا مال چھین لے تم اُس کے ساتھ ہی رہنا ورنہ (درصورت نہ ہونے خلیفہ کے) تم اس حال میں جان دینا کہ درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑے ہو۔ اور ایک روایت میں (اس طرح) ہے میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! ہم لوگ جاہلیت اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ تعالےٰ اس خیر (و برکت یعنے دینِ اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد (پھر) شر ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد (بھی) خیر ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں (ہوگی) مگر تیرگی کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا اُس کی تیرگی کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے جو میری روش چھوڑ کر دوسری روش پر چلیں گے تم اُن میں نیک و بد (دونوں قسم کی باتیں) دیکھوگے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا اس خیر کے بعد (بھی) شر ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوئے (لوگوں کو) بُلاتے ہوں گے جس نے اُن کا کہنا مانا اُنھوں نے اُسے دوزخ میں ڈال دیا۔ میں نے عرض کیا کہ

یا رسول اللہ صلعم لنا قال ھم من جلدتنا
ویتکلمون بألسنتنا قلت فما تأمرنی ان
ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین
وامامھم قلت فان لم یکن جماعۃ
ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق
کلھا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتی
یدرکک الموت وانت علی ذلک
و اخرج مسلم عن عتبۃ بن غزوان
حدیثا طویلا فی اٰخرہ وانھا لم تکن
نبوۃ قط الا تناسخت حتی یکون
عاقبتھا ملکا فستخبرون وتجربون الامراء
بعدنا و تفسیر این دو فتنہ در کلام
سعید بن المسیب است قال سعید
بن المسیب ثارت الفتنۃ الاولی فلم یبق
ممن شھد بدرا احد ثم کانت الثانیۃ
فلم یبق ممن شھد الحدیبیۃ
احد قال واظن لو کانت الثالثۃ
لم ترتفع وفی الناس طباخ
قال البغوی اراد بالفتنۃ الاولی
مقتل عثمان وبالثانیۃ الحرۃ
وقولہ طباخ ای خیر ونفع یقال
فلان لا طباخ لہ ای لا عقل لہ
پس فتنۂ اولیٰ مقتل حضرت عثمان و
مابعد او است الا آنکہ خلافت معاویہ بن
ابی سفیان مستقر شد و فتنۂ ثانیہ

یا رسول اللہ! آپ ہم سے ان لوگوں کی پہچان بیان فرمادیں۔ آپ
نے فرمایا وہ لوگ ہمارے ہی ملک کے ہوں گے اور ہماری ہی زبان
میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ میرے لئے کیا حکم
کرتے ہیں اگر میں اُن کا زمانہ پاؤں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا مسلمانوں
کی جماعت اور اُن کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ
اگر (اس وقت) جماعت اور امام نہ ہوں (تو کیا کروں) آپ نے
فرمایا تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور اگرچہ تم (سب سے الگ
رہ کر) کسی درخت کی جڑ دانتوں سے مضبوط پکڑے ہو اور اسی حال
میں تمھاری موت آجائے (تو تمھارے حق میں بہتر ہوگا۔ اور
امام مسلمؒ نے عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث روایت
کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ کوئی نبوت ایسی نہیں ہوئی
ہے کہ وہ رفتہ رفتہ سلطنت نہ بن گئی ہو۔ اور عنقریب تمھاری
آزمائش ہوگی اور تم کو ہمارے بعد سرداروں کا تجربہ ہوجائیگا۔
اور ان دو فتنوں کی تفسیر سعید بن مسیب کے کلام سے واضح ہوتی
ہے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ پھیلا تو اُس میں
حاضرین بدر سے کوئی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فتنہ ہوا تو حاضرین حدیبیہ
میں سے ایک بھی نہ رہا اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر اب تیسرا فتنہ
ہوا تو وہ کسی صاحب طباخ کو باقی نہ رکھے گا۔ بغوی اس قول
کی شرح میں، کہتے ہیں کہ سعید بن مسیبؒ نے پہلے فتنہ سے حضرت عثمانؓ
کی شہادت مراد لی اور دوسرے (فتنہ) سے (واقعہ) حرہ (جو
یزید کے زمانہ میں ہوا ہے) اور لفظ طباخ کے معنے خیر و نفع کے
ہیں (عرب کے محاورہ میں) کہا جاتا ہے فلاں شخص کے لئے طباخ
نہیں یعنے اُس کو عقل نہیں۔ پس فتنۂ اولیٰ (کی مدت) حضرت
عثمانؓ کی شہادت اور اُس کے بعد اس وقت تک کہ حضرت
معاویہ بن ابو سفیان کی خلافت قائم ہوئی۔ اور فتنۂ ثانیہ

بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استقرار
خلافت عبد الملک۔ در روایتِ اُولیٰ واقعہ
ردّت کہ در زمانِ حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ واقع شدہ بود فتنہ شمردہ اند
باعتبار شدّت بر مسلمین و در روایتِ ثانیہ
ردّت را فتنہ نشمردہ اند زیراکہ ایں واقعہ
بین المسلمین نبود بلکہ درمیان مسلمین وکفار۔
بست و پنجم[۲۵] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے
نشو و نمائے ملت اسلامیہ صورتے معین فرمودند
کہ تا آخر عہد حضرت عثمان متحقق شد و بعد ازاں
انذار بفتن نمودند اخرج البغوی عن عروۃ
بن الزبیر عن کرز بن علقمۃ الخزاعی قال قال
اعرابیؓ یا رسول اللہ ھل للاسلام منتھیٰ
قال نعم ایما اھل بیت من العرب
والعجم اراد اللہ بھم خیرًا ادخل
اللہ علیھم الاسلام قال ثم
ماذا یا رسول اللہ قال ثم
یقع الفتن کانھا الظلل قال
فقال الاعرابی کلا یا رسول اللہ فقال
النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم والذی
نفسی بیدہ لا ثم لتعودن فیما اساود
صُبّاء یضرب بعضکم رقاب بعض قولہ
اساود ای حیات وقولہ صُبّاء جمع صابئ
وصبا اذا مال من دین الی دین۔
بست و ششم[۲۶] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تعداد فتن

حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی وفات سے شروع ہوا اور عبد الملک
کی خلافت کے قرار پذیر ہونے تک رہا۔ پہلی روایت میں واقعہ ردّت
کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا فتنہ
میں شمار کیا ہے اس اعتبار سے کہ (اس فتنہ میں) مسلمانوں
پر شدّت ہوئی (اور جدال و قتال کے مصائب پیش آئے) اور
دوسری روایت میں ردّت کو فتنہ نہیں شمار کیا کیونکہ یہ واقعہ
مسلمانوں کے درمیان نہ تھا بلکہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان
میں تھا (اور فتنہ وہی ہے جو مسلمانوں کے درمیان ہو)۔
پچیسویں[۲۵] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشو و نمائے
ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک صورت مقرر فرمائی تھی جو اخیر عہد
حضرت عثمانؓ تک متحقق ہوئی۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے فتنہ
سے ڈرایا۔ بغوی نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے کرز بن علقمہ خزاعی
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے (خدمتِ نبوی
میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اسلام کی (ترقی کی) کوئی
حد ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں (ہے) عرب ہوں یا عجم جن گھر والوں
کے لئے اللہ بہتری چاہے گا اُن پر اسلام کو داخل کرے گا۔
اُس اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟
آپؐ نے فرمایا۔ پھر مثل ابر کے فتنے گھیر لیں گے۔ پھر اعرابی نے
عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا تو ہرگز نہ ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ایسا
تو ضرور ہوگا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان
ہے تم اساوِد صبار (یعنے سانپ بن کر اور بے دین ہوکر) ان
فتنوں میں ضرور پڑوگے۔ {اساوِدَ (اسود کی جمع) یعنے سانپ
اور صبار صابی کی جمع ہے۔ عرب کہتے ہیں صَبَا جب کوئی شخص
ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف میلان کرے}۔
چھبیسویں[۲۶] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی تعداد میں

بیان فرمودند۔ آخرج البغوی عن عوف
بن مالك الاشجعی قال اتیت النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوك وھو فی قبۃ آدم
فقال اُعْدُدْ ستاً بین یدی الساعۃ موتی
ثم فتح بیت المقدس ثم موتان یاخذ فیکم
کقعاص الغنم ثم استفاضۃ المال حتی یعطی الرجل
مائۃ دینار فیظل ساخطاً ثم فتنۃ لا یبقی
بیت من العرب الا دخلتہ ثم ھدنۃ تکون
بینکم وبین بنی الاصفر فیغدرون
فیاتونکم تحت ثمانین غایۃ تحت کل
غایۃ اثنا عشر الفاً۔ بعد انتقال آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم برفیق اعلیٰ فتح بیت المقدس
واقع شد بعد ازاں طاعون عمواس بعد
ازاں کثرت مال در زمان حضرت عثمان رض
بعد ازاں فتنۂ مستطیرۂ عامہ کہ بسبب
شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
پدیدار گشت۔

بست و ہفتم آخرج البغوی من حدیث
جبیر بن نفیر عن مالك بن یخامر عن معاذ
بن جبل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج
الملحمۃ وخروج الملحمۃ فتح القسطنطنیۃ وفتح القسطنطنیۃ
خروج الدجال ثم ضرب علی
فخذہ الذی حدثہ یعنی
معاذاً او علی منکبہ

بیان فرمایا۔ بغوی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ تبوک میں
حاضر ہوا (اس وقت) آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔
آپ نے فرمایا۔ قیامت (آنے) سے پہلے چھ (کاموں کا
ہونا) شمار کرو۔ میری وفات پھر بیت المقدس کا فتح ہونا۔
پھر ایک مرگ عام تم میں شروع ہوگی جس طرح بکریوں میں پھیل
جاتی ہے (اور سب کی سب مرجاتی ہیں) پھر مال کی کثرت یہاں
تک کہ (ایک ایک) آدمی کو (سو) سو دینار ملیں گے پھر بھی
وہ ناخوش ہی رہے گا۔ پھر وہ (عام) فتنہ کہ عرب کا کوئی گھر
باقی نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر تمھارے اور بنی اصفر
(یعنی روم) کے درمیان صلح ہوجائے گی پھر وہ عہد شکنی کریں گے
اور تم پر اسی علم لے کر چڑھائی کریں گے اور ہر علم کے نیچے بارہ
بارہ ہزار کی جماعت ہوگی [آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد بیت المقدس
فتح ہوا۔ بیت المقدس کے فتح کے بعد طاعون عمواس پھیلا اس کے
بعد حضرت عثمان رض کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوئی۔ پھر اس کے
بعد عالمگیر اور عام فتنہ ہوا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
شہادت کے سبب سے پیدا ہوا]۔

ستائیسویں۔ بغوی نے بروایت جبیر بن نفیر کے مالک
بن یخامر سے انھوں نے حضرت معاذ بن جبل رض سے نقل کیا ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت المقدس کا آباد
ہونا مدینہ کی ویرانی کا سبب ہوگا اور مدینہ کا ویران ہونا سخت
لڑائی کو برپا کرے گا اور اسی لڑائی سے قسطنطنیہ فتح ہوگی اور
قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال نکلے گا۔ پھر آپ نے جس سے یہ
حدیث بیان فرمائی تھی یعنی حضرت معاذ رض کے دونوں رانوں یا شانہ پر

ثم قال ان ھذا الحقّ کما انت ھھنا
او کما انت قاعد بیت المقدس اینجا
کنایہ از اقلیم شام است زیرا کہ بیت المقدس
افضل و اقدم بقاع اوست و نشست
انبیائے بنی اسرائیل علیہم السلام و ملوک
ایشاں آنجا بود و عمران شام در زمانِ
خلافت حضرت عثمان و امارت معاویہ
ابن ابی سفیان از جانب حضرت عثمانؓ
واقع شد و خراب یثرب قتل حضرت
عثمانؓ و برآمدن حضرت مرتضٰی بجانب
عراق و خروج ملحمہ حرب جمل و صفین
است و فتح قسطنطنیہ در زمانِ امارتِ
مُعاویہ بن ابی سفیان بظہور آمد اینجا
حیرتے بخاطر مے رسد کہ خروج دجال را
متعاقب قسطنطنیہ آوردہ شد حالانکہ
زیادہ از ہزار سال از فتح قسطنطنیہ
گذشت و ہنوز بوئے از خروج دجال
بمشام نہ رسید ہمچنیں در حدیث
حذیفہ کہ مذکور شد کہ لا تقوم الساعۃ
حتی تقتلوا امامکم وتجتلدوا
باسیافکم ایں لفظ مُنبی ست از انکہ
واقعۂ قتل امام و اجتلاد باسیاف علامت
قیامت است حالانکہ زیادہ از ہزار سال
منقضی شد و اثرے از ساعت ظہور نہ کرد
و ہمچنیں بعثت انا والساعۃ کھاتین

ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ بالیقین حق ہے جس طرح تمھارا یہاں ہونا
یا (فرمایا) تمھارا یہاں بیٹھا ہونا (یقینی ہے) اس جگہ بیت المقدس
سے مراد اقلیمِ شام ہے کیونکہ بیت المقدس ملکِ شام کے جملہ مقامات
سے مقدم اور افضل ہے اور حضرات انبیاء بنی اسرائیل علیہم
السلام کے بادشاہوں کی نشستگاہ اسی جگہ تھی (پس مقام افضل
کو بول کر پوری ولایت مراد لی گئی) اور ملک شام کی آبادی (اور
ترقی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب کہ حضرت
معاویہ بن ابی سفیان حضرت عثمانؓ کی طرف سے وہاں کے حاکم
تھے ہوئی اور مدینہ کا ویران ہونا حضرت عثمانؓ کی شہادت اور
حضرت مرتضٰی کے (مدینہ چھوڑ کر) بجانب عراق جانے سے اور
واقعاتِ حرب جمل و صفین پیش آنے سے ہوئی۔ اور فتح قسطنطنیہ
حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی امارت میں ظاہر ہوئی۔ اس
مقام میں (اس حدیث کے سُننے سے) دل میں سخت حیرت پیدا
ہوتی ہے کہ دجّال کا خروج (فتح) قسطنطنیہ کے بعد ہی بیان ہوا
ہے حالانکہ فتح قسطنطنیہ سے اب تک ہزار سال سے زیادہ زمانہ
گزر گیا (مگر) ابتک دجّال کے خروج کی بُو بھی (کسی) دماغ میں
نہ پہنچی۔ اور اسی طرح حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں (بھی حیرت
لاحق ہوتی ہے) جو اوپر مذکور ہوئی (وہ حدیث یہ ہے کہ) قیامت
قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ اپنے خلیفہ کو قتل نہ کرو اور باہم
شمشیر زنی نہ کرو۔ اس حدیث کے الفاظ بھی خبر دے رہے ہیں
کہ واقعہ قتل خلیفہ اور مسلمانوں کا باہم شمشیر زنی کرنا قیامت
کی علامت ہے حالانکہ ہزار سال سے زیادہ مدت گزر گئی اور ابتک
قیامت کے آنے کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ اور اسی طرح یہ حدیث
(بھی حیرت پیدا کرتی ہے) حضرتؐ نے (فرمایا) میں اور قیامت
اس طرح (ملا ہوا) بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو (انگلیاں ایک دوسرے سے

وہچنیں آیت اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ
الۡقَمَرُ الی غیر ذٰلک من احادیث
و آیات فی ھٰذا المعنٰی مما لا یحصٰی
وجوابش آنست کہ خروج دجال و قیام
ساعت یا ہر فتنہ کہ مذکور شد
ربطے دارد مانند ربط نشاندن نہال
ببار آوردن آں نہال گویا ابتدائے
حرکت ایں فتنہ است و غایت
آں خروج دجال و قیام ساعت ولہذا
حضرت نوح علیہ السلام انذار قوم خود
فرمودند بدجال باوجود بُعد حضرت
نوحؑ بزمان ظہور دجال وقتے کہ شخصے
نہالے مے نشاند میگوید کہ عقب
نشاندن آں نہال بار آوردن است
و ہر سعیے کہ مے کند از سقی و
ساختن شربت نخل و غیر آں غایتش
بار آوردن است سخن ہر جا منتہی میشود آخر آں
خروج دجال است و اینجا سرے است
دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتواں آں
زبان کشاد ولیس ھٰذا مقامہ۔

بست و ہشتم[۲۸] حدیث ابوعبیدۃ بن الجراح و
معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم انہ بدأ ھٰذا الامر
نبوۃً و رحمۃً ثم کائن خلافۃً و
رحمۃً ثم کائن ملکاً عضوضاً

ملی ہوئی ہیں) اور اسی طرح یہ آیۂ کریمہ (بھی حیرت پیدا کرتی ہے) کہ
اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ (ترجمہ:۔ قریب آگئی قیامت
اور پھٹ گیا چاند) علاوہ اس کے اور بھی آیات اور احادیث اس
بارے میں بے شمار ہیں (پھر کیا سبب ہے کہ باوجود ظہور ان جملہ
علامات کے قیامت کا ابتک کوئی نشان ہی نہیں) اس کا جواب
یہ ہے کہ دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا یا ہر فتنہ جو مذکور ہوا ہے
(اس کو قیامت کے ساتھ) ایک قسم کا ربط اور تعلق ہے جیسا کہ
کسی درخت کا لگانا اور اُس کا پھلنا ان دونوں میں باہم ربط ہے
(یعنے درخت لگانے کی غایت اور غرض یہی ہے کہ وہ پھلے) گویا
کہ اس حرکت (یعنے آمد قیامت) کی ابتدا یہ فتنہ ہے اور اس حرکت
کی غایت دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا ہے اسی لئے حضرت
نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا باوجودیکہ حضرت
نوح علیہ السلام کے زمانہ کو دجال سے بُعد تھا۔ (اس کو اس مثال
میں سمجھ لو کہ) جب کوئی شخص ایک درخت لگاتا ہے تو کہتا ہے
کہ اس درخت کے لگانے کا نتیجہ اس کا پھلنا ہے اور وہ شخص جو
کچھ کوشش (اور محنت) کرتا ہے اور اس درخت کو پانی دیتا ہے
ان سب کی غایت اُس درخت کا پھلنا ہوتا ہے۔ غرض سلسلۂ اس
گفتگو (یعنے ذکر فتن) کا اُسی وقت ختم ہوگا جب دجال نکل
آئے گا یہاں ایک دقیق راز ہے جو بدون تمہید (چند) مقدمات
کے بیان نہیں ہوسکتا مگر یہ مقام ان مقدمات کے ذکر کرنے کا
نہیں ہے۔

اٹھائیسویں[۲۸] حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت معاذ
بن جبلؓ کی حدیث۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
یہ امر (اسلام) نبوت و رحمت (کے ساتھ) شروع ہوا پھر خلافت
اور رحمت ہونے والا ہے پھر کاٹنے والی سلطنت ہونے والا ہے

ثم یکون عتوًا وجبریۃ وفسادًا فی الامۃ یستحلون الحریر والخمور والفروج والفساد فی الامۃ ینصرون علی ذلک ویرزقون ابدًا حتی یلقوا اللہ۔

پھر سرکشی اور جبر اور امت کے اندر باعث فساد ہو جائے گا۔ لوگ ریشمی لباس اور شرابیں اور شرمگاہیں اور امت میں فساد کرنا حلال سمجھ لیں گے۔ اور باوجود ان کاموں کے ان کو مدد دی جائے گی اور ہمیشہ رزق پاتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ سے مل جائیں۔

بست وُنہم اخرج ابن ماجۃ من حدیث زید بن وھب عن عبد الرحمٰن ابن عبد رب الکعبۃ قال انتھیت الی عبد اللہ ابن عمرو بن العاص وھو جالس فی ظل الکعبۃ والناس مجتمعون علیہ فسمعتہ یقول بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر اذ نزل منزلًا فمنا من یضرب خباءہ ومنا من ینتضل ومنا من ھو فی جشرہ اذ نادی منادیہ الصلوٰۃ جامعۃ فاجتمعنا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطبنا فقال انہ لم یکن نبی قبلی الا کان حقًا علیہ ان یدل امتہ علی ما یعلمہ خیرًا لھم وینذرھم ما یعلمہ شرًا لھم وان امتکم جعلت عافیتھا فی اولھا وان اٰخرھم یصیبھم بلاء وامور تنکرونھا ثم تجیٔ فتن یرقق بعضھا بعضًا فیقول المؤمن ھذہ مھلکتی ثم تنکشف ثم تجیٔ فتنۃ

اُنتیسویں ابن ماجہ نے بروایت زید بن وہب کے عبد الرحمٰن بن عبد رب الکعبۃ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص کے پاس پہنچا اور وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور گرد اُن کے لوگ جمع تھے میں نے اُن سے سُنا کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے (اثنار سفر میں) آپ کسی مقام میں فروکش ہوئے ہم لوگوں میں سے بعضے اپنا خیمہ لگا رہے تھے اور بعضے تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے اور بعضے اپنے اسباب کے پاس تھے کہ اتنے میں حضرت کے منادی نے ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعۃ۔ یہ سُنتے ہی ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا مگر یہ کہ اُس پر یہ واجب تھا کہ جو نیک بات وہ جانتا ہے اپنی امت کو تعلیم کرے اور جس کو بُرا سمجھتا ہے اس سے اُن کو ڈرائے (لہٰذا مجھ پر بھی ایسا کرنا ضروری ہے پس آگاہ ہو جاؤ) کہ تمہاری یہ امت ایسی ہے کہ اُس کے اوّل حصہ میں عافیت ہے اور اُس کے اخیر کے لوگوں پر بلائیں اور ایسے امور پیش آئیں گے کہ جن کو تم ناپسند کرو گے۔ پھر فتنے آئیں گے (ایک سے ایک بڑھا ہوا کہ ایک فتنہ دوسرے فتنہ کو (لوگوں کی نظر میں) بے حقیقت کر دے گا (جب ایک فتنہ آئے گا) تو مؤمن کہے گا کہ یہ فتنہ تو مجھے ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ فتنہ دفع ہو گا تو اسکے بعد دوسرا فتنہ آئیگا

فيقول المؤمن هذه مهلكتي ثم تنكشف فمن سره ان يزحزح عن النار ويدخل الجنة فلتدركه موتته وهو يؤمن بالله واليوم الآخر وليأت الى الناس الذي يحب ان يأتوا اليه ومن بايع اماما فاعطاه صفقة يمينه وثمرة قلبه فليطعه ما استطاع فان جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر قال فادخلت رأسي من بين الناس فقلت انشدك الله انت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فاشار بيده الى اذنيه فقال سمعته اذناي ووعاه قلبي۔

سی ام اخرج البغوي من حديث قيس بن ابي حازم عن مرداس الاسلمي قال النبي صلى الله عليه وسلم يذهب الصالحون الاول فالاول ويبقى حفالة كحفالة الشعير اوالتمر لايباليهم الله بالةً و مر تفسير هذا الحديث من قول سعيد بن المسيب وبہمیں قیاس چیزہای بسیارے را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ اند در باب فتن وباب تغیر الناس ودر ابواب متفرقہ میتواں یافت لیکن دریں جا ہم بریں قدر اکتفا کنیم

اُسے بھی دیکھ کر مومن کہے گا کہ یہ (ضرور) مجھے ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ بھی دفع ہو جائے گا (پس اے لوگو! تم میں سے جسکو یہ اچھا معلوم ہوتا ہو (کہ ایسے وقت میں) وہ دوزخ سے دور ہو کر جنت میں داخل ہو تو اسے لازم ہے کہ ایسی حالت پر مرے کہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیئے کہ لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو دوسروں سے اپنے لئے چاہتا ہو اور جس نے کسی خلیفہ کی بیعت کی یعنے اُس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا اور اپنے دل سے اُس کو مان لیا تو اُسے لازم ہے کہ تا امکان خود اُس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر دوسرا شخص آکر اُس خلیفہ سے منازعت کرنا چاہے تو تم لوگ اُس کی گردن مارو۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ پھر میں نے مجمع میں سر داخل کر کے حضرت عبدالرحمن بن عمرو سے پوچھا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے؟ اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میری (ان) دونوں کانوں نے سُنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔

تیئسویں بغوی نے بروایت قیس بن ابی حازم، مرداس اسلمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت سے پہلے پہلے) نیک لوگ یکے بعد دیگرے (اس دنیا سے) چلے جائیں گے اور جیساکہ جو یا کھجور ناقص ہوتی ہے ایسے ہی ناقص لوگ باقی رہ جائیں گے ان لوگوں کی اللہ تعالےٰ کچھ پروا نہ کریگا۔ (اور نہ خدا کے نزدیک ان کی قدر ہو گی) اس حدیث کی تفسیر سعید بن مسیب کے قول سے (اوپر) گزر چکی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ایسی چیزوں کو بیان فرمایا ہے جو (کتب احادیث کے) باب فتن اور باب تغیر الناس اور متفرق مقامات میں مل سکتی ہیں لیکن ہم نے اس جگہ اسی قدر پر کفایت کی (کیونکہ

الفُرقَۃُ تُنْبِیءُ عن الغدیر والجحفۃ تغنّی
عن البَیْدَاءِ الکبیر

باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
برائے زمان ظہورِ شرور احکام و مصالح علیحدہ
تشریع نمودند و در احادیث بسیار فرمودند
کہ چوں زمان کذا وکذا ظاہر شود باید کہ
شما چنیں کار کنید و چناں
عمل نمائید۔

اول غیر مستحق خلافت چوں مسلط
شود واجب است اطاعتِ او فیما وافق
الشرع لا فیما خالفہ۔

دوم خروج کردہ نشود بروے و قتال
نمودہ نشود باوے مگر آنکہ کفر صریح ازوے
ظاہر گردد و ایں مضمون متواتر بالمعنے
است فمن حدیث انس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال
لابی ذر اسمع و اطع ولو لحبشی
کان رأسہ زبیبۃ ومن
حدیث ام الحصین انہا سمعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب
فی حجۃ الوداع وھو یقول ولو استعمل علیکم
عبد یقودکم بکتاب اللہ اسمعوا لہ و
اطیعوا ومن حدیث عبد اللہ بن عمر عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال السمع والطاعۃ
علی المرء المسلم فیما احب وکرہ

موافق مثل مشہور کے) ایک چلّو سے سارے حوض کا حال معلوم ہو جاتا
ہے اور ایک مٹھی غلہ بڑے کھلیان کی حالت بتا دیتا ہے (یہ مثل
اردو فارسی میں "مشتے نمونہ از خروارے" کے فقرہ سے مشہور ہے)۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ ظہور شر و فساد
کے (بعضے) احکام و مصالح (جو اس وقت کے مناسب ہیں) جداگانہ
بیان فرما دیئے اور اکثر احادیث میں ارشاد فرمایا کہ جب ایسا ایسا
زمانہ ظاہر ہو تو تم کو چاہیئے کہ اس طرح کام کرو اور اس طرح عمل کرو
(منجملہ اُن احکام زمانہ فتنہ و فساد کے) پہلا (حکم)
یہ کہ جب (تم پر) کوئی شخص غیر مستحق خلافت مسلط ہو جائے
تو ان احکام میں جو شرع کے موافق ہوں تم پر اُس کی اطاعت
واجب ہے نہ اُن احکام میں جو شرع کے مخالف ہوں۔

دوسرا (حکم) یہ کہ اس سے بغاوت نہ کی جائے اور نہ اس سے
جنگ کی جائے ہاں اگر اُس سے کفر صریح ظاہر ہو (تو اس حالت
میں بغاوت اور لڑائی درست ہے) یہ مضمون متواتر بالمعنے ہے
(چنانچہ) بروایت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
کہ آپؐ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا (اپنے حاکم کا) حکم سنو اور
(اس کی) اطاعت کرو اگرچہ وہ (ذلیل) حبشی غلام ہو اور اُس کا
سر مثل مویز کے چھوٹا (اور حقیر) ہو۔ اور بروایت اُم حُصینؓ
منقول ہے (وہ کہتی تھیں کہ) اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپؐ حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھ رہے تھے اُس میں
آپؐ نے فرمایا اگرچہ غلام تمہارا حاکم کر دیا جائے اور وہ تم پر
کتاب اللہ کے ساتھ حکومت کرے تو تم اُس کا حکم سنو اطاعت
کرو۔ اور بروایتِ حضرت عبد اللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے منقول ہو کہ آپؐ نے فرمایا (حاکم وقت کا) حکم سننا اور اطاعت
کرنا ہر مرد پر واجب ہے چاہے وہ اُسے پسند کرے یا ناپسند

ما لم یؤمر بمعصیۃ فاذا اُمر بمعصیۃ
فلا سمع ولا طاعۃ ومن حدیث
علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا طاعۃ فی
معصیۃ انما الطاعۃ فی المعروف
ومن حدیث النواس بن سمعان
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا طاعۃ لمخلوق
فی معصیۃ الخالق ومن حدیث
عبادۃ بن الصامت قال دعانا
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فبایعنا فقال فیما اخذ علینا
ان بایعنا علی السمع والطاعۃ
فی منشطنا ومکرھنا و
عسرنا ویسرنا واثرۃ
علینا وان لا ننازع الامر
اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا
عندکم من اللہ فیہ برھان
ومن حدیث ام سلمۃ
قالت قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یکون علیکم
امراء تعرفون وتنکرون
فمن انکر فقد برئ ومن
کرہ فقد سلم ولکن من رضی و
تابع قالوا افلا نقاتلھم

تاوقتیکہ اُس کو خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم نہ کیا جائے اور جب
خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم کیا جائے تو اس صورت میں نہ حکم
سُننا واجب ہے اور نہ اطاعت اور بروایت حضرت علیؓ
منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی
نافرمانی میں کسی کی اطاعت (واجب) نہیں اطاعت تو
انہی امور میں ہے جو مشروع ہیں۔ اور بروایتِ نواس بن سمعان
منقول ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں
اور بروایتِ عبادہ بن صامت منقول ہے وہ کہتے تھے کہ
ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلایا اور ہم سے بیعت لی تو
منجملہ اُن باتوں کے جن کا آپؐ نے ہم سے عہد لیا تھا ایک بات
یہ تھی کہ آپؐ نے ہم سے اس شرط پر بیعت لی کہ ہم اپنی خوشی
اور ناخوشی میں اور سختی اور آسانی میں اور اپنے اوپر دوسرے کو
ترجیح دیئے جانے میں آپؐ کا حکم سُنیں گے اور آپؐ کی اطاعت
کریں گے۔ اور یہ کہ کسی اہلِ (حکومت) سے اس کی حکومت کے
متعلق ہم منازعت نہ کریں گے (پھر فرمایا) مگر یہ کہ تم اُس سے
ظاہر کفر دیکھ لو اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل
بھی اس کے (کفر ہونے کے) متعلق ہو اور بروایتِ ام سلمہؓ
منقول ہے وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ تمہارے اوپر ایسے حاکم ہوں گے کہ تم اُن سے (بعضے
امور) پسند کرو گے اور (بعضے) ناپسند کرو گے پس جس نے ان
کاموں کو بُرا کہدیا وہ بری الذمہ ہو گیا اور جس نے (برملا بُرا نہ
کہا مگر دل سے) بُرا جانا وہ بھی سلامت رہا مگر جو ان کاموں
سے راضی ہوا اور ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہوا) لوگوں نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ایسی صورت میں ہم ایسے سرداروں کو قتل نہ کردیں

قال لا ما صلّوا لا ما صلوا ومن حديث
الحارث الاشعري ان نبي الله
صلى الله عليه وسلم قال
ان الله تعالى امر يحيى بن زكريا
بخمس كلمات ان يعمل بهن
وان يأمر بني اسرائيل ان يعملوا
بهن فكاد يبطئ فقال له عيسى
انك قد امرت بخمس كلمات
ان تعمل بهن وان تأمر
بني اسرائيل ان يعملوا بهن
فاما ان تبلغهم واما ان
ابلغهم فقال يا اخي اني
اخشى ان سبقتني ان اعذب
او يخسف بي فجمع بني اسرائيل
في بيت المقدس حتى امتلأ المسجد
وقعدوا على الشرف فحمد الله
واثنى عليه ثم قال ان الله امرني
بخمس كلمات ان تعملوا بهن
اولهن ان تعبدوا الله ولا تشركوا
به شيئا وان مثل ذلك كمثل رجل
اشترى عبدا من خالص ماله
بورق او ذهب فقال هذا داري
وهذا عملي فاعمل وادّ الي
عملي فجعل يعمل ويؤدي عمله
الى غير سيده فايكم

آپ نے فرمایا۔ نہیں جبتک وہ نماز پڑھتے ہیں (اُن کا قتل
کرنا درست نہیں) اور بروایت حارث اشعری منقول ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت یحییٰ
بن زکریا (علیہما السلام) کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود اُن پہ
عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی اُن کے کرنے کا حکم دیں۔ حضرت
یحییٰ علیہ السلام سے (تعمیل حکم الٰہی میں) کچھ تاخیر ہونے لگی
تو ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کو پانچ باتوں کا
حکم ہوا ہے کہ خود ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر
عمل کرنے کا حکم کرو۔ یا تو تم اُن باتوں کو بنی اسرائیل تک پہنچا دو
یا میں اُن تک پہنچا دوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔
اے بھائی میں ڈرتا ہوں کہ اگر (ان احکام کے پہنچانے میں) تم
مجھ پر سبقت کروگے تو مجھ پر (آسمان سے کوئی) عذاب نازل ہوگا
یا میں زمین میں دھنس جاؤں گا (لہٰذا ان احکام کی تبلیغ میں
خود کروں گا) پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں
بنی اسرائیل کو جمع کیا یہاں تک کہ مسجد بھر گئی اور وہ لوگ بلند
مقام پر بیٹھے (تاکہ سب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دیکھیں اور
اُن کا کلام سُنیں) پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اللہ کی حمد
وثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے
کہ تم لوگ اُن پر عمل کرو۔ اُن میں پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت
کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو بس تحقیق اس کی مثال
ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اپنے خاص مال چاندی یا سونے سے
ایک غلام خرید کیا اور اس سے کہدیا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا
(منصبی) کام ہے (اس کی اُجرت مجھے ملتی ہے) اب تو یہ کام کیا کر
اور کام کی اُجرت مجھے دیا کرنا۔ وہ غلام کام کرنے لگا مگر اپنے کام
کی اُجرت اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور کو دیدیتا ہے پس (بتاؤ) تم میں سے

یسرہ ان یکون عبدہ کذالک
وان اللہ عزوجل خلقکم و
رزقکم فاعبدوہ ولا تشرکوا
بہ شیئا وآمرکم بالصلوٰۃ
فان اللہ ینصب وجہہ لعبدہ
مالم یلتفت فاذا صلیتم فلا
تلتفتوا وآمرکم بالصیام
فان مثل الصیام کمثل رجل
معہ صرۃ من مسک فی عصابۃ
کلھم یحب ان یجد ریح المسک
وآمرکم بالصدقۃ فان مثل
ذلک مثل رجل اسرہ العدو
فشدوا یدیہ الی عنقہ
فقدموہ لیضربوا عنقہ فقال
ھل لکم الی ان افتدی
نفسی فجعل یفتدی نفسہ
وآمرکم بذکر اللہ کثیرا
فان مثل ذلک کمثل رجل
طلبہ العدو سراعا فی اثرہ
فاتی حصنا حصینا فتحصن
فیہ فان العبد احصن
ما یکون من الشیطان اذا
کان فی ذکر اللہ عزوجل قال
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وانا آمرکم بخمس

کس کو یہ اچھا معلوم ہوگا کہ اُس کا غلام ایسا (نافرمان) ہو
اور بیشک اللہ عزوجل نے تم کو پیدا کیا اور تم کو رزق دیا لہٰذا
(تم کو چاہیئے کہ) تم اس کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو
شریک نہ کرو اور میں تمھیں نماز (قائم رکھنے) کا حکم کرتا ہوں کیونکہ
اللہ تعالیٰ اپنی توجّہ اپنے بندہ کی طرف رکھتا ہے جبتک کہ وہ
بندہ دوسری طرف التفات نہ کرے پس جب تم نماز پڑھا کرو تو کسی
طرف التفات نہ کیا کرو اور میں تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہوں
کیونکہ روزہ (دار) کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کسی جماعت
میں ہو اور اُس کے پاس مُشک کی ایک تھیلی ہو ہر ایک یہی
چاہتا ہے کہ مُشک کی خوشبو سونگھے (اسی طرح روزہ دار کے روزہ
کی خوشبو حق تعالےٰ اور ملائکہ کو مرغوب ہے) اور میں تم کو زکوٰۃ
دینے کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی
شخص کو اس کے دشمنوں نے قید کر لیا اور اُس کے ہاتھ اس کے
گردن سے ملا کر باندھ دیئے اور گردن مارنے کے لئے آگے بڑھا دیا
پھر اُس نے اپنے دشمنوں سے کہا کیا تم مجھ سے میری جان کا
فدیہ لوگے (اور میری جان چھوڑ دوگے ۔ دشمنوں نے اُسے
منظور کر لیا) پھر اُس نے اپنی جان کا فدیہ دیدیا (اور قتل سے
بچ گیا ۔ اسی طرح زکوٰۃ عذاب الٰہی کا فدیہ ہے) اور میں تم کو حکم
کرتا ہوں کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ
جیسے کسی شخص کا اُس کے دشمن نے تعاقب کیا اور اُس کے
پیچھے دوڑا پھر وہ شخص ایک مضبوط قلعہ کے اندر داخل ہوگیا
اور اُس میں محفوظ ہوگیا کیونکہ بندہ کے لئے شیطان کے شر سے
محفوظ ہونے کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہے کہ اللہ کا ذکر کرے ۔ راوی
کا بیان ہے کہ (یہاں تک بیان فرما کر پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا میں (بھی) تم کو پانچ باتوں کا جن کا حکم مجھ (میرے

امرنی به بالجماعة والسمع والطاعة
والهجرة والجهاد فی سبیل الله وانه
من خرج من الجماعة قید شبر فقد خلع
ربقة الاسلام من عنقه الا ان یراجع
ومن حدیث ابی هریرة قال
سمعت رسول الله صلی الله علیه
وسلم یقول من فارق الجماعة
وخرج من الجماعة فمات
فمیتة جاهلیة ومن خرج
علی امتی بسیفه یضرب برها
وفاجرها لا یحاشی مؤمنا لایمانه
ولا یفی لذی عهد بعهده فلیس
من امتی ومن حدیث عبدالله
بن مسعود قال قال لنا رسول
الله صلی الله علیه وسلم انکم سترون
بعدی اثرة وامورا تنکرونها
قالوا فما تامرنا یا رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال ادوا
الیهم حقهم وسلوا الله حقکم
ومن حدیث وائل بن حجر
قال سال سلمة بن یزید الجعفی
رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال
یا نبی الله ارأیت ان قامت علینا امراء
یسئلونا حقهم ویمنعونا حقنا قال
اسمعوا واطیعوا فانما علیهم

خدا نے) دیا ہے حکم دیتا ہوں (مسلمانوں کی) جماعت کے ساتھ
رہنا اور (اپنے حاکم کا حکم سُننا) اور (اُس کی) اطاعت کرنا
اور (راہِ خدا میں) ہجرت کرنا اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا اور جو شخص
بقدر ایک بالشت کے (بھی) جماعت سے جُدا ہوا تو اُس نے
اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال ڈالی مگر یہ کہ وہ پھر (جماعت
کی طرف) رجوع کرے۔ اور بروایت ابوہریرہؓ منقول ہے وہ
کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ
فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جُدا ہوا اور جماعت سے نکل گیا
پھر مرگیا تو وہ جاہلیت کی سی موت سے مَرا۔ اور جو شخص میری
امت پر تلوار لے کر نکلا اور نیک و بد ہر طرح کے لوگوں کو قتل کرنے
لگا اور وہ نہ کسی مؤمن (کے قتل) سے بلحاظ اس کے ایمان کے
پرہیز کرتا ہے اور نہ کسی ذمی (کے قتل) سے بلحاظ اُس کے عہد
کے تو وہ شخص میری امت سے نہیں ہے۔ اور بروایتِ حضرت
عبداللہ بن مسعودؓ منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہم سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عنقریب میرے بعد (اپنے
سرداروں سے اپنے اوپر دوسروں کو) ترجیح پاتے ہوئے دیکھوگے
اور (ایسے امور کو (دیکھوگے) کہ تم اُن سے انکار کروگے۔ صحابہؓ نے
عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ایسے وقت میں) آپؐ ہمیں کیا حکم دیتے
ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ تم ان کے حقوق دیدینا اور اپنے حق کو خدا سے
طلب کرنا۔ اور بروایتِ وائل بن حجر منقول ہے وہ کہتے تھے کہ سلمہ
بن یزید جعفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور
(یہ) کہا کہ یانبی اللہ! ارشاد فرمایئے کہ اگر ہمارے اُوپر ایسے سردار
ہوجائیں جو اپنے حق (تو) ہم سے طلب کریں اور ہمارے حق
سے ہم کو روکیں (تو اس صورت میں ہم کیا کریں؟) آپؐ نے
فرمایا تم (اُن کا حکم) سنو اور (اُن کی) اطاعت کرو کیونکہ اُن پر

ماحملوا وعلیکم ما حُمّلتم اخرج هٰذه
الاحادیث کلّها البغوی۔
سوم چوں بیعت برائے شخصے منعقد
شد و تسلّط او مستقر گشت اگر دیگرے بروے
خروج نماید وقتال کند اورا می باید کشت افضل
باشد ازوے یا مساوی یا مفضول آخرج
البغوی عن عرفجة عن النبی صلی
الله علیه وسلم قال من خرج
علی امتی وهم مجتمعون یرید
ان یفرّق بینهم فاقتلوه کائنا
من کان و اخرج البغوی من حدیث
ابی نضرة عن ابی سعید الخدری
قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم اذا بویع
لخلیفتین فاقتلوا الآخر
منهما و اخرج البغوی من حدیث
ابی حازم عن ابی هریرة عن النبی
صلی الله علیه وسلم قال
کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء
کلما هلک نبی خلفه نبی و
انه لا نبی بعدی وسیکون
خلفاء فیکثرون قالوا فما
تأمرنا قال فوا ببیعة الاول
فالاول اعطوهم حقهم فان
الله سائلهم عما استرعاهم

وہ (بار) ہے جو اُن پر رکھا گیا ہے اور تم پر وہ (بار) ہے جو تم پر
رکھا گیا ہے۔ ان تمام حدیثوں کو بغوی نے روایت کیا ہے۔
تیسرا (حکم) جب کسی شخص کے بیعت منعقد ہو گئی اور
اُس کا تسلّط قرار پذیر ہوا اگر دوسرا شخص اُس پر خروج کرے اور
اُس سے لڑے تو اس کو قتل کرنا چاہیئے وہ خروج کرنے والا خواہ
پہلے شخص سے افضل ہو یا اُس کے برابر ہو یا اُس سے مفضول ہو
(بہر حال بعد انعقاد بیعت سب مسلمانوں کو اُس باغی کا دفع
کرنا واجب ہوگا) بغوی نے عرفجہ سے انھوں نے نبی صلے
اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ جس نے
میری امت پر اس حال میں خروج کیا کہ وہ متفق ہوں اور وہ
(خروج کرنے والا) اُن کے درمیان تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے تو تم
سب اُسے قتل کر ڈالو چاہے کوئی ہو۔ اور بغوی نے بروایت
ابو نضرہ کے ابو سعید خُدری سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو خلیفوں سے بیعت
کی جائے تو جو ان میں سے پچھلا ہے اُسے قتل کر ڈالو۔ اور بغوی
نے بروایت ابو حازم، حضرت ابو ہریرہؓ سے انھوں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں
تو یہ (طریقہ) تھا کہ اُن کے انبیاءؑ اُن کے سردار ہوا کرتے تھے
اور جب کوئی نبی ہلاک ہوتا تو اُس کی جگہ دوسرا نبی سردار ہو جاتا
اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عنقریب (میرے بعد) خلیفہ
ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر آپ ہمیں
کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ سب سے پہلے جو خلیفہ بنا ہو
اس کی بیعت پوری کرو۔ (الغرض) تم اپنے حکام کا حق ادا کرتے
رہو (یہ خیال نہ کرو کہ وہ تمہارا حق ادا نہیں کرتے) کیونکہ اللہ
تعالےٰ خود ان سے ان لوگوں کے حق کی باز پرس کریگا جنپر اسی حاکم بنایا تھا

و اخرج ابن ماجة من حديث عبدالله بن عمرو بن العاص في قصة طويلة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من بايع اماما فاعطاه صفقة يمينه وثمرة قلبه فليطعه ما استطاع فان جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر۔

چہارم چوں در زمان فتنہ خلفاء صلوات را تاخیر کنند چہ باید کرد آخرج مسلم عن ابی ذر قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف انت اذا کانت علیك امراء یمیتون الصلوٰة و یؤخرون عن وقتها قلت فما تأمرنی قال صل الصلوٰة لوقتها فان ادرکتها معهم فصل فانها لك نافلة۔

پنجم چوں از امرائے زمان فتن تعدی در اخذ زکوٰۃ واقع شود تدبیر چیست آخرج ابوداؤد عن جابر بن عتیك قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سیأتیکم رکیب مبغضون فاذا جاؤکم فرحبوا وخلوا بینهم و بین ما یبتغون فان عدلوا فلانفسهم وان ظلموا فعلیهم وارضوهم

اور ابن ماجہ نے بروایت عبداللہ بن عمرو بن عاص ایک طویل قصہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور دل سے اس کو مان لیا تو چاہیئے کہ تا امکان خود اُس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص اُس (خلیفہ) سے جھگڑنے کے لئے آئے تو تم لوگ اس دوسرے کی گردن مارو۔

چوتھا (حکم) جب فتنہ کے زمانہ میں خلفاء نماز (ادا کرنی) میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہیئے؟ (امام) مسلمؒ نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوذرؓ) تم (اس وقت) کیا کرو گے جب تمہارے اوپر (ایسے) سردار ہوں گے جو نمازیں خراب کریں گے اور اُن کو اُن کے وقت سے تاخیر کرکے ادا کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم اپنی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا۔ اس کے بعد اگر تم کو نماز اُن کے ساتھ مل جائے تو (پھر) پڑھ لیا کرنا کیونکہ وہ تمہارے لئے نفل ہوگی۔

پانچواں (حکم) جب زمانۂ فتنہ کے سردار زکوٰۃ وصول کرنے میں تعدی کریں تو اس کی کیا تدبیر ہے۔ ابوداؤد نے جابر بن عتیک سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب تمہارے پاس (زکوٰۃ تحصیل کرنے کے لئے) کچھ سوار آئیں گے کہ جن کو لوگ بُرا جانیں گے پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو مرحبا کہو اور اُن کے اور اس مال کے درمیان میں جو وہ طلب کرتے ہیں حائل نہ ہو۔ پس اگر وہ انصاف کریں گے تو اپنی جانوں کے لئے اور اگر ظلم کریں گے تو اس کا وبال اُن کی (گردنوں) پر ہوگا۔ اور ان کو راضی رکھو

فان تمام زکوٰتکم رضاھم ولیدعوا لکم واخرج ابوداؤد عن جریر بن عبد اللہ قال جاء ناس یعنی من الاعراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ان ناسا من المصدقین یأتونا فیظلمونا فقال ارضوا مصدقیکم قالوا یا رسول اللہ وان ظلمونا قال ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم۔

ششم تخلی برائے عبادت در زمان اول ممنوع بود در زمان فتنہ محبوب و مطلوب شد

آخرج الترمذی عن ابی ھریرۃ قال مر رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشعب فیہ عیینۃ من ماء عذبۃ فاعجبتہ فقال لو اعتزلت الناس فاقمت فی ھذا الشعب فذکر ذٰلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا تفعل فان مقام احدکم فی سبیل اللہ افضل من صلوتہ فی بیتہ سبعین عاما الا تحبون ان یغفر اللہ لکم ویدخلکم الجنۃ اغزوا فی سبیل اللہ من قاتل فی سبیل فواق ناقۃ وجبت لہ الجنۃ واخرج احمد

کیونکہ تمہاری زکوٰۃ اسی وقت پوری ہوگی جب وہ لوگ تم سے راضی رہیں اور چاہیئے کہ وہ (تم سے ایسے راضی رہیں کہ) تمہارے لئے دعا کریں۔ اور ابوداؤد نے جریر بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ اعرابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ (یارسول اللہ!) زکوٰۃ لینے والے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو۔ پھر ان لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ تو ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپؐ نے (پھر وہی) فرمایا کہ اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو اگرچہ تم پر ظلم کیا جائے۔

چھٹا (حکم) زمانۂ اول میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنا منع تھا اور فتنہ کے زمانہ میں محبوب اور مطلوب ہوگیا۔ ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص کسی گھاٹی میں میٹھے پانی کے ایک چشمہ پر گزرے وہ چشمہ اُن کو مرغوب ہوا اُنھوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر میں لوگوں سے علیحدہ ہوکر اس گھاٹی میں رہوں (تو عبادتِ الٰہی خوب ہو) چنانچہ اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا (ایسا) نہ کرنا۔ کیونکہ تم میں سے کسی ایک کا راہ خدا میں قائم ہونا اپنے گھر میں ستّر برس نماز پڑھنے سے افضل ہے کیا تم اس بات کو دوست نہیں رکھتے کہ خدا تم کو بخش دے اور تم کو جنت میں لیجائے۔ راہ خدا میں جہاد کرو (کیونکہ) جس شخص نے بقدر فواق[1] ناقہ کے راہ خدا میں جہاد کیا اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور (امام) احمد نے

[1] فواق ناقہ اس وقفہ کو کہتے ہیں جو اونٹنی کا دودھ دوہتے وقت ظرف کے بدلنے میں لگتا ہے۔ اونٹنی چونکہ دودھ زیادہ دیتی ہے اس لئے ایک ظرف بھر جاتا ہے تو دوسرا ظرف بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے ظرف کو ہٹا کر دوسرے ظرف کے لگانے میں جو دیر ہوتی ہے اسی کو فواق ناقہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اس قدر قلیل وقت کے لئے بھی راہ خدا میں جہاد کرنے کی فضیلت ہے۔

عن ابی اُمامۃ قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ فمرّ رجل بغار فیہ شیٔ من ماءٍ وبقل فحدث نفسہ بان یقیم فیہ ویتخلی من الدنیا فاستأذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذٰلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لم اُبعث بالیھودیۃ ولا بالنصرانیۃ ولٰکنی بُعثتُ بالحنیفیۃ السمحۃ والذی نفس محمد بیدہ لغدوۃ او روحۃ فی سبیل اللہ خیرٌ من الدنیا وما فیھا ولمقامُ احدکم فی الصف خیر من صلٰوۃ ستین سنۃ۔ آخرج البغوی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم الغنم یتّبع بھا شعف الجبال ومواقع القطر یفرّ بدینہ من الفتن واخرج البغوی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتنۃ القاعد فیھا خیر من القائم والقائم فیھا خیر من الماشی والماشی فیھا خیر من الساعی

ابوامامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سریّہ میں (جہاد کرنے) نکلے (ہمارے ہمراہیوں میں سے) ایک شخص غار میں گیا کہ وہاں کچھ پانی تھا اور کچھ سبزی تھی وہ مقام دیکھ کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اُس غار میں اقامت پذیر ہو اور دنیا سے علیحدہ رہے (اور خدا کی عبادت کرے یہ سوچ کر) اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اُس غار میں رہنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ تو یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے اور) میں یہودیت یا نصرانیت کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا بلکہ (میں شریعتِ) ابراہیمی کے ساتھ جو آسان اور (سہل) ہے مبعوث ہوا ہوں بقسم اُس ذات کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اُس کے ہاتھ میں ہے کہ خدا کی راہ میں (بہ نیّتِ جہاد) تھوڑا سا بھی سفر کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور بیشک تم میں سے کسی ایک کا صَف (مجاہدین) میں خدا کی راہ میں قیام کرنا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے (ان حدیثوں سے اوّل زمانہ میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور زمانۂ فتنہ میں خلوت کا بہتر ہونا احادیث ذیل سے مفہوم ہوتا ہے)۔ بغوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ لیکر پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں میں لیے ہے اور اپنے دین کو بچا کر فتنوں سے بھاگ جائے۔ اور بغوی نے حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں کھڑا ہونے والا (اُس میں) چلنے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں چلنے والا (اُس میں) دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔

مَنْ تشرف لها تستشرفه فمن وجد ملجأ او معاذا فليعذ به۔

ہفتم کسے کہ بیعت بر ہجرت کردہ باشد تعرب دریں زمان جائز باشد اخرج النسائی عن سلمۃ بن الاکوع انہ دخل علی الحجاج فقال یا ابن الاکوع ارتددت علی عقبیک وذکر کلمۃ معناها وبدوت قال لا ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لنا فی البدو۔

ہشتم امر معروف و نہی از منکر از واجبات اسلام بود در زمان فتنہ ساقط شد اخرج الترمذی و ابن ماجۃ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال یا ایها الناس انکم تقرؤن هذه الآیۃ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الناس اذا رأوا منکرا فلم یغیروه یوشک ان یعمهم اللہ بعقابه و اخرج الترمذی و ابن ماجۃ عن ابی ثعلبۃ الخشنی فی قولہ تعالی علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم قال اما واللہ لقد سألت

جو اس فتنہ کے قریب گیا وہ (فتنہ) اُس کو لے لیگا پس جو شخص کوئی پناہ یا بچاؤ کی جگہ پائے تو اُسے چاہیئے کہ وہیں پناہ گزین ہو جائے۔

ساتواں (حکم) جس شخص نے (حضرتؐ کے دستِ مبارکؐ) ہجرت کرنے پر (اور مدینہ میں رہنے پر) بیعت کی ہو اُس کو اس زمانہ (فتنہ) میں (مدینہ چھوڑ کر) بادیہ نشینی (اختیار کرنا) جائز ہوگی۔ نسائی نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میرے پاس حجاج (بن یوسف) آیا اُس نے (مجھ سے) کہا اے ابن اکوع تم اپنے پچھلے پیروں لوٹ گئے (یعنے دار الہجرت سے بھاگ گئے) اور ایک جملہ کہا جس کے یہ معنے ہیں کہ تم بادیہ نشین ہو گئے میں نے کہا نہیں (میں پچھلے پیروں نہیں لوٹا) بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بادیہ نشینی کی اجازت دی تھی۔

آٹھواں (حکم) (پہلے زمانہ میں) امر معروف اور نہی منکر منجملہ واجباتِ اسلام کے تھا اور فتنہ کے زمانہ میں (وجوب) جاتا رہا۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے تھے کہ اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ [ترجمہ:- اے ایمان والو! تم پر اپنے نفسوں کی ہدایت لازم ہے تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا جو گمراہ ہوا در صورتیکہ تم ہدایت پر ہو] (اس کا یہ مطلب سمجھنا کہ امر معروف و نہی منکر کی کچھ ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب لوگ کوئی برا کام (ہوتا) دیکھیں پھر اُسے نہ بدل دیں تو قریب ہے کہ اُس برے کام کے عذاب میں (بروں کے ساتھ) ان کو بھی اللہ تعالےٰ شامل کرلے گا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خشنی سے اللہ تعالیٰ کے اس قول عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ الخ (کی تفسیر) میں روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ آگاہ رہو کہ میں نے

عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا
عن المنكر حتى اذا رأيت شحًّا
مطاعًا وهوًى متبعًا ودنيا
موثرةً واعجاب كل ذي رأي
برأيه ورأيت امرًا لابدّ
لك فعليك نفسك ودع امر
العوام فان وراءكم ايام
الصبر من صبر فيهن كان كمن
قبض على الجمر للعامل فيهن اجر
خمسين رجلا يعملون مثل عمله
قالوا يا رسول الله اجر خمسين
منهم قال اجر خمسين منكم
واخرج الترمذي عن عبد الله
بن عمرو بن العاص ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال كيف
بك اذا ابقيت في حثالة من الناس
مرجت عهودهم واماناتهم و
اختلفوا فكانوا هكذا وشبك بين
اصابعه قال فبم تأمرني قال
عليك بما تعرف ودع ما
تنكر وعليك بخاصة نفسك
واياك وعوامهم وفي رواية
الزم بيتك واملك عليك
لسانك وخذ ما تعرف

اس آیت کا مطلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو
آپ نے فرمایا (یہ مطلب نہیں ہے کہ امر معروف ونہی منکر
نہ کرو) بلکہ امر معروف اور نہی منکر کرتے رہو یہاں تک کہ
جب تم دیکھو کہ بخل پسندیدہ ہوا اور خواہش نفسانی کی پیروی
ہونے لگی اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر اہل الرائے
اپنی رائے کو پسند کرنے لگا اور تم کسی امر کو دیکھو کہ تم کو اس سے
چارہ نہیں تو (اس حالت میں) اپنے نفس کی ہدایت لازم پکڑو
اور عوام کو اُن کے حال پر) چھوڑ دو کیونکہ تمہارے آگے صبر
(کرنے) کے دن (آنے والے) ہیں جس نے ان دنوں میں صبر کیا[1]
تو گویا اُس نے آگ کی چنگاری کو (اپنے ہاتھ میں) لے لیا۔ اُن
دنوں میں (شریعت کے احکام پر) عمل کرنے والے کو پچاس
آدمیوں کے عمل کا ثواب ملیگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ا
اس وقت کے پچاس (آدمیوں) کا ثواب ملیگا۔ آپ نے فرمایا (نہیں
بلکہ) تمہارے زمانے کے پچاس آدمیوں کا۔ اور ترمذی نے
حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم ناکارہ
لوگوں کے درمیان میں رہ جاؤ گے جن کے عہد و (پیمان) اور
جن کی امانتیں برباد ہوگئی ہوں گی اور وہ (باہم) مختلف ہوگئے
اور اس طرح ایک دوسرے سے لڑیں گے (یہ کہہ کر) آپ نے اپنی
انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ
نے عرض کیا۔ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔
مشروع باتوں کو اپنے اوپر لازم کرلو اور غیر مشروع کو چھوڑ دو
اور تم خاص اپنے ہی نفس کا خیال رکھو اور عوام کو چھوڑ دو۔
اور ایک روایت میں ہے کہ (اس وقت) تم اپنے گھر میں بیٹھ رہو
اور اپنی زبان روکے رکھو اور جس بات کو اچھا جانو اسے اختیار کرو۔

۱؎ یعنے بہت صبر کیا۔ مصحح

ودع ما تنکر و علیک بامر خاصۃ نفسک ودع امر العامۃ۔

نہم چوں قریش بر ملک تجاحف کنند حصہ از فیئ نباید گرفت

آخرج ابوداؤد من حدیث ذی الزوائد صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سمعت رسول اللہ فی حجۃ الوداع امر الناس ونھاھم ثم قال ھل بلغت قالوا اللھم نعم ثم قال اذا تجاحفت قریش الملک فیما بینھا وعاد العطاء او کان رشاً فدعوہ۔

دہم صحبت خلفاء در زمان اول سعادتے عظیم بود و در عہد فتنہ احتراز از صحبت ملوک لازم است فی المشکوۃ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیب امتی فی اخر الزمان من سلطانھم شدائد لا ینجو منہ الا رجل عرف دین اللہ فجاھد علیہ بلسانہ ویدہ وقلبہ فذلک الذی سبقت لہ السوابق و رجل عرف دین اللہ فصدق بہ ورجل عرف دین اللہ فسکت علیہ

اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دو اور خاص اپنی ہی نفس کا خیال رکھو عوام کو چھوڑ دو۔

نواں (حکم) جب قریش ملک (و سلطنت) پر آپس میں لڑیں تو اس وقت مال غنیمت سے حصہ نہ لینا چاہیئے۔ ابوداؤد نے بروایت ذوالزوائد جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے لوگوں کو (نیک کاموں کا) حکم کیا اور (بُرے کاموں سے) منع کیا پھر فرمایا کیا میں نے (تم کو خدا کے احکام) پہنچا دیئے سب نے جواب دیا کہ بارخدایا ہاں۔ (آپ نے پہنچا دیئے) پھر آپ نے فرمایا جب قریش ملک پر باہم ایک دوسرے سے جنگ وجدال شروع کردیں اور عطا (یعنے حصہ مال غنیمت یا وظیفہ از خود) ملے یا بذریعۂ رشوت کے ملے تو اس کو تم نہ لو۔

دسواں (حکم) اوّل زمانہ میں خلفاء کی صحبت ایک بڑی سعادت تھی اور فتنہ کے زمانہ میں بادشاہوں کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ مشکوۃ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں میری امت کو اُن کے بادشاہوں (کے ہاتھوں) سے (بہت کچھ) تکلیفیں پہنچیں گی اُن سے وہی شخص نجات پائے گا جس نے خدا کے دین کو پہچان لیا۔ پھر دین کے لئے اپنی زبان سے اور اپنے ہاتھ سے اور اپنے دل سے جہاد کیا بس یہی وہ شخص ہے جو نیکیوں میں سابق القدم ہے اور وہ شخص نجات پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچان لیا اور اُس کی سچائی بیان کی (یعنے زبان سے امر معروف و نہی منکر کرتا رہا) اور وہ شخص (بھی نجات پائے گا) جس نے اللہ کا دین پہچانا اور اُس پر سکوت کیا

فان رأی من یعمل الخیر احبہ علیہ وان رأی من یعمل بباطل ابغضہ علیہ فذلک ینجو علی ابطانہ کلہ۔

یازدہم امضائے قول خلیفہ در زمان سابق حجتے بود ودر ایام فتنہ ایں معنے منقطع شد آخرج مسلم عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ قبلی الا کان لہ من امتہ حواریون واصحاب یأخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعدھم خلوف یقولون ما لا یفعلون ویفعلون ما لا یؤمرون فمن جاھدھم بیدہ فھو مؤمن ومن جاھد بلسانہ فھو مؤمن ومن جاھدھم بقلبہ فھو مؤمن ولیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل فی المشکوۃ عن ابن مسعود قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا یؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا

(یعنے امر معروف ونہی منکر زبان سے نہ کیا لیکن) اگر اُس نے کسی کو دیکھا کہ عمل خیر کرتا ہے تو اُس نے اُس کو دوست رکھا اور کسی کو عمل باطل کرتے دیکھا اُسے (جی سے) بُرا جانا تو یہ شخص باوجود (امر معروف و نہی منکر کے) پوشیدہ رکھنے سے نجات پائے گا۔

گیارھواں (حکم) پہلے زمانہ میں خلیفہ کے قول پر عمل کرنا (شرعی) دلیل تھا اور فتنہ کے زمانہ میں یہ بات نہ رہی (یعنے قولِ خلیفہ دلیل شرعی نہ رہا) (امام) مسلمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے پہلے اللہ نے کوئی نبی اُس کی امت میں ایسا نہیں بھیجا جس کے لئے اُس اُمت میں سے حواری اور اصحاب نہ ہوں اور وہ اُس کی سنت پر عمل نہ کرتے ہوں اور اس نبی کے حکم کی اقتدا نہ کرتے ہوں پھر اُن کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ جو (دوسروں سے) کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے اور ایسے کام کرتے ہیں جن کا حکم (شریعت سے) اُن کو نہیں دیا گیا ان لوگوں کے ساتھ جو شخص اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جو اُن کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے وہ (بھی) مؤمن ہے اور جو اُن کے ساتھ اپنے دل سے جہاد کرے وہ (بھی) مؤمن ہے اور اس (درجہ) کے بعد (پھر کسی میں) رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے جو شخص سُنّت پر عمل کرنا چاہے تو وہ اُن (اصحاب نبی) کے طریقہ پر چلے جو دُنیا سے جا چکے کیونکہ جو لوگ زندہ ہیں اُن کے فتنہ سے محفوظ رہنے کا اطمینان نہیں ہے یہ لوگ (جو دنیا سے جا چکے حقیقی طور پر) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اس اُمت میں سب سے افضل تھے اور سب سے زیادہ نیک دل تھے اور اُن کا علم سب سے وسیع تھا اور ان میں تکلف بہت کم تھا

اختارهم الله لصحبة نبيّه ولاقامة
دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم
وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم
وسيرهم فانهم كانوا على الهدى
المستقيم رواه رزين أخرج ابن
ماجة عن العرباض بن سارية يقول
قام فينا رسول الله صلى الله عليه
وسلم ذات يوم فوعظنا موعظة بليغة
وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون
فقيل يا رسول الله وعظتنا موعظة
مودّع فاعهد الينا بعهد فقال
عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة
وان عبدا حبشيا وسترون من
بعدي اختلافا شديدا فعليكم بسنتي
وسنة الخلفاء الراشدين المهديين
عضوا عليها بالنواجذ واياكم والامور
المحدثات فان كل بدعة ضلالة
أخرج الدارمي عن الاعمش قال
قال عبد الله ايها الناس انكم
ستحدثون ويحدث لكم فاذا رأيتم
محدثة فعليكم بالامر الاول واخرج
الدارمي عن سفيان عن واصل عن امرأة
يقال لها عائذة قالت رأيت ابن
مسعود يوصي الرجال والنساء يقول و
من ادرك منكم من امرأة او رجل

اللہ نے اُن کو اپنے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صحبت کے لئے اور
اُن کے دین کے قائم کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا لہٰذا تم لوگ اُن کی
فضیلت کو جان لو اور ان کی پیروی کرو اور تا امکان خود اُن کے
اخلاق اور عادات سے تمسک کرو کیونکہ یہ لوگ راہِ مستقیم پر تھے
اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے عرباض بن
ساریہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن ہم لوگوں میں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور
ہم کو بڑی نصیحت کی کہ جس سے ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری
آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ!
آپؐ نے ہم کو رخصت ہونے والے کی سی نصیحت فرمائی ہے
اب آپؐ ہم کو کچھ حکم بھی دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اے لوگو! اللہ
سے ڈرنے کو اور (اپنے حاکم کا حکم) سُننے اور اطاعت کرنے کو
اپنے اوپر لازم سمجھو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو۔ اور عنقریب تم میرے
بعد سخت اختلاف دیکھوگے پس تم میری سنت کو اور میرے
خلفاء راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو اپنے ذمہ لازم سمجھنا اور
اُس کو دانتوں سے پکڑنا اور نئی باتوں سے دور رہنا کیونکہ (ہر نئی
بات بدعت ہے اور) ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور دارمی نے اعمش
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (حضرت) عبد اللہؓ (بن مسعود)
نے فرمایا۔ تم لوگ نئی نئی باتیں نکالوگے اور تم کو نئی نئی باتیں
پیش آئیں گی پس جب تم نئی بات دیکھنا تو پُرانے طریقہ کو اپنے
اوپر لازم سمجھنا۔ اور دارمی نے سفیان سے انھوں نے واصل
سے انھوں نے ایک عورت سے جس کا نام عائذہ تھا روایت
کی ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو دیکھا
وہ (اُس وقت) مردوں کو اور عورتوں کو نصیحت کر رہے تھے
اور کہتے تھے کہ جو کوئی تم مردوں یا عورتوں میں سے (نئی نئی باتیں) پائے تو

فالسمت الاول والسمت الاول فانا علی الفطرۃ و معلوم است کہ وفات عبداللہ بن مسعودؓ در آخر ایام خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقع شد۔

دوازدہم در حالت اولیٰ خدای تعالیٰ فرمودہ است سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ و در حالت ثانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع نمودند از قتال و امر مؤکد فرمودند بالقعود باید دید چہ قدر فرق است درانکہ دعوت خلیفہ سبب وجوب امتثال امر گردد و تحریم تخلف و آنکہ واجب باشد قعود و حرام باشد خوض در نصرت۔

سیزدہم تضاعف اجور آنانکہ دریں زمان متمسک بسنت باشند اخرج الترمذی عن بلال بن الحارث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احییٰ سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئا ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ

پہلی روش (اختیار کرے) اور پہلی روش اختیار کرے دیکھو ہم تو فطرت (اسلام) پر ہیں [اور یہ معلوم ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں واقع ہوئی]۔

بارھواں (حکم) فتنہ سے پہلے جہاد شارع کو مطلوب تھا چنانچہ (اسی) پہلی حالت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ الآیۃ [ترجمہ: عنقریب تم بلائے جاؤ گے ایسے لوگوں (کی لڑائی) کی طرف کہ وہ سخت لڑائی والے ہوں گے تم اُن سے لڑو گے یا وہ اسلام لائیں گے] اور دوسری حالت (یعنے زمانۂ فتنہ میں جہاد ممنوع ہوگیا چنانچہ اس حالت) کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے منع کیا اور بہت تاکید کے ساتھ آپؐ نے گھر میں بیٹھ رہنے کا حکم دیا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ (ان دونوں حالتوں میں) ایک یہ کہ خلیفہ (کا جنگ کے لئے لوگوں کو) بلانا اس کے تعمیل حکم کے واجب ہونے اور لڑائی سے بیٹھ رہنے کی حرمت کا سبب ہو۔ دوسرے یہ کہ لڑائی سے بیٹھ رہنا واجب ہو اور (خلیفہ کی) مدد کرنا حرام ہو (دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے پہلی حالت خلفاء ثلاثہ کی تھی اور دوسری حالت حضرت علی مرتضےٰ کی)۔

تیرھواں (حکم) اس زمانۂ (فتنہ و فساد) میں جو لوگ سنت (نبوی) کے عامل ہیں ان کو دوچند ثواب ملنا۔ ترمذی نے بلال بن حارث سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری ایسی سنت کو جاری کیا جو میرے بعد متروک ہوگئی ہو تو جس قدر لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب اسے ملیگا بدون اس کے کہ اُن کے ثواب میں سے کچھ کم کرلیا جائے اور جس شخص نے کوئی بری بدعت نکالی

لا یرضاھا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل اثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من اوزارھم شیئا واخرج الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فان وراءکم ایام الصبر فمن صبر فیھن کان کمن قبض علی الجمر للعامل فیھن اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملہ قالوا یا رسول اللہ اجر خمسین منھم قال اجر خمسین منکم مختصر واخرج البغوی عن معقل بن یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العبادۃ فی الھرج کھجرۃ الی۔

جس سے اللہ اور اُس کا رسولؐ خوش نہیں تو جس قدر لوگ اُس بدعت پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس شخص پر ہوگا بدون اس کے کہ اُس کے گناہ سے کچھ کم کر لیا جائے۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خُشَنی سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آگے صبر کرنے کے دن (آنے والے) ہیں جو شخص اُن میں صبر کریگا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے آگ کی چنگاری ہاتھ میں اُٹھالی اُن دنوں میں (ایک نیکی) کرنے والے کو ان پچاس آدمیوں کا سا ثواب ملے گا جنھوں نے اس نیکی کو کیا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اُسی زمانے کے پچاس نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملے گا۔ آپؐ نے فرمایا (اُس زمانے کے نہیں) تمہارے زمانے کے پچاس (نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملیگا) یہ حدیث مختصر ہے۔

۱۴ چہاردہم مرگ دراں ایام بہتر باشد از زندگانی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان امراءکم خیارکم واغنیاءکم اسخیاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیر لکم من بطنھا واذا کان امراءکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الی نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا۔

۱۴ چودھواں (حکم) اس (فتنہ کے) زمانہ میں مرجانا زندہ رہنے سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک تمہارے بہترین اشخاص تمہارے سردار ہوتے رہیں اور تمہارے مالدار لوگ سخاوت کرتے رہیں اور تمہارے کام تمہارے درمیان مشورے سے ہوتے رہیں تو زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے شریر لوگ تمہارے سردار ہوجائیں اور تمہارے مالدار لوگ بخل کرنے لگیں اور تمہارے کاموں کا اختیار تمہاری عورتوں کو دے دیا جائے تو (اس وقت) زمین کا پیٹ تمہارے لئے اُس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

۱۵ پانزدہم اظہار کلمۂ حق نزدیک سلطان جابر افضل از جہاد باشد آخرج البغوی عن ابی امامۃ

۱۵ پندرھواں (حکم) ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا جہاد سے افضل ہے۔ بغوی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ

ان رجلاً قال یا رسول اللہ ای الجہاد
افضل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یرمی الجمرۃ الاولی فاعرض
عنہ ثم قال عند الجمرۃ الوسطی
فاعرض عنہ فلما رمی جمرۃ العقبۃ
ووضع رجلہ فی الغرز قال این
السائل قال انا ذا یا رسول اللہ
قال افضل الجہاد من قال کلمۃ
حق عند سلطان جائر۔

باز وقائع عجیبہ واقع شد کہ بلسان
حال دلالت کردند برانکہ بعد ازیں تاریخ
برکات ایام نبوت مختفی شد۔ فی
المشکوۃ عن ابی ہریرۃ قال
اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بتمرات فقلت یا رسول اللہ
ادع اللہ فیہن بالبرکۃ فضمہن
ثم دعا لی فیہن بالبرکۃ قال
خذہن فاجعلہن فی مزودک
کلما اردت ان تاخذ منہ شیئا
فادخل فیہ یدک فخذہ و
لا تنثرہ نثرا فقد حملت من
ذلک التمر کذا وکذا من وسق
فی سبیل اللہ فکنا ناکل منہ ونطعم
وکان لا یفارق حقوی حتی کان
یوم قتل عثمان فانہ انقطع

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جمرۂ اُولیٰ کی رمی
فرمارہے تھے آپؐ نے اس سائل سے اعراض کیا۔ پھر اُس نے
جمرۂ وسطیٰ کے پاس یہی سوال کیا۔ آپؐ نے پھر اُس سے اعراض کیا۔
پھر جب آپؐ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوئے اور آپؐ نے اپنا
پائے مبارک (اونٹ کے) پالان میں رکھا (اور اونٹ پر سوار ہونے
لگے) تو آپؐ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اُس نے عرض کیا
یا رسول اللہ! میں یہ (کھڑا) ہوں۔ آپؐ نے فرمایا افضل جہاد
یہ ہے کہ حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہدے (یہ احکام تو
تھے جو احادیث میں زمانۂ فتنہ کے متعلق وارد ہوئے ہیں)۔

پھر اس کے بعد کچھ واقعاتِ عجیبہ پیش آئے جو بزبانِ
حال اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ اس فتنہ کے ہوتے ہی زمانۂ
نبوت کی برکتیں چھپ گئیں۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے
روایت ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
آپؐ ان میں برکت کے واسطے خدا سے دعا کیجئے۔ آپؐ نے انکو
یکجا کیا پھر میرے لئے اُن میں برکت کی دعا فرمائی اور مجھ سے
فرمایا کہ ان کو لے لو اور اپنے توشہ دان میں رکھو جب ان میں
سے کچھ کھجوریں لینا ہوں تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ ڈال کر
نکال لیا کرنا اور ان سب کو یکبارگی (توشہ دان سے) نہ نکال لینا
(حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ) میں نے اُن کھجوروں میں سے اتنے
اتنے وسق راہِ خدا میں (محتاجوں کو) دیئے اور خود اُس میں سے
کھائیں اور دوستوں کو کھلائیں اور وہ توشہ دان (کسی وقت
حضر و سفر میں) میری کمر سے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ
کی شہادت کا دن آیا تو وہ توشہ دان (کہیں) کٹ (کر گر) گیا

وقد قال ابو هريرة فى ذلك يوم قتل عثمان ؎

للناس همٌّ ولى اليوم همّان

همّ الجراب وهمّ الشيخ عثمان

اخرج البخارى عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتماً من ورق وكان فى يده ثم كان بعد فى يد ابى بكر ثم كان بعد فى يد عمر ثم كان بعد فى يد عثمان حتى وقع بعد فى بئر اريس نقشه محمد رسول الله

واخرج البخارى عن انس رضى الله عنه قال كان خاتم النبى صلى الله عليه وسلم فى يده وفى يد ابى بكر بعده وفى يد عمر بعد ابى بكر قال فلما كان عثمان جلس على بئر اريس فاخرج الخاتم فجعل يعبث به فسقط قال فاختلفنا ثلثة ايام مع عثمان فنزح البير فلم يجده واخرج ابو عمر قال قام عامر بن ربيعة يصلى من الليل حين نشب الناس فى الطعن على عثمان فصلى من الليل ثم نام فاُتى فى المنام فقيل له قم فاسال الله

اسی کے متعلق بروز شہادت حضرت عثمانؓ حضرت ابوہریرہؓ نے (یہ شعر) کہا تھا ؎ سب لوگوں کو ایک غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں ؛ ایک غم توشہ دان کا دوسرا (غم) شیخ یعنی حضرت عثمانؓ کا ؛ اور (امام) بخاریؒ نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک مُہر بنوائی تھی وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ (حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے) چاہِ اریس میں گر گئی۔ اُس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ اور (امام) بخاریؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مُہر[1] آپؐ کے ہاتھ میں رہتی تھی اور آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے (ان کے ہاتھ میں رہی پھر) ایک روز وہ چاہِ اریس پر بیٹھے تھے اور مُہر کو اُتار کر ہاتھ میں لئے ہوتے تھے اور وہ مُہر ہاتھ سے چھوٹی اور کنوئیں میں گر پڑی پھر ہم لوگ تین دن تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ اُس کنوئیں پر گئے (اور صبح سے شام تک اس کا پانی نکلوانے میں مشغول رہے) کنوئیں کا سارا پانی نکلوایا مگر وہ مُہر نہ پائی۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں لوگ حضرت عثمانؓ پر طعن اور تشنیع کرنے لگے تھے تو ایک شب کو عامر بن ربیعہ نے (تہجد کی) نماز پڑھی پھر سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی اُن سے کہہ رہا ہے اٹھو اور اللہ سے دعا مانگو

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مُہر اقدس گول تھی اور اُس میں تین سطریں تھیں پہلی سطر میں اللہ کندہ تھا دوسری سطر میں رسول تیسری سطر میں محمد۔ یہ مُہر مبارک نیچے سے پڑھی جاتی تھی۔

ان يعيذك من الفتنة التى اعاذ منها
صالح عباده فقام فصلى ودعا ثم اشتكى
فما خرج بعد الا بجنازته اخرج ابو يعلى
من اقوال السيد المجتبى الحسن بن على
رضى الله عنهما انه قام خطيبا فقال ايها
الناس رأيت البارحة فى منامى عجبا
رأيت الرب تعالى فوق عرشه فجاء
رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى
قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء
ابوبكر فوضع يده على منكب رسول الله
صلى الله عليه وسلم ثم جاء عمر فوضع يده
على منكب ابى بكر ثم جاء عثمان فكان
بيده رأسه فقال سل عبادك فيم قتلونى
فانبعث من السماء ميزابان من دم فى الارض
قال فقيل لعلى الا ترى ما يحدث بالحسن
قال يحدث بما رأى اخرج ابو عمر عن سعيد
ابن المسيب ان زيد بن خارجة توفى
زمن عثمان عفان فسجى بثوب ثم انهم
سمعوا جلجلة فى صدره ثم تكلم فقال
احمد احمد فى الكتاب الاول صدق
ابوبكر الصديق الضعيف فى نفسه
القوى فى امر الله فى الكتاب الاول
صدق صدق عمر بن الخطاب القوى
الامين فى الكتاب الاول صدق
صدق عثمان بن عفان على منهاجهم

کہ تم کو اس فتنہ سے پناہ دے جس سے اس نے اپنے نیک بندوں کو
پناہ دی۔ عامر (یہ خواب دیکھ کر) اُٹھے اور نماز پڑھ کر دعا مانگی پھر وہ
(اسی وقت سے) بیمار پڑے اور ان کا جنازہ ہی نکلا۔ ابویعلیٰ نے
منجملہ اقوال سید مجتبیٰ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نقل
کیا ہے کہ حضرت حسنؓ خطبہ پڑھنے کھڑے تو اُس میں فرمایا اے لوگو!
میں نے رات کو ایک عجیب خواب دیکھا۔ میں نے خداوند تعالیٰ
کو عرش کے اوپر دیکھا۔ پھر (دیکھا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم تشریف لائے اور عرش کے پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر
حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ کر کھڑے ہوتے پھر حضرت عمرؓ تشریف
لائے اور اپنا ہاتھ حضرت ابوبکرؓ کے شانہ پر رکھ کر کھڑے ہوئے
پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور اُن کا سر اُن کے ہاتھ پر (رکھا)
تھا اُنھوں نے (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کیا (خداوندا!) تو اپنے
بندوں سے دریافت کر کہ اُنھوں نے مجھے کس گناہ میں قتل کیا
اس کے بعد (کیا دیکھتا ہوں کہ) آسمان سے دو پرنالے خون کے
زمین میں گرنے لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ
سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضرت حسنؓ کیا بیان کر رہے ہیں۔
اُنھوں نے جواب دیا جو اُنھوں نے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے
ہیں۔ ابو عمر نے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت زید بن خارجہ
نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں وفات پائی اور اُن پر ایک چادر
ڈال دی گئی۔ پھر لوگوں نے اُن کے سینے سے گھنگھے کی جیسی آواز
سُنی اس کے بعد وہ بولے اور کہا۔ احمد احمد پہلی کتاب میں (مذکور)
ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ ابوبکر صدیقؓ جسم میں ضعیف ہیں اور خدا
کے کام میں قوی ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطاب قوی امانت دار
پہلی کتاب میں (مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفانؓ انکے طریقہ پر ہیں

مَضَتْ اربعٌ وبَقِيَتْ سنتانِ اَتَتِ
الفتن واكل الشديدُ الضعيفَ و
قامتِ الساعۃ وسياتيكم خبر
بير اريس وما بير اريس ثم
هلك رجل من بنى خطم فسُجى
بثوب فسمعوا جلجلة فى صدره
ثم تكلم فقال ان اخا بنى الحارث
بن الخزرج صدق صدق ومن
قول سعيد بن المسيب قريبًا
فى ذهاب الصالحين بسبب الفتن۔

باز احبار اہلِ کتاب بایں مضمون
خبر دادند آخرج الطبرانی ان عمر
بن الخطاب قال لكعب الاحبار
كيف تجد نعتى فى التورٰىة
قال خليفةٌ قرن من حديد
اميرٌ شديدٌ لا يخافُ فى الله
لومة لائم ثم يكون من بعدك
خليفة تقتله اُمّۃ ظالمون ثم يقع
البلاء بعده وفى الرياض عن
كعب قال والذى نفسى بيده
ان فى كتاب الله المنزل محمد صلى
الله عليه وسلم ابوبكر الصديق عمر الفاروق
عثمان الامين فالله الله يا معوية فى
امر هذه الامة ثم نادى الثانية ان فى
كتاب الله المُنْزَل ثم اعاد الثالثة

چار (برس) گزر گئے اور دو باقی رہے فتنے آپہنچے اور قوی نے ضعیف
کو کھالیا اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمھارے پاس چاہِ
اریس کی خبر آئیگی اور کیا ہے چاہ اریس۔ پھر اُن کے بعد ایک
اور شخص نے قبیلۂ بنی خطم میں سے وفات پائی اور اُن پر ایک
چادر ڈال دی گئی تو اُن کے سینے سے گھنٹے کی جیسی آواز سُنی گئی
پھر وہ بولے اور اُنھوں نے کہا۔ بنی حارث ابن خزرج کے بھائی
(یعنے حضرت زید بن خارجہ) نے سچ کہا سچ کہا۔ [اور سعید بن
مسیّب کا یہ قول کہ نیک لوگ فتنہ میں (دنیا سے) کوچ کرجائینگے
قریب ہی گزر چکا ہے]۔

پھر علمائے اہل کتاب نے اسی مضمون (یعنے وقوع فتنہ)
کی خبر دی۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے
کعب احبار سے فرمایا کہ تم میری صفت توریت میں کس طرح
پاتے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا۔ (توریت میں آپ کا ذکر ان
اوصاف کے ساتھ ہے) ایک خلیفہ ہوگا (مضبوطی میں) لوہے
کا سینگ سردار ہوگا سخت (مضبوط) اللہ (کے کام) میں کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گا۔ پھر آپ کے بعد
(جو) خلیفہ ہوگا (اس کے متعلق توریت میں ہے کہ) اس کو ایک
گروہ ظالم قتل کرے گا پھر اُس کے بعد بلا نازل ہوگی۔ اور
ریاض (النضرۃ) میں کعب سے منقول ہے وہ کہتے تھے قسم اس کی
جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ کی کتاب (یعنے توریت)
میں (اس طرح) ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ
عثمانؓ امین (ان تینؓ کے بعد کسی چوتھے کا نام نہیں ہے) پس
اے معاویہ تم اس امت کی حکومت (کے بارے) میں اللہ سے
ڈرو (اور اپنے لئے خلافتِ راشدہ کا دعوٰے نہ کرو) پھر کعب نے
دوبارہ پکار کر کہا کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب میں ہے پھر تیسری بار بھی یہی کہا۔

آخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن عبد اللہ بن سلام قال لقد فتح الناس علی انفسھم بقتل عثمان باب فتنۃ لا یتغلق علیھم الی قیام الساعۃ واخرج ابوبکر عن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ قال لا تسلوا سیوفکم فلئن سللتموھا لا تغمد الی یوم القیمۃ آخرج احمد عن جریر فی قصۃ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ الی الیمن حتی قال ثم لقیت ذا عمرو فقال لی یا جریر انکم لن تزالوا بخیر ما اذا ھلک امیر تآمرتم فی آخر واذا کانت بالسیف غضبتم غضب الملوک ورضیتم رضی الملوک۔

باز اصحاب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند بعظم این قضیہ و رقت نمودند آخرج ابوبکر عن ابی سعید مولی ابن مسعود قال قال عبد اللہ واللہ لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ خلفا آخرج البغوی قال ابو الدرداء ان الناس کانوا ورقا لا شوک فیہ فاصبحوا شوکا

ابو عمر نے استیعاب میں حضرت عبد اللہ بن سلامؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ بیشک لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر کے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اب قیامت تک اُن پر بند نہ ہو گا۔ اور ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ (وہ حضرت عثمانؓ کے) محاصرہ کے وقت کہتے تھے (اے لوگو!) اپنی تلواریں (میان سے) نہ نکالو کیونکہ اگر تم تلواریں نکال لوگے تو (یاد رکھو کہ) پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائیں گی۔ (امام) احمدؒ نے جریر سے اُس قصہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا تھا نقل کیا ہے وہ اُوپر کا قصہ بیان کر کے کہنے لگے کہ پھر میں ذو عمرو سے ملا تو اُنھوں نے مجھ سے کہا اے جریر! تم لوگ ہمیشہ خیر و (فلاح) کے ساتھ رہو گے اُس وقت تک کہ تم اپنے ایک سردار کے مرنے کے بعد دوسرے کو (مشورہ اور انتخاب سے) سردار بنلاتے رہو اور جب یہ حکومت تلوار کے زور سے ملنے لگے (مشورہ اور انتخاب پر نہ رہے) تو تمہارا غصہ اور خوشی بادشاہوں کے غصّے اور خوشی کے مثل ہو جاتے گا (پھر خیر نہ رہے گی)۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے اس واقعہ (شہادت حضرت عثمانؓ) کی اہمیت بیان کی اور اس پر افسوس ظاہر کیا۔ ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے حضرت ابن مسعودؓ کے مولے ابو سعید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ قسم خدا کی اگر لوگ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔ بغوی نے نقل کیا ہے کہ ابو الدرداء کہتے تھے (فتنہ سے پہلے) لوگ مثل برگ (گل) کے تھے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو پھر (فتنہ کے بعد) وہ سرتاپا کانٹا بن گئے

لا ورق فیہ أخرج ابو عمر ان ثمامۃ ابن
عدی امیر عثمان علی الصنعاء خطب یوم
بلغہ موت عثمان فاطال البکاء ثم قال ھذا
حین انتزعت خلافۃ النبوۃ من امۃ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصارت ملکا
وجبریۃ من غلب علی شئ اکل۔

سخن دربیان اختلاف زمان سابق ولاحق بطول
انجامید و نزدیک آمد کہ رشتہ ترتیب از ہم گسستہ شود

سخن از حد خود بگذشت بس کن
نفس شد آتشین ضبط نفس کن

اکنون باصل مقصد عود کنیم بنقل متواتر کہ در
شرعیات نقلے معتمد تر ازاں یافتہ نمی شود
بثبوت پیوستہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم فتنہ را کہ نزدیک مقتل حضرت عثمانؓ
پیدا شد ملمح اشارہ ساختہ اند وآں را بہ تفصیلے
کہ زیادہ ازاں در شرائع یافتہ نشود بیان
فرمودہ اند وآں را حد فاصل نہادہ اند
درمیان زمان خیر و زمان شر وگواہی دادہ اند کہ
دریں وقت خلافت علی منہاج النبوۃ
منقطع شود ملک عضوض پدید آید و معنی
لفظ عضوض دلالت می کند بر حروب و
مقاتلات وجہیدن یکے بر دیگرے
ومنازعت یکے با دیگرے در ملک وبہذا
در احادیث بسیار خلفائے ثلثہ را دریک حکم
جمع کردند تا آنکہ ظن قوی بہم رسید کہ

جس میں (کوئی) پتی نہ ہو۔ ابو عمر نقل کرتے ہیں کہ ثمامہ بن عدی
(کو جو) حضرت عثمانؓ کی جانب سے صنعاء کے حاکم تھے۔ جب
حضرت عثمانؓ کی شہادت خبر پہنچی تو وہ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے
اور بہت روتے پھر کہا۔ یہ وہ وقت ہے کہ امت محمد صلے اللہ
علیہ وسلم سے خلافت نبوت نکال لی گئی اور سلطنت جبر و تعدی
والی ہوگئی جو جس چیز پر قابو پائے گا اُسے کھالے گا۔

زمانہ سابق ولاحق کا اختلاف بیان کرنے میں بات کو
بہت طویل ہوگیا اور قریب ہے کہ ترتیب (مضامین) کا سلسلہ
ٹوٹ جائے ۔ سخن از حد خود بگذشت بس کن ؏ نفس شد
آتشین ضبط نفس کن ؏ لہٰذا اب ہم اصل مقصد کی جانب رجوع
کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) نقل متواتر سے کہ جس سے زیادہ
معتبر شرعیات میں کوئی نقل نہیں ہے۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے
کہ جو فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے قریب پیدا ہوا۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب اشارہ کیا
اور ایسی (واضح) تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جس سے زیادہ
تفصیل دوسرے احکام شرعیہ میں نہیں پائی جاتی اور آپ نے
حضرت عثمانؓ کی شہادت کو زمانہ خیر اور زمانہ شر کے درمیان
میں حد فاصل قرار دیا ہے اور فرمایا کہ بعد شہادت حضرت عثمانؓ
کے خلافت بر طریق نبوت نہ رہے گی اور کاٹنے والی سلطنت
ظاہر ہوگی۔ کاٹنے والی کے لفظ سے واقعات حرب وقتال کا
پیش آنا اور ایک کا دوسرے پر حملہ کرنا اور سلطنت کے لئے
ایک کا دوسرے کے ساتھ جھگڑنا بخوبی معلوم ہوتا ہے اور
اسی وجہ سے (کہ پہلی خلافتیں بر طریق نبوت تھیں اور فتنہ
سے محفوظ تھیں) اکثر احادیث میں خلفائے ثلثہ کو ایک ہی
حکم میں جمع کیا ہے یہاں تک کہ ظن قوی کے ساتھ معلوم ہوا کہ

هر سه بزرگ فی مرتبۃ من المراتب
متفق اند و غیر ایشان دراں
مرتبه شریک ایشان نیست
و در بعض احادیث لفظے که
مشعر بانقطاع خلافت باشد
ارشاد فرمودند و در حدیث
تحرک جبل بروایت حضرت
عثمان و انس ذکر هر سه بزرگ
رفت و در قصه حائط
بروایت ابوموسے مذکور هر سه
فقط و در حدیث وزن با
امت بروایت جمعے ذکر هر سه
و در بعض الفاظ ثم رفع
المیزان و در رؤیائے ظلّه
همچناں و در حدیث ابن عمر
کنّا نخیّر الحدیث بیان
همیں سه بزرگ بعد ازاں ابن
عمرؓ گفته است نسکت و در
رؤیائے نوط بعضهم ببعض ذکر
همیں هر سه و در رؤیائے دلو
دُلّی من السّماء مذکور هر سه و در
مرتبۂ چهارم انتشاط عُرقوه
ظاهر گردید۔ و در قصۂ سوال
بنی مصطلق بعد ذکر هر سه فتبًّا لکم
و در قصۂ تاسیس مسجد

یہ تینوں بزرگوار کسی نہ کسی مرتبہ میں (یعنی خلافت کے بطریق
نبوت ہونے اور فتنہ سے محفوظ رہنے میں) باہم برابر ہیں اور
ان کے ساتھ اُس مرتبہ میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور
(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے) بعضے حدیثوں میں (صاف
صاف) ایسے الفاظ فرما دیئے جن سے (بعد شہادت حضرت
عثمانؓ) خلافت (برمنہاج نبوّت) کا ختم ہوجانا مفہوم ہوتا
ہے (چنانچہ) اُس حدیث میں پہاڑ کا حرکت کرنا بیان ہوا
ہے (جو) بروایت حضرت عثمانؓ اور انسؓ منقول ہے خلفاء
ثلٰثہ کا (ایک ساتھ) ذکر ہے اور باغ والے قصّہ میں (جو) بروایت
ابوموسے (اشعری) منقول ہے انہی تینؓ حضرات کا ذکر ہے
اور اس حدیث میں جس میں امّت کے ساتھ وزن کیا جانا مذکور
ہے جو ایک جماعت صحابہؓ کی روایت سے (مروی ہے) یہی
تین حضرات مذکور ہیں۔ (اس حدیث کی) بعضے روایتوں میں
(صاف صاف یہ لفظ بھی) ہے پھر ترازو اُٹھا لی گئی۔ اور ابر
والے خواب میں بھی انہی تینوں کا ذکر ہے۔ اور حضرت ابن عمرؓ کی
اس حدیث میں کہ ہم لوگ حضرت صدیقؓ کو سب سے بہتر سمجھتے
تھے تا آخر حدیث، انہی تینؓ صاحبوں کا نام مذکور ہے۔ بعد ذکر
حدیث کے ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ان کے بعد ہم سکوت کرتے
تھے۔ اور اُس خواب میں جس میں ایک کا دوسرے کے دامن سے
لٹکنا بیان ہوا ہے انہی تینوں کا ذکر ہے۔ اور اُس خواب میں کہ
جس میں کہ آسمان سے ڈول کا لٹکنا مذکور ہے یہی تینوں مذکور
ہیں اور (اس حدیث میں خلافت ختم ہوجانے کے صاف
صاف الفاظ بھی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے) کہ چوتھے مرتبہ میں
عرقوہ کھل گئی اور قصہ سوال بنی مصطلق میں (بھی) ان تینوں
کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ پھر تمہاری ہلاکت ہی۔ اور مسجد کی بنیاد

ووضع احجار بلفظ حصر کہ ھم الخلفاء وارد
شد و در قصہ اشترائے قلائص بعد
ذکر ہر سہ عزیز گفتہ شد فتبًا
لك و در قصہ تسبیح حصٰے بر ہمین
سہ کس اکتفا رفت و در قصہ تزول
رحی الاسلام زمانے معین گشت
کہ بابلغ وجہ بریں فتنہ دلالت
نمودند بعد ازاں فرمودند فان
یھلکوا فسبیل من ھلك وان
یقم لھم دینھم یقم لھم
سبعین عامًا قال البغوی اراد
بالدین الملك قال ابوسلیمان
ویشبہ ان یکون اُرید بھذا
ملك بنی اُمیۃ وانتقالہ عنھم
الی بنی العباس وکان ما بین
ان استقر الملك لبنی اُمیۃ
الی ان ظھرت الدعاۃ بخراسان
وضعف امر بنی امیۃ ودخل
الوھن فیہ نحوا من سبعین
سنۃ و در حدیث الخلافۃ بالمدینۃ
والملك بالشام تعین مکان واقع
شد الی غیر ذلك مما لا یحصٰی۔

باقی ماند آں کہ در حدیث
ابی بکرۃ ثقفی وارد شد الخلافۃ
بعدی ثلثون سنۃ

قائم کرنے کے قصہ میں اور (اس کی بنیاد میں) پتھر رکھنے کے بیان
میں بطور حصر کے بیان کیا گیا کہ یہی (تینوں) خلیفہ ہیں۔ اور
اونٹوں کے خریدنے کے قصہ میں ان تینوں کے ذکر کے بعد
ہے کہ پھر تجھے ہلاکی ہو۔ اور کنکریوں کی تسبیح کے قصہ میں
انہی تین (خلفاء) پر اکتفاء کی گئی ہے۔ اور اسلام کی چکّی
چلنے کے قصہ میں (خاص) ایک زمانہ (خلافت کے لئے) مقرر
کردیا گیا جس نے پورے طور سے اس فتنہ پر دلالت کی۔
اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ پھر اگر وہ ہلاک ہوئے تو اُسی
کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا۔ اور ان کے لئے دین قائم ہوگیا تو
ستّر برس قائم رہے گا بغوی کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ
دین سے مراد سلطنت ہے۔ اور ابو سلیمان کہتے ہیں کہ یہ
بھی ہوسکتا ہے کہ اس حدیث میں سلطنت کا بنی اُمیہ میں
آنا اور پھر بنی امیہ سے بنی عباس میں آنا مراد ہو اور (قرینہ
اس مراد کا یہ ہے کہ) بنی اُمیہ کی حکومت قرار پذیر ہونے سے
اُس زمانہ تک کہ مدعیانِ حکومت خراسان میں ظاہر ہوئے
اور بنی امیہ کی حکومت ضعیف ہوگئی اور ان کی حکومت
میں سُستی آگئی قریب قریب ستّر برس کے (فاصلہ) ہے اور
اس حدیث سے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور حکومت شام
میں (خلافت کے لئے) مقام مقرر کردیا گیا۔ علاوہ ان روایات
کے اور احادیث (اس مضمون کے متعلق) بیشمار ہیں۔

باقی رہا یہ کہ ابوبکرہ ثقفی کی حدیث میں ہے کہ (حضرت
نے فرمایا) خلافت میرے بعد تیس برس رہے گی (اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ خاصہ حضرت عثمان رضی کی شہادت
سے ختم نہیں ہوئی بلکہ حضرت مرتضٰے کا زمانہ بھی اس میں
داخل ہے کیونکہ ان کا زمانہ لئے بغیر تیس برس پورے نہیں ہوتے لہٰذا)

حقیقت معنے آں نیز بباید دانست کہ
خلافتِ خاصہ منتظمہ مرکب ست
از دُو وصف وصفِ اوّل وجودِ خلیفہ
خاص و وصفِ ثانی نفاذ تصرف
واجتماع کلمۂ مسلمین و انتفاء
مجموع حاصل مے شود بنفی یکے
ازیں دُو وصف و بنفی ہردو معًا
و حکمتِ الٰہی مقتضیٔ تدریج است
بین کل ضدین پس در حالتِ اُولےٰ
ایں مجموع مفقود شد بفقد
وصف اجتماع کلمۂ مسلمین
و عدم انتظام ملک پس حضرت
مرتضٰی بصفاتِ کاملۂ خلافت
خاصہ اتصاف داشتند و
خلافتِ ایشان شرعًا منعقد
شد لیکن فرقتِ مسلمین پدیدار
گشت و تصرف ایشان در
انتظار ارض نفاذ نیافت
چنانکہ بادشاہے عادل مدرّسے را در
مدرسہ نصب می فرماید وطلبۂ علم را امرکند
کہ جناب ازجنابِ او استفادہ کنند لیکن
طلبۂ علم را باتفاقاتِ بسیار کہ بعض آں

اس حدیث کے معنے کی تحقیق بھی سمجھ لو (اصل یہ ہے) کہ خلافتِ
خاصہ دُو وصف سے مرکب ہے۔ پہلا وصف خلیفہ خاص کا موجود
ہونا۔ دوسرا وصف اُس کے تصرف (یعنے احکام) کا جاری ہونا
اور سب مسلمانوں کا اُس پر متفق ہو جانا گو اُس مجموعہ کا انتفاء
دُو وصفوں میں سے کسی ایک کی نفی سے بھی ہو سکتا ہے اور دونوں
کی نفی سے بھی مگر حکمتِ الٰہی چونکہ دُو ضدوں کے درمیان میں
تدریج کو چاہتی ہے[1] لہٰذا (خلفائے ثلٰثہ کے بعد) اوّل اوّل اس
مجموعہ (یعنے خلافتِ خاصہ) کا انتفاء صرف ایک وصف کے نفی
یعنے مسلمانوں کے باہمی اتفاق اور انتظامِ سلطنت کے ٹھیک
نہ رہنے سے ہوا۔ چنانچہ حضرت مرتضٰی خلافتِ خاصہ کے اوصاف
سے موصوف تھے اور ان کی خلافت شرعًا منعقد بھی ہوئی (لہٰذا
خلافتِ خاصہ کا ایک جُز تو پایا گیا) لیکن (دوسرا جُز نہیں
پایا گیا یعنے) مسلمانوں میں باہم اختلاف پیدا ہوگیا اور
ان کا تصرف اطرافِ ملک میں نافذ نہ ہوا۔ (لیکن بوجہ اس
کے کہ خلافتِ خاصہ کا ایک وصف منتفی ہو چکا تھا احادیثِ
سابقہ کا یہ مضمون صحیح ہوا کہ خلافتِ خاصہ بعد حضرت عثمان
کے نہ رہی اور بوجہ اس کے کہ خلافتِ خاصہ کا ایک وصف
باقی تھا اس حدیث کا یہ مضمون بھی صحیح ہوا کہ خلافتِ خاصہ
حضرت مرتضٰی کے وقت تک باقی تھی انہی دونوں وصفوں کے
مجموعہ کا نام خلافتِ خاصہ ہے) جیسے ایک بادشاہ عادل کسی
مدرسہ میں ایک مدرس کو مقرر کردے اور طلبہ کو حکم دے کہ اُس
مدرّس سے پڑھیں لیکن طلبہ کو بوجہ چند اتفاقات کے جن میں سے کچھ

[1] یعنے حکمتِ الٰہی کا یہ مقتضا ہے کہ ایک ضد کے مفقود ہونے کے بعد دوسری ضد دفعۃً موجود نہ ہو جائے بلکہ پہلے کچھ درمیان کے درجہ موجود ہوں اسکے بعد وہ ضد موجود ہو۔ لہٰذا خلافتِ خاصہ کاملہ کے بعد دفعۃً سلطنتِ جابرہ کا ظہور نہ ہوا بلکہ ایک ایسی چیز کا ظہور ہوا کہ نہ خلافتِ خاصہ کاملہ تھی نہ سلطنتِ جابرہ۔

باختیار ایشان باشد وبعض بغیر اختیار وجود استفادہ
بالفعل صورت نگرفت دریں وقت ہردو
استعمال صحیح باشد میتوان گفت دریں
مدرسہ مدرّسے ہست اما مردم بروے
نے خوانند و جمع نمے شوند ونیز میتوان
گفت کہ دریں مدرسہ مدرّسے نیست
یعنے متصف بدرس بالفعل فیما
نحن فیہ ہم چناں خلیفۂ خاص
متصف باوصاف کاملہ موجودست
وخلافت او بالفعل نیست ثانیاً
مردم مجتمع شدند و فرقت از
میان برخاست لیکن خلیفہ باوصاف
معتبرہ درخلیفۂ خاص متصف نبود
ھُدْنَۃٌ علیٰ دَخَنٍ ہمیں معنے دارد
ودرفتنۂ ثانیہ نہ اتصاف باوصاف
خلافت خاصہ بود و نہ اجتماع مسلمین
مردم شذر و ندر رفتند و ہر یکے
دعوے خلافت نمود وجنود مجندہ
پیدا شدند دُعَاۃٌ علیٰ ابواب جہنّم
حکایت ایں فرقہ است بعد ازاں
چوں عبد الملک تسلط یافت فرقت
از میان رفت و احکام خلافت جابرہ
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درچندیں
احادیث تشریع آں فرمودہ بودند بر
منصۂ ظہور آمد ایں مسئلہ

ان کے اختیاری تھے کچھ غیر اختیاری اُس مدرّس سے کچھ
فائدہ حاصل نہ ہوا اس صورت میں دونوں استعمال صحیح ہیں (یعنے
یہ بھی) کہہ سکتے ہیں کہ اس مدرسہ میں مدرّس ہے مگر لوگ
اس سے نہیں پڑھتے اور اس کے پاس جمع نہیں ہوتے اور یہ
بھی کہہ سکتے ہیں کہ مدرسہ میں کوئی مدرّس نہیں ہے یعنے
(ایسا مدرس نہیں ہے جو) بالفعل درس دیتا ہو (علیٰ ہذا القیاس)
جس مبحث میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں بھی یہ بات
حاصل ہے کہ خلیفہ خاص (یعنے حضرت مرتضےٰ) متصف باوصاف
کاملہ (خلافتِ خاصہ) موجود ہیں مگر اُن کی خلافت بالفعل
موجود نہیں۔ پھر دوسرے زمانے میں لوگوں نے اتفاق کرلیا
اور اُن کا باہمی اختلاف رفع ہوگیا لیکن اُس وقت (کے)
خلیفہ (یعنے حضرت معاویہؓ) اُن اوصاف کے ساتھ جو خلیفۂ خاص
میں معتبر ہیں متصف نہ تھے صلح تیرگی کے ساتھ (جو کہ اُس
زمانہ کا وصف حدیث میں مذکور ہے اس) کے یہی معنے ہیں (ہماری
اس تقریر سے دونوں حدیثوں کا تعارض رفع ہوگیا) اور فتنۂ ثانیہ
میں (خلافتِ خاصہ کے دونوں وصف جاتے رہے) یعنے (اُس
زمانہ کے خلیفہ میں) نہ تو اوصاف خلافتِ خاصہ کے ساتھ متصف
ہونا پایا گیا نہ مسلمانوں کا (اُس پر) اتفاق پایا گیا لوگ متفرق ہو کر
(اِدھر اُدھر) چل دیئے اور ہر ایک نے خلافت کا دعویٰ کیا اور (مسلمانوں
کے) متعدد لشکر پیدا ہوگئے۔ دوزخ کے دروازوں پر (کھڑے
ہو کر لوگوں کو) بُلانے والے۔ اسی فرقہ کی شان میں (کہا گیا) ہے۔
اس کے بعد جب عبد الملک نے تسلط پایا اور مسلمانوں کا (باہمی)
اختلاف اُٹھ گیا اور خلافتِ جابرہ کے احکام جس کی تشریع
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف حدیثوں میں فرمائی تھی
ظاہر ہوئے یہ مسئلہ (یعنے ان دونوں حدیثوں میں تطبیق کی تقریر جو

کسے را کہ جملۂ صالحہ از احادیث یاد دارد و سلیقہ
تطبیق بعض بابعض و فرود آوردن ہر چیزے
در محل آن داشتہ باشد مقطوع بہ ست
و اگر شخصے سلیقۂ استنباط احکام از احادیث
متفرقہ نداشتہ باشد می باید کہ خود را
از دخول در معارک استنباط معذور
دارد و کسے کہ دانستہ را نادانستہ می نماید
و دیدہ را نادیدہ و شنیدہ را ناشنیدہ
بسبب وار خفی کہ یُعرف الاقوال
بالرجال ولا یعرف الرجال
بالاقوال بحث ما باو نیست و خطاب ما
متوجہ باو نہ۔

چوں ایں مبحث تمام شد تنبیہاتے چند
بنویسیم و مقصد را بران ختم نمائیم۔

تنبیہ اول سبب حقیقی در تغیر احوالِ
عالم و اختلاف زمان سابق و لاحق
ارادۂ حضرت مبدأ است کہ ہر طبقہ
را بوصفے مخصوص ساختہ است و
در ہر زمانے حکمے جاری فرمودہ کہ
کل یوم ھو فی شان در
ازل الآزال سلسلۂ کائنات در
عنایتِ اولے مبسوط ساختہ اند و
در ہر موضعے وصفے خاص و وصفے
معین نہادہ اند و آن را اصلاً
تغییر و تبدیل نتواند بود

ہم نے کی) اس شخص کے نزدیک قطعی ہے جس کو احادیث کا ایک
معتد بہ حصہ یاد ہو اور اُس کو تطبیق دینے کا سلیقہ (بھی حاصل
ہو اور وہ ہر حدیث کو اُس کے موقع پر اُتار سکتا ہو۔ اور اگر کوئی
شخص احادیثِ متفرقہ سے استنباطِ احکام کا سلیقہ نہ رکھتا ہو تو
اس کو چاہیئے کہ معرکۂ استنباط میں داخل ہونے سے اپنے کو معذور
رکھے اور اگر کوئی شخص کسی حالی مرض کے سبب سے (موافق دستور
جہال کے) کہ بات (کی خوبی) کہنے والے کے عالی مرتبہ ہونے سے
معلوم کرتا ہے نہ یہ کہ کہنے والے (کی خوبی) کو بات (کی عمدگی)
سے سمجھے دانستہ کو نادانستہ اور دیدہ کو نادیدہ اور شنیدہ کو
ناشنیدہ بنادے (یعنے جان بوجھ کر حق پوشی کرے) تو ہمارا خطاب
اُس شخص سے نہیں ہے۔

جب یہ مبحث ختم ہوگیا تو اب ہم چند تنبیہات لکھتے ہیں
اور (فصل پنجم کے) مقصدِ (اول کو) اُن پر ختم کرتے ہیں۔

پہلی تنبیہ (کچھ جانتے ہو کہ) دنیا کی حالتوں میں تغیر کا
(سبب) اور زمانۂ سابق و لاحق میں اختلاف کا (باعث کیا
ہوتا ہے) **اصلی سبب** (اس کا) حضرت مبدأ یعنے حق تعالیٰ
کا ارادہ ہے کہ اُس نے (اپنے ارادہ کے موافق) ہر طبقہ کو ایک
صفت کے ساتھ مخصوص کردیا ہے اور ہر زمانہ میں ایک جداگانہ
حکم جاری فرمایا ہے (یہی مطلب ہے اس آیت کا) کہ کل یوم
ھو فی شان۔ یعنے ہر روز وہ (ذات پاک) ایک نئے کام میں
ہے (تفصیل اس کی یہ ہے کہ کارکنانِ قضا و قدر نے) ازل الآزال
میں کائنات کے سلسلہ کو (مثل ایک فرش کے) (حق تعالیٰ کی)
عنایت اُولیٰ (یعنے پہلی توجہ کے میدان) میں بچھادیا ہے اور
(اس فرش کے) ہر مقام میں ایک خاص وضع اور ایک خاص صفت
قائم کردی جس میں بالکل تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا (یہی مطلب ہے

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔

وتشریع عبارت ازاں است کہ تظالم در افراد بشر شائع شود بوجہے کہ انتظامِ عالم برہم خورد و اعمالِ سیئہ و اخلاقِ رذیلہ درمیانِ ایشان فاش گردد بنحوے کہ اگر بہمیں کیفیت از عالم انتقال کنند ہمہ معذب شوند الّا ماشاء اللہ و غیر اللہ را عبادت نمایند تاآنکہ غیرتِ الٰہی بجوشد و مدبّر السمٰوات والارض رحمتے در حقِ ایشان ارادہ میفرماید و در قلبِ ازکےٰ خلقِ اللہ و اَعدلِ ایشاں داعیۂ ارشاد اندازد و قوانینے مبسوط سازد کہ موجبِ صلاحِ ایشاں گردد بالجملہ حکم ایں عنایت مُوَزَّع بر آجال غالب تر است بر حکم تشریع پس اگر اصلاحِ عالم خواہند ببعثِ پیغامبرے یا نصب خلیفۂ راشدے آں را موقوف میگذارند تا آں اجزائے زمان کہ مناسب بعث و نصب باشد لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ واگر عقوبت کفار خواہند ایں نیست کہ بغیر تراخی عقوبت کنند بلکہ انتظار اَجَل موعود نمایند ع مُہلتے بایست تاخوں شیر شد۔ باز عقوبتِ گوناگون مے باشد بر قواعدِ عنایتِ مُوَزَّعہ بآجال

اس آیت کا، مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ الآیۃ (ترجمہ:۔ نہیں بدلی جاتی بات میرے یہاں اور نہیں ہوں میں ظلم کرنے والا بندوں پر)۔

اور تشریع اس کو کہتے ہیں کہ افرادِ بشر میں باہم ایک دوسرے پر ظلم اس طرح شائع ہوجائے کہ انتظامِ عالم برہم ہوجائے اور بُرے اعمال اور رذیل عادتیں لوگوں میں اس طرح پھیل جائیں کہ اگر وہ اسی حالت پر دنیا سے چل بسیں تو سب مبتلائے عذاب ہوں سوا معدودے چند کے اور (لوگوں کی حالت یہانتک ردی ہوجائے کہ) غیر اللہ کی عبادت کرنے لگیں یہاں تک کہ غیرتِ الٰہی جوش میں آئے اور مدبّر السمٰوات والارض ان کے حق میں مہربانی کا ارادہ فرمائے اور مخلوقِ الٰہی میں جو سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ معتدل (المزاج) ہو اس کے دل میں (لوگوں کے) ہدایت کرنے کا داعیہ پیدا کردے اور ایسے قواعد بنائے جو ان کی صلاحیت کا سبب بنیں۔ المختصر اس عنایت کا اثر جو کہ ہر زمانے کے ساتھ جُداگانہ تعلق رکھتی ہے تشریع کے اثر پر غالب ہے۔ چنانچہ اگر اصلاحِ عالم کی بذریعہ کسی پیغمبر کے بھیجنے یا کسی خلیفۂ راشد کے مقرر کرنے کے منظور ہوتی ہے تو اس کو (کارپردازانِ قضا و قدر) اس زمانے تک موقوف رکھتے ہیں جو بعثتِ (پیغمبر) اور تقرر (خلیفۂ راشد کے مناسب ہو جیساکہ ارشاد ہوا کہ) لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ (یعنے ہر زمانے کے لئے ایک نوشتہ ہے) اور اگر کافروں کو عذاب کرنا منظور ہوتا ہے تو بھی یہ نہیں ہوتا کہ (کارسازانِ قضا و قدر) فوراً عذاب کردیں بلکہ اسی وقت کا انتظار کرتے ہیں جو (عنایتِ اُولےٰ میں اس عذاب کے لئے) مقرر ہوچکا ہے۔ ع مہلتے بایست تاخون شیر شدہ
پھر عذاب بھی کئی قسم کا ہوتا ہے موافق اُن قواعد کے جو اُس عنایت نے مقرر کئے ہیں جس کا تعلق ہر زمانہ سے جُداگانہ ہے۔

وچوں تشریع ضوابطے خواہند کہ سبب عدل باشد درمیان افرادِ بنی آدم نظر کنند بجبلتِ ایں قوم و بمقتضائے مقدراتِ آں زمان پس اصلاح ہیئتِ فاسدہ بوجہے فرمایند کہ از مقتضائی عنایت بیرون نہ رود تغیراتِ عالم وبعث انبیاء و نصب خلفاء راشدین و تسلیط ملوک جابرہ ہمہ نیرنگِ ہماں عنایت است کہ منبسط است بر اجزاء زمان و موزّع است بر قرون و طبقات تشریع ابطال آں حکمت نخواہد کرد و نہ خرم آں نظام آری چوں زمان بعثت آمد تدبیر الٰہی پیغامبر را جارحہ فیوض خواہد ساخت و چوں نصب خلیفہ راشد رسید تدبیر الٰہی آں خلیفہ را جارحۂ خود در اتمام مواعید پیغامبر خواہد گردانید و در ہر زمانے شریعتے کہ مصلحتِ آں زمان است معین خواہد فرمود لہٰذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان شریعتِ زمان خود فرمودند و بعد ازاں حکم ایام فتن نیز ارشاد نمودند و ایں مسئلہ ایست بس دقیق اگر آنرا در دل بندۂ انداختند حل بسیاری از مشکلات خواہد شد والا عقدہا افتاد کہ حل آں بس مشکل گشت و وضعے کہ بحسبِ ظاہر تدبیر ایں تغیر براں دائر است فقد خلیفہ راشد است زیرا کہ خلیفہ را گردشہائے زمانہ و معنی تغیر و سبب آں و معالجہ کہ بسببِ آں تغیر رسوم و اوضاع تواند شد و حمیہ کہ ترکِ آں موجب چندیں مرض زمانہ خواہد بود تعلیم میفرمایند

(جس زمانہ میں قاعدۂ عنایت جس قسم کے عذاب کو چاہتا ہے اس زمانہ میں اسی قسم کا عذاب ہوتا ہے) اور اگر کچھ ایسے قاعدوں کا جاری کرنا منظور ہوتا ہے جو افراد بنی آدم کے درمیان میں انصاف کا سبب بنیں تو (بھی کارکنان قضا و قدر) اس قوم کی جبلت پر اور اُس زمانہ کے لئے جو اُمور (عنایتِ اُولیٰ میں) مقدر ہو چکے ہیں ان پر نظر کرتے ہیں پھر (بنی آدم کی) بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اُسی طریقہ کے ساتھ کرتے ہیں جو مقتضائے عنایت باہر نہ جائے (الغرض) دنیا کے تغیرات اور انبیاءؑ کا بھیجنا اور خلفائے راشدین کا مقرر کرنا اور ظالم بادشاہوں کا مسلط کرنا سب اُسی عنایتِ (اُولیٰ) کا کرشمہ ہے جو ہر ہر زمانے کے ساتھ متعلق ہے اور قرون و طبقات پر منقسم ہے۔ تشریع (عنایتِ اولیٰ کی) اس حکمت کو مٹا نہیں سکتی نہ اس کے انتظام کو توڑ سکتی ہے۔ ہاں جب زمانہ بعثت کا آجائے گا تو تدبیرِ الٰہی پیغمبرؑ کو اپنے فیوض کا ذریعہ بنا دے گی اور ہر زمانے میں جو طریقہ اس کے مناسب ہوگا مقرر کر دے گی اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے طریقے کو بھی بیان فرمایا اور زمانہ فتنہ کے حکم بھی ارشاد فرما دیئے۔ یہ مسئلہ بہت دقیق ہے اگر (کارکنانِ قضا و قدر نے) یہ مسئلہ کسی بندہ کے دل میں ڈال دیا تو وہ بہت سی مشکلات کو حل کر سکتا ہے ورنہ ایسی گرہیں پڑ جاتی ہیں جن کا کھولنا سخت مشکل ہے۔ اور بظاہر نظر اس تغیر کی تدبیر جس حالت کے (پیدا ہو جانے) پر موقوف ہو وہ یہ ہے کہ خلیفۂ راشد دنیا میں نہ رہے کیونکہ خلیفۂ راشد کو زمانہ کی گردشیں اور تغیر کے معنے اور اُس کا سبب اور اُس کا علاج کہ جس کے سبب سے رسوم و اوضاع (حالات) بدل سکتے ہیں اور پرہیز کہ جس کے ترک سے اس قدر امراضِ زمانہ (پیدا) ہوتے ہیں (منجانبِ خدا) تعلیم فرما دیتے ہیں

ودستِ اورا کشادہ میسازند در تصرف تاریاست عالم بروے راست شود چنانکہ طبیب حاذق تدبیر صحت مریض وازالۂ موادِ مرض او می نماید وحمیہ میفرماید ہمچناں ایں خلیفۂ راشد جلبِ صحت طبیعت عالم میکند وازالۂ مادۂ مرض می سازد وارشاد حمیہ می نماید وایں ہمہ از کلام خلیفۂ راشد واشارات او می تراود کُلُّ إِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ غیر خلیفہ ہرچند ولی باشد از اولیاء اللہ ایں تدبیر نطق نمی کند واگر بکند تصرّف در خلق بروفق آں نمے تواند ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میلِ آں را در دلش انداختند

دانندۂ ایں رمزے از سخن مرد وحرکات وسکنات او مے شناسد کہ ایں ہمہ از کجاست وشخص نادان علمے را بعلمے مخلوط میگرداند ورمزرا برمزے ومنصبے را بمنصبے وبعد ازاں وجود اخلاق شہویہ وسبعیہ کہ در نفوس غیر معتدلہ مخلوق شدہ وکثرتِ مال آں رذائل را از قوت بفعل آوردہ کہ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ یا اعجاب کل ذی رای برأیہ اگرچہ حق طلب در خاطر او مسئول شدہ باشد جنس اوّل را

اور اُس خلیفہ کا ہاتھ تصرف میں کشادہ کر دیتے ہیں تاکہ عالم کی سرداری اُس کے حق میں درست ہو جائے جس طرح طبیب حاذق مریض کی صحت کی تدبیر اور ازالۂ مرض (میں کوشش) کرتا ہے اور پرہیز کا حکم دیتا ہے اسی طرح یہ خلیفۂ راشد طبیعتِ عالم کی صحتِ (زائلہ) کو کھینچ لاتا ہے اور مادۂ مرض کا ازالہ کرتا ہے اور (عالم کو) پرہیز کا حکم دیتا ہے اور یہ جُملہ امور خلیفۂ راشد کے کلام اور اُس کے اشارات سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں برتن میں جو کچھ ہے وہی اُس سے مترشح ہوتا ہے۔ خلیفۂ (راشد) کے سوا دوسرا شخص اگرچہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی (کامل) ہو (پھر بھی) یہ تدبیر بیان نہیں کرتا اور اگر بیان بھی کرے تو اپنے بیان کے موافق خلق اللہ کے اندر تصرّف نہیں کرسکتا۔ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند ؛ میلِ او اندر دلش انداختند

اس رمز کا جاننے والا آدمی کی بات اور اُس کے حرکات وسکنات سے پہچان لیتا ہے کہ یہ سب باتیں کہاں سے ہو رہی ہیں اور شخصِ نادان ایک علم کو دوسرے علم سے اور ایک رمز کو دوسرے رمز سے اور ایک منصب کو دوسرے منصب سے خلط کر دیتا ہے۔ اور اس کے بعد اخلاقِ شہویہ (جیسے حرص وطمع وغیرہ) اور سبعیہ (جیسے غضب وغیرہ) کا وجود جو نفوس غیر معتدلہ میں پیدا کیا گیا ہے اور مال کا زیادہ ہو جانا اُن رذائل کو قوت سے فعل میں لاتا ہے (چنانچہ آیہ کریمہ اس پر شاہد ہے) إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ (ترجمہ:۔ بیشک انسان نے سرکشی کی اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے کو بے نیاز دیکھا) یا (بمضمون حدیث) ہر ذی رائے اپنی رائے کو اچھا جانے (اور کسی امر میں دوسرے سے مشورہ طلب کرے) اگرچہ طلب (مشورہ) کی حقیقت اُس کی نظر میں اچھی معلوم ہو جنسِ اوّل (یعنے مال کی کثرت اخلاقِ بد کا پیدا ہونا اس) کو

فتنۂ مال گویند و جنس ثانی را بہواتسمیہ نمایند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دربسیارے از احادیث ازاں دو جنس خبرداوند آخرج ابن ماجۃ عن انس بن مالك قال قيل يارسول الله متى نترك الامر بالمعروف والنهى عن المنكر قال اذا ظهر فيكم ما ظهر فى الامم قبلكم قلنا يارسول الله وما ظهر فى الامم قبلنا قال الملك فى صغاركم والفاحشة فى كباركم والعلم فى رذالتكم قال زيد تفسير معنى قول النبى صلى الله عليه وسلم والعلم فى الفساق واخرج الدارمى عن حية بنت ابى حية عن ابى بكر الصديق فى قصة طويلة قالت فذكرت غزونا خثعما وغزوة بعضنا بعضا فى الجاهلية وما جاء الله به من الالفة والطناب الفساطيط فقلت يا عبد الله حتى متى ترى امر الناس هذا قال ما استقامت الائمة قلت ما الائمة قال ما رأيت السيد يكون فى الحواء فيتبعونه ويطيعونه

فتنۂ مال کہتے ہیں اور جنس ثانی (یعنی خود رائی اور خود پرستی کا پیدا ہونا اس) کو (فتنہ) ہوا کہتے ہیں. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثوں میں ان دو قسم (کی حالتوں) کی خبر دی ہے (چنانچہ) ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کسی شخص نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کس حالت میں امر معروف اور نہی منکر ترک کریں. آپ نے فرمایا. جب تمہارے اندر وہ بات ظاہر ہو جو تم سے پہلے دوسری امتوں میں ظاہر ہوئی تھی. ہم نے عرض کیا کہ ہم سے پہلے دوسری امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا. تمہارے ذلیل لوگوں میں حکومت. اور تمہارے بڑوں میں گناہ اور تمہارے کمینے لوگوں میں علم. زید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول (یعنے تمہارے کمینے لوگوں میں علم) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ فاسق لوگوں میں علم ظاہر ہو. اور دارمی نے حیہ بنت ابی حیہ سے انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے وہ (دیگر حالات بیان کرنے کے بعد) کہتی تھیں کہ پھر میں نے غزوۂ خثعم کو اور اُن لڑائیوں کو جو ہمارے درمیان زمانۂ جاہلیت میں ہوا کرتی تھیں ذکر کیا اور (اس اسلام کی وجہ سے) ہمارے اندر جو باہمی الفت اللہ تعالٰی نے پیدا کردی اور ہم کو اسلام میں فراخی عطا فرمائی (اس کا بھی ذکر کیا) پھر میں نے پوچھا اے عبداللہ! لوگوں میں یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپ کے نزدیک کب تک رہیگی. انھوں نے جواب دیا جبتک (مسلمانوں کے) سردار سیدھی راہ پر چلیں. میں نے پوچھا سردار کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا تم نے سرداروں کو نہیں دیکھا. سردار وہ ہیں جو اپنی خرگاہ میں رہتے ہیں اور لوگ اُن کی پیروی اور اُن کی اطاعت کرتے ہیں (پھر حضرت صدیقؓ نے فرمایا)

فما استقام اولئک واخرج ابن ماجۃ عن عیاض بن عبد اللہ انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطب الناس فقال لا واللہ ما اخشی علیکم ایھا الناس الا ما یخرج اللہ لکم من زھرۃ الدنیا فقال لہ رجل یا رسول اللہ ایأتی الخیر بالشر فصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساعۃ ثم قال کیف قلت قال قلت وھل یأتی الخیر بالشر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الخیر لا یأتی الا بخیر او خیر ھو ان کل ما ینبت الربیع یقتل حبطا او یلم الا آکلۃ الخضر اکلت حتی اذا امتلأت خاصرتاھا استقبلت الشمس فثلطت وبالت ثم اجترت فعادت فاکلت فمن یأخذ مالا بحقہ یبارک لہ ومن یأخذ مالا بغیر حقہ فمثلہ کمثل الذی یأکل ولا یشبع واخرج ابن ماجۃ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا فتحت علیکم خزائن فارس والروم ای قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف

تو جبتک سردار سیدھی راہ پر رہیں گے (یہی حالت رہیگی) اور ابن ماجہ نے عیاض بن عبد اللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو سعید خدری سے سُنا وہ کہتے تھے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپ نے یہ فرمایا کہ اے لوگو! قسم خدا کی میں تمہارے حق میں دنیا کی اس تازگی سے جو تمہارے لئے اللہ ظاہر کرے گا ڈرتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہے یہ سُنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر سکوت کیا پھر آپ نے سائل سے فرمایا تم نے کیا کہا تھا؛ سائل نے کہا میں نے یہ عرض کیا تھا کہ کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیر تو خیر ہی کو پیدا کرتا ہے (اگرچہ کبھی اس کے برخلاف بھی ہوجاتا ہے دیکھو) جو سبز گھاس کہ فصل ربیع اُس کو اُگاتی ہے وہ (اپنے کھانے والے) کو مار ڈالتی ہے یا قریب مرنے کے پہنچاتی ہے مگر اس سبز گھاس کا کھانے والا وہ جانور کہ جس نے گھاس خوب کھائی یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگیا اور آفتاب کی طرف مُنہ کرکے بیٹھ رہا پھر اُس نے پاخانہ پیشاب کیا پھر جگالی کرتا رہا۔ پھر چراگاہ میں گیا پھر گھاس کھائی (تو یہ جانور زندہ رہا اور جس نے کھانے میں کثرت کی وہ مرگیا) اسی طرح جس شخص نے (تم میں سے) اُس کے حق کے ساتھ مال لیا تو اُس کو برکت دیجاتی ہے (اور ہضم بھی ہوجاتا ہے) اور جس نے ناحق طور سے مال لیا تو اُس کی مثال اس شخص کی جیسی ہے کہ کھاتا ہے مگر اُس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ آپ نے فرمایا۔ جب تم فارس اور روم کے خزانے فتح کرلوگے تو اس وقت تم لوگ کیسے ہوجاؤگے۔ عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا

تکون کما امرنا الله قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم او غير ذلك تتنافسون ثم تتحاسدون
ثم تتدابرون ثم تتباغضون او نحو ذلك ثم
تنطلقون في مساكين المهاجرين فتجعلون
بعضهم على رقاب بعض واخرج
ابن ماجة عن عروة بن الزبير
ان المسور بن مخرمة اخبره عن
عمرو بن عوف وكان شهد بدرا
مع رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان رسول الله صلى الله عليه
بعث ابا عبيدة بن الجراح الى البحرين
يأتي بجزيتها وكان النبي صلى الله عليه
وسلم هو صالح اهل البحرين وامر عليهم
العلاء الحضرمي فقدم ابو عبيدة بمال
من البحرين فسمعت الانصار بقدوم
ابي عبيدة فوافوا صلوة الفجر مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم فلما صلى رسول الله صلى
الله عليه وسلم انصرف فتعرضوا له فتبسم
رسول الله صلى الله عليه وسلم حين راهم
ثم قال اظنكم انكم سمعتم ان ابا عبيدة
قدم بشيء من البحرين قالوا اجل
يارسول الله قال ابشروا واملوا ما يسركم
فوالله ما الفقر اخشى عليكم ولكني اخشى
عليكم ان تبسط الدنيا كما بسطت على من
كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها

ہم ویسے ہی رہیں گے جیسا اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے۔ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور (کہو گے سنو) تم (دنیا
میں) رغبت کرنے لگو گے پھر باہم حسد کرو گے پھر ایک دوسرے
سے قطع رحمی کرو گے یا [اسی طرح کی کچھ اور باتیں آپ نے فرمائیں
(پھر فرمایا)] پھر تم مسکین مہاجرین کے پاس جاکر ان میں سے
بعض کو بعض کی گردنوں پر سوار کردو گے۔ اور ابن ماجہ نے
عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مسور بن مخرمہ
نے ان کو عمرو بن عاص سے روایت کرکے خبر دی اور وہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ بدر میں تھے وہ کہتے
تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ
بن جراح رض کو بحرین کی طرف اہل بحرین سے جزیہ لینے کے لئے بھیجا
اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے صلح کرلی تھی اور
علاء حضرمی کو وہاں کا حاکم کردیا تھا جب حضرت ابو عبیدہ رض
بحرین سے مال لیکر واپس آئے تو ان کے آنے کی خبر انصار سنکر
(علی الصباح) خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور انھوں نے
فجر کی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو انصار آپ کے
سامنے آئے آپ نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا پھر ارشاد فرمایا میں
گمان کرتا ہوں کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ بحرین سے کچھ
لائے ہیں۔ انصار نے جواب دیا ہاں یارسول اللہ (ہم نے سنا ہے)
آپ نے فرمایا تمھیں بشارت ہو اور جو بات تم کو خوش کرے
اس کی تم امید رکھو۔ قسم خدا کی میں تم پر فقر کا کچھ خوف نہیں
کرتا بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تمھارے لئے فراخ کردیجائے
جیساکہ تم سے پہلے کے لوگوں پر فراخ کردی گئی پھر تم (بھی)
اس (کی لذتوں) میں رغبت کرو جیساکہ تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی

فتهلككم كما اهلكتهم وفی المشکوٰۃ
انه سيخرج فی امتی اقوام تتجاری
بهم تلك الاهواء كما تتجاری الكلب
لصاحبه لا يبقی منه عرق و لا
مفصل الا دخله۔

تنبیہ دوم گمان مبر کہ در زمان شرور
ہمہ کس شریر بودہ اند وعنایت ہای
الٰہی در تہذیب نفوس بیکار افتاد
بلکہ اینجا اسرار عجیب است ؎

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

در ہر زمانہ طائفہ را مہبط انوار و برکات
ساختہ اند اخرج مسلم بروایۃ
جماعۃ لا تزال طائفۃ من امتی
قائمۃ بامر اللہ لا یضرهم من
خذلهم او خالفهم حتی یأتی امر
اللہ وهم ظاهرون علی الناس اخرج
ابن ماجۃ عن ابی هریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الاسلام بدأ غريبا وسيعود
غريبا فطوبی للغرباء واخرج ابن
ماجۃ عن انس بن مالك از رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان الاسلام بدأ غريبا وسيعود
غريبا فطوبی للغرباء

پھر تم کو دنیا ہلاک کر دے جیسا کہ انھیں ہلاک کر دیا اور مشکوٰۃ
میں ہے کہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) عنقریب
میری امت میں (اُن کے رگ ریشہ میں) یہ خواہش نفسانی اس
طرح سما جائے گی جس طرح (باؤلے) کتے کے کاٹنے کا اثر جسے وہ
کاٹے اُس کے تمام جسم میں اس طرح سما جاتا ہے کہ کوئی رگ
اور جوڑ ایسا نہیں رہتا کہ اُس میں داخل نہ ہو۔

دوسری تنبیہ۔ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ بُرے زمانے میں
سب لوگ بُرے تھے اور عنایاتِ الٰہی (اس زمانے کے لوگوں کی)
تہذیب نفوس میں بیکار ثابت ہوتیں (یہ بات نہیں ہوسکتی)
بلکہ یہاں اسرارِ عجیب ہیں ؎

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ٭ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

ہر زمانہ میں (بندگانِ خدا کے) ایک گروہ کو مہبط انوار و برکات بنائے
ہیں۔ (امام) مسلمؒ نے بروایتِ ایک جماعت کے نقل کیا ہے
کہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میری امت میں ایک
گروہ ہمیشہ خدا کے دین پر قائم رہے گا جو اُن کو ذلیل کرنا چاہیگا
یا اُن کی مخالفت کا قصد کرے گا وہ اُن کو کچھ نقصان نہ پہنچا
سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنے روزِ قیامت) آجائے گا
اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ بیشک (یہ دین) اسلام غربت (یعنی بیکسی) کی حالت
میں شروع ہوا ہے عنقریب پھر غریب (یعنی بیکس) ہو جائیگا۔
پس خوشخبری ہے غرباء (یعنے بیکسوں) کے لئے۔ اور ابنِ ماجہ نے
حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام غربت کی حالت میں شروع
ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا پس خوشخبری ہی غرباء کے لئے

وَاخرج ابن ماجۃ عن عبد اللہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان الاسلام بدأ
غریبًا وسیعود غریبًا فطوبیٰ للغرباء
قال قیل ومن الغرباء قال النزاع
من القبائل واخرج ابن ماجۃ عن
عمر بن الخطاب انہ خرج یومًا الی
مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فوجد معاذ بن جبل قاعدًا
عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یبکی فقال ما یبکیک قال یبکینی
شیءٌ سمعتہ من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان یسیر
الریاء شرکٌ وان من عادی للہ
ولیًا فقد بارز اللہ بالمحاربۃ ان
اللہ یحب الابرار الاتقیاء الاخفیاء
الذین اذا غابوا لم یفتقدوا وان
حضروا لم یدعوا ولم یعرفوا
قلوبہم مصابیح الہدیٰ یخرجون
من کل غبراء مظلمۃ و ہرچند دریں
زمانہ ایں مردم کمیاب اند اما بوجہے
از وجوہ بہتر اند از اشخاص
بسیارے از زمان سابق اخرج
الترمذی وابن ماجۃ و

اور ابن ماجہ نے عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت کی ہے وہ
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام
غربت کی حالت میں شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا
پس خوشخبری ہے غرباء کے لئے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے
تھے کسی نے سوال کیا غرباء کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ وہ لوگ
جو (اپنے) قبائل کو چھوڑے ہوئے (رسولؐ کی خدمت میں
رہتے) ہیں (یعنی مہاجرین) اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب
سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں حضرت معاذ بن
جبلؓ کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھے
ہوئے رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو
اُنھوں نے جواب دیا۔ میں نے ایک بات رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے سُنی تھی اُسے یاد کرکے رو رہا ہوں۔ میں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ تھوڑا
ریا بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے کسی دوست سے عداوت
کی تو (گویا) وہ اللہ کے مقابلہ میں (لڑنے کو) نکلا۔ بیشک اللہ
تعالےٰ (اپنے) نیک بندوں پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے اور
اُس کے یہ بندے ایسے مخفی ہوتے ہیں کہ اگر وہ (لوگوں سے)
غائب ہو جائیں تو کوئی اُن کو نہ ڈھونڈھے اور اگر وہ کسی مجمع
میں آئیں تو اُن کو کوئی بھی نہ بُلائے اور نہ اُن کو کوئی پہچان
سکے (کہ یہ کون ہیں اور کس مرتبہ کے ہیں؟) اُن کے دل چراغ
ہدایت ہیں وہ ہر زمین تیرہ و تاریک سے پیدا ہوتے ہیں (اور گمنامی
کے ساتھ بسر کرتے ہیں) اگرچہ اس زمانہ (یعنی زمانۂ فتنہ) میں
ایسے لوگ (از بس) کمیاب ہیں لیکن بعض اعتبارات سے زمانہ
سابق کے بھی اکثر اشخاص سے بہتر ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ اور

وغیرهما عن ابی ثعلبة الخشنی
فی حدیث طویل آخره
فان وراءكم ایام الصبر
فمن صبر فیهن كان كمن
قبض علی الجمر للعامل فیهن
اجر خمسین رجلا یعملون
مثل عمله قالوا یا رسول الله
اجر خمسین منهم قال
اجر خمسین منكم وفی
المشكوٰة عن حذیفة قال
سمعت رسول الله صلی الله
علیه وسلم یقول تعرض الفتن
علی القلوب كالحصیر عودا عودا
فای قلب اشربها نكتت
فیه نكتة سوداء وای قلب
انكرها نكتت فیه نكتة
بیضاء حتی تصیر علی قلبین
ابیض مثل الصفا فلا تضره فتنة
مادامت السموات والارض و
الآخر اسود مربادا كالكوز مجخیا
لا یعرف معروفا ولا ینكر منكرا
الا ما اشرب من هواه اخرجه مسلم
باز آنحضرت صلی الله علیه وسلم ایں
غریبان را كه در هر طبقه اقل قلیل مے
باشند تقسیم فرمودند به پنج طبقه

ان کے سوا دوسروں نے ابو ثعلبہ خشنی سے ایک بڑی حدیث کے
(ذیل) میں روایت کیا ہے اُس کے آخر میں ہے۔ تمہارے آگے
صبر کے دن ہیں تو جو شخص ان دنوں میں صبر کرے گا وہ مثل
اُس شخص کے ہوگا جو آگ کی چنگاری (ہاتھ میں) اُٹھالے۔
ان دنوں میں ایک شخص کو نیک عمل کا ثواب پچاس شخصوں
کے عمل کے برابر ملے گا جو کہ اُس کا جیسا عمل کریں۔ صحابہؓ نے
پوچھا یا رسول اللہ کیا اُس زمانہ کے پچاس شخصوں کے عمل
کے برابر ایک ثواب ملے گا۔ آپؐ نے فرمایا (نہیں) تمہارے
زمانے کے پچاس شخصوں کے برابر۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت
حذیفہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا (لوگوں کے)
دلوں پر فتنے یکے بعد دیگرے اس طرح چھا جائیں گے جیسے چٹائی
ایک ایک تنکے سے کر کے بُنی جاتی ہے۔ جس قلب کے اندر وہ
داخل ہوگئے اُس میں ایک سیاہ باریک نقطہ پڑ جائے گا اور
جس قلب نے ان فتنوں کو قبول نہ کیا تو اُس میں ایک سفید
نقطہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ (لوگوں کے) قلوب دو قسم کے
ہو جائیں گے (ایک قلب تو) ایسا سفید ہوگا جیسے سفید پتھر اُس کو
تا قیام آسمان و زمین کوئی فتنہ ضرر نہ پہنچا سکے گا اور دوسرا
(قلب) سیاہ غبار آلود ہوگا (اور حق بات اُس میں نہ ٹھہرے گی)
جیسے ٹیڑھا کوزہ (کہ اُس میں پانی نہیں ٹھہرتا) (یہ قلب) نہ کسی
نیک کام کو اچھا سمجھے گا اور نہ کسی بُرے کام کو بُرا سمجھے گا
مگر وہی خواہش (نفسانی) جو اس میں جمائی ہوتی ہے (اُسی کو
جانے گا) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ پھر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ان غریبوں (یعنے غرباء اہل اسلام)
کو جو کہ ہر طبقہ (اور ہر زمانہ) میں بہت کم ہوا کرتے ہیں پانچ طبقوں پر تقسیم فرمایا

ودر ہر طبقہ خاصیتے نہادند معنے ایں کلام
بغایت دقیق است اخرج ابن ماجۃ
عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امتی علی خمس
طبقات فاربعون سنۃ اہل بر وتقوی ثم الذین
یلونہم الی عشرین ومائۃ سنۃ اہل
تراحم وتواصل ثم الذین یلونہم الی
ستین ومائۃ اہل تدابر وتقاطع
ثم الھرج الھرج النجا النجا وفی روایۃ
عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امتی علی خمس طبقات کل طبقۃ اربعون
عاما فاما طبقتی وطبقۃ اصحابی فاہل
علم وایمان واما الطبقۃ الثانیۃ ما بین
الاربعین الی الثمانین فاہل بر وتقوی ثم
ذکر نحوہ تفصیل ایں اجمال آنکہ در ہر زمان
جمعے بر سنت سنیۃ قائم خواہند بود وان
قلوا باز ایں قائمین علی الحق بر یک صفت
نیستند در ہر طبقہ وجہ قرب دیگر خواہد بود و
صورت قیام بر سنت سنیہ دیگر طبقہ اولے
چہل سال است از ہجرت حضرت خیر البشر
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تا وفات حضرت
مرتضی رضی اللہ عنہ و وجہ قرب دریں طبقہ ایمان
وعلم است یعنے قوت تصدیق شرائع و
اعتناء تمام بحفظ مسموعات از
جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور ہر طبقہ میں ایک ایک خاصیت بیان کی اس کلام کے معنے نہایت
دقیق ہیں۔ ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے انھوں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے میری
امت پانچ طبقوں پر ہے چالیس برس تک تو نیک اور پرہیزگار (لوگ)
ہوں گے پھر ان کے بعد والے ایک سو بیس[۱۲۰] برس تک آپس میں
رحم کرنے والے اور حق قرابت ادا کرنے والے ہوں گے پھر ان کے
بعد والے لوگ ایک سو ساٹھ[۱۶۰] برس تک باہم ترک صحبت اور
اور قطع تعلقات کرنے والے ہوں گے۔ پھر (ان طبقوں کے بعد)
قتل ہی قتل ہے (اس زمانے سے) نجات طلب کرو نجات طلب
کرو۔ اور ایک روایت میں حضرت انس رض سے منقول ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پانچ طبقوں پر
ہے ہر طبقہ چالیس برس کا ہے۔ میرا طبقہ اور میرے اصحاب کا
طبقہ تو اہل علم واہل ایمان ہے اور دوسرا طبقہ (جو سنہ ۴۰) چالیس
سے (سنہ ۸۰) اسی تک (ہے) وہ (طبقہ) نیک اور پرہیزگار ہے۔
پھر مثل پہلی روایت کے ذکر کیا (اس اجمال کی) تفصیل یہ ہے کہ
ہر زمانہ میں (مسلمانوں کی) ایک جماعت سنت سنیہ پر عمل
کرتی رہے گی اگرچہ وہ لوگ (تعداد میں) کم ہوں۔ مگر یہ جماعت
اہل حق ایک صفت (خاص) پر نہیں ہوگی (بلکہ) ہر طبقہ میں
وجہ قرب (الٰہی) جداگانہ ہوگی اور سنت سنیہ پر (عمل کرنے اور
اس پر) قیام کرنے کی صورت (بھی) دوسری ہوگی (چنانچہ)
پہلا طبقہ چالیس سال تک ہے (اور) حضرت خیر البشر صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کی ہجرت سے (شروع ہوا ہے اور) حضرت مرتضے
رضی اللہ عنہ کی وفات تک (ختم ہوا) اس طبقہ میں وجہ (اور
سبب) قرب (الٰہی) کا ایمان اور علم ہے یعنے احکام شرعیہ
کی تصدیق کا قوی ہونا اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

وآں را غنیمتِ کبرے دانستن واز ہمہ گسستن و بجانب او متوجہ شدن واصل دریں وجہ آنست کہ قبل مبعث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم بکفر وجاہلیت مملو شدہ بود و اوضاع فاسدہ ظاہر و باطن ایشاں را درگرفتہ و ہیآت دنیۃ خسیسہ دل ایشاں را مشغوف ساختہ ناگہاں مدبر السموات والارض داعیۂ ہدایت در قلب شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرو ریخت وعلومے کہ اہتدا بآں تواند بود بر قلبِ مبارک وے صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود ہر کرا فطرتِ سلیمہ بود آں داعیہ در دل او منطبع شد وآں علم در عقل او منعکس گشت وآں جماعہ سلیم الفطرۃ بر منازل شتّٰی بودہ اند طائفۂ مخلوق بر استعدادے کہ شبیہ باستعداد انبیاء بود و نمونۂ از نبوّت در جوہر طبیعتِ ایشاں مُوَدَع ایشاں سر دفتر امت آمدند و بشہادت دل آں داعیہ وآں علوم را تلقی نمودہ اند و پارہ از تحقیق نصیب ایشاں شد و طائفہ استعداد تقلید تمام داشتند و قبول انعکاس آں داعیہ وآں علوم نمودند

اُس کے یاد رکھنے میں اہتمام بلیغ کرنا اور اسی کو غنیمتِ کبریٰ جان کر اور دیگر امور سے منقطع ہو کر اسی کی جانب (دل سے) متوجہ رہنا اور اس وجہ میں اصل (بات) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر عالم کفر وجاہلیت سے بھرا ہوا تھا اور خراب حالتوں نے اہلِ عالم کے ظاہر و باطن پر (پورا پورا) غلبہ کر لیا تھا اور خسیس اور کم درجہ کی حالتوں نے ان کے دلوں کو (اپنا) فریفتہ کر رکھا تھا (سارا جہان اسی ظلمت میں مبتلا تھا کہ) یکایک آسمان و زمین کے تدبیر کرنے والے (یعنی حق جلّ وعلا) نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کے اندر داعیۂ ہدایت پیدا فرمایا اور جن علوم کے ذریعہ سے ہدایت پانا ممکن تھا وہ علوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر نازل فرمائے (پھر بدولت صحبتِ نبوی کے آپ کے صحابہ میں سے) جس کسی کی فطرتِ سلیمہ تھی وہی داعیہ (جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں پیدا ہوا تھا) اس شخص کے دل میں اُتر گیا اور اُسی علم کا عکس (جو آنحضرت کو عطا ہوا تھا) اس کی عقل میں حاصل ہو گیا۔ پھر یہ فطرتِ سلیمہ والے بھی مختلف مراتب پر تھے بعضے تو ایسی استعداد کے ساتھ مخلوق ہوئے تھے کہ وہ (استعداد) انبیاء کی استعداد سے مشابہ تھی اور اُن کی جوہرِ طبیعت کے اندر نبوّت کا نمونہ امانت رکھا گیا تھا (جیسے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ) یہ لوگ امتِ (محمدیہ) کے سر دفتر ہوئے۔ ان لوگوں نے اپنے دل کی شہادت سے اُس داعیہ کو اور اُن علوم کو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے) لیا اور تحقیق کا ایک حصہ اُن کو نصیب ہوا۔ اور بعضے (تحقیق کی استعداد تو نہ رکھتے تھے مگر) تقلید کی استعداد کامل رکھتے تھے اور انھوں نے (اس تقلید کے ذریعہ سے) اُس داعیہ اور اُن علوم کے عکس کو قبول کیا

وحصہ از سعادت یافتند وکلًّا
وعد اللہ الحسنٰی ہر کہ از انطباع
دور تر ازیں رحمتِ کاملہ محروم تر آنجا
اعمال و اخلاق مقصود بالتبع بود
و ملحوظ بالعرض ودر طبقۂ ثانیہ وجہ
قرب عمل بشرائع اسلامیہ بود فرائض
آں ونوافل آں واجتناب از محرمات
ومکروہات ودل ایشاں از ہمہ گسستہ
بایں اعمال متوجہ شد ازیں اعمال
نورے برخاست وبر دلِ ایشاں مستولی
گشت براں نور بودند وہمراہ آں نور
گذشتند وھو اھل التقوٰی
ودر طبقۂ ثالثہ اعمالِ خیر
بر سبیلِ عادت و ریا فاش شد
وہرکس وناکس بہ صورِ اعمال متلبس
گشت وفرق درمیانِ محق و
مبطل باعتبار صورت اعمال
نماند ہرکہ بر حسنِ اخلاق ولینِ جانب
وصفائی دل مفطور بود نور ایں اعمال
تنویر وتہذیب او نمود وہرکہ
چنیں نبود صرف اعمالِ اورا
بایں قرب نرسانید زیراکہ اعمالِ
ایشاں از نیتِ قویہ برنخاست
ونور آں اعمال بقلبِ آں جماعہ عائد
نشد وہرکہ بایں صفت بود

اور سعادت سے ایک (معتد بہ) حصہ پایا۔ اور سب کے لئے اللہ نے
نیکی (اور ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔ اور جو شخص (اس داعیہ و
علوم کا) عکس قبول کرنے سے زیادہ دور ہے وہی اس رحمتِ
کاملہ سے زیادہ محروم ہے (خلاصہ یہ ہے کہ) اس طبقہ میں اعمال
واخلاق مقصود بالتبع اور ملحوظ بالعرض تھے (مقصد اصلی
اسی داعیہ وعلم کا قبول کرنا تھا جو اُوپر بیان ہوا) اور دوسرے
طبقے میں سببِ قربِ الٰہی کا احکام شریعتِ اسلامیہ یعنے
فرائض ونوافل پر عمل کرنا اور مکروہ سے پرہیز کرنا ہے۔ اس
طبقہ والوں کے دل (دنیا کے) سب کاموں سے بیزار ہو کر
انہی اعمال کی جانب متوجہ ہوگئے اور ان اعمال کے (کرنے)
سے ایک نور پیدا ہوا اور ان کے دلوں پر غالب ہوگیا (لہٰذا یہ
لوگ) تاحیاتِ خود اُس نور پر (قائم) رہے اور اُسی نور کے
ساتھ (دنیا سے) گزر گئے اور (یہ) وہ لوگ (ہیں جن کو حدیث
میں) نیک اور پرہیزگار کہا گیا ہے۔ اور تیسرے طبقہ میں اعمالِ
خیر بطور عادت وریا کے رائج ہوگئے اور ہر کس وناکس
ان اعمال کی صورتوں کو ادا کرنے لگا (ان کی حقیقت سے کچھ
واسطہ نہ رہا) اور صورتِ اعمال ادا کرنے کے لحاظ سے اہلِ
حق واہلِ باطل میں کوئی فرق نہ رہا (البتہ) جو شخص
حُسنِ اخلاق اور عجز وانکسار اور صفائی قلب کے ساتھ باعتبارِ
فطرت کے پیدا ہوا تھا تو ان اعمال کے نور نے اُس کو نورانی
اور مہذب کر دیا (اور مرتبۂ قرب پر فائز ہوگیا) اور جو (باعتبار
خلقت کے) ایسا نہ تھا تو صرف ان (ظاہری) اعمال نے اُسکو
اس (قربِ الٰہی) تک پہنچایا۔ (اور وہ بساطِ قرب سے بہت دُور رہا)
کیونکہ ان لوگوں کے اعمال قوی نیت کے ساتھ صادر نہیں ہوتے
اور اُن اعمال کا نور اُن لوگوں کے دل کی جانب رجوع نہ ہوا اور جو لوگ ایسے تھے

موانع قبول اعمال را نتوانستند از خود دفع کردن بخلاف طبقۂ پیشین کہ مساہلت در نیت عادت آں قوم نبود و ریا در اعمال رسم ایشاں نہ وھم اھل التواصل والتراحم و در طبقۂ رابعہ اوضاع فاسدہ دنیات کاسدہ ظاہر تر شد نور اعمال بدون گوشہ گیری و خلوت نشینی و انقطاع از قبائل و عشائر و از صحبت خلق دور شدن میسر نگشت ہر کہ دریں طبقہ نورے حاصل کرد بغیر اعتزال و ترک صحبت با انام دستش نداد وھم اھل التدابر والتقاطع و در طبقۂ خامسہ دورہ برگشت و نظر الٰہی بر ملکاتِ نفس افتاد کہ باعمال و اذکار مکسوب میگردد و در جذر لطیفۂ عقل و نفس و قلب پائی محکم می کند وھم اھل المقامات والاحوال و ہمچنیں در ہر طبقہ وصفے کہ مدار نظر الٰہی ہماں میباشد علیحدہ است والکلام فی ھذا یطول ولنقتصر ھھنا علٰی تفسیر الطبقات الخمس از یں مبحث میتواں شناخت کہ عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و عائشہ صدیقہ و امثال ایشاں رضی اللہ عنہم در کدام منزلت بودہ اند و سعید بن المسیب و فقہائے سبعہ و معاصر ایشاں

(یعنی ان کے اعمال نیتِ قوی کے ساتھ نہ تھے) وہ لوگ ان اسباب کو جو اعمال کے قبول ہونے سے مانع تھے اپنے سے دفع نہ کر سکے بخلاف پہلے طبقہ والوں کے کہ نیت میں سستی کرنا اُن لوگوں کی عادت نہ تھی (بلکہ قوی نیت کے ساتھ اعمالِ خیر بجالاتے تھے) اور ریاو نمود اعمال کے اندر اُن کا دستور نہ تھا (انہی کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے کہ) وہ صلہ رحم کرنے والے اور ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔ اور چوتھے طبقے میں خراب حالتیں اور ناقص نیتیں زیادہ تر ظاہر ہوگئیں اور (اُس وقت) نورِ ایمان بغیر گوشہ گیری اور خلوت نشینی کے اور بغیر اپنے قبائل اور کنبے سے جدا رہنے اور صحبتِ خلق سے علیحدہ رہنے کے حاصل نہ ہوتا تھا اس طبقہ والوں میں سے جس کسی نے کچھ نور حاصل کیا وہ نور بغیر عزلت گزینی اور ترک صحبت خلق اللہ کے اُسے حاصل نہیں ہوا۔ (انہی لوگوں کی نسبت حدیث میں ہے کہ) وہ ایک دوسرے سے مُنہ پھیرنے والے اور قطع رحم کرنے والے ہیں۔ اور پانچویں طبقہ میں دَورہ (بالکل) بدل گیا اب اللہ تعالیٰ کی نظر (توجہ) نفس کے اُن ملکات (و حالات) پر ہوئی جو اعمال و اذکار کے (ذریعہ) سے حاصل ہوتے ہیں اور (یہ ملکات) لطیفۂ عقل و نفس و قلب کی جڑیں قائم ہو جاتے ہیں اور (انہی لوگوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ) وہ اہلِ مقامات و احوال ہیں اور اسی طرح ہر طبقہ میں جو وصف کہ مدارِ نظرِ الٰہی ہوتا ہے جداگانہ ہے اس بحث میں گفتگو طویل ہوئی جاتی ہے لہٰذا ہم صرف پانچ طبقوں کے بیان پر کفایت کرتے ہیں۔ اس مبحث سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور مثل ان کے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کس رتبے کے ہیں۔ اور سعید بن مسیب اور فقہا سبعہ اور ان کے ہم عصر

در کدام مرتبہ۔

تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم وصاحب فضیلت جلیلہ در زمرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق او سوءِ ظن نکنی ودر ورطۂ سبِّ او نیفتی تا مرتکب حرام نشوی اخرج ابوداؤد عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذھبا ما بلغ مُدَّ احدھم ولا نصیفہ واخرج ابوداؤد عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا سیدٌ وانی ارجو ان یصلح اللہ بہ بین فئتین من امتی وفی روایۃ لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین عظیمتین واخرج الترمذی من حدیث عبدالرحمن بن عمیرۃ وکان من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللّٰھم

کس کس مرتبے کے ہیں (یعنے دونوں اقسام کے مراتب میں کیا فرق ہے)۔

تیسری تنبیہ۔ جاننا چاہیئے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک شخص تھے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے اور زمرۂ (صحابہ) رضوان اللہ علیہم میں بڑے صاحب فضیلت[1] تھے تم کبھی اُن کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوگے۔ ابوداؤد نے ابوسعید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہؓ کو بُرا نہ کہو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص (کوہ) اُحد کے برابر سونا (راہِ خدا میں) خرچ کرے تو اُن کے ایک مُد بلکہ نصف مُد (خرچ کرنے کے ثواب) کو نہ پہنچے گا۔ اور ابوداؤد نے ابو بکرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کی نسبت فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اس کے سبب سے میری امت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا اور ایک روایت میں ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے۔ اور ترمذی نے بروایت عبدالرحمن بن عمیرہ جو منجملہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے (حضرت) معاویہؓ کے واسطے (یہ) دُعاء مانگی، یا اللہ!

---

[1] نصائح کافیہ والا حضرت معاویہؓ کے صحابی ہونے سے منکر ہے کہتا ہے کہ باعتبار لغت کے ان پر صحابیت کا اطلاق نہیں ہوسکتا باعتبار اصطلاح محدثین ہوسکتا ہے تو وہ قابل اعتبار و موجب فضیلت نہیں۔ تمام دلائل سے قطع نظر کرکے اس شخص کو صحیح بخاری کے باب الفضائل ذکر معاویہ میں دیکھنا چاہیئے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ کو صحابی کہا۔ الفاظ روایت یہ ہیں فانہ قد صحب النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ بھلا حضرت عباسؓ اصطلاح محدثین کے موافق کیسے انکو صحابی کہتے اصطلاح محدثین قرن صحابہ کے بعد حادث ہوتی ہیں۔

[2] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں سوء ظن رکھنے والے تین گروہ ہیں **اوّل** روافض خیر انکا سوءِ ظن چنداں جائے تعجب نہیں کیونکہ وہ ایسے مقدس حضرات سے سوءِ ظن رکھتے ہیں جنکا مثل تمام امتِ مرحومہ میں ایک بھی نہیں **دوسرا گروہ** اُن جاہل صوفیوں کا ہے جو حضرت علی مرتضےٰ کی محبت کا تکملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگوئی کو سمجھتے ہیں یہ لوگ اپنے کو سُنی کہتے ہیں مگر درحقیقت نہ صرف اس امر میں بلکہ بہت سے امور اصول و فروع میں اہل سنت کے مخالف ہیں اور فرقہائے شیعہ میں داخل ہیں **تیسرا گروہ** اس زمانہ کے بعض اہل ظاہر کا ہے بعض روایات میں حضرت معاویہؓ کے مطاعن انکی نظر سے گزرے اور بوجہ ظاہریت کے انکی تاویل تک انکے ذہن کی رسائی نہ ہوئی۔ ان سب میں زیادہ مضرت رساں دوسرا گروہ ہے پھر تیسرا۔ واللہ اعلم۔

اجعله هادیًا مهدیًا و اهدِ به و اخرج ابن سعد و ابن عساکر عن سلمة بن مخلد قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول لمعاویة اللّٰهم علّمه الکتاب ومکّن له فی البلاد وقه العذاب و اخرج الترمذی من حدیث عمیر بن سعید سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اللّٰهم اهدبه و عقل نیز بران دلالت می کند زیراکه از طرقِ کثیره معلوم شد که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلوم فرمودند که وے فی وقتٍ من الاوقات خلیفه خواہد شد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوں شفقتِ وافرہ برامّت داشتند کما قال الله تعالیٰ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ

تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنادے اور اُن کے ذریعہ سے (دوسروں کو) ہدایت فرما۔ اور ابن سعد اور ابن عساکر نے سلمہ بن مُخلّد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (حضرت) معاویہؓ کے لئے یہ دعاء کرتے ہوئے سُنا۔ خداوندا! تو اُن کو کتاب (الٰہی) کا علم عنایت کرا[دوسری فضیلت] اُن کو ملکوں کی حکومت عطا فرما اور اُن کو عذاب (آخرت) سے بچالے۔ اور ترمذی نے بروایتِ عُمیر بن سعید نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ (حضرت معاویہؓ کے لئے دعا میں یہ) فرماتے تھے خداوندا! تو اُنکے ذریعہ سے (دوسروں کو) ہدایت فرما۔ اور (روایت سے قطع نظر کرکے) عقل بھی اس پر دلالت کرتی ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ان کے لئے دعا کی ہوگی) کیونکہ مختلف طُرق (روایت) سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوچکا تھا کہ وہ (یعنے حضرت معاویہؓ) کسی نہ کسی وقت میں خلیفہ ہوں گے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی) اُمّت پر از بس شفقت فرماتے تھے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَرِیْصٌ عَلَیْکُم تا آخر (ترجمہ: تم پر حرص کرنے والا

[۱] مصنفؒ نے بوجہ اس بحث کے ضمنی ہونے کے بنظرِ اختصار صرف پانچ فضیلتیں حضرت معاویہؓ کی ذکر فرمائیں (۱) اُنکا صحابی ہونا (۲) ان کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فلاح دارین کی دعاء مانگنا (۳) سمندر کے جہاد اول کی فضیلت میں انکا داخل ہونا (۴) ان کا کاتبِ جنابِ نبوت ہونا (۵) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت کا ان کے دل میں جاگزین ہونا۔ اس سے زیادہ فضائل معلوم کرنا چاہو تو کتبِ سیر و تاریخ خصوصًا کتاب تطہیر الجنان مؤلفہ علامہ ابن حجر کی دیکھو حضرت معاویہؓ کے مؤمن کامل اور صاحبِ فضائل ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت علی مرتضٰے باوجودیکہ باہم مقاتلہ و محاربہ قائم تھا ان کے صاحبِ ایمان ہونے کی شہادت دیتے تھے جو سُنّی و شیعہ دونوں کی معتبر کتب میں منقول ہے کتبِ اہلِ سنّت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اخواننا بغوا علینا یعنے معاویہؓ اور اہلِ شام ہمارے بھائی ہیں جنھوں نے ہم سے بغاوت کی (تطہیر الجنان) اور منجملہ کتبِ شیعہ کے نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم دوم صفحہ ۱۱۸ میں ہے کہ حضرت علی مرتضٰے نے ایک فرمان بطور اعلان کے تمام شہروں میں بھیجا اس میں اپنا اور حضرت معاویہؓ کا حال اس طرح لکھا وکان بدءُ امرنا انا التقینا والقوم من اهل الشام والظاهر ان ربّنا واحد ونبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدة ولا نستزیدهم فی الایمان بالله والتصدیق برسوله ولا یستزیدوننا والامر واحد الّا ما اختلفنا فیه من دم عثمان ونحن منه براء۔ (ترجمہ ہمارے معاملہ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اہلِ شام سے اور ہم سے مقابلہ ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک نبیؐ ایک کلمۂ اسلام ایک۔ خدا پر ایمان رکھنے اور اس کے رسولؐ کی تصدیق کرنے میں نہ ہم اُن سے زیادہ نہ وہ ہم سے۔ سب معاملہ واحد ہے صرف خونِ عثمانؓ کا جھگڑا ہے اور ہم اس سے بری ہیں۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ پس رأفت کاملۂ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبتِ اُمّت اقتضا فرمود کہ خلیفۂ ایشاں را دعا بہدایت و اہتدا نماید
تخرج الدیلمی عن الحسن بن علی قال سمعت علیاً یقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تذهب الايام و الليالی حتی یملك معاویة واخرج الاٰجری فی کتاب الشریعة عن عبد الملك بن عمير قال قال معاوية رضى الله عنه ما زلت فی طمع من الخلافة منذ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يا معاوية ان ملكت فاحسن وقد صح من حديث ام حرام ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اول جيش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا وكان اول من غزا فی البحر معاوية فی زمن عثمان بن عفان وكانت ام حرام فی جيشه وماتت بعد ما خرجت من البحر وقد استفاض ان النبی صلى الله عليه وسلم استكتبه وهو لا يستكتب الا عدلاً اميناً وقد روى الاٰجری من طرق متعددة ان ذلك كان باشارة من جبرئيل و معاويہ بن ابی سفیان می گفت لست بخليفة ولكنی اول ملوك الاسلام وستجربون الملوك بعدی

ایمان والوں کے ساتھ مہربان رحم دل) لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ محبّت نے جو (آپؐ کو) اُمّت کے ساتھ ہے تقضا فرمایا کہ آپؐ اپنی اُمّت کے خلیفہ کے لئے ہدایت کرنے اور ہدایت پانے کی دعائیں فرمائیں (جناب نبویؐ کو حضرت معاویہؓ کے خلیفہ ہونے کا علم روایاتِ ذیل سے واضح ہے) دیلمی نے حضرت حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے۔ یہ دن رات ختم نہ ہوں گے یہانتک کہ معاویہ بادشاہ ہوجائیں گے۔ اور آجری نے کتاب الشریعۃ میں عبد الملک بن عُمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اُس وقت سے خلافت کی خواہش کرتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ نے (مجھ سے) فرمایا اے معاویہ! اگر تم بادشاہ ہوجاؤ تو (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنا۔ اور بروایتِ اُمّ حرام صحیح طور سے ثابت ہوچکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اُمّت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا اس کے لئے جنّت واجب ہوگئی۔ اور سب سے اول سمندر میں بعد خلافت حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت معاویہؓ نے جہاد کیا ہے اور اُن کے (اسی) لشکر میں اُمّ حرام (بھی) تھیں جنھوں نے دریا سے نکلنے کے بعد انتقال کیا۔ اور بروایاتِ متعدّدہ یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کو (اپنا منشی اور) کاتب (وحی[1]) بنایا تھا اور آپؐ اُسی کو کاتب بناتے تھے جو ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا۔ اور حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کہا کرتے تھے۔ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ بادشاہان اسلام کا پہلا بادشاہ ہوں اور تم میرے بعد بادشاہوں کا تجربہ کروگے

[1] خطوط و فرامین کے کاتب ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور صرف اس قدر فضیلت بھی کم نہیں مگر کاتبِ وحی ہونے میں علّی اور اس کے مقلدین نے انکار کیا ہی لیکن علّامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں اس انکار کو مُسلّم نہیں رکھا۔ ۱۲

واز شعراتِ شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چیزے باخود داشت وقت وفات وصیت نمود کہ آں را در مناخرِ او بگذارند و بعض مقاصد خلافتِ خاصہ می دانست لیکن امضائے آں نتوانست

اخرج احمد عن عبد اللہ بن عامر الیحصبی قال سمعت معاویۃ یحدث وھو یقول ایاکم واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا حدیثا کان علی عہد عمر وان عمر رضی اللہ عنہ اخاف الناس فی اللہ عز وجل۔

تنبیہ چہارم تغیر اوضاع باوضاع دیگر چند قسم است وہر قسمے را حکمے ست علیحدہ بعض ازاں قبیل ست کہ اختیار بشر را دراں راہ نیست مثل قحط

(اُس وقت میری قدر جانو گے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک حضرت معاویہؓ کے پاس تھے اُنھوں نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ یہ موئے مبارک میرے نتھنوں میں رکھدئنا (پانچویں فضیلت ۱۲)

حضرت معاویہؓ خلافتِ خاصہ کے بعضے مقاصد (بھی) جانتے تھے مگر اُن کو اجرا نہ کر سکے[1] (چنانچہ امام) احمدؒ نے عبد اللہ بن عامر یحصبی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ (اے لوگو!) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی روایت سے بچتے رہو سوا اُن حدیثوں کے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں (رائج) تھیں (یعنے بغیر تحقیقاتِ کامل کے روایت حدیث سے لوگوں کو روکتے تھے) اور (یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اللہ عزوجل کا خوف دلایا کرتے تھے۔

چوتھی تنبیہ۔ (زمانہ کی) ایک وضع (اور حالت) کا دوسری وضع (اور حالت) کے ساتھ بدل جانا کئی قسم پر ہوتا ہے اور ہر قسم کا حکم جداگانہ ہے۔ بعض تغیر اس قسم کے ہیں کہ انسان کے اختیار کو اُس میں کوئی دخل نہیں (بلکہ وہ تغیر آسمانی ہیں) جیسے قحط کا ہونا

لہ اجرا نہ کر سکنے کے اسباب مختلف تھے مگر طعن کرنیوالوں نے متعدد ریوں سے آنکھ بند کرلی ہے جو کتابیں حضرت معاویہؓ کی مطاعن میں لکھی گئی ہیں بعض اس قاصر کی نظر سے گزریں خاص کر ایک تو تصنیف النصائح الکافیہ لمن یتولی معاویہ جو میرے ایک مخدوم نے دکن سے بغرضِ ردّ میرے پاس بھیجی مگر ابتک بوجہ عوائق کے یہ کام صورت پذیر نہ ہوا اس کتاب کے تفصیلی ردّ کے بعد انشاء اللہ تعالے اہل مطاعن کا کیسہ بالکل خالی ہو جائیگا جس قدر مطاعن اس کتاب میں ہیں چند قسم کے ہیں (۱) وہ جن کی سندیں قابل وثوق نہیں جیسے حضرت معاویہؓ کا حضرت حسنؓ کو زہر دلوانا (۲) وہ جو اور اکابر صحابہ میں مثل حضرت علی مرتضٰے کے مشترک ہیں جیسے عمال سے افعالِ ناپسندیدہ کا ظہور (۳) وہ جو در حقیقت طعن نہیں ہیں بلکہ طاعنین کی یا کسی اور کے فہم کی غلطی ہے جیسے یہ کہ معاذ اللہ حضرت معاویہؓ نے حدیثِ رسول کی توہین کی اور اپنی رائے سے اس کو رد کیا حالانکہ روایت سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا عمل اس حدیث کے خلاف تھا اپنا عمل اُنھوں نے بیان کردیا لیکن یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ان کا عمل محض رائے پر مبنی تھا کوئی حدیث یا خطا فی الفہم اس کا مبنی نہ تھی اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت فاروق اعظم کو معلوم ہوا تو اُنھوں نے حضرت معاویہؓ کو کوئی سزا نہ دی بھلا ممکن تھا کہ کوئی شخص حدیثِ رسول کی توہین کرتا یا اس کے کلام سے توہین لازم آتی اور باوجود اطلاع کے حضرت فاروق اعظم خاموش رہ جاتے کلا واللہ (۴) وہ جو مسلم ہیں مگر ایک قسم کی خطا فی الاجتہاد پر مبنی ہیں جیسے حضرت مرتضٰے سے قتال کرنا کان معاویۃؓ یعرف من نفسہ انہ لم یکن من اھل البغی فی حرب صفین؛ لانہ لم یبدھا، ولم یبتدئھا، ولم یأت لھا الا بعد ان خرج علیؓ من الکوفۃ وضرب معسکرہ فی النخیلۃ لیسیر الی الشام۔ ولذلک لما قتل عمارؓ قال معاویۃؓ انما قتلہ من اخرجہ۔ محب الدین الخطیب۔ (۵) وہ کہ اگر بالفرض خطا فی الاجتہاد پر مبنی نہ مانے جائیں تو دوسرے مکفرات ذنوب کے لحاظ سے قابل طعن نہیں قرار پا سکتے المختصر ساری کتاب اپنی تلبیسات سے پُر ہے مگر غنیمت ہے کہ عربی زبان میں ہے ۱۲

و زلازل وکثرتِ نساء وقلتِ رجال
وکثرتِ اشرار خبیث النفس وقلتِ اخیار
معتدل الاخلاق ذوی الحکم اخرج
الشیخان من حدیث ابن عمر قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما
الناس کالابل المائۃ لاتکاد تجد
فیہا راحلۃ و حکم ایں قسم آنست کہ
تکلیف بر طاقت دائر است و مواخذہ منوط
باختیار دریں تغیرات ماخوذ نیستند
لیکن دریں قسم قصور اشخاص بنی آدم
از وصول کمال مطلوب متحقق است اگرچہ
باختیار نباشد و بعض ازاں قبیل است
کہ باختیار آدمی واقع می شود و ایں قسم باقسام
چند منقسم است یکے آنکہ ارتکاب کنند
منہی عنہ را مثل شرب خمور وکثرتِ زنا
یا ترک نمایند مفروضات را مثل صلوٰۃ
و شک نیست کہ آں محل مواخذہ است
دیگر آنکہ التزام کنند مستحبے را مانند
التزام سننِ مؤکدہ یا صورتے و ہیئتے
خاص از امور ممدوحہ لازم گیرند وآں را
بنواجذ خود عض نمایند و ایں قسم را
بدعتِ حسنہ گویند مثل اختراع احزاب
و اوراد و دریں قسم ترتب ثواب متحقق میشود
و اعتقاد تاکد آں باطل و مدار ثواب ہماں
قدر است کہ معروف از شرع شد وآں

اور زلزلوں کا آنا اور عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت خبیث
النفس شریروں کا زیادہ ہوجانا اور معتدل الاخلاق اہل الرائے
نیکوں کا کم ہوجانا۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بروایتِ ابنِ
عمرؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
آدمیوں کی (تو کثرت ہے مگر اچھے لوگ نایاب ہیں اس کی) مثال
ایسی ہے جیسے سَو اونٹ (کسی کے پاس ہوں) مگر ان میں سے
ایک بھی سواری کے قابل نہ ہو۔ اس قسم کے تغیر کا یہ حکم ہے
کہ (چونکہ) تکلیف (شرعی) طاقت پر موقوف ہے اور مواخذہ
(اخروی انسان کے) اختیاری امور پر ہوتا ہے (لہٰذا) اس
قسم کے تغیرات میں مواخذہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس قسم کے
تغیرات (کے اوقات) میں (یہ لازمی نتیجہ ہے کہ) افرادِ بنی آدم اس
کمال تک پہنچنے سے جو (نوعِ انسانی کے لئے) مطلوب ہے قاصر
رہتے ہیں اگرچہ ان کا قصور ان کے اختیار سے نہ ہو۔ اور بعض
تغیر اس قسم کے ہیں کہ انسان کے اختیار سے ہوتے ہیں۔ اور یہ
قسم (جو باختیارِ انسان ہو) چند اقسام پر منقسم ہے۔ ایک قسم
یہ ہے کہ لوگ کسی فعل ممنوع کے مرتکب ہوں جیسے شراب خواری
اور زنا کی کثرت یا کسی فرض کو ترک کردیں جیسے نماز نہ پڑھیں۔
اور اس میں شک نہیں کہ یہ قسم قابلِ مواخذہ ہے۔ دوسری قسم
یہ ہے کہ (اہلِ زمانہ) کسی امر مستحب کا سنتِ مؤکدہ کی طرح التزام
کرلیں یا کسی اچھے کام کی کسی خاص صورت اور ہیئت کو اپنے
ذمہ لازم کرلیں اور اس کو دانتوں سے (مضبوط) پکڑ لیں اس قسم
کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں جس طرح وظائف و اوراد کی ایجاد اور
اس قسم (کے امور) پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہاں ان کے متعلق
تاکید (و وجوب) کا اعتقاد (بے شک) باطل ہے اور ثواب صرف
اسی اصل کا ملے گا جس کا عمدہ ہونا شرع سے جانا گیا ہو۔ اور وہ

هیئت و صورت مباح است متعلق
مدح وذم نمے تواند شد ویحتمل کہ
بعض مفاسد برآں التزام مترتب
شود و در قرنِ ثانی آں ہمہ را سنت
انگارند و تحریف شریعتِ حقّہ
لازم آید اما ایں شخص شعور بآں مفاسد
ندارد وخطاگونہ است سوم آنکہ
لازم گیرد ہر فریق مباحے را کہ
شعار خویش ساختہ است و ہمچنیں
در ہر زمانے رسمے فاش شود و وضعے رائج
گردد وآں ہمہ باقی را بر اباحتِ خود
است لوم و مدح براں عائد نیست الّا
بالعرض کہ تعصب درمیان آید
و ترجیح وضعے بر وضع دیگر متحقق
گردد یا قرن تالی آں را سنّت
دانند و در ورطۂ تحریف اُفتند
باز قبح اشیاء قبیحہ گاہے بنص
کتاب اللہ یا احادیث مشہورہ یا
قیاس جلی یا اجماع امتِ مرحومہ
خصوصًا ایام خلافتِ خاصہ کہ بقایائے
برکاتِ نبوّت است ثابت مے
شود وَعِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ بُرْهَانٌ
بریں اقسام صادق است دریں
صورتہا شخصے بجہلِ آں
اصول معذور نیست

صورت وہیئت مباح ہے نہ اُس کی تعریف کی جاسکتی ہے نہ
بُرائی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس التزام پر بعضے مفاسد مرتب
ہوں اور آیندہ زمانہ میں اس امر کو ہیئتِ مجموعی سنت
تصوّر کریں اور بالآخر شریعت حقّہ کی تحریف لازم آجائے (یعنے
جو چیز شریعت میں نہ تھی وہ داخل شریعت ہوجائے)
لیکن فی الحال (جس شخص نے) امر مباح کو لازم کرلیا ہے وہ
اُن مفاسد (آیندہ) کی خبر نہیں رکھتا اور اس میں فی الجملہ
اُس شخص کی خطا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ہر فریق اس امر مباح
کو جس کو اس نے اپنا شعار وطریقہ کررکھا ہے (اپنے لئے) لازم
کرلے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں ایک ایک رسم ووضع پیدا ہوتی چلی جائے
اس حالت میں یہ امور مروّجہ اپنی اباحت (اصلی) پر قائم ہیں۔
(ان کے عامل پر) نہ ملامت (بالذات) ہوسکتی ہے اور نہ مدح
البتہ ملامت ومدح بالعرض اس وقت عائد ہوگی جبکہ (ہر
فریق) تعصب اختیار کرے اور اپنی وضع (ورسم) کو دوسرے
کی وضع (ورسم) پر ترجیح دے یا یہ (اندیشہ ہو) کہ آیندہ کے
لوگ اس (وضع ورواج) کو سنّت سمجھ لیں گے اور تحریفِ (دین)
میں مبتلا ہوجائیں گے (تو اس وقت ان امور مباح کا عامل
مستحق ملامت ہوگا) پھر (واضح ہوکہ) بُرے افعال کی بُرائی کبھی
نص کتاب اللہ سے ثابت ہوتی ہے اور کبھی احادیث مشہورہ سے
اور کبھی قیاس جلی سے اور کبھی اجماع امتِ مرحومہ سے بالخصوص
زمانہ خلافتِ خاصہ کے اجماع سے جوکہ برکاتِ نبوّت کی باقیماندہ
(برکتوں) کا زمانہ ہے ان (چاروں) قسموں پر (یہ مضمون کہ) تمہارے
پاس خدا کی طرف سے ایک صاف دلیل ہے صادق آتا ہو اور ان
سب صورتوں میں کوئی شخص ان اصول (یعنے نص کتاب اللہ
واحادیثِ مشہورہ وقیاس واجماع) کے نہ جاننے سے معذور نہ سمجھا جائیگا

واستدلال بشبہۂ واہیہ یا تقلید عالمی
درخلاف آں غیر ممنوع وعند اللہ
آں مخالف را مفاز نہ و گاہے
قباحت ایں اشیاء بخبر واحد صحیح
بغیر مُعَارض ثابت شود دریں
صورت تاوقتیکہ آں حدیث نرسیدہ
است وپردہ از روئے کار مرتفع
نگشتہ بسبب جہل خود معذور
است چوں پردہ برخاست وپردگی
متجلی شد جائے گفت وشنید نماند
وگاہے قبح آں بادلۂ ظنیہ متنازعہ متعارضہ
ثابت گردد وآنجا اختلاف سلف
کہ المجتہدان مصیبان اوالمصیبُ
واحد والآخر مُخطِئٌ مَعذورٌ ہم
جاری است۔

چوں ایں مقدمات معلوم
شدے باید کہ در مبحث تغیر
اوضاع رسوم ودر اختلافِ امت
کہ دریں ایام پیدا شد بیک عصا
ہمہ را سوق نہ کنی و دریک مرتبہ
نازل نہ گردانی۔ ع

ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد

اور اس کی مخالفت پر کسی کمزور شبہ کے ساتھ یا کسی عالم کی
تقلید کے ساتھ استدلال کرنا ہرگز ممنوع نہ ہوگا اور اس مخالف
(حکم شرع) کو خدا کے نزدیک کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اور کبھی
(ایسا ہوتا ہے کہ) ان افعال کی قباحت (کسی) خبر واحد سے
بلا معارضہ (کسی دوسری خبر واحد) کے ثابت ہوتی ہے اس
صورت میں تاوقتیکہ وہ حدیث نہ پہنچے اور اصل حقیقت بخوبی
عیاں نہ ہوجائے (اس کا خلاف کرنے والا اپنے) جہل کے سبب
سے معذور ہے اور جب (اصل حقیقت سے) پردہ اٹھ گیا اور وہ بات
صاف ہوگئی (اور اس کا) حُسن یا قبح خبر واحد سے معلوم ہوگیا
(اب کسی کے) کہنے سُننے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ اور (کبھی ایسا
ہوتا ہے) کسی فعل کی قباحت ایسے دلائل ظنیہ سے ثابت ہوتی
ہے کہ وہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہوتی ہیں۔ ایسے موقعوں
میں جو حکم اختلافِ سلف کا ہے وہی حکم جاری ہوگا یعنے دونو
مختلف اجتہاد کرنے والے حق پر ہوں گے یا ایک حق پر اور دوسرا
خطا پر مگر وہ (بھی) معذور (اور گنہگار نہیں)۔

جب تم کو یہ مقدمات معلوم ہوگئے تو اب تم کو لازم ہے
کہ مبحث تغیر حالات (یعنے وضع) اور رسوم میں اور اختلافِ امت
میں جو کہ اس زمانہ میں پیدا ہوگیا ہے سب کو ایک ہی لکڑی سے
سے نہ ہانکنا اور (جملہ اقسام اختلاف کا) ایک حکم نہ سمجھنا (بلکہ
بعضے اختلاف میں ایک جانب حق اور دوسرے جانب خطا ہوتی
ہے اور بعض میں دونوں جانب حق دائر رہتا ہے) ع

ہر سخن وقتے وہر نکتہ مکانے دارد

مقصدِ دوم

ازاں دو مقصد کہ فصل پنجم را براں موزع گردانیدہ شد در بیان تغیراتِ کلیہ کہ دریں امت واقع شد غیر آں تغیر عظیم کہ در مقصد اول تقریر نمودیم۔

وایں بحث بغایت طویل الذیل است و استیعاب آں دریں موضع مقصود نیست مقصود ما دریں فصل شرح بعض احادیث متعلقہ بمبحث ماست مانند حدیث قرونِ ثلثہ و حدیث فان یقم لہم دینہم یقم سبعین سنۃ وحدیث اثنا عشر خلیفۃ وحدیث خمس مائۃ سنۃ۔

اول تغیرے کہ دریں امت واقع شد انتقال آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم از دارِ دنیا برفیقِ اعلیٰ وکدام حادثہ جانکاہ تر و تغیر ہولناک تر ازاں خواہد بود کہ وحی الٰہی جل شانہ منقطع گردد و برکاتِ متواترہ سماویہ کہ ہمدوشِ نبوت است رو باستتار آرد۔ واخرج الدارمی عن عکرمۃ فی آخر حدیث طویل فی وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعلت ام ایمن تبکی فقیل لہا یا ام ایمن اتبکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انی واللہ ما ابکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اکون اعلم انہ قد ذھب الی ما ھو خیر لہ من الدنیا ولکنی ابکی علی خبر السماء انقطع واخرج الدارمی عن انس وذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شھدتہ یوم دخل المدینۃ فما رأیت یومًا قط کان احسن ولا اضوء

فصل پنجم کا مقصدِ دوم

اُن تغیراتِ کلیہ کے بیان میں جو اس اُمت میں واقع ہوئے علاوہ اُس تغیرِ عظیم کے جس کو ہم نے مقصدِ اول میں بیان کیا۔

یہ بحث بہت بڑی ہے اس کا پورا کرنا اس مقام پر ممکن نہیں ہمارا مقصود اس مقام میں اُن بعض احادیث کی شرح کرنا ہے جو ہمارے مبحث سے تعلق رکھتی ہیں مثل حدیث قرونِ ثلثہ کے اور اس حدیث کے جس میں یہ ہے کہ اگر ان کا دین قائم رہ گیا تو ستر برس تک قائم رہے گا اور مثل بارہ خلیفہ والی حدیث کے اور مثل پانچسو برس والی حدیث کے۔

پہلا تغیر جو اس امت میں واقع ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانا ہے۔ اور کونسا حادثہ اس سے جانکاہ اور کونسا تغیر اس سے زیادہ ہولناک ہوگا کہ اللہ جل شانہ کی وحی بند ہوگئی اور متواتر آسمانی برکتیں جو نبوت کے ساتھ ساتھ تھیں چھپ گئیں۔ دارمی نے عکرمہ سے ایک بڑی حدیث کے ذیل میں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق ہے روایت کی ہے کہ اُمِّ ایمن رونے لگیں ان سے کسی نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر روتی ہو۔ انھوں نے کہا واللہ! میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نہیں روتی۔ کیا میں نہیں جانتی کہ وہ ایسی جگہ گئے ہیں جو اُن کے لئے دنیا سے بہتر ہے بلکہ میں اس بات پر روتی ہوں کہ آسمان کی خبریں بند ہوگئیں۔ اور دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اُس دن موجود تھا جب آپ (ہجرت کرکے) مدینہ آئے میں نے کوئی دن اس دن سے زیادہ اچھا اور روشن نہیں دیکھا

من یوم دخل علینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المدینۃ وشھدتہ یوم
موتہ فما رأیت یوما کان اقبح
ولا اظلم من یوم مات فیہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج
الترمذی عن انس قال لما کان الیوم
الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المدینۃ اضاء منھا کل
شیء فلما کان الیوم الذی مات
فیہ اظلم منھا کل شیء وما نفضنا
ایدینا من التراب وانا لفی دفنہ حتی
انکرنا قلوبنا واخرج الدارمی عن مکحول
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا اصاب احدکم مصیبۃ فلیذکر
مصیبتہ بی فانہا من اعظم المصائب۔

تغیر ثانی موت حضرت فاروق اعظم است ودر احادیث
بسیار وارد شدہ کہ عمرؓ غلق باب فتنہ است از انجملہ حدیث
حذیفہ لیس علیک منہا بأس یا امیر المؤمنین مکرر
روایت کردیم وسیرت شیخینؓ متقارب بود ومناقب
ایشاں ہمعنان ومتوافق سوابق ایشاں متناسق و
غزواتے کہ در ایام ایشاں واقع شد متشابہ نقش
اول صدیق اکبر بست واتمام آں بردست فاروق اعظمؓ
بحصول انجامید تمام مسلمین در زمان ایشان
باہم مؤتلف وبایکدیگر متراحم وبر کفار
شدید وبرجہاد متوافق نام مخالفت

جس دن کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ میں
تشریف لائے اور میں اس دن بھی موجود تھا جب آپؐ کی وفات
ہوئی میں نے اس دن سے زیادہ کوئی دن بُرا اور تاریک نہیں
دیکھا جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی
اور ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے
مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جس دن آپؐ کی وفات
ہوئی ہر چیز مدینہ کی تاریک تھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی بھی
نہیں جھاڑی تھی بلکہ ہم آپؐ کے دفن میں مشغول تھے کہ ہم کو
اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور دارمی نے
مکحول سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں سے کسی کو مصیبت پہنچے تو اُس کو چاہیئے کہ میرے فراق
کی مصیبت یاد کرے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

دوسرا تغیر حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات ہے بہت سی
حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ عمرؓ فتنہ کے دروازہ کے قفل ہیں۔ از انجملہ
حضرت حذیفہؓ کی حدیث ہے کہ (انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہا
یا امیر المؤمنینؓ! آپ کو فتنہ سے کچھ بھی اندیشہ نہ کرنا چاہیئے۔
جس کو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں (دوسرا تغیر حضرت صدیقؓ کی وفات
کو اس سبب سے نہیں قرار دیا کہ) شیخینؓ کی روش قریب قریب تھی
اور اُن کے مناقب بھی یکساں اور ملتے جلتے ہیں اور اُن کے سوابق
بھی ایک طرح کے ہیں اور جو غزوات ان کے زمانہ میں واقع ہوئے
وہ بھی ایک رنگ کے ہیں۔ نقش اول حضرت صدیقؓ نے بنایا اور
تکمیل اس کی حضرت فاروقؓ سے ہوئی۔ ان دونوں کے زمانہ میں
مسلمان باہم ایک دوسرے سے متفق اور ایک دوسرے پر مہربان
اور کافروں پر سخت اور جہاد میں یکدل تھے مخالفت کا نام بھی ان کے

درمیان ایشان واقع نہ سپاہ و رعایا خلیفہ را از جان
خود دوست دارتر و خلیفہ بر رعایا و سپاہ از پدر
مشفق و مہربان تر و رؤس جیوش و اُمرائے
امصار اہل سوابق از مہاجرین اوّلین وانصار
أخرج الترمذي في كتاب الشمائل
عن عتبة بن غزوان في حديث طويل
آخره قال عتبة بن غزوان لقد رأيتني
وإني لسابع سبعة مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم ما لنا
طعام إلا أوراق الشجر حتى تقرحت
أشداقنا فالتقطت بردة فقسمتها بيني
وبين سعد فما منا من أولئك السبعة
إلا وهو أمير مصر من الأمصار وستجربون
الأمراء بعدنا ہر دو بزرگ در عہد شریف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وزیر و مشیر و ناصر
خلافت و ظہیر و معین چوں نوبت خود شان
رسید کارہا سرانجام دادند و تائید
دین بوجوہ بسیار از ایشاں بروئے کار
آمد کہ مقدور دیگرے نشد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بملاحظہ ہمیں تقارب
باعتبار سوابق و سیر و باعتبار تحمل اعباء
مشاورہ ملکیہ و ملیہ و باعتبار آنچہ برائے
ایشاں در پردۂ غیب مقدر بود از کشورکشائی
و ترویج دین متین ہر دو عزیز را در
احادیث بسیار جمع ساختند

درمیان میں نہ تھا۔ سپاہ اور رعایا خلیفہ کو اپنی جان سے بھی زیادہ
دوست رکھتے تھے اور خلیفہ سپاہ و رعایا پر باپ سے بھی زیادہ
مشفق و مہربان تھے۔ سردارانِ لشکر اور حکامِ بلاد تمام وہی
اہل سوابق یعنے مہاجرین اوّلین وانصار تھے۔ ترمذی نے
کتاب الشمائل میں عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث
روایت کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ عتبہ بن غزوان
کہتے تھے کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ میں اسلام میں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ساتواں شخص تھا ہماری غذا
درختوں کے پتوں کے سوا کچھ نہ تھی جس کے کھانے سے ہمارے
منہ کے کنارے پھٹ گئے تھے ایک روز مجھے ایک چادر پڑی
ہوئی ملی تو میں نے وہ چادر آدھی خود لی اور آدھی سعدؓ کو
دی اب ہم ساتوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے
اور اب ہمارے بعد جو لوگ حاکم ہوں گے ان سے تمہیں قدر
(ہماری) معلوم ہوگی۔ یہ دونوں بزرگ (یعنے شیخینؓ) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد شریف میں آپکے وزیر و مشیر تھے اور
ان کے مشورے بڑے بڑے مہماتِ ملت و دولت میں مقبول
ہوتے تھے اور فاروق اعظمؓ حضرت صدیقؓ کی خلافت میں
وزیر اور مشیر اور خلافت کے ناصر و معین رہے پھر جب خود
ان کی خلافت کی نوبت آئی تو انھوں نے بڑے بڑے کام انجام
دیئے اور دین کی تائید بہت طریقوں سے ان سے ظاہر ہوئی
کہ پھر کسی سے نہ ہو سکی۔ شیخینؓ کے باہم یک رنگ ہونے کے
سبب سے [سوابق اور سیر میں اور ملکی و مذہبی مشورہ دینے میں
اور اُن امور میں جو ان کے لئے غیب میں مقرر تھے از قسم کشورکشائی
و ترویج دین کے] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر حدیثوں
میں دونوں کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے اور (دونوں ایسے معلوم

مانند توأمین و مثل فرقدین قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قصۃ تکلم
البقرۃ و فی قصۃ الذئب اومن بہ انا
وابوبکر وعمر وقال علی کثیرا ما کنت اسمع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول کنت انا و ابوبکر وعمر و
فعلت انا وابوبکر وعمر وخرجت
انا وابوبکر وعمر وانطلقت انا وابوبکر
وعمر ودخلت انا وابوبکر وعمر وقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل الجنۃ
لیتراءون اھل علیین کما ترون الکوکب
الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر منھم
وانعما وقال صلی اللہ علیہ وسلم
ابوبکر وعمر سیدا کھول اھل الجنۃ
من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین
وقال انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا
بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وقال انس
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل
المسجد لم یرفع احد رأسہ غیر ابی بکر و
عمر وکانا یتبسمان الیہ ویتبسم الیھما وخرج
صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ودخل المسجد
وابوبکر وعمر احدھما عن یمینہ والاخر
عن شمالہ وھو اخذ بایدیھما وقال ھکذا نبعث
یوم القیمۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم لو
اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما

ہوتے ہیں) جیسے توأمین یا جیسے فرقدین۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے گائے کے بات کرنے اور بھیڑیئے کے کلام کرنے کے
واقعہ میں فرمایا کہ اس واقعہ پر میں ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکرؓ و
عمرؓ۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آپؐ فرماتے تھے میں تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ
تھے۔ میں نے یہ کام کیا اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں باہر نکلا اور
ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے۔ میں چلا اور ابوبکرؓ و عمرؓ چلے۔ میں داخل ہوا
اور ابوبکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اہلِ جنت علیین والوں کو ایسا (روشن) دیکھیں گے
جیسے تم چمکدار تارے کو آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو اور
ابوبکرؓ و عمرؓ انہی علیین والوں میں سے ہیں بلکہ ان سے بھی اچھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ پیران
اہلِ جنت کے سردار ہیں کیا اگلے اور کیا پچھلے سوا انبیاء و مرسلین
کے۔ اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میری بقا تم لوگوں میں
کس قدر ہے لہٰذا تم ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (خلیفہ)
ہوں گے یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے
تو ہم میں سے کوئی شخص (ادب کے مارے) سر نہ اٹھا سکتا تھا سوا
ابوبکرؓ و عمرؓ کے کہ وہ دونوں حضرتؐ کو دیکھ کر مسکراتے تھے اور
حضرتؐ ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ اور ایک روز آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ و
عمرؓ بھی تھے ایک آپؐ کی داہنی جانب تھے اور دوسرے بائیں
جانب اور حضرتؐ اُن دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپؐ
نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔ اور فرمایا
کہ تم دونوں اگر کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں تم دونوں کے خلاف نہ کروں گا

وقال هذان السمع والبصر وقال اما وزیرای
من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای
من اهل الارض فابوبکر وعمر وقال الحمد لله الذی
ایّدنی بهما ورأی رسول الله صلی الله علیه وسلم
فی رؤیا القلیب شأنهما ورئی رجحانهما فی
رؤیا الرجحان فی الوزن فعبّر النبی صلی
الله علیه وسلم بالخلافة واخبر ان حسنات
عمر کعدد نجوم السماء ثم قال جمیع حسنات عمر
کحسنة واحدة من حسنات ابی بکر وفی
حدیث الا استحیی من یستحیی منه
الملائکة فی منقبة عثمان ان رسول الله
صلی الله علیه وسلم عامل الصدیق و
الفاروق معاملة واحدة وفی حدیث ابی موسی
انه بشرهما بشارة واحدة بخلاف عثمان
ثم هما ضجیعاه صلی الله علیه وسلم
وقال علی بن الحسین منزلتهما فی حیاته
کمنزلة منهما بعد موته الی احادیث
کثیرة علی هذا الاسلوب لاجرم هر دو
دریک قرن بودند و قرن ثانی بانقراض هر دو
منقرض شد اینجا مناسب دیده میشود
که خطبهٔ ابن اهتم خطیب شام را که داد فصاحت
داده برنگاریم اخرج الدارمی من حدیث خالد
بن معدان قال دخل عبد الله بن الاهتم علی عمر
بن عبد العزیز مع العامة فلم یفجأ عمر الا وهو بین یدیه
یتکلم فحمد الله تعالی واثنی علیه

اور فرمایا کہ یہ دونوں (دین کے) کان اور آنکھ ہیں۔ اور فرمایا کہ
میرے دو وزیر آسمان میں ہیں جبریلؑ اور میکائیلؑ اور دو وزیر
زمین میں ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے
ان دونوں سے مجھے قوت دی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے کنوئیں والے خواب میں دونوں کو دیکھا اور وزن والے خواب
میں دونوں کا وزنی ہونا دیکھا گیا۔ اور حضرتؐ نے اس کی تعبیر
خلافت کے ساتھ دی۔ اور فرمایا کہ عمرؓ کی نیکیاں آسمان کے
تاروں کے برابر ہیں۔ پھر فرمایا کہ عمرؓ کی سب نیکیاں ابوبکرؓ کی
ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اور اس حدیث میں جس میں حضرت عثمانؓ
کی تعریف ہے کہ میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے
حیا کرتے ہیں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
شیخینؓ کے ساتھ ایک طرح کا معاملہ کیا۔ اور حضرت ابوموسیٰؓ کی
حدیث میں ہے کہ حضرتؐ نے شیخینؓ کو جنت کی بشارت ایک
ہی طرح سے دی بخلاف حضرت عثمانؓ کے۔ پھر وہ دونوں دفن
بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے۔ اور حضرت علی بن
حسین (زین العابدین) نے فرمایا کہ شیخینؓ کا تقرب (دربار نبوت
میں) آپؐ کی زندگی میں بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ اب آپؐ کی وفات
کے بعد ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں اسی اسلوب پر
ہیں پس لامحالہ دونوں ایک ہی قرن میں تھے اور یہ دوسرا قرن
اس وقت ختم ہوا جب دونوں نہ رہے۔ اس مقام پر معلوم ہوتا
ہے کہ ہم ابن اہتم خطیبِ شام کا خطبہ لکھ دیں جس میں انہوں نے
دادِ فصاحت دی ہے۔ دارمی نے بروایت خالد بن معدان نقل
کیا ہے کہ وہ کہتے تھے عبداللہ بن اہتم (امیر المومنین) عمر
بن عبد العزیز کے پاس عام لوگوں کے ساتھ گئے اور وہاں پہنچ کر
یکایک عمر بن عبد العزیز کے سامنے کھڑے ہوگئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی

ثم قال اما بعد فان الله خلق الخلق غنيًا
عن طاعتهم امنًا لمعصيتهم والناس يومئذٍ
في المنازل والمراتب مختلفون والعرب بشر
تلك المنازل اهل الحجر واهل الوبر تحتاز
دونهم طيبات الدنيا ورخاء عيشها لايسئلون
الله جماعةً ولايتلون كتابًا ميتهم في النار و
حيهم اعمى نجس مع مالا يحصى من المرغوب
عنه والمزهو فيه فلما اراد الله تعالى ان ينشر
عليهم رحمة بعث اليهم رسولًا من
انفسهم عزيز عليه ما عنتم حريص
عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم
صلى الله عليه وسلم وعليه السلام
ورحمة الله وبركاته فلم يمنعهم
ذلك ان جرحوا في جسمه ونقبوا
في رسمه ومعه كتاب من الله
لايقدم الا باذنه ولا يؤخر الا
باذنه فلما امر بالعزمة وحمل
على الجهاد انبسط لامر الله لونه فافلج
الله حجته واجاز كلمته واظهر دعوته
وفارق الدنيا تقيًا نقيًا ثم قام
بعده ابوبكر رضي الله عنه فسلك
سنته واخذ سبيله وارتدت
العرب او من فعل ذلك منهم فابى
ان يقبل منهم بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم الا الذي كان قابلًا

اس کے بعد کہا۔ امابعد اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور وہ ان کی اطاعت
سے بے نیاز اور ان کی نافرمانی سے بے خوف تھا۔ لوگ اس وقت
مختلف حالتوں میں تھے اور اہلِ عرب کی حالت سب سے بدتر
تھی۔ کیا پہاڑی اور کیا جنگلی۔ دنیاوی نعمتیں اور اس کے عیش
کی چیزیں ان کو نصیب نہ تھیں چند لوگ مل کر کبھی اللہ سے
دعا نہ کرتے تھے اور نہ کوئی کتاب (آسمانی) پڑھتے تھے ان کے
مُردے دوزخ میں جاتے تھے اور زندہ اندھے تھے نجس تھے
اور بہت سی باتیں قابلِ نفرت اور قابلِ ترک ان میں جمع تھیں
پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے تو
اُس نے ایک رسول انہی کی قوم میں سے ان کے پاس بھیجا
(جس کی شان میں خود اس نے فرمایا کہ) شاق ہے اس پر
تمہارا سرکشی کرنا اور وہ حریص ہے تمہارے (ایمان لانے کے)
اُور مومنوں پر رؤف و رحیم ہے اللہ رحمت اور صلوٰۃ و سلام
نازل کرے ان پر مگر وہ کافر آپؐ کے جسم کو زخمی کرنے اور آپ کے
دین کو مٹانے سے باز نہ آئے۔ آپؐ کے ساتھ اللہ کی کتاب ناطق
تھی آپؐ بغیر حکم خدا کے آگے نہ بڑھتے تھے نہ پیچھے ہٹتے تھے پھر
جب آپؐ کو تبلیغ کا حکم ملا اور جہاد کی ترغیب آپؐ کو دی گئی
تو حکمِ الٰہی کی تعمیل کے لئے آپؐ کی قوت مستعد ہوئی پس
اللہ نے آپؐ کی حجت کو روشن کیا اور آپؐ کی بات بلند کی اور
آپؐ کی دعوت کو سب پر ظاہر کیا پھر آپؐ دنیا سے پاک اور صاف
تشریف لے گئے آپؐ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور
وہ آپؐ کے طریقہ پر چلے اور آپؐ کی راہ اختیار کی عرب کے لوگ
مرتد ہو گئے یا بعض لوگوں سے یہ حرکت ظاہر ہوئی تو وہ ہرگز اس
بات پر راضی نہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وہ ان سے قبول کریں سوا اس بات کے جو حضرتؐ قبول کرتے تھے

انتزع السیوف من اغمادها واوقد النیران فی
شعلها ثم نکب باهل الحق اهل الباطل فلم یبرح
یقطع اوصالهم ویسقی الارض دماءهم
حتی ادخلهم فی الذی خرجوا منه و
قررهم بالذی نفروا عنه وقد کان اصاب
من مال الله بکرا یرتوی علیه وحبشیة
ارضعت ولدا له فرای ذلک عند موته
غصة فی حلقه فادی ذلک الی الخلیفة
من بعده وفارق الدنیا تقیا نقیا علی
منهاج صاحبه ثم قام بعده عمر
ابن الخطاب رضی الله عنه فمصر
الامصار وخلط الشدة باللین وحسر
علی ذراعیه وشمر عن ساقیه واعد
للامور اقرانها وللحرب آلتها فلما
اصابه قین المغیرة بن شعبة امر
ابن عباس یسأل الناس هل یثبتون
قاتله فلما قیل قین المغیرة بن شعبة
استهل یحمد ربه ان لا یکون اصابه ذو حق
فی الفیء فیحتج علیه بانه انما
استحل دمه بما استحل من حقه و
قد کان قد اصاب من مال الله بضعة
وثمانین الفا فکسر لها رباعه وکره
بها کفالة اولاده فاداها الی
الخلیفة من بعده وفارق الدنیا تقیا نقیا
علی منهاج صاحبیه ثم انک یا عمر

انھوں نے تلواروں کو میانوں سے نکال لیا اور آگ کے شعلے بلند
کرا دیئے اور اہلِ حق کے ہاتھوں سے اہلِ باطل کو سرنگوں کر دیا اور
ان کے بند بند جدا کر دیئے اور زمین کو اُن کے خونوں سے سیراب
کر دیا یہاں تک کہ انھوں نے ان کو پھر داخل کیا اسی دین میں
جس سے وہ نکل گئے تھے اور اسی دین پر ان کو قائم کر دیا جس
سے وہ بھاگتے تھے بیت المال سے انھوں نے ایک اونٹ لیا
تھا جس سے کچھ کام لیا کرتے تھے اور ایک حبشی لونڈی تھی۔
مگر آخر وقت میں اُن کو یہ بھی گوارا نہ ہوا اور انھوں نے وہ
اونٹ اور لونڈی اپنے جانشین کو واپس دیدی اور وہ دنیا سے
پاک وصاف اپنے صاحب کی طرح گئے پھر ان کے بعد عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے جنھوں نے شہروں کو آباد کیا
اور سختی کو نرمی کے ساتھ مخلوط رکھا اور ہر کام کو مستعدی سے
انجام دیا ہر کام پر اس کے لائق آدمی مقرر کئے جہاد کے سامان
درست کئے۔ جب ان کو مغیرہ بن شعبہ کے (غلام) لوہار نے زخمی
کیا تو انھوں نے حضرت ابن عباس رض کو حکم دیا کہ وہ لوگوں سے
پوچھیں کہ آیا وہ میرے قاتل کا نام جانتے ہیں۔ چنانچہ جب لوگوں
نے ان سے مغیرہ بن شعبہ کے لوہار کا نام لیا تو انھوں نے اپنے
پروردگار کا شکر ادا کیا کہ کسی ایسے شخص نے اُن کو نہیں مارا
جس کا کچھ حق فَے میں ہو اور وہ (قیامت کے دن) یہ حجت
پیش کرے کہ میں نے ان کا خون اس وجہ سے حلال سمجھا کہ انھوں
نے میرا حق حلال سمجھا تھا۔ حضرت عمر رض نے بھی بیت المال سے
کچھ اوپر اسّی ہزار روپے لئے تھے مگر انھوں نے بھی اپنے لئے
اس کو گوارا نہ کیا اور اپنی اولاد کی کفالت کے لئے اس کو پسند نہ
کیا اور وہ اپنے جانشین کو واپس کر گئے اور دنیا سے پاک وصاف
مثل اپنے صاحبین کے گئے۔ پھر اے عمر (بن عبد العزیز) تم دنیا و جو کچھ

بُنَیَّ الدنیا ولدتك ملوکها والقمتك ثدیها
وبُنیتَ فیها تلمسها مظانها فلما ولیتها
القیتها حیث القاها الله تعالیٰ هجرتها
وجفوتها وقذرتها الا ما تزودت منها
فالحمد لله الذی جلابك حوبتنا وکشف
بك کربتنا فامض ولا تلتفت فانه
لا یعز علی الحق شئ ولا یذل علی الباطل
شئ اقول قولی هذا واستغفر الله لی و
للمؤمنین والمؤمنات قال ابو ایوب وکان
عمر بن عبد العزیز یقول فی الشئ قال لی
ابن الاهتم امض ولا تلتفت۔

تغیر ثالث قتل حضرت ذی النورین وانچہ
بران مترتب شد واین اعظم تغیرات ست
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن را حد فاصل
نہادند درمیان زمانِ خیر و زمانِ شر و مطمح
اشارت ہماں تغیر را ساختند در احادیث
بسیار کہ ہمہ بہیئت اجتماعیہ متواتر باشد
و آنجا خلافتِ خاصہ منتظمہ منقطع شد
کما نص النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علی ذلك فی احادیث کثیرۃ و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در بسیارے از احادیث ہر سہ
مشائخ را جمع فرمودہ اند چنانکہ در مقصد
اوّل نوشتیم و اگر بچشم تأمل در نگری
ہر جا ذکر خلافتِ خاصہ منتظمہ بالفعل
مذکور شد ذکر ہر سہ بزرگ

دنیا کے بیٹے ہو دنیا کے بادشاہوں سے پیدا ہوئے ہو دنیا کے پستان
سے تمھاری پرورش ہوئی ہے اور دنیا ہی میں تم بڑھے اور تم
دنیا کو اس کے ملنے کی جگہ میں تلاش کرتے تھے مگر جب تم اس کے
مالک بنائے گئے (یعنے خلیفہ ہوئے) تو تم نے دنیا کو وہیں ڈال دیا
جہاں اس کو اللہ نے ڈالا تھا اور اُس کو چھوڑ دیا اور اس سے
بے مروّتی کی اور اُسے مکروہ سمجھا مگر بقدر ضرورت۔ پس اللہ کا
شکر ہے جس نے تمھارے ذریعہ سے ہمارے ظلم دور کئے اور تمھارے
ذریعہ سے ہماری مصیبت دفع کی۔ پس (اے عمر!) تم (اپنی راہ)
چلے جاؤ اِدھر اُدھر نہ دیکھو کیونکہ حق پر کوئی چیز غالب نہیں
ہوتی اور باطل سے کوئی چیز پست نہیں ہوتی۔ میں اس کلام کو
بیان کرنے کے بعد اللہ سے استغفار کرتا ہوں اپنے لئے اور تمام
مؤمنین و مؤمنات کے لئے۔ ابو ایوب کہتے تھے کہ عمر بن عبد العزیز
جب کبھی بات نکلتی تھی تو کہا کرتے تھے کہ مجھ سے ابن اہتم
کہہ چکے کہ تم (اپنی راہ) چلے جاؤ اِدھر اُدھر نہ دیکھو۔

تیسرا تغیر: حضرت ذوالنورین رض کی شہادت ہے اور وہ (مفاسد)
جو اس پر مترتب ہوئے۔ یہ تغیر سب تغیرات سے بڑھا ہوا ہے۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تغیر کو زمانۂ خیر و زمانۂ شر
میں حدِ فاصل قرار دیا ہے اور (اپنے) اشارہ کا مرجع اسی تغیر کو
بنایا ہے بہت سی حدیثوں میں جو بہیأتِ مجموعی متواتر ہیں
اور اس تغیر سے خلافتِ خاصہ منتظمہ ختم ہوگئی جیسا کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں اس کو صاف بیان فرمایا
ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں
میں تینوں خلفاء کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ہم (اسی فصل
کے) مقصدِ اوّل میں بیان کرچکے۔ اور اگر تم غور سے دیکھو تو جہاں
کہیں خلافتِ خاصہ منتظمہ بالفعل کا ذکر ہے وہاں تینوں بزرگوں کا

یک جا آمده و خلافتِ خاصّہ بامداخلت
در امور عظام بحضور آنحضرت و بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جا کہ مذکور ست ذکر
شیخین ست لاغیر و آنجا قرون ثلٰثہ مشہود بالخیر
منقطع شد و قرنِ ثالث مدتِ خلافت ذی النورین
بود کہ قریب بہ دوازدہ سال بودہ است سیرتِ حضرت
ذی النورین نسبت بسیرتِ شیخین مغایرتے
داشت زیراکہ گاہے از عزیمت برخصت تنزل می
نمود و امرائے حضرت ذی النورین نہ بر صفت امرائے
شیخین بودہ اند و انقیاد رعیّت مر او را نہ مثل انقیاد
رعیّت با حضرت صدیق و فاروق بود ہر چند
آں خشونت با از قوت بفعل نیامد و از دل و
زبان بدست و سلاح انتقال نہ کردہ بود الا
عند اتمام ھٰذا القرن وھٰذا لا ینازع فیہ
الا مکابر۔

بداں اسعدك اللہ تعالیٰ اگر در
تاویل حدیثے اشکالے بہم رسید رجوع بحدیث
دیگر کن تا مطمح نظر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درآں
حدیث پیش تو منقح شود کہ حدیث آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مثل قرآن ست یشبہ بعضہ
بعضًا قال اللہ تعالیٰ کتابًا متشابہًا
مثانی و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
غالبًا ہر مضمون را بعباراتِ مختلفہ و اسالیب
متنوعہ بیان فرمودہ اند در حدیث
خیر الناس قرنی ثم

ذکر ایک ساتھ ہے اور جہاں کہیں خلافتِ خاصہ کا ذکر آنحضرت
کے سامنے یا آپ کے پیچھے مہمات میں مداخلت کے ساتھ ہے
وہاں صرف شیخین رض کا ذکر ہے۔ حضرت عثمان رض کی شہادت سے
وہ تینوں قرن جن کی خیریت کی شہادت (احادیث میں) دیگئی
ہے ختم ہوگئے۔ تیسرا قرن حضرت ذوالنورین رض کی خلافت کا
زمانہ تھا جو قریب بارہ سال کے رہا ہے۔ حضرت ذوالنورین رض
کی روش میں بہ نسبت شیخین رض کی روش کے کچھ فرق تھا کیونکہ
حضرت ذوالنورین رض کبھی عزیمت سے رخصت کی طرف اتر آیا
کرتے تھے اور اُن کے حکام بھی شیخین رض کے حکام کے مثل نہ
تھے اور رعیت بھی اُن کی ویسی مطیع نہ تھی جیسی حضرت صدیق
اور حضرت فاروق رض کی مطیع تھی گو ویسی خشونت بھی رعیت
کی طرف سے) ظاہر نہیں ہوئی تھی اور (مخالفت کی کیفیت)
دل و زبان سے ہاتھ اور ہتھیار کی طرف منتقل نہ ہوئی تھی
مگر بعد پورے ہوجانے اس قرن کے۔ ان باتوں میں سوا مکابر
کے کوئی نزاع نہیں کرسکتا۔

(اے عزیز!) اللہ تم کو نیکبخت کرے اس بات کو سمجھ لو کہ
اگر حدیث کا مطلب سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آجائے تو
دوسری حدیث کی طرف رجوع کرو تاکہ جو اصلی مقصد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث میں ہے وہ تم پر واضح
ہوجائے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بھی
مثل قرآن کے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں (جیساکہ) اللہ تعالیٰ
نے (قرآن کی نسبت) فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہے متشابہ اور
مثانی اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مضمون
کو مختلف عبارتوں اور طرح طرح کے اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا
ہے (دیکھو) اس حدیث میں [کہ سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر اسکے بعد

الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم ینشأ قوم
تسبق ایمانهم شهادتهم وشهادتهم ایمانهم
وفی لفظ ثم یفشوا الکذب آنچه از خیریت
قرون اولے وشریت قرون آخره فهمیده
درگوشۂ خاطر خود نگاهدار بعد ازاں حدیث تزول
رحی الاسلام لخمس وثلثین سنة فان یهلکوا
برخوان ومفهوم آں را منقح کن ودر گوشۂ دیگر
بدار ولفظ رحی الاسلام باخیریتے که از حدیث
اول دانستۂ بسنج و لفظ هلاک که عقب آں
واقع شد بلفظ تسبق ایمانهم الخ ولفظ یفشو
الکذب بسنج مضمون یکے را عین مضمون دیگر
خواهی یافت وتاریخ خمس وثلثین ازیں موازنه
درنظر سرسری زیاده می ماند لیکن چوں نیک بنگاهی
عین معنے قرون ثلثه است بتاویلے که ما
آں را بیان نمودیم نزدیک توافق اکثر امور میتواں
قید یکے در مطلق دیگر افزود وبحکم یکے میتواں متشابه
دیگر را مأول ساخت۔

باز ازیں همه بگذر حدیث دیگر بخواں الخلافة
بالمدینة والملک بالشام لفظ
خلافت را که باملک قسیم ساختند ببین
که از میان ایں مقابله چه می زاید پس
بشناس ازیں قرون ثلثه ممدوحه یکے
قرن نبوت است ودو قرن خلافت و
آں همه در مدینه بوده است وبعد آں دو
گاهے در مدینه سلطنت مستقر نشد

وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہوں گے پھر وہ جو اُن کے بعد ہوں گے
اس کے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ اُن کی قسمیں اُن کی
گواہیوں سے آگے اور اُن کی گواہیاں اُن کی قسموں سے آگے چلیں گی
اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد جھوٹ کا رواج ہو جائیگا۔
جو کچھ بہتری اگلے قرنوں کی اور بُرائی اُن کے بعد والے قرنوں
کی تم سمجھے ہو اس کو خیال رکھو اس کے بعد یہ حدیث دیکھو کہ
اسلام کی چکّی پینتیس برس چلے گی اور اس کے مطلب کی
تنقیح کر کے اس کو بھی خیال رکھو۔ اور اسلام کی چکّی کے لفظ
اس بہتری کے ساتھ جو اس پہلی حدیث سے تم کو معلوم ہوئی
وزن کرو اور لفظ ہلاک کو جو دوسری حدیث میں ہے پہلی
حدیث کے اس لفظ سے کہ لوگوں کی قسمیں ان کی گواہیوں سے
آگے چلیں گی اور جھوٹ رائج ہو جائے گا موازنہ کرو تو ایک کا
مضمون بعینہ دوسرے کا مضمون پاؤ گے۔ پینتیس برس کے
لفظ اس موازنہ میں سرسری نظر سے تو زیادہ معلوم ہوتے ہیں
لیکن جب تم خوب غور سے دیکھو گے تو اس کے معنے اور قرون
ثلثہ کے معنے ایک پاؤ گے بلحاظ اس معنے کے جو ہم نے بیان کئے
جب (دو حدیثوں میں) اکثر باتیں مشترک ہوں تو (بقیہ میں)
ایک کی قید دوسرے کی مطلق پر بڑھا دینا چاہیئے اور ایک کے
حکم سے دوسرے کے متشابہ کی تاویل کرنا چاہیئے۔

پھر اس سے آگے بڑھو اور یہ حدیث دیکھو کہ خلافت مدینہ میں
ہوگی اور سلطنت شام میں (اس حدیث میں) خلافت اور سلطنت
کو باہم بدِ مقابل قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو کہ اس مقابلہ سے کیا بات
پیدا ہوتی ہے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ تین قرن جنکی تعریف
کی گئی ہے ایک قرن نبوت ہی اور دو قرن خلافت اور یہ سب
مدینہ میں تھے ان قرنوں کے بعد کبھی مدینہ میں سلطنت نہیں ہی

پس تعین بمدت خمس وثلثین وتعین به بودن
خلافت در مدینه مصداق آں ہر دو یکے ست
ہر دو نشان یک مدعاست و ہر دو متوجہ بیک مرمیٰ
باز ایں را بگذار وحدیث ابی عبیده ومعاذ بن
جبل بخواں ان هٰذا الامر بدا نبوۃً و
رحمۃً ثم یکون خلافۃً ورحمۃً ثم
یکون ملکاً عضوضاً وباحدیث قرونِ ثلثه
وحدیث تزول رحی الاسلام وحدیث الخلافۃ
بالمدینۃ والملک بالشام بسنج شک ندارم
که خلافت ورحمت با معنی خیریت ہم سنگ
است وعضوض با فتنه ہم ترازو۔
باز ایں را بگذار وحدیث کرز بن علقمه را
بخواں که اسلام را شیوعے خواہد بود ثم
یعودون اساود صباء نیک تامل نما
روز افزونی تاکدام وقت بوده است و فتنه
اساود صباء در کدام زمان متحقق شد وایں را
باخیریتِ قرون ورحی الاسلام وخلافت ورحمت
بسنج شک ندارم که ہمه متوازن است۔
باز اساود صباء باحدیث ہرج ویفشوا
الکذب ویهلکوا و ملکاً عضوضاً
بسنج یقین دارم که ہمه بیک نسق
خواہی یافت۔
باز ایں را نیز بگذار وحدیث حذیفه رض
بخواں لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم وتجتلدوا
باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم وتامل کن که

لہٰذا پینتیس ۳۵ برس کی تعیین اور خلافت کی مدینہ میں ہونے کی تعیین
ان دونوں کا مصداق ایک ہے یہ دونوں چیزیں ایک ہی مقصود
کے نشان ہیں اور دونوں کا اشارہ ایک ہی طرف ہے۔
پھر اس سے بھی آگے بڑھو حضرت ابو عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ
کی حدیث دیکھو (جس کا مضمون یہ ہے) کہ یہ کام ابتدا میں نبوت
اور رحمت تھا پھر خلافت اور رحمت ہو جائے گا پھر کاٹنے والی
بادشاہت بن جائے گا۔ اور اس حدیث کو قرونِ ثلثہ کی حدیث
سے اور اسلام کی چکی والی حدیث سے اور خلافت کے مدینہ میں
اور سلطنت کے شام میں ہونے کی حدیث سے موازنہ کرو تو ہم
یقین رکھتے ہیں کہ خلافت اور رحمت خیریت کے ہم معنے نکلے گی۔
اور کاٹنے والی بادشاہت فتنہ کے ہم پلہ ثابت ہوگی۔
پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور کرز بن علقمہ کی حدیث دیکھو
جس میں یہ مضمون ہے کہ اسلام کی اشاعت ایک حد تک ہوگی
اس کے بعد لوگ ڈسنے والے سانپ بن جائیں گے غور کرو کہ
اسلام کو روز افزوں ترقی کس وقت رہی اور ڈسنے والے سانپوں کا
فتنہ کس وقت میں پیدا ہوا اور اس مضمون کو خیر القرون
اور اسلام کی چکی اور خلافت ورحمت کے مضمون سے موازنہ
کرو کچھ شک نہیں کہ سب ایک وزن میں ہیں پھر ڈسنے
والے سانپوں کی حدیث کو فتنہ کی حدیث اور جھوٹ کے
رواج پانے اور کاٹنے والی بادشاہت کی حدیث سے موازنہ کرو
یقیناً سب کا ایک رنگ ہے۔
پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور حضرت حذیفہؓ کی حدیث
دیکھو جس میں یہ مضمون ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ
تم اپنے امام کو قتل کروگے اور باہم شمشیر بازی کروگے اور
تمہاری دنیا کے وارث تمہارے بدترین لوگ ہوں گے اور غور کرو کہ

اشارہ بکدام واقعہ است وزمان آں واقعہ کدام بوُد است الیٰ غیر ذالک من احادیث۔

بالجملہ ذہن خود را مصفےٰ کن از شوب کدورات و بعض احادیث را با بعض منطبق ساز تا مقصد کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر تو روشن شود بعد ازاں اخبار احبار اہل کتاب برخواں و آثار صحابہؓ کرام بیاد آر تا اطمینان حاصل گردد و اگر با وجود استعمال ایں طریق کارے نکشود و معنے منقح نشد از تنقیح معانی سنت خود را معذور باید داشت کہ دریں مبحث بہتر ازیں طریق بدست نخواہد آمد و در ہیچ مسئلہ زیادہ تر ازیں طرق متکاثرہ متوافرہ میسر نخواہد شد حتےٰ در باب صلوٰۃ و زکوٰۃ ہم ۔

اذا لم تستطع امرًا فدعہ
وجاوزہ الیٰ ما تستطیع

بالجملہ اختلاف دریں قرون مانند اختلاف اصناف است درمیانِ نوعِ واحد بیک حساب[1] ہمہ واحد است و بیک حساب مختلف و متعدد لہٰذا در حدیث رحی الاسلام ہمہ را در یک مرتبہ شمردہ اند و در حدیث الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام ہمہ را بیک منزلت نہادہ اند و در حدیث نبوت و رحمت ہمہ را یک وصف اثبات نمودند و در حدیث فتن کہ از مسند حذیفہ است ہمہ را زمانِ استقامت گفتہ اند و در حدیث کُرز بن علقمہ ہمہ را

یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ واقعہ کس زمانہ میں ہوا۔

المختصر اپنے ذہن کو کدورتوں کی آمیزش سے صاف کرو اور بعض حدیثوں کو بعض حدیثوں کو بعض پر منطبق کرو تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مقصد تم پر واضح ہوجائے۔ اس کے بعد علمائے اہلِ کتاب کی خبروں کو دیکھو اور صحابہؓ کرام کے آثار کو یاد کرو تاکہ پورا اطمینان حاصل ہوجائے اور اگر اس طریقہ کے بعد بھی کچھ کام نہ نکلے اور حدیث کے معنے منقح نہ ہوں تو احادیث کے معنے سمجھنے سے اپنے آپ کو معذور سمجھنا چاہیئے کیونکہ اس بحث میں اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ ملے گا اور کسی مسئلہ میں اس سے زیادہ کثرت سے روایتیں نہ ملیں گی حتےٰ کہ نماز اور زکوٰۃ کے مسائل میں بھی۔ (ترجمۂ شعر) جب تم کسی کام کو نہ کرسکو تو اُس کو چھوڑدو ٭ اور وہ کام اختیار کرو جو کرسکتے ہو ٭

حاصل یہ کہ اِن قرونِ ثلٰثہ میں اختلاف ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک نوعؔ[1] کے اصناف میں باہم اختلاف ہوتا ہے کہ ایک اعتبار سے وہ سب اصناف ایک ہیں اور ایک اعتبار سے مختلف ہیں اسی وجہ سے اِسلام کی چکّی والی حدیث میں تینوں خلافتوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے اور خلافت کے مدینہ میں ہونے اور سلطنت کے شام میں ہونے کی حدیث میں تینوں خلافتوں کو ایک مرتبہ میں رکھا ہے اور نبوّت و رحمت اور خلافت و رحمت والی حدیث میں تینوں خلافتوں کے لئے ایک صفت ثابت کی۔ اور حدیثِ فتن میں جو حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے تینوں خلافتوں کو استقامت کا زمانہ کہا ہے اور کُرز بن علقمہ کی حدیث میں سب کو

[1] نوع اور صنف میں فرق یہ ہے کہ باہم انواع میں اختلاف امور ذاتیہ کے سبب سے ہوتا ہے جیسے انسان اور گھوڑا اور اصناف میں اختلاف بسبب امور خارجیہ کے ہوتا ہے جیسے ہندوستانی اور ترکی

درمراتب زیادت و نمو گذاشتہ اند چوں تغیّرِ اعظم بظہور پیوست شکل عالم برگشت و تغایر نوعے بہ نسبت زمان اوّل بظہور انجامید در دامنِ ایں تغیر سہ فتنہ دو ہدنہ واقع شد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شرح وتفصیل آں پنج حادثہ فرمودہ اند بما لامزید علیہ آخرج الشیخان عن حذیفۃ قال کان الناس یسئلون رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الخیر وکنت اسأله عن الشرّ مخافۃ ان یدرکنی قال قلت یا رسول اللہ انّا کنّا فی جاھلیّۃٍ وشرّ فجاء اللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شرّ قال نعم قلت فھل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخنٌ قلت وما دخنہ قال یستنّون بغیر سنّتی ویھدون بغیر ھدیی تعرف منھم وتنکر قلت فھل بعد ذلک الخیر من شرّ قال نعم دعاۃٌ علیٰ ابواب جھنّم من اجابھم الیھا قذفوہ فیھا قلت یا رسول اللہ صفھم لنا قال من جلدتنا ویتکلّمون بالسنتنا قلت فما تأمرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین

ترقی اسلام کا زمانہ بتایا ہے جب یہ قرون ثلاثہ گزر گئے اور سب سے بڑا تغیر ظاہر ہوا تو عالم کی شکل بدل گئی اور بہ نسبت پہلے زمانہ کے تغیر نوعی ظاہر ہوا اس تغیر کے تحت میں تین فتنے اور دو ہدنہ[1] واقع ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پانچوں حادثوں کی تفصیل اس شرح وبسط سے فرمائی ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں شیخین رح نے حضرت حذیفہ رض سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خیر کو پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کو پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھ پر نہ آجائے چنانچہ (ایک روز) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت میں اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ اس خیر (یعنے اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا۔ حضرت ؐ نے فرمایا ہاں۔ مَیں نے عرض کیا کہ کیا پھر اس شر کے بعد خیر ہوگا۔ حضرت ؐ نے فرمایا ہاں مگر اُس میں تاریکی ہوگی میں نے عرض کیا کہ تاریکی اُس کی کیا ہوگی۔ حضرت ؐ نے فرمایا کہ لوگ میری سنّت کو چھوڑ کر دوسروں کی سنّت پر عمل کریں گے اور میری روش چھوڑ کر دوسروں کی روش پر چلیں گے تم لوگ ان کی کچھ باتیں پسند کروگے کچھ ناپسند۔ میں نے عرض کیا کہ کیا پھر اُس خیر کے بعد شر ہوگا۔ آپ ؐ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوئے لوگوں کو بلائیں گے جو ان کا کہنا مان لے گا اس کو وہ جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اُن لوگوں کی پہچان ہم سے بیان کیجیے۔ حضرت ؐ نے فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ زمانہ مجھ پر آجائے۔ فرمایا کہ تم مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام کے ساتھ ہو جانا

[1] ہُدنہ صلح کو کہتے ہیں۔ بضم ہا۔

وامامهم قلتُ فان لم تكن لهم جماعة
ولا امام قال فاعتزل تلك الفِرَق
كلها ولو ان تعضّ باصل شجرة حتى
يدركك الموتُ و انتَ على ذٰلك
وفى رواية قلتُ يارسول الله انّا كنّا
فى جاهلية وشرّ فجاءنا الله بهذا الخير
فهل بعد هٰذا الخير من شرّ قال
نعم قلتُ وهل بعد ذٰلك الشر من
خير قال نعم وفيه دَخَن قال قلتُ
وما دَخَنُه قال قوم يهدون بغير
هَدْيي تعرف منهم وتنكر فقلت
فهل بعد ذٰلك الخير من شر قال
نعم دعاة على ابواب جهنّم من
اجابهم اليها قذفوه فيها قلتُ
يارسولَ الله صِفهم لنا مَنْ هُمْ
قال هُم من جلدتنا ويتكلّمون
بالسنتنا قلتُ فما تأمرني ان
ادركني ذٰلك قال تلزم جماعة
المسلمين وامامهم قلتُ فان لم تكن
لهم جماعةٌ ولا امامٌ قال فاعتزل تلك
الفِرَق كلها ولو ان تعضّ باصل شجرة حتى
يدركك الموت وانت على ذٰلك وفى رواية
قلتُ فما العصمة يارسول الله قال السّيف
قلتُ وهل بعد السّيف بقية قال
نعم يكون امارةٌ على اقذاءٍ

مَیں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور کوئی امام (اُس
وقت) نہ ہو فرمایا تو تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور
اگر تم کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑ کر بیٹھ جاؤ اور اسی حال میں
تم کو موت آجائے (تو یہ سب سے بہتر ہوگا)۔ اور ایک روایت میں ہے
کہ (حضرت حذیفہؓ نے کہا) مَیں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم لوگ
جاہلیت اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ نے اس خیر کو ہم میں
لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے
عرض کیا کہ کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگا۔ فرمایا ہاں مگر اس
میں تاریکی ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ تاریکی کیسی۔ فرمایا لوگ
میری روش چھوڑ کر دوسروں کی روش پر چلیں گے تم لوگ
ان کی کچھ باتیں پسند کروگے کچھ ناپسند۔ میں نے پوچھا کہ پھر اس
خیر کے بعد شر ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے
ہوئے لوگوں کو بُلائیں گے جو ان کا کہنا مان لے گا اس کو جہنم میں
ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ان کی کچھ پہچان ہم
سے بیان کیجئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا وہ لوگ ہماری ہی
قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض
کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ زمانہ مجھے ملے۔ آپ نے فرمایا
تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے
عرض کیا کہ اگر (اس وقت) مسلمانوں کی کوئی جماعت اور امام نہ ہو
تو تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہوجانا۔ اور اگر تم کسی درخت کی
جڑ دانتوں سے پکڑ لو یہاں تک کہ اسی حال میں تم کو موت آجائے
(تو یہ سب سے بہتر ہے)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ
کہتے تھے) میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس فتنہ میں بچاؤ
کی صورت کیا ہے۔ فرمایا کہ تلوار۔ میں نے پوچھا کہ تلوار کے بعد بھی
کچھ فتنہ باقی رہے گا۔ فرمایا سلطنت ہوگی آشوب چشم کے ساتھ

وھُدْنَۃٌ علٰی دخن قال قلتُ ثم ماذا قال ثم یخرج الدجال بعد ذٰلك معہ نھرٌ ونارٌ فمن وقع فی نارہٖ وجب اَجرُہٗ وحُطَّ وِزرُہٗ ومن وقع فی نھرہٖ وجب وزرہٗ وحط اجرہٗ قال البغوی قولہ فما العِصمۃ قال السّیف کان قتادۃ یضعہ علٰی اھل الردۃ التی کانت فی زمن الصدیق رضی اللّٰہ عنہ وقولہ ھُدنۃ علٰی دخن معناہ صُلح علٰی بقایا من الضغن وذٰلك ان الدخان اَثر من النار قال ابوعبید اصل الدّخن ان یکونَ فی لون الدابۃ او الثوب اوغیر ذٰلك کدورۃ الٰی سوادٍ وفی بعض الرواياتِ قلتُ یارسول اللّٰہ الھدنۃ علی الدخن ماھی قال لا یرجع قلوبُ بنی اٰدم عن الذی کانت علیہ ویروی وجماعۃ علٰی اَقذاءٍ یقول یکون اجتماعھم علٰی فسادٍ من القلوبِ شبّھہٗ باَقذاءِ العین۔

اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا، آپؐ نے فرمایا پھر اس کے بعد دجّال نکلے گا اس کے ساتھ ایک نہر ہوگی اور آگ ہوگی جو شخص اُس کی آگ میں پڑے گا اُس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور اُس کے سب گناہ معاف ہوجائیں گے اور جو شخص اس کی نہر پر گرے گا اس کے گناہ ثابت ہوجائیں گے اور اس کا ثواب ضائع ہوجائے گا۔ بغوی نے کہا ہے کہ وہ فتنہ جس کا بچاؤ تلوار سے ہوگا قتادہ رضؓ کہتے تھے کہ وہ اہلِ ردّت کا فتنہ ہے جو ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا اور صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ صلح کے بعد بھی کینے باقی رہ جائیں گے جس طرح آگ سے دھواں پیدا ہوتا ہے۔ اور ابوعبید نے کہا ہے کہ دخن (جس کا ترجمہ تیرگی) کیا گیا اصل میں اُس کو کہتے ہیں کہ کسی جانور یا کپڑے وغیرہ کے رنگ میں کچھ میلاپن مائل بسیاہی ہو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ کہتے تھے) میں نے پوچھا یارسول اللہ! صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی، اس کا کیا مطلب؟ آپؐ نے فرمایا کہ بنی آدم کے قلوب جس حالت پر ہوں گے اُس سے نہ ہٹیں گے۔ اور ایک روایت میں (بجائے سلطنت کے) جماعت آشوبِ چشم کے ساتھ ہوگی (مروی) ہے مطلب یہ ہوا کہ لوگوں کا اجتماع فسادِ قلب کے ساتھ ہوگا۔ حضرتؐ نے اس فسادِ قلب کو آشوبِ چشم سے تشبیہ دی ہے۔

فتنۂ اُولیٰ مشتمل بر سہ حادثۂ عظیمہ مبدأ این فتنہ خلافت حضرت مرتضیٰ ست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخست از خلافتِ حضرت مرتضیٰ خبر دادند کہ منتظم نشود وازاں متألم شدند فی الخصائص اخرج الطبرانی وابونعیم عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لِعَلیٍّ

فتنۂ اوّل جو تین بڑے بڑے حادثوں پر شامل ہے۔ اس فتنہ کی ابتداء حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے خبر دی کہ وہ منتظم نہ ہوگی اور آپؐ اس سے رنجیدہ ہوئے۔ خصائص میں ہے کہ طبرانی اور ابونعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ

انك مؤمر مستخلف وانك مقتول وان هذه مخضوبة من هذه يعني لحيته من رأسه واخرج الحاكم عن علي رضي الله عنه قال ان مما عهد الى النبي صلى الله عليه وسلم ان الامة ستغدر بي بعده واخرج الحاكم عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لعلي اما انك ستلقى بعدي جهدًا قال في سلامة من ديني قال في سلامة من دينك واخرج احمد عن اياس بن عمرو الاسلمي عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه سيكون اختلاف او امر فان استطعت ان تكون السلم فافعل۔

حادثۂ اُولیٰ حرب جمل وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں را در خبر واحد غریب بیان فرمودند اخرج ابو يعلى عن قيس بن ابي حازم قال مرت عائشة بماء لبني عامر يقال له الحوأب فنبحت عليه الكلاب فقالت ما هذا قالوا ماء لبني عامر فقالت ردوني ردوني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كيف باحداكن اذا نبحت عليها كلاب الحوأب واخرج الحاكم من حديث يحيى بن سعيد عن الوليد بن عياش عن ابراهيم عن علقمة قال ابن مسعود رضي الله عنه

تم خلیفہ بنائے جاؤگے اور تم مقتول ہوگے اور تمھاری یہ داڑھی تمھارے سر کے خون سے رنگین ہوگی۔ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ اُمت میرے بعد تجھ سے نفرت کرے گی۔ اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے نبی صلعم نے حضرت علی رضہ سے فرمایا کہ، آگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہوگے حضرت علی نے پوچھا کہ میرے دین کی سلامتی رہے گی حضرت نے فرمایا ہاں تمھارے دین کی سلامتی رہے گی۔ اور امام احمدؒ نے ایاس بن عمرو اسلمی سے انھوں نے حضرت علی رضہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا عنقریب اختلافِ احکام پیدا ہوگا اگر تم بچ سکو تو بچنا۔

حادثۂ اوّل جنگِ جمل[1] ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ کی خبر دی ہے جس کی روایت خبر واحد غریب ہے۔ ابو یعلےٰ نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عائشہ رضہ کا گزر بنی عامر کے ایک چشمہ پر ہوا جس کا نام حَوْءَب تھا اور وہاں کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ حضرت عائشہ رضہ نے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا بنی عامر کا ایک چشمہ ہے (یہ سُنتے ہی) حضرت عائشہ رضہ نے کہا مجھے واپس لے چلو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ (ہم لوگوں سے) فرماتے تھے کہ کیا حال ہوگا تم میں سے کسی ایک کا جب اُس پر حَوْءَب کے کُتے بھونکیں گے۔ اور حاکم نے بروایت یحییٰ بن سعید ولید بن عیاش سے اُنھوں نے ابراہیم (نخعی) سے اُنھوں نے علقمہ سے اُنھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

[1] یہ اُس لڑائی کا نام ہے جو حضرت علی مرتضےٰ اور ام المومنین حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم میں باہم بمقام شہر بصرہ واقع ہوئی تھی۔ چونکہ حضرت عائشہ رضہ اس لڑائی میں اونٹ پر سوار ہوکر عماری کے اندر میدانِ جنگ میں آئی تھیں اس وجہ سے اس لڑائی کو جنگِ جمل کہتے ہیں۔ جمل کے معنے اُونٹ کے ہیں۔ یہ واقعہ جمادی الآخرہ سنہ ۳۶ ہجری میں واقع ہوا تھا یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں میں باہم ہوئی دونوں طرف اکابر صحابہ تھے وہی فتنہ انگیز باغی جنھوں نے حضرت عثمان رضہ کو شہید کیا تھا اس جنگ کے برپا کرنیوالے تھے۔ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اسی جنگ میں شہید ہوئے اور طرفین سے تیرہ ہزار مسلمان مقتول ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون (تاریخ الخلفاء)۔

قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحذرکم سبع فتن تکون بعدی فتنۃ تقبل من المدینۃ وفتنۃ بمکۃ وفتنۃ تقبل من الیمن وفتنۃ تقبل من الشام وفتنۃ تقبل من المشرق وفتنۃ تقبل من المغرب وفتنۃ من بطن الشام وھی السفیانی قال فقال ابن مسعود منکم من یدرک اولھا ومن ھذہ الامۃ من یدرک آخرھا قال الولید بن عیاش فکانت فتنۃ المدینۃ من قبل طلحۃ والزبیر وفتنۃ الشام من قبل بنی امیۃ وفتنۃ المشرق من قبل ھؤلاء۔

حادثۂ ثانیہ حرب صفین[1] و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازاں خبر دادند در خبر صحیح آخرجہ الشیخان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینھما مقتلۃ عظیمۃ دعوٰھما واحدۃ ایں کلمہ اشارت است بآنکہ اہلِ شام مصحف برداشتند کہ درمیانِ ما و شما ایں قرآن است و حضرت مرتضٰے فرمود کہ ایں قرآن قرآنِ صامت است و من قرآنِ ناطقم و اخرج البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ و آں منتہی شد بتحکیم و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں قصہ را بلفظے بیان فرمودند کہ مشعر باشد بآنکہ

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا اور ایک مکہ سے اور ایک یمن سے اور ایک شام سے اور ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک وسط شام سے جس کا نام سفیانی ہوگا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس حدیث کو بیان کرکے کہا کہ تم میں سے بعض لوگ ابتدائی فتنوں کا زمانہ پائیں گے اور اس امت میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جو آخری فتنہ کا زمانہ پائیں گے ولید بن عیاش بیان کرتے تھے کہ فتنہ مدینہ کا تو طلحہ و زبیر کے سبب سے ہوا اور فتنہ شام کا بنی امیہ کے سبب سے اور فتنہ مشرق کا اُن لوگوں (یعنے اہلِ عراق) کے سبب سے ہوا۔

حادثہ دوم جنگِ صفین[1]۔ اس کی خبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی جس کی روایت صحیح ہے۔ شیخینؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ باہم قتال کریں گے۔ ان میں سخت جنگ ہوگی دونوں کا دعوٰی ایک ہوگا۔ یہ کلمہ اشارہ ہے اس طرف کہ اہلِ شام نے مصحف اُٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں یہی حکم ہے۔ اور حضرت مرتضٰےؓ نے فرمایا کہ یہ قرآن ساکت ہے اور میں قرآنِ ناطق ہوں۔ اور بخاری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ یہ جنگ تحکیم پر ختم ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو ایسے الفاظ میں بیان فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

[1] یہ اُس لڑائی کا نام ہے جو حضرت علی اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہوئی۔ صفین اس مقام کا نام ہے جہاں یہ لڑائی واقع ہوئی صفر ۳۷ہجری میں یہ واقعہ واقع ہوا اور اس نے بہت طول پکڑا۔ تحکیم حَکَم بنانے کو کہتے ہیں حضرت علیؓ نے حضرت ابوموسٰی اشعریؓ کو اور حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو حَکَم بنایا تھا کہ دونوں مل کر جو فیصلہ کریں وہ فریقین کو منظور ہے۔ چنانچہ دونوں حَکَم شعبان ۳۸ھ میں فیصلہ کے لئے جمع ہوئے۔ اسی تحکیم پر اس لڑائی کا خاتمہ ہوا۔

مبدأ مفاسد شتی گردد و مرضی شارع نبود۔

حادثۂ ثالثہ حرب نہروان و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آں را در خبر متواتر بیان فرمودند وارشاد نمودند کہ در حین فرقت مسلمین بظہور خواہد آمد و متولی قتل آں فریق اَولیٰ بالحق باشد و آں یکے از حسنات عظیمۂ آں جماعۃ خواہد بود بعد ازیں سہ حادثہ واقعۂ حضرت مرتضٰے بظہور آمد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیانِ آں در حدیث مستفیض فرمودند و قاتل حضرت مرتضٰے را اشقی الآخرین نکوہیدند اخرج الحاکم فی حدیث طویل عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال کنتُ انا و علی رفیقین فی غزوۃ ذی العسیرۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا احدثکما رجلین قلنا بلٰی یا رسول اللہ قال اُحیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی ھٰذہ یعنی قرنہ حتٰی تبتل من الدم لحیتہ۔

وہدنۂ اُولیٰ مبتدأ آں صلح حضرت امام حسنؓ بود با معاویہ بن ابی سفیانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں را در حدیث صحیح بیان فرمودند اخرج البخاری عن الحسن قال لقد سمعتُ ابا بکرۃ

یہ جنگ طرح طرح کے فسادوں کی بنیاد ہوگی اور شارع کو پسندیدہ نہیں ہے۔

حادثۂ سوم جنگِ نہروان[1] ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے متواتر حدیث میں بیان فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مسلمانوں کے افتراق کے وقت یہ جنگ ہوگی اور خوارج کو وہ فریق قتل کریگا جو اَولٰی بالحق ہوگا اور یہ جنگ اس جماعت کے حسنات عظیمہ سے ہوگی۔ ان تینوں حادثوں کے بعد حضرت مرتضٰے کی شہادت کا واقعہ پیش آیا جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث مستفیض میں بیان فرمایا ہے اور حضرت مرتضٰے کے قاتل کو اشقی الآخرین کی مذمت سے یاد کیا ہے۔ حاکم نے ایک طویل حدیث میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اور علیؓ غزوۂ ذوالعسیرہ میں ساتھ ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم سے بیان کروں کہ تمام دنیا میں سب سے زیادہ بدبخت کون دو آدمی تھے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (بیان فرمائیے) آپؐ نے فرمایا۔ قبیلۂ ثمود کا وہ شخص جس نے ناقہ (صالح علیہ السلام) کے پیر کاٹے تھے اور وہ شخص اے علیؓ! جو تمہارے سر میں مارےگا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے تر ہو جائیگی۔

ہدنۂ اوّل۔ ابتداء اس کی وہ صلح تھی جو حضرت امام حسنؓ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان سے کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو حدیث صحیح میں بیان فرمایا ہے۔ بخاری نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابوبکرہ

[1] جنگِ نہروان اس لڑائی کا نام ہے جو حضرت علی مرتضٰے اور خوارج کے درمیان ہوئی۔ نہروان اُس مقام کا نام ہے جہاں لڑائی ہوئی تھی یہ لڑائی ۳۸ھ ہجری میں ہوئی مختصر کیفیت اس لڑائی کی یہ ہے کہ جب حضرت علی مرتضٰے نے اپنا حکم حضرت ابو موسٰی اشعریؓ کو بنایا اور فیصلہ ناموافق ہونے پر اس کو رد فرما دیا تو ایک جماعت اُن کے ساتھ والوں کی جو اپنے آپکو شیعہ کہتے تھے آپ سے برگشتہ ہوگئی اور آپ کے ساتھ سے علیحدہ ہوگئے انہی لوگوں کو خوارج کہتے ہیں یہ خوارج مقامِ نہروان میں چلے گئے اور وہاں رہزنی شروع کی بالآخر حضرت علی مرتضٰے نے اُن پر لشکر کشی کی اور ان کا قلع قمع کر دیا۔ حضرت علی مرتضٰے کی لڑائیوں میں یہ لڑائی بغیر کسی قسم کے شبہ کے مرضی مطلوب شارع تھی۔

رضی اللہ عنہ قال بینا النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال ابنی ھٰذا سیّد ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین. بعدازاں از حقیقتِ این ہدنہ خبر دادند کہ اجماعہا علی اقذاء وھدنۃ علیٰ دخن. باز استقلال معاویۃ بن ابی سفیان بپادشاہی بیان فرمودند اخرج ابن ابی شیبۃ عن معاویۃ قال مازلتُ اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا معٰویۃ ان ملکتَ فاحسن.

فتنۂ ثانیہ مشتمل بر حوادث چند یکے[1] شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فی المشکوٰۃ معزوًا الی البیہقی عن امّ الفضل بنت الحارث انہا دخلت علی رسول اللہ

رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک روز نبی صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت رصلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح[1] کرادے گا۔ اس کے بعد آپؐ نے اس ہدنہ کی حقیقت بیان فرمائی کہ سلطنت ہوگی آشوبِ چشم کے ساتھ اور صلح ہوگی کدورت کے ساتھ۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی کا مستقل ہوجانا بیان فرمایا (چنانچہ ابن ابی شیبہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے خلافت کی تمنّا اس وقت سے پیدا ہوئی جب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے معاویہ اگر تم بادشاہ ہوجاؤ تو رعیت کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا۔

فتنۂ دوم۔ یہ فتنہ بھی چند حوادث پر شامل ہے۔ اوّل شہادت حضرت امام حسین[2] رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ میں بحوالہ بیہقی امّ فضل بنتِ حارث منقول ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں

---

[1] حضرت علی مرتضےٰ کی شہادت کے بعد خلافت کی باگ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی چھ ماہ اور چند روز فرائض خلافت کو انجام دیتے رہے اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر سلسلۂ جنگ کو چھیڑنا چاہا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ ملک کے لئے مسلمانوں کے خون بہائے جائیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صلح کا پیغام دیا۔ وہ بھی راضی ہوگئے اور چند شرائطیہ صلح طے ہوگئی۔ یہ صلح ربیع الاوّل ۴۱ھ میں ہوئی اس صلح کے بعد تمام عرب و عجم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آگیا اور ان کا شمار خلفاء میں کیا گیا اور اہلِ عراق اور اہلِ شام میں جو اختلاف تھا رفع ہوگیا۔ اس سال کا نام عام الجماعت رکھا گیا۔ صلح کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ منورہ چلے آئے۔ یہاں محترم محشی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی لیکن تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے چھیڑ چھاڑ میں پہل نہ کی بلکہ بقول مصری ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین "قد مکث الحسن بعد البیعۃ شہرین او قریبًا من الشہرین لا یذکر الحرب ولا یظہر استعدادًا لہا، حتی الح علیہ قیس بن سعد وعبید اللہ بن عباس، وکتب الیہ عبد اللہ بن عباس من مکۃ یحرضہ علی الحرب ویلح علیہ فی ان ینہض فیما کان ینہض فیہ ابوہ۔ فنہض للحرب وقدم بین یدیہ اثنی عشر الفًا من الجند.... فمضی الجند وخرج الحسن فی اثرہم فی علا فخم من اہل العراق، وکان تخرج بنفسہ لہم الحرب ویدبر امر الصلح فیما بینہ وبین خاصتہ (علی وبنوہ۔ طبع مصر صفحہ ۱۹۵) یہاں طٰہٰ حسین نے اپنے مخصوص بغض کی بنا پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو لڑائی کے لئے ابھارنے والوں میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل کرلیا ہے اور اسی طرح اپنی پوری تالیف میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو موقع بموقع نشانۂ طعن بنایا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام فتنہ و فساد کے بانی سبائی ذہنیت والے لشکری اور ان کے سرغنے ہی تھے۔ جو اسلام کی بیخ کنی کے لئے اہلِ عراق کو اہلِ شام پر ابھارا کرتے تھے تاکہ اس امّتِ مسلمہ کو امن و چین اور اتحاد نصیب نہ ہو۔ مصحح۔

[2] یہ ایک مشہور واقعہ ہے محرم ۶۱ ہجری میں واقع ہوا جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ۷۲ مردِ خاندانِ نبوّت کے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ ذہبیؒ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کے خلاصہ میں نقل کیا ہے "وان یزید فلم یأمر بقتل الحسین باتفاق اھل النقل، ولکن کتب الی ابن زیاد ان یمنعہ عن ولایۃ العراق، والحسین رضی اللہ عنہ کان یظن ان اھل العراق ینصرونہ ویوفون لہ بما کتبوا الیہ، فارسل الیہم ابن عمہ مسلم بن عقیل، فلما قتلوا مسلمًا وغدروا بہ وبایعوا ابن زیاد اراد (الحسین) الرجوع فادرکتہ السریۃ الظالمۃ، فطلب ان یذہب الی یزید، (باقی صفحہ ۵۹۷ پر)

فقال یارسول اللہ انی رأیتُ حلمًا منکرًا اللیلۃ قال وماھو قالت انہ شدید قال وما ھو قالت رأیتُ کانّ قطعۃً من جسدك قطعت ووضعت فی حِجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیتِ خیرًا تلدُ فاطمۃ ان شاء اللہ غلامًا یکون فی حجرك فولدت فاطمۃُ الحسینَ فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخلت یومًا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجرہ ثم کانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھریقان الدموع قالت فقلتُ یا نبی اللہ بابی انت و اُمّی مالك قال اتانی جبرئیل فاخبرنی انّ اُمّتی ستقتل ابنی فقلتُ ھذا قال نعم واتانی بتربۃ من تربتہ حمراء

دوم واقعہ حرّہ[1] اخرج ابوداؤد عن ابی ذر قال کنت ردیفًا خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا علی حمار فلما جاوزنا بیوت المدینۃ

اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے آج شب کو ایک بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا وہ کیا۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ بہت ہی سخت خواب ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا آخر کیا۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ دیکھا کہ ایک ٹکڑا آپؐ کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خواب تو تم نے اچھا دیکھا انشاء اللہ فاطمہؓ کے ایک بچہ ہوگا وہ تمھاری گود میں رہے گا۔ چنانچہ (اُمّ فضل کہتی تھیں کہ) فاطمہؓ سے حسینؓ پیدا ہوئے اور اُنھوں نے میری گود میں پرورش پائی جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر میں ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں گئی اور میں نے حسینؓ کو آپؐ کی گود میں بٹھلا دیا۔ اس کے بعد میں دوسری طرف دیکھنے لگی پھر جو دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ میری امّت میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔ میں نے پوچھا کہ اس کو۔ فرمایا ہاں۔ اور وہ میرے پاس اس کی تُربت کی سُرخ مٹی بھی لے آئے۔ دوسرا واقعہ حرّہ[1]۔ ابوداؤد نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپؐ کے پیچھے گدھے پر بیٹھا ہوا تھا جب ہم مدینہ کی آبادی سے باہر نکل گئے

---

[1] یہ واقعہ خاص مدینہ منورہ میں ہوا نہایت عظیم الشان واقعہ ہے صورت اس واقعہ کی یہ ہوئی کہ ۶۳ ہجری میں یزید کو یہ خبر ملی کہ اہل مدینہ نے خروج و بغاوت کا ارادہ کیا ہے تو اُس نے ایک بہت بڑا لشکر مدینہ منورہ بھیجا۔ صحابۂ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت اس واقعہ میں ظلماً مقتول ہوئی اور مدینہ لوٹا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یزید کی لشکر کشی کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے "واما فعلہ باھل الحرۃ، فانھم لما خلعوہ، واخرجوا نوابہ، وحاصروا عشیرتہ، ارسل الیھم مرۃ بعد مرۃ۔ یطلب الطاعۃ، فامتنعوا وصمموا، فجھز الیھم مسلم بن عقبۃ المری، وأمرہ ان ینذرھم ویھددھم، فان ابوا قاتلھم (المنتقی من منہاج الاعتدال ص۲۹۲ ربقیہ حاشیہ ص۵۹۹) او یذھب الی الثغر، او یرجع الی بلدہ، فلم یمکنوہ من ذلك حتی یستأسر لھم، ولکن ھو رضی اللہ عنہ ابی ان یسلم نفسہ وان ینزل علی حکم عبید اللہ بن زیاد وقاتل حتی قتل شھیدًا مظلومًا رضی اللہ عنہ۔ ولما بلغ ذلك یزید اظھر التوجع، وظھر البکاء فی دارہ، ولم یسب لھم حریمًا اصلًا، بل جھزھم و اعطاھم وبعثھم الی وطنھم۔۔۔ (المنتقی من منہاج الاعتدال ص۲۶۷)۔

قال كيف بك يا اباذر اذا كان
بالمدينة جوع تقوم عن فراشك و
لا تبلغ مسجدك حتى يجهدك الجوع
قال قلت الله و رسوله اعلم قال
تعفف يا اباذر كيف بك يا اباذر
اذا كان بالمدينة موت تبلغ البيت
العبد حتى انه يباع القبر بالعبد قال
قلت الله و رسوله اعلم قال تصبر
يا اباذر قال كيف بك يا اباذر
اذا كان بالمدينة قتل تغمر الدماء احجار
الزيت قال قلت الله و رسوله اعلم قال تأتي
من انت منه قال قلت والبس السلاح قال
شاركت القوم اذاً قلت فكيف اصنع
يا رسول الله قال ان خشيت ان
يبهرك شعاع السيف فالق ناحية
ثوبك على وجهك ليبوء باثمك
واثمه سوم استحلال مکہ بسبب

توحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ
میں بھوک کا غلبہ ہوگا اور تم اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک نہ
پہنچ پاؤ گے کہ بھوک سے بیتاب ہوجاؤ گے وہ کہتے تھے میں نے
عرض کیا کہ اللہ و رسولؐ کو خوب علم ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے
ابوذرؓ! (سوال سے) بچنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! تمہارا
کیا حال ہوگا جب مدینہ میں موت (کی یہ کثرت) ہوگی کہ ایک
قبر کی قیمت ایک غلام کے برابر ہوجائے گی۔ میں نے عرض
کیا کہ اللہ اور رسولؐ کو خوب علم ہے۔ فرمایا اے ابوذرؓ! صبر
کرنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تمہارا کیا حال ہوگا جب
مدینہ میں قتل (عام) ہوگا ایسا کہ احجارِ زیت[1] خون میں ڈوب
جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اللہ و رسولؐ کو خوب علم ہے۔ آپؐ نے
فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا ہتھیار ہاتھ
میں لوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر ایسا کروگے تو تم بھی ان کے شریک
سمجھے جاؤ گے۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ پھر کیا کروں فرمایا کہ
اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تمہاری آنکھوں کو
خیرہ کردے گی تو تم اپنے کپڑے کا دامن اپنے چہرہ پر ڈال لو تاکہ وہ شخص
تمہارا گناہ اور اپنا گناہ اپنے سر لے لے۔ تیسرا استحلالِ مکہ[2] بسبب

[1] مدینہ منورہ کے ایک مقام میں چند چکنے چکنے پتھر تھے اُنہی کو احجارِ زیت کہتے ہیں۔ [2] یعنی مکہ کی بےحرمتی ہوئی حضرت ابن زبیرؓ کے خروج کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب یزید نے اہلِ مدینہ سے اپنے لئے بیعت چاہی تو چند صحابہ کرام نے انکار کیا منجملہ اُن کے حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ بھی تھے اور یہ دونوں مدینہ سے مکہ چلے آئے مگر سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ شیعیانِ کوفہ کے فریب میں آکر کربلا تشریف لے گئے اور رتبہ شہادت پر فائز ہوئے مگر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مکہ ہی میں رہے اور خود اپنے لئے خلافت کے مدعی ہوئے صفر ۶۴ھ ہجری میں یزید کا لشکر حضرت عبداللہؓ ابن زبیر سے لڑنے کے لئے آیا اور خاص حرم میں جنگ واقع ہوئی یزیدیوں نے آگ کے شعلے اس قدر بلند کئے کہ کعبہ مکرمہ کے پردے اُن کی آگ سے جل گئے اور حضرت اسماعیلؑ کے فدیہ میں جو مینڈھا جنت سے آیا تھا اس کے سینگ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے وہ سینگ بھی جل گئے[3] اسی اثناء میں یزید کے مرنے کی خبر آگئی اور یزیدی لشکر واپس ہوا حضرت ابن زبیرؓ کی خلافت قائم ہوگئی خصوصاً معاویہ بن یزید کے مرنے کے بعد پھر عبدالملک بن مروان نے ۷۳ھ ہجری میں حجاج کو لشکر دیکر حضرت ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے بھیجا اور حضرت ابن زبیرؓ مقتول ہوئے اور اُن کی نعش مبارک ٹانگی گئی۔ اس کے بعد حجاج نے بہت بڑے بڑے مظالم کئے۔

[3] "واما الكعبة فلم تقصد باهانة. وانما قصدوا ابن الزبير، ولم يهدم يزيد الكعبة ولا احرقها باتفاق المسلمين. ولكن طارت الى الاستار شرارة من نار من امرأة فاحترقت الكعبة فهدمها ابن الزبير واعادها" (الذهبی، المنتقی من منہاج الاعتدال ص۲۹۵)۔

خروج عبداللہ ابن الزبیر و آں را نیز خبر دادند چہارم
خروج ابراہیم بن اشتر برائے جنگ عبید اللہ ابن زیاد
پنجم تسلط مختار در کوفہ ازاں حال نیز خبر دادند کہ
فی ثقیف کذّاب و مُبیر اخرج الترمذی عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی ثقیف کذاب و مبیر قال عبد اللہ بن عصمۃ
یقال الکذاب ہو المختار بن ابی عبید والمبیر
ہو الحجاج بن یوسف وروی مسلم فی
الصحیح حین قتل الحجاجُ عبد اللہ بن الزبیر
قالت اسماء انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حدثنا ان فی ثقیف کذابا ومبیرا
ششم قتال مصعب با مختار ہفتم قتال ضحاک
بن قیس با مروان ہشتم قتال عبد الملک با مصعب
نہم ظہور حجاج و ظلم او و آنحضرت صلی اللہ علیہ
آں را بیان فرمودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ازیں مقاتلات خبر دادند بدُعاۃٍ علیٰ
ابواب جہنم۔

مُدّۃ ثانیہ آنکہ بعد اللتیا والتی امر سلطنت بر
عبد الملک مستقر شد و ہمہ اہل اسلام تحت حکم او درآمدند
و اولاد و احفاد او نیز در عالم بہمیں نسق فرمانروائی
کردند و در حدیث شریف بیان حکومت این
فریق آمدہ است اخرج البخاری من حدیث
ابی ہریرۃ ہلکۃ امتی علیٰ ایدی غلمۃ من قریش
و اخرج الحاکم عن ابی ذر سمع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول اذا بلغت بنو امیۃ

خروج عبداللہ بن زبیرؓ کے۔ اس کی خبر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے دی ہے۔ چوتھا ابراہیم بن اشتر کا عبید اللہ بن زیاد سے جنگ
کرنے کے لئے خروج کرنا۔ پانچواں مختار کا کوفہ میں مُسلّط ہونا۔
اس کی خبر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ ثقیف
میں ایک کذّاب اور ایک مہلک ہوگا۔ ترمذی نے حضرت عمرؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
(قبیلہ) ثقیف میں ایک کذّاب ہے اور ایک مہلک۔ عبداللہ
بن عصمہ نے بیان کیا ہے کہ کذّاب مختار بن ابی عبید تھا اور
مُہلک حجاج بن یوسف تھا۔ اور مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کی
ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کیا تو (اُن کی والدہ)
حضرت اسماءؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم
سے بیان کیا تھا کہ ثقیف میں ایک کذّاب اور ایک مہلک ہوگا۔
چھٹا مصعب کا مختار سے لڑنا۔ ساتواں ضحاک بن قیس کا مروان
سے لڑنا۔ آٹھواں۔ عبدالملک کا مصعب (بن زبیرؓ) سے لڑنا۔
نواں حجاج کا اور اس کے ظلم کا ظاہر ہونا۔ اس کو بھی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور ان لڑائیوں کی بابت آپ نے
فرمایا کہ کچھ لوگ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہوتے لوگوں کو بلائیں گے۔

مدّۃ دوم۔ بعد ان تمام باتوں کے انتظامِ سلطنت عبدالملک
پر قائم ہوگیا اور تمام اہلِ اسلام اس کے حکم کے نیچے آگئے
اور اس کی اولاد و احفاد نے بھی دنیا میں اسی طرح فرمان روائی کی۔
حدیث شریف میں اس فریق کی حکومت کا بیان وارد ہوا ہے۔
بخاری نے بروایتِ حضرت ابوہریرہؓ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔
میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی۔
اور حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے کہ جب بنی امیہ

اربعین اتخذ واعباد اللہ خولا و مال اللہ نحلاً وکتاب اللہ دغلا واخرج ابویعلیٰ والحاکم عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیتُ فی النوم بنی الحکم ینزون علی منبری کما تنزو القردۃ قال فما رئی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکا مستجمعا حتی توفی واخرج البیھقی عن ابن المسیب قال رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیۃ علی منبرہ فساءہٗ ذلک فاوحی الیہ انما ھی دنیا اُعطوھا فقرت عینہ واخرج الترمذی والحاکم والبیھقی عن الحسن بن علی قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد رأی بنی اُمیۃ یخطبون علی منبرہ رجلا رجلا فساءہ ذلک فنزلت اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ونزلت اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ یملکھا بنوامیۃ قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملک بنی امیۃ فاذا ھی الف شھر لاتزید ولا تنقص آخرج ابوداؤد عن عبد اللہ بن حوالۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن حوالۃ اذا رأیت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام

کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام اور خدا کے مال (یعنے بیت المال کے مال) کو بخشش بنالیں گے اور کتاب خدا کو کھیل بنا دیں گے۔ اور ابویعلےٰ نے اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں اولادِ حکم کو دیکھا کہ میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس خواب کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔ اور بیہقی نے ابن مسیب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں) بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپؐ کو اس سے بہت رنج ہوا پس آپؐ پر وحی نازل ہوئی کہ یہ صرف دُنیا ہے جو اُنہیں دی گئی تو آپؐ خوش ہوگئے۔ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ میں سے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپؐ کو اس سے رنج ہوا پس یہ سورت نازل ہوئی اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الآیۃ (ترجمہ) اے نبی! ہم نے تم کو کوثر دی ہے۔ اور یہ سورت نازل ہوئی اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ الآیۃ (ترجمہ) ہم نے نازل کیا ہے قرآن لیلۃ القدر میں اور تم کیا جانو کیا ہے لیلۃ القدر؟ لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔ وہ ہزار مہینے جن میں بنی امیہ بادشاہت کریں گے۔ قاسم بن فضل نے بیان کیا ہے کہ ہم نے حساب کیا تو بنی امیہ کی سلطنت پوری ہزار مہینے نکلی نہ زیادہ نہ کم۔ اور ابوداؤد نے بروایتِ عبداللہ بن حوالہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ خلافت ارضِ مقدس (یعنے شام) میں پہنچ گئی تو (سمجھ لو کہ) زلزلے اور پریشانیاں اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے

والساعة يومئذ اقرب من الناس من يدي هٰذه الى رأسك۔

وآنجا نکتہ ایست باریک آں را نیز باید فہمید کہ در باب خلافتِ شام احادیث مختلفہ آمدہ بعض ناظر بذم و بعض ناظر بہ مدح مانند حدیث دیگر از مسند ابن حوالۃ آخرج احمد وابوداؤد عن ابن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيصير الامر ان تكونوا اجنودا مجندة جند بالشام وجند باليمن وجند بالعراق فقال ابن حوالة خِر لي يا رسول الله ان ادركت ذلك فقال عليك بالشام فانها خيرة الله من ارضه يجتبي اليها خيرته من عباده فاما ان ابيتم فعليكم بيمنكم واستقوا من غُدُرِكم فان الله عز وجل توكل لي بالشام واهله۔

وجہ حل ایں تعارض آنست کہ ایں قوم در حد ذاتِ خویش استحقاق خلافت نداشتند و خلافت برایشاں مستقر شد و عنایتِ تشریعیہ متوجہ تمشیۂ امر جہاد و تعاون براں گشت لہذا ہر جا ذم ست متوجہ بذواتِ آں جماعہ است و ہر جا مدح وحث است متوجہ باموز ملکیہ و مانند آں از میان اینہا عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ راشد بود بحلیۂ علم و فضل و زہد آراستہ و از وے آثارِ محمودہ در عالم باقی ماند یکے کتابتِ علم حدیث

اور قیامت اُس وقت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جس قدر میرا ہاتھ تمھارے سر سے قریب ہے۔

یہاں ایک باریک نکتہ ہے اس کو بھی سمجھ لو کہ وہ یہ کہ خلافتِ شام کے متعلق مختلف حدیثیں آئی ہیں۔ بعض تو بُرائی پر دلالت کرتی ہیں اور بعض تعریف پر مثل ایک دوسری حدیث کے کہ وہ بھی ابن حوالہ سے مروی ہے جس کو امام احمدؒ اور ابوداؤد نے ابن حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب انجام کار یہ ہوگا کہ تم لوگ بڑے بڑے لشکر بن جاؤ گے ایک لشکر شام میں ہوگا اور ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر وہ زمانہ مجھے ملے تو آپؐ میرے لئے کس لشکر کو پسند کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم شام میں رہنا کیونکہ وہ اللہ کی پسندیدہ زمین ہے وہاں اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھتا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یمن میں رہنا اور اپنے حوضوں کا پانی پینا۔ اللہ عز وجل نے مجھ سے شام اور اہلِ شام کے متعلق ذمہ داری کرلی ہے۔ اس تعارض کا دفعیہ اس طرح ہے کہ اہلِ شام اپنے ذاتی اوصاف کے لحاظ سے استحقاق خلافت نہ رکھتے تھے مگر خلافت ان کو حاصل ہوئی اور عنایتِ تشریعیہ جہاد کا کام جاری رکھنے اور اس پر مدد کرنے کی طرف متوجہ ہوئی لہٰذا جہاں کہیں بُرائی ہے اس کا مرجع اہلِ شام کی ذات ہے اور جہاں کہیں تعریف ہے وہ امورِ ملکیہ وغیرہ کے سبب سے ہے۔ انہی اہلِ شام میں ایک عمر بن عبدالعزیز تھے جو اچھے خلیفہ تھے اور علم و فضل و زہد کے زیور سے آراستہ تھے اور اُن کے بہت عمدہ آثار دنیا میں باقی رہے جن میں سے ایک علمِ حدیث[1] کی کتابت ہے اور احادیث کا

[1] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں آپؐ کی احادیث کتابوں میں لکھی ہوئی نہ تھیں لوگوں نے اپنے سینوں میں اُن کو محفوظ کرلیا تھا۔ (باقی ص ۶۰۲ پر)

وجمع آں دیگر ترک سبّ اہل بیت فبروے صادق آمد مضمون حدیث یبعث اللہ علی رأس کل مأۃ من یجدد لہا دینہا۔

فتنۂ ثالثہ آنکہ چوں ایں مدت نزدیک بانقضاء رسید دعاۃ بنی عباس از طرفِ خراسان سر برآوردند وجنگہا واقع شد ومظلمہا بروی کارآمد ہر کرا از نفس بنی امیہ یا اعوانِ ایشان یافتند کشتند ومصادرہا نمودند وایں معنے در ہمہ اطراف ونواحی فاش گردید وصار ماصار بعد انیہمہ ہنگامہا امر بنی عباس استقرار یافت وتغیر ثالث تمام شد وتغیر رابع ظاہر گشت اگرچہ ایں حوادث عظام دربغل داشت ودر زمان طویل سپری شد وحدتے داشت چنانکہ تغیرات متقدمہ وحدتے داشتند پس بہ یک اعتبار مے تواں گفت کہ دو دولت بیش نیست اوّل در مدینہ بود و ثانی در شام قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام و فی الاسرائیلیات

جمع کرنا ہے اور دوسرا سبّ[1] اہل بیت کا موقوف کرنا ہے۔ اس حدیث کا مضمون ان پر صادق آیا کہ اللہ ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا شخص پیدا کرتا ہے گا جو دینِ اسلام کی تجدید کر دیا کرے گا۔

فتنۂ سوم جب یہ مدت قریب ختم پہنچا تو بنی عباس کے مدعیانِ خلافت نے خراسان کی طرف سے سر اٹھایا اور لڑائیاں ہوئیں اور بڑے بڑے ظلم ہوئے جو شخص بنی امیہ میں سے یا ان کے مددگاروں میں سے مل گیا اُس کو مار ڈالا اور بڑی بڑی سختیاں کیں یہ بات تمام اطراف وجوانب میں پھیل گئی اور ہوا جو کچھ ہوا۔ ان تمام ہنگاموں کے بعد بنی عباس کا کام جم گیا اور تیسرا تغیر ختم ہو گیا اور چوتھا تغیر شروع ہو گیا۔ گو یہ (تیسرا) تغیر بڑے بڑے حادثے اپنے بغل میں رکھتا تھا اور ایک طویل زمانہ کے بعد ختم ہوا مگر اس کا رنگ ایک ہی جیسا کہ گزشتہ تغیرات کا رنگ ایک رہا لہٰذا ایک اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ (اسلام میں) صرف دو دولتیں ہوئیں اوّل مدینہ میں اور دوسری شام میں جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں اور بنی اسرائیل کی

[1] بنی امیہ نے حضرت علی مرتضٰے اور اُن کے خاندان والوں کی بدگوئی اس قدر کثرت سے شروع کردی تھی کہ خطبوں میں بر سر منبر اس فعل کا ارتکاب کیا جاتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اس فعل کو مٹایا جزاہ اللہ خیرا۔ بنی امیہ کے اس فعل کا الزام حضرت معاویہؓ پر کہاں تک آسکتا ہے اور اصل حقیقت اس کی کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نصائح کافیہ کی رد میں لکھونگا وہو الموفق۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۱) ابتدا ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو قرآن شریف کے علاوہ اور چیزوں کی کتابت سے منع بھی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ لاتکتبوا عنی الا القرآن صحابۂ کرام کا دور اسی حالت میں گزر گیا وہ ملکوں کے اطراف وجوانب میں پھیلے اور انھوں نے لوگوں کو مسائلِ دین تعلیم کئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں جس کو جس قدر یاد تھیں لوگوں سے بیان کیں۔ تابعین کا دور شروع ہوا اور ان کا ابتدائی قرن بھی اسی حالت میں گزرا کہ سوا قرآن کے کوئی ماخذ دین کا لکھا ہوا نہ تھا مگر اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ احادیث لکھ لی جائیں مبادا یہ بیش بہا خزانہ تلف ہو جائے چنانچہ ۱۰۰ھ ہجری کے حدود میں علمائے دین نایابانِ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوفیق خداوندی اس کام کو شروع کیا امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے ابوبکر بن محمد بن حزم کی خدمت میں یہ یادداشت بھیجی کہ دیکھیے جس قدر حدیثیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوں یا حضرت عمرؓ کے اقوال ہوں یا اور کوئی چیز ایسی ہی ہو وہ لکھ لی جائے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ علماء اُٹھتے جاتے ہیں ان کے ساتھ ہی علم دین بھی اُٹھ جائیگا۔ پس اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ نے اپنے بندوں کے دل میں ایک بے اندازہ جوش پیدا کر دیا ایک عالم تھا کہ علم حدیث حاصل کرنے اور احادیث جمع کرنے کے شوق میں بیتاب تھا تھوڑی ہی مدت میں علمِ حدیث ایک دریا بن گیا اور اس حد تک پہنچ گیا جس کو ہم دیکھ رہے ہیں۔

فی وصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم مُهَاجِرهٗ طَيْبَةُ وملكه بالشام اول بلفظ خیریت وخلافت و رحمت و مدت شیوع الاسلام معبر شد و ثانی بوصف تسبق ایمانهم شهادتهم و یفشوا الکذب و ملک عضوض و اساود صبار موصوف گشت اول مورخ بہ تزول رحی الاسلام لخمس و ثلثین و ثانی بعد قیام امر سلطنت بمدینہ اولے مورخ بسبعین سنة در اول سب سلف صالح نبود و در ثانی سلف صالح را سب می کردند علی اختلاف اهوائهم و آرائهم در اول جمیع امور دینی ایشاں راجع بود بہ پیغامبر و خلیفہ خاص و اختلاف معتدبہ در دین آنجا موجود نہ و در زمان ثانی اختلافہا و مذہبہائے پراگندہ در اصول عقاید کہ مرجئہ و قدریہ و خوارج و روافض پیدا شدند و در فتاوے و احکام جمعے مذہب اہل مدینہ داشتند و طائفہ مذہب اہل عراق لیکن ہنوز ایں اختلافہا مدوّن نشد و ایں نزاع محکم الاساس نگشتہ ایں حالت با حالت اولی بمنزلہ دو نوع مختلف الحقیقۃ تحت جنس تصور باید کرد باعتبار آں امر جامع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند لایزال الاسلام عزیزاً الی اثنے عشر خلیفۃ

کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں (لکھا) ہے کہ مقامِ ہجرت اُن کا طیبہ ہوگا اور سلطنت اُن کی ملک شام میں ہوگی۔ پہلی دولت خیریت اور خلافت و رحمت اور زمانۂ اشاعت اسلام کے اوصاف کے ساتھ تعبیر کی گئی اور دوسری دولت اِن بُرائیوں کے ساتھ یاد کی گئی کہ ان کی قسمیں ان کی گواہیوں سے آگے چلیں گی اور جھوٹ کا رواج ہوجائے گا اور کاٹنے والی بادشاہت ہوگی اور ڈسنے والے سانپ ہوں گے۔ پہلی دولت کی تاریخ یوں بیان کی گئی ہے کہ اِسلام کی چکّی پینتیس ۳۵ برس تک چلتی رہے گی۔ اور دوسری دولت کی تاریخ اس طرح بیان ہوئی کہ جب مدینہ اوّل کے بعد سلطنت قائم ہوجائے گی تو ستّر برس تک رہیگی پہلی دولت میں سلف صالح کی بدگوئی نہ تھی اور دوسری دولت میں سلف صالح کو بُرا کہنے لگے تھے اپنی اپنی خواہش اور رائے کے موافق۔ پہلی دولت میں تمام امور دینی کا مرجع پیغمبرؐ اور خلیفۂ خاص تھے اور کوئی قابل لحاظ اختلاف دین میں اس وقت نہ تھا۔ دوسری دولت میں بہت سے اختلاف اور اصول عقائد میں بہت سے پراگندہ مذہب مثل مُرجیہ و قدریہ و روافض و خوارج کے پیدا ہوگئے اور فتاوٰی اور احکام میں کچھ لوگ اہلِ مدینہ کے مذہب پر تھے کچھ لوگ اہلِ عراق کے مذہب پر تھے لیکن ہنوز یہ اختلاف مدوّن نہ ہوئے تھے اور یہ سب نزاع مضبوط نہ ہوئی تھی۔ اس حالت کو (جو تیسرے تغیر سے پیدا ہوئی) بمقابلہ پہلی حالت کے (جو پہلے دو تغیّروں سے پیدا ہوئی تھی) مثل دو مختلف الحقیقۃ نوعوں کے سمجھنا چاہیئے جو ایک جنس کے نیچے ہوں۔ باعتبار اسی امر مشترک کے (جو یہاں بمنزلہ جنس کے ہی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب رہیگا بارہ خلیفہ کے وقت تک جو

كلهم من قريش وفی رواية لا يزال امر الناس ماضيا ما وليهم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش اخرجه الشيخان من حديث جابر بن سمرةؓ این امر جامع که مشترک ست درمیان دو دولت دولتے که در مدینه بود و دولتے که درشام استقرار یافت تفصیلے می طلبد ظهور دین دو جناح دارد یکے خلافت و دیگر علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اما اتفاق ہر دو دولت باعتبار خلافت ازاں جہت ست که دریں ہر دو دولت خلیفه مستقل می بود متصرف در عالم بغیر مزاحمت خارجیاں و بدون اعتماد کلّی بر امرائے لشکر بخلاف دولت بنی عباس و اتفاق ایں ہر دو باعتبار علم ازاں جہت ست که تا ایں وقت تدوین مذاہب نشده بود و ہیچکس نمے گفت که من متبع فلاں شخصم بلکه ادلۂ کتاب و سنت را بر وفق مذہب اصحاب خود تاویل مے نمود و ہر یکے دعوی میکرد که بمقتضائے صراح شریعت محمدیہ علے صاحبها الصلوٰة والسلام حکم چنیں و چنیں ست اخطأ فی هذا او اصاب فقه ایں زمانه مخلوط بود با آثار صحابه و تابعین مسند و مرسل همه را اخذ میکردند۔

حالت رابعه استقرار خلافت بنی عباس در عراق و ایں دولت قریب بچہار صد سال ماند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر داده اند اخرج الترمذی عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج من خراسان رايات سود

سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جب تک کہ ان کے حاکم بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اس حدیث کو شیخینؒ نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کیا ہے۔ تحقیق اس امر مشترک کی جو دونوں دولتوں یعنے مدینہ کی دولت اور شام کی دولت میں پایا جاتا ہے کچھ تفصیل چاہتی ہے (وہ یہ کہ) غلبۂ دین کے دو بازو ہیں ایک خلافت اور دوسرے علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ دونوں دولتوں میں خلافت کا مشترک ہونا اس وجہ سے ہے کہ ان دونوں دولتوں میں خلیفہ مستقل ہوتا تھا اور ملک میں بغیر مزاحمت باغیوں کے اور بغیر اس کے کہ اُمرائے لشکر پر پورا بھروسہ کرے تصرف کرتا تھا بخلاف دولت بنی عباس کے۔ اور ان دونوں دولتوں میں علم کا مشترک ہونا اس سبب سے ہے کہ اُس وقت تک مذاہب کی تدوین نہ ہوئی تھی۔ کوئی شخص یہ نہ کہتا تھا کہ میں فلاں شخص کا پیرو ہوں بلکہ کتاب و سنت کی دلیلوں کو اپنے اصحاب کے مذہب کے موافق تاویل کرتے تھے۔ ہر شخص یہ دعوے کرتا تھا کہ خالص شریعت محمدیہ علے صاحبها الصلوٰة والسلام کے موافق حکم اس طرح اور اس طرح ہے اس میں اس سے غلطی ہو یا صواب۔ اُس زمانہ کی فقہ صحابہ و تابعین کے آثار کے ساتھ مخلوط تھی مسند و مرسل سب پر عمل کرتے تھے۔

چوتھی حالت (یعنے چوتھا تغیر) خلافت بنی عباس کا عراق میں جم جانا۔ یہ دولت قریب چار سو برس تک رہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی خبر دی ہے۔ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خراسان سے کچھ سیاہ جھنڈے نکلیں گے

فلا یردھا شیٔ حتی تنصب بایلیا
وہمین ست فتنۃ السراء و ہمین ست مضمون
ثم یکون جبریۃ وعتوا اخرج ابوداؤد
من حدیث عبد اللہ بن عمر قال کنا
قعودا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فذکر الفتن فاکثر فی ذکرھا حتی
ذکر فتنۃ الاحلاس فقال قائل
یا رسول اللہ وما فتنۃ الاحلاس قال
ھی ھرب وحرب ثم فتنۃ السراء
ودخنھا من تحت قدم رجل من
اھل بیتی یزعم انہ منی ولیس منی
انما اولیائی المتقون ثم یصطلح الناس
علی رجل کورک علی ضلع ثم فتنۃ الدھیماء
لا تدع احدا من ھذہ الامۃ الا
لطمتہ لطمۃ فاذا قیل انقضت تمادت
یصبح الرجل فیھا مؤمنا ویمسی کافرا حتی
تصیر الی فسطاطین فسطاط ایمان لا
نفاق فیہ وفسطاط نفاق لا ایمان فیہ
فاذا کان ذلکم فانتظروا الدجال من یومہ
او من غدہ قال الخطابی قولہ فتنۃ الاحلاس
انما اضیفت الفتنۃ الی الاحلاس لدوامھا
وطول لبثھا یقال للرجل اذا کان
یلزم بیتہ لا یبرح ھو حلس بیتہ وقد
یحتمل ان یکون شبھہ بالاحلاس لسواد
لونھا وظلمتھا والحرب ذھاب المال والاھل

جن کو کوئی چیز واپس نہ کر سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیا (بیت المقدس)
میں نصب کر دیئے جائیں گے۔ فتنۂ سرّاء (جو آیندہ حدیث میں
مذکور ہوگا) یہی فتنہ ہے اور ظلم اور سرکشی (جو کاٹنے والی بادشاہت
کے بعد بیان کی گئی ہے) یہی ہے۔ ابوداؤد نے بروایت عبد اللہ
بن عمرؓ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ (ایک روز) رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے فتنوں کا
ذکر کیا اور بہت ذکر کیا یہاں تک کہ آپؐ نے فتنۂ احلاس کا ذکر
کیا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنۂ احلاس کیا چیز
ہے آپؐ نے فرمایا کہ اس میں ہرب اور حرب ہوگی اس کے بعد
فتنۂ سراء ہوگا جس کا دھواں ایک ایسے شخص کے پیر کے
نیچے سے اُٹھے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا وہ اپنے کو
میرے گروہ میں سے سمجھے گا حالانکہ وہ میرے گروہ سے نہ ہوگا
میرے ولی وہی لوگ ہیں جو متقی ہوں۔ اس کے بعد پھر لوگ
ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو مثل سرین کے پسلی پر
ہوگا اس کے بعد فتنۂ دہیماء ہوگا جو اس امت میں سے کسی کو
باقی نہ رکھے گا جس کو ایک طمانچہ نہ مارے (وہ فتنہ ایسا طویل
ہوگا کہ) جب لوگ خیال کریں گے کہ اب یہ فتنہ ختم ہوا تو وہ اور
بڑھ جائے گا اس فتنہ میں آدمی صبح کو مؤمن ہوگا اور شام
کو کافر ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ امت میں دو فرقے ہو جائیں گے
ایک فرقہ ایمان کا جس میں بالکل نفاق نہ ہوگا۔ اور دوسرا فرقہ نفاق کا جس میں بالکل
ایمان نہ ہوگا جب یہ حالت ہو جائے تو تم اسی دن یا اس کے دوسرے دن دجال کا انتظار کرنا
خطابی نے کہا ہے کہ اس فتنہ کو فتنۃ الاحلاس اس کے دوام اور درازی کے سبب
سے کہا گیا ہے۔ جب کوئی شخص گھر میں ہی مقیم رہے اور باہر نہ نکلے تو اس کو کہتے ہیں
وہ اپنے گھر کا ٹاٹ بنا ہوا ہے' یا شاید اس سبب سے کہا گیا کہ (حلس سیاہی کو کہتے ہیں اور) یہ فتنہ سیاہ اور
تاریک تھا۔ اور حرب کے معنی مال اور اولاد زائل ہو جانے کے ہیں۔ اہل عرب

يقال حَرِبَ الرجل فهو حَرِيبٌ اذا سُلِبَ مال واهل. والدخان يريد انها تثور كالدخان من تحت قدميه. وقوله كورك على ضلع مثل ومعناه الامر الذى لا يثبت ولا يستقيم وذلك ان الضلع لا يقوم بالورك ولا يحمله وانما يقال فى باب الملائمة والموافقة اذا وصفوا هو ككف فى ساعد وساعد فى ذراع ونحو ذلك يريد ان هذا الرجل غير خليق للملك ولا مستقل به. والدهيماء تصغير الدهماء صغرها على مذهب المذمة لها آنچہ در معنے ایں حدیث پیش فقیر محقق شد آنست کہ فتنۃ الاحلاس فتنہ بنی امیہ ست در شام و ہرب اشارہ است بگریختن عبداللہ بن الزبیر از مدینہ بمکہ و حرب آنچہ بعد ازاں مقاتلات ضحاک بن قیس وغیر آں واقع شد و فتنۃ السراء فتنۂ بنی عباس ست قصۂ عہد ابراہیم عباسی بسوئے ابو مسلم در کتبِ تاریخ خواندہ باشی و فتنۃ الدہیماء فتنۂ تُرک ست فاذا قیل انقضت تمادت اشارہ است باستقلال طوائف اتراک طبقۃ بعد طبقۃ درزمین روم و فارس۔

باقی ماند مسئلہ در غایت اشکال در حدیث ابن ماجہ اشارہ بقصۂ خروج ابو مسلم از خراسان واقع شد وآں خلیفہ را مہدی گفتہ اند و ترغیب بر نصرت او نمودہ اند و لطرفِ آں خارجیاں عذری حوالہ کردہ اند اخرج ابن ماجۃ من حدیث علقمۃ عن عبداللہ بن مسعود

بولتے ہیں کہ حرب الرجل مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے مال و اولاد ضائع ہوگئے۔ دھوئیں سے مراد یہ ہے کہ یہ فتنہ دھوئیں کی طرح اس کے پیروں کے نیچے سے جوش کرے گا۔ اور سرین کا پسلی پر ہونا ایک مثل ہے جو ایسے امر پر بولی جاتی ہے کہ جو ثابت اور قائم نہ رہ سکے جس طرح پسلی سُرین کے ساتھ سیدھی نہیں رہ سکتی نہ اُس کو اُٹھا سکتی ہے۔ اور جب کسی کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مثل ہتھیلی کے کلائی میں ہے یا مثل کلائی کے بازو میں ہے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص بادشاہت کے قابل نہیں اُس کا بار اُٹھا نہیں سکتا۔ دہیماء تصغیر دہما کی ہے یہ تصغیر واسطے مذمت کے ہے۔ اس فقیر کے نزدیک اس حدیث کے جو معنے ثابت ہیں وہ یہ ہیں کہ فتنۂ احلاس سے مراد بنی امیہ کا فتنہ ہے جو شام میں ہوا۔ اور ہرب سے عبداللہ بن زبیرؓ کے مدینہ سے مکہ بھاگ کر جانے کی طرف اشارہ ہے اور حرب سے وہ لڑائیاں مراد ہیں جو ضحاک بن قیس وغیرہ سے ہوئیں۔ اور فتنۂ سراء سے فتنۂ بنی عباس مراد ہے ابراہیم عباسی کا فرمان بجانب ابو مسلم تم نے کتبِ تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ اور فتنۂ دہیماء سے مراد ترکوں کا فتنہ ہے اور یہ جو کہا گیا کہ جب اس فتنہ کی بابت یہ خیال کیا جائے گا کہ ختم ہوگیا تو اور بڑھ جائے گا یہ اس طرف اشارہ ہے کہ گروہ تُرک یکے بعد دیگرے زمین روم و فارس میں مستقل رہیں گے۔

اب ایک مسئلہ نہایت مشکل اور باقی ہے وہ یہ کہ ابن ماجہ کی حدیث میں ابو مسلم کے خراسان سے نکلنے کی طرف اشارہ ہے اور اس خلیفہ کو مہدی فرمایا گیا ہے اور اس کے مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ خارجیوں نے اس کے متعلق ایک اعتراض بھی کیا ہے۔ ابن ماجہ نے بروایت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ

قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ اقبل فتية من بني هاشم فلما رآهم النبي صلى الله عليه وسلم اغرورقت عيناه وتغير لونه قال فقلت ما نزال نرى في وجهك شيئا نكرهه فقال انا اهل بيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا وان اهل بيتي سيلقون بعدي بلاء وتشريدا وتطريدا حتى يأتي قوم من قبل المشرق معهم رايات سود فيسألون الخير فلا يعطونه فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سألوا فلا يقبلونه حتى يدفعوها الى رجل من اهل بيتي فيملأها قسطا كما ملؤها جورا فمن ادرك ذلك منكم فليأتهم ولو حبوا على الثلج واخرج ابن ماجة عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقتتل عند كنزكم ثلاثة كلهم ابن خليفة ثم لا يصير الى واحد منهم ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم ثم ذكر شيئا لا احفظه فقال فاذا رأيتموه فبايعوه ولو حبوا على الثلج فانه خليفة الله المهدي واخرج ماجة

وہ کہتے تھے ایک روز ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ جوان بنی ہاشم کے سامنے سے آئے جب اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپؐ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ کیا بات ہے کہ ہم آپؐ کے چہرہ میں رنج کے آثار دیکھتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ اللہ نے ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلاوطنی میں مبتلا ہوں گے یہاں تک کہ کچھ لوگ مشرق کی جانب سے آئیں گے اُن کے ساتھ سیاہ جھنڈے ہوں گے وہ (لوگوں سے) مال مانگیں گے مگر انھیں نہ ملے گا پھر وہ لڑیں گے اور اُنھیں فتح حاصل ہوگی اور جو کچھ انھوں نے مانگا تھا اُنھیں دیا جائے گا مگر وہ اس کو قبول نہ کریں گے اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالہ کر دیں گے جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا۔ پس جو شخص تم میں سے اُن لوگوں کو پائے اُس کو چاہیئے کہ اُن کے پاس آئے چاہے اُس کو برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔ اور ابن ماجہ نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خزانے کے پاس تین آدمی قتال کریں گے وہ سب کسی نہ کسی خلیفہ کے بیٹے ہوں گے مگر وہ خزانہ کسی کو نہ ملے گا پھر کچھ سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے اور تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح قتل نہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد آپؐ نے کچھ اور ذکر کیا جو مجھے یاد نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جب تم اس خلیفہ کو (جس کے ہمراہ سیاہ جھنڈے ہوں گے) دیکھنا تو اس سے بیعت کر لینا چاہے برف پر گھٹنوں کے بل تم کو چل کر جانا پڑے کیونکہ وہ خلیفہ خدا مہدی ہے۔ اور ابن ماجہ نے

عن عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمھدی
یعنی سلطانہ

تحقیق این سہ حدیث پیش فقیر آنست کہ مراد
از مہدی خلیفہ بنی عباس ست نہ امام مہدی کہ در
آخر زمان ظہور نماید اینجا مہدی گفتن و خلیفۃ اللہ نامیدن
و حث بر نصرت او نمودن بجہت آنست کہ
خلافت این فریق در پردۂ تقدیر مصمم شد آن را
تغییر و تبدیل نیست پس او مہدی ست راہ نمودہ
شدہ بسوئے تدبیرے کہ مفضی باشد باستقرار
خلافت نہ چون خارجیان دیگر کہ تدبیر آنہا متلاشی
شد و بجز ہرج و مرج چیزے بدست ایشان نیامد
و او خلیفۃ اللہ ست بمعنے آنکہ خلافت او در قدر الٰہی
مصمم گشتہ بود باو باید بود و ردّ او نباید نمود زیرا کہ
مطلوب اہم در شریعت قطع نزاع ست و تقلیل ہرج
و مرج خلافت مستقرہ بہتر ست اگرچہ صاحب آن کورکِ
علیٰ ضلعِ باشد از خلافت متلاشیہ گو صاحب آن افضل
بود ثمرۂ تشریع تقلیل مفسدہ و تعیین راہے کہ موافق تقدیر
زود تر حاصل شود در اوّل دولت عباسیہ امر خلیفہ در اطراف
عالم نافذ بود و بعد معتصم حکم ایشان ضعیف شد سلجوقیان
مستقل شدند تا آنکہ سلطنت صورتے ماند بغیر
حقیقت و عبیدیان بمصر خروج کردند و از پہلوئے
آنہا فتنۂ عظیمہ برخاست نصاریٰ بر شام تسلط
یافتند آخر ہا ہم عبیدیان برہم خوردند

عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے روایت کی ہے کہ انہوں
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ مشرق
سے آئیں گے اور وہ مہدی کی سلطنت (قائم کرنے) کے لئے آئیں گے

تحقیق ان تینوں حدیثوں کی اس فقیر کے نزدیک یہ ہی
کہ مہدی سے مراد خلیفہ بنی عباس ہے نہ کہ امام مہدیؑ جو آخر
زمانہ میں ظاہر ہوں گے یہاں اس خلیفہ کو مہدی اور خلیفۃ اللہ
کہنا اور اُس کی مدد کی ترغیب دینا محض اس سبب سے ہے کہ
اس فریق کی خلافت پردۂ تقدیر میں مصمم ہو چکی تھی اس میں
تغیر و تبدل ہونے والا نہ تھا لہٰذا وہ مہدی ہوا یعنے راہ یافتہ
اس تدبیر کی طرف جو اس کی خلافت کو مضبوط کردے نہ مثل
دوسرے خارجیوں کے کہ ان کی تدبیر رائگاں ہو گئی اور سوا فتنہ و
فساد کے کچھ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ خلیفۃ اللہ اس کو اس معنے میں
کہا گیا کہ خلافت اس کی تقدیر الٰہی میں مصمم ہو چکی تھی اور اسی
وجہ سے کہا گیا کہ) اس کے ساتھ ہو جانا چاہئے اس کی مخالفت
نہ کرنا چاہیئے کیونکہ بڑا مقصود شریعت میں قطع نزاع ہے اور
فتنہ و فساد کا کم کرنا۔ جمی ہوئی خلافت بہتر ہے اگرچہ اس کا
مالک مثل سرین کے پسلی پر ہو بہ نسبت پراگندہ خلافت کے
گو اُس کا مالک افضل ہو۔ تشریع کا ثمرہ یہ ہے کہ فسادات میں
کمی ہو اور وہ راہ متعین ہو جائے جس سے (مقصود) موافق
تقدیر کے جلد حاصل ہو جائے۔ شروع دولتِ عباسیہ میں خلیفہ
کا حکم اطرافِ عالم میں نافذ تھا۔ معتصم کے بعد حکم ان کا کمزور
ہو گیا اور سلجوقیوں کی سلطنت قائم ہوئی یہاں تک کہ (بنی
عباس کی) سلطنت ایک صورت رہ گئی بغیر حقیقت کے اور
عبیدیوں نے مصر پر خروج کیا اور اُن کے پہلو سے ایک فتنہ
برپا ہوا۔ نصاریٰ نے شام پر تسلط پایا بالآخر عبیدی بھی درہم برہم ہو گئے

وہم نصاریٰ از ارضِ شام برآوردہ شد و بعد از آں
اتراکِ چنگیزیہ بر خراسان غلبہ کردند و آخراً خلیفۂ عباسی
برہم خورد و دراں حالت دولتِ عرب منقرض شد
و عجمیاں در ہر ناحیت بریاست سر برآوردند و ایں
ابتدائے تغیّرِ خامس بود در ایام دولتِ بنی عباس
مذاہبِ اصول و فروع محکم الاساس گشت حنفی
و شافعی و مالکی تصانیف پرداختند و در اصول
معتزلہ و شیعہ و جہمیہ از ہم ممتاز گشتند و در ہمیں
عصر علوم یونانیاں بلغتِ عرب نقل کردہ شد
و تاریخ فارسیاں را معرب ساختند و ہر کسے بمذہب
خود خرسند گردید تا انقراض دولتِ شام ہیچکس
خود را حنفی و شافعی نمی گفت بلکہ ادلّہ را بر وفق
مذاہب اصحاب خود تاویل میکردند و در دولتِ
عراق ہر کسے برائے خود نامے معین نمود تا نصِ اصحاب
خود نیابد بر ادلّہ کتاب و سنت حکم نکند اختلافی
کہ از مقتضائے تاویل کتاب و سنت لازم می
آمد الحال محکم الاساس گشت ہرچند دولتِ
بنی عباس اوّل و اوسط و آخر مختلف بود اما ہمہ
بر تاسیس مذاہب و تفریع آں و تخریج براں گزشت
و ایں حالت بہ نسبتِ حالتین اُولیین مانند دو
جنس تحت جنسِ عالی تصور باید کرد و آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم باعتبار ہمیں امر مشترک فرمود اخرج
ابوداؤد من حدیث سعد بن ابی وقاص ؓ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لارجو
ان لا تعجز امتی عند ربھا ان یؤخرھم نصف یوم

اور نصاریٰ بھی ملکِ شام سے نکال دیئے گئے۔ اس کے بعد چنگیزی
ترکوں کا خراسان پر غلبہ ہوا بالآخر خلیفۂ عباسی بھی درہم برہم ہوگیا
اور اُس وقت دولتِ عرب ختم ہوگئی اور عجمیوں نے ہر طرف سرداری
کے ساتھ سر اُٹھایا یہ پانچویں تغیّر کی ابتدا تھی۔

(پانچواں تغیّر) عجمیوں کی سلطنت۔ (اس میں اور چوتھے تغیّر
میں فرق یہ تھا کہ) دولتِ بنی عباس کے زمانہ میں اصول و فروع
مضبوط ہوگئے تھے حنفی اور شافعی اور مالکی (اپنے اپنے مذہب کی) کتابیں
لکھ چکے تھے اور اصول میں معتزلہ اور شیعہ اور جہمیہ ایک دوسرے سے
ممتاز ہو چکے تھے اور انہی کے عہد میں یونانیوں کے علوم زبانِ عرب
میں نقل کیے گئے اور فارسیوں کی تاریخ عربی میں ترجمہ کی گئی
اور ہر ایک اپنے مذہب سے خوش تھا۔ دولتِ شام کے ختم ہونے تک
کوئی شخص اپنے کو حنفی شافعی نہیں کہتا تھا بلکہ وہ لوگ دلائل کو
موافق اپنے اصحاب کے مذہب کے تاویل کرتے تھے۔ اور دولتِ عراق میں
ہر شخص نے اپنے لئے ایک ایک نام تجویز کرلیا (کوئی اپنے کو حنفی کہنے
لگا کوئی شافعی) جب تک اپنے اصحاب کی تصریح نہ دیکھ لیتے تھے
قرآن و حدیث کے دلائل پر کوئی حکم نہ کرتے تھے۔ جو اختلافات قرآن
و حدیث کی تاویل کے لحاظ سے لازم آتے تھے اب وہ مضبوط
ہوگئے۔ ہرچند دولتِ بنی عباس اوّل اور اوسط اور آخر میں مختلف
تھی مگر یہ دولت تمام تر مذاہب کی مضبوطی اور اُن کی تفریعات اور
تخریجات پر گزری۔ اور یہ حالت بہ نسبت پہلی دونوں حالتوں کے
مثل دو جنس (سافل) کے تھی جو جنسِ عالی کے تحت میں ہوں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر مشترک کے لحاظ سے فرمایا تھا
جس کو ابوداؤد نے بروایت سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے
پروردگار کے یہاں اس بات سے محروم نہ رہیگی کہ وہ اُن کو نصف روز تک مہلت دے

قیل لسعد و کم نصف یوم قال خمس مائۃ سنۃ
تفصیل ایں معنے آنکہ خلافت در دولت مدینہ و شام و عراق ہمہ در قریش بود واز ملکِ عرب باطراف و نواحی احکام جاری مے شد ولو بحسب الصورۃ آمت دریں حدیث بمعنے قوم و قبیلہ ست ازیں تاریخ باز دولتِ قریش منقرض شد بلکہ دولتِ عرب برہم خورد و روسائے محافل و ملوک عالم عجمیان شدند چوں دولتِ عرب منقضی شد مردم در بلادِ مختلفہ افتادند ہر یکے آنچہ از مذاہب یاد گرفتہ بود ہماں را اصل ساخت وآنچہ مذہب مستنبط سابقاً بود الحال سنتِ مستقرہ شد علم ایشاں تخریج بر تخریج و تفریع بر تفریع و دولتِ ایشاں مانند دولتِ مجوس الا آنکہ نماز می گزارند و متکلم بکلمۂ شہادت می شوند ما مردم در دامانِ ہمیں تغیر پیدا شدیم نمی دانیم کہ خدائے تعالیٰ بعد ازیں چہ خواستہ است وھذا آخر الفصل الخامس۔

حضرت سعدؓ سے پوچھا گیا کہ نصف روز کی کیا مقدار ہوگی؟ حضرت سعدؓ نے کہا پانچسو برس۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ دولت مدینہ کی خلافت اور شام کی اور عراق کی یہ سب خلافتیں قریش میں تھیں اور ملکِ عرب سے اطراف و جوانب میں احکام جاری ہوتے تھے گو ظاہری طور پر سہی (اور ان سب خلافتوں کا زمانہ پانچسو برس کا تھا یہی مطلب اُمت کو پانچسو برس تک مہلت دینے کا ہے) لفظ امت اس حدیث میں بمعنے قوم و قبیلہ (قریش) کے ہے اس مدت کے بعد دولت قریش کی ختم ہو گئی بلکہ عرب کی دولت درہم و برہم ہو گئی اور محفلوں کے رئیس اور عالم کے بادشاہ عجمی لوگ ہو گئے۔ جب دولت عرب کی ختم ہوئی اور (مسلمان) لوگ مختلف شہروں میں پہنچے تو جس نے جو مذہب یاد کر لیا تھا اُسی کو اس نے اصل بنایا اور جو مذہب کہ پہلے مستنبط (سمجھا جاتا) تھا اب اصل مضبوط بن گیا اب لوگوں کا علم یہ ہے کہ تخریج پر تخریج اور تفریع پر تفریع کریں۔ عجمیوں کی دولت بالکل مجوسیوں کی دولت کے مثل ہے فرق صرف یہ ہے کہ یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور کلمہ شہادت پڑھتے ہیں ہم لوگ اسی (پانچویں) تغیر کے دامن میں پیدا ہوئے ہیں اب نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے بعد کیا ہے۔

فصل پنجم ختم ہوئی

(والحمد للہ رب العالمین)

قارئینِ "ازالۃ الخفاء" کے لئے خوشخبری

"ازالۃ الخفاء" کا اصل فارسی متن سب سے پہلے ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے شائع فرمایا تھا، اور اس کی تصحیح حضرت محمد احسن صدیقی نانوتوی رحمہ اللہ نے تین قلمی نسخوں کی مدد سے فرمائی تھی لیکن یہ تینوں نسخے ایک جگہ سے نامکمل تھے، یعنی حصّہ اوّل کی آٹھویں فصل کا مقصدِ دوم غائب تھا جس میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے تفضیلِ شیخین رضی اللہ عنہما پر دلائلِ عقلیہ تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ حصّہ دوم کے آخر میں مولانا نانوتوی تحریر فرماتے ہیں:

"خاتمۃ الطبع:- احقر محمد احسن عرض کرتا ہے کہ بوقتِ طباعت جو کتابیں (مخطوطے) موجود تھیں ان میں سے صرف ایک کتاب میں مقصدِ اوّل کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی، اور باقی کتابوں (قلمی نسخوں) میں اس سے بھی تین ورق کم تھے۔ سیاقِ عبارت اور مصنف رحمہ اللہ کی عادت سے کہ خاتمۂ رسائل کے موقع پر جا بجا لکھتے ہیں "ہذا آخر ما اردنا ایرادہٗ" وغیر ذالکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر کو بہت تلاش کے باوجود یہ تتمہ دستیاب نہ ہوا۔ ناظرین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرما دیں اور فقیر کو بھی اطلاع کر دیں....."

گویا تقریباً سو سال سے "ازالۃ الخفاء" کے تمام مطبوعہ نسخوں اور اس کے تراجم میں یہ حصّہ ناتمام چلا آرہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر کو عرصۂ دراز سے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تصانیف سے خاص شغف رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مطالعہ کے دوران راقم کو یہ گمشدہ حصّہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی بعض تصانیف میں پورا کا پورا مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ اس حصّہ پر نظرِ ثانی کر کے یا اس کا اختصار کر کے "ازالۃ الخفاء" میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کا موقع نہ مل سکا۔

اب ہم اس گمشدہ حصّہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ "ازالۃ الخفاء" جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ "ازالۃ الخفاء" کا وہ حصّہ جو تقریباً سو سال سے ناتمام چلا آرہا تھا اب مکمل ہو جائے گا اور قارئین و محققین کی تشنگی دور ہوگی۔

اس مقصد کے لئے "ازالۃ الخفاء" جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے جس کو "قدیمی کتب خانہ" بعد نظرِ ثانی و اضافہ شائع کر رہا ہے۔

معراج محمد

مہتمم، قدیمی کتب خانہ ــــ کراچی

الفوز الکبیر

فی

اصول التفسیر

(اُردو)

جس میں قرآن مجید کی تفسیر کے تمام بنیادی اصول پر مفصل اور بصیرت افروز بحث کی گئی ہے

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مترجم

مولوی رشید احمد صاحب انصاری

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی

قرآن حکیم
کے اُردو تراجم

تاریخ۔ تعارف۔ تبصرہ۔ تقابلی جائزہ

تالیف

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین

ایم۔ اے۔ (عربی)۔ ایم۔ اے۔ (فارسی)۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بمبئی یونیورسٹی

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

○ قابل قدر دینی و علمی کتابیں ○

○ اجتہاد [(۱) اجتہاد کا تاریخی پس منظر
(۲) مسئلہ اجتہاد پر تحقیقی نظر] از مولانا محمد تقی امینی

○ حدیث کا درایتی معیار ۔ از مولانا محمد تقی امینی

○ حجۃ اللہ البالغہ مترجم (عربی مع اردو) از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

○ بدعت کی حقیقت اور اس کے احکام ۔ از شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

○ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (فارسی مع اردو)
از شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

○ امام ابو حنیفہ اور ان کے ناقدین ۔ از مولانا حبیب الرحمٰن شروانی

○ تحفۃ الواعظین (اردو) از علامہ ابن جوزیؒ

○ تازیانۂ شیطان ۔ از مولانا احمد سعید دہلویؒ

○ اسباب زوال امت از امیر شکیب ارسلان

○ کتاب الصلوٰۃ (اردو) از امام احمد بن حنبلؒ

○ احکام الجنائز (اردو)

○ مختصر شعب الایمان (اردو)

○ شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق
از مولانا محمد منظور نعمانی

قدیمی کتب خانہ ۔ مقابل آرام باغ ۔ کراچی ۱